ہر بدھ ... ام کے ساتھ شائع

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

55

بدھ 2 صفر 1425ھ مطابق 24 مارچ 2004ء

نکاح و طلاق

اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کا عمل

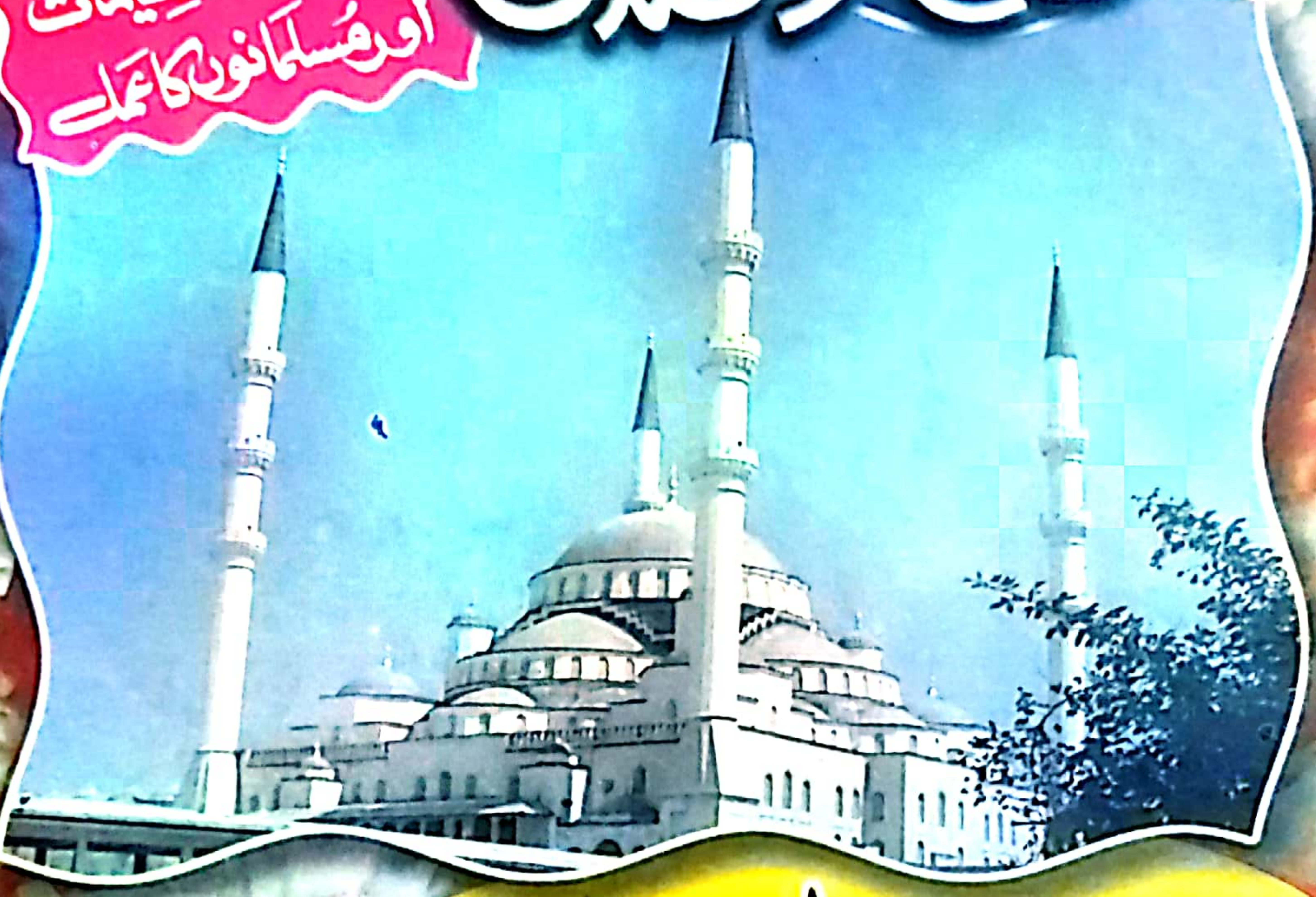

حجاب ہی اصل حسن ہے

DIL BOLA...
Pakola

Rs.20

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

درسِ قرآن و حدیث

احسان

عربی زبان میں احسان، اساءۃ (برائی) کی ضد ہے، ایسا فعل جس سے کسی کو فائدہ ہوا سے احسان کہا جاتا ہے مثلاً بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، بھولے بھٹکے کو راہ دکھانا، مظلوم کی مدد کرنا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا، گمراہ کو سیدھی راہ پر لگانا، جاہل کو علم سکھانا، مقروض کو مہلت دینا، مجبور کو معاف کر دینا یہ سب احسان ہی کی صورتیں ہیں۔ اصطلاح میں احسان کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی کا تعین موقع محل کو دیکھ کر کیا جاتا ہے، بخاری اور مسلم میں ایک مشہور حدیث ہے جسے ''حدیث جبریل'' کہا جاتا ہے، اس میں آتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے صحابہ کی تعلیم اور افادہ کی غرض سے آپ سے مختلف سوالات کئے، ان میں سے ایک سوال احسان کی حقیقت کے بارے میں بھی تھا، آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ ''تم اللہ کی عبادت اس تصور کے ساتھ کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم یہ تصور قائم نہیں کر سکتے تو یہ یقین رکھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احسان کا یہ مرتبہ ایمان کا خلاصہ، اس کی روح اور اس کا کمال ہے احسان کے باقی سارے مراتب اس میں آجاتے ہیں، اور اس مرتبہ کی جزاء اور بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے، سورہ رحمان میں ہے ''هل جزاء الاحسان الا الاحسان'' (احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں پہلے احسان سے مراد ''لاالٰـه الا الله'' اور دوسرے احسان سے مراد جنت ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور جو شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی اور پھر صحابہ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں تمہارے رب نے یہ فرمایا ہے کہ ''جس شخص پر میں توحید کی صورت میں انعام کروں اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں'' اس حدیث میں اللہ عزوجل کے ساتھ کمالِ حضور، کمال محبت و معرفت اور کمال اخلاص کا معاملہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صوفیاء کرام احسان کو سلوک و تصوف کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں کیونکہ سلوک و تصوف کی روح یہ ہے کہ بندۂ مومن کے دل میں اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا ہو جائے، جس انسان کے دل میں اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اس کی محبت و معرفت پیدا ہو جائے گی وہ جو عمل بھی کرے گا اچھے طریقے سے کرے گا، اس کی نماز اس کا روزہ، اس کی دعوت و تبلیغ، اس کا جہاد، اس کی تجارت و سیاست اور اخلاق و معاملات میں اس کی جھلک دکھائی دے گی، وہ کسی کا حق نہیں دبائے گا، دوسروں کا دل نہیں دکھائے گا، کمزوروں پر ستم نہیں ڈھائے گا بلکہ یوں بھی ہوگا کہ وہ دوسروں کو ان کے حق سے زائد دے گا، یہی چیز احسان کو عدل پر فوقیت دلاتی ہے، عدل یہ ہے کہ اپنا حق پورا پورا وصول کر لیا جائے اور دوسروں کا حق انہیں پورا پورا دے دیا جائے جبکہ احسان یہ ہے کہ اپنے حق سے کم وصول کیا جائے اور دوسروں کو ان کے حق سے زائد دیا جائے، عدل واجب ہے اور احسان مستحب ہے، قرآن کریم میں دونوں کا حکم دیا گیا ہے، سورہ نحل میں ہے ''بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے'' یہ وہ آیت کریمہ ہے جو جمعہ کے دن ہر خطیب خطبہ جمعہ میں تلاوت کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور سے ایسا ہو رہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت منقول ہے جس کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کو سارے اخلاق میں سے بہترین خلق قرار دیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تمہیں دنیا اور آخرت کے اخلاق میں سے سب سے بہترین خلق کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم رکھے، تم اسے دو اور یہی احسان ہے'' جب ہم ان آیاتِ کریمہ اور احادیثِ شریفہ میں غور و فکر کرتے ہیں جو احسان کے بارے میں آئی ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ احسان کا دائرہ انسان کی اپنی ذات، قوم، قبیلہ سے لے کر پورے معاشرہ اور ساری انسانیت تک پھیلا ہوا ہے۔

احسان کا پہلا دائرہ جس میں انسان کی اپنی ذات آتی ہے وہ عبادت کے اخلاص اور طاعت کے کمال کو شامل ہے سورہ اسراء میں ہے ''اگر تم احسان کرو گے تو اپنی جانوں کے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو اس کا وبال بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا''

احسان کا دوسرا دائرہ والدین کو شامل ہے، سورہ اسراء ہی میں ہے ''اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔''

تیسرا دائرہ تمام قرابت داروں کو شامل ہے (ملاحظہ کیجئے سورہ بقرہ آیت ۸۳)

چوتھے دائرے میں وہ معاشرہ آجاتا ہے جس میں انسان زندگی گزارتا ہے، یتامیٰ، مساکین، مسافر، ہم سفر، ہم درس، لونڈیاں اور غلام سب ہی اس میں شامل ہیں (مطالعہ فرمائیے سورۃ نساء آیت ۳۶) پانچویں دائرے میں مخالف اور دشمن آجاتے ہیں، سورہ مائدہ آیت ۱۳ میں دشمنوں کو معاف کرنے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دینے کے بعد ارشاد ہوتا ہے ''بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

چھٹے دائرے میں زندگی کے ہر شعبے اور اس کائنات کی ہر چیز کو شامل کیا جاسکتا ہے، اس میں تعمیرات بھی آجائیں گی اور ماحولیات بھی، حیوانات بھی اور نباتات بھی، راستے بھی آجائیں گے اور گلی کوچے بھی، اس سلسلہ میں ہمیں صحیح مسلم کی وہ حدیث پیش نظر رکھنی ہوگی جو حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو باتیں خاص طور پر یاد رکھی ہیں آپ نے فرمایا ''بے شک اللہ نے ہر چیز میں احسان فرض کیا ہے، جب تم (قصاص یا جہاد کے موقع پر) قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو، تمہیں چاہئے کہ چھری تیز کر لیا کرو اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔''

مذکورہ بالا گزارشات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ احسان ایک ایسی صفت ہے جس کا تعلق ظاہر سے باطن تک، فرد سے معاشرہ تک اور انسانوں سے حیوانوں تک ہر چیز اور ہر شعبے کے ساتھ ہے احسان عقیدہ میں بھی ضروری ہے اور عبادت میں بھی، تجارت میں بھی ضروری ہے اور سیاست میں بھی، صنعت و حرفت میں بھی ضروری ہے اور کاروبار سلطنت میں بھی، احسان اعزاء و اقارب کے ساتھ بھی لازم ہے اور مسافروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، دوستوں بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی، انسانوں کے ساتھ بھی لازم ہے اور حیوانوں کے ساتھ بھی۔

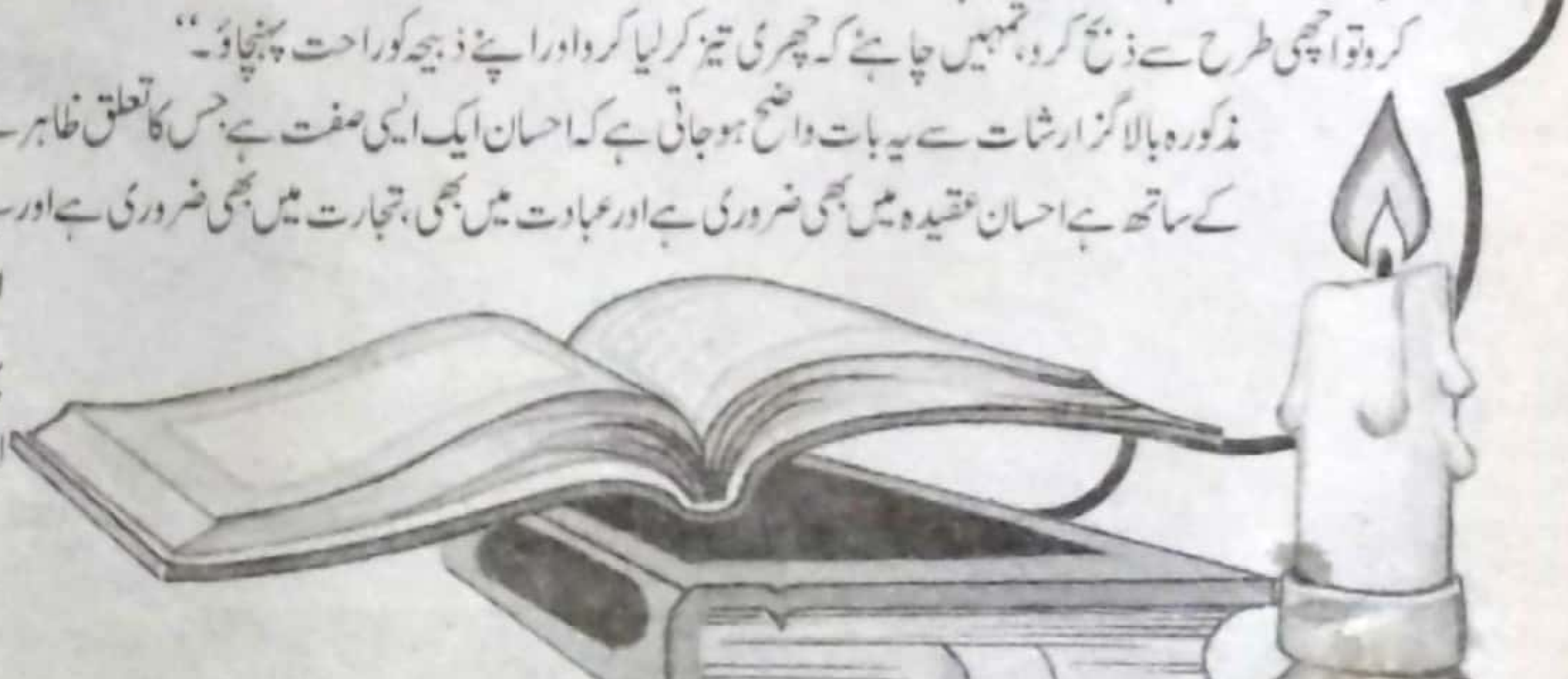

ہدایت، تقویٰ، عفت اور غنیٰ طلب کرنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَافَ وَ الْغِنٰی. (رواہ مسلم)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتی ہوں ہدایت اور تقویٰ اور پاکدامنی اور مخلوق کی ناحتاجی۔

فائدہ: اس دعا میں چار باتوں کا سوال ہے: ایک ہدایت یعنی راہ حق پر استقامت کے ساتھ چلتے رہنا، دوسرے تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے معاصی ومنکرات سے بچنا، تیسرے عفت و پاکدامنی، چوتھے غنیٰ یعنی اپنے اندر مخلوق کی محتاجی محسوس نہ کرے۔ اپنے مالک کی عطا پر اطمینان ہو۔

یومِ خواتین

8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس دن بڑے بڑے شہروں کے فائیو اسٹار ہوٹلوں میں اے سی کے ٹھنڈے ٹھار اور مہکتے ہالوں میں بیٹھ کر خواتین کے حقوق پر دھواں دھار قسم کی تقریریں کی جاتی ہیں۔ کراچی کے کلفٹن، ڈیفنس اور لاہور کے گلبرگ جیسے پوش علاقوں سے تعلق رکھنے والی بیگمات زرق برق لباس پہن کر ''کاسیات وعاریات'' کا کامل نمونہ بنے ہوئے اسٹیج پر آتی ہیں اور گھروں میں برتن دھونے والی ماسی فاطمہ عرف پھاتاں، کپڑے دھونے والی زینب عرف جینو، کھیتوں میں اپنے شوہر کے ساتھ مل کر کام کرنے والی صغراں عرف صُغّی اور اپنے سرتاج کے ساتھ زندگی بھر کا عہد و وفا باندھ کر اپنی زندگی کو شوہر اور بچوں کی خدمت میں کھپا دینے والی حنیفاں کے مسائل اور حقوق پر آواز بلند کرتی ہیں۔ این جی اوز مافیا سے تعلق رکھنے والی یہ خواتین ''عورت کے مرد کے مساوی حقوق''، ''عورتوں کے انسانی حقوق''، ''خواتین کی آزادی''، ''زندگی کے ہر شعبے میں عورت کی شمولیت''، ''عورت کی سیاسی نمایندگی''، ''عورت اور عائلی قوانین''، ''عورت اور حدود آرڈیننس'' جیسے مسائل پر لب کشائی کرتی ہیں۔ 8 مارچ کو ''یوم خواتین'' قرار دے کر دنیا بھر کی عورتوں کو اپنی ''آزادی'' کی جدوجہد کرنے کا پیغام دیا جاتا ہے۔ اس دن اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کرتے ہیں اور ریڈیو ٹی وی چینلز سے عورتوں کے لئے خاص پروگرام نشر ہوتے ہوتے ہیں۔ این جی اوز کی طرف سے عورتوں کے حقوق کے لیے ریلیاں نکالی جاتی ہیں، جلسے اور جلوس منعقد کئے جاتے ہیں...... مگر ماسی پھاتاں، جینو، صُغّی اور حنیفاں نام کی عورتیں ان تمام ریلیوں سے بے نیاز اپنے کام میں مگن زندگی کی گاڑی دھکیلنے میں مصروف رہتی ہیں۔

8 مارچ کو ''یوم خواتین'' منانے کی روایت بھی اُدھر ہی سے آئی ہے، مطلب کہ امریکا سے۔ یہ ہماری بدقسمتی کی انتہا ہے کہ اس قسم کے یوم بھی امریکا سے درآمد کرنا پڑتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ امریکا میں اس یوم کو منانے کی روایت اس لئے پڑی کہ عیار اور شاطر امریکی مردوں نے ایک منصوبے کے تحت عورت کو آزادی اور مرد کی برابری کے نام پر گھر سے نکال کر فیکٹریوں، کارخانوں اور دیگر پبلک مقامات پر لا کر اس کا معاشی اور معاشرتی استحصال شروع کر دیا۔ عورت دس دس گھنٹے کارخانوں میں کام کرتی مگر اسے اپنی محنت کا صلہ مرد مزدور کا آدھا بھی نہ ملتا۔ بعض ماؤں کو اس بات پر بھی مجبور کیا جاتا کہ وہ اپنے بچوں کو بھی کارخانوں میں لے کر آئیں، اس طرح بچوں سے بھی جبری مشقت لی جاتی۔ اس پر مستزاد کہ عیار امریکی مرد نے اسے جنسی ہوس مٹانے کا ذریعہ بھی بنالیا۔ ان حالات سے تنگ آ کر 8 مارچ 1907ء کو نیویارک میں سینکڑوں خواتین نے اپنے ''حقوق'' کی بازیابی کے لئے مظاہرہ کیا۔ اگلے سال پھر اسی تاریخ کو جلوس نکالا گیا اور اس کے بعد 8 مارچ کو خواتین کی جدوجہد کا دن قرار دے کر ''یومِ خواتین'' منایا جانے لگا۔ وہ دن اور آج کا دن ہر سال 8 مارچ کو یہ دن منایا جاتا ہے اور اس دن ریڈیو، ٹی وی، اخبارات عورت کو آزادی کا سبق پڑھاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ یوں کہہ سکتی ہیں کہ عورت کو دین و مذہب سے، گھر اور گھر داری سے، معاشرتی اقدار سے، بیٹی کو ماں باپ سے، بیوی کو شوہر سے، بہن کو بھائی سے، ماں کو اپنی اولاد سے بغاوت کا سبق دیا جاتا ہے۔ اسے باور کرایا جاتا ہے کہ مذہب کی ''زنجیروں'' نے اسے چاردیواری میں قید کر رکھا ہے۔ وہ معاشرے کی بلاجواز ''جکڑ بندیوں'' میں جکڑی ہوئی ہے۔ وہ اٹھے اور ان زنجیروں کو توڑ ڈالے اور مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے لیے تیار ہو جائے۔ پہلے تو اس طرح کی اِکّا دُکّا آوازیں ہوتی تھیں مگر این جی اوز کی بہتات نے اور اب پرویزی سرکار کی سرپرستی نے ان آوازوں کی قوت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اب سرکاری سطح پر ایسے قوانین بنا دیئے گئے ہیں جو عورتوں کو زبردستی گھر سے نکال کر باہر لا رہے ہیں۔ یونین کونسلوں اور صوبائی وقومی اسمبلیوں میں عورتوں کا 33 فیصد کوٹہ اسی منصوبے کا عکس ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ بعض نام نہاد اسلام پسند جماعتیں بھی اس کارِ بد میں برابر کی شریک ہیں اور پرویزی سازش کو برضا و رغبت ہضم کئے بیٹھی ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ مغرب میں عورت کو گھر واپس لانے کے لئے تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں اور یورپ و امریکا Come Back Home کے نعروں سے گونجنے لگا ہے اور مغربی عورت کو باور کرایا جانے لگا ہے کہ گھر قید خانہ نہیں جنت ہے، ہمارے وطن میں عورت کو گھر سے باہر نکالنے کے لئے پرویزی اقتدار کی سرپرستی میں ادارے اور تنظیمیں وجود میں آرہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا محض ''یوم خواتین'' منانے سے خواتین کو ان کے حقوق حاصل ہو جائیں گے؟ کیا عورت سکھ چین کی وادیٔ پُر بہار میں سانس لے سکے گی؟ مغرب کا تجربہ تو بتاتا ہے کہ جب عورت نے گھر کی دہلیز سے باہر قدم نکالا تو آفتیں، مصیبتیں اور بلائیں اس کے ساتھ چمٹ گئیں، ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ آزادی لینی ہے یا گھر جنت کی حفاظت کرنی ہے۔ والسلام

محمد احمد حافظ

پھر بہار آئی

پھر بہار آئی کہ ہونے لگے صحرا گلشن
غنچہ ہے نام خدا نافۂ آہوئے چمن
فیض تاثیر ہوا ہے کہ ہوا جاتا ہے
روکش باغ خلیل اب کے سراپا گلشن
جملۂ انبۃ اللہ نباتاً حسناً
ان دنوں فصلِ بہاری میں ہے صحرائے چمن

محسن کاکوروی

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

مسلمانوں کی زبوں حالی کی شکایت ہر ذی عقل و شعور کو دامن گیر ہے، ہر ہمدرد اس کے اسباب کی تہہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ہمیشہ کسی مرض کے لیے اس کے ابتدائی اسباب پر غور و خوض کر کے ہی ان پر قابو پانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر ایک جسم کئی بیماریوں کا مجموعہ بن جائے تو علاج کی ابتداء بنیادی بیماری سے کی جاتی ہے۔ معاشرتی برائیوں میں ام الامراض ''جھوٹ'' ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ایمان کا اصل صدق (سچ) ہے اور کفر کا اصل کذب یعنی جھوٹ ہے۔ صدق اور کذب ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''جھوٹ باندھتے ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔'' (النحل۔۱۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی چار علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جھگڑا کرے تو گالی دے۔ (بخاری)

اگر غور کیا جائے تو خیانت اور وعدہ خلافی عملی جھوٹ ہیں اور گالی بھی جھوٹ ہی کے زمرے میں آتی ہے کیونکہ عام طور پر جسے گالی دی جاتی ہے وہ گالی کا مستحق ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا مصداق اس لیے یہ بھی جھوٹ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں اخلاق سیئہ، رذائل اور بدخصلتوں پر تفصیل سے بحث فرمائی ہے، اخلاقِ رذیلہ میں جھوٹ سب سے زیادہ بری اور مذموم عادت ہے، جھوٹ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے، ہر صورت قابلِ مذمت ہے۔ ہمارے تمام اعمال کی بنیاد اس پر ہے کہ وہ واقعہ کے مطابق ہوں جبکہ جھوٹ اس کی ضد ہے۔

جھوٹ ہر قولی و فعلی برائی کی جڑ اور ام الرذائل ہے یہ بہت سی برائیوں کو اپنے گرد جمع کر لیتا ہے کسی آدمی کے اندر اکیلا جھوٹ نہیں دیکھا جاسکتا بلکہ وہ جھوٹ سے متصف بے شمار معاشرتی برائیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ: بے شک جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں کو) اللہ راہ نہیں دکھاتا۔

جھوٹ ایسی برائی ہے جو جھوٹے شخص کے اندرونی فساد و بگاڑ کی ظاہری دلیل ہوتی ہے۔ جھوٹ ایسا مرض ہے کہ پورے بدن میں اس کے برے اثرات سرایت کر جاتے ہیں اور اس مرض کے لاحق ہونے کا انداز ہی نرالا اور غیر محسوس ہوتا ہے آدمی یہی تصور کرتا ہے کہ اس سے کچھ نہیں بگڑتا لیکن حقیقت میں پورے معاشرے کا بگاڑ اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اب دیکھئے کہ ہمارے معاشرے میں اس کی کون کون سی بھیانک شکلیں ہیں، بہت سے معمولی اور بالکل غیر محسوس جھوٹ ہماری روزانہ کی زندگی میں رچے بسے ہوئے ہیں لیکن ہمیں بالکل اندازہ ہی نہیں۔ جیسے جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ، جھوٹا کیریکٹر سرٹیفکیٹ، جھوٹی حاضری، رفاہی اداروں کے نام پر جھوٹ، عدالت میں جھوٹ، حکمرانوں کی چاپلوسی میں حد سے زیادہ مبالغہ آرائی اور آج کل جو یہ سارے سڑک چھاپ فٹ پاتھیے ڈاکٹر، حکیم، مولانا، پروفیسر اور اللہ تعالیٰ جانے کیا کیا! یہ جھوٹے سابقے اور لاحقے لگانا بھی گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ سچے خواب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کے ذریعے بھی وحی ہوتی تھی کیونکہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ نبوت کا سلسلہ تو ختم ہوگیا مگر خواب کے ذریعے بشارتیں اب بھی ہوسکتی ہیں، بہت سے لوگ اس گنجائش سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو ''ولی اور مقرب الی اللہ'' ثابت کرنے کے لیے جھوٹے خواب بیان کرتے ہیں اور ہمارے پاکستان کے مسلمانوں کا حال اتنا پتلا ہے کہ ایک آدمی جس پر دنیاداری کے معاملے میں تو اعتماد نہیں کیا جاتا اور اگر وہی آدمی کہے کہ مجھے خواب میں کہا گیا کہ فلاں دربار بناؤ تو سبھی لوگ بنانے کے لیے چندہ دینا شروع کر دیتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں یہ بات بھی بڑی عام ہے کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی کہیں مہمان بنتا ہے اور میزبان کے پوچھنے پر کہ کسی چیز کی ضرورت ہے؟ تو ہم ضرورت کے باوجود نہ کر کے دو چار مرتبہ ضرور جھوٹ بولتے ہیں اور اسے خودداری اور وضع داری کا تقاضا قرار دے کر ''Etiquettes'' آدابِ محفل کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم بھوک اور جھوٹ کو ہرگز جمع نہ کرنا۔'' (سننِ ابن ماجہ)

ہر میدان میں انسان ترقی کی منازل طے کر رہا ہے اور موجودہ صدی میں ذرائع ابلاغ کی ترقی پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبار و رسائل اس کی جدید ترین صورتیں ہیں۔ اپنے معاشرے پر ہزار ماتم کیا جائے تب بھی کم ہے آج ہم نے اخلاقیات کی تباہ کاری کے لیے بے شمار سامان تیار کر کے اسے ''فن'' کا نام دے دیا ہے، چونکہ جھوٹ معاشرتی برائیوں کی کلید ہے اس لیے اسلام دشمن (شیطان) اس طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں اور مختلف ناموں سے ناول، ڈائجسٹ، افسانے، فلمی گانے و کہانیاں وغیرہ کی اشاعت و ترویج کے ذریعے معاشرے کے رگ و ریشہ میں اس زہر کو پھیلا رہے ہیں اور انہوں نے انداز بھی ایسا اپنایا کہ یاروں کی تجارت بھی ہوتی اور مسلمانوں کا ایمان بھی جاتا رہے۔

آجکل خوش گپیاں ہر ایک کا شیوہ بن چکی ہیں اور ساتھ ہی یہ ذہن بھی بن چکا ہے کہ جب تک جھوٹ نہ بولا جائے مزاح پیدا نہیں ہوتا اسی بنیاد پر سچ بولنے والے اور تلقین کرنے والے کو ''دقیانوس، صوفی اور قدامت پسند'' کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بندے کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ جھوٹ کو مزاح میں بھی نہ چھوڑے اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا نہ چھوڑے۔'' (مسند احمد)

ہر عمل کا اچھا یا برا نتیجہ نکلتا ہے مگر اس کا انحصار عمل کی نوعیت پر ہے۔ جھوٹ کا تعلق افعال رذیلہ سے ہے اس لیے اس کے نتائج بھی برے ہیں اس کو اللہ پاک نے یوں بیان فرمایا ہے: ''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔'' (الزمر)

فرشتے پاکیزہ روحوں کے مالک ہیں، برائی اور نافرمانی ان کی فطرت نہیں اس لیے: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو سے میل بھر دور چلا جاتا ہے'' (سنن ترمذی)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پوچھا گیا: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر پوچھا گیا: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں!'' (مؤطا امام مالک)

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزدلی اور بخل جیسی بیماریوں میں مومن کے مبتلا ہونے کا اندیشہ فرمایا ہے مگر جھوٹ کا سرے سے انکار کر دیا۔ اسلام نے جھوٹ کو حرام قرار دیا اور اس سے ہر ممکن حد تک بچنے کے لیے توریہ اور کنایہ وغیرہ کی اجازت دی ہے۔ یعنی ایسا کلام جس کے دو رخ ہوں اور مطلقاً ایک بول کر اس کا لازم مراد لیا جائے۔ اسی طرح بعض جگہ اسلام نے جھوٹ بولنے کی چھوٹ دے دی ہے مثلاً صلح کروانے کے لیے۔ حدیث نبوی ہے: ''وہ آدمی جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کراتا ہے تو اچھائی کو مبالغہ سے بیان کرتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

اسی طرح جنگ میں رازداری کے لیے اور جان و مال کے خوف سے بھی انسان جھوٹ بولنے پر مجبور ہوسکتا ہے۔

(از اقتباس جھوٹ ایک معاشرتی ناسور)

نکاح وطلاق
اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کا عمل

اخت محمد نوشاد قاسمی

دین اسلام بنی آدم کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ یہ اہل جہاں کے لئے رب کریم کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ یہ عبادالرحمٰن کے لئے خدائے رحمان کا تحفہ خاص ہے۔ اسلام امن و آشتی کا پیامبر ہے۔ اس کے گھنیرے سایہ میں امیر وغریب، کمزور و طاقتور، بیمار وتندرست، مرد وعورت، بچہ و بوڑھا، حاکم ومحکوم، بادشاہ ورعایا ہر ایک کے لئے جائے پناہ ہے۔ اسلامی عدالت کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے اندر حقیقی چین اور حقیقی سکون ہے، جب انسان دین اسلام کے دامن میں پناہ لیتا ہے تو اسے قلبی سرور اور دلی مسرت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ متاع دنیا کو یکسر بھول جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب آدمی اسلامی تعلیمات کو نظر انداز کر دیتا ہے اور قوانین اسلام کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کا سکون غارت ہو جاتا ہے، مسرت وشادمانی اس سے کوسوں دور بھاگ جاتی ہے، اس کا قلب پریشان اور اس کی روح راحت وسکون سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتی ہے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اور فطرت سے ٹکرانے والا کبھی سکون کا سانس نہیں لے سکتا۔ آج مسلمانوں کی پستی، زوال اور انحطاط کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قوانین قدرت سے روگردانی شروع کر دی ہے اور بے حسی کی حد یہ ہے کہ انہوں نے کبھی یہ سوچا تک نہیں کہ ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ کیوں توڑے جا رہے ہیں؟ آخر ان کے فلاکت و ادبار کی وجہ کیا ہے؟ افسوس! کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔ اب آیئے آج ذرا نکاح وطلاق سے متعلق اسلامی تعلیمات و ہدایات اور مسلمانوں کے عمل پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔ نکاح باری تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے جس کا مقصد نسل انسانی کی بقاء، عفت وعصمت، باہمی الفت وموانست اور سکون ہے۔ نکاح گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے، اسلام میں نکاح کا تصور بہت سادہ ہے، نکاح بہت آسان عمل ہے لیکن آج ہم نے اس کے گرد مراسم کا وہ انبار لگایا ہے کہ خدا کی پناہ اب نکاح ایک مشکل ترین عمل بن گیا ہے، یہ پرلطف دعوتیں، باراتیوں کا ہجوم، ناچ گانے، راگ ورنگ، قمقمے، یہ پٹاخے اور پھلجھڑیاں اور یہ جہیز آخر سب کیا ہیں؟ کوئی ہمیں بتائے تو سہی کہ ان بے ہودہ خرافات کا اسلام سے کیا رشتہ ہے؟ کیا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر ہم امتیوں کے لئے ایسا کرنا کیونکر روا ہو گیا؟ جہیز وتلک کے رواج نے لڑکیوں کی زندگی اجیرن بنا دی ہے، خدا کی زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی ہے، جوں ہی لڑکیاں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہیں والدین بالخصوص غریب والدین اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان کی زندگی بے کیف ہو جاتی ہے، ان کو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ گویا مصیبتوں کا پہاڑ ان کے سر رکھ دیا گیا ہو، ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے اور ان کو سکون کی نیند نصیب نہیں ہوتی جب تک کہ بیٹی کو بیاہ نہ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو منحوس اور باعث عار سمجھا جاتا تھا اور لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، یہ دختر کشی کا قدیم طریقہ تھا۔ اب جہیز کے رواج نے دنیا کو ”دختر کشی کا ماڈرن طریقہ“ دیا ہے۔ آج لڑکیوں کو زندہ درگور نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں اس دنیا میں آنکھیں کھولنے ہی نہیں دیا جاتا (میرا مطلب حمل کو ضائع کرنا وغیرہ سے ہے) یا پھر شادی کے بعد دولت کی ہوس میں پاگل سسرالیوں کے ظالم اور بے رحم ہاتھوں کے ذریعہ وہ زندہ جلا دی جاتی ہیں، خودکشی پر مجبور کی جاتی ہیں، انہیں زہر کھلا کر مار دیا جاتا ہے، وہ چھتوں سے دھکیل دی جاتی ہیں یا پھر مار کھاتے کھاتے اور ظلم وجبر کی چکی میں پستے پستے بالآخر ایک دن اس دنیا کو چھوڑ کر رب کریم سے جا ملتی ہیں۔

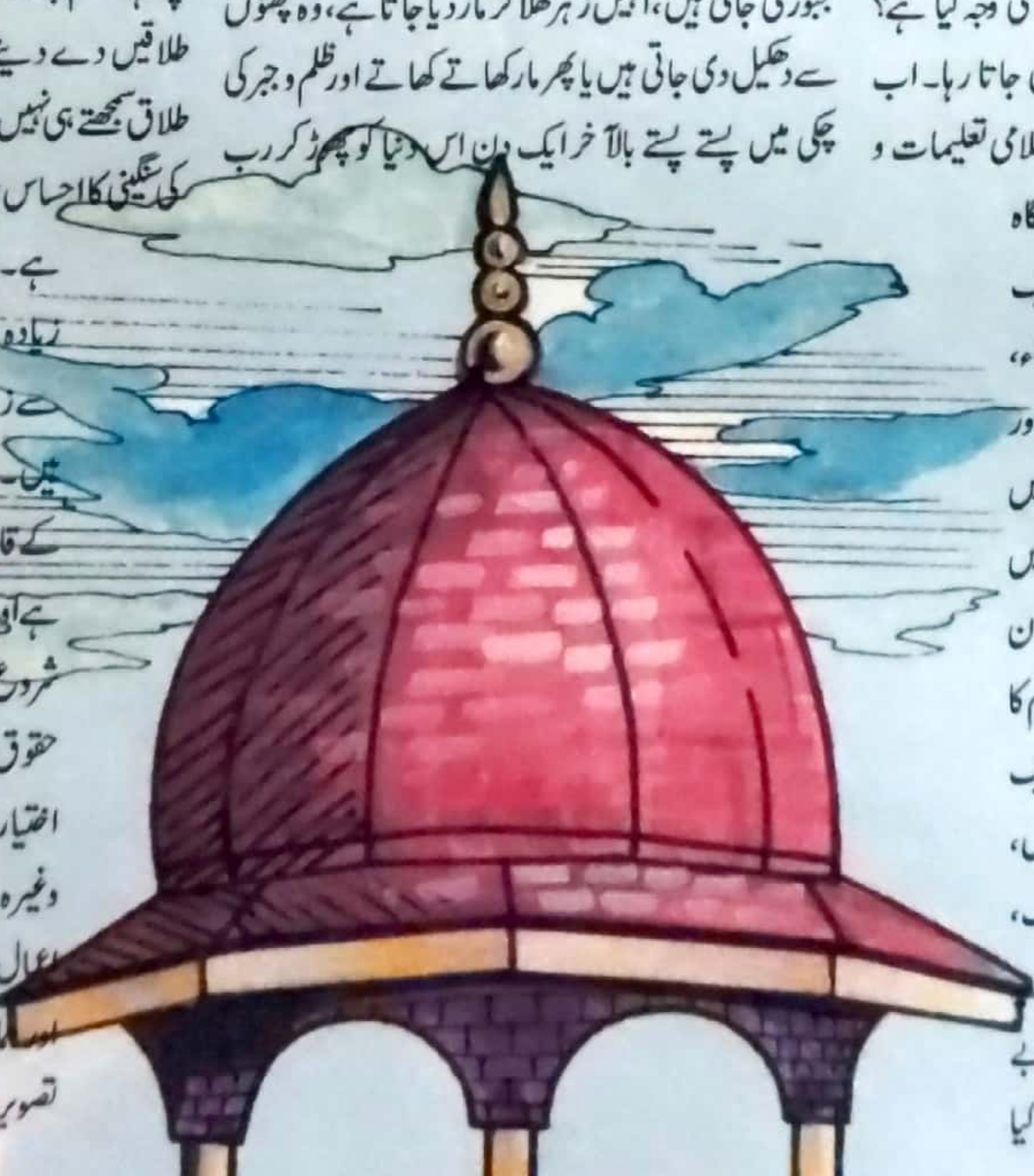

طلاق نعمت یا مصیبت:

حقیقت یہ ہے کہ طلاق کی مشروعیت بھی بندگان خدا کے لئے رحمت ہی ہے لیکن غلط استعمال کی وجہ سے طلاق بہت بڑی زحمت بن گئی ہے۔ نکاح مرد وعورت کا تا دم حیات ساتھ رہنے کا معاہدہ ہے۔ شریعت اسلامی نکاح کے توڑنے کو بالکل پسند نہیں کرتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ ایک دوسری حدیث ہے ”شادیاں کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ مزہ چکھنے والوں اور مزہ چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا“ لیکن بسا اوقات زوجین کے مزاج میں حد درجہ اختلاف یا دیگر اسباب کی بناء پر میاں بیوی کا ساتھ رہنا کسی طرح بھی قرین مصلحت نہیں رہ جاتا ہے اور ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ عقد نکاح کو ختم کر دینے ہی میں میاں بیوی کی بھلائی اور خیر خواہی ہوتی ہے، ایسے ہی حالات کے لئے طلاق کی مشروعیت ہوئی ہے اور مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ شوہر اپنے حق کے استعمال میں شتر بے مہار نہیں ہے کہ جب چاہے بلاوجہ یا کسی معمولی وجہ سے بیوی کو طلاق دیدے انتہائی غور وفکر کے بعد اس کی نوبت آنی چاہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے لوگ ایک دو نہیں پوری تین طلاقیں دے دیتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ شاید تین سے کم کو طلاق سمجھتے ہی نہیں ہیں پھر جب غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور حالات کی سنگینی کا احساس ہوتا ہے تو صرف پچھتانا ہی ان کا مقدر ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں طلاق کا رجحان اتنا زیادہ بڑھ گیا ہے کہ آج دارالافتاؤں میں سب سے زیادہ فتاوئ طلاق ہی سے متعلق آنے لگے ہیں۔ ان واقعات کی وجہ سے غیروں کو اسلام کے قانون طلاق پر انگشت نمائی کا موقع مل گیا ہے اور مساوات کے نام نہاد علمبرداروں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام میں عورتوں کو مساوی حقوق نہیں دئے گئے ہیں، مردوں کو طلاق کا اختیار دے کر اسلام نے عورتوں پر ظلم کیا ہے وغیرہ۔ آہ! کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اعمال اسلام کی بدنامی کے باعث بن رہے ہیں اور ہماری وجہ سے دنیا کے سامنے اسلام کی غلط تصویر پیش ہو رہی ہے، کیا یہ سوچنے کا مقام نہیں؟

حجاب ہی اصل حُسن ہے

ام حماد راولپنڈی

ایلز بیتھ بینسن گزشتہ دس سال سے خلیج میں مقیم ہیں۔ اس دوران وہ اسلام کی حقانیت سے روشناس ہوئیں، پردے کی اہمیت کو سمجھا اور حلقہ بگوش اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ حجاب پہننے کا اہتمام بھی شروع کر دیا۔ بقول ایلز بیتھ: ''میں مغربی معاشرے میں پروان چڑھی لیکن وہاں ایسا محسوس کرتی تھی کہ اس ماحول میں اجنبی ہوں۔ ایک اضطراب اور بے چینی تھی جو میرے ساتھ ساتھ چلتی تھی۔ یہ بے چینی مجھے خلیج لے آئی۔ یہاں آکر میری بے قرار طبیعت کو قرار آنے لگا۔ میری ملاقات ایک عمانی خاندان سے ہوئی۔ اس خاندان کے لوگوں نے مجھے پردیس کا احساس نہیں ہونے دیا۔ جب میں نے پردے کے بارے میں استفسار کیا تو ان کی باتیں اور ان کے دلائل میرے دل کو چھوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ مجھے برقعہ اور حجاب کی بابت بتائی جانے والی باتیں اپنے دل کی آواز محسوس ہوئیں اور میں حجاب کا اہتمام کرنے لگی۔''

''اکثر مغربی خواتین حجاب کو پسند کرتی ہیں لیکن جھجک ان کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ میں اس حقیقت کا خاص طور پر اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ حجاب نے ہی مجھے نور ہدایت کی طرف بڑھنے اور مطالعہ حق کی ترغیب دی۔ حجاب دراصل عورت کے حسن میں اضافہ کرتا ہے اور اس کی حفاظت کا سبب بنتا ہے۔ یہ صنف نازک کو اس کا اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے۔ جو خالق کائنات نے حوا کی تخلیق کر کے دیا تھا۔ حجاب ہی دراصل وہ ذریعہ ہے جو مردوں کو عورتوں کے احترام پر مجبور کرتا ہے۔ اس کی لذت اور چاشنی سے مغرب کی عورتیں نا آشنا ہیں۔''

ایلز بیتھ بینسن مغرب کی ظاہری مگر درحقیقت قیود و تنگ نظری کی بات کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اہل مغرب جو جمہوری اور آزادی اظہار رائے نیز آزادی نسواں کے دعویدار بنتے ہیں، میں ان سے پوچھتی ہوں کہ کیوں وہ اپنے دعوؤں میں سچے نہیں ہیں؟ کیوں ایک پردہ دار عورت کو اس معاشرے سے کاٹ کر اسے عضو معطل قرار دینا چاہتے ہیں؟ اگر وہ اپنے آپ کو انسانیت کا علمبردار گردانتے ہیں تو اپنی سوسائٹی میں ایک پردہ دار خاتون کے لیے کسب معاش اور تعلیم کے دروازے کیوں بند کر دیتے ہیں؟ کیا یہی ان کی جمہوریت ہے؟ کہاں ہے ان کی انسانی آزادی؟ فکر و عقائد کی آزادی؟ کیوں وہ لوگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں؟'' ایلز بیتھ بینسن اپنے والدین اور احباب کے رویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''میری والدہ ایک کھلے ذہن کی عورت ہیں۔ کچھ عرصہ قبل وہ خلیج آئی تھیں۔ انہوں نے مجھے حجاب پہنتے ہوئے دیکھا لیکن قطعاً کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لیکن میری بعض سہیلیوں نے نہ صرف منہ بنایا بلکہ مجھ سے قطع تعلق کر لیا۔ کچھ نے ای میل پر مجھے برا بھلا بھی کہا۔''

حجاب کی پابندی کرنے کے بعد جو ناقابل فراموش واقعات پیش آئے، ان میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے ایلز بیتھ بینسن نے بتایا کہ ''ایک امریکی سہیلی نے مجھے ڈنر پارٹی میں یہ کہہ کر لے جانے سے انکار کر دیا کہ تمہارے اسکارف کی وجہ سے میری ملازمت خطرے میں پڑ جائے گی۔ لیکن اسی سہیلی کی سالگرہ کے دن میں نے اپنے مشرف بہ اسلام ہونے کا انکشاف و اعلان کیا۔''

ایلز بیتھ بینسن دبئی میں ملازمت کرتی ہیں اور اسلامی اصولوں کے دائرے میں رہتے ہوئے کام کرتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ بہت جلد کوئی اسلامی نام منتخب کر لیں گی اور اسم بامسمیٰ بننے کی کوشش کریں گے۔ (بحوالہ: ''اردو میگزین۔'' جدہ''۔ معارف فیچر سروس)

وہ کیا کہیں گے... وہ کیا کہے گا

جس نے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کر لی اُس نے یقیناً اپنے خالق و مالک کو ناراض کر دیا، جس نے بھی مخلوق کی رضامندی کو خالق کی رضامندی سے مقدم رکھا اور مخلوق کی ناراضگی کو خالق کی ناراضگی پر ترجیح دی اس نے اپنی آخرت کو تباہ کر دیا۔ اس مختصر سی تمہید سے میرا مقصد آپ کی توجہ ایک ایسے مسئلہ کی طرف مبذول کرانا ہے جو خواتین کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، خواتین کا سب سے بڑا مسئلہ دین کے مقابلہ میں معاشرے اور برادری کی مروجہ رسوم اور بری عادات کو ترجیح دینا ہے، آج کل ہر کام میں برادری کی رضامندی کو اہم سمجھا جاتا ہے اگر معاشرہ کی مخالفت حائل ہو جائے یا برادری کے روٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو نیک کام کو بھی چھوڑ دیا جاتا ہے، اس جھوٹی دنیائے فانی کی خاطر اپنے خالق و مالک، مربی و مہربان رب کو ناراض کر دیا جاتا ہے۔ آج کتنی عورتیں ایسی ہیں اگر اُن کو کہا جائے کہ مہندی کی رسم نہ کیا کریں تو فوراً کہتی ہیں لوگ کیا کہیں گے، اگر کہا جائے شرعی پردہ کیا کرو، پردہ نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے تو وہ شکوہ کرتی ہیں کہ ہمارے خاندان والے برا منائیں گے، ہمارے میں تو اس کا رواج ہی نہیں ہے، لوگ کیا کہیں گے، اسی طرح اگر کہا جائے چادر کی بجائے برقع اوڑھ لو تو شکایت ہوتی ہے کہ برقعے کا تو ہمارے ہاں فیشن ہی نہیں ہے، اگر سمجھایا جائے کہ رقص و سرود والی محفلیں اٹینڈ کرنا حرام ہیں تو جواب ملتا ہے اگر نہ اٹینڈ کیں تو خاندان والوں کی ناراضگی کا خطرہ ہے۔ یہ مسئلہ صرف کسی ایک عورت کا نہیں بلکہ ہمارے معاشرہ کی تقریباً اسی فیصد عورتوں کا ہے اور یہی بہانہ بنا کر وہ اپنے آپ کو سبکدوش سمجھ لیتی ہیں، وہ ذرا نہیں سوچتیں کہ اس دنیائے مردار کی خاطر، گناہ پر خوش ہونے والی برادری کی خاطر وہ اپنے رحیم و کریم رب کو ناراض کر رہی ہیں، وہ اپنے لئے عذاب کو اور اللہ کے غضب کو خود دعوت دے رہی ہیں، کیا یہ برادری ہمارے لئے عذاب سے چھٹکارے میں معاون ہو سکتی ہے، کیا یہ معاشرہ ہمیں اللہ پاک کی ناراضگی، عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا سکے گا؟ نہیں بالکل بھی نہیں، ہرگز نہیں وہ ہمارے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ اگر اب بھی ہم اپنا نظریہ ''وہ کیا کہیں گے'' ترک کر دیں اور اس نظریہ ''وہ کیا کہے گا'' کو اپنا لیں تو ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ ہمیں ہر معاملہ میں یہ دیکھنا چاہیے اس میں اللہ کی کیا مرضی ہے، بس اللہ کی مرضی کے مطابق کام کر لیں باقی ہر قسم کی رضامندیاں اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کے جوش میں چھوڑ دیں گویا کہ ہماری کیفیت یہ ہو جائے۔

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہیے
مدِ نظر تو مرضی جاناں چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر، تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے، کیا کیا نہ چاہیے

گ، ف مڈھ رانجھا

کشکول

قیمتی باتیں

۱۔ بے اعتبار فقط وہ نہیں جو امانت میں خیانت کرے، بلکہ وہ بھی ہے جو کسی کی بات کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرے۔

۲۔ مصیبتیں ہمیں ایذا پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ بیدار کرنے کے لیے آتی ہیں۔

۳۔ قیامت کے دن یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا پڑھا بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کیا؟

۴۔ پڑوسی کا فقط یہ حق نہیں کہ اس کو ستایا نہ جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ اس کی تکلیف برداشت کی جائے۔

۵۔ غم اور غصہ اتنا نہیں کرو جو آپ کو کھا جائے بلکہ اتنا کرو جو آپ اس کو کھا سکو۔

۶۔ عورتوں کے پردے کے مخالفوں سے بحث نہ کرو، بلکہ ان کی اس غیر فطرتی بے غیرتی پر اظہار ماتم کے طور پر ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھ کر خاموش ہو جاؤ۔

۷۔ عورت فقط آدھی جان ہی نہیں بلکہ آدھا ایمان بھی ہے۔

۸۔ گناہ اس لیے نقصان دہ نہیں کہ اس کی ممانعت کی گئی ہے بلکہ ممانعت ہی اس لیے کی گئی ہے کہ یہ نقصان دہ ہے۔

۹۔ ظالم فقط وہ نہیں جو ظلم کرے، بلکہ وہ بھی ہے جو باوجود قدرت کے اس ظلم کو نہ روکے۔

۱۰۔ سخاوت یہ نہیں کہ اپنے زیادہ مال میں سے تھوڑا مستحقوں کو دیا جائے بلکہ سخاوت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی استطاعت سے زیادہ دیا جائے۔

۱۱۔ فقط نیک نہ بنو بلکہ کسی کے ساتھ نیکی بھی کرو۔

۱۲۔ زندہ فقط وہ نہیں جس کے جسم میں جان ہے بلکہ وہ بھی ہے جس نے دوسروں کے لیے جان دی۔

(زوجہ عبدالوحید گمبٹ)

خوبصورتی کس چیز میں ہے؟

ایک بڑھیا جو بہت ہی خوبصورت اور وجیہہ چہرہ کی مالکہ تھی، اس سے کسی نوجوان لڑکی نے پوچھا اماں! آپ نے خوبصورتی کیلئے کونسی چیزیں استعمال کی ہیں جس سے آپ کے چہرہ سے اتنا نور ٹپک رہا ہے؟ بڑھیا نے کہا: بیٹی! میں نے اپنے ہونٹوں پر ہمیشہ حق کی لالی لگائی، اپنی زبان کو ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رکھا، جن چیزوں کو اللہ نے دیکھنے سے منع کیا ہے ان کو دیکھنے سے بچنے کا اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا، اپنے ہاتھوں میں احسان یعنی عطا کرنے کی مہندی لگائی (سب کو دینا سیکھا اور لینا صرف اللہ ہی سے سیکھا) اور اپنے اعمال پر استقامت کا پاؤڈر لگایا، اپنے دل پر اللہ کی

محبت کا سکہ جمایا، اپنی عقل پر حکمت وبصیرت کو غالب کیا، اپنے نفس پر اطاعت کو لازم ٹھہرایا، اپنی ہر خواہش کو اس دھیان سے باندھا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

دوبارہ اس کو غور سے پڑھیے اور خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے اے اللہ! آپ نے جو اپنا کرم اس بڑھیا پر فرمایا تھا وہ مجھ پر اور عام مسلمان بہنوں پر فرما اور یہ صفات ہم سب میں پیدا فرما۔ آمین یارب العالمین

(ع۔ش بنت عبدالکریم۔ کراچی)

ہمدردی اور انسانی مروّت کا حیرت انگیز واقعہ

مشہور شیخ الصوفیاء حضرت شقیق بلخی اپنا چشم دیدہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ اتنے میں دور سے آتے ہوئے شخص نے ہمیں دیکھ کر راستہ بدل دیا اور ایک دوسری گلی میں مڑ گیا۔ شقیق فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا امام ابوحنیفہ اسی شخص کو خطاب کرکے پکار رہے ہیں: جس راستے پر تم آ رہے تھے، اسی پر چلے آؤ بھائی! دوسری راہ تم نے کیوں اختیار کی؟ راہ گیر ٹھہر گیا۔ ہم قریب پہنچے تو بے چارہ کچھ کچھ شرمایا سا کھڑا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے ان سے پوچھا ''کہ تم نے اپنی راہ کیوں بدل لی؟'' راہ گیر نے عرض کی حضرت! دس ہزار کی رقم آپ کی مجھ پر باقی ہے ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی ہے، آپ کو دیکھ کر سخت ندامت ہوئی، نظر برابر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لیے دوسری گلی کی طرف مڑ گیا تھا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا سبحان اللہ! بس اتنی سی بات کے لیے تم نے مجھے دیکھ کر راستہ بدل دیا اور مجھ سے چھپنے کی کوشش کی۔ صرف یہ نہیں بلکہ امام صاحب نے قرض دار کو یہ بھی کہا کہ ''جاؤ میں نے یہ ساری رقم اپنی طرف سے تمہیں ہبہ کردی ہے'' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صرف اس پ
کہاں اکتفا کیا۔ شقیق راوی ہیں کہ اس پر مستزاد یہ کہ امام صاحب اپنے قرض دار سے معافی مانگ رہے تھے، بھائی! مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں ندامت یا دہشت کی جو کیفیت پیدا ہوئی خدا کے لیے معاف کردو۔

(بنت مولانا عبدالرشید ارشد)

اطاعت

جھکائے جو گردن خدا کے حضور
تو ہو دبدبہ تیرا نزدیک و دور
خدا کو بنائے اگر اپنا دوست
تو ہوں دوست تیرے وحوش و طیور

(ایک خاتون)

مصنوعی نیند

میرے دماغ میں جو الارم ہے اس میں چار بجے کا وقت مستقلاً لگ گیا ہے۔ میں کہیں ہوں، کسی ملک میں ہوں صبح چار بجے آنکھ کھل جاتی ہے پھر ایک بار جب آنکھ کھل جائے تو دوبارہ نہیں لگتی اور میں مزاجاً وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرسکتا۔ اگر وہ آرام میں صرف نہیں ہو رہا تو پھر اسے کسی اچھے کام میں لگنا چاہیے۔ میں ایسے لاتعداد لوگوں کو جانتا ہوں جو نیند پوری کرنے کے بعد بھی بستروں پر پڑے اینٹھتے رہتے ہیں مگر اٹھتے نہیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ اس کی توفیق سے سو سکے، آرام کرسکے، نیند کے دوران جسم میں تمام دن کی توڑ پھوڑ کی مرمت ہوگئی، اسی طرح بدقسمت لوگ وہ بھی ہیں کہ وقت کی دولت جن کو میسر ہے مگر وہ اسے ضائع کرتے رہتے ہیں۔ میں نے یقین سے جانا ہے کہ لوگ قدرتی نیند سو سکتے ہیں مگر وہ ضرورت کے بغیر خواب آور گولیاں کھاتے رہتے ہیں اور اپنی نیند کی مدت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی صحت کے دشمن ہیں۔ خواب آور گولیوں سے لائی گئی نیند سے خلیات جسم کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت بدرجہ کامل ہو ہی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ مصنوعی نیند سوتے ہیں، خواب آور گولیاں کھاتے ہیں وہ تن درست رہ ہی نہیں سکتے، نہ ان کی عمریں طویل ہوسکتی ہیں اور نہ ان کا جسم نشوونما پا سکتا ہے میں نے دیکھا ہے کہ بے خوابی کا آغاز ہمیشہ عدم قناعت سے ہوتا ہے جب قناعت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے تو حالات زمانہ اس دامن کو تار تار کردیتے ہیں۔ (درونِ روس، حکیم محمد سعید۔ سے بنت شمیم کا انتخاب)

مسلم طالبات اسکول کالج یونیورسٹیاں

بنت عبد اللہ

آج ہمارے دنیوی تعلیم کے یہ ادارے، جدید تحقیقات وایجادات کی بجائے انگریزی تہذیب سیکھنے سکھانے کے مستقل اڈے بن چکے ہیں جہاں صنعت ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی طرف محنت اور توجہ کم اور انگریزیت سیکھنے کا ذوق شوق زیادہ سے زیادہ ہے، ظاہر ہے کہ نوجوانوں کو جو ماحول ومزاج ملے گا وہ اسے ہی اپنائیں گے، کاش کہ ہمارے ان نوجوانوں نے خدا اور اس کے دین کا پاس بھی رکھا ہوتا، نوجوان مسلم طلبہ کی مغربی تعلیم وتہذیب کے زیر اثر ان اداروں میں بے دینی اور آوارگی روز افزوں ترقی کر رہی ہے اوپر سے ظلم مزید ٹوٹا کہ مسلمان بچیوں کو بھی چار دیواری سے باہر لا کر ان انگریزی اداروں کے آزاد وآوارہ مزاج ماحول کی بھینٹ چڑھایا جانے لگا تا کہ مسلم بچیاں بھی رفتہ رفتہ شرم وحیا اور عفت وآبرو کی دولت سے محروم ہو کر مادر پدر آزاد ہو جائیں۔ افسوس کہ تیز رفتاری ہے لیکن جانب منزل نہیں۔

حیرت ہے کہ کفار بالخصوص انگریزوں کی تہذیب ومعاشرت کی نقالی کا خبط وجنون مسلمانوں پر کچھ ایسا سوار ہوا ہے کہ دین ومذہب کے واضح احکام سے بے اعتنائی برتنے کے ساتھ ساتھ طبعی شرم ولحاظ اور غیرت انسانی سے بھی بیچارے محروم ہونے لگے ہیں، دین اسلام نے دنیوی ترقی اور جدید علوم وفنون سے مسلمانوں کو روکنا تو درکنا الٹا اس کی زوردار ترغیب دی ہے مگر مرد، عورت ہر ایک کے لئے ایک دائرہ کار ضرور متعین کر دیا ہے، بیرون خانہ کے تمام تر کام کاج کاروبار، فکرِ معاش...... وغیرہ سب دھندے صرف مرد کے ذمہ ڈالے ہیں اور اندرون خانہ کی تمام ذمہ داریاں گھریلو کام کاج، بچوں کی پرورش...... وغیرہ عورت ذات کو سونپ دی لیکن ہمارے مغرب زدہ ترقی پسند مسلمانوں نے اس فطری اور شرعی تقسیم کار کے خلاف اپنے یورپی آقاؤں کی پیروی میں عورت ذات کو شریعت کے مقرر کردہ دائرے سے باہر لانے کی کوشش کی، چونکہ قریب البلوغ بچی اور جوان عورت کا بلا ضرورت اور بے پردہ گھر سے باہر نکلنا ہی موجودہ تمام فساد، فحاشی، قتل وغارت، اغواء وغیرہ کا سبب ہے۔ قرآن کریم نے اسی فساد کو ختم کرنے کے لئے یہ واضح ارشاد فرمایا۔ ”کہ جم کے رہو اپنے گھروں میں اور پہلے دور جاہلیت کی طرح (گھروں سے باہر نکل کر) اپنی زینت (غیروں کو) نہ دکھلاتی پھرو۔“ صرف ضرورت طبعی وشرعی کے موقع پر سادہ لباس اہتمام پردہ اور کسی محرم کے ساتھ گھر سے باہر آنے کی اجازت دی ہے جیسے حج عمرہ، دوا وعلاج، کسی قریبی عزیز کی شادی، خوشی، موت وغیرہ

اب ذرا دیکھیں کہ پاکیزہ اور عفت مآب مسلم بچیوں کو اس مغربی تعلیم وتہذیب نے کیا ذہن دیا اور کہاں پہنچا دیا ابتداءً تعلیم کے خوشنما عنوان سے ان معصوم بچیوں کو گھروں سے نکلنے اور اسکول جانے کی راہ دکھلائی۔ تعلیم کے بہانے جب بچیاں روزانہ گھر سے باہر آنے جانے لگیں تو بیرونی ماحول کے مضر اثرات سے وہ کب محفوظ رہ سکتی تھیں۔ سو وقت گزرنے کے ساتھ باہر کی آزادی وآوارگی رفتہ رفتہ ان میں سرایت کرنے لگی، طبعی شرم وحیا جو صنف نازک کا اصل زیور ہے بتدریج متاثر ہونا شروع ہوا، باہر پھرنے والی بے پردہ عورتوں کی چال ڈھال انداز واطوار بالخصوص کھاتے پیتے گھرانوں کی لڑکیوں کی شوخ چشمیاں، روزانہ کے نئے فیشن جدید زرق برق لباس...... وغیرہ دیکھ کر دوسری بچیوں کا مزاج بھی بگڑنے لگا گھر سے نکل کر باہر کا ماحول دیکھنے سے اب لحاظ وجھجک وخاموشی وغیرہ صفات نسوانیت سے طبیعت آزادی چاہنے لگی۔ سادہ مزاجی کی جگہ تکلفانہ انداز در آیا، اخفاء زینت کی جگہ اظہار زینت، مصنوعی سجاوٹ بناوٹ کے ذریعے نمود ونمائش کی خوب کوشش شب وروز کی فکر بن گئی۔

نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا
وہ مصنوعی انداز سے شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھا.
یہی ہے نئی روشنی کا زمانہ
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے
چکا چوند میں اک جہاں مبتلا ہے
اسے آپ دور ترقی کہیں گے
غضب ہے یہ کب تک عقیدے رہیں گے

اخبارات ورسائل، ڈائجسٹ کے سرورق، جوان لڑکیوں کے رنگین ومزین عریاں ونیم عریاں فوٹو اور ہوٹلوں، پارکوں، شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں ان کے رنگین گروپ فوٹوز جو روز افزوں بڑھ چڑھ کر سامنے آنے لگے ہیں ان سے مسلم لڑکیوں کی شرافت، عفت، غیرت ذہنی سوچ اور دلی جذبے کا کسی قدر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ تف ہے ایسی بے غیرتی اور بے حیائی پر۔ لڑکیوں کے اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں آمد ورفت کے اوقات میں جب راستے، چوراہے، سڑکیں، تانگے، رکشے، بسیں، ویگنیں، کاریں...... وغیرہ ان طالبات اور ان کی معلمات کے حسن بیتاب اور نمائش عام کی جلوہ گری سے معمور ہونے لگتے ہیں تو ان اوقات میں کئی آوارہ اور بدقماش لڑکے ان اداروں کو جانے والے راستوں اور ان کے گیٹوں کے اردگرد گھومتے ٹہلتے نظر آتے ہیں۔ جس کی روزانہ

خبریں آرہی ہیں کہ چھٹی ہوتے ہی گھات اور تاڑ کے لیے آئے ہوئے یہ "شکرے، بھونڈے" پل پڑتے ہیں۔

جو لوگ اپنی جوان بچیوں کے ساتھ روزانہ کی اس چھیڑ خوانی اور گھناؤنی حرکات کو ترقی کا ایک حصہ سمجھ کر ٹھنڈے پیٹوں ہضم کر رہے ہیں ان سے کہنا ہی بیکار ہے، گزارش صرف غیرت مند اور دیندار طبقے سے ہے کہ وہ اپنی جوان بچیوں کو روزانہ کی اس حیاسوز کیفیت کے طوفان میں مبتلا کر کے کب تک ان کا امتحان لیتے رہیں گے؟ کیا جب پانی سر سے نکل جائے گا، اس وقت تک اس طرف دھیان نہیں کریں گے؟

انگریز بنات اسلام کو اجاڑ کر اپنی سازش و مقصد میں کامیاب ہو گئے اور بنات اسلام کی پاکیزہ جوانیاں ترقی کے نام پر انگریزی تہذیب کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ ہائے افسوس! کہ اتنی بڑی اخلاقی تباہی اور معاشرتی بربادی کرا کر بھی ہم مسلمان اپنے ہوش کے ناخن لینے کو تیار نہیں اور پاگلوں کی طرح اس فحش تہذیب اور عریاں معاشرت کے سیلاب میں اپنی بیٹیوں کو غرق کر رہے ہیں۔

اس پوری تعلیم و تہذیب کا یہ اثر ہے کہ نامحرموں سے راہ و رسم، خط و کتابت، علیک سلیک، فون پر رابطے، تعلقات...... وغیرہ آج کل بے غیرتی کی بجائے وسعت ظرفی اور خوش اخلاقی ٹھہرے ہیں یہ حالت اسکولوں کی ہے اس کے بعد کالج کے ماحول کی آزادی و آوارگی کا خود اندازہ لگالیجیے کہ وہاں پہنچ کر کس قدر گل کھلتے ہوں گے اور ایسی شخصیات کو کیا چار چاند لگتے ہوں گے؟ جہاں نہ کسی کی نگرانی اور نہ کسی کے دارو گیر کا خوف۔ کیا پی ٹی شو کے نام سے ہائیر سیکنڈری اسکولوں، کالجوں وغیرہ میں جوان لڑکیوں کو ڈراموں وغیرہ کے ذریعے تھرکنے، جھومنے، گانے ناچنے اور ڈانسنگ کی تربیت نہیں دی جاتی؟ افسوس صد افسوس یہ ہے کہ بدتہذیبی، بے غیرتی و بے حیائی کو انگریز کا ٹوڈی وخوشامدی طبقہ تعلیم کے پاکیزہ وخوش نما عنوان سے مسلم بچیوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔

اب اس کے بعد یونیورسٹی میں جب داخلہ لینے کا وقت آیا تو انار کی وآوارگی کا یہ بدترین دور گویا اب اپنی انتہا اور عروج کو پہنچ گیا۔ یونیورسٹی میں داخلہ کیا ہوا، شرم وحیاء، عزت وغیرت دین و مذہب...... وغیرہ سب کچھ رخصت ہو گیا۔ خود اندازہ کیجئے کہ جب بنی سنوری، خوبرو، جوان لڑکیاں اپنے جیسے ہم عمر نوجوان لڑکوں کے ساتھ بیٹھ کر افسانے، غزلیں، عشقیہ اشعار وغیرہ پڑھیں جن سے انگریزی ادب بھرا پڑا ہے اور اردو ادب میں بھی ماشاء اللہ کوئی کمی نہیں، پھر بسوں میں اکٹھے سفر، پارٹیوں میں ایک ساتھ جانا ہو تو پھر ان کی آواز وگفتار قابو میں کہاں رہی؟ آواز بے قابو ہوئی تو چہرے نے پس پردہ رہنا گوارا نہ کیا، چہرا کھلا تو اب نگاہوں پہ کنٹرول کیسا؟ آزاد نگاہوں نے ذہنی سوچ اور خیالات تک کو آزاد کر دیا۔ جب شرم وحیا کی چلمن اتری تو لباس کی کچھ زیادہ ضرورت نہ رہی سر ننگا، گلا ننگا، آدھا سینہ، اور آدھی پشت ننگی، پھر تنگ وباریک اور چست لباس پہن کر بقیہ اعضاء جسمانی کی بھی خوب سے خوب نمائش یہاں تک کہ اعضاء ظاہری بے حجاب ہوتے ہوتے اعضاء پنہانی تک عریاں و بے حجاب ہو گئے اب تو پینٹ شرٹ کا دور آ گیا۔ حیرت ہوتی ہے کہ غیرت مند مسلمان آج اس قدر بے حس ومردہ ضمیر کیوں ہونے لگے کہ اپنی جوان بچیوں کو خود اپنے ہاتھوں بے پردگی وفحاشی کے طوفان میں جھونک رہے ہیں۔ خدارا! اپنی سوچ، روش اور طرز عمل پر نظر ثانی کیجئے!

پیارے پیارے نام

لڑکوں کے نام:

- تَوبان: توبہ کرنے والا، مطیع
- لَاقِب: عقل سلیم والا، قوی رائے والا
- جَوَّاد: سخی، بھلائی میں بہت خرچ کرنے والا
- جَاسِم: بڑے جسم والا، قوی
- ثَابِت: مضبوط رہنے والا، استقامت اختیار کرنے والا

لڑکیوں کے نام:

- ثُوَیبَہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی پہلی خاتون
- تُوْمَہ: کبوتری کا انڈا، موتی کی طرح چمکتا ہوا چاندی کا ٹکڑا۔
- ثَنَاء: مدح، تعریف
- ثُریَّا: ستاروں کا جھمگٹا، بلندی
- جُمَانَہ: چھوٹا سا موتی

اُم عبیرہ

میرے لئے دین عزیز تر ہے

بنت نثار احمد۔ کراچی

مولانا نور احمد صاحب دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور دارالعلوم کراچی کے ناظم اول اور بانیوں میں سے تھے، ان کی سوانح حیات ان کے صاحبزادے مولانا رشید اشرف صاحب نے لکھی ہے، وہ ایک رشتے کے سلسلے میں ان کی دینی حساسیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

راقم الحروف کی ہمشیرہ کا ایک اچھا رشتہ آیا، لڑکا کینیڈا میں تھا، تعلیم یافتہ، خوب رو، حسب نسب اور وجاہت والا، اس کے والدین جو ہمارے بعض واقف کاروں کے رشتہ دار تھے پاکستان میں بہتر سے بہتر رشتہ کے لئے کوشاں تھے، تلاش وجستجو کے بعد نظر انتخاب ہمارے گھرانے پر پڑی، بڑے چاؤ سے رشتہ منظور کیا گیا، کینیڈا میں ہونے کی بنا پر لڑکا اپنے کاموں کی نوعیت کے لحاظ سے محدود وقت کے لئے پاکستان آسکتا تھا، اس لئے اس کے بارے میں یہ طے تھا کہ وہ نکاح سے ایک دو روز قبل پاکستان آئے گا اور چند ہی روز بعد اہل خانہ کے ساتھ واپس کینیڈا چلا جائے گا، ان حالات کی بنا پر راقم کے والد ماجد نے احتیاطاً یہ شرط عائد کی تھی کہ لڑکے سے ملاقات ہونے پر کوئی بے اطمینانی کی بات سامنے آئی تو عین موقع پر بھی عذر کیا جاسکتا ہے چونکہ ظاہری اسباب میں بے اطمینانی کی وجہ نہ تھی، اس لئے فریق آخر نے یہ شرط منظور کرلی، اگرچہ مجموعی حالات کے لحاظ سے کسی بھی فریق کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہ تھی کہ یہ رشتہ نہ ہوسکے گا، اس لئے دونوں طرف سے تیاریاں مکمل تھیں...... دو دن قبل لڑکا کینیڈا سے آیا، حضرت والد صاحب سے ملاقات ہوئی، حسن صورت، ظاہری وجاہت، طرز تکلم اور آداب معاشرت کے لحاظ سے ہمارے تصور سے بہتر نکلا، دل کو اطمینان ہوا، لیکن اس بات چیت کے بعد پردہ کے بارے میں آزاد خیالی محسوس ہوئی جس سے فکر ہوئی، دینی تصلب کی بنا پر اس سلسلے میں حضرت والد صاحبؒ کی تشویش دوچند تھی، بعض اعزہ نے اطمینان دلایا کہ خاندان سے جڑنے کے بعد یہ کمی بھی دور ہو جائے گی اس لئے اتنے اچھے رشتے کو رد کرنا مناسب نہیں لیکن دینی معاملات میں حساس ہونے کی بنا پر حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی تشویش رفع نہ ہوئی، فرمانے لگے کہ کینیڈا کے ماحول میں اس آزاد خیالی کے کم ہونے کے مقابلے میں بڑھنے کا اندیشہ زیادہ ہے، بالآخر اپنی حمیت دینی کی بنا پر نکاح سے ایک دن قبل حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے یہ رشتہ رد فرمادیا، اس تقریب نکاح کی تمام تیاریاں مکمل تھیں، شادی کارڈ تقسیم کیے جا چکے تھے، فریقین کی تقریبات کے لئے ہال بک تھے، طعام وغیرہ کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے، اس فیصلے کی بنا پر ہر طرح کی قربانی دینی پڑی لیکن حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی غیرت ایمانی نے سب کو برداشت کیا۔

شاید اسی کی برکت تھی کہ انہی ہمشیرہ کا بعد میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دہلوی خاندان کے ایک حافظ وعالم کا رشتہ آیا جو منظور کیا گیا۔ (متاع نور ص: ۳۱۵)

رشتوں کے متعلق یہی شریعت کا معیار ہے کہ دین اور تقویٰ کو پیش نظر رکھا جائے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر کہا "میری بیٹی ہے، مجھے اس سے بہت محبت ہے، مختلف لوگوں نے پیغام نکاح بھیجا ہے، آپ بتائیں میں اس کے لئے کیسے آدمی کا انتخاب کروں؟" حضرت بصری رحمہ اللہ نے فرمایا "اس کی شادی ایسے آدمی سے کیجئے جو اللہ سے ڈرتا ہو، متقی

عبرت آموز

ع، ع ناظم آباد کراچی

میرے بھائی کی شادی تھی، تیاریاں زور وشور سے ہو رہی تھیں، جیسا کہ عموماً شادیوں میں ہوا کرتا ہے، لیکن والد صاحب کی خواہش تھی کہ شادی میں مووی نہیں بنائی جائے۔ بھائی کے دوستوں نے ویڈیو بنانے کی پیشکش کی لیکن بھائی نے والد کی خواہش کے احترام میں سب کو منع کر دیا۔ عین شادی کے دن ماموں زاد بہن شاذیہ (جس کی کچھ ہی عرصہ پہلے شادی ہوئی تھی) کے شوہر اپنے ساتھ ویڈیو بنانے والوں کی پوری ٹیم لیکر پہنچ گئے کہ مووی تو بنوانی ہی ہوگی۔

ہماری والدہ بہت پریشان ہوگئیں کہ اگر والد نے منع کر دیا مووی والوں کو تو شاذیہ کا شوہر نیا نیا داماد ہے اگر ناراض ہوگیا تو خاندان میں ناچاقی پیدا ہو جائے گی کیا پتہ شاذیہ سے بھی اس کے تعلقات خراب نہ ہو جائیں کہ تمہارے پھوپھا جان نے ہماری بے عزتی کی ہے، چنانچہ انہوں نے والد صاحب کو سمجھایا کہ آپ منع نہ کریں داماد نازک مزاج ہے تاکہ ناراضگی کی کوئی صورت نہ بن جائے، تو والد صاحب نے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مووی بنانے کو برداشت کرلیا۔

کچھ عرصہ بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ شاذیہ میکے آگئی ہے پھر کچھ ہی دنوں بعد معلوم ہوا کہ اس کو طلاق ہوگئی ہے۔ شاذیہ غم سے چور چور ہو کر ذہنی مریضہ بن گئی۔ پھر آہستہ آہستہ شاذیہ کی زندگی معمول پر آنے لگی گھر کے کام کاج میں خود کو بہلانے لگی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد خاندان والوں کی کوششوں سے شاذیہ کی دوسری جگہ شادی ہوگئی۔ لڑکے والے بہت زیادہ مذہبی تھے گھر میں ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کچھ نہیں تھا، جبکہ شاذیہ کے میکے میں یہ سب خرافات موجود تھی۔ لڑکا بیرون ملک رہتا تھا لہٰذا شاذیہ کو اپنے تمام رشتہ داروں کو چھوڑ کر اپنے شوہر حامد کے ساتھ بیرون ملک جانا پڑا۔ وہاں شاذیہ کا دل کسی طرح نہیں لگتا تھا، والدین اور بہنوں کی یاد اس کو ستاتی رہتی، ہر وقت اس کی یہی خواہش ہوتی کہ کسی طرح پاکستان واپس آجائے۔

شاذیہ کو ڈراموں اور فلموں کا بہت شوق تھا لیکن اس کے گھر میں نہ ٹی وی تھا نہ وی سی آر۔ پڑوس میں کوئی پاکستانی گھرانہ تھا کہ شاذیہ وہاں جا کر اردو فلمیں اور ڈرامے وغیرہ دیکھتی تو کچھ وقت کٹ جاتا۔ اس کے شوہر حامد کو یہ بات قطعاً ناپسند تھی کہ اس کی بیوی غیروں کے ہاں جا کر وی سی آر دیکھا کرے۔ وہ شاذیہ کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہتا کہ یہ اللہ کی نافرمانی کا کام ہے اس کو چھوڑ دو، روز روز غیروں کے ہاں تمہارا جانا ٹھیک نہیں ہے۔ مگر اپنوں سے دوری اور گھر کی تنہائی میں وہ بہت اداس رہنے لگی۔ حامد کے بڑے بھائی خالد نے حامد کو سمجھایا کہ ہم ایک ایسی لڑکی گھر لائے ہیں جو بچپن ہی سے ٹی وی اور فلموں کی عادی رہی ہے۔ تم اس طرح اس کو قید میں رکھ کر اس پر ظلم کر رہے ہو، وہ اپنے گھر والوں سے دور ہے، تمہیں اس کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا چاہئے، ازواجی تعلقات ایسے خوشگوار نہیں رہ سکتے، اس کی خوشی کی خاطر ٹی وی لے لو، خود کو بچائے رکھنا۔ خالد تو مشورہ دے کر چلے گئے لیکن حامد سوچ میں پڑ گئے بالآخر بھائی کے مشورے پر عمل کیا اور گھر میں ٹی وی، وی سی آر اردو فلمیں وغیرہ لے آئے تاکہ شاذیہ کا دل بہلا رہے۔

لیکن افسوس! کچھ عرصے بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ حامد نے شاذیہ کو ماں باپ سے ملنے کے لئے کراچی بھیج دیا ہے پھر کچھ عرصے بعد شاذیہ کو ایک رجسٹری موصول ہوئی جس میں طلاق نامہ تھا۔ شاذیہ ایک مرتبہ پھر غم سے نڈھال ہو کر ذہنی مریضہ بن گئی۔ ہم سب حیران تھے اتنے اچھے انسان نے ایسی حرکت کیوں کی؟ سنا گیا کہ حامد نے کہا کہ کیوں کہ میں شاذیہ کو خوش نہیں رکھ سکا لہٰذا آزاد کر دیا۔

ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ اگر حامد گھر میں ٹی وی نہیں لاتے تو کیا شاذیہ اس سے زیادہ اداس رہتی جتنی کہ اب ہے؟

شاذیہ کی زندگی کے یہ دونوں واقعات ہم سب کے لئے عبرت آموز ہیں اور ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ رب کی خوشنودی کو پس پشت ڈال کر بندوں کو خوش کرنے کی ساری تدبیریں بے کار ہیں۔ بندہ جب تک رب کی رضا کی کوشش میں لگا رہے جب ہی چین و عافیت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں اور برے وقت سے بچائے اور اپنی رضا کی زندگی عطا کر کے فلاح دارین نصیب فرمائے۔ (آمین)

ہم لوگ ہوئے اسوۂ حسنہ سے بہت دور
جب ہی ہمیں آفات نے یوں گھیر لیا ہے

پردہ

بنت محمد حنیف کمالیہ

پردہ اٹھا تو حسن و شرافت کہاں رہی
دین محمدی سے محبت کہاں رہی!
آزاد ملک ہوگیا، آزاد بیبیاں
قرآن اور حدیث سے نسبت کہاں رہی
اسلام نے لگائے تھے عورت کو چار چاند
بے پردہ ہوکر حسن کی نگہبان کہاں رہی
قرآن اور حدیث کو دل سے بھلادیا
دل میں رسول پاک کی عظمت کہاں رہی
افسوس پردہ پڑگیا مردوں کی عقل پر
بے پردہ عورتیں ہوئیں غیرت کہاں رہی!!

اسامہ اور بیویوں کی فضول خرچی

افسانوی کردار کے حامل، عالمی جہاد کے قائد شیخ اسامہ بن لادن کے حوالے سے حال ہی میں ایک خاتون نے ان کے گھریلو کردار کے حوالے سے دلچسپ انکشاف کئے ہیں جو ہمارے لئے قابل مثال بھی ہیں اور قابل غور بھی۔ یہ خاتون مصری نژاد کینیڈین اور شیخ اسامہ بن لادن کے شہید ہو جانے والے قریبی ساتھی احمد سعید خدر کی بیوہ ہیں۔ انہوں نے ایک کینیڈین ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ شیخ اسامہ بن لادن کو پرتعیش زندگی ناپسند تھی، انہوں نے اپنی تینوں بیویوں اور بچوں پر مستقبل کے ممکنہ مصائب سے نمٹنے کے لئے ٹھنڈے پانی کا استعمال منع کر رکھا تھا۔ اسامہ بن لادن کو بیوی بچوں کی تربیت اور پرورش کی بہت فکر رہتی تھی۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کو بجلی کے استعمال سے بھی منع کر رکھا تھا اور اس بات کا مقصد یہ تھا کہ ان کے گھر والے اپنے آپ کو مشکل زندگی کے لئے تیار کر سکیں۔ مصری نژاد مجاہد احمد سعید خدر شہید کی بیوہ نے بتایا کہ اسامہ بن لادن کو کھیلوں میں والی بال اور گھڑ سواری بہت پسند ہے، وہ پرسکون شخصیت کے مالک ہیں البتہ انہیں بھی بعض اوقات (دوسرے شوہروں کی طرح) اپنی بیویوں کی فضول خرچی پر شکایات تھیں۔ احمد سعید خدر شہید کی بیٹی زینب نے بتایا کہ شیخ اسامہ بن لادن 1999ء میں اس کی تقریب شادی میں شریک ہوئے تھے، وہ اپنے اردگرد کھیلتے ہوئے بچوں کے ساتھ کھیل میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ احمد سعید خدر شہید کے تیسرے بیٹے عبداللہ نے بتایا کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم القاعدہ کی فیملی سے ہیں، میں اسلام کے لئے شہید ہونا چاہتا ہوں کیوں کہ شہادت ہر مسلمان کی خواہش ہے۔

بچوں کے پیچھے نہ پڑیں

بنت طاہر، مردان

جب والدین یہ کہیں کہ ہم بچے کو دن میں بیسوں بار پڑھنے کو کہتے ہیں مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا تو اس جملے سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ بچے سے زیادہ غلطی والدین کی ہے۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی شخص کسی بات سے اتنا چڑ کیوں جاتا ہے کہ لوگ اس بات سے اسے چھیڑیں تو وہ مرنے مارنے پر تل جاتا ہے۔ عقل مند وزیر نے جواب دیا کہ حضور کسی وقت ثابت کردوں گا کہ فطری طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ چند روز بعد وزیر کا نوعمر بیٹا دربار میں حاضر ہوا اور بادشاہ سلامت سے پوچھنے لگا کہ حضور آپ کے پاس اچار کی بوتل ہے؟ بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ بیٹا بادشاہ کے دربار میں اچار کی بوتل کا کیا کام؟ اگلے روز پھر آیا اور پوچھا کہ حضور اچار کی بوتل ہے؟ بادشاہ نے کہا میں نے کل آپ کو بتادیا تھا کہ نہیں ہے۔ اگلے روز وہ پھر آیا تو بادشاہ نے کہا ارے بھئی بتا تو دیا تھا کہ نہیں ہے۔ اگلے دنوں میں بھی یہی سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ دسویں روز بادشاہ بھنا اٹھا اور غصے میں بپھر گیا تب وزیر باتدبیر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور ایسے ہی بار بار ایک ہی بات کہنے سے لوگ چڑ جایا کرتے ہیں۔ بچے تو پھر بچے ہوتے ہیں بڑی عمر کے لوگ بھی ایک ہی بات بار بار سنتے ہیں تو چڑ جاتے ہیں۔ اس لیے بچوں کو ہر وقت مطالعہ کرنے کو نہیں کہنا چاہیے۔

بچہ اپنے کسی گہرے دوست سے خوشگوار موڈ میں گپ شپ لگا رہا ہو یا کسی اور مشغلے یا کھیل میں مصروف ہو ایسے میں انہیں پڑھنے کو کہا جائے تو یہ بات انہیں سخت ناگوار گزرتی ہے۔ وہ اسکول کی کتابوں کو اپنا اولین دشمن سمجھنے لگتے ہیں اس بارے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے کہ بچہ مطالعے سے بددل نہ ہونے پائے۔ اسے اپنے پسندیدہ مشغلے سے مطالعہ کی بجائے کسی اور بہانے سے روکیے اور اسے وقت دیجیے کہ وہ خود اپنے لئے ایک ٹائم ٹیبل بنائے اور اس پر عمل کرے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات ان کا دل پڑھنے کو چاہ رہا ہوتا ہے مگر ضد میں آکر یا والدین کو ستانے کے لیے وہ نہیں پڑھتے۔ ہر وقت کی نگرانی بچوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ سخت نگرانی کے برے اثرات بچے کی شخصیت اور زندگی پر پڑتے ہیں اور بڑی عمر میں بھی پریشان کرتے رہتے ہیں۔ ایسی نگرانی نہ صرف انہیں آگے بڑھنے میں مدد نہیں دیتی بلکہ ان کا راستہ بھی روکتی ہے۔

اپنے بچوں کو تندرست و توانا رکھیں

بچے کی اچھی صحت ماں باپ کے لئے خوشی اور اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ بچے کی اچھی صحت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مناسب دیکھ بھال کی جائے جس میں سب سے ضروری اس کی جسمانی صفائی ہے۔ چھوٹے اور نوزائیدہ بچوں کو روزانہ نہلانے اور صاف رکھنے سے بچہ بہت سی بیماریوں سے بچ جاتا ہے اور وہ مختلف قسم کے انفیکشن سے بھی محفوظ رہتا ہے جو زیادہ تر جسم اور اردگرد کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ نوزائیدہ بچوں کے لئے ضروری ہے کہ انہیں پیدائش کے فوراً بعد گرم پانی سے نہلایا جائے یا پھر تولیہ گرم پانی میں بھگو کر جسم کو صاف کیا جائے۔ پیدائش کے فوراً بعد بچے کی ناف (Umbilicus) کی صفائی بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے انفیکشن ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

ایک سال تک اور اس سے بڑی عمر کے بچوں کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ نیم گرم پانی سے بچہ کو روزانہ نہلانا چاہیے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ روزانہ ایک خاص وقت مقرر کرلیا جائے تاکہ بچے کے سونے اور دودھ پینے کے اوقات پر اثر نہ پڑے۔ نہلاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ پانی نہ تو بہت زیادہ گرم ہو اور نہ زیادہ ٹھنڈا کیونکہ ننھے منے نازک بدن نہ زیادہ گرمی برداشت کرسکتے ہیں اور نہ زیادہ ٹھنڈک۔ بچے کو روزانہ صحیح طریقے سے نہلانے سے اس کا جسم بالکل تروتازہ اور صحت مند رہتا ہے۔ مسکراتا اور صحت مند بچہ ماں باپ کی آنکھوں کا تارا اور ان کے من کی مراد ہوتا ہے۔

(مرسلہ: بنت عبدالرشید کوٹ خادم)

بنت حماد میاں چنوں

اپنی ملت پہ قیاس

دیکھو میرا بیٹا فر فر انگلش بولتا ہے۔ ادھر آؤ سنی (Sunny) ذرا آنٹی کو پیاری سی پوئم (Poem) تو سناؤ۔

او کے ماما آرہا ہوں۔ اور آتے ہی سنی نے ایڑی کو زمین پر مارتے ہوئے اور ہاتھوں کو ہلا ہلا کر رقصیلے انداز میں Poem شروع کردی۔

ٹوئنکل ٹوئنکل لٹل اسٹار......

بابا بلیک شپ......

ان کو آئی مس یو......

سنی اپنی ہی دھن میں مگن Poems سنا رہا تھا لیکن...... میرا طائر تخیل محو پرواز ہوچکا تھا اور میں سوچنے لگی کہ ہمارے آباء نے اس وطن، اس تہذیب اور اس اردو زبان کی خاطر کتنی قربانیاں دیں۔ کیا انہوں نے انگریزی سامراج سے نجات اس لیے حاصل کی تھی کہ مستقبل میں اُن کے بچے ایمیلی برونٹ کی غلیظ اور واہیات سے لتھڑی انگریزی نظمیں سنا کر فخر کریں؟؟

آخر ہماری زبان، ہماری تہذیب میں کیا خرابی ہے؟ کون سا ننگا پن ہے۔ اردو زبان میں انگلش کے الفاظ استعمال کرنا بالکل ایسے ہے جیسے مخمل میں ٹاٹ کا پیوند، پھر عزت کا معیار ''انگلش'' کیوں ہے؟ رقص و موسیقی، شعر و ادب، مصوری اور سنگ تراشی سے لے کر فنون لطیفہ تک ہماری تہذیب و ثقافت اٹی پڑی ہے۔ ہسٹری، جغرافیہ، سائنس، الجبرا اور میتھیمیٹک کے تمام متبادل الفاظ ہماری زبان میں موجود ہیں اور یہ انفرادیت کسی اور زبان کو حاصل نہیں۔ پھر ہماری زبان میں کس چیز کی کمی ہے؟ اگر محبت کی کمی ہے تو دیکھ لو Knight اور Emid اور رابندر ناتھ ٹیگور سے لے کر نذر الاسلام، علامہ اقبال کی شاعری تک، اس میں محبت ہی محبت ملے گی۔ پھر...... اردو زبان سے نفرت کیوں؟ کیوں ان لوگوں کی عزت کی جاتی ہے جو ٹیڑھے میڑھے بندروں جیسے منہ بنا کر انگریزی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کیوں ان بچوں کو دھتکارا جاتا ہے جو اردو میڈیم اسکولوں میں پڑھتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی میٹھی میٹھی نظمیں پڑھتے ہیں؟ اور ان بچوں کے کیوں بوسے لیے جاتے ہیں جو انگلش میڈیم اسکولوں میں پڑھتے ہیں اور مائیں کتنے فخر سے بتاتی ہیں کہ ''جی میرا پتر انگریزی اسکول پڑھدا اے''۔ (میرا بیٹا انگریزی اسکول میں پڑھتا ہے)۔...... اپنی زبان سے محبت کرو۔ اسے بام عروج تک پہنچاؤ اور عہد کرو جیسے بش اور بلیئر عالم اسلام کو ختم کرنا چاہتا ہے اسی طرح تم ان کی زبان کو ان کی ثقافت اور تہذیب کو تہس نہس کردو۔ اپنی ثقافت اپناؤ، اپنی تہذیب کو دنیا میں بلند کرو اور شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے فرمان پر غور کرو کہ ؎

اپنی ملت پہ قیاس، اقوامِ مغرب کو نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

دیکھو آج جو عالم کفر ہمارے ایٹمی پلانٹ پہ تاک لگائے ہوئے ہے۔ یہ اسی کا انجام ہے کہ ہم ان کی زبان سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے ننھے منے بچوں کو عراق اور افغانستان میں ٹینکوں تلے روند دیا، جواں رعناؤں کو خون کے جام پلا دیئے۔ بہنوں، بیٹیوں کی عزتوں کے تار، تار تار کردیے لیکن...... ہم ہی پاگل ہیں جو اب تک ان سے محبت کرتے ہیں۔ اسی بات کو رب اکبر نے قرآن میں بیان کیا ہے۔ ''کیا تم ان کے پاس عزت کے متلاشی ہو؟ عزت تو ساری کی ساری اللہ کے قبضہ میں ہے اور وہ رب جسے چاہے عزت سے نواز دیتا ہے اور جسے چاہے ذلتوں کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیتا ہے۔''

اخت سید منور صالح حیدرآباد

اپنا دسترخوان

کھڑے مصالحے کا سالن:

اجزاء:

بکرے کا گوشت آدھا کلو۔ ٹماٹر چار عدد۔ لہسن کے جوے چھلے ہوئے آٹھ عدد۔ ادرک باریک کٹی ہوئی ایک کھانے کا چمچ۔ سونف آدھا چائے کا چمچ۔ ثابت دھنیا ایک کھانے کا چمچ۔ کالی مرچ ثابت چھ عدد۔ بڑی الائچی چار عدد۔ دہی آدھی پیالی۔ پیاز تین عدد (باریک کٹی ہوئی)۔ ثابت لال مرچ آٹھ عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: ایک دیگچی میں تیل ڈال کر پیاز گولڈن براؤن کرلیں۔ جب گولڈن براؤن ہوجائے تو گوشت اور نمک ڈال دیں۔ جب گوشت کا پانی خشک ہوجائے تو سونف، دھنیا، ٹماٹر، لہسن، ادرک، ہری مرچ، بڑی الائچی، کالی مرچ، دو پیالی گرم پانی ڈال کر گوشت کو گلنے دیں، ہلکی آنچ رکھیں اور ڈھکن سے ڈھانک دیں، جب گوشت گل جائے تو دہی ڈال کر بھون لیں، جب تیل الگ ہونے لگے تو ایک پیالی گرم پانی ڈال کر پانچ منٹ کے لئے ہلکی آنچ پہ دم پر رکھ دیں، سالن تیار ہے گرم گرم روٹی کے ساتھ پیش کریں۔

گولڈ چاپس:

اجزاء: بکرے کی چاپیں ایک کلو۔ سرکہ سفید آدھی پیالی۔ لہسن کے چھلے ہوئے جوے دس عدد (باریک چھل لیں)۔ لیموں ۴ عدد۔ کالی مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ ادرک باریک کٹی ہوئی۔ نمک حسب ذائقہ۔ تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: چاپوں کو اچھی طرح دھوکر چربی صاف کرلیں، پھر سارے مصالحے لگا کر ایک گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ اس کے بعد مصالحہ لگی چاپیں سیخوں پر لگا کر کوئلوں پر سینک لیں۔ جب سک جائے تو برش کے ذریعے تیل لگا کر سیخوں سے نکال کر گرم گرم پیش کریں۔ اگر کوئلے نہیں ہیں تو مصالحہ لگی چاپیں ایک فرائنگ پین میں یا توے کے اوپر ہلکی آنچ پر سینک لیں۔

جب پانی خشک ہوجائے تو سیخوں پر لگا کر گیس پر سینک لیں۔ جب سک جائیں تو برش کے ذریعے تیل لگا کر گرم گرم پیش کریں۔ ساتھ میں روغنی نان اور ٹماٹو ساس بھی رکھ دیں۔

مغز کڑاہی:

اجزاء: مغز بکرے کے دو عدد (ثابت رہنے دیں)۔ پیاز درمیانی دو عدد (آملیٹ کی طرح کاٹ لیں)۔ ٹماٹر تین عدد (آملیٹ کی طرح کاٹ لیں) ادرک اور لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچے۔ ہری مرچ تین عدد (موٹی موٹی کاٹ لیں)۔ ہرا دھنیا ایک گڈی (باریک کاٹ لیں)۔ کالی مرچ ایک چائے کا چمچہ پسی ہوئی۔ لونگ آدھا چائے کا چمچہ پسی ہوئی۔ دار چینی ایک ٹکڑا باریک پیس لیں۔ ثابت دھنیا دو چائے کے چمچ بھون کر پیس لیں۔ لال مرچ دو چائے کے چمچ۔ قصوری میتھی آدھا چائے کا چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے کڑاہی میں تیل ڈالیں۔ اس میں باریک کٹی ہوئی پیاز کو ہلکا براؤن کرلیں پھر اس میں ٹماٹر ڈال کر چمچ چلائیں۔ جب ٹماٹر تھوڑا گل جائیں تو اس میں لہسن، ادرک، لال مرچ اور دھنیا ڈال کر مصالحہ کو بھون لیں۔ جب مصالحہ بھن جائے تو اس میں مغز ڈال دیں اور آہستہ چمچ چلائیں کہ مغز نہ ٹوٹے، اس کے بعد دھیمی آنچ پر پندرہ سے بیس منٹ چھوڑ دیں تاکہ سارا تیل اوپر آجائے۔ اب اس میں ہری مرچ ہرا دھنیا اور بقیہ مصالحہ (لونگ، دار چینی، کالی مرچ) ڈال کر آخر میں قصوری میتھی ڈال دیں چولہا بند کردیں۔ مزیدار کڑاہی مغز تیار ہے۔

بکرے کے تلے ہوئے گردے:

اجزاء: گردے بارہ عدد دو ٹکڑے کرلیں۔ لال مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچہ۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ۔ ادرک، لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچہ۔ نمک حسب ذائقہ۔ ہرا دھنیا ایک گڈی باریک کٹا ہوا۔ ہری مرچ دو عدد باریک کٹی ہوئی۔ لیموں دو عدد۔ تیل آدھی پیالی۔

ترکیب: سب سے پہلے گردوں کو لہسن اور نمک کے پانی کے ساتھ اچھی طرح دھولیں پھر ایک فرائی پین میں تیل ڈال کر گردے، ادرک، لہسن اور نمک ڈال کر ڈھک دیں۔ جب گردوں کا پانی خشک ہوجائے تو سارا مصالحہ ڈال کر اچھی طرح بھونیں اوپر سے لیموں چھڑک دیں۔ ہرا دھنیا ہری مرچ ڈال دیں۔ مزیدار گردے تیار ہیں۔

تکہ بوٹی:

اجزاء: بغیر ہڈی کا دستی گوشت آدھا کلو۔ دہی ایک چھٹانک۔ گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچہ۔ نمک اور سرخ مرچ حسب ذائقہ۔ پسا دھنیا ایک چائے کا چمچہ۔ سفید زیرہ ایک چائے کا چمچہ۔

ترکیب: گوشت کو چوکور مربع (Cube) کی شکل میں کاٹ لیں۔ ابال کر نیم گلا لیں اور پانی خشک کر کے اتار لیں (پانی اتنا ہی ڈالیں جو مناسب ہو) سب مصالحے پیس کر دہی میں ملا دیں۔ گوشت کے ٹکڑے ٹھنڈے ہوجائیں تو ان پر یہ دہی لگادیں۔ اب یہ ٹکڑے سلاخوں پر پرو دیں اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر سیک کر سرخ کرلیں، ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا سا گھی ٹپکاتے جائیں جب وہ کوئلوں پر گرتا ہے تو اس کا دھواں تکوں کو مزید لذیذ کردیتا ہے۔ کٹی ہوئی پیاز کے لچھوں، لیموں کی قاشوں اور ہری مرچوں کے ساتھ پیش کریں۔

کڑاہی گوشت:

اشیاء: گوشت ایک کلو (چھوٹی بوٹیاں)۔ گھی ایک پیالی۔ پیاز تین عدد بڑے۔ ٹماٹر چار پانچ بڑے دانے۔ پسا ہوا گرم مصالحہ ڈیڑھ چمچہ چائے کا۔ مرچ سرخ پسی ہوئی دو چمچے چائے کے۔ نمک ڈیڑھ چمچہ چائے کا۔ ادرک دو تین انچ کا ٹکڑا۔ زیرہ ثابت ایک چمچہ چائے کا۔ دار چینی ایک درمیانہ ٹکڑا۔

ترکیب: گھی اور پسے ہوئے گرم مصالحہ کے علاوہ سب چیزوں کو دیگچی میں ڈال دیں، یعنی گوشت کو دھو کر پیاز کو کاٹ کر اور ادرک کو پیس کر شامل کردیں۔ ٹماٹر کے قتلے زیرہ، دار چینی، نمک مرچ اور تین پیالی پانی ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں۔ ڈھکنا اچھی طرح بند ہو تاکہ بھاپ نہ نکل سکے۔ جب پانی خشک ہوجائے اور گوشت گل جائے تو گھی ڈال کر خوب بھون لیں۔ جب مصالحہ گھی چھوڑ دے تو اتار کر پسا ہوا گرم مصالحہ چھڑک دیں اور کھانے کے لئے پیش کریں۔

آنکھوں کی حفاظت کیجئے

ام معاذ۔ حیات آباد، پشاور

آنکھیں انسان کے لئے قدرت کا انمول تحفہ ہیں، یہ ہمارے چہرے کا سب سے بہترین حصہ ہیں۔ ہمیں کسی شخص کے چہرے پر سب سے زیادہ پرکشش آنکھیں ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر آنکھیں چمکدار اور زندگی سے بھرپور ہیں تو یقیناً اس شخص کی صحت بھی اچھی ہوگی۔ جبکہ بے رونق اور تھکی ہوئی آنکھیں جسمانی صحت کی خرابی اور بیماریوں کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ بعض تندرست اور چست خواتین کی آنکھیں بھی بے رونق ہوتی ہیں، اس کی وجہ کم روشنی میں مطالعہ کرنا اور نیند کی کمی بھی ہوسکتی ہے۔ کہیں آپ کی آنکھوں کا شمار تو ایسی آنکھوں میں نہیں ہوتا جو تھکن کا اظہار کرتی ہیں، اگر ایسا ہے تو آپ فوراً وٹامن A کی کمی کو جان لیجئے۔

وٹامن A: سب سے پہلی اور ضروری چیز ایسی خوراک کا استعمال ہے جس میں وٹامن A پائے جاتے ہیں اس وٹامن کا نظر اور شفاف آنکھوں سے بڑا گہرا تعلق ہے اور خاص طور پر اس کے استعمال سے ہم میں روشنی اور تاریکی میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ مکھن، گھی، چکناہٹ سے بھرپور مچھلی، اورنج، سبزیاں اور پھل وٹامن A سے بھرپور ہوتے ہیں۔ گاجر کا جوس روزانہ ایک گلاس پینے سے وٹامن A کی کمی بہت حد تک پوری ہوجاتی ہے۔

آنکھوں کی ورزش: آنکھوں کی ورزش بہت آسان اور کارآمد ہے اس سے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں اور قوت بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ورزش کرنے سے آنکھوں پر بوجھ بھی نہیں پڑتا۔ بہترین ورزش یہ ہے کہ سر کو ساکن رکھ کر آنکھوں کو گول گول گھمائیں، یہ ورزش دن میں بارہ مرتبہ دہرائیں۔ دوسری آسان ورزش یہ ہے کہ اپنی شہادت کی انگلی کو چہرے سے تقریباً 3 انچ دور رکھ کر بڑے غور سے دیکھتے جائیں اور پھر تیزی سے انگلی کو آنکھوں کے سامنے سے ہٹائیں اور پھر دوبارہ انگلی کو واپس لائیں، یہ عمل کئی بار دہرائیں۔

آنکھوں کے حلقے: لیموں کے چھلکوں کو پیس لیں، اور اس میں روغن بادام یا پیٹرولیم جیلی ملا کر آنکھوں کے گرد لگائیں اور چند منٹ مساج کرنے کے بعد ململ کے کپڑے کو عرق گلاب سے بھگو کر چہرہ صاف کرلیں، اس سے حلقے ختم ہوجائیں گے۔

آنکھوں کی سوجن: آنکھوں پر برف، پانی یا دودھ کی ٹکور کرنے سے آنکھوں کی سوجن اتر جاتی ہے یہ ٹکور روئی کو ٹھنڈے پانی یا دودھ میں بھگو کر کریں۔ اس کے علاوہ غلط قسم کے میک اپ سے بھی آنکھوں کے گرد سوجن پیدا ہوجاتی ہے۔ کیونکہ آنکھوں کے اردگرد کی جلد بہت پتلی اور نازک ہوتی ہے اس لئے اسے توجہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ تیز اور بھاری کریم کا استعمال ہرگز نہ کریں چہرے پر ماسک لگاتے وقت اس جگہ کو بچا کر رکھیں کیونکہ اس سے آپ کی جلد کھنچ کر سوج جائے گی اور وقت سے پہلے حلقے پڑ جائیں گے۔ بہت سی خواتین کسی خاص برانڈ کے میک اپ سے الرجک ہوتی ہیں اگرچہ وہ اسے سالہا سال کے استعمال کے بعد ترک کرتی ہیں اگر آپ یہ محسوس کریں کہ کسی میک اپ سے آپ کی آنکھیں خراب ہورہی ہیں یا ان پر برا اثر پڑ رہا ہے تو اس کا استعمال فوراً ترک کردیں۔

آنکھوں کا میک اپ:

مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کرنے کے بعد آپ کی آنکھیں میک اپ کے لئے بالکل تیار ہوگئی ہیں۔

سب سے پہلے اپنے سوٹ کی مناسبت سے کوئی ہلکا سا Shade Aplicator سے آنکھ پر لگائیں۔ اگر آنکھ چھوٹی ہے اور کھولے سے نہیں کھلتی تو شیڈ ذرا آنکھوں کے پپوٹے پر باہر تک یعنی eyebrow کے کارنر تک لے جائیں اور اگر آنکھ بڑی ہے تو اسے نسبتاً اوپر کے ذرا اندر ہی رکھیں اس کے بعد liner لگائیں۔ liner لگاتے وقت بھی اسی چیز کو مدنظر رکھیں کہ آنکھیں کس Shape کی ہیں بڑی ہیں تو لائنر کا استعمال تھوڑا کم کرنا ہوگا اور اگر آنکھیں چھوٹی ہیں تو لائنر بھی باہر نکال کر نوک کی شکل میں ہوگا۔ اب آیئے پلکوں کی طرف۔ پلکوں پر مسکارا کا ایک کوٹ لگا کر تھوڑا سا ٹیلکم پاؤڈر چھڑک دیں۔ اس کے بعد پھر ایک Coat مسکارا کا لگائیں۔ اس طرح پلکوں کا رنگ بھی گہرا آئے گا اور گھنی بھی لگیں گی۔ پلکوں کے بعد عام طور پر بھنوؤں کا نمبر ہوتا ہے لیکن یاد رکھیں کہ بھنوؤں کو بالکل نہ چھیڑیں کیونکہ بھنوؤں کے بال نوچنے اور اکھیڑنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے ٹھیک ہے کہ اسلام نے عورتوں کو بننے سنورنے کا حق دیا ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھنا ہوگا۔ اگر Plucking کی بہت ضرورت ہو تو اُن بالوں پر بلیچ کریں۔ اس طرح یہ اچھا تاثر دیں گی۔

آنکھوں کا میک اپ اتارنا:

میک اپ کو آنکھوں سے صاف کرنے کا معمول بنالیں۔ جب کبھی آپ تھکی ہوتی ہیں تو ایسا کرنے میں سستی برت جاتی ہیں مگر میک اپ نہ اتارنے سے آنکھوں کے گرد نشان بن جاتے ہیں اور پلکیں کمزور ہوجاتی ہیں جب بھی آپ میک اپ صاف کریں تو روئی سے پپوٹے نیچے جھکا کر آنکھیں صاف کریں اس کے بعد اوپر کی پلکیں صاف کریں۔ پھر آنکھیں کھول لیں اور نیچے کی پلکوں کی صفائی کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ اندرونی کناروں کو صاف کریں۔ اس طرح سارے میک اپ کو صاف کریں یہاں تک کہ جلد پر میک اپ کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے۔

معیوب نہیں قد کا پستہ ہونا

عزیز بہنو! میری آج کی اس تحریر کا یہ عنوان ایک ایسا موضوع ہے جس کا خیال مجھے اسی رسالے میں موجود ڈاکٹر صاحبہ کے کالم "آپ کی صحت" سے آیا جس میں وہ ہمارے خطوط کے جواب دیتی ہیں۔ میں نے اس کالم میں ایک مسئلہ کئی بار نوٹ کیا ہے اور وہ ہے قد کو بڑھانے کے لئے دوا کا تجویز کرنا۔ میری عزیز بہنو! پستہ قد ہونا کوئی معیوب بات نہیں بلکہ معیوب بات تو یہ ہے کہ اس کے بارے میں کامپلیکس کا شکار ہونا۔ یہ ایک بہت بڑی نادانی ہی نہیں بلکہ اس کے متعلق سوچنا ایک طرح سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے ناشکرے بندوں میں لا کھڑا کرتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں اور سوچنے کے لئے دماغ جیسی بہترین چیزیں عطا کی ہیں تو اس کے بارے میں سوچنا ناشکری کی ہی علامت ہے۔

میری یہ تحریر ہوسکتا ہے کہ آپ کے دل پر گراں گزر رہی ہو کیونکہ ہر لڑکی اپنی کسی بھی خامی کا بہت زیادہ اثر لیتی ہے کیونکہ لڑکیاں تو ہوتی ہی حساس ہیں۔ میری عزیز بہنو! اس حقیقت سے تو آپ سب ہی آگاہ ہوں گی کہ قد کم یا زیادہ کرنے کا اختیار تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں البتہ شخصیت کو نمایاں کرنے کے کچھ فارمولے آپ کو بتا سکتی ہوں۔ سب سے پہلے تو انسان کی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لئے بلند اوصاف بہترین کردار ادا کرتے ہیں۔ اپنے خیالات واخلاق کو بلند کیجئے۔ نیک عادات کو اپنا شعار بنائیں۔ کیونکہ انسان اپنے قد سے نہیں بلکہ بلند خیالات، نیک عادات اور اچھے اخلاق کی ہی بدولت دنیا و آخرت میں مقام پاتا ہے۔

مجھے یقین ہے میری اس تحریر سے آپ اپنے اندر ایک نیا حوصلہ پائیں گی اور ان باتوں کو اپنا کر اپنی شخصیت کو نمایاں مقام عطا کریں گی۔ کیونکہ!

بلند قد ہی نہیں ہے شخصیت کا معیار
بلند اوصاف ہی کرتے ہیں انسان کو نمایاں

بنت معین الدین

بنتِ عبد الرحمٰن

پاپ کورن غذائیت سے بھرپور خوراک

بہت سارے لوگ پاپ کارن کو ہلکی پھلکی لیکن صحت بخش غذا سمجھ کر بڑی مقدار میں استعمال کر جاتے ہیں لیکن ایک تحقیقاتی رپورٹ میں یہ حیران کن انکشاف ہوا ہے کہ جو پاپ کارن عموماً تفریحی مقامات پر فروخت ہوتی ہے، وہ کسی بڑے برگر سے تین سے پانچ گنا زائد چکنائی سے بھری ہوتی ہے۔اس مرحلے پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ پھر کیا پاپ کارن بالکل چھوڑ دینا چاہئیں؟ اور یہ کہ پاپ کارن ایک صحت بخش خوراک ہے یا نہیں؟ اور اسے چپس اور کوکیز کی طرح کیوں نہ سمجھا جائے جن کا زیادہ استعمال بہتر نہیں بتایا جاتا؟ اور یہ کہ پاپ کارن کا استعمال وزن میں کمی لائے گا یا کم کیے ہوئے وزن کو دوبارہ پہلی سطح پر پہنچادے گا۔؟

ان سوالات کے جواب بھی کم دلچسپ نہیں! پاپ کارن بنیادی طور پر مکئی ہی تو ہے اور پاپ کارن کے بارے میں ماہرین کی رائے ہے کہ یہ غذائیت سے بھرپور خوراک ہے اور اس میں صاف شدہ آٹے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ریشہ ہوتا ہے۔ تین پیالی پاپ کارن میں 93 حرارے اور 1.5 گرام چکنائی ہوتی ہے، جو چکنائی کے بغیر کھلی فضاء میں بھون کر تیار کیے جاتے ہیں، لیکن آپ اس حوالے سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ بعض ایسے پاپ کارن کے پیکٹ پر لکھا ہوا تو ہوگا کہ یہ کھلی ہوا میں بھونے ہوئے ہیں لیکن ہر چند کہ ان کو بھونتے وقت چکنائی گھی یا تیل) وغیرہ استعمال نہیں کیا گیا ہوگا لیکن بھون لینے کے بعد ان پر چکنائی کا چھڑکاؤ کر دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ان ہی تین پیالی پاپ کارن میں حراروں کی تعداد 170 اور چکنائی کا تناسب 10 گرام تک جا پہنچتا ہے۔

ان دنوں مائیکرو ویو اوَن میں بننے والے پاپ کارن میں چکنائی کا تناسب سب سے کم ہوتا ہے، اور یہ آپ چونکہ اپنے گھر پر بھی تیار کرسکتی ہیں لہٰذا اب فیصلہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح کے پاپ کارن کی تین پیالی مقدار میں صرف 45 تا 60 حرارے اور صرف ایک تا دو گرام چکنائی ہوتی ہے۔ یہ بات نوٹ کرلیں کہ گھر سے باہر، بازار وغیرہ میں جو پاپ کارن ملتے ہیں ان میں 120 تا 130 حرارے اور 8 تا 12 گرام چکنائی ہوسکتی ہے۔ اگر آپ شکر کی تہہ چڑھی ہوئی پاپ کارن استعمال کریں تو آپ 400 حرارے تک حاصل کررہی ہیں، اور یہ مقدار کسی چکنائی سے پاک کوکیز میں موجود غذائیت کی مقدار سے بھی زائد اور ایک بالغ فرد کی ضرورت سے بھی زیادہ ہوگی۔ بہرحال ایک تحقیق سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ چھ پیالی پاپ کارن میں 20 گرام تک چکنائی ہوتی ہے جبکہ اس طرح کے بڑے پیالوں میں دستیاب پاپ کارن میں یہ تناسب 80 گرام چکنائی تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ مکھن بھی ہو تو یہ تناسب 130 گرام تک جا پہنچتا ہے۔ یہ مقدار تین سے پانچ تک بڑے برگروں یا پھر چھ تا دس کینڈی بارز کے مساوی ہے۔

زیرِ لب

بغیر اجازت

پولیس انسپکٹر (سپاہی سے) "تم نے چور کو کیوں نہیں پکڑا؟"
سپاہی "جناب وہ ایسے مکان میں گھس گیا تھا جس کے دروازے پر لکھا تھا بغیر اجازت اندر آنا منع ہے۔"

سومنات کا مندر

ایک اسکول افسر اسکول چیک کرنے گیا وہاں بچے سے سوال کیا بتاؤ سومنات کا مندر کس نے توڑا؟ بچے نے کہا جناب میں نے نہیں توڑا؟ افسر نے استاد سے شکایت کی تو استاد نے کہا جناب "اسی الو کے پٹھے نے توڑا ہوگا" تو افسر ہیڈ ماسٹر کے پاس گیا اور استاد اور بچے دونوں کی شکایت کی تو ہیڈ ماسٹر نے کہا جناب "آپ فکر ہی نہ کریں جس نے توڑا ہوگا میں اسے جلد پکڑلوں گا۔" (بنت محمد نواز خلیق)

بغیر جرم

صحافیوں کی ایک ٹیم جیل کا دورہ کر رہی تھی ایک کوٹھڑی میں ایک صاحب ایسے بھی بند تھے جو خاصے شریف اور مسکین دکھائی دے رہے تھے۔ ایک صحافی نے جیلر سے ان کے بارے میں پوچھا کہ ان صاحب نے کیا جرم کیا ہے؟ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا جیلر نے بتایا۔ انہوں نے مشہور ڈاکو حنیف ٹنڈے کو قتل کرتے دیکھا ہے انہیں حفاظت کے خیال سے جیل میں رکھا جا رہا ہے اور حنیف ٹنڈا کہاں ہے؟ دوسرے صحافی نے پوچھا۔ وہ ضمانت پر رہا ہو چکا ہے۔ جیلر نے اطمینان سے جواب دیا۔ (بنت جمیل۔ ٹنڈو جام)

گھریلو چٹکلے

+ اگر کپڑوں یا کسی چیز پر ببل گم لگ جائے تو متاثرہ حصے پر شہد لگا کر نکال لیں اور گرم پانی سے دھولیں۔

+ سلکی کپڑے کو سخت رکھنے کے لئے کہ وہ پہننے کے دوران اکڑے رہیں ان کو دھو لینے کے بعد ایک بالٹی میں پانی فل بھر کر "کوارٹر اسپون بیسن" ڈال کر پانی کو ہاتھ سے ہلائیں اور اس میں دھلے ہوئے کپڑے کو تین چار دفعہ ڈبو کر نکالیں۔

+ سوئیوں کی ڈبی میں صابن کا ٹکڑا رکھنے سے سوئیوں میں زنگ نہیں لگتا۔

+ کپڑے پر چکنائی کا داغ لگ جائے تو متاثرہ حصے پر تھوڑی سی دہی لگا کر اس جگہ کو روئی سے رگڑیں اور 5 منٹ تک اسی میں پڑا رہنے دیں پھر نیم گرم پانی سے دھولیں۔

+ لیموں کا رس محفوظ کرنے کے لئے فریزر میں لیموں کے رس کو کیوبس میں رکھ دیں جب جم جائے تو نکال کر نمک چھڑک دیں اور دوبارہ کسی شاپر میں رکھ کر فریز کر لیں۔

+ فریزر کی بدبو دور کرنے کے لئے فریزر کو پہلے صاف کرنے کے بعد فریزر کی دیواروں پر گلیسرین کو برش کی مدد سے لگائیں پھر اس کے بعد فریزر میں چیزیں رکھیں۔

+ موزے دھونے کے بعد سخت ہو جاتے ہیں اس سے نجات کے لئے دھونے کے بعد پانی میں چند قطرے سرکے کے ڈال کر تقریباً 15 منٹ تک موزوں کو بھگونے کے بعد نکال کر خشک کرنے کے لئے رکھ دیں۔

+ بوتل کی بدبو دور کرنے کے لئے اسے پہلے سیاہی سے دھوئیں اس کے بعد پھر پانی سے دھولیں۔

+ مایونیز بناتے وقت اکثر پھٹکیاں بن جاتی ہیں تو اس میں ایک انڈے کی زردی صاف شیشے کے پیالے میں ڈالیں اور اس میں ایک چٹکی سرکہ ڈال کر خوب پھینٹیں اور اس کو مایونیز میں شامل کریں۔

+ فرائنگ پان کی کالک دور کرنے کے لئے اس فرائنگ پان میں 5 سے 10 گھنٹے تک لاہوری نمک ہو تو اچھا ہے ورنہ عام نمک میں بھگو کر رکھیں اور نکالنے کے بعد کسی بھی پاوڈر میں نمک ملا کر اچھی طرح مانجیں اور پانی سے دھوئیں کالک بالکل دھل جائے گی۔

+ ایک بڑی دیگچی میں 2 چمچے اجوائن ڈال کر خوب کھولائیں اور اس پانی کو کھٹمل والے جگہوں پر ڈالیں اس سے کھٹمل ختم ہو جائیں گے۔

+ پڑھنے لکھنے سے آنکھوں میں جلن پیدا ہوتی ہے اس کے لئے دو کھانے کے چمچے سونف لے کر کسی برتن میں ٹھنڈا پانی ڈال کر پانی میں ملا دیں پھر اس کو فریج میں رکھیں اور صبح چھاننے کے بعد روئی کے پھائے سے آنکھوں کی سکائی کریں اور پانی کے چھینٹے آنکھوں پر ڈالیں۔

+ برتن میں چمک پیدا کرنے کے لئے اسے چپس پاوڈر، نمک، سوڈا اور سرف ہم وزن کر کے مکس کر کے اسپنج یا ململ کے کپڑے سے دھوئیں

+ مٹر کو گلانے کے لئے آدھی چمچی سرکہ اور 4-5 دانے پودینے کے پتے ڈال دیں۔

اہلیہ عارف کراچی

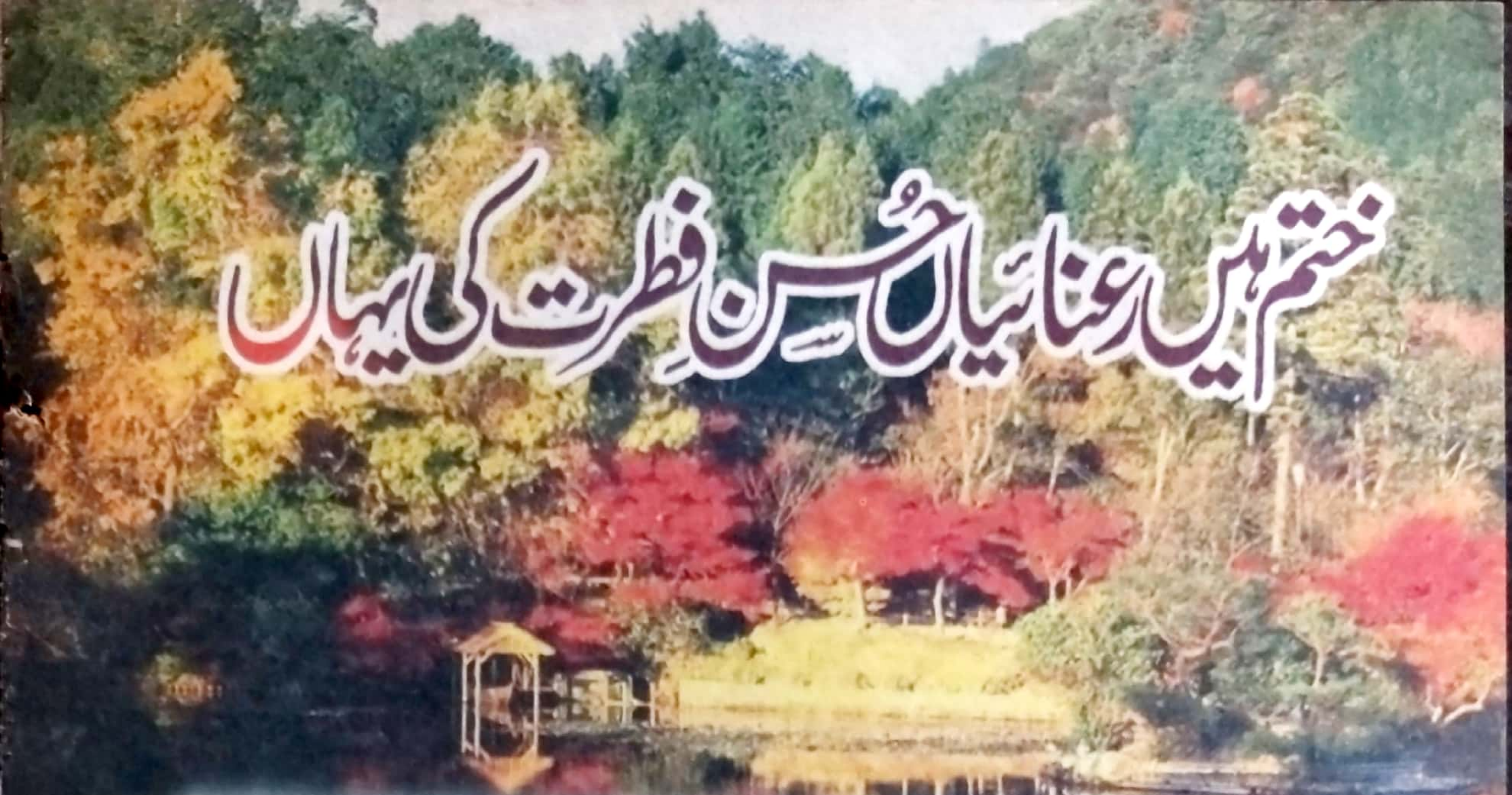

ختم ہیں رعنائیاں حُسنِ فطرت کی یہاں

بنتِ سعید بالاکوٹی

وادی کاغان کی آغوش میں داخل ہونے سے قبل اور اس کی خنک فضاؤں اور مہکتی ہواؤں سے مسحور ہونے سے پہلے بالاکوٹ کی سرزمین سے وابستہ تاریخ اسلام کا وہ باب آپ کے سامنے آچکا ہوگا جو آج سے تقریباً پونے دوصدیاں قبل امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید، حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنے مقدس خون سے رقم کیا، یہ عظیم اور پاک باز مجاہدین رائے بریلی (ہندوستان) سے دینِ حق کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مختلف محاذوں سے ہوتے ہوئے بالاکوٹ پہنچے اور آخر کار سکھوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور ہمیشہ کے لئے یہی (بالاکوٹ) کی زمین کواوڑھ کوسو گئے۔

بالاکوٹ سے کاغان تک کا سفر جب آپ کر چکے ہوں گے تو پھر آپ کے اور پاکستان کی خوب صورت ترین جھیل، جھیل سیف الملوک تک صرف دو گھنٹے کی مسافت باقی ہوں گی، بالاکوٹ اور کاغان کے عین درمیان میں ''کیوائی'' نام کی ایک بستی آتی ہے، اس بستی سے شوگراں کا راستہ الگ ہوتا ہے، شوگراں سطحِ سمندر سے 7750 فٹ بلند ایک پر فضا مقام ہے، یہ چاروں طرف سے گھنے جنگلات میں گھرا ہوا چمنستان ہے، رنگ برنگے مہکتے پھولوں نے اس کی زینت کو دوبالا کر رکھا ہے، جس سمت نگاہ جاتی ہے ہریالی ہی ہریالی ہے، خوبصورت درختوں کے جھنڈ ہیں، اس مقام کی بلندی اتنی زیادہ ہے کہ آدمی بڑے واضح انداز میں ملکہ پربت، مکڑا پربت کا نظارہ کرسکتا ہے۔ جب آپ شوگراں دیکھنے کے بعد کاغان سے ہو کر ناران کا رخ کریں گے تو سربہ فلک پہاڑ اور ان کی چوٹیاں آپ کو خوش آمدید کہیں گی اور قدم قدم پر سرمست آبشار، جلوہ گر مرغزار، کلیوں کے گلشن اور پھولوں کے چمن اس گلستان کو رونق بخش رہے ہیں پھر ان سبزاروں میں بہتے ہوئے چشمے جن کی روانی سے ان گل زاروں کی زندگانی ہے، ہر چشمے کا اپنا حسن اور اپنا ایک مزاج ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر وہ ذائقہ اور حلاوت رکھ دی ہے جس کا ایک فضا آلود شہر کا باسی قطعاً تصور بھی نہیں کرسکتا، یہ چشمے زمین کے سینے سے بڑے دل فریب انداز میں پھوٹ پھوٹ کر ابلتے ہیں اور اپنے دامن کو پانی سے لباب لب بھر دیتے ہیں پھر اپنی لطافت اور شیرینی سے خلق اللہ کو سیراب کرتے ہیں، صبح، شام، دن رات مسلسل یہ جاری وساری ہیں نہ ان کی ٹینکی میں کبھی پانی ختم ہوتا ہے اور نہ موٹر کے ذریعے ان کو کھینچنا پڑتا ہے۔ بڑی فیاضی کے ساتھ بہتے بہتے آخر کار دریا کے ساتھ ہم آغوش ہوجاتے ہیں۔ قدرت کی ان جلوہ سامانیوں کو دیکھ کر فطرت اور حقیقت کا ایک احساس پیدا ہوتا ہے

ختم ہیں رعنائیاں حسن فطرت کی یہاں
جلوہ گر نیرنگیاں ہیں قدرت کی یہاں

آج ہمارا یہ المیہ ہے کہ ہمارے دلوں سے فطرت کا حسن اور فطرت کی انسان دوستی موہوم ہوچکی ہے، افسوس کہ ہمیں کسی ظلمت گر کی جادوگری نے ایسے مہیب اندھیروں میں محبوس کیا ہے کہ سیاہ وسفید کی شناخت بھی کھو بیٹھے ہیں۔ یہی وہ خاموش وار ہے کہ جس کی بدولت آج ہم پرندوں کی آوازوں سے لطف اندوز نہیں ہوتے بلکہ ڈسکو میوزک ہمارے کانوں کو بھلے لگتے ہیں، پنکھوں کی مصنوعی ہوا نے ہم سے درختوں کی گھنی چھاؤں کو چھین لیا ہے، پیپسی اور کوک نے قدرتی اور شیرین پانی سے ہمارا ناطہ توڑ لیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ ہم حقیقتوں کی بجائے حقیقتوں کے سائے زیادہ پسند کرنے لگے ہیں۔

مکرم قارئین وقاریات! معاف کیجئے گا، آپ سوچ رہے ہوں گے یہ سفرنامہ ہے یا کہ تقریر، ہم تو کاغان سے ناران کا سفر کر رہے تھے بس راستے میں چشمہ دیکھا پانی کیا پیا کہ جھوم اٹھے اور وعظ شروع کردیا، تو آیئے دوبارہ سفر شروع کرتے ہیں اب کی بار چشموں کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔ کاغان کے بعد راستے میں جابجا دیوہیکل گلیشرز آپ کا راستہ روکے کھڑے ہوں گے، سیزن کے اوائل میں تو یہ میلوں کے حساب سے احاطہ کئے ہوئے ہوتے ہیں پھر جوں جوں سیزن گزرتا جاتا ہے جون جولائی کی تپش کے ساتھ ان کی کشمکش ہوتی ہے تو آہستہ آہستہ ضعف اختیار کرتے کرتے زندگی ہار بیٹھتے ہیں، ان پر سے گزرنے کے لئے بلڈوزوں کے ذریعے کاٹ کر راستے بنائے جاتے ہیں، اس کٹے ہوئے راستے سے گزرتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آدمی یا پوری گاڑی کو گویا اٹھا کر ڈیپ فریزر میں رکھ دیا گیا ہو، گلیشیرز پار کرتے ہوئے خوف اور ساتھ ہی ایک سرور کی کیفیت ہوتی ہے۔

راستے میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد ہیں جن کے مکین ہر قسم کی آلودگی اور شور وشغب سے محفوظ پرسکون زندگی گزار رہے ہیں، دن کو اپنے اردگرد پھیلے ہوئے کھیتوں میں محنت کرتے ہیں، شام ڈھلتے ہی اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں، جوں ہی رات اپنی سیاہ چادر پھیلاتی ہے تو دن کی تھکاوٹ اور ماحول کی ٹھنڈک انہیں خوابوں کے دیس میں دھکیل دیتی ہے۔

آپ ان پرکیف فضاؤں کے ساتھ سرگوشیاں کرتے ہوئے ناران پہنچ جائیں گے ناران بڑے بڑے فینسی ہوٹلوں اور دوکانوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا شہر ہے، سیاحت کا اہم پوائنٹ ہونے کے پیش نظر یہاں ہر قسم کی سہولیات میسر ہیں گویا یہ جنگل میں منگل ہے، ناران سے صرف دس کلو میٹر کے فاصلے پر پاکستان کی سب سے خوب صورت جھیل، ''جھیل سیف الملوک'' واقع ہے، یہ سطحِ سمندر سے 11 ہزار فٹ کی بلندی پر ہے، جھیل تک جانے کے لئے ایک کچا راستہ ہے جو بل کھاتا ہوا جھیل تک پہنچتا ہے یہ انتہائی دشوار گزار راستہ ہے اس پر عموماً جیپ ہی استعمال ہوتی ہے، پیدل بھی تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت ہے، یہ جھیل چاروں اطراف سے سرسبز پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے جن کی چوٹیاں ہر وقت برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ جھیل کے پانی کا رنگ اکثر گہرا نیلا رہتا ہے لیکن مختلف اوقات میں اس کا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ جھیل پر موسم اکثر خوشگوار رہتا ہے، یہاں سورج کی حرارت بہت کم محسوس ہوتی ہے، بعض دفعہ دن کے وقت سورج کی موجودگی میں بھی کپکپی طاری ہوجاتی ہے، ان ہی سرور آگیں اور فرحت آفریں مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے لوگ دور دراز سے یہاں کھچے چلے آتے ہیں اور قدرت کاملہ کی کرشمہ سازیوں کو دیکھ کر عالم کیف وانبساط میں ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔

هر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

56

بدھ 9 صفر 1425ھ مطابق 31 مارچ 2004ء

شادی بیاہ کی غیر شرعی رسومات

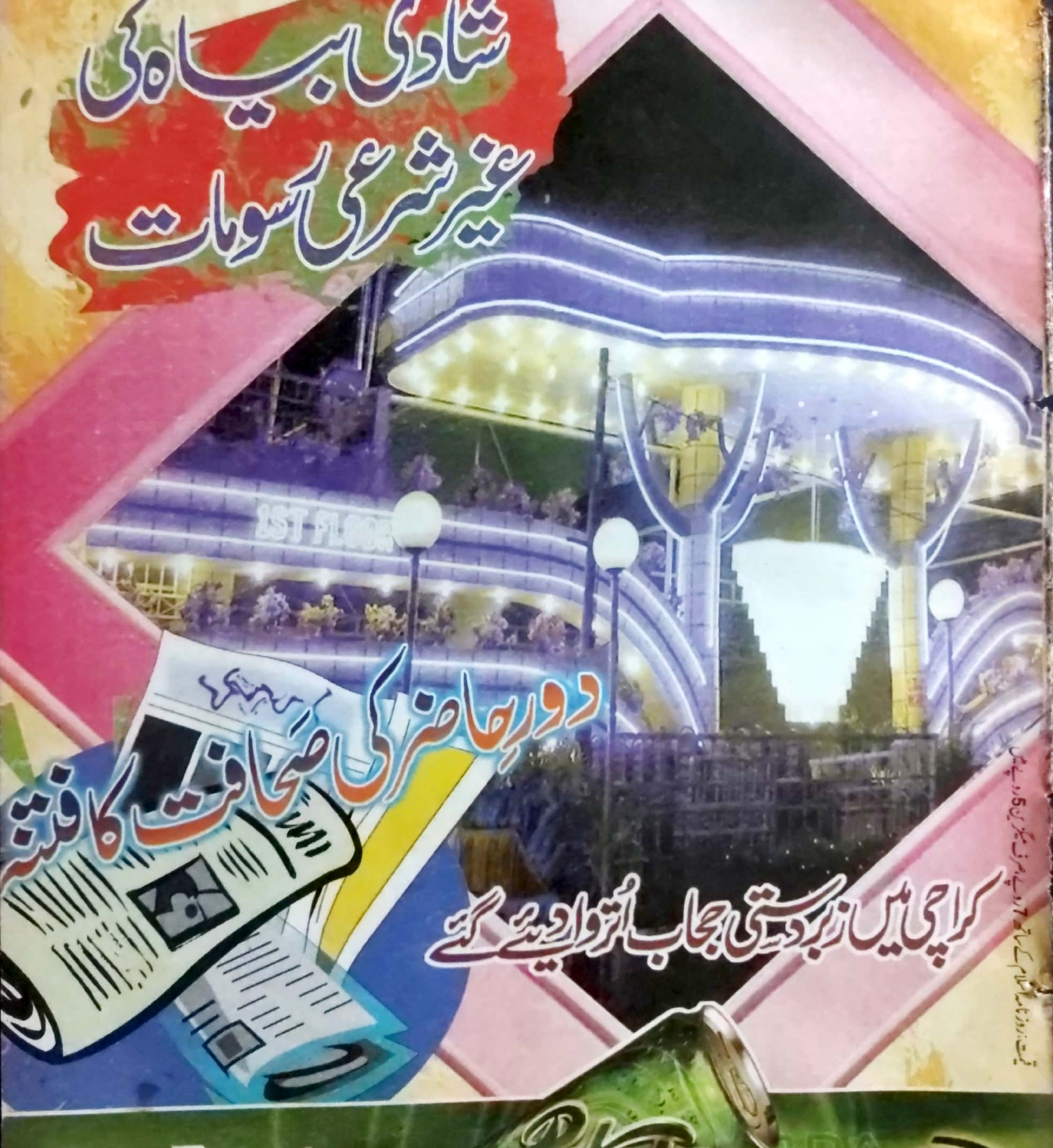

دورِ حاضر کی صحافت کا فتنہ

کراچی میں زبردستی حجاب اُتروا دیئے گئے

قیمت روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے، صرف مجلہ 5 روپے

DIL BOLA... Pakola

Rs. 20

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

درسِ قرآن و حدیث

اخوّت

اخوت، محبت اور بھائی چارے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، عربی زبان میں ''اخ'' بھائی کو کہا جاتا ہے، قرآن کریم میں اس لفظ کا اطلاق پانچ مواقع پر ہوا ہے۔

۱۔ اس فرد پر جو ماں اور باپ دونوں میں یا ان میں سے کسی ایک میں شریک ہو، سورۂ نساء میں میراث کے احکام اور سورۂ مائدہ میں ہابیل اور قابیل کا قصہ بیان کرتے ہوئے یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۲۔ ایک قوم اور قبیلہ کے افراد کو بھی آپس میں بھائی بھائی کہا جاتا ہے۔ حضرت ہود، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کے بارے میں قرآن میں جو آتا ہے کہ ان (کی قوم کی طرف ان) کے بھائی کو بھیجا گیا تو اس سے مراد یہی نسلی اور قومی اخوت ہے۔

۳۔ دینی اور ایمانی اخوت، سورۂ حجرات میں ہے ''بے شک ایمان والے بھائی بھائی ہیں''

۴۔ جن کے دلوں میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور ان کے سینے بغض اور حسد سے خالی ہوتے ہیں انہیں بھی بھائی بھائی کہا جاتا ہے، سورۂ حجر میں ہے ''ان کے دلوں میں جو کینہ ہے، ہم اسے نکال دیں گے اور وہ بھائی بھائی بن جائیں گے۔''

۵۔ اپنے ساتھی اور شریک کو بھی بھائی (اخ) کہا جاتا ہے۔ سورۂ ص میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں ایک ستم رسیدہ نے اپنے ساتھی کے ظلم اور زیادتی کے بارے میں ان الفاظ میں شکایت کی تھی ''یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے''

باہمی اخوت و محبت کے جتنے بھی اسباب ہیں ان میں سے سب سے قوی اور مؤثر سبب ایمان اور دین کا رشتہ ہے، اس میں کوئی مادی غرض اور مالی مفاد بھی پیشِ نظر نہیں ہوتا ہے بلکہ اللہ کی رضا ہی مقصود ہوتی ہے اس لیے ہمارے دین میں اخوت کی بنیاد، ایمان کو قرار دیا گیا ہے، یہی وہ بنیاد تھی جس نے فارس کے سلمان، حبشہ کے بلال، روم کے صہیب اور عرب کے ابوسفیان رضی اللہ عنہم کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تھا، انہوں نے عرب و عجم، حسب نسب، غربت و امارت اور رنگ اور زبان کے سارے امتیازات ختم کر کے ایمان ہی کو اخوت کی بنیاد قرار دے لیا تھا۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس اخوت کا تذکرہ بار بار ملتا ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ احسان جتلایا ہے کہ ''تم آپس میں دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔''

سورۂ توبہ میں ہے ''اگر مشرکین توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

سورۂ احزاب میں ہے ''تم لوگوں کی نسبت ان کے آباء کی طرف کرو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اگر تمہیں ان کے آباء کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں اخوت کا یہ تصور بہت مضبوطی سے راسخ ہو چکا تھا اور یہ اصل میں قرآنی ہدایات اور مصطفوی تعلیمات کا نتیجہ اور ثمرہ تھا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روزمرہ گفتگو، مواعظ اور ارشادات میں قصداً ایسے جملے استعمال فرماتے تھے جن سے مخاطب کے ذہن میں ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے اخوت کا تصور مستحکم سے مستحکم ہوتا چلا جاتا تھا، اس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بہت ساری نصیحتیں ارشاد فرمائیں، ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ تم اپنے (مسلمان) ''بھائی'' کے ساتھ بشاشت سے پیش آیا کرو کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ (ابوداؤد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے ''بھائی'' کی زیارت کے لیے کسی بستی کی طرف روانہ ہوا، راستے میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جس نے اس سے سوال کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا میں فلاں بستی میں اپنے (مسلمان) بھائی سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں، فرشتے نے پوچھا کیا اس نے تمہارے اوپر کوئی احسان کیا تھا جس کا تم بدلہ چکانا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا میرے اوپر کوئی احسان نہیں، بس میں اللہ کی رضا کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے اسے بتایا کہ مجھے اللہ نے تمہارے پاس یہ خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا ہے کہ جیسے تم اس (مسلمان بھائی) سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہو ایسے ہی اللہ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے (مسلمان) ''بھائی'' کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم مظلوموں کی تو مدد کریں لیکن ظالم کی کیسے مدد کریں، آپ نے فرمایا: تم اسے ظلم سے روک دو (یہی اس کی مدد ہے)۔ (بخاری)

۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک تفصیلی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ دو جملے بھی ہیں کہ تمہارا اپنے (مسلمان) ''بھائی'' کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے ''بھائی'' کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ (جامع ترمذی)

مجھے یہ بتانا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قصداً بار بار ہر مسلمان کے لیے ''بھائی'' کا لفظ استعمال فرماتے تھے تاکہ ہر ایک کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ واقعی ہر کلمہ گو ہمارا ''بھائی'' ہے اور اسلامی اخوت کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جائے اور حقیقتاً ایسا ہو چکا تھا اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی ہی سمجھتا تھا، اس کے فائدہ کو اپنا فائدہ اور اس کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھتا تھا، کوئی مسلمان بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے، پریشان حال ہوتا تو اس کی مدد کرتے، مظلوم ہوتا تو ظالم کا ہاتھ توڑ دیتے، اس کی عزت خطرے میں ہوتی تو اس کا تحفظ کرتے، ان کے دشمن بھی جانتے تھے کہ مسلمان اخوتِ اسلامیہ کے رشتے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اس لیے انہیں ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، آج جب کہ یہ رشتہ کمزور پڑ گیا ہے اور اغیار کی سازشوں نے مسلمانوں کو علاقائی، وطنی، لسانی، قبائلی اور گروہی تعصبات میں مبتلا کر کے چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے تو اب انہیں مغلوب رکھنا کافروں کے لیے بڑا آسان ہو گیا ہے، اک پٹتا ہے تو باقی سارے مسلمان لبِ ساحل کھڑے ہو کر اس کی ہلاکت اور غرقابی کا تماشا دیکھتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ انہیں دبا لینے کے بعد یہ سیلابِ بلا ان کے شہروں اور ملکوں کا بھی رخ کرنے والا ہے۔ اے کاش! مشرق و مغرب کے مسلمان ''اخوتِ اسلامیہ'' کے لازوال رشتہ میں دوبارہ جڑ جائیں پھر روس ان کا غلام ہوگا اور امریکا ان کی لونڈی!

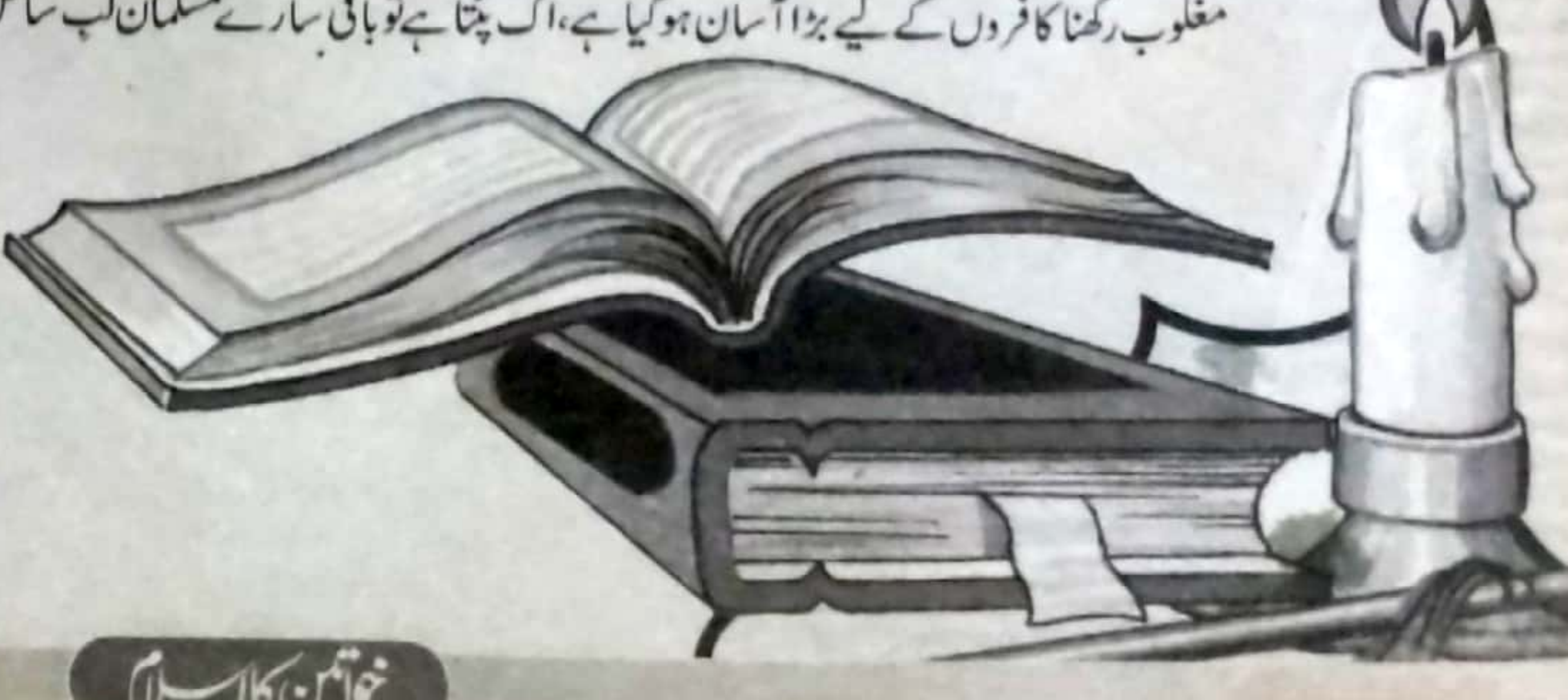

اے میرے رب! میری مدد فرما

رَبِّ اَعِنِّی وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِی وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْلِی وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِی وَیَسِّرِ الْهُدٰی لِی وَانْصُرْنِی عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ۔

اے میرے رب! میری مدد فرما اور میرے خلاف مدد نہ فرما، میری حمایت فرما میرے خلاف حمایت نہ فرما، اپنی لطیف خفیہ تدبیر میرے حق میں استعمال فرما، میرے خلاف استعمال نہ فرما، مجھے ٹھیک راستے پر چلا دے اور صراط مستقیم پر چلتے رہنا میرے لئے آسان فرما دے، جو کوئی مجھ پر ظلم و زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

کراچی میں زبردستی حجاب اُتروا دیئے گئے

آج صبح یہ سطور لکھتے وقت جو تازہ ترین افسوسناک خبر پڑھنے کو ملی وہ سینٹ جوزف اسکول کراچی کی انتظامیہ کی ہے۔ خبر یہ ہے کہ ''سینٹ جوزف ہائی اسکول کے امتحانی مرکز میں میٹرک کے پرچے دینے کے لئے آنے والی طالبات کے برقع اور حجاب عیسائی انتظامیہ اور راہباؤں نے زبردستی اتروا دیئے۔ جب والدین نے اسکول انتظامیہ کی اس حرکت پر ردعمل کا اظہار کیا تو کہا گیا کہ سینٹ جوزف اسکول ایک مشنری ادارہ ہے اس لئے ہم اسکارف یا برقع پہننے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس سے نقل کا اندیشہ ہے۔ جس پر والدین نے کہا کہ ایک مرتبہ خواتین کے ذریعے بچیوں کو چیک کروالیں اس کے بعد وہ حجاب میں رہتے ہوئے امتحان دیں لیکن یہ درخواست بھی مسترد کردی گئی جس پر والدین نے اسکول کے پرنسپل سے رابطہ کیا اور کہا کہ پاکستان میں اس طرح کا قانون نہیں کہ بچیاں حجاب کے بغیر امتحانی پرچے دیں اور نہ ہی متعلقہ اسکولوں نے طالبات کو حجاب کے بغیر امتحان میں جانے کے لئے کہا ہے تو پھر یہ اقدام کیوں کیا جارہا ہے؟ جس پر اسکول کے پرنسپل نے بھی عیسائی مشنری احکام کے تحت والدین کا یہ مطالبہ مسترد کردیا۔'' (روزنامہ اسلام کراچی، 17 مارچ)

حجاب کا مسئلہ ایک عالم گیر صورت اختیار کرچکا ہے۔ سب سے پہلے فرانس میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا اور اب وہاں تمام تر احتجاج کے باوجود سرکاری طور پر تعلیمی اداروں میں اسکارف اور حجاب کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، جبکہ بعض دیگر یورپی ممالک اٹلی، اسپین، جرمنی، بیلجیئم اور دیگر ممالک اسی رخ پر سوچ رہے ہیں۔ ماضی قریب میں ترک پارلیمنٹ میں بھی اسکارف کے خلاف خاصا شور شرابا کیا گیا۔ پاکستان میں اس نوعیت کا یہ شرمناک واقعہ پہلی بات نہیں، ہماری قاریات نے چند شمارے قبل ''تیسری خبر'' کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا ہوگا جس میں بتایا گیا تھا کہ حسن ابدال کے ایک پرائیوٹ اسکول میں ایک ٹیچر نے بچیوں کے اسکارف اتروا دیئے تھے۔ اس ''تیسری خبر'' کو پڑھ کر ایک اور قاریہ نے بھی ایسا ہی خط ''خواتین کا اسلام'' کے نام لکھا تھا۔ اس سے بھی زیادہ شرمناک خبر پی آئی اے کی تھی جہاں سرکاری طور پر جاری کردہ ایک لیٹر میں ایئر ہوسٹسز کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سر پر دوپٹہ بالکل نہ اوڑھیں اور میک اپ کے علاوہ جیولری کا خاص طور پر اہتمام کریں۔ لیٹر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایئر ہوسٹسز کپڑے کی جو پٹی سر پر رکھتی ہیں وہ چہرے کے ساتھ بالکل چپ نہیں ہونی چاہئے لیکن شدید عوامی احتجاج کی بناء پر دو ماہ بعد اس حکم کو واپس لے لیا گیا...... یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ اس وقت عالم اسلام اور عالم کفر میں ایک زبردست جنگ چل رہی ہے، ایک طرف بدی کے محور، شیطان کے پجاری، شرّ الدواب فی الارض بش، پیوٹن، ژاک شیراک، ایریل شیرون، کولن پاول، جیک سٹرا اور دوسرے ائمہ کفر ہیں دوسری طرف اہل ایمان کے نمائندہ ملا محمد عمر مجاہد، اسامہ بن لادن، شیخ احمد یٰسین (یہ سطور لکھتے وقت شیخ حیات تھے کاپی پریس جانے کے دوران خبر آئی کہ غاصب یہودیوں نے انہیں شہید کردیا) اور دنیا بھر کے مجاہدین حق ہیں۔ بیچ میں کچھ منافقین و مفسدین اور ائمۃ الکفر کے ایجنٹ ہیں جو مسلم ممالک پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں اور امریکی استعمار کو استحکام دینے کے لئے شب و روز محنت کر رہے ہیں۔ آج اگر پاکستان میں کوئی صحیح العقیدہ، صاحب ایمان حکمران ہوتا تو کسی عیسائی مشنری ادارے کی مجال نہیں تھی کہ وہ مسلمانوں کے ملک میں بہ بانگ دہل یوں ہماری بچیوں کے برقع و حجاب اور اسکارف اتروا سکتا۔ پی آئی اے کی طرف سے ایئر ہوسٹسز کو بے غیرتی و بے حیائی پر مبنی حکم نامہ (جو اگرچہ واپس لے لیا گیا) اس بات کا غماز ہے کہ پاکستان میں یہود و نصاریٰ کا کلچر بہ زور رائج کروانے کے ایجنڈے پر اہل اقتدار اور اہل کفر کا مکمل گٹھ جوڑ ہو چکا ہے۔ جس پر کہیں قوت کے زور پر عمل کروایا جارہا ہے اور کہیں ترغیب، تحریص اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ترویج کا سہارا لیا جارہا ہے۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں سرکاری نصاب تعلیم سے امریکی ایماء پر قرآنی آیات کو نکال دیا گیا ہے اور نئے نصاب میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہ باتیں شامل کی گئی ہیں جو یہود و ہنود اور نصاریٰ سے محبت اور مودت کا سبق دیتی ہیں...... سینٹ جوزف اسکول کی انتظامیہ کے رویے پر احتجاج کرنے والے والدین کو بھی سوچنا چاہئے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو عیسائی مشنری اداروں میں تعلیم کے لئے کیسے بھیج دیا۔ یہ بات ہر صاحب بصیرت انسان پر عیاں ہے کہ عیسائی مشنری اداروں کا وجود ہی اس لئے قائم کیا گیا تاکہ مسلمانوں کی آئندہ نسل سے ایمان، تقویٰ، اخلاق اور دینی غیرت وحمیت کو یکسر ختم کردیا جائے۔ ان عیسائی اداروں میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ تمام کا تمام کفر و شرک پر مبنی ہے۔ ان اداروں میں تعلیم کا آغاز بسم اللہ یا تلاوت قرآن سے نہیں ہوتا بلکہ مغربی موسیقی کی دھنوں پر استوار بینڈ باجے اور جسمانی رقص سے ہوتا ہے۔ عیسائی مشنری اداروں میں ہونے والے ڈبیٹس، ڈرامے، کوئز پروگرام، ان اداروں کی یونی فارم اور مخلوط تعلیمی نظام میں فحش گوئی اور عریانیت کو اولیت حاصل ہوتی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے ماں باپ اپنے جگر گوشوں کو محض اس لئے ان قاتل اداروں میں بھیجتے ہیں تاکہ ان کا بیٹا فر فر انگریزی بولنے لگے اور وہ فخر سے لوگوں کو جتا سکیں کہ ہمارا بچہ کتنی پیاری انگریزی بولتا ہے۔ احساس کمتری کے شکار اور دینی غیرت سے عاری یہ لوگ کیوں بھول جاتے ہیں کہ عیسائی مشنری اداروں کا ایجنڈا کفر کی اشاعت کے سوا اور کچھ نہیں۔ دین ہمیں اعلیٰ عصری تعلیم دلوانے میں مانع نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ حکم بھی دیتا ہے کہ:...... ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ (التحریم) حقیقت یہ ہے کہ مشنری اداروں کی تعلیم جہنم کی اسی آگ کی طرف لے جانے والی ہے۔ اہل اسلام کو چاہئے کہ وہ اس دور میں جاری کفر و اسلام کی جنگ کا حقیقی ادراک کریں، اپنے آپ کو اہل ایمان کی صف میں شامل کرکے خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی جہنم کی آگ سے بچائیں۔ والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی

www.dailyislam.net.pk

بیٹھ کر نماز پڑھنا:

سوال: ''خواتین کا اسلام'' شمارہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ مسئلہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے لیکن ثواب آدھا ملتا ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کیجئے۔ (د۔ا۔ لاہور)

جواب: یہ حدیث نفل نماز کے متعلق ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے قیام کی بنسبت نصف اجر ملتا ہے۔ فرض و واجب نماز میں قیام فرض ہے، لہٰذا بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے وہ باطل ہوگی عن عمران بن حصین انه سأل النبی صلی الله علیه وسلم عن صلوة الرجل قاعداً، قال ان صلی قائماً فهوا افضل ومن صلی قاعدا فله نصف اجر القائم. الحدیث (رواہ البخاری) قال ابن حجر اما صلاة الفرض قاعداً مع القدرة فباطلة اجماعا...... قال ابن الملک هذا الحدیث محمول علی المتنفل قاعدا مع القدرة علی القیام لان المتنفل قاعدا مع العجز عن القیام یکون ثوابه کثوابه قائماً (مرقاۃ المفاتیح ص:۳۲۱ ج:۳)

غسل میں کانوں کے سوراخ دھونے کا حکم:

سوال: عورت پر غسل فرض ہو تو بالیوں کے سوراخوں تک کس طرح پانی پہنچائے؟ نیز اگر بالیاں نہ پہنی ہوں خالی سوراخ ہوں تو ان میں پانی پہنچانے کا کیا طریقہ ہے؟ (ایضا)

جواب: کانوں میں بالیاں پہنی ہوئی ہوں یا خالی سوراخ ہوں دونوں صورتوں میں اگر ہلائے بغیر صرف اوپر پانی بہانے سے سوراخوں میں پانی پہنچ جاتا ہو تو ہلانا ضروری نہیں، صرف کانوں پر پانی بہا دینا کافی ہے اور اگر ہلائے بغیر پانی نہ پہنچے تو ضروری ہے کہ پانی ڈالتے ہوئے انہیں ہلائے اور نرمی سے ملے، بس اسی قدر کافی ہے، اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ تنکے یا تیلی وغیرہ کے ذریعے ان میں پانی پہنچائے۔

اخبار میں درج قرآنی آیات کا حکم:

سوال: اخبارات یا رسائل میں جہاں آیات و احادیث درج ہوں اگر اس حصے کو الگ کر کے بقیہ اخبار جلا دیا جائے یا ردی میں دے دیا جائے تو جائز ہے؟ ویسے پورے اخبار میں مقدس نام بھی ہوتے ہیں ان کو جلانا جائز ہے؟ ان کو بے حرمتی سے محفوظ رکھنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟ (د۔ا۔ لاہور)

جواب: اخبارات و رسائل میں قرآنی آیات اور احادیث کے ٹکڑے ہوں یا نہ ہوں وہ بہر حال قابل احترام ہیں، بلکہ جو کاغذ لکھنے کے کام آسکتا ہے، خواہ اس پر کچھ لکھا ہو یا نہ ہو، وہ بھی قابل احترام ہے، اس لیے یہ اخبارات و رسائل کسی کو پڑھنے کے لئے دے دیں، کسی لائبریری میں رکھوا دیں یا کسی ایسی فیکٹری تک پہنچا دیں جو ان سے دوبارہ قابل استعمال کاغذ بناتی ہو یا پورا اخبار جلا کر شہید کر دیں یا بہتے پانی میں بہا دیں، یا ایسی محفوظ جگہ دفنا دیں جہاں کسی کے پاؤں نہ پڑیں۔

شرکیہ فعل کرنے والے کا حکم:

سوال: ایک شخص کوئی شرکیہ فعل کرتا ہے لیکن اس کا عقیدہ مشرکوں والا نہیں تو کیا یہ بھی کافر ہو جائے گا؟ اور توبہ کرنے پر تجدید نکاح کی ضرورت پیش آئے گی؟

جواب: اگر صریح شرک کا مرتکب ہوا مثلاً غیر اللہ کو سجدہ کیا تو دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔ اگر کوئی اس قسم کا کام کیا جو موہم کفر و شرک ہے تو اس کی وضاحت کیجئے۔

شرک اصغر و اکبر کا حکم:

سوال: شرک اصغر اور شرک اکبر میں کیا فرق ہے؟ کیا دونوں کے ارتکاب پر انسان کافر و مشرک ہو جاتا ہے اور جنت اس پر حرام ہو جاتی ہے؟

جواب: بہت سے گناہوں کو احادیث میں کفر یا شرک سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے ترک نماز، ریاکاری کی عبادت، مسلمان بھائی کو دشمن کہنا، مسلمان سے لڑنا، انتقام کے خوف سے سانپ کو قتل نہ کرنا، مخصوص ایام میں بیوی کے پاس جانا، شوہر کی ناشکری، اپنے حقیقی والد کی طرف نسبت سے عار و انکار وغیرہ، ان معاصی پر زجراً تغلیظاً کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ تمام گناہ قابل معافی ہیں۔ ان کے ارتکاب سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اہل علم کی اصطلاح میں اس قسم کے گناہوں کو کفر دون کفر، شرک اصغر یا شرک خفی وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی وعید اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ...... صرف اس شخص کے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرائے: والکفر صنفان احدهما الکفر باصل الایمان و هو ضده والآخر الکفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج به عن اصل الایمان (النهایه فی غریب الحدیث ص:۱۸۶، ج:۴)

پوسٹمارٹم کا شرعی حکم:

سوال: آج کل ہسپتالوں میں جس بے دردی سے لاشوں کا پوسٹمارٹم کیا جاتا ہے وہ تو آپ کے علم میں ہے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالئے کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے؟ (بنت سہراب خان۔ نیوی کالونی)

جواب: پوسٹ مارٹم کا عمل درج ذیل مفاسد کی بناء پر ناجائز ہے:

(۱) اس میں مردہ انسان کے جسم کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے جو ظاہر ہے احترام آدمیت کے خلاف ہے۔ اس میں انسانی نعش کی توہین و ہتک ہے۔ کوئی بھی انسان اپنی ذات یا اپنے مرحوم عزیز کے ساتھ یہ سلوک کسی قیمت پر گوارا نہ کرے گا۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مرنے کے بعد بھی اس کی عزت و تکریم ایسے ہی واجب ہے جیسے زندگی میں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کسر عظم المیت ککسره حیا میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑنا (رواہ مالک وابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۴۹)

ایک صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے ٹیک لگائے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''لا تؤذ صاحب هذا القبر'' اس قبر کی میت کو ایذا مت دو (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ ص:۱۴۹)

مزید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اذی المؤمن فی موته کاذاه فی حیاته مسلمان کو مردہ حالت میں ایذاء پہنچانا ایسے ہی ہے جیسے اسے زندگی میں ایذاء پہنچانا (مصنف ابن ابی شیبہ ص:۲۴۵ ج:۳)

(۲) پوسٹمارٹم میں عموماً جسم کی چیر پھاڑ اور اعضاء کی قطع و برید کر کے جسم کو مثلہ کیا جاتا ہے۔ (یعنی شکل و ہیئت بگاڑ دی جاتی ہے) حدیث کی رو سے یہ عمل کسی کافر کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کو امیر جہاد مقرر فرماتے اسے ہدایات دیتے: اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا. الحدیث

دشمن سے لڑو مال غنیمت میں خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، لاشوں کا مثلہ نہ کرو، نہ کسی بچے کو قتل کرو (ابوداؤد ونسائی مسلم بلفظہ)

(۳) پوسٹمارٹم میں عموماً میت کا بدن برہنہ کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جیسے زندہ شخص کے مخفی اعضاء کو دیکھنا جائز نہیں، ایسے ہی مردہ کے مخفی اعضاء کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا تبرز فخذک ولا تنظرن الی فخذ حیّ ولا میّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی ران ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران ہرگز نہ دیکھو (رواہ ابوداؤد)۔

ان وجوہ کے سبب پوسٹمارٹم کا مروجہ طریقہ ناجائز ہے البتہ اضطرار و مجبوری کی صورت میں ایک حد تک اس کی گنجائش ہے۔ مثلاً حاملہ عورت فوت ہو گئی اور بچہ پیٹ میں حرکت کر رہا ہے یا مرنے والے نے کسی کا قیمتی مال (سونا، ہیرا وغیرہ) نگل لیا تو پیٹ چاک کر کے بچہ اور مال نکال لیا جائے۔ اسی طرح قتل کا سبب معلوم کرنے کے لئے بھی پوسٹمارٹم جائز ہے۔ بشرطیکہ ضرورت و مجبوری کی حد تک کیا جائے اور ستر عورت کا پورا اہتمام کیا جائے۔

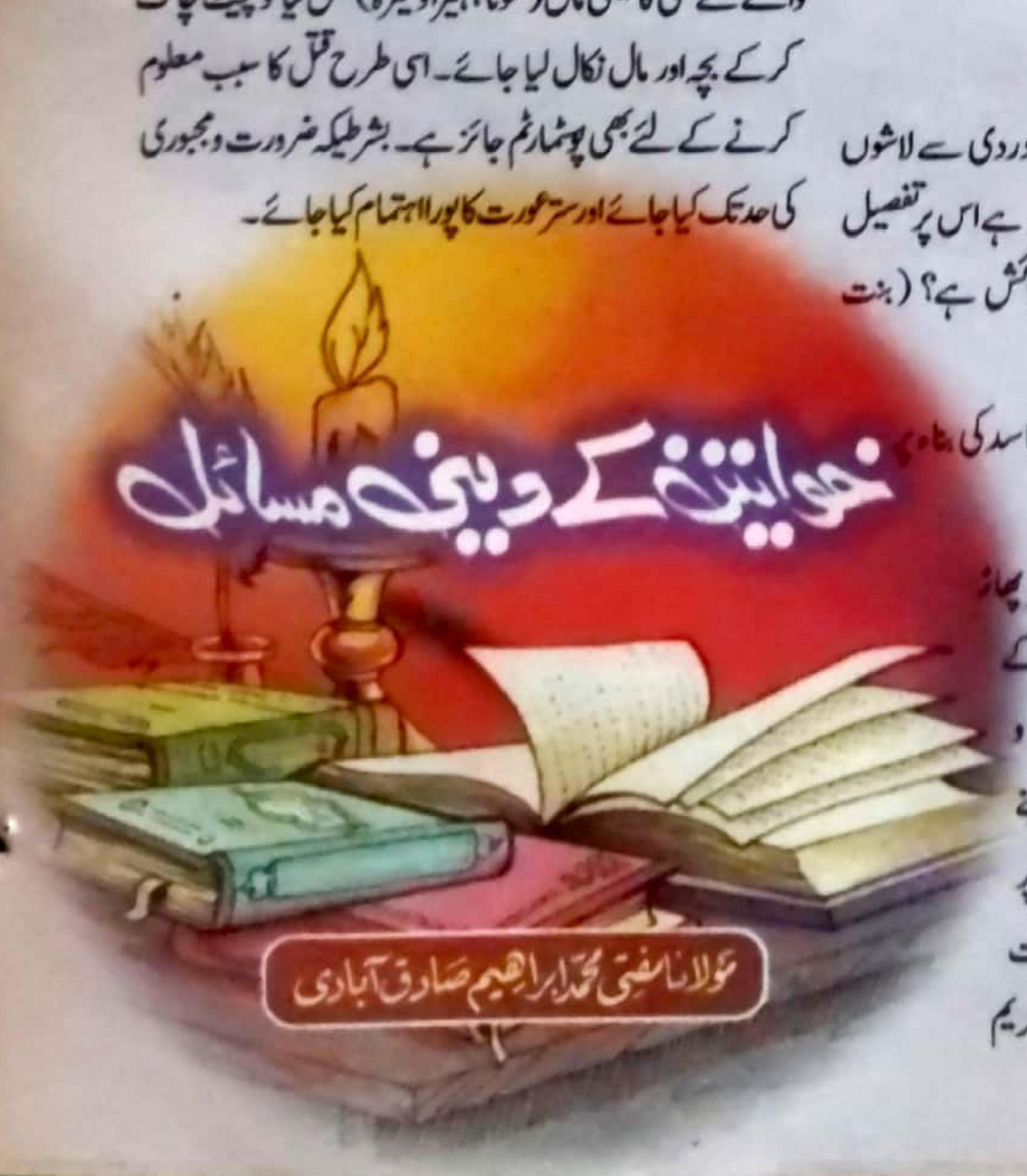

اُمِّ معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا

بنتِ افتخار واہ کینٹ

زمانہ جاہلیت میں مشہور عورتوں میں سے نہ تھیں، بلکہ گاؤں کی خاتون تھی، ان کی شہرت ان کے خیمے اور اہل وعیال سے آگے نہ گزری تھی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد کے ہاں بطور مہمان تشریف لائے تو ام معبد کی شہرت عورتوں میں ہونے لگی اور ان کی فصاحت وبلاغت نے ان کے کرم وسخا کو مزید چار چاند لگا دیئے، انہوں نے بہت عمدہ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے تیار ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ بھی خدمت کے لئے ساتھ ہو گئے۔ یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا، سواریاں ان کو لے کر چلنے لگیں کبھی تیز کبھی آہستہ اس طرح یہ جنگل اور صحراء میں بڑھتے چلے جا رہے تھے جب تھکاوٹ محسوس ہوتی تو تھوڑی دیر ستانے کے بعد آگے چل دیتے۔ یہاں تک کہ یہ مختصر قافلہ اپنے راستے سے ہوتا ہوا ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرا۔

ام معبد کا گھر قریہ (بستی) میں تھا، یہ سخی اور گاؤں والی عورت تھیں ان کے چہرے پر مشقت اور محنت کے آثار نمایاں تھے، اپنے خیمے کے سامنے بیٹھ جاتیں اور جو بھی سامنے سے قافلے والا کوئی مسافر گزرتا تو ان کو کھلاتی پلاتیں۔ جب یہ بابرکت قافلے والے ام معبد کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے گوشت اور کھجور وغیرہ کا پوچھا تاکہ خرید لیں لیکن ان کے پاس کچھ نہ پایا۔ یہ بڑے افسوس سے عذر پیش کرنے لگیں کہ اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس کچھ بھی ہوتا تو ہم آپ حضرات کی مہمانی سے ہرگز کنارہ نہ کرتے اور اس وقت آپ کو پوچھنے کی نوبت بھی نہ آتی۔

اس اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کے خیمے کے کونے میں ایک بکری بندھی دیکھی آپ نے دریافت فرمایا کیا یہ بکری (دودھ نہیں دیتی) اے ام معبد!

عرض کیا مشقت اور بیماری نے اس کو کمزور اور بوڑھا کر دیا ہے اور دودھ دینے کی طاقت نہیں رکھتی۔ فرمایا کیا مجھے اس سے دودھ دوہنے کی اجازت دیتی ہو۔ عرض کیا بے شک آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اگر آپ اس کے ساتھ دودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیجئے۔ صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں کے ساتھ اس کے تھنوں کو چھوا، اللہ کا نام لیا اور یوں دعا فرمائی: اے اللہ ام معبد کے لئے اس کی بکری میں برکت ڈال دیجئے۔

بکری تو کھل گئی (پچھلے قدم پھیلا دیئے) اور دودھ سے بھر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن منگوایا جو پوری جماعت کو سیر کر سکے، پھر اس میں دودھ نکالا یہاں تک کہ جھاگ (کنارے تک) بلند ہو گئی۔ آپ نے ام معبد کو دودھ پلایا اور وہ سیر ہو گئی پھر اپنے اصحاب کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہو گئے پھر سب سے آخر میں یوں فرماتے ہوئے قوم کا ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے خود بھی نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بھی دودھ دوہا یہاں تک کہ برتن بھر گیا اور وہ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اس کے بعد وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا اور ام معبد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مستجاب سے کامیاب وبابرکت ہو گئیں۔ ام معبد کے دل میں ایمان کی ہوائیں چل پڑیں اور اسلام کی روح ان کے نفسِ مطمئنہ سے مل جل گئی۔ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور مشاہدہ کیا تو مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

جب قریش کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرتے ہوئے ام معبد کے پاس سے گزرے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا تو ام معبد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان سے خوف محسوس کیا اور وہ جان بوجھ کر جاہل بن گئیں اور کہنے لگیں تم مجھ سے ایسی چیز کے بارے سوال کرتے ہو جو میں نے اس سے پہلے سنی ہی نہیں۔ اس طرح ام معبد نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رکھا اور آپ کے راستے سے ان کو دوسری طرف پھیر دیا اور جھوٹ بھی نہ بولا، یہ واقعہ آپ کی ذہانت اور حسن تصرف پر دلالت کرتا ہے۔ جب ام معبد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا تذکرہ اپنے شوہر کے سامنے کیا تو وہ اس شوق سے بھڑک اٹھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام لانے کا اعلان کریں۔ یہ اس وقت ہوا جب ان کے شوہر بکریوں کو ہانکتے ہوئے گھر آئے تو دیکھا کہ ام معبد کے پاس دودھ کا برتن بھرا ہوا ہے تو بہت تعجب ہوا کہ یہ دودھ کہاں سے آ گیا جب کہ بکری بھی چراگاہ سے دور رہی ہے اور نہ ہی گھر میں پہلے سے دودھ تھا۔ ام معبد نے کہا اور کچھ نہیں خدا کی قسم صرف ایک مرد مبارک ہمارے پاس سے گزرا جس کی باتیں ایسی (مبارک) تھیں اور اس کا حال ایسا ایسا (اچھا) تھا۔ ابو معبد نے کہا بے شک میں تو خدا کی قسم اس کو قریش کا وہی آدمی سمجھتا ہوں جسے تلاش کیا جا رہا ہے۔ ام معبد مجھے اس کے اوصاف بیان کرو! تو ام معبد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے لگیں جنھوں نے اس کو متعجب اور حیران کر دیا، وہ آپ کی اعلیٰ اور حسین صفات کو عمدہ اور سحر کن کلمات کے ساتھ بیان کرنے لگیں گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سامنے ہوں۔

"وہ شخص صورت کا حسین وجمیل، چمکدار پیشانی، اچھی بناوٹ، موٹاپے سے پاک، نہ ہی اس کو چھوٹی پیشانی ہونے نے عیب لگایا (کشادہ پیشانی والا) خوب صورت آنکھوں کی سفیدی خوب سفید اور سیاہی خوب سیاہ، آنکھوں کی پلکوں کے بال لمبے اور گھنے، رعب دار آواز، لمبی گردن (علامت حسن) سپید نرم و نازک جسم والا، سرمہ لگائے ہوئے، ابرو لمبے اور باریک دونوں ملی ہوئی بال انتہائی سیاہ، جب وہ خاموش ہوں تو وقار اُن کو ڈھانپ لے اور جب کلام کریں تو انس ومحبت ان کو گھیر لے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، میٹھی اور شیریں گفتگو جو کہ فیصلہ کن نہ اتنی طویل کہ اکتا دے نہ اتنی جلدی کہ سمجھنے میں خلل انداز ہو گویا کہ آپ کی گفتگو لڑی کے بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ قد آپ کا میانہ نہ اتنے لمبے کہ لمبائی سے رعب دار نہ ہوں نہ اتنے کم کہ کوتاہ قد کی طرح عیب دار ہوں، بس ایسے کہ ایک شاخ دو شاخوں کے درمیان ہو اور ہر ایک سے دیکھنے میں خوبصورت اور مرتبے میں اچھی۔ اور اس کے ساتھی اس پر جان نچھاور کر دینے والے جب وہ کلام کریں تو اس کی بات کو سب انتہائی توجہ سے سنیں اور جب کسی بات کا حکم دیں تو سب ایک دوسرے سے پہل کریں۔"

ابو معبد نے کہا خدا کی قسم یہ وہی قریشی ہے جس کا لوگ مختلف طرح سے تذکرہ کرتے ہیں اب میں نے پختہ عزم کر لیا ہے کہ اس کے ساتھ ہو جاؤں گا اور ضرور بالضرور اس کی طرف راستہ پاؤں گا۔

ام معبد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت ام معبد کے ساتھ جب بھی ملاقات کرتیں تو اس طرح ملتیں کہ وہ سب ام معبد کا اکرام کرتیں اور ان پر عطا کی بارش کرتیں اور ان کی قدر ومنزلت کو پہچانتیں۔ ام معبد نے ان کے ساتھ اپنی ملاقات کو یوں بیان کیا ہے۔ "میں نے عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا جب کہ دور خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آ رہی تھیں اور حضرت عثمان ان کے آگے آگے اپنی سواری پر چل رہے تھے جب کوئی آدمی قریب آتا تو کہتے اپنی طرف اپنی طرف اور ان سب کے پیچھے حضرت عبدالرحمٰن بھی ایسا ہی کر رہے تھے اور جب نزول فرماتیں تو یہ دونوں ان پر ہر طرف سے پردہ باندھ دیتے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو رو پڑیں اور مجھے پہچان لیا، میرا اکرام کیا اور خوش آمدید کہا اور ہر ایک تحفہ کے ساتھ مجھ سے ملیں اور سب نے فرمایا کہ جب امیر المومنین ہدایا تقسیم کرنے لگیں تو ہمارے پاس آنا۔ پھر جب میں ان کے پاس گئی تو ہر ایک نے مجھے پچاس پچاس اشرفیاں دیں (اور وہ سات تھیں رضی اللہ عنھن)"۔ اللہ عزوجل ام معبد سے راضی ہوں اور ان کے ٹھکانے کو اچھا بنائیں اور علیین میں ان کو جگہ مرحمت فرمائیں اور ہماری آخری گفتگو یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(ماخوذ از عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین)

پہلی قسط

شادی بیاہ کی غیر شرعی رسومات

ک ۔ ز کاظمی، اسلام آباد

شادی بیاہ کے معاملات انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ یہی عقد نسلِ انسانی کی بقاء کا ذریعہ ہے اور اسی تعلق کی بنیاد پر ایک ایسا رشتہ استوار ہوتا ہے جو محبت، ہمدردی اور باہمی احترام کا مقتضی ہے اور یہی تعلق ایک پاکیزہ زندگی کا ضامن ہے جو معاشرے کو بے راہ روی سے محفوظ رکھتا ہے۔ قرآن وحدیث کی بہت سے نصوص سے اس کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے اور فقہ اسلامی کی تمام کتب میں ایک باب ''کتاب النکاح'' سے موسوم ہوتا ہے جس میں نکاح کے متعلقات کا بیان کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تصریح سے واضح ہوتا ہے کہ نکاح ایک دینی معاملہ ہے اور اس کے انعقاد کا طریقہ شریعت میں بیان کیا گیا ہے جس کو اسوۂ حسنہ کی سند ملی ہوئی ہے لیکن موجودہ دور میں جس طرح ہم نے اس شرعی معاملہ کو رسوم ورواج کا پابند بنا کر نہ صرف اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالا ہے بلکہ ایک باعثِ اجر کام کو ان فضول رسوم، غیر شرعی طرز اور باہمی فخر ومباہات کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کا ایک وسیع مجموعہ بنا دیا ہے یہ عظیم اور فحاشی کا انسداد کرنے والا عقد آج بے حیائی، فحاشی اور دوسرے گناہوں کا ایک مغلوبہ بن گیا ہے جو تمام کے تمام کبیرہ گناہوں کے زمرے میں آتے ہیں جن میں ہر گناہ کے علیحدہ علیحدہ مفسدات ہیں۔ مضمون ہذا میں موجودہ دور میں رائج شادی کی تقریبات کا غیر شرعی امور سے پر ہونا اور باعثِ وبال ہونا بیان کیا جائے گا۔ اصل مضمون سے پہلے چند گزارشات تمہیداً بیان کی جائیں گی۔

اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے لہٰذا اس کا خاص مزاج ہے جو افراط وتفریط سے بالکل پاک ہے۔ اس میں نہ تو قدیم عیسائیت کی طرح رہبانیت کو باعثِ فلاح ونجات قرار دیا گیا اور نہ ہی جدید مادی تہذیب کی طرح محض عیش وعشرت کو انسانی زندگی کا مقصد ٹھہرایا گیا۔ بلکہ یہ اپنے ماننے والوں سے ایک خاص انداز کا مطالبہ کرتا ہے جو معاشرے کے اندر رہ کر اپنانا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب انسان پہلے عقیدے کو درست کرے پھر اپنا مقصدِ زندگی پہچانے۔ عقیدے کی درستگی کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوچ انسانی فطرت کا حصہ بن جائے کہ اللہ ہی ساری کائنات کا مالک ومختار ہے اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے میں ہی ہماری نجات ہے نیز یہ بھی عقیدے کا ایک جز ہے کہ خدائے وحدہ کا ہر حکم عین تقاضائے فطرت ہے، یہ اور بات ہے کہ ہم اپنی کم عقلی کی وجہ سے اس کی حکمت کو نہ پا سکیں۔ عقیدے کی درستگی کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ایک مسلمان حضور علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقے میں ہی دنیا وآخرت کی کامیابی مضمر سمجھے۔ جب یہ فکر روح کی گہرائیوں کا حصہ بن جائے گی تو مقصدِ زندگی بھی خود ہی متعین ہو جائے گا کہ جب ہمارا خالق ومالک خدائے واحد ہے تو ہمارا کام بھی صرف اس کی بندگی ہونی چاہیے، ہمارا ہر قدم، ہر لمحہ اور ہر انداز اس کی رضا کے تابع رہے اور ہمیں اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہی جینا چاہیے۔

اگر یہ عقیدہ اور مقصد ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے تو اکثر گناہ خود ہی ختم ہو جائیں گے کیونکہ تمام گناہ غلط عقیدے اور غلط مقصدِ زندگی کے تعین کا ثمر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب زندگی کا مقصد محض عیش وعشرت رہ جائے گا اور کسی حاکم کی حاکمیت کا تصور ہی نہیں ہوگا تو ہر وہ کام عین تقاضائے فطرت اور جائز سمجھا جائے گا جس سے یہ مقصود حاصل ہوگا۔

شادی بیاہ کے رسوم ورواج بھی انہی دو چیزوں کے غلط ہونے کی وجہ سے ہیں، آج ہم نے امیدوں اور توقعات کا مرکز انسانوں کو سمجھ لیا ہے اس لیے ہر حال میں ان کو راضی رکھنے کی سعی میں مشغول رہتے ہیں جبکہ عیش وعشرت کو مقصد بنانے کی وجہ سے خالص دینی معاملات میں بھی نفس پرستی کی گنجائش نکال لیتے ہیں۔

تقریباتِ عروسی کے مکروہات:

اس سلسلے کی ابتدا لڑکی کی تلاش سے ہوتی ہے اور جب تک نصف درجن سے زائد گھروں سے خاطر مدارات نہ کروالی جائیں لڑکی پسند کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے لڑکیوں کو مسترد کر دینا عام سی بات ہے۔ اس طرزِ عمل کی وجہ سے دل شکنی، ایذائے مسلم اور غیبت جیسے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب معمولی سی بات ہے۔ حالاں کہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ غیر محسوس انداز سے یہ کام انجام دیا جائے تاکہ دوسروں پر بار بھی نہ پڑے اور کسی کی دل شکنی بھی نہ ہو۔

لڑکی پسند آنے کے بعد اگلا قدم تقریب منگنی کے انعقاد کا ہوتا ہے جو شادی کا ہی چھوٹا سا نمونہ ہوتا ہے جس میں مخلوط اجتماع، فضول خرچی اور تصویر کشی جیسے عظیم گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے ہونا تو یہ چاہیے کہ رشتہ طے ہونے کے بعد فوراً شادی کر دی جائے اور اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو سادگی کے ساتھ کسی نماز کے بعد مسجد میں ہی نکاح کر دینا چاہیے جو منگنی کی فضولیات سے پاک ہونا چاہیے۔ یہ طریقہ آسان، سادہ، سستا اور سنت کے زیادہ قریب ہے۔

شادی کی تیاریوں کا ایک لازمی جزو بازاروں کے چکر ہوتے ہیں جن کا دورانیہ عموماً دو

اڑھائی ماہ تو ضرور ہوتا ہے یہ ذمہ داری ہوتی بھی خواتین کی ہے۔ جن کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بیسیوں دکانوں کی خاک چھاننے کے بعد کوئی چیز پسند کی جاتی ہے اسی بھاگ دوڑ میں اکثر نمازوں کے اوقات بھی نکل جاتے ہیں اس پر مستزاد یہ کہ دکانداروں سے کافی بحث مباحثہ کے بعد مطلوبہ چیز خریدی جاتی ہے بعض اوقات تو حالت یہ ہوتی ہے کہ پورا دن پھرنے کے بعد مطلوبہ معیار کی چیز نہیں خریدی جاسکتی۔

یادرکھئے! بازاروں کے اتنے چکر اور اس میں اتنا وقت صرف کرنا بہت سے گناہوں کا موجب ہے عورتوں کا بغیر ضرورت شدیدہ بازاروں میں جانا شرعاً غیر پسندیدہ اور معیوب ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے ''اللہ کی ناپسندیدہ ترین جگہیں بازار ہیں۔'' وجہ اس کی علماء کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ بازار میں زیادہ تر فساق ہوتے ہیں جن سے اختلاط کی وجہ سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے اسی طرح رغبت الی الدنیا کے کثیر مواقع ہوتے ہیں لہٰذا شیطان وہاں کھل کر اپنا کام کرتا ہے اور لوگوں کو گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ مسلمانوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ عمر عزیز کے قیمتی لمحات کو اللہ کی مبغوض جگہ گزارنے سے حتی الامکان پرہیز کریں بالخصوص خواتین کو بازاروں سے حد درجہ بچنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ گھر کے مردوں سے ضرورت کی چیزیں منگوائی جائیں اور اگر جانا اشد ضروری ہی ہو تو پھر کسی مرد کے ساتھ جائیں اور کم سے کم وقت میں ایک ہی جگہ سے تمام چیزیں خرید لی جائیں جب ایسا اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے گا تو ان شاء اللہ خریدی ہوئی چیزوں میں برکت ہوگی۔ شادی کی تقریبات کا ایک اور بڑا گناہ فضول خرچی ہے، ایک طرف اگر لائٹنگ پر ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں تو دوسری طرف پرتکلف طعام پر پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اسی طرح دلہا، دلہن کے لیے انتہائی مہنگے عروسی ملبوسات خریدے جاتے ہیں جن کا مصرف صرف ایک شادی کا دن ہوتا ہے پھر مزید اسٹیج کی آرائش، تصویروں اور مووی پر بھی پیسہ وافر مقدار میں خرچ کیا جاتا ہے جو کہ سراسر فضول خرچی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کے متعلق فرماتے ہیں ''بے شک اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔'' اسراف کس قدر شدید گناہ ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا لیکن ہمارے معاشرے کی فکری حالت یہ ہے کہ اگر کسی کو اس کی طرف متوجہ کیا تو جواب ملتا ہے کہ ''آخر شادی کی تقریبات پر پیسہ خرچ کرنے میں کیا حرج ہے یہ تقریب بار بار تو ہوتی نہیں، کیا خوشی منانے کا بھی ہم کو حق نہیں؟'' یہ انداز فکر مومن کی شان سے قطعی مطابقت نہیں رکھتا اگر یہ تقریب ایک دفعہ ہوتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں گناہوں کی کھلی چھٹی مل جائے۔

ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات

صفر اسلامی مہینوں میں دوسرا مہینہ ہے، اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں صفر کے متعلق اہل عرب کے مختلف اور عجیب توہمات تھے، بعض اہل عرب کا گمان یہ تھا کہ اس سے مراد وہ سانپ ہے جو انسان کے پیٹ میں ہوتا ہے اور بھوک کی حالت میں انسان کو ڈستا اور کاٹتا ہے۔ بعض کے نزدیک صفران کیڑوں کو کہتے ہیں جو جگر اور پسلیوں کے سرے میں پیدا ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان کا رنگ بالکل پیلا ہوجاتا ہے (جس کو طب کی اصطلاح میں ''یرقان'' کہا جاتا ہے) نیز اہل عرب صفر کا مہینہ آنے سے بدفالی بھی لیا کرتے تھے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو ایک سال حلال اور ایک سال حرام ٹھہرایا کرتے تھے۔ آج کل بھی صفر کے متعلق عام لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات جمے ہوئے ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں: بعض لوگ ماہ صفر میں شادی بیاہ اور دیگر پرمسرت تقریبات منعقد کرنے اور اہم امور کا افتتاح اور ابتدا کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ صفر میں کی ہوئی شادی صفر ہوگی اور اس کی وجہ عموماً ذہنوں میں یہی ہوتی ہے کہ صفر کا مہینہ نامبارک اور منحوس مہینہ ہے چنانچہ صفر کا مہینہ گزرنے کا انتظار کرتے ہیں اور پھر ربیع الاول کے مہینہ سے اپنی تقریبات شروع کرتے ہیں، اس وہم پرستی کا دین سے کوئی واسطہ نہیں یہ محض باطل ہے۔ بعض لوگ ماہ صفر کی یکم سے ۱۳ تاریخ تک کے ایام کو بطور خاص منحوس اور برا جانتے ہیں اور ۱۳ تاریخ کو کچھ گھونگھنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ اس نحوست سے حفاظت ہوجائے یہ بھی بالکل بے اصل بات ہے۔ من گھڑت اور ایجاد کردہ باتوں کی کوئی بنیاد ہوتی ہی نہیں لیکن جب جاہلوں سے یا ان کے گمراہ کن راہنماؤں سے ان کے باطل نظریات کی دلیل مانگی جاتی ہے تو وہ من گھڑت روایتیں اور غلط سلط دلیلیں پیش کیا کرتے ہیں، چنانچہ صفر کے منحوس ہونے کے متعلق بھی ان سے ایک من گھڑت روایت منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا اور بھی اس جیسی بہت سی روایات پیش کرتے ہیں۔ بعض لوگ بالخصوص مزدور صفر کے آخری بدھ کو عید مناتے ہیں اس دن کاریگر اور مزدور کام نہیں کرتے بلکہ اپنے مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہر مزدور کو مٹھائی اور عیدی دی جاتی ہے یہ بھی محض بے اصل بات ہے اور واجب الترک ہے، اسی طرح بعض لوگ اس دن چھٹی کرنے کو اجر و ثواب کا موجب سمجھتے ہیں اور مشہور ہے کہ اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا اس کی بھی کچھ اصل نہیں بلکہ اس دن تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے مرض کی ابتدا ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات پر خوشی کیسی؟

بعض لوگوں نے اس ماہ کو مصیبتوں اور آفتوں سے بھرپور قرار دے کر لاکھوں کے حساب سے آفات و بلیات کے نازل ہونے کی تعداد بھی نقل کردی اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی ماہ میں مبتلائے مصیبت ہونا قرار دیا اور پھر خود ہی نماز کے خاص طریقے بتلائے جن پر عمل کرنے سے عمل کرنے والا تمام مصائب و آلام سے محفوظ ہوجاتا ہے، جن کی قرآن وسنت سے کوئی سند نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں محض غلط، بے بنیاد اور منگ گھڑت ہیں، قرآن و حدیث، صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کسی سے بھی ان کا ثبوت نہیں ہے بلکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاف اور واضح ارشادات کے ذریعے زمانہ جاہلیت کے توہمات اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام باطل خیالات اور صفر کے متعلق وجود میں آنے والے تمام نظریات کی تردید اور نفی فرمادی ہے اور مسلمانوں کو ان تمام توہمات سے بچنے کی تاکید فرمائی جن میں سے چند احادیث یہ ہیں: ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرض کا لگ جانا، الو، صفر اور نحوست یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں۔'' (بخاری شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مرض لگ جانا، صفر اور غول بیابانی سب خیالات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ (رواہ مسلم)

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخرالزمان ہیں اور آپ کے ارشادات قیامت تک کے لئے ہیں جس سے ثابت ہوگیا کہ ماہ صفرالمظفر میں ہرگز کوئی نحوست نہیں اور آفات و بلیات اور امراض بھی اس مہینے میں نازل نہیں ہوتے، ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ دور جاہلیت کے تمام امور اور جدید دور کے جہالت کے جملہ توہمات سے اجتناب کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ارشادات کو مضبوطی سے تھامیں اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین) ماخوذ از رسالہ مفتی عبدالرؤف سکھروی (ماہ صفر اور جاہلانہ خیالات)۔

بنت فضل منان

بنت محمد زبیر شائق

دورِ حاضر کی صحافت کا فتنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بعض فتنے اس طرح اٹھتے ہیں جس طرح چٹائی میں ایک تنکا اکھٹا ہوتا ہے اور پھر مکمل چٹائی بن جاتی ہے فرمایا کہ بعض فتنے سمندر کی موجوں کی طرح اٹھتے ہیں''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان بھی ہے ''کہ جوں جوں زمانہ قیامت کے قریب آتا جائے گا فتنوں میں اضافہ ہوتا جائے گا، جہالت ہوگی، زلزلے آئیں گے، شراب نوشی عام ہوگی، قتل اور زنا جیسے جرائم بڑھ جائیں گے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''لوگو! نیک اعمال کرلو، اس سے پہلے کہ فتنے تم پر رات کی تاریکی کی طرح چھا جائیں۔'' امام شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں بعض اوقات کسی شخص کا دل سخت ہو جاتا ہے اور وہ اطاعت سے محروم ہو کر گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے یہ شخص فتنہ ہے۔ بال بچوں کا فتنہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص خدا اور رسول کے حکم کے خلاف اہل وعیال کی فرمائش پوری کرنے لگے تو سمجھیں وہ فتنۃ الاہل والمال میں مبتلا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر فتنوں سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پناہ مانگی ہے۔

آج کل مروجہ صحافت بھی ایک فتنہ بن چکی ہے، اگرچہ یہ ایک معزز پیشہ تھا لیکن عصر حاضر کا میڈیا اس وصف کو کھو چکا ہے، آج کل اخباروں اور رسائل کے نصف حصے عریاں تصویروں سے مزین ہوتے ہیں۔ حالانکہ صحافت کا اصل مقصد لوگوں کو تازہ ترین خبروں سے آگاہ کرنا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ تصویروں کے بغیر کوئی خبر چھپتی ہی نہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لعن اللہ المصورین** تصویر کشی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

بڑی بڑی پروڈکشن کمپنیاں اپنی پروڈکٹ کی تشہیر کے لئے میڈیا کا سہارا لیتی ہیں اور یہ اشتہارات کسی ماڈل گرل کے بغیر مکمل نہیں ہوتے، گندے اور فحش فلمی اشتہارات نوجوان نسل کو ذہنی عیاشی اور بداخلاقی پر اکساتے ہیں۔ فن کے نام پر انٹرویو ہو یا فیشن کی خبریں ہر جگہ عریانی وفحاشی کا دور دورہ ہے۔ سورۃ النور کی آیت نمبر (19) میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں'' بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں یہ کہ بے حیائی ایمان والوں میں پھیل جائے ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

آج کل اخبارات نت نئے فیشن متعارف کرانے کے ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں، اور فیشن کیا ہے؟ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجئے آدھی آدھی ٹانگوں تک کٹا ہوا پاجامہ...... اس کا جدید نام اوپن ٹراؤزر...... گھٹنوں کے اوپر تک اٹھی ہوئی قمیص...... آستینیں تو آؤٹ آف فیشن ہو چکی ہیں...... اگر بنانی ہی ہیں تو آدھی...... دوپٹہ خوب لمبا سا ہو مگر سر ڈھانپنے کے لئے نہیں گلے کے ساتھ چپکا رہے...... بس یہی فیشن ہے۔

کیا یہ سچ نہیں کہ اخبارات ماڈلز کو کوریج دے کر ان کے عریاں لباس کو جدید فیشن کے طور پر دکھاتے ہیں؟ لباس اب بدن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ فیشن کی ڈیمانڈ پوری کرنے کا وسیلہ بن چکا ہے اپنی اس گھٹیا پیداوار کی تشہیر کے لئے بھی گارمنٹس کمپنیاں اخبارات کا سہارا لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ فنکاروں اور گلوکاروں کے انٹرویوز...... ان لوگوں نے ایسے کون سے معرکے سرانجام دیے ہیں کہ ان کی چھچھوری حرکتوں کو مثالی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اسٹیج پر اچھل کود کر، فحش اور ذومعنی جملے بول کر نئی نسل کو اخلاقی پستیوں میں دھکیلا جا رہا ہے اس پر مستزاد یہ کہ ان لوگوں کو ہیروز کا درجہ دے کر ان کی زندگیوں کی مثال لوگوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ مضامین اور کہانیاں...... جو کسی فلمی کہانی سے کم نہیں ہوتیں، عشق کے نت نئے طریقے سکھا کر نوجوان نسل کی ذہن سازی کچھ اس طرح کی جاتی ہے......'' میں اس کے فراق میں گھلتا رہا...... ظالم سماج نے ملنے پر پابندیاں عائد کر دیں...... میں اس کے کالج کے باہر انتظار کرتا رہتا...... میں نے کئی مرتبہ چوہے مار گولیاں کھانے کی کوشش کی...... آخر میں نتیجہ نکلتا ہے میں اپنی زندگی تباہ کر چکا ہوں...... یہ دنیا بڑی ظالم ہے''۔ اخباروں میں شامل اس قسم کا مواد بھی نوجوان نسل کو تباہ کر رہا ہے۔ اقبال کے شاہینوں پر اب یہ شعر صادق آتا ہے۔

کوچۂ دلدار میں جب سے بسیرا ہوگیا
اقبال کا شاہیں محبت میں بٹیرا ہوگیا

اخبارات کی پروپیگنڈہ پالیسی فرشتوں کو شیطان اور شیطانوں کو فرشتہ بنانے کو فن کا درجہ دے چکی ہے، مسلمان جھوٹ کو گناہ سمجھتے ہیں مگر تہذیب جدید میں جھوٹ جب حکمت عملی کے تحت بولا جائے تو یہ پالیسی بن جاتا ہے۔ طاقت ور میڈیا ماسٹرز کے ارشادات اور ان کی جھوٹ پر مبنی رائے ٹریڈ مارک کا روپ دھار لیتی ہے۔ انہی اخبارات میں اگر صاف ستھرا مواد شامل کیا جائے، حالت حاضرہ کی صحیح عکاسی کی جائے، چڑھتے سورج کے پجاری اور مفاد پرست لکھاری اگر وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (جب کچھ کہو تو عدل کے ساتھ کہو) کا نمونہ بن جائیں تو پھر عوام کی زندگیوں میں انقلاب آجائے گا نوجوانوں کی ذہن سازی ہوگی اور یوں افراد کے سنورنے سے معاشرہ خود بخود سنور جائے گا۔ (انشاءاللہ)

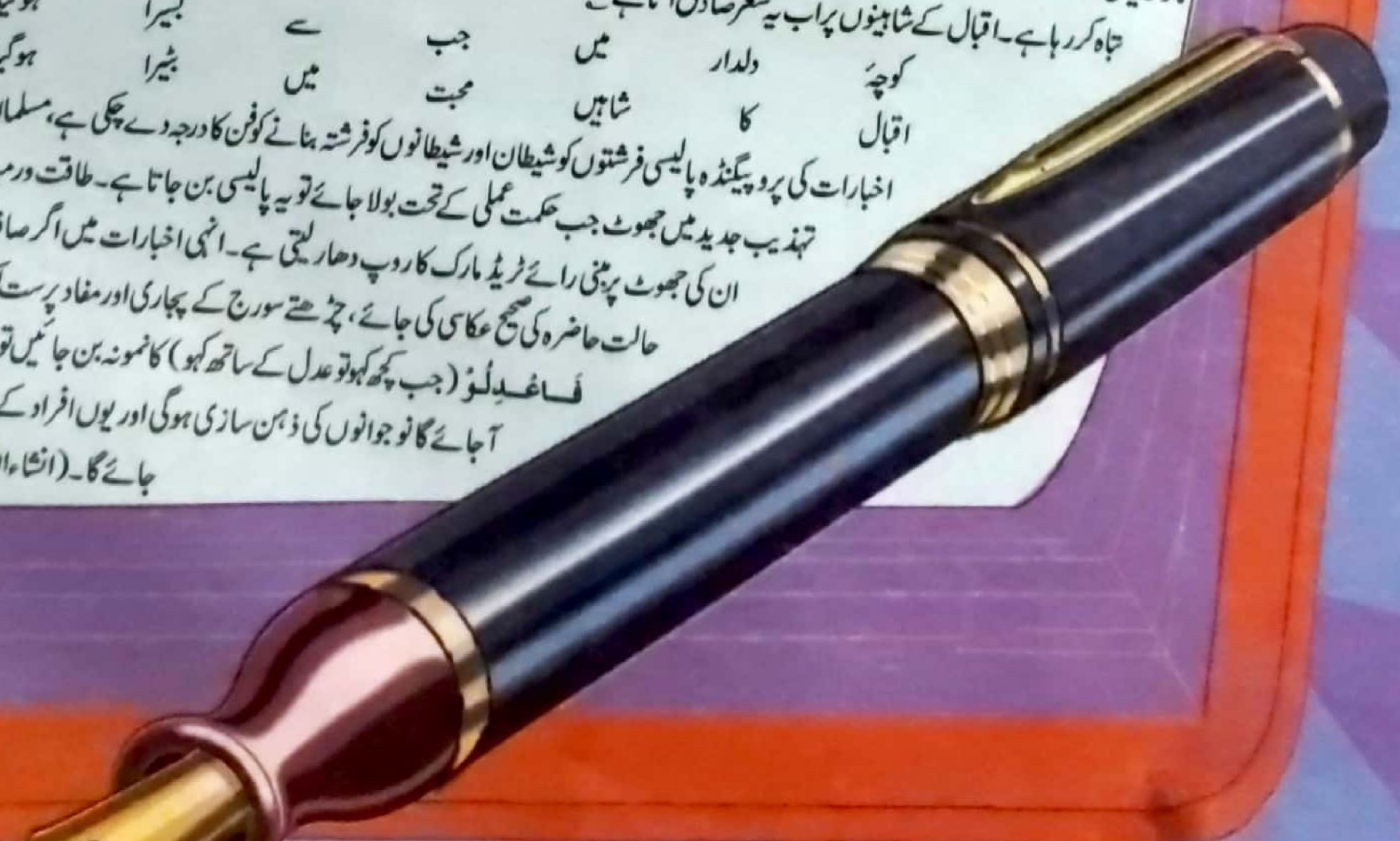

ایک نومسلم بہن

میرے اللہ نے میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے

میں ہمیشہ اپنے شوہر سے یہ پوچھا کرتی تھی کہ آخر آپ کا اس جملے "I will give you a golden gift one day" کا کیا مطلب ہے؟ وہ یہ کہہ کر چپ ہو جاتے تھے کہ ”وقت آنے پر سب پتہ چل جائے گا“۔

ایک دن فجر کی نماز پڑھ کر جب میں قرآن پاک کی تلاوت سے فارغ ہوگئی تو میرے شوہر نے کہا کہ ”آج میں تمہیں وہ سنہری تحفہ دینا چاہتا ہوں جس کے بارے میں، میں کہا کرتا تھا کہ وقت آنے پر سب پتہ چل جائے گا۔“ یہ کہہ کر انہوں نے ایک خوبصورت فائل میرے ہاتھ میں تھمادی اور کہا کہ اس چیز کی تعریف الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی آپ کو پڑھنے کے بعد خود ہی پتہ چل جائے گا۔

فائل کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ "Islam for women" میں نے جب ایک نظر کھول کر دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا قرآن شریف کے بعد یہ دوسری چیز تھی جس میں مجھے اتنی کشش محسوس ہوئی۔ جب میں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو مجھے ایسے لگا کہ جیسے میں اپنے خالق حقیقی کے قریب ہوتی جارہی ہوں اور میرا اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول رہا ہے۔

یہ خواتین کا اسلام کا شمارہ نمبر 41 تا 51 کا انگریزی میں پورا ترجمہ تھا۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ میری مسلمان بہنیں اس کو پسند کرتی ہیں اور اسلام کے پھیلانے میں اس میگزین کی مدد کرتی ہیں۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں بھی اس کارخیر میں اپنا حصہ ڈالوں اور یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو جاؤں کا مصداق بن جاؤں۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے میں اپنے اسلام لانے کا واقعہ تحریر کر کے ارسال کر رہی ہوں۔

میں نے ایک ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جہاں ہر طرف مادیت پرستی کا دور دورہ تھا۔ امریکی معاشرہ ایک مادیت پرست معاشرہ ہے اُس میں والدین اپنے بچوں کی تربیت نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے بچے بھی خودسر ہو گئے ہیں، میں بھی اسی معاشرے کی ایک اکائی تھی۔ میں گھر کے روز، روز لڑائی جھگڑوں، اور ماں باپ کی مار پیٹ سے تنگ آکر اُس وقت اپنے گھر کو خدا حافظ کہہ کر چلی گئی جب میری عمر صرف (18) سال تھی، میں نے ایک لڑکے سے جس کی عمر (20) سال تھی شادی کرلی۔ شادی کے صرف ایک سال بعد ہی ہمیں اس بات کا اندازہ ہوگیا کہ ہماری منزلیں جدا جدا ہیں اور ہم اب مزید ایک ساتھ نہیں رہ سکتے، ہم دونوں طلاق کی صورت میں علیحدہ ہوگئے۔ چند مہینے بعد میں نے ایک دوسرے آدمی سے یہ سوچ کر شادی کی کہ شاید میرے ارمانوں کی پیاس بجھ جائے اور میرا گھر بس جائے اور یہ شوہر بھی میرا بدقسمتی سے دوسرے امریکیوں کی طرح نفس پرست اور شہوت پرست نکلا اور روزانہ کی مار پیٹ اور گالی گلوچ سے میرا اس گھر میں دم گھٹنے لگا۔ صرف دو سال بعد ہماری جدائی ہوگئی اور مجھے طلاق دے دی گئی۔ اب میں نے شادی کا ارادہ ترک کرلیا میں اپنے اردگرد کے ماحول کو سمجھنے لگی جہاں ایک عورت کو استعمال شدہ جوتے کی طرح چند مہینوں بعد پھینک دیا جاتا ہے۔ جہاں عورت آزادہ کر بھی نہ گھر بسا سکتی ہے اور نہ اپنے خوابوں اور ارمانوں کو پورا کرسکتی ہے۔ میں ایک دو کمروں والے فلیٹ میں بالکل اکیلی اور تن تنہا تھی، میں اپنے آپ کو اس دنیا پر بوجھ محسوس کرنے لگی۔ سارا دن روتی اور پوری رات یہ سوچ کر گزارتی کہ ”آخر ہم انسان اس دنیا میں کس لئے پیدا کیے گئے ہیں؟ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟

ایک رات یہی سوچ کر میری آنکھ لگ گئی اور مجھے خواب میں ایک خوبصورت نوجوان سامنے نظر آیا جو بار بار یہ کہہ رہا تھا کہ ”اپنی زندگی کا مقصد جاننا ہے تو قرآن شریف پڑھو اور قرآن میں تمہیں تمہارے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔“

صبح ہوتے ہی جب میری آنکھ کھلی تو میں اپنے علاقے میں موجود اسلامک سینٹر چلی گئی اور وہاں سے انگلش میں ترجمہ کیا گیا ایک قرآن شریف گھر لے آئی۔ جب میں نے قرآن شریف ہاتھ میں اٹھایا تو مجھے ایسے لگا کہ جیسے میرے کندھوں سے ساری زندگی کا بوجھ اتر گیا۔ میں نے واقعی قرآن عظیم الشان میں اپنے ہر سوال کا جواب پالیا اور میرا کھویا ہوا چین وسکون مجھے آج مل گیا۔ اب قرآن شریف میری تنہائی میں میرا سب سے اچھا دوست بن گیا۔ میں نے ایک ہفتے میں دن، رات کے مطالعے سے پورا قرآن شریف پڑھ لیا اور ایک ہفتہ بعد میں دوبارہ اسلامک سینٹر چلی گئی اور وہاں میں نے بروز جمعۃ المبارک اسلام قبول کرلیا۔ اور وہاں کے مولانا صاحب کے کہنے پر میں نے ایک افغانی مسلمان سے شادی کرلی اور پھر ہم دونوں پاکستان آگئے۔ آج مجھے میرے گھر میں وہ ساری خوشیاں، اور وہ چین وسکون میسر ہیں جو ہر عورت کا خواب ہوتی ہیں۔ میرے شوہر نے مجھے الحمدللہ اسلام کے بارے میں بہت کچھ سکھایا ہے اور جب میں نے خواتین کا اسلام کا انگریزی ترجمہ پڑھا تو مجھے بہت اچھا لگا میرے خیال سے قرآن شریف اور احادیث کے بعد میں نے معاشرے کی اصلاح کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی کتاب یا میگزین کبھی نہیں پڑھی۔ اور میں اس میگزین کے ذریعے اپنی تمام مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتی ہوں کہ خدارا کبھی غلطی سے بھی امریکا جانے کی کوشش مت کرنا۔ آپ کا اپنا ملک پاکستان بہت اچھا ہے۔ میرے شوہر چونکہ افغانی ہیں اور میں امریکی تھی اس لحاظ سے ہم چاہتے تو کہیں بھی جاسکتے تھے مگر میرے شوہر کے وہ الفاظ آج بھی مجھے یاد ہیں جب انہوں نے کہا تھا کہ ”اگر تم ایک اچھی مسلمان بننا چاہتی ہو، اگر تم آزادی سے اپنے مذہب (اسلام) پر عمل کرنا چاہتی ہو، اگر تم اپنے بچوں کی اصلاح چاہتی ہو، اگر تم ہمیشہ خوش رہنا چاہتی ہو، تو پاکستان سے اچھا اور کوئی بھی ملک نہیں ہے۔ میری عزیزو! میں نے دنیا کے بہت روپ دیکھ لئے۔ میں نے دنیا میں رہ کر بہت سارے انسانوں کو دنیا کا پجاری دیکھا ہے، میں نے بہت سارے امیر اور مالدار لوگوں کو دیکھا ہے مگر ان کے پاس وہ چین وسکون نہیں ہے جو میرے پاس ہے ان کے پاس وہ خوشیاں نہیں ہیں جو آج میرے پاس ہیں۔ دنیا کی ہر خوشی عارضی ہوتی ہے لیکن جو لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو اللہ کی طرف سے ملنے والے غم بھی خوشیاں ہی لگتے ہیں۔

مصیبت میں رحمت

اہلیہ محبوب الرحمٰن

حامدہ کے گھر میں لگی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے سارا محلہ اکٹھا ہو کر دیکھ رہا تھا۔ فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کی لائنیں لگی مسلسل آگ بجھانے کی کوشش میں مصروف تھیں۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اچانک کیا ہو گیا حامدہ کا خوف اور پریشانی سے برا حال تھا۔ وہ بالکل بے ہوش ہو چکی تھی محلے والی ہی عورتیں اس کو اٹھا کر اپنے گھر لے گئی تھیں شکر ہے اللہ کا، کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، ورنہ لگ تو یہ ہی رہا تھا کہ گھر میں کوئی چیز باقی نہیں بچے گی۔ حامدہ کے شوہر جو دفتر گئے ہوئے تھے وہ بھی اطلاع ملنے پر پہنچ چکے تھے۔ بہت ہی مشکلوں سے آخر آگ پر قابو پا لیا گیا۔ حامدہ بھی ہوش میں آ چکی تھی، محلے کی عورتیں اس سے پوچھ رہی تھیں آخر بتاؤ تو سہی آگ لگی کیسے لیکن وہ مسلسل روئے جا رہی تھی ہائے میرا گھر جل گیا میرا لاکھوں کا نقصان ہو گیا میرا تو کچھ بھی نہیں بچا اس کا رونا ہی نہیں بند ہو رہا تھا۔ ظاہری بات ہے اس کا اتنا نقصان ہوا تھا اس نے رونا تو تھا ہی، محلے کی عورتیں ساتھ اپنی اپنی بولیاں بول رہی تھیں۔ حامدہ اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی گھر میں کسی چیز کی کمی بظاہر نظر نہیں آتی تھی اس کا شوہر بھی اچھے عہدے پر فائز تھا۔

حامدہ کچھ بتاؤ تو سہی آگ کیسے لگی؟ اللہ جانے بہن میں نے ناشتہ بنانے کے لئے چولہا جلایا تو ساتھ ہی آگ بھڑک گئی شاید گیس کا کوئی وال کھلا ہوا تھا ساتھ ہی بجلی کے بٹن اور تاریں تھی ان کو بھی آگ نے پکڑ لیا میں نے شور مچا دیا میرے شور کو سن کر ساتھ والی خالہ نکل آئی ان کے بچوں نے ہی فائر بریگیڈ کو فون کر دیا وہ رو رو کر

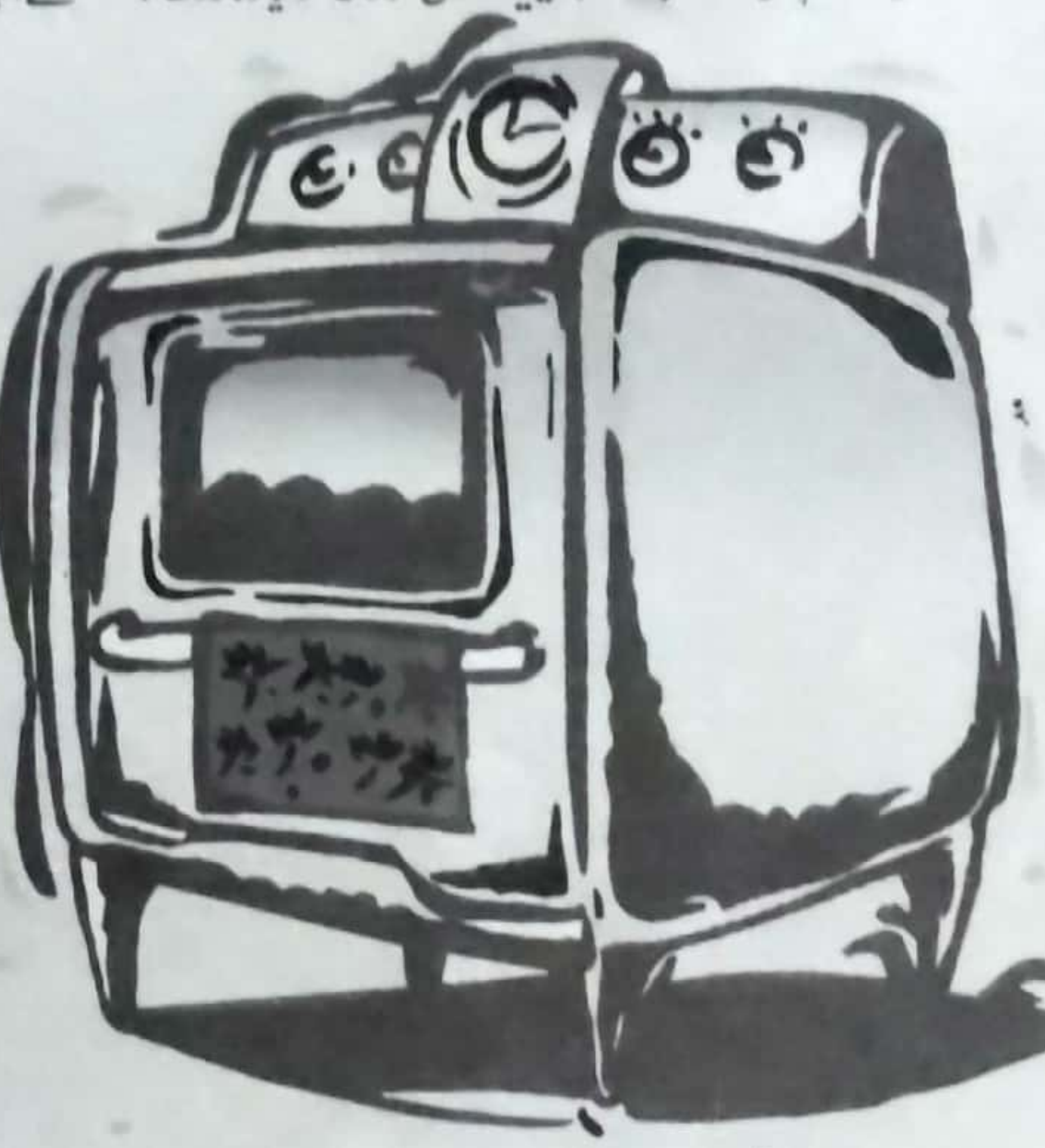

روتے بتا رہی تھی۔ ہائے میرے اللہ میرا کتنا نقصان ہو گیا اس نے پھر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ چلو صبر کرو اور شکر کرو کہ جان بچ گئی نقصان تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ ہائے بے چاری کیا کرے ابھی پچھلے دو ماہ پہلے ہی اس کی چوری بھی تو ہوئی ہے اس کا سارا زیور چوری ہو گیا تھا۔ ہائے میں لٹ گئی چوری کا واقعہ یاد آتے ہی حامدہ نے اور زور زور کے ساتھ بین کرنے اور رونا شروع کر دیا، بس کرو حامدہ اب چپ ہو جاؤ، حامدہ کے لئے پانی لے کر آؤ، لو یہ پانی پیو، رو رو کر ہلکان ہو گئی ہے بچی آؤ تھوڑی دیر کو اندر لیٹ جاؤ خالہ کہنے لگیں۔ بس اب میں گھر ہی جاؤں گی۔ حامدہ نے کہا۔

گھر جا کر اور گھر کی حالت دیکھ کر اسے اور بھی رونا آیا جگہ جگہ جلی ہوئی چیزوں کے ٹکڑے پڑے تھے ساری دیواریں سیاہ ہو چکی تھیں کچھ گھنٹے پہلے جو چیزیں چمک دمک رہی تھیں اب ان کی یہ حالت تھی کہ ان کی طرف دیکھا بھی نہیں جا رہا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنے بکھرے ہوئے سامان کو سمیٹنا شروع کیا۔

آگ لگنے کا سن کو حامدہ اور اس کے شوہر کے رشتے دار بھی آنے لگے۔ حامدہ کی بہن جو نزدیک کے شہر میں رہتی تھی وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ آ گئی۔ حامدہ کا بہن کو دیکھ کر غم پھر سے تازہ ہو گیا وہ اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔ حامدہ اب صبر کرو بہن نے اس کے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔ خالہ رونے کا کوئی فائدہ آپ ”انا للہ و انا الیہ راجعون . اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی وَ اخلف لی خیر منھا“ یہ پڑھا کریں اللہ کھونے والی چیز سے زیادہ بہتر عطا کر دیتے ہیں۔ حامدہ کے بھانجے نے کہا۔ ہائے میں کس کس نقصان پر صبر کروں ابھی دو ماہ پہلے میرا زیور چوری ہو گیا اب اتنا بڑا اور نقصان دیکھنا پڑا۔

خالہ جان آپ نے اپنے زیور اور مال کی زکوٰۃ ادا کی تھی۔ نہیں وہ تو میں نے کبھی نہیں دی بس تو پھر خالہ یہ پریشانی اور مصیبت تو آپ کے اپنے ہاتھوں آئی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (باقی صفحہ ۴۸ پر)

نئی تحقیق جوڑوں کا درد، سوجن اور اکڑاؤ

جدید ریسرچ کے مطابق جوڑوں کے اس مرض (آسٹیو آرتھرائٹس) کی وجہ شاک ابزورر کا کام دینے والی کرکری ہڈی (Cartilage) کی ٹوٹ پھوٹ ہے۔ اس ٹوٹ پھوٹ کی وجہ جوڑوں کی مرمت میں استعمال ہونے والی پروٹین گلوکوسامائن (Glucosamine) کی کمی ہے اضافی گلوکوسامائن سلفیٹ کا 8 سے 12 ہفتے تک باقاعدہ استعمال کرکری ہڈی کو ٹھیک کر کے جوڑوں کے درد، سوجن اور اکڑاؤ کو ختم کر کے ان کی قدرتی لچک بحال کرتا ہے۔ اب یہ امپورٹڈ میڈیسن ”FLEXIMB™“ کے نام سے پاکستان میں بھی دستیاب ہے۔

امپورٹرز : سپاٹ فارما (رجسٹرڈ) اسلام آباد

رابطہ کیلئے: سپاٹ پولی کلینک اینڈ ریسرچ سنٹر
بالمقابل ڈی ایچ کیو (DHQ) ہسپتال منڈی بہاؤالدین
یہ میڈیسن بذریعہ وی پی منگوائی جا سکتی ہیں

فون: 0456-504955
موبائل: 0303-5453667-5454625
E-mail:info@spot4health.com
www.spot4health.com

Financially Sound distributors are Invited also.

اخبارِ نسواں

بیٹی کے لئے شفقت پدری چاہئے

جنوبی چین میں ایک عورت نے اشتہار دیا ہے کہ اسے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس کی تین سالہ بیٹی سے ٹیلی فون پر باپ بن کر گفتگو کر سکے۔ اس عورت کو اس کے شوہر نے بچی کی پیدائش سے قبل ہی چھوڑ دیا تھا، بچی کا نام زہنگ زنگیو ہے، اس کی ماں نے اشتہار میں بتایا کہ اس کی بچی جب اسکول میں دوسری بچیوں کو اپنے باپوں کے ساتھ ملتے اور محبت بھرے انداز میں بات چیت کرتے ہوئے دیکھتی ہے تو سخت غمگین ہو جاتی ہے۔ جنوبی چین کے اخبار مارننگ پوسٹ نے لکھا ہے کہ اب اس بچی کے لئے ایک مقامی پولیس والے نے مفت میں اس کام کو انجام دینے کی حامی بھر لی ہے۔

نقاب پہننے پر ملازمت سے معطل

امریکا سے شائع ہونے والے ایک جریدے کے مطابق ایک نومسلم امریکی خاتون پولیس ورکر جو کیمبولی کے نام سے جانی جاتی ہے کو نقاب پہن کر کام پر آنے کی وجہ سے معطل کر دیا گیا ہے۔ مس ویب نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ مس ویب جب اسلامی تعلیمات کے مطابق نقاب پہن کر اپنی ڈیوٹی پر گئیں تو انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیا گیا کہ اس جرم میں نہ صرف اسے عارضی طور پر معطل کر دیا گیا ہے بلکہ اس کی تنخواہ بھی روک لی گئی ہے۔ مزید اسے دھمکی دی گئی ہے کہ اگر اس نے نقاب پہن کر ڈیوٹی پر آنے کے لئے اصرار کیا تو اس کی سروس ہمیشہ کے لئے ختم کی جا سکتی ہے۔ دوسری طرف مس ویب نے پولیس افسران کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی بجائے محکمے کی خلاف ورزی کو آسان اور سستا سمجھتی ہے۔ اگر محکمے نے نقاب ترک کرنے پر مجبور کیا تو وہ ملازمت کو خیر باد کہہ دے گی۔

بے پردگی پر مفتی اعظم سعودیہ کی طرف سے مذمت

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز الشیخ نے جدہ میں منعقد ہونیوالی ایک اقتصادی مجلس میں نقاب کے بغیر عورتوں کی موجودگی اور مردوں کے ساتھ میل ملاقات پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ سعودی مفتی اعظم نے کہا ہے کہ ہم نے اس مجلس کا جائزہ لیا ہے اور جو بات قابل مذمت تھی وہ مردوں اور عورتوں کا میل جول اور عورتوں کا مردوں کے سامنے بے حجاب آنا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اخبارات نے ان عورتوں کی تصاویر بھی شائع کی ہیں اور تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ (بے حجابی) سعودی عورتوں کی آزادی کا آغاز ہے۔ مفتی اعظم سعودی عرب نے کہا ہے کہ میں وارننگ دیتا ہوں کہ ان حرکتوں کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔

چار بچوں کی قاتل ماں

آسٹریلیا میں ایک عورت کو اپنے چار بچوں کے گلا گھونٹ کر قتل کرنے کے الزام میں چالیس (40) سال قید کی سزا سنائی ہے۔ اس واقعے میں 35 سالہ کیتھرین خولیک کو گزشتہ دس برسوں کے دوران اپنے چار بچوں کو گلا گھونٹ کر قتل کرنے کا مجرم پایا گیا ہے اس نے ان بچوں کی موت کا سبب امراض قلب اور مرگی بتایا تھا۔ مقدمہ دائر کرنے والے فریق مخالف کے مطابق کیتھرین نے اپنے بچوں کو اس لئے قتل کیا کہ وہ اس کی سماجی زندگی (دوسرے لفظوں میں آوارگی) میں خلل ڈال رہے تھے۔ کیتھرین نے 8 سالہ اور 19 ماہ کے بچوں کو قتل کیا۔ چوتھا بچہ سلیپ اس وقت قتل کیا جب وہ صرف 19 دن کا تھا۔

سینٹ جوزف اسکول کی انتظامیہ نے طالبات کے حجاب زبردستی اتروا دیئے

سینٹ جوزف اسکول کراچی کے امتحانی مرکز میں جب مختلف اسکولوں کی طالبات میٹرک کے پرچے دینے کے لئے آئیں تو اسکول کی عیسائی انتظامیہ اور راہباؤں نے ان کے حجاب زبردستی اتروا لئے، اس پر جب طالبات کے والدین نے شدید احتجاج کیا تو اسکول کی انتظامیہ نے ان کا احتجاج یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ مشنری اداروں میں کسی کو حجاب کرنے کی اجازت نہیں باوجود اس کے عیسائی راہبائیں اپنا مذہبی لباس پہنے ہوئے تھیں۔

بلبلۂ آب

آج امت پریشاں ہے زخمی دل و جاں ہے
گلشن اسلام آج، نگر نگر نوحہ خواں ہے
وہی شب و روز کے فسانے وہی بلبلوں کے ترانے
نہیں ہے تو ایماں ہے نہ عظمتِ قرآں ہے
واں محلوں سے پھوٹے سرخوشی، یاں قید غم زندگی
سکوں طوفان سے پہلے کا ہے، جواب دو گھڑی کا یہاں ہے
اک دن یہ درو دیوار گریں گے ضرور، یہ یقین رکھئے حضور
کیوں نہ ہو سرزد اُن سے یہ قصور، کہ بلبلۂ آب خود انساں ہے
کیا کسی چیز کا انکار باریٔ تعالیٰ نے کبھی؟
کہا تو بس یہی، کہ بعثتِ نبی الرحمت میرا احساں ہے

مرسلہ: ابنت رانا عبد الستار ملتان

میں نے خواب دیکھا

میں صبح اٹھی اور جب نماز کے لئے وضو کرنے لگی تو میرے شوہر نے آکر بتایا کہ آج تو کمال ہو گیا کہ ساری مسجدیں سجدہ کرنے والوں سے بھری ہوئی ہیں، ہر گھر سے قرآن کی تلاوت کی آواز آرہی ہے۔ میں نے یہ سنا اور بہت خوش ہوئی پھر میں نے دیکھا کہ تمام دوکاندار ٹوپیاں سر پر رکھے بسم اللہ پڑھ کر دوکانیں کھول رہے ہیں اور ٹیپ پر فحش گانوں کی بجائے انہوں نے تلاوت لگائی ہوئی ہے، اچانک ایک آدمی چوری کی نیت سے ایک دوکان میں داخل ہوتا ہے مگر دوکان والے کی اطلاع پر پولیس چند منٹ میں آجاتی ہے۔ چوری کرنے والا اپنی جان بچانے کے لئے رشوت دینا چاہتا ہے مگر پولیس آسمان کی طرف اشارہ کرکے کہتی ہے ہم کو اس سے بہت ڈر لگتا ہے جس کی پکڑ بہت سخت ہے اور پھر وہ چور کو جیل بھیج دیتی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک چودھری نامی شخص اپنے سے کم ترین پر ظلم کر رہا ہے اور پولیس اس چودھری کو ہتھکڑی لگا کر جیل لے جاتی ہے اور اس کے "چودھریوں والے" کارناموں پر عدالت میں پیش کرتی ہے جج "چودھری" سے ڈرنے کی بجائے اللہ کے نام پر نظر ڈالتا ہے اور چودھری کی قرار واقعی سزا کا فیصلہ صادر کر دیتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرے ملک کی باگ ڈور سنبھالنے والوں نے واقعی سچا حلف اٹھایا ہے اور انہوں نے پاک وطن کے سب دشمنوں کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دینا شروع کر دیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میری بہنیں پینٹ شرٹ، ہاف بازو گلے میں رسی نما دوپٹہ اور اسٹیج پر فحش گانوں کی بجائے پورے اسلامی لباس میں ملبوس درس و تدریس کر رہی ہیں، ہر گھر میں جھگڑوں کی بجائے پیار و محبت کی فضا رچی ہوئی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں مینار پاکستان کے پاس کھڑی ہوں اور وہ بہت خوش ہے، بہت خوش اتنا کہ شاید پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا، میں اپنے وطن کی اس پیاری سی نشانی یعنی مینار پاکستان سے اس کی خوشی کی وجہ پوچھتی ہوں تو کہتا ہے کہ آج، آج، آج میں اتنا خوش ہوں کہ مجھے ڈر ہے کہ میری یہ خوشی عارضی نہ بن جائے۔ میں کہتی ہوں اچھا دیر ہو رہی ہے مجھے گھر بھی جانا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم نے جو کچھ دیکھا میں وہ سب کچھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں دعا کرو میری یہ خوشی ہمیشہ برقرار رہے، میں کہتی ہوں آمین اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل جاتی ہے مجھے بہت افسوس ہوتا ہے، کاش! میں یہ خواب دیکھتی ہی رہتی کیونکہ میرے اس خواب کی تعبیر تو بہت بھیانک ہے، دعا کیجئے کہ کاش کاش میرا یہ خواب حقیقت بن جائے۔

آپ کا دسترخوان

مچھلی کے سیخ کباب

اجزاء: عمدہ مچھلی کے صاف ٹکڑے ایک سیر۔ دہی آدھا پاؤ۔ کالی مرچ، دارچینی، لونگ 3,3 ماشہ۔ بالائی 1 چھٹانک۔ بھنے ہوئے چنے 3 چھٹانک۔ بیسن حسب ضرورت۔ انڈے، لیموں 2,2 عدد۔ نمک، مرچ، ہرادھنیا حسب ذائقہ۔ آئل حسب ضرورت۔

ترکیب: مچھلی کے ٹکڑوں کو کانٹے سے اچھی طرح گود لیں، لیموں کا عرق نکال کر اس میں دھنیا کتر لیں اور اس عرق کو مچھلی پر مل دیں، گرم مصالحہ اور چنے باریک پیس لیں انڈوں کو دہی کے ساتھ پھینٹیں اس کے بعد بالائی کو بھی دہی میں ملالیں اب باقی مصالحے بھی اس آمیزے میں شامل کرلیں پھر مچھلی کے ٹکڑوں کو آمیزے میں ڈبو کر 15 منٹ کے لئے رکھ دیں اس کے بعد ٹکڑوں کو سیخ پر چڑھا کر کوئلوں کی ہلکی آنچ پر سینک لیں۔ چمچ سے ان پر آئل ٹپکاتے رہیں سرخ ہونے پر سیخ سے اتارلیں۔ مچھلی کے سیخ کباب تیار ہیں۔ یہ کباب سیخ کی بجائے توے پر بھی تلے جاسکتے ہیں۔

آلوؤں کے کباب

اجزاء: آلو آدھا کلو۔ انڈا 1 عدد۔ کالی مرچ حسب ذائقہ۔ چائنیز سالٹ 1 چمچ۔ میدہ 1 چمچ۔ کوکنگ آئل حسب ضرورت۔

ترکیب: آلوؤں کو اچھی طرح دھو کر کش کرلیں ایک باؤل میں انڈا، نمک، میدہ، کالی مرچ اور چائنیز سالٹ ڈال کر اچھی طرح پھینٹیں اور اس میں آلو ڈال کر اچھی طرح ملالیں۔ فرائی پین میں گھی گرم کرلیں ان آلوؤں کو ٹکیوں کی شکل میں بنا کر تل لیں جب سرخ ہوجائیں تو نکال لیں۔ کباب تیار ہیں، گرم گرم کباب چائے کے ہمراہ پیش کریں۔

گولہ کباب

اجزاء: قیمہ 1000 گرام۔ گھی تھوڑا سا۔ دھنیا 20 گرام۔ پیاز 250 گرام۔ پہاڑی نمک 20 گرام۔ سرخ مرچ 20 گرام ۔ ادرک 1 چھوٹی گانٹھ۔ دہی حسب ضرورت۔

ترکیب: پیاز اور ادرک پیس لیں، دھنیا نمک اور سرخ مرچ کو پانی کے ساتھ پیس لیں اس کے بعد ادرک پیاز اور پسا ہوا مصالحہ قیمے میں ملا کر اچھی طرح مکس کرلیں اس مرکب میں تھوڑا سا گھی بھی ملا دیجئے اب ان کو لمبوترے کبابوں کی شکل میں سیخوں پر چڑھا کر ہلکی آنچ پر پختہ کرلیں اور گرم گرم کباب مہمانوں کو پیش کریں۔

بہاری کباب

اشیاء: پسندے ½ کلو۔ ادرک 1 انچ کا ٹکڑا۔ گرم مصالحہ (پسا ہوا) 2 چائے کے چمچے۔ ہری مرچیں 8 عدد۔ دہی 1 پیالی۔ کچری 6 عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔ سرسوں کا تیل ½ پیالی۔

ترکیب: سب سے پہلے تمام مصالحوں کو پیس لیں پھر پسندوں کو اچھی طرح پیس کر نمک اور سرسوں کا تیل لگا دیں پھر درمیانی سائز کی پسی ہوئی پیاز اس میں اچھی طرح مکس کریں اب اس میں ادرک، گرم مصالحہ، مرچیں، کچری اور دہی شامل کرلیں اور تقریباً 5 سے 8 گھنٹے تک پڑا رہنے دیں اس کے بعد سیخ پر چڑھا کر دھاگے کے ساتھ باندھیں۔ حسب خواہش کوئلے یا گیس پر پکائیں جب سرخ ہوجائیں تو گھی لگادیں اور تھوڑی دیر مزید پکائیں پھر مزے سے کھائیں۔

دھواں کباب

اشیاء: قیمہ آدھا کلو۔ دہی چار کھانے کے چمچ۔ انڈا ایک عدد۔ پیاز ایک عدد (تلی ہوئی)۔ بیسن آدھا کپ (بھنا ہوا)۔ سبز مرچیں (باریک کٹی ہوئی) تین عدد۔ نمک، سرخ مرچ، گرم مصالحہ، گھی حسب ضرورت۔

ترکیب: قیمے کو سل یا چاپر میں پیس لیں اور پیاز کو تل کر پیس لیں اور پیاز، لہسن، بیسن (بھنا ہوا) اور تمام مصالحہ جات ڈال کر ہاتھ سے مکس کرلیں، انڈا بھی ملالیں پھر ڈھکن والی دیگچی میں قیمہ ڈال دیں (تیار شدہ)۔ ایک کوئلہ دہکالیں جب وہ اچھی طرح دہک جائے تو قیمے کے اوپر چھوٹی سی روٹی رکھ دیں روٹی کے اوپر کوئلہ رکھ کر چمچ سے گھی ٹپکائیں پھر جلدی سے ڈھکن بند کردیں پندرہ منٹ بعد ڈھکن اٹھائیں اور قیمے کی درمیانی سائز کی ٹکیاں بنا کر کوکنگ آئل میں تل لیں۔ دھواں کباب تیار ہے۔

چپلی کباب

اشیاء: قیمہ ایک کلو۔ پیاز ایک عدد (چوکور شکل میں کاٹ لیں)۔ سبز دھنیا تین کھانے کے چمچے۔ پودینہ دو کھانے کے چمچے۔ سبز مرچ تین عدد (باریک کٹی ہوئی)۔ ٹماٹر ایک عدد۔ ثابت دھنیا تین کھانے کے چمچے۔ زیرہ دو چائے کے چمچے۔ سرخ مرچ دو چائے کے چمچے۔ گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچہ۔ کچے پپیتے کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچہ۔ نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: دھنیا، زیرہ اور ثابت سرخ مرچ کو توے پر سینک لیں۔ پھر اس میں خشک مصالحہ شامل کرکے اس کو پیس لیں۔ گوشت میں کٹی ہوئی پیاز، ہرا دھنیا، پودینے کے پتے، ہری مرچ، ٹماٹر اور تمام مصالحہ سوائے پپیتے کے شامل کرلیں۔ دس منٹ کے لئے ڈبل روٹی کے دو ٹکڑے پانی میں بھگو دیں پھر اس کو دبا کر پانی نکال لیں اور اس کو گوشت میں شامل کرلیں۔ پھر گوشت ایک گھنٹہ کے لئے چھوڑ دیں۔ جب اس کو تلنے لگیں تو اس میں تازہ کٹا ہوا کچا پپیتا شامل کرلیں۔ کباب کی شکل دیں اور درمیان آنچ پر پکائیں۔ ذائقہ دار چپلی کباب تیار ہیں۔ پراٹھوں اور رائتہ کے ساتھ گرما گرم پیش کریں۔

بنت علی احمد چوہان سرگودھا

آپ کی صحت

دانت خراب ہو رہے ہیں:

ڈاکٹر صاحبہ! میرے دانت بہت گندے ہیں ان میں پیلاہٹ جمی ہوئی ہے چند میں کیڑا بھی لگا ہوا ہے (اخت اشفاق۔ٹنڈو الہ یار) میری عمر 22 سال ہے میرے دانتوں کو کیڑا لگا ہوا ہے، مسوڑھے بہت کمزور ہیں۔ برش کرنے سے خون بہنے لگتا ہے، ماس خورے کی بیماری بھی ہے (بنت رحمت اللہ، ہارون آباد) میری عمر 18 سال ہے میرے منہ سے بہت بدبو آتی ہے اچھے سے اچھا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتی ہوں افاقہ نہیں ہوتا۔ (بنت عبدالرحمٰن ڈی جی خان) میرے دانت بہت پیلے ہیں جن کی وجہ سے پریشان ہوں۔ (ہمشیرہ محمود)

☆ پیاری بہنو! آپ کے خطوط پڑھے آپ سب کا دانتوں کا مسئلہ تقریباً ایک جیسا ہے۔ دانتوں کے لیے دوا KRESOTUM (کریوزوٹ) لیں نہار منہ ایک خوراک 4-4 قطرے، جن صاحبہ کو لیکوریا کی شکایت ہے وہ Cimicifuga 30 کے دن میں دو مرتبہ 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں حل کر کے پئیں۔ دانتوں کی پیلاہٹ کبھی کبھار ہاضمے یا جگر کی خرابی سے بھی ہو جاتی ہے اس لئے اگر اس قسم کی کوئی تکلیف ہو تو اس کا بھی مناسب علاج کروائیں۔

کان میں خارش ہوتی ہے:

میری اہلیہ کے کان میں خارش رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت کان میں تیلی مارتی رہتی ہیں۔ یہی عادت بچوں میں بھی ہے وہ بھی کان میں خارش کی وجہ سے تیلی مارتے ہیں، کوئی ایسی دوا لکھ دیں کہ ہمیں راحت مل جائے۔ (حبیب الرحمن شاکر کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ)

☆ حبیب صاحب! آپ اپنے مسئلے کے لئے کسی مرد ڈاکٹر سے رابطہ کریں باقی بچوں اور اہلیہ کے کان میں ڈالنے کے لئے Mullien Oil کے قطرے دن میں 3-4 مرتبہ ڈالیں۔ کھانے کے لئے Graphites 200۔ (گریفائٹس) دن میں 2 مرتبہ صبح شام 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو صرف ایک مرتبہ اور 2 قطرے ایک چمچ پانی میں حل کر کے دیں۔

موٹاپا بڑھ رہا ہے:

میرا مسئلہ یہ ہے کہ بہت موٹی ہو گئی ہوں، میرے 8 بچے ہیں۔ بچوں کی پیدائش کے بعد بہت موٹی ہو گئی ہوں۔ (زوجہ عارف ڈیرہ اسماعیل خان) میری عمر اٹھارہ سال ہے پہلے میں اسمارٹ تھی اب خاصی موٹی ہو گئی ہوں، مجھے بواسیر بھی ہو گئی ہے (ہاجرہ شوکت علی) میری عمر 24 سال ہے اور پیٹ بہت بڑھ رہا ہے۔ (اہلیہ شیر محمد مقام حیات۔سرگودھا)

☆ آپ تینوں ہی ایک جیسے مسئلے سے دوچار اس لئے مشترکہ جواب دے رہی ہوں آپ لوگ دوا (کللیر یا کا رب) Calc. Carb _ IM ہفتے میں ایک خوراک 5 قطرے ایک چمچ پانی میں حل کر کے پئیں۔ ان شاء اللہ چند مہینوں میں فرق نظر آئے گا۔ ساتھ ہی ہلکی پھلکی واک بھی کر لیا کریں گھریلو کام کاج میں مناسب وقت دیں۔ چکنائی والی غذاؤں سے پرہیز کریں۔

ڈاکٹر اُمِ مُحمّد

ہاجرہ شوکت علی صاحبہ کو جو دوسرا مسئلہ بواسیر کا ہے اس کے لئے دوا Aloes 30 (ایلوز) دن میں 3 مرتبہ 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں لے لیا کریں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

ہاتھ پاؤں میں جلن:

میری عمر 28 سال ہے آج سے 4 سال پہلے ناک میں الرجی تھی چھینکیں آتی تھیں، کافی علاج کروایا جیسے تیسے الرجی تو ٹھیک ہو گئی، 2 سال سے ہاتھوں اور پیروں میں جلن شروع ہو گئی تھی مگر اب پورے جسم میں جلن ہوتی ہے، مجھے خون کی بھی کمی تھی، میری ایک بچی بھی ہے جس کی عمر 2 ماہ ہے اس کے پیٹ میں گیس رہتا ہے میں اسے دودھ پلاتی ہوں، میں پریشان ہوں کہ اس جلن کی وجہ سے تو بچی کو گیس نہیں ہوتی۔ کوئی اچھا سا نسخہ لکھ دیں اور ساتھ ہی اس کا استعمال بھی کہ کتنے ماہ کیسے استعمال کرنا ہے؟ (آسیہ، مجید، خانیوال)

☆ آپ غذا میں بادی اور چکنائی والی اشیاء سے پرہیز کریں، پھل اور سبزیاں زیادہ استعمال کریں۔ دوا آپ Lycopodium 200 (لائیکو پوڈیم) کے 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں دن میں 2 مرتبہ صبح اور رات استعمال کیا کریں۔ بچی کو دودھ پلانے کے بعد ڈکار دلا کر بستر پر لٹا دیا کریں۔ بچے ہاتھ پیر مارتے ہیں تو گیس خارج ہوتی ہے۔ زیادہ گود میں نہ لیا کریں۔ ایک شیشی استعمال کر کے مجھے بتایئے گا۔

قد چھوٹا ہے:

ہمارا قد بہت چھوٹا ہے، ہماری دوست ہمارا مذاق اڑاتی ہیں۔ آپ ہمارے لئے کوئی ایسی دوا تجویز کر دیں کہ قد بڑھ جائے۔ (ہمشیرہ عمر فاروق، ایک بیٹی، بنت محمد امتیاز جہلم، ایک بہن)

☆ قد کے سلسلے سے دیگر بہنوں کے خطوط بھی آئے ہیں ان کے نام طوالت کی وجہ سے شائع نہیں کئے۔ قد کا بہت بڑھنا یا کم ہو جانا موروثی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ اس کو ضرور مدنظر رکھا کریں ساتھ ہی یہ بات کہ قد بڑھنے کی ایک عمر ہوتی ہے۔ اگر کسی کا یہ خاندانی مسئلہ ہو تو ان کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی قد کی دوا دیں کیونکہ بلوغت کے بعد قد بڑھنے کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ بہرحال مندرجہ ذیل دوا استعمال کریں یہ دوا قد بڑھانے کے جو ہارمون ہوتے ہیں ان کو متحرک کرتی ہے۔ بہت زیادہ تو نہیں مگر تھوڑا بہت بڑھ جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

Tuberculinum 200۔ (ٹیوبر کولینم)، Baryta Card 200۔ (برائٹا کارب)، Thuja 200۔ (تھوجا) یہ ادویات ہر ہفتے ادل بدل کر کم از کم چھ ماہ تک استعمال کریں۔ یہ دوائیں دیگر بہنیں بھی استعمال کر سکتی ہیں۔

آپریشن سے ولادت:

میری عمر 20 سال ہے، میری شادی 15 سال کی عمر میں ہوئی تھی، میری دو بیٹیاں ہیں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ دونوں آپریشن سے ہوئی تھیں، بظاہر تکلیف کوئی نہیں تھی لیکن جب آٹھواں مہینا شروع ہوتا ہے تو بچے کا سر اوپر اور پاؤں نیچے ہو جاتے ہیں اور میں آپ سے بڑی امید سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کی کوئی دوا ہو تو مجھے بتایئے اور میری بچی جس کی عمر 4 سال ہے لیکن وہ صحیح بول نہیں پاتی حالانکہ سب کچھ جاتی ہے۔ آپ اس کی دوا ضرور بتایئے گا ہم آپ کے مشکور رہیں گے۔ (ایک سائلہ، ن، ع، ٹنڈو الہ یار)

☆ آپ کا مسئلہ نہایت پیچیدہ اور نازک ہے اس معاملے میں پوری احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے آپ آٹھویں مہینے میں دوا (پلساٹیلا) Pulsattila_IM کی ایک خوراک ہفتے میں ایک مرتبہ لے لیا کریں 5 قطرے ایک چمچ پانی میں حل کر کے پئیں۔ بچی کا جہاں تک معاملہ ہے ان شاء اللہ صحیح طریقے سے بول لے گی بعض بچے 4 یا 5 سال کے بعد بولتے یا چلتے ہیں، اللہ سے بہتری کی امید رکھیں اور دعا بھی کرتی رہا کریں۔

کیا آپ بھول جاتی ہیں

اُم ہریرہ

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ نے کوئی چیز کسی جگہ رکھی اور اگلے چند لمحوں میں آپ بھول گئیں مثلاً الماری کی چابیاں رکھنے کے بعد آپ کو یاد ہی نہیں رہا کہ کہاں رکھی تھیں، یہ ایک افسوس ناک صورت حال ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہمارے حافظے اور یادداشت کی صحیح طریقے سے ٹریننگ نہیں ہوئی ہوتی۔

ہمارے جسم میں پائی جانے والی دوسری قوت استعداد کی طرح حافظ کو بھی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس کا معروف اور اہم طریقہ یہی ہے کہ اس چیز کو بار بار یاد کیا جائے۔ حافظہ بڑھانے کے لیے ہمیں اس بات سے غرض نہیں ہونا چاہئے کہ ہمیں کیا یاد کرنا ہے، ہمیں تو صرف اپنی یادداشت کے سیل کو دوبارہ چارج کرنا ہے۔ ایک مرتبہ یہ سیل اپنا کام شروع کریں گے تو بار بار بھولنے کی عادت ختم ہوجائے گی۔ یہ عمل دن کے کسی بھی حصے میں کیا جاسکتا ہے لیکن سونے سے پہلے بستر پر پڑے یاد کرنے سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا یا پڑھ رکھا ہوگا کہ بعض صوفیاء رات کے سونے سے پہلے دن بھر کے اعمال کا محاسبہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ پورے دن کی منصوبہ بندی یادداشت کا بڑا ذریعہ ہوتی ہے۔

اکثر یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا ہم اپنے حافظے کو مضبوط رکھنے کے لیے یادداشت سلپ استعمال کرسکتے ہیں؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ کیا ایک صحیح ٹانگوں والا انسان بیساکھیاں استعمال کرتا ہے؟ ہم بیساکھی اسی وقت استعمال کرتے ہیں جو ہماری ٹانگیں زخمی ہوتی ہیں۔ یا ان کا صحیح استعمال نہیں ہو پاتا۔ نارمل ہونے کی صورت میں ہم بیساکھی استعمال نہیں کرے۔ اسی طرح یادداشت سلپ صرف اس وقت تک استعمال کرنی چاہئے جب آپ کی یادداشت صحیح کام نہ کر رہی ہو اس کے بعد استعمال نہ کریں اور اپنے حافظے پر بھروسہ کریں۔

دماغ کی غیر حاضری کیسے ختم کی جائے؟

گھریلو پریشانیاں، ناہموار معاشی پوزیشن، خاندانی جھگڑے، اکثر دماغی غیر حاضری کا سبب بنتے ہیں حتی الامکان اس طرح کے منفی اثرات سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہم چاہے کتنے ہی مصروف ہوں جب کوئی چیز ہمارے حوالے کی جائے یا ہم کسی چیز کو کہیں رکھ رہے ہوں تو ہمیں اپنے کام کو تھوڑی دیر چھوڑ کر پوری توجہ اسی طرف دینی چاہئے۔ اس طرح ہمارے دماغ کو وہ تمام معلومات مہیا ہوجائیں گی جو وہ محفوظ رکھنا چاہتا ہے اور وقت پر آسانی کے ساتھ یاد آجائے گا۔

آسان تدبیر:

آپ کوئی چیز بھول رہی ہیں تو درود شریف کا ورد کیجئے ان شاء اللہ چند لمحوں میں آپ کو وہ بھولی ہوئی چیز یاد آجائے گی اسی طرح انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کرنے سے بھی بھولی چیزیں یاد آجاتی ہیں۔

آخری بات:

ہمارا حافظہ برا نہیں ہوتا ہم خود اسے کمزور بناتے ہیں، اپنی یادداشت کو مضبوط بنانے کے لیے ہمیں تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہوتی ہے، توجہ، مرکزیت، قوت ارادی، حاضر دماغی، قوت فیصلہ، یقین کامل کی ضرورت ہے جس سے ہم اپنی یادداشت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

بقیہ: مصیبت میں رحمت

جو مال کسی جنگل یا دریا میں ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ روکنے سے ہوتا ہے، جس مال کی زکوٰۃ دے دی جاتی ہے وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور جو لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کو اللہ نے دولت عطا کی پھر اُس نے اس کی زکوٰۃ نہیں دی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن کی وجہ سے سر کے بال جھڑ گئے ہوں گے اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے پھر وہ اس کے گلے کا طوق بنادیا جائے گا پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں میں تیار خزانہ ہوں، میری پیاری خالہ جان یہ آخرت کا سخت عذاب اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو خالہ یہ باتیں کسی مولوی کی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو مال کی نعمت سے نوازا ہے تو اللہ کے راستے میں خرچ بھی کرنا چاہئے۔ شکر ہے میرے بچے تم نے میری آنکھیں کھول دیں۔ اللہ تمہارا بھلا کرے اسی لئے ہی تو میں نے اس کو دین کا علم سکھانا شروع کیا ہے جب اس کو اسکول سے اٹھا کر مدرسے میں داخل کیا تھا تو تم نے ہی سب سے زیادہ اس کی مخالفت کی تھی۔ حامدہ کی بہن کہنے لگی۔ ہاں میں نادان تھی مجھے اس بات کی سمجھ نہیں تھی حامدہ شرمندگی سے کہنے لگی۔ امی اب خالہ جان کو مزید پریشان نہ کریں میں آپ کو ایک بڑا اچھا واقعہ سناتا ہوں ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں مولانا محمد مظہر صاحب ان کے ایک معتقد تھے ان کا تکیہ کلام تھا اللہ کے فضل سے، ہر بات میں یہ کہا کرتے تھے اللہ کے فضل سے یہ ہوا اللہ کے فضل سے وہ ہوا ایک مرتبہ انہوں نے حضرت مولانا مظہر صاحب سے صبح کو آکر کہا حضرت جی رات کو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا حضرت یہ فقرہ سن کر ہنس پڑے اور پوچھا حافظ جی اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب کیا ہوگیا تھا۔ انہوں نے کہا حضرت جی رات کو میں اکیلا سو رہا تھا میری جو آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا تین چار آدمی کوٹھے کے کواڑوں کو چمٹ رہے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تم چور ہو کہنے لگے ہاں ہم چور ہیں میں نے کہا میں شہر کے روساء میں شمار ہوتا ہوں اور مدرسہ کا خزانہ بھی میرے پاس ہے اور وہ سارا کا سارا اسی کوٹھے میں ہے اور یہ جو تالہ اس کا لگا ہے چھ پیسے کا ہے تمہارے باپ دادا سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔ تم تو تین چار ہو دس بارہ کو اور بلالاؤ یہ ٹوٹنے کا نہیں۔ میں نے حضرت سے سن رکھا ہے جس مال کی زکوٰۃ دی جائے تو اللہ کی حفاظت میں ہوجاتا ہے میں نے اس مال کی زکوٰۃ جتنی واجب ہے اس سے زیادہ دے رکھی ہے اس لئے مجھے اس کی حفاظت کی ضرورت نہیں اللہ میاں خود حفاظت کریں گے، حضرت جی اللہ کے فضل سے میں تو یہ کہہ کر سوگیا جب پچھلے پہر اٹھا تو وہ ابھی بھی لگے ہوئے تھے میں نے ان سے کہا ارے میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے دس بارہ کو اور بلالاؤ یہ تالا اللہ کے فضل سے ٹوٹنے کا نہیں۔ حضرت جی یہ کہہ کر میں تو اللہ کے فضل سے نماز میں لگ گیا اور جب اذان ہوگئی تو میں نے ان سے یہ کہہ کر کہ میں تو نماز کو جارہا ہوں تم اس کو پیٹتے رہو پھر حضرت جی اللہ کے فضل سے وہ بھاگ گئے۔

حامدہ جو پریشان تھی یہ واقعہ سن کر ہنس پڑی یہ خالہ جان زکوٰۃ ادا کرنے کی برکتیں ہیں۔

شکر ہے میرے بچے تم نے تو واقعی میری آنکھیں کھول دی ہیں یہ میرے گھر میں آگ لگنا میرے لئے مصیبت نہیں رحمت بن گیا جس سے اب آخرت کے عذاب سے تو بچ جاؤں گی۔ حامدہ کہنے لگی۔

واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ اپنے بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا انسان خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اس طرح کے واقعات انسان کے لئے اللہ کی طرف سے محبت کا ثبوت ہیں کہ وہ انہیں آخرت کے دردناک عذاب سے بچانا چاہتا ہے۔

بنتِ سعید بالاکوٹی

نقاشِ فطرت کی بنائی ہوئی یہ کائنات ہر رنگ میں بنی نوع انسان کے لئے آراستہ و پیراستہ ہے، قدرتی مناظر کی نظرنوازی، دنیوی تصورات کی روانی اور انسانی امیدوں کی فراوانی...... یہ ساری چیزیں انسان کی زندگی میں ایک فرحت آگیں سرور پیدا کرتی ہیں، وہ تھوڑی دیر کے لئے ان بوقلمونیوں میں کھو کر اپنے سارے دکھ درد اور پریشانیاں بھول جاتا ہے اور مسائل کی تاریکیوں میں ایک موہوم سی کرن اسے زندہ رہے کا احساس دلاتی ہے کچھ یہی احساس چاروں اطراف سے وسیع سبزہ زار اور برف پوش پہاڑوں میں گھرے ہوئے گل زار ''لالہ زار'' کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ اس کی دلفریبی اور خوبصورتی میں کھو کر انسان چند ساعات کے لئے دنیا کی دوسری چیزوں سے بے خبر ہو جاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ کائنات کا سارا حسن اپنی تمام تر رنگینیوں، رعنائیوں اور تجلیوں کے ساتھ یہاں سمٹ آیا ہو، گرمیوں کے تین چار ماہ یہاں خوب رونق اور چہل پہل رہتی ہے۔ ناران سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر ''بٹہ کنڈی'' کا چھوٹا سا قصبہ آتا ہے، اس جگہ کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی زرخیزی عطا فرمائی ہے۔ یہاں پر پاکستان کا اعلیٰ قسم کا آلو اور مٹر اگایا جاتا ہے یہاں کی زرخیزی کو دیکھ کر حکومتِ پاکستان نے جرمن حکومت کے تعاون سے ایک ''ایگریکلچر ریسرچ فارم'' بنایا ہے جس میں مختلف قسم کی سبزیوں پر تحقیق کی جاتی ہے، بٹہ کنڈی سے صرف آدھے گھنٹے کے فاصلے پر ''گلزار لالہ زار'' ہے لالہ زار وہ پُر فضا اور سیاحتی مقام ہے جہاں ہر سمت مسرتیں ہی مسرتیں بکھری ہوئی ہیں۔ لطیف فضائیں، شاداب ہوائیں اور سحر انگیز بہاریں اس جبین خاک پر ہمہ تن نثار ہو رہی ہیں، لالہ زار کے پھیلے ہوئے سبزے، اردگرد کوہساروں کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں اور مسکراتے ہوئے پھولوں کو دیکھ کر ایک شاعر کے الفاظ میں بڑی واضح تصویر پیش ہو رہی ہے۔

برف کی اونچائیاں، برفاب کی گہرائیاں
رنگ و بو کی شوخیاں، پھولوں کی بے پروائیاں
سبز قالینوں پر دیواروں کی بزم آرائیاں
بنتے بنتے چلتے پھرتے ابر کی پرچھائیاں

لالہ زار سے واپس بٹہ کنڈی آ کر جب آپ جھیل ''دودی پت سر'' اور ''جھیل لولو پت سر'' کی سمت روانہ ہوں گے تو آپ کو بٹہ کنڈی سے بوڑاوئی اور پھر وہاں سے بیسل کا سفر کرنا ہوگا۔ یہ وہی راستہ (سڑک) ہے جو گیٹی داس اور بابو سرٹاپ سے ہوتا ہوا آخر کار گلگت سے جا ملتا ہے، یہ ایک ناپختہ راستہ ہے اور صرف جیپ کے قابل استعمال ہے، سال بھر میں صرف تقریباً چار ماہ تک اس پر آمد و رفت رہتی ہے۔ جھیل لولو پت سر تک پہنچنے کے لئے ''بیل'' تک جیپ میں سفر کرنا پڑتا ہے اس کے بعد تقریباً تین کلو میٹر پیدل سفر طے کر کے لولو پت سر جھیل تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دودی پت سر جھیل بوڑاوئی سے آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر سڑک سے ہٹ کر واقع ہے۔ ان جھیلوں کا حسن و جمال مرورِ زمانہ کی دبیز تہوں کے باوجود ماند نہیں پڑا۔ سحر انگیز رنگینیاں اور فرحت آفریں مناظر ان کے اردگرد پھیلے ہوئے ہیں، راستہ دشوار گزار ہونے کے باعث سیاحوں کی آمد و رفت یہاں کم رہتی ہے، لیکن کچھ جرات مند اور مہم جویانہ فطرت کے مالک شوقین سیاحت راستے کی تکالیف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان خوبصورت جھیلوں تک بھی پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ علاقے ''وادی کاغان'' کے آخری علاقے ہیں ان سے ہوتے ہوئے بابو سرٹاپ کراس کیا جائے تو پھر گلگت ایجنسی کا ایریا شروع ہو جاتا ہے، بالاکوٹ سے لے کر بابو سرٹاپ تک پھیلی ہوئی یہ وادی جہاں روح پرور فضاؤں، سرسبز شاداب کھیتوں و کھلیانوں، مہکتے پھولوں ان گنت پانی کے شفاف چشموں، گہر بار آبشاروں، خوب صورت جھیلوں اور بہار آفریں گل زاروں سے معمور ہے وہاں رسیلے پھلوں اور خوش ذائقہ میووں سے بھی مالا مال ہے یہاں کے پھلوں اور میوہ جات میں سیب، ناشپاتی، خوبانی، آلو بخارا، آلوچہ، آڑو، شفتالو اور اخروٹ بہت مشہور ہیں۔ جب آدمی پھلوں سے لدے ہوئے درختوں، لہلہاتی سبزیوں، بکھری ترکاریوں اور خودرو پھولوں کو دیکھتا ہے تو قدرت کی صناعت کو یوں بیان کرتا ہے۔

یہ خود رو لالہ و گل سے مزین خوشنما وادی
یہ فطرت کے مناظر کا نشیمن پر فضا وادی
یہ حسن و رنگ پرور مظہر نور خدا وادی
فروغ حسن رنگا رنگ سے رنگ آشنا وادی

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

57
بدھ 16 صفر 1425ھ مطابق 7 اپریل 2004ء

گرمیوں کے شربت

سوچیں یہ بھی عورتیں

کہاں ہیں حقوقِ نسواں کے علمبردار

DIL BOLA...
Pakola

Rs. 20

اخبات

درسِ قرآن و حدیث

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اخبات کا مادہ مختلف صیغوں میں قرآن کریم میں تین مقامات پر استعمال ہوا ہے، سورۂ ہود کی آیت ۲۳ میں اور سورۂ حج کی آیت ۳۴ اور ۵۴ میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے بہت سے مفسرین نے ''اخبات'' کو تواضع کے معنی میں لیا ہے، امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اخبات'' طمانیت کے مقامات میں سے پہلا مقام ہے اور اخبات کے تین درجات ہیں۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کی عفت و عصمت اس کی شہوت پر، اس کا ارادہ غفلت پر اور اس کی محنت فارغ البالی پر غالب آجائے۔ وہ عفیف ایسا ہو کہ شہوت اسے بدکاری میں مبتلا نہ کرے، اس کا عزم ایسا مصمم ہو کہ وہ غفلت کا شکار نہ ہو اور اس کے دل میں اللہ کی محبت اس قدر ہو کہ فراخی اور فارغ البالی کے باوجود وہ اللہ کو نہ بھولے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ کوئی عارض اور فتنہ اسے وحشت میں مبتلا نہ کرے وہ اپنے کام میں لگا رہے اور حالات سے پریشان نہ ہو۔

اخبات کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اس کے نزدیک تعریف اور مذمت برابر ہو جائے، نہ کسی کی مدح سے اس کے دماغ میں فتور آئے اور نہ ہی ذم سے وہ پریشان ہو، یہ مقام ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو نفس کی آلائشوں سے پاک ہو جاتے ہیں، رب کی عبودیت میں فنا ہو جاتے ہیں، ایمان کی حلاوت پا لیتے ہیں اور ان کا دل اسماء و صفات کے انوار کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے، ان کے مقابلے میں جو لوگ انسانوں کی مدح و ذم پر نظر رکھتے اور اس سے متاثر ہوتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ انہیں اللہ کی محبت اور معرفت کی روح حاصل نہیں ہوئی اور انہوں نے ایمان کی حلاوت اور صدق و یقین کا مزہ نہیں چکھا۔ اصل میں اللہ کا قرب اور محبوبیت حاصل کرنے کے راستے میں ''نفس'' کی مثال ایک دشوار گزار پہاڑ کی سی ہے، جو بھی اس راستے پر چلتا ہے اسے اس پہاڑ پر چڑھنا ہی پڑتا ہے پھر کسی کے لیے اس پہاڑ پر چڑھنا آسان ہو جاتا ہے اور کسی کے لیے مشکل ہو جاتا ہے، اس پہاڑ کے دائیں بائیں اور اوپر نیچے وادیاں اور گھاٹیاں بھی ہیں، خاردار جھاڑیاں بھی ہیں اور چور اور ڈاکو بھی ہیں، بالخصوص جب یہ سفر اندھیری شب میں ہو رہا ہو تو یہ خطرات بہت بڑھ جاتے ہیں، جن مسافروں کے پاس ایمان کا ہتھیار اور یقین کا وہ چراغ نہ ہو جسے ''اخبات'' کے تیل سے روشن کیا گیا ہو انہیں قدم قدم پر موانع پیش آتے ہیں اور ان کے اور ان کی منزل کے درمیان ایسی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں کہ ان کے لیے سفر کا جاری رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، پھر بہت سارے سالک ایسے ہوتے ہیں جو راستے کی مشکلات دیکھ کر دل چھوٹا کر لیتے ہیں اور الٹے قدم واپس چلے آتے ہیں۔ (مدارج السالکین)

امام ابن قیم رحمہ اللہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جن سعادت مندوں کے اندر ''اخبات'' کی صفت پیدا ہو جاتی ہے، ان کے لیے ''وصول الی اللہ'' (اللہ تک پہنچنا) آسان ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ اس مضمون کے آغاز میں عرض کیا گیا تھا کہ قرآن کریم میں تین مقامات پر ''اخبات'' کا ذکر آیا ہے، ان تین مقامات میں سے قدرے تفصیل کے ساتھ سورۂ حج کی آیت ۳۴ اور ۳۵ میں اس کا بیان ہوا ہے، آیت ۳۴ کے آخر میں ''مخبتین'' (وہ لوگ جن کے اندر اخبات کی صفت پائی جاتی ہے) کو بشارت سنائی گئی ہے اور پھر آیت ۳۵ میں ان کی بعض صفات اور علامات بیان کی گئی ہیں، ارشاد ہوتا ہے ''آپ خوشخبری سنا دیجئے عاجزی کرنے والوں کو، وہ کہ جب اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور وہ مصیبت پر صبر کرنے والے اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں'' سورۂ ہود کی آیت ۲۳ میں ہے ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی اختیار کی وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیاری دعا منقول ہے اور اس میں کون شک کر سکتا ہے کہ ہمارے آقا کی ہر دعا ہی بڑی پیاری ہے اور اس قابل ہے کہ اسے وردِ زبان اور وظیفۂ جان بنا لیا جائے، یہ دعا جس کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں اپنے اندر بڑی جامعیت لیے ہوئے ہے، اس دعا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے جو چیزیں مانگی ہیں ان میں سے ایک ''اخبات'' (تواضع) بھی ہے، بہت مناسب ہوگا اگر قارئین اور قاریات، دعاؤں کا کوئی مستند مجموعہ دیکھ کر دعا زبانی یاد کر لیں اور اسے نماز کے بعد پڑھ لیا کریں، ''درسِ قرآن و حدیث'' کے صفحہ کی تنگ دامنی کی وجہ سے ہم صرف اس کا ترجمہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''اے میرے رب! میری مدد فرما اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ فرما، مجھے غلبہ عطا فرما اور مجھ پر کسی کو غلبہ عطا نہ فرما، میرے لیے تدبیر فرما اور میرے اوپر کسی کی تدبیر نہ چلنے دینے، مجھے ہدایت دے اور میرے لیے ہدایت آسان فرما، جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری نصرت فرما، اے میرے رب! مجھے بنا دے تیرا بہت زیادہ شکر کرنے والا، کثرت سے تیرا ذکر کرنے والا، تجھ سے بہت ڈرنے والا، تیری طاعت کرنے والا، تیرے سامنے ''اخبات'' (عاجزی) کرنے والا، تیرے سامنے آہ و زاری اور تیری طرف رجوع کرنے والا، اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما لے، میرے گناہوں کو دھو ڈال، میری دعا قبول فرما لے، میری حجت قوی فرما دے، میری زبان کو درست فرما دے، میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینے کی میل کچیل دور فرما دے۔''

یہاں یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں صدی کے سب سے بڑے عالم اور کتاب و سنت کے عظیم شارح شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''انسان کی سعادت اور نیک بختی ان چار چیزوں میں یعنی (۱) طہارت (۲) اخبات (۳) سماحت (بہیمی خواہشات اور حقیر چیزوں سے بچنا) اور (۴) عدالت، اگر طہارت کی بجائے نجاست ہوگی خواہ عقیدہ میں ہو یا عمل میں، اخبات کی یعنی عاجزی کی بجائے غرور سماحت یعنی فیاضی کی بجائے خسیس خواہشات اور عدالت کی بجائے ظلم ہوگا تو یہ بدبختی کی علامت ہے، شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء اور تمام آسمانی شرائع نے ان چار چیزوں کی تعلیم دی ہے۔'' (معالم العرفان)

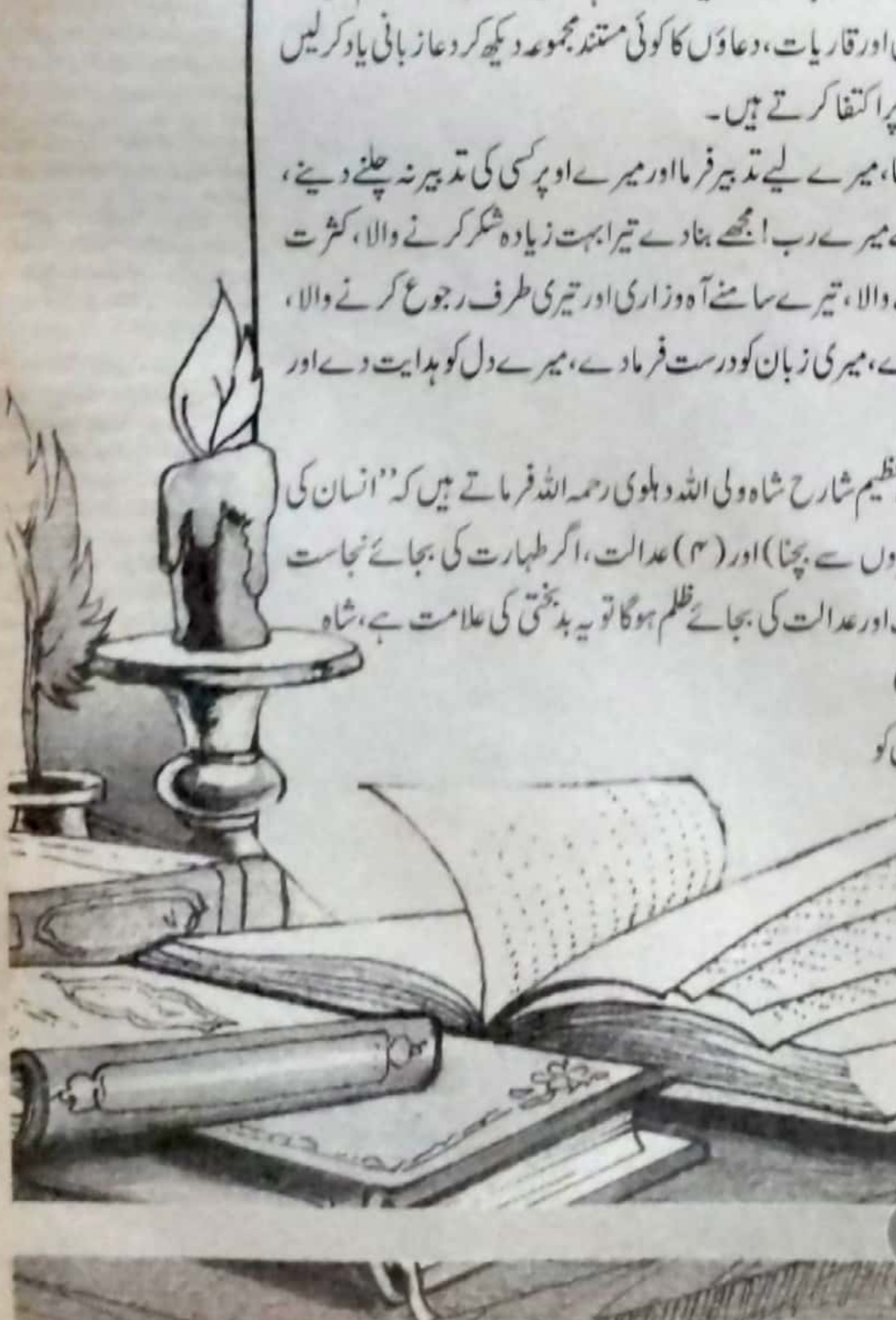

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اخبات یعنی عاجزی اور تواضع ایک ایسی صفت ہے جس کے حصول کی ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے، جن لوگوں کے اندر یہ صفت پیدا ہو جاتی ہے ان کے لیے اللہ کی طرف سے جنت کی بشارت ہے، ان کی نظریں بلند ہو جاتی ہیں اور وہ انسانوں کی مدح و ذم سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، ''سیر الی اللہ'' کا راستہ ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے اور انہیں ایمان اور یقین کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے۔

اے پروردگار!

رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَکَّارًا لَکَ ذَکَّارًا لَکَ رَھَّابًا لَکَ مِطْوَاعًا لَکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُنِیْبًا.

اے پروردگار! مجھے اپنے خوب شکر کرنے والا خوب ذکر کرنے والا اپنے سے ڈرنے والا، سراپا اطاعت گزار و فرمانبردار، اپنے حضور میں عاجزی اور نیازمندی سے جھکنے والا نرم دل اور تیری بارگاہِ کرم کی طرف پلٹنے والا بنادے۔ (آمین)

تعمیر فکر

بندگیٔ رب کا وقت

کوئی دن نہیں جاتا کہ حوصلے پست کر دینے والی خبریں پڑھنے سننے کو نہ ملتی ہوں۔ ہر آنے والا دن ایک سے بڑھ کر ایک بری خبر لاتا ہے اور کبھی کبھی خوب رلاتا ہے۔ پچھلے کئی روز سے جنوبی وزیرستان کے علاقے میں مجاہدین اسلام کے خلاف سرکاری طور پر آپریشن جاری ہے۔ امریکا کی خواہش پر شروع کیا گیا یہ آپریشن نہایت سفاک ثابت ہوا ہے۔ اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کے خلاف اس طرح لشکر کشی کی گئی کہ معلوم ہوتا تھا جنوبی وزیرستان چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کا علاقہ ہے۔ اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنوبی وزیرستان میں ٹھیک ٹھاک گھمسان کی جنگ ہوئی ہے۔ ایک قبائلی رہنما ملک سعید اللہ خان کے بقول ایف سی کے اہل کاروں نے آپریشن کے دوران چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا، مقامی قبائلیوں کی خواتین کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور انہیں گالیاں دیں۔ اس آپریشن کے دوران ایک خبر کے مطابق جنوبی وزیرستان کی پچاس ہزار آبادی کو اور ایک خبر کے مطابق اسی ہزار کی آبادی کو اپنے بچاؤ کے لئے گھر بار چھوڑ کر نقل مکانی کرنا پڑی۔ سینکڑوں گھروں کو محض اس لئے مسمار کر دیا گیا کہ ان گھروں کے مکینوں نے افغانستان سے آنے والے بے یار و مددگار مجاہدین اور ان کے اہل خانہ کو پناہ فراہم کی تھی...... جنگ ہوتی ہے تو سب سے پہلا نشانہ خواتین اور معصوم بچے ہی بنتے ہیں۔ مردوں کی تو خیر ہوتی ہے، ان میں قوت برداشت ہوتی ہے، حالات کی اونچ نیچ کا مردانہ وار مقابلہ کر لیتے ہیں، بات ان معصوموں کی ہے جو روتے بلبلاتے اپنی ماؤں سے لپٹے بے نشان منزلوں کے راہی بننے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ سطور لکھتے وقت گزشتہ ایک ہفتے کے اخبارات میری میز پر رکھے ہیں۔ بعض اخبارات میں جنوبی وزیرستان سے متعلق ایسی ایسی تصاویر چھپی ہیں کہ کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے، ایسی ہی ایک تصویر میں دو سسکتی بلکتی بچیاں اپنے والدین کے پاس کھڑی ہیں، ایک معصوم بچی کا آدھا چہرہ مرہم پٹی سے ڈھک گیا ہے جبکہ دوسری معصوم سی بچی کے چہرے پر آنسوؤں کی لڑی ہے اور کرب و اذیت، خوف و مسکنت، بے چارگی و لاچاری کے وہ تاثرات ہیں کہ قلم ان کے بیان سے قاصر ہے۔ جب سے یہ منظر دیکھا ہے روح بے قرار اور چین رخصت ہے۔ یہ منظر کوسوو، چیچنیا، فلسطین یا کشمیر کا ہوتا تو اتنا دکھ نہ ہوتا کہ یہ سب غیروں کا کیا دھرا ہوتا ہے، لیکن یہاں تو اپنے ہی اپنوں کو تہ تیغ کئے جا رہے ہیں۔ عین اس وقت جبکہ جنوبی وزیرستان کی باپردہ خواتین ایف سی اہل کاروں کی خوفناک گولہ باری سے متاثر ہو کر دل میں ہزاروں حسرتیں لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ رہی تھیں اسلام آباد کے خوب صورت کنونشن سینٹر میں خواتین کے حقوق پر دھواں دار تقریریں ہو رہی تھیں اور جنرل پرویز خواتین کے لئے مختلف ریلیف پیکیجز کا بھی اعلان کر رہے تھے کیا یہ کھلا ہوا دوغلا پن نہیں؟

جنوبی وزیرستان میں ظلم کی جو اندھیری مچائی گئی کیسے ممکن ہے کہ قبائلیوں کی آنے والی نسلیں اسے بھول سکیں گی۔ جن ماؤں پر یہ ظلم ہوا ہے وہ تو اپنے بچوں کو اس ظلم کی کہانیاں سنا سنا کر بدلہ لینے پر اُبھاریں گی، عداوت، نفرت اور انتقام کا سلسلہ یہیں نہیں رُکے گا بلکہ نسل در نسل چلے گا۔ جن ''دہشت گردوں'' کو ڈھونڈنے کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر لشکر کشی کی گئی وہ ہمارے ہی کلمہ گو بھائی ہیں جنہوں نے اسلام کی عزت و آبرو کی خاطر اپنے وطنوں سے ہجرت کی، پہلے روس کے خلاف اللہ کی راہ میں جہاد کیا پھر امریکی استعمار کے خلاف ڈٹ گئے۔ یہ لوگ تو بڑے سچے اور پکے مسلمان ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ سرکاری اہل کاروں کے آپریشن کے نتیجے میں جو لوگ شہید ہوئے وہ تو اپنی منزل مراد کو پا گئے مگر جو حملہ آور قتل ہوئے ان کا ٹھکانہ کیا ہے؟ آج ہمیں اس بات کی زیادہ فکر ہے کہ غیر مسلم اقوام ہمارے بارے میں منفی خیالات رکھتی ہیں جنہیں زائل کرنا ضروری ہے۔ چناں چہ یہود و ہنود کے ساتھ محبت اور مودت کے لئے بے تاب ہوئے جاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اپنے جیسا ہی ''مہذب''، ''روشن خیال'' اور ''امن پسند'' تصور کریں۔

وطن عزیز پاکستان میں ہر وہ عمل اختیار کیا جا رہا ہے جو ہمیں یہود و نصاریٰ کی بارگاہ میں مقبول بنا سکے چاہے اس دوران ہماری عزت اور غیرت نیلام کیوں نہ ہو جائے۔ ہم نے افغان بھائیوں کا گلا کٹوایا، کشمیری مجاہدین کو بھارت کی محبت میں تنہا چھوڑا، ایٹمی سائنس دانوں کو ذلیل و رسوا کیا اور اب قبائلیوں کے ساتھ مستقل دشمنی مول لے لی ہے آخر یہ سب کس کے لئے ہو رہا ہے؟ کاش کہ ہم نے اللہ کی کتاب قرآن مجید سے رہنمائی لی ہوتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے اُن سے دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے، بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔ (المائدہ) ...... اس واضح اور صریح حکم کے باوجود جو اہل اقتدار بش، بلیئر اور بھارت کے ساتھ دوستی کے لئے گھلے جا رہے ہیں وہ خدا کے ہاں اپنا جواب سوچ لیں۔ میری محترم ماؤں بہنوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دعا و مناجات کا اہتمام کریں اپنے لئے بھی اور مصیبت زدہ بھائی بہنوں کے لئے بھی، ہمارا وطن جن خطرناک حالات سے دوچار ہے ان کا نتیجہ نہایت بھیانک نکلے گا۔ اہل بصیرت دیکھ رہے ہیں کہ چاروں طرف آگ ہی آگ ہے۔ اس آگ کو اللہ تعالیٰ کی سچی اور حقیقی بندگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور اعمال صالحہ ہی بجھا سکتے ہیں اور بس!

والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی

www.dailyislam.net.pk

خواتین کے دینی مسائل

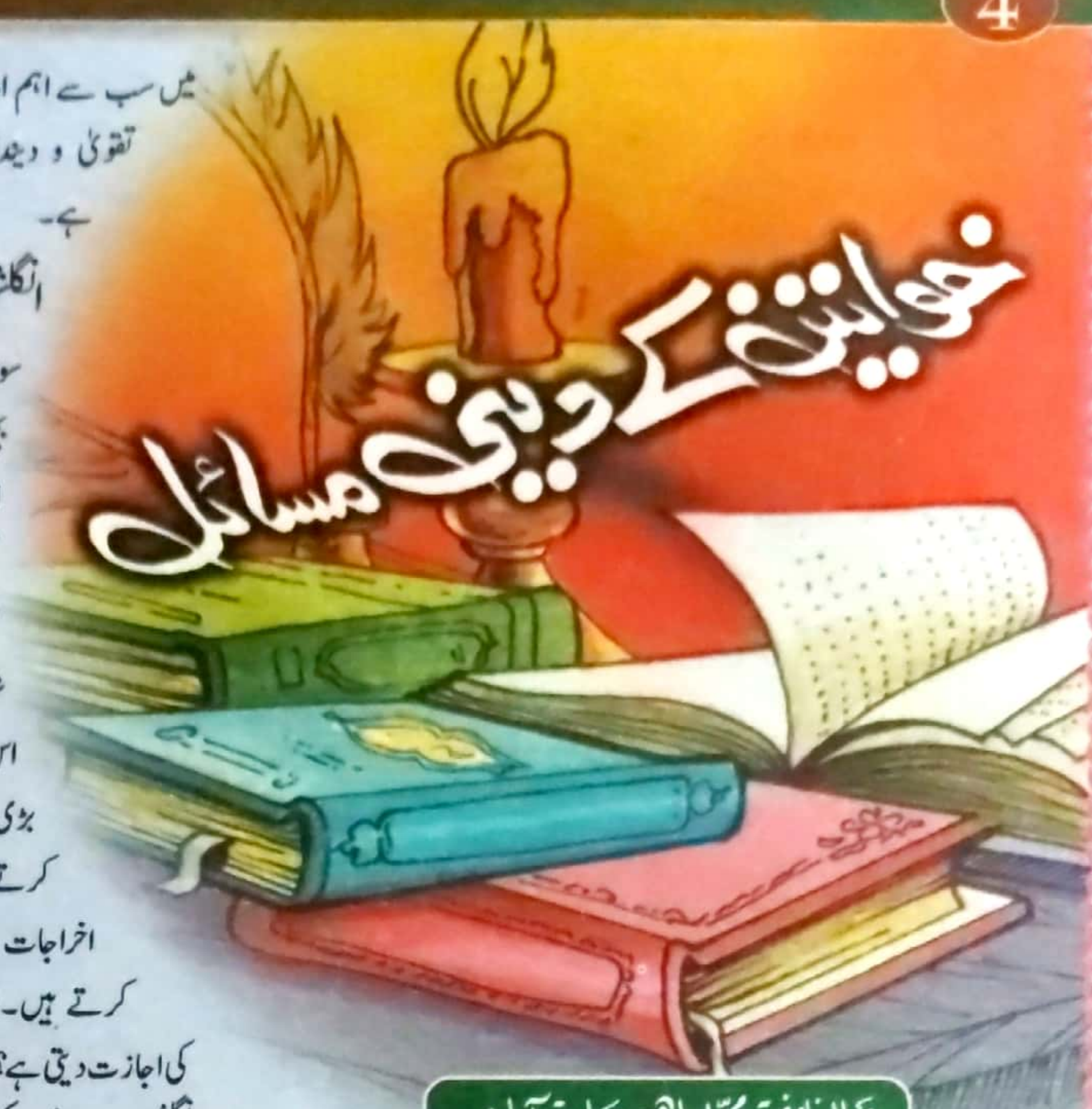

مولانا مفتی محمدؐ ابراهیم صادق آبادی

شگون لینا:

سوال: شگون کے کیا معنی ہیں؟ شگون لینا جائز ہے یا نہیں؟ (س۔ لاہور)

جواب: شگون کے معنی ہیں فال لینا، شگون اچھا بھی ہوتا ہے برا بھی۔ اچھے شگون کو عموماً فال کا نام دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کوئی اچھی بات سن کر یا اچھی چیز دیکھ کر انسان یہ امید باندھ لے کہ میرا کام بن جائے گا اور شگون بد یہ کہ کوئی چیز خلاف طبع دیکھ کر یہ باور کرے کہ اب میرا کام نہیں بنے گا۔ نیک شگون لینا محمود و مستحسن اور بدشگونی مذموم وممنوع ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں اس سے بہتر نیک شگون لینا ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا نیک شگون کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نیک کلمہ جسے تم میں سے کوئی سنے (اور دل میں اپنا مقصد حاصل ہونے کی امید پیدا کرلے) (بخاری و مسلم)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا اچھا نام سن کر یا کسی کی زبان سے اچھی بات سن کر نیک شگون لیتے تھے، چنانچہ احادیث میں اس کے متعدد واقعات مذکور ہیں۔

ایک شرکیہ عمل:

سوال: بہت سے لوگ شادی سے پہلے لڑکے لڑکی کے ستارے ملواتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ (ایضا)

جواب: یہ جہالت اور گمراہی کی بات ہے، اگر اس کو نفع و نقصان میں مؤثر سمجھے تو شرک ہے۔ حدیث کی رو سے رشتہ کے لئے کفو (یعنی جوڑ کا رشتہ) کا انتخاب ضروری ہے جس میں سب سے اہم اور بنیادی چیز تقویٰ و دینداری کا لحاظ ہے۔

انگلش سیکھنا:

سوال: آج کل بچوں بچیوں اور نوجوانوں کو انگلش سیکھنے کا بہت شوق ہے۔ اس کے لئے بڑی کوششیں کرتے اور بھاری اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ (ایضا)

جواب: انگلش عام زبانوں کی طرح ایک زبان ہے، اس کے سیکھنے میں کوئی مضایقہ نہیں، بلکہ خدمت دین کے جذبہ سے سیکھی جائے تو مستحسن ہے۔ لیکن موجودہ دور کے انگریزی اسکولوں کا ماحول نوخیز بچوں اور بچیوں کے لئے سم قاتل ہے۔ اس مسموم ماحول میں پہنچ کر انسانی اخلاق و اقدار ہی نہیں بنیادی عقائد ونظریات تک متزلزل ہوجاتے ہیں، اس لئے علماء اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان اپنے دین وایمان کو محفوظ رکھتے ہوئے انگریزی زبان سیکھ لے۔ دنیوی فنون حاصل کرے تو اس میں کیا حرج ہے؟

غصہ کی طلاق:

سوال: شوہر اگر غضب وغصہ میں بیوی کو طلاق دے تو یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ایسی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس لئے کہ غصہ اور جوش کی حالت میں آدمی جو کچھ زبان سے کہتا ہے اس کی نیت نہیں ہوتی۔ تو بلا نیت طلاق کیسے پڑے گی؟ مزید سنن ابی داؤد کی حدیث ہے کہ غصہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ آنجناب سے استدعا ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سوال کا مفصل جواب دیں۔ (بنت منیر احمد۔ دیپال پور)

جواب: غصہ کی تین کیفیتیں ہوتی ہیں:

(۱) ابتدائی کیفیت کہ غصہ تو ہو مگر اس حد تک نہ پہنچے کہ عقل وحواس ٹھکانے نہ رہیں۔ غصہ کے باوجود جو کچھ زبان سے کہے اسے جانتا ہو اور اپنے قصد واختیار سے کہے۔ (۲) غصہ کی انتہائی کیفیت جو انسان کو جنون کی حد تک پہنچادے جس سے عقل میں فتور آجائے، ہوش ٹھکانے نہ رہیں، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زبان سے کیا کہہ رہا ہے، نہ ہی گفتگو میں قصد وارادہ کو دخل ہو۔ (۳) ان دونوں کیفیتوں کے درمیان کی کیفیت، یعنی غصہ میں شدت کی کیفیت ہو لیکن جنون کی حد تک نہ پہنچے، زبان سے جو کچھ کہے قصد واختیار سے کہے۔

ان میں پہلی اور تیسری کیفیت کی طلاق واقع ہوگی۔ دوسری کیفیت کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ طلاق ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ ایسے شخص کے تمام اقوال غیر نافذ اور غیر معتبر ہیں۔ (فصلہ فی رد المحتار ص: ۲۴۴ ج: ۳۔)

یہ کہنا صحیح نہیں کہ غصہ میں انسان جو کچھ کہتا ہے اس کی نیت نہیں ہوتی اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بلا نیت طلاق کیسے پڑے گی؟ صریح الفاظ میں دی گئی طلاق بہرصورت واقع ہے۔ نیت کی احتیاج کنایات میں ہوتی ہے جہاں الفاظ ذو معنی ہوتے ہیں۔ جن میں طلاق وغیر طلاق دونوں معنے محتمل ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہاذل (ہنسی مذاق کرنے والے) کے نکاح وطلاق کو بھی معتبر بتایا گیا ہے حالانکہ اس کی نیت نہیں ہوتی۔

سنن ابی داؤد بلکہ حدیث کی کسی بھی کتاب میں اس کی تصریح نہیں کہ غصہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ابوداؤد کی جس روایت کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: **لا طلاق ولا عتاق فی غلاق.** حدیث کے الفاظ یہی ہیں آگے تفسیری جملہ ہے: **قال ابو داؤد و الغلاق اظنه فی الغضب.** (امام ابوداؤد فرماتے ہیں میرے خیال میں اس روایت کے معنی ہیں کہ غصہ کی حالت میں طلاق وعتاق معتبر نہیں) غلاق کے دوسرے معنی جو اس سے بھی زیادہ معروف ہیں جبر واکراہ کے ہیں۔ تیسرے معنی یہ کہ تینوں طلاقیں بیک وقت دے کر طلاق کا دروازہ بند نہ کردیا جائے بلکہ بامر مجبوری طلاق دینی پڑے تو سنت کے مطابق طلاق دے کر رجوع کی گنجائش باقی رکھی جائے، چوتھے معنی جنون وخبط کے ہیں۔ پھر امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کا جملہ (**اظنه فی الغضب**) مجمل ہے۔ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ غضب کے مذکورہ بالا تین درجوں میں سے کس درجے کی طلاق غیر معتبر ہے؟ امام حدیث ابن السید رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر اس تفسیر کو رد فرمادیا:

لو کان کذلک لم یقع علی احد طلاق لان احداً لا یطلق حتی یغضب

(اگر غلاق کے معنی غضب کے لئے جائیں تو دنیا میں کسی عورت پر بھی طلاق نہ پڑے، اس لئے کہ جو شخص بھی طلاق دیتا ہے غصہ میں ہی دیتا ہے)" **ملخص من بذل المجهود ص: ۲۷۶، ج: ۳)**

نوٹ:

۱۔ براہ کرم تین سوالات سے زائد سوال نہ لکھئے۔
۲۔ کاغذ کے ایک طرف واضح انداز میں سوالات لکھئے۔
۳۔ لفافے پر "خواتین کے دینی مسائل" ضرور لکھئے۔

شادی بیاہ کی غیر شرعی رسومات

2 آخری قسط

خوشی منانے کی حدود شریعت نے مقرر کی ہیں اگر ان کے اندر رہ کر خوشی منائی جائے گی تو باعث اجر ہوگی ورنہ وبال جان آج مسلمانوں کا طرزِ عمل یہ بن چکا ہے کہ وہ کپڑوں، زیورات اور اپنی خود ساختہ رسموں پر تو ہزاروں روپے خرچ کرنے پر تیار رہتے ہیں لیکن خرچ کرنے کی جگہ خرچ نہیں کرتے، حالاں کہ آج کئی ایسے ادارے ہیں جو ظلمتوں کے اس دور میں کسی دور افتادہ بستی میں نور الٰہی کے چراغ جلا رہے ہیں یا ٹھٹھرتی سردی میں کسی آفت زدہ بستی میں خدمتِ خلق میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رکھیے! کہ قیامت میں جب مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا تھا اور کہاں خرچ کیا تھا تب یہ جواب کام نہیں آئیں گے۔

فضول خرچی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ دلہن کی آرائش وزیبائش میں مبالغہ آمیزی کی جاتی ہے اور صرف اس کے میک اپ پر ہزاروں روپے خرچ کیے جاتے ہیں حالاں کہ اس زیبائش کی عمر محض چند گھنٹے ہوتی ہے۔ یاد رکھیے یہ طرزِ عمل ہلاک کرنے والا ہے۔ قومیں جب بھی ہلاک ہوئیں اسی وجہ سے ہوئیں کہ انہوں نے آرائش وزیبائش کو مقصد بنالیا اور فکرِ دین سے بے پرواہ ہوگئی، اندلس کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے دشمن جب اپنی تلواروں کو تیز کر رہا تھا اندلس کے محلات میں اس وقت فیشن اور میوزیکل شو ہو رہے تھے۔ برصغیر کی ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ تب ہوا جب عوام وخواص عیش وعشرت میں مبتلا ہوگئے۔ آج ہماری حالت بھی یہی ہے کہ بغداد وقندھار تو ہمارے ہاتھ سے نکلے ہی تھے اب شہ رگ پر بھی قبضے کی باتیں ہو رہی ہیں، دشمن کے ہاتھ ہمارے گلے تک پہنچ چکے ہیں اور ہم سجنے اور سنورنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ سادگی اپنانے کی فکر کو عام کیا جائے جو ہمارے دین کا بھی ایک حصہ ہے۔ فرمان نبوی ہے "بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے"۔

مخلوط اجتماع:

سب سے بڑا گناہ ان تقریبات کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے جو بہت سے مفاسد کا دروازہ کھولتا ہے ان تقریبات میں ہر لڑکی اور ہر لڑکا سب سے نمایاں نظر آنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں لڑکوں اور لڑکیوں کا اس طرح اختلاط حرام ہے قرآن میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو نگاہیں پست رکھنے کا حکم ہے اسی طرح ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو عورتیں مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں یا ان کو مائل کرتی ہیں وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی۔ پھر اس سے بڑھ کر تصاویر اور فلمز بنانے کا رواج بھی ان تقریبات کا لازمی حصہ ہے اور ان دو چیزوں کے بغیر عموماً شادی کا تصور بھی نہیں ہوتا حالانکہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔" یہ تو ان عام گناہوں کا ذکر تھا جو سوائے چند ایک کے تمام شادیوں کا حصہ ہوتے ہیں، ان کے علاوہ وقت کا ضیاع بھی ایک بڑا گناہ ہے جو رسم مہندی سے لیکر دعوتِ ولیمہ تک جاری رہتا ہے، ان دنوں میں افراتفری کا ایک عجیب عالم ہوتا ہے جس میں اکثر لوگوں کی نمازیں بھی قضا ہو جاتی ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو اوپر بیان کیے گئے تمام گناہوں کا محرک یہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری عزت لوگوں کی نظروں میں بن جائے

ک، ز، کاظمی۔ اسلام آباد

اور لوگ ہمیں بہت اونچی چیز سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں عزت بنانے والی نہیں۔ عزت دینے والی تو ایک ہی ذات ہے اور وہ عزت تب دیتی ہے جب ہم اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سیرت کو اپنائیں گے اسی نسخہ کو صحابہ کرام نے استعمال کیا تو وہ دنیا کی سب سے زیادہ معزز ہستیاں بن گئیں۔

عقدِ نکاح کا نمونہ سیرت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

شادی بیاہ کے معاملات چونکہ انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہیں لہٰذا شریعت نے ان کے منعقد کرنے کے آداب صرف ہمیں زبانی کلامی نہیں بتائے بلکہ بہت سے نمونے بھی ہمارے سامنے عملی طور پر پیش کیے اس مضمون میں دو واقعات بطورِ نمونہ دہرائے جائیں گے۔

پہلی تقریب نکاح بطور نمونہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقدِ نکاح ہے صدیقہ امت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اگر آپ چاہتے تو آپ کے لئے بہترین لباس تیار کیے جاسکتے تھے، بہترین دعوت تیار ہو جاتی لیکن نکاح کی تقریب اس قدر سادہ تھی کہ سید سلمان ندوی رحمہ اللہ اپنی کتاب سیرت عائشہ میں بیان کرتے ہیں۔

"حضرت عطیہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ ان کی انا آکر ان کو لے گئیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے گھر پہنچنے پر نکاح پڑھا دیا رخصتی مدینہ منورہ میں جاکر ہوئی سادگی کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ والدہ آکر گھر لے کر گئیں وہاں جاکر ان کا منہ دھلوایا، بال سنوارے اور ایک کمرے میں لے گئیں جہاں انصار کی عورتیں جمع تھی کچھ دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے گھر میں ضیافت کیلئے دودھ کے سوا کچھ نہ تھا اسی سے تواضع کی گئی کچھ دیر کے بعد رخصتی ہوگئی۔"

سادگی کی دوسری اعلیٰ مثال سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ کے نکاح کی تقریب تھی ایک طرف اگر حضور علیہ السلام کی لختِ جگر تھیں تو دوسری طرف باب العلم حضرت علی المرتضیٰ تھے لیکن سادگی کا یہ عالم تھا کہ نہ کوئی اسپیشل لباس تیار کیا گیا، نہ کوئی مکان آراستہ وپیراستہ کیا گیا، نہ کوئی دعوت ہوئی اور نہ کوئی پرتکلف کھانا تیار کیا گیا۔

یہ دو شادیاں وہ تھیں جو کائنات کی سب سے بہترین شادیاں تھیں لیکن سادگی کی اعلیٰ مثالیں تھیں یہی شریعت کا طریقہ ہے جو انتہائی آسان، سادہ اور سستا ہے جس میں نہ بازاروں کی بھاگ دوڑ ہے، نہ سجاوٹ کی مشقت، آیئے سب مل کر عہد کریں کہ ایک بار پھر وہی خوبصورت اور بابرکت انداز اپنائیں، اپنی تقریبات کو سنت طریقے سے مزین کریں، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا قول زریں ہے کہ اسلام کا ایک طریقہ بھی جو معاشرے سے مٹ چکا ہو اس کو پھر جاری کر دینا برسوں کی عبادت وریاضت سے زیادہ باعثِ اجر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

کشکول

کام کی باتیں

- سب سے زیادہ اذیت انتظار دیتا ہے۔
- جو دل کا امیر ہے اصل میں وہی باضمیر ہے۔
- پھولوں سے پیار کرتے وقت کانٹوں کا خیال رکھیں۔
- کسی کا دل مت دکھاؤ تمہارے سینے میں بھی تو دل ہے۔
- اپنے زخم انہیں مت دکھاؤ جن کے پاس مرہم نہ ہو۔
- خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش رکھو۔
- وقت ایک خاموش سمندر ہے جو انسان کی ہر خواہش کو ہضم کر جاتا ہے۔
- زندگی میں اچھے کام کرو موت کے بعد یاد رکھے جاؤ گے۔ (ف، بنت عبدالستار بندھانی۔نواں گوٹھ، سکھر)

انکساری

بروز محشر وہ جنت کا مستحق ہوگا
جو عاجزی کے سبب سر جھکا کے چلتا ہے
نہ بو بھی سونگھ سکے گا وہ باغِ جنت کی
کہ جس کے سینے میں تکبر کا سانپ پلتا ہے

(اخت وقار۔کراچی)

معاف کرنا

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خادم کو ڈانٹ رہے تھے۔ اس نے کہا مجھے معاف کردیجئے۔ شیخ نے فرمایا کہ کتنی مرتبہ معاف کروں، تم تو بار بار غلطیاں کرتے ہو، میں تمہاری کتنی غلطیوں کو بھگتوں۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ باحیات تھے، پاس بیٹھے تھے، کان میں حضرت شیخ کے فرمایا، کہ مولانا جتنا اپنا قیامت کے دن بھگتوانا ہوتا ہے اتنا یہاں بھگت لو، عجیب اصلاح کا عنوان ہے اور نہایت موثر ہے۔ جس پر غصہ آئے یہ بات یاد کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی توفیق ہو جائے گی۔ (''ماخوذ از باتیں ان کی یاد رہیں گی'' بنت محمد رفیق)

ان سے دور رہو......

حضرت امام باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ پانچ آدمیوں کے ساتھ نہ بیٹھنا، ان سے بات بھی نہ کرنا، حتیٰ کہ راستہ چلتے ہوئے ان کے ساتھ راستہ بھی نہ چلنا۔

ا۔ فاسق شخص کہ وہ تجھے ایک لقمہ سے کم میں بھی فروخت کردے گا۔ میں نے پوچھا کہ ایک لقمہ سے کم میں فروخت کرنے کا کیا مطلب؟ فرمایا کہ ایک لقمہ کی امید پر وہ تجھے فروخت کردے پھر اگرچہ اس کو وہ لقمہ بھی جس کی امید تھی نہ ملے۔

۲۔ بخیل کے پاس نہ جائیو کہ وہ تجھ سے ایسے وقت میں تعلق توڑ دے گا جب تو اس کا سخت محتاج ہو۔

۳۔ جھوٹے کے پاس نہ جائیو کہ وہ بالو (دھوکہ) کی طرح سے قریب کو دور اور دور کو قریب ظاہر کرے گا۔

۴۔ احمق کے پاس نہ جائیو کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا تو بھی نقصان پہنچادے گا۔

۵۔ قطع رحمی کرنے والے کے پاس سے بھی نہ گزرنا کہ میں نے اس پر قرآن پاک میں تین جگہ لعنت پائی ہے۔ (حافظ ابوبکر صدیق اعوان، بنت بشیر احمد اعوان۔سرگودھا)

گر چاہتے ہیں زندگی ہو حسین

ہم شعارِ حسنِ کلام کریں
عملِ صالح کا اہتمام کریں
ذکر سے زباں تر ہی رہے
ہو وہ صبح یا کہ شام کریں
زندگی میں نور آجائے
سیاہ رات میں ہم قیام کریں
آشنا حیات ہو جہاد سے
خود پہ عیش اب حرام کریں
مقامِ تقویٰ بھی ہم کو حاصل ہو
جو ادا حق احکامِ اسلام کریں
خود سے چھوٹوں پہ دستِ شفقت ہو
اور بزرگوں کا ہم احترام کریں
چشم دیدارِ حق کے قابل ہو
غیر سے حفظ کا التزام کریں
گر چاہتے ہیں کہ زندگی ہو حسیں
ہر جگہ کثرتِ سلام کریں
ساعدی چھوڑ کر کلامِ فضول
آخرت کی فکر مدام کریں

د۔الساعدی ڈیرہ غازی خان

نہ جنت، نہ جہنم بلکہ صرف اللہ عزّ وجل

حضرت سیدہ رابعہ بصری رحمہا اللہ کا شمار اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ خواتین میں ہوتا ہے۔ آپ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں اور کثرت سے گریہ وزاری کرتی رہتی تھیں۔ کسی نے آپ سے جب اتنی کثرت سے گریہ وزاری کرنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں تو اس تصور سے خوف زدہ ہوں کہ نزع کے وقت یہ ندا آجائے کہ تو ہماری بارگاہ کے لائق ہی نہیں ہے۔ وہ اکثر راتوں کو جاگ کر یہ دعا کرتیں ''اے میرے مالک! اگر میں دوزخ کے عذاب کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو تو مجھے دوزخ میں جھونک دے اور اگر میں جنت کی توقع میں تیری عبادت کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کردے لیکن اگر میں محض تیری ہی خاطر عبادت کرتی ہوں تو مجھ سے اپنے لازوال حسن کو پوشیدہ نہ رکھنا۔'' (انتخاب: سیرت پاک حضرت سیدہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا) (اہلیہ اسامہ عبدالقادر۔کراچی)

پاکدامن عورت کی وجہ قحط سالی کا ختم ہونا

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں قحط پڑا، بارش نہیں ہو رہی تھی، دریاؤں اور نہروں کا پانی خشک تھا، حتیٰ کہ درخت بھی خشک ہو گئے تھے۔ لوگ پریشان تھے کہ فصلیں نہیں ہو رہی۔ قحط سالی کی وجہ سے چرند پرند بھی پریشان ہو گئے۔ سب عوام، علماء اور صلحاء بھی شہر سے باہر آگئے، سب نے نماز استسقاء پڑھی اور دعاء مانگی مگر پھر بھی بارش کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک نوجوان اپنی والدہ کو لے کر قریبی راستے سے گزر رہا تھا، اس نے لوگوں کو اکٹھا دیکھا تو قریب آیا اور سواری سے اتر کر پوچھا کہ لوگ یہاں کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا قحط سالی ہے، رحمت کی بارش مانگ رہے ہیں، سب معافی مانگ رہے ہیں مگر بارش کے آثار ظاہر نہیں ہو رہے۔ وہ کہنے لگا بہت اچھا، وہ نوجوان گیا اور اپنی والدہ کی چادر کا کوئی نہ پکڑ کر اس نے چند الفاظ کہے۔ اس نوجوان کے وہ الفاظ کہنے ہی تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور خوب بارش برسنا شروع ہو گئی۔ علماء و صلحاء اور دوسرے لوگ حیران ہوئے کہ اتنے لوگوں نے توبہ کی مگر رحمت کی بارش نہ برسی، اس نوجوان سے پوچھا کہ اے نوجوان! ہمیں بھی ذرا بتا کہ تیرے وہ کون سے الفاظ تھے جنہوں نے رحمت کو کھینچ لیا۔ تو وہ کہنے لگا میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو تقیہ، نقیہ اور پاک صاف زندگی گزار چکی ہے، میں نے جا کر اس کی چادر کا کونہ پکڑا اور کہا اے رب کریم! یہ میری وہ ماں ہے جس نے پاکدامنی کی زندگی گزاری ہے۔ آپ کو اس کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ رحمت کی بارش برسا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً رحمت کی بارش برسا دی۔ (اقتباس ''کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے'') (مرسلہ: ہمشیرہ حامد علی اویسی۔شکر گڑھ)

بنت عباس
جھنگ

جب وقت اجل آجاتا ہے نہ ہی ایک ساعت پیچھے ہوتا ہے اور نہ ہی ایک ساعت آگے۔ لوگ موت کی یہ شکایت ناحق کرتے ہیں کہ وہ ناگہانی، اچانک اور دفعۃً ہمارے پاس آجاتی ہے حالانکہ موت ہر جگہ موجود ہے وہ ہم کو ہر جگہ ملتی ہے ہر مقام پر ہر بہانے موت موجود ہے، وہ تو ہمیشہ اپنے آنے کی خبر دیتی رہتی ہے۔ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ میں مروں گا اور مرنے کا کوئی وقت متعین نہیں، اگر یہ دونوں باتیں معلوم نہ ہوتیں تو بے شک شکایت بجا ہوتی۔ ہم روزانہ بلکہ ہر وقت اپنی آنکھوں سے امیر و غریب، بچے بوڑھے، تندرست اور بیماروں کو مرتے دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی غفلت اس قدر اور اعمال ایسے کہ گویا ہم اس کو بالکل بھول بیٹھے ہیں، قدیم مشرقی بادشاہوں کا ایک مقرر کردہ افسر ہوتا تھا جو ہر ایک صبح کو کسی خاص وقت ان کو موت کی یاد دلایا کرتا تھا۔ موت کے اکثر یاد رکھنے کا نتیجہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے کاموں کی بے جا ہوس نہیں کرتا اور کسی پر ظلم و تعدی اور جور و جفا کرنے سے باز رہتا ہے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی طرف سے گزرے جو بہت زور زور سے قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے فرمایا کہ ان لوگوں میں لذات کو تلخ کرنے والی کا ذکر بھی شامل کرلو، پوچھا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ موت ہے"۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر بندوں کو اپنی موت معلوم ہوتی تو بڑے بڑے اونچے گنبدوں والے محل نہ بنتے، نہ کبھی بازار لگتا، نہ کبھی خرید و فروخت ہوتی، نہ باہمی عداوت ہوتی، نہ کوئی کوتوال اور پاسبان ہوتا یہ سب جھمیلے موت کے بھولنے سے ہوئے، انسان خواہ کیسا ہی احمق اور بیوقوف کیوں نہ ہو لیکن موت کا یقین اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتا، موت کا سیاہ بادل جو اس پر آنے والا ہے وہ کسی طور پرٹل نہیں سکتا۔ خواہ کوئی دولت میں قارون، تکبر میں فرعون، تمرد میں نمرود، شہہ زوری میں رستم، خوبصورتی میں یوسف علیہ السلام، صبر میں ایوب علیہ السلام، درازی عمر میں نوح علیہ السلام، بسالت میں موسیٰ علیہ السلام، خاموشی میں زکریا علیہ السلام، گریہ میں یعقوب علیہ السلام، حکومت میں سلیمان علیہ السلام، صدق میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عدل و سیاست میں عمر رضی اللہ عنہ، حیاداری میں عثمان رضی اللہ عنہ، شجاعت میں علی رضی اللہ عنہ، ملک گیری میں سکندر، انصاف میں نوشیروان، حکمت میں لقمان، دانش میں ارسطو، سخاوت میں حاتم، مردانگی میں محمد فاتح، تصوف میں بایزید، خونریزی میں چنگیز، فقہ میں امام اعظم، جہالت میں ابوجہل ہی کیوں نہ ہوں لیکن موت سے کسی کو رستگاری نہیں بقول شاعر

نہ رنج رفتگاں کو رفتہ رفتہ
پہنچ جائے گا تو بھی کارواں تک

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے کہ جیسا جنازہ سامنے رکھا ہو۔ موت ہر اس انسان کے لئے اتنی ہی بھاری اور تکلیف دہ ہوگی جتنا کہ وہ دنیوی تعلقات میں زیادہ الجھا ہوا ہوگا۔ جو انسان اپنے تندرست اور توانا ہونے کی وجہ سے دھوکے میں ہے کیا اس نے بیماری کے بغیر کسی کو مرتے نہیں دیکھا یا بیماری آنے میں کچھ دیر لگتی ہے، اے انسان! موت سے پہلے اپنے حال پر رحم کھا، اے بے خبر! حیات کا کیا اعتبار ہے، جب بڑھاپا آئے گا تو خدا کو یاد کرلیں گے، کھاؤ پیئو موج اڑاؤ کل تو فنا ہی ہونا ہے یہ حماقت اور اپنے ساتھ ظلم ہے۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موت کا معاملہ...... نہایت خطرناک ہے اور لوگ اس سے بہت غافل ہیں۔ اول تو اپنے مشاغل کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تب بھی دل چونکہ دوسری طرف مشغول ہوتا ہے، اس لئے محض زبانی تذکرہ مفید نہیں، دنیا طلبی میں اس قدر انہماک اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آج کا انسان موت کو مشتبہ اور زندگی کو یقینی خیال کرتا ہے، مکانات کی مضبوط بنیادیں ہماری زندگی کو تو مضبوط نہیں کرسکتیں۔ موت کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں صبح و شام، سردی، گرمی، بڑھاپا، جوانی۔ وقت اجل جب آجاتا ہے تو ذرا سی دیر کا بھی پس و پیش نہیں چلتا یوں کہئے

ہر گردش فلک یہ سرانتقام ہے
ہر شام عیش صبح الم کا پیام
فانی ہر اک چیز یہاں لاکلام ہے
کہتے ہیں جس کو باقی وہ اللہ کا نام ہے

سوہیں یہ بھی عورتیں

پھرتی جو بازاروں میں نیم برہنہ ہیں...... سو ہیں یہ بھی عورتیں۔
جو عاریات، کاسیات، مائلات و ممیلات ہیں...... سو ہیں یہ بھی عورتیں۔
جو باحجاب، صالحات، قانتات ہیں...... سو ہیں یہ بھی عورتیں۔
طوائفات جو محفلوں میں ناچتی گاتی ہیں...... سو ہیں یہ بھی عورتیں۔
جو تلاوت قرآن کو زندگی بناتی ہیں...... سو ہیں یہ بھی عورتیں۔
دنیا میں قسم قسم کی...... سو ہیں یہ بھی عورتیں۔

اے اس جدید زمانے کی عورت! تو تو اپنی حیثیت اس حد تک گرا چکی ہے کہ تجھے عورت کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ تجھے اور تیرے لباس کو دیکھ کر شرم سے آنکھیں بند کرلیتا ہے۔ مگر نجانے تو کس نشے میں مدہوش ہے۔ کیا تو اس نئی تہذیب کے سراب سے واقف نہیں ہے۔ تیرے جسم پر جو لباس ہے یہ تو لباس کہنے کے بھی قابل نہیں ہے صرف کپڑے کی چند دھجیاں ہیں، تو نے جو یہ بے تکی لباس زیب تن کیا ہے قیامت کے دن تجھے اس کے بدلے آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔ تیرے کانوں میں ہر وقت جو موسیقی زہر گھولتی ہے تو کیوں بھول گئی ہے کہ انہیں کانوں میں یوم الفرقان کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ آج تو ناچ گانوں کی محفلوں میں انجوائے منٹ کے لئے جاتی ہے، اس سے کیوں بے خبر ہے کہ اگر فرشتۂ اجل آگیا تو تو اس بات سے بھی جائے گی کہ کوئی تیرا نماز جنازہ پڑھائے۔ کل جن کو تو طوائفیں اور ڈومنیاں کہتی تھی اور ان سے دور بھاگتی تھی آج کیوں ان ہی جیسا روپ دھارے ہوئے ہے۔

اے عورت! تجھے مسلمات، مومنت، قنتٰت صادقٰت (مسلمان، مومن، قناعت والی اور سچی عورتیں) کا مصداق ہونا چاہئے تھا لیکن تو کاسیات، عاریات، مائلات، ممیلات، (لباس پہنے ہوئے بھی ننگی، مردوں کی طرف مائل ہونے والیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتیں) کا مصداق بن گئی ہے۔ اسلام تیرا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہئے تھا لیکن تو نے اسلام کی چادر کو اتار کر پھینک دیا۔ تجھے "قرن فی بیوتکن" (اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) پر عمل کرنا چاہئے تھا لیکن تو بازاروں کی زینت بن گئی ہے، تجھے باپردہ رہنا چاہئے تھا لیکن تو نے اپنے آپ کو ہر طرح سے ظاہر کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ تجھے قرآن وسنت کا پیکر ہونا چاہئے تھا لیکن تو نئی تہذیب کے نشے میں اتنی پاگل ہوگئی کہ اللہ اور اس کے رسول کو بھی بھلا بیٹھی۔ تیری سوچ کیوں ماؤف ہوگئی ہے، تو آخرت سے اتنی بے خبر ہے، کیا تجھے مرنے کے بعد جی اٹھنے کی امید نہیں ہے؟ تو اس کو کیوں بھلا بیٹھی ہے کہ ایک دن تجھے اپنے خالق کے حضور پیشی دینی ہے، وہ دن جس دن جنت نعمتوں سے آراستہ ہوکر آئے گی اور جس دن دوزخ دکھائی جائے گی۔

اے عورت! کیا تو امید رکھتی ہے کہ اتنی نافرمانیاں کرنے کے باوجود بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور جنت کی حقدار ہوگی، تیرے کرتوتوں کی بناء پر تجھے تو جنت کی خوشبو بھی نہیں نصیب ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور تک آتی ہے۔

ک بنت محمد اشرف ٹیکسلا

کہاں ہیں حقوقِ نسواں کے علمبردار؟

ک، غلام رسول شیخوپورہ

اسلام نے عورت کو جاہلیت کے قعرِ مذلت سے نکال کر مسندِ تعظیم پر متمکن کیا ہے اسے وہ احترام و مقام دیا ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب اور معاشرہ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے قبل از اسلام اس کی آبرو و توقیر مفقود تھی، اس کا وجود ہر لحاظ سے باعث آزار سمجھا جاتا تھا اور اسے ہر طرح سے اذیت دینا معمول تھا، اسلام نے اس کے ہر روپ میں تقدس و ترحم اور عفت و مودت کا رنگ بھرا ہے، اسے پاکیزہ تر گوشہ حیات فراہم کیا ہے، اسے فکر معاش سمیت تمام بیرونی افکار سے نجات دے کر باپ، بھائی اور شوہر کو اس کے تحفظ پر مامور کیا ہے، اسے گھر کی پائیدار چھت اور چار دیواری محفوظ پناہ گاہ کی صورت میں عنایت کی ہے، پھر قرآن مجید نے مرد کو وعاشروھن بالمعروف کا پابند کیا ہے کہ صنف نازک تمہارے نیک اور نرم سلوک کی مستحق ہیں۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے معاملات میں بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ گویا اسلام نے مکمل طور پر عورت کے حقوق اور اس کی فطری کمزوری و نرمی کا بھرپور خیال رکھا ہے۔

اس وقت جبکہ مغربی ذرائع ابلاغ اور میڈیا بین الاقوامی سطح پر اس بات کی تشہیر کر رہا ہے کہ بالعموم اسلام اور بالخصوص پاکستان میں عورت مظلوم و مقہور اور آزادی و حقوق سے محروم ہے، ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کو ختم کرنے اور اس کے کلیدی کردار ملکی و غیر ملکی این جی اوز کی زیر نگرانی فحاشی و بے راہ روی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے مناسب تدابیر کریں، ان اسباب کو ختم کرنے کی سعی کریں جو خواتین کو دین اسلام سے دور لے جا رہے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ عورت کو اس کے اسلامی حقوق و فرائض اور حدود و قیود کے بارے میں آگاہ کیا جائے، اسے اس کا وہ مقام دیا جائے جو اسے مامون و مطمئن رکھ سکے اور دنیاداری کی جھلملاتی رنگینیاں اس کی معصوم آنکھوں کو خیرہ نہ کرسکیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اسلام کی آفاقی تعلیمات کو اپنے اوپر لازم کرلیں اور اپنی حیات کے ہر ایک گوشے کو اس کے مطابق ڈھال لیں۔

گزشتہ کئی برسوں سے جاری اس جدو جہد میں تیزی آگئی ہے جسے حقوق و آزادی نسواں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ فریضہ پوری جانفشانی سے این جی اوز ادا کر رہی ہیں، ان این جی اوز کا ہدف یہ ہے کہ نہایت منظم طریقے سے اس بات کو ثابت کیا جائے کہ اسلام کے دامن میں عورت کے لئے پابندیوں اور محرومیوں کے سوا کچھ نہیں اور صرف جدیدیت کی

کیا عورت کا وھی مقام باعزت ھے
جو مغرب کا تعفن زدہ
ماحول اسے مہیا کرتا ھے
جہاں دو وقت کی روٹی کے لئے
اسے اپنی آبرو کا
سودا کرنا پڑتا ھے

فتنہ پرور روش اور مغرب کی شر انگیزیاں ہی اس کے حقوق و آزادی کی ضامن ہیں۔ علاوہ اس کے جس روشن خیال اور جدت پسند کو دیکھو وہ آزادی نسواں کی فکر میں گھلا جا رہا ہے، عورت کا گھریلو امور میں مصروف ہونا اسے جبری مشقت لگتا ہے، اپنے شوہر کی فرمان بردار اور بچوں کی وفادار کو غلام سمجھتا ہے، اخلاقی اقدار کو سنبھالے اور اسلامی روایات کو اپنانے والی عورت پر ترس کھاتا ہے، شریعت کے دائرے اور پردے میں رہنے والی عورت پر اسے رحم آتا ہے اور پھر اپنے سب وسائل و ہتھیار اٹھا کر اسے آزادی دینے اور حقوق سے آشنا کرنے کے لئے میدان عمل میں اتر آتا ہے۔

اسی طرح دورِ جدید کے تقاضوں کی روشنی میں حقوق نسواں کی بات کرنے والی این جی اوز کا اسلام کو قدامت پسند کہہ کر عورت کو جدیدیت کے رنگ میں رنگنا ہی مقصد بن گیا ہے، اس کا گھر سے بے نیاز چادر سے بے پرواہ اور حیا سے ماوراء ہو کر باہر نکلنا، سیکرٹری و ایئر ہوسٹس کا منصب سنبھالنا استقبالیہ کاؤنٹر پر دلکش مسکراہٹ لئے کھڑے رہنا اور کلب و اسٹوڈیوز کو آباد کرنا ہی آزدی نسواں کا عنواں ٹھہرا ہے، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ حقوق و آزادی نسواں کا پرچار کرنے والے عناصر وہ آگہی کیوں خواتین کو دینا چاہتے ہیں جو اس کے لئے سراسر خسارہ ہے ایسا خسارہ جو اسے گھر سے بے گھر، معزز سے ذلیل اور چراغ خانہ سے شمع محفل بنا دیتا ہے، مقام حیرت ہے کہ آخر خواتین کیوں اس آزادی پر شاداں و فرحاں ہیں کس طرح ننگے سر اور شتر بے مہار پھرنا انہیں بھاتا ہے، کیونکر کانٹوں بھرے راستے انہیں نشان منزل لگتے ہیں، کیسے چوکوں اور چوراہوں کی زینت ہونا انہیں خوش کرتا ہے حالاں کہ وہ اس آزادی کے سنگین نتائج سے یقیناً بے خبر نہیں کہ اکثر دیکھنے اور سننے میں آتا ہے کہ فلاں لڑکی نے اپنے ماں باپ اور تمام رشتوں کو ایک اجنبی کے لئے بہت آسانی سے چھوڑ دیا ہے، اس موقع پر بدقسمت والدین پر تو جو گزرتی ہے سو گزرتی ہے ان این جی اوز کا مطلب پورا ہو جاتا ہے ان کا موقف ہوتا ہے کہ اس لڑکی نے اعلیٰ ہمتی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا حق وصول کیا ہے پھر اس لڑکی کی مدد اور اس کا تحفظ ان این جی اوز کا اہم فرض قرار پاتا ہے لڑکی کی حوصلہ افزائی اور مسلم معاشرے پر کڑی تنقید کی جاتی ہے اسے فرسودہ رسوم کا حامل کہہ کر طنز و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے بعد ازاں یہ این جی اوز ان پریمی جوڑوں کو عدالتوں کا رخ دکھا کر ان کی پشت پناہی میں لگ جاتی ہیں اور عدالتیں یہ کہہ کر کہ اسلام نے عورت کو پسند و ناپسند کا اختیار دیا ہے ان کی ہمنوا بن جاتی ہیں۔

نیز کورٹ میرج کا قانون بھی ان کو تقویت دیتا ہے حالانکہ دین اسلام میں اس طریقے سے اس کی اجازت نہیں، پسند و ناپسند کو دلیل بنانے والے ذرا اس دلیل کے سیاق و سباق پر بھی نظر کرم فرماتے تو یہ بگڑی ہوئی صورتحال مختلف ہوتی کبھی تو عدالتوں تک جا کر لو میرج محفوظ ہو جاتی ہے لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ برادری ازم یا غیرت کے نام پر قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے یعنی "کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے" والا معاملہ بن جاتا ہے اس سارے کھیل میں سب سے اہم کردار ان این جی اوز کا ہے جو آزادی نسواں کا علم اٹھائے خود کو حقوق نسواں کا محافظ سمجھتی ہیں مگر درحقیقت عورت کی عزت و توقیع کی دشمن اور اس کی نسوانیت کے لئے زہر قاتل ہیں اور مسلم دشمنی کی بنا پر یہ مکروہ دھندہ کرتی ہیں پھر چیخ چیخ کر دنیا کو باور کرواتی ہیں کہ اسلام تنگ نظر، متشدد اور حقوق نسواں سے قطعی بے خبر مذہب ہے، جتنی آزادی اور اختیار پاکستان میں ان این جی اوز کو حاصل ہے کسی دوسرے ملک میں نہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ ہزاروں کی تعداد میں کھلے عام فحاشی و بے راہ روی پھیلا رہی ہیں بلکہ

اسے معاشرے کا جزو لاینفک بنا رہی ہیں اور اس طرح نئی تہذیب و ثقافت اور نام نہاد حقوق نسواں کے پُرفریب نعروں میں حقیقت کا رنگ بھرا جاتا ہے، سطحِ آب پر بے عکس کو دریا اور ریت کے کمزور گھروندے کو مضبوط گھر مان لیا جاتا ہے، ہوائے تازہ کے لئے کھلنے والی کھڑکی سے جدتوں کے بدبودار جھونکے مہلک جراثیم بن کر اندر تک پھیل جاتے ہیں اور گھر کے وقار و اخلاقی اقدار کے پرخچے اڑا دیتے ہیں لیکن اس تباہی و بربادی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب گھر کے تقدس و حرمت کا تار پور پوری طرح بکھر چکا ہوتا ہے اور کوئی لمحہ امید انسان کی دسترس میں نہیں رہتا اور وہ بے ساختہ کہہ دیتا ہے کہ۔

جھونکے کے ساتھ چھت گئی دستک کے ساتھ در گیا
تازہ ہوا کے شوق میں میرا تو سارا گھر گیا

جس عورت کو معاشرتی پابندیوں میں گھٹن محسوس ہو، اخلاقی ضابطے اس پر گراں گزریں، حدود و قیود سے اس کا جی گھبرائے، گھر کا حفاظتی حصار اسے قید خانہ اور خانگی زندگی اسے غلامی نظر آئے تو وہ مغرب کی چکا چوند میں اپنی آزادی اور حقوق دیکھ لے اور جان لے کہ حقوق نسواں کے علمبردار اور آزادی نسواں کے ٹھیکیدار ممالک میں عورت کو کس کس طرح پامال کیا جاتا ہے؟ اس کی ذات کی کیسے دھجیاں بکھیری جاتی ہیں؟ کس طرح اس کے انگ انگ سے رعنائیاں کشید کر کے اسے لمحہ لمحہ موت دی جاتی ہے؟ کیا این جی اوز کو مغرب کے بازاروں میں رسوا ہوتی حوا زادی نظر نہیں آتی؟ ان سے بدکاری کی دلدل میں اتری اور فکرِ معاش میں ٹھوکریں کھاتی عورت کے حق میں آواز نہیں اٹھائی جاتی اور حیوانیت و شیطنت کا لقمہ بنی عورت کی مدد نہیں کی جاتی؟

کیا حقوق نسواں اسی کا نام ہے جو مغرب کے بازاروں میں اسے دیئے جاتے ہیں؟ کیا آزادی نسواں کا یہی مفہوم ہے جو مغربی معاشرے میں رائج ہے؟ کیا عورت کا وہی مقام باعزت ہے جو مغرب کا تعفن زدہ ماحول اسے مہیا کرتا ہے؟ جہاں نائٹ کلبوں کو اپنے وجود سے آراستہ کرنا اور لذت شراب کو دو آتشہ کرنا اس کی مجبوری ہے، جہاں ہوس بھری نگاہیں اس کے تعاقب میں اٹھتی ہیں تو اسے روند کر دم لیتی ہیں، جہاں اسے دو وقت کی روٹی کی قیمت اپنی عصمت لٹانے کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہے اور جہاں اس کی آبرو کا سودا چند ٹکے بھی نہیں۔

خواتین کو ان کے جائز حقوق دینا ان این جی اوز کا مطمع نظر ہے تو پھر یہ خواتین کے ان مسائل سے بے خبر اور لاتعلق کیوں ہیں جن سے نبرد آزما ہوتے ہوتے انہوں نے بڑھاپے کی وادی میں قدم رکھ دیا ہے؟ کتنی ہی لڑکیاں معاشرے کے منفی اور سنگدلانہ رویوں سے مایوس ہو کر خودکشی جیسے جرم کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ حالات سے دل برداشتہ ہو کر بے راہ روی کا شکار ہو گئیں جبکہ بہت ساری اپنے دامن عصمت کو بے داغ رکھے نہایت اذیت ناک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ کم و بیش ملک کے **25** فیصد گھرانوں میں جوان لڑکیوں کی جوانی ان کے بالوں میں اتری چاندی نے اچک لی ہے۔ یہ این جی اوز ذرا وضاحت تو کریں کہ انہوں نے ان عفت مآب خواتین کے لئے کیا کیا ہے؟ ان بیواؤں کے لئے کون سا مناسب انتظام کیا ہے جو اپنے ساتھ چند معصوم جانوں کا بوجھ اٹھائے مظلومیت کی تصویر ہیں، ان بے آسرا خواتین کے لئے کون سے رہائشی منصوبے بنائے ہیں جو بے رحم موسموں کی زد میں تنکے کی مانند ہیں، غربت کی بھٹی میں جلتے جسموں کے لئے کون سا ایسا نظام ترتیب دیا ہے کہ وہ بھی آسان زندگی بسر کر لیں۔

جس عورت کو معاشرتی پابندیوں میں گھٹن محسوس ہو، اخلاقی ضابطے اس پر گراں گزریں، گھر کا حفاظتی حصار اسے قید خانہ اور خانگی زندگی اسے غلامی نظر آئے تو وہ مغرب کی عورت کو دیکھ لے کہ کس کس طرح پامال کی جاتی ہے؟

وہ تمام این جی اوز جو اس وقت وطن عزیز میں برسرپیکار ہیں ان سے میرا سوال ہے کہ پاکستان خصوصاً صوبہ سندھ میں ہر سال سینکڑوں جانیں کاروکاری جیسے غیر انسانی فعل کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں **2003**ء کے صرف پانچ ماہ کے اعداد و شمار کے مطابق **370** انسان اس کی نذر ہوئے ان میں **245** خواتین تھیں جس کا مطلب ہے کہ زیادہ تر عورتیں اس قبیح ترین فعل کا شکار ہوتی ہیں اور یہ تعداد کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہے، یہ فعلِ بد اور عورت کا ظالمانہ قتل کیوں این جی اوز کی نگاہوں میں نہیں کھٹکتا، این جی اوز حقوق نسواں کا علم لہرا کر اس کے خاتمے کے لئے کیوں آگے نہیں بڑھتیں؟ کاروکاری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنا کردار ادا کیوں نہیں کرتیں؟ اس عظیم ظلم پر ساکت و جامد کیوں ہیں؟ خواتین کے حقوق کے نام پر عالمی دن منا کر یہ این جی اوز اپنے ہی اہداف کی تکمیل کرتی ہیں۔ جبکہ جن کے نام پر یہ عالمی دن منایا جاتا ہے وہ دشواریوں میں گھریں اور جبری مشقت میں جُتیں تہی دست ہی رہ جاتی ہیں انہیں خبر ہی نہیں ہو پاتی کہ ان کی محنتوں، ریاضتوں اور دکھوں کی بھاری قیمت کون کہاں اور کیسے وصول کر رہا ہے، کیا ان این جی اوز کا دھیان ان تاریک پہلوؤں تک نہیں پہنچ پاتا، اگر پہنچتا ہے تو پھر وہ معاشرے میں جا بجا پھیلی تاریکیوں اور مایوسیوں کو روشنیوں اور امیدوں میں کیوں نہیں بدل دیتیں؟

کہاں ہیں حقوق نسواں کے علمبردار! مجھے بتائیں کہ انہوں نے غیر اسلامی رسوم میں جکڑی، جہیز جیسی لعنت کے زیرِ اثر باپ کی دہلیز پر بیٹھی، غمِ روزگار میں الجھی، اپنے نازک ہاتھوں سے مشقت کی چکی پیستی، کاروکاری جیسی گھناؤنی رسم کا نشانہ اور طاقتور ہاتھوں میں کھلونا بنی عورت کے لئے کون سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں؟

عورت
کل اور آج

اے میری عمرِ رواں تو ایک پل کو ٹھہرنا
اور زندگی کے باب میں...... ماضی کے بھولے خواب میں
تو ایک پل کو جھانکنا یہ کون ہے؟
گھر کے آنگنوں کی دھوپ میں...... ماں کے، بہن کے روپ میں
اک شفقتوں کا آسرا یا دلنواز و جاں سپر
شوہر کے سازِ زیست پر
خالق کی ہے جو راز داں
پیغمبروں کو بھی دیا ہے کوکھ سے اس نے جنم
اور عزم و استقلال کی ہر حد ہوئی اس پر ختم
یہ کون ہے؟ گرد آئینے کی صاف کر
اور پھر اسے پہچان لے
یہ کل کی عورت ہے، اسے خوشبو سے اس کی جان لے
عمرِ رواں اَب بات ہو کچھ آج کے حالات کی
اس پیکرِ نازک نے کیوں
مہر و وفا کو بھول کر...... عجز و حیا کو چھوڑ کر
آزادیٔ مغرب کے رنگیں سانپ سے مسحور ہو کر
خود کو کیوں ڈسوا لیا؟ یہ زہر کیوں چڑھا لیا؟
معاشی شراکت نے، مزید اک بوجھ تجھ پر دھر دیا
تربیتِ اطفال تیرے واسطے اک روگ ہے
حور و ملائک میں تیری بدقسمتی پر سوگ ہے
یہ تو بتا دے کہ آج کیوں تختِ گھر کا چھوڑ کر
تو دربدر پھرنے لگی، سائے سے بھی ڈرنے لگی
بے درد باہر کی ہوا خوشبو چرا نہ لے کہیں، دیپ بجھا نہ دے کہیں
بے مہر ہو جائے فلک، چھن جائے قدموں سے زمیں
اس وقت کے آنے سے پہلے
سوچ کے در پر ذرا اک بار پھر دستک تو دے
راہبر سے رستہ پوچھ لے...... چل اس جلا وطنی کو چھوڑ
عزم و ارادہ ساتھ لے، ملکہ ہے تاج و تخت اپنا
پھر سے اپنے ہاتھ لے۔

مرسلہ: ا۔ک جہلم

رحمت کا سامان

اف میرے اللہ! میرا سر دکھ رہا ہے...... پچھلے سات گھنٹوں سے میری کسی نے خبر نہیں لی...... کیا صرف اسی وجہ سے کہ میں نے بیٹی کو جنم دے کر ان کی امیدوں پر اوس پھینک دی ہے؟ لیکن، لیکن یہ سب میرے اختیار میں نہیں...... میرے اللہ! یہ سب تیری مرضی سے ہوتا ہے تو جسے چاہے بیٹا دے اور جسے چاہے بیٹی سے نواز دے...... تو خوب جانتا ہے جو چیز ہر مادہ اٹھاتی ہے، میری ساس نے بھی تو چار بیٹیوں کو جنم دیا ہے، وہ بھی تو بیٹیوں والی ہے...... پھر میرے ساتھ ایسا سلوک...... لیکن دکھ تو مجھے اپنے شوہر کے رویے سے ہے...... وہ بھی تو میرا پوچھے...... کیا وہ زمانہ جاہلیت کی رسمیں پھر سے نبھانے لگے ہیں...... ؟ کیا وہ بھی بیٹی کی پیدائش کا سن کر غم کے گھونٹ پینے لگے ہیں؟ عاصمہ بستر پر لیٹی اپنے آپ سے الجھ رہی تھی، نومولود بچی کا مسلسل رونا اس کے دل کو مزید کاٹ رہا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ اٹھنے کی کوشش کی۔ اچانک ہی اس کی ساس سوپ کا کپ پکڑے، اس کے لیے کھانا لیے نمودار ہوئیں مگر اجنبیوں کی طرح ان کے چڑھے ہوئے تیور عاصمہ کو بہت کچھ بتا گئے۔ شاید بچی کے رونے پر کچھ ترس کھا کر...... یا پھر اس کا روتا منہ بند کرنے کے لئے...... وہ کچھ کھانا چھوڑ گئیں۔ جاتے ہوئے ان کا تڑاخ سے دروازہ بند کرنا عاصمہ کو مزید گھائل کر گیا۔

اس نے ایک غصے بھری نگاہ اپنی بیٹی پر ڈالی، ''میرا دل چاہتا ہے میں تجھے اپنے ہاتھوں سے مار ڈالوں اور ان سب سے کہہ دوں یہ تو مردہ ہے تم لوگ خوش ہو جاؤ......''

لیکن قارئین! کیا آپ نے کبھی کسی ماں کے لمس اپنی اولاد کے لیے برچھی بنتے دیکھے ہیں؟ وہ ماں جو نو ماہ تک بچے کو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے جہاں اس کی ہڈیاں اور گوشت اللہ کے حکم سے بنتے ہیں بھلا وہ کیسے اپنی اولاد سے نفرت کر سکتی ہے؟

جی ہاں! ماں کی ممتا جاگی، اگلے ہی لمحے عاصمہ نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ اپنے منہ پر پر رکھ دیا، وہ اپنے آپ کو اس حرکت پر سرزنش کرتے ہوئے سوچ رہی تھی ''پگلی اس میں اس کا تو قصور نہیں...... یہ تو ایک پھول ہے، میرے جسم کا ایک حصہ ہے''، مسلسل روتے ہوئے وہ اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کرنے لگی۔

بنت محمد زبیر شائق

عاصمہ پانچ بھائیوں کی ایک بہن تھی، چار سال قبل وہ بیاہ کر اشتیاق کے گھر آئی، بھائیوں نے ساس کے طعنوں سے بچنے کے لیے اپنی اکلوتی بہن کو سوئی جتنی چیز تک دے کر رخصت کیا۔ پہلے پہل تو ساس کا رویہ بہتر بھی تھا مگر پھر جلد ہی ان کے رویے میں تبدیلی آنے لگی۔ اس میں عاصمہ کا قصور یہ تھا کہ وہ مسلسل بچیوں کو جنم دے رہی تھی۔ پہلی بیٹی کی پیدائش پر سب نے خوشی منائی، مبارک بادیں وصول ہوئیں لیکن دوسری بیٹی کی پیدائش کے ساتھ ہی ان کے رویے میں نمایاں تبدیلی آنا شروع ہوگئی، وہ اس کی ذرا ذرا سی غلطی بڑھا چڑھا کر بیان کرتیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر کوسنے لگتیں اور اب تو وہ تیسری بیٹی جنم دے چکی تھی۔

رات دس بجے اس کا شوہر بھی اترے ہوئے چہرے کے ساتھ کمرے میں آیا، شاید اس سے پہلے آنے کی اس میں ہمت نہیں تھی...... یا پھر بیٹی کی پیدائش کا سن کر وہ لوگوں کے ڈر سے کسی کونے کھدرے میں چھپ گیا تھا تاکہ یہ عمل اسے سکون دلا سکے مگر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اب بھی بے سکونی کی کیفیت میں ہے۔ عاصمہ کا دل چاہ رہا تھا وہ چیخ چیخ کر پوچھے ''کیا آپ بچی کے کفیل نہیں...... ؟ پھر آپ نے اسے سات گھنٹے کیوں بھوک کی اذیت میں رکھا؟ کیا آپ کو بیٹی کی پیدائش نے اتنی عار دلا دی تھی کہ آپ گزشتہ چار سال کی رفاقت کا بھرم بھی نہ رکھ سکے......؟ اتنے سال اگر انسان کسی جانور کے ساتھ گزارے تو اس سے بھی اتنی محبت ہو جاتی ہے کہ اسے بھوکا پیاسا دیکھ کر انسان کا دل بھر آتا ہے، اسے ٹھوکر مارتے ہوئے انسان کے قدم بوجھل ہو جاتے ہیں...... اتنے سالوں میں کیا آپ کو مجھ سے اتنی سی محبت بھی نہ ہوئی؟ جو آپ کو ہماری اذیتوں کا احساس دلاتی......'' اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ان سے استفسار کرے...... ''آپ کا چہرہ زرد کیوں ہے؟ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کی اچھی تربیت پر جنت کی بشارت نہیں دی'' وہ پوچھنا چاہتی تھی ''کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں ملا کر بچیوں کی صحیح تربیت کرنے والوں کو اپنی رفاقت کی خوشخبری نہیں سنائی......'' وہ کہنا چاہتی تھی ''کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں، یتیموں اور کمزوروں کی حق تلفی کو گناہ نہیں سمجھا...''

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

نئی تحقیق جوڑوں کا درد، سوجن اور اکڑاؤ

جدید ریسرچ کے مطابق جوڑوں کے اس مرض (آسٹیو آرتھرائٹس) کی وجہ شاک ابزرور کا کام دینے والی کرکری ہڈی (Cartilage) کی ٹوٹ پھوٹ ہے۔ اس ٹوٹ پھوٹ کی وجہ جوڑوں کی مرمت میں استعمال ہونے والی پروٹین گلوکوسامائن (Glucosamine) کی کمی ہے اضافی گلوکوسامائن سلفیٹ کا 8 سے 12 ہفتے تک باقاعدہ استعمال کرکری ہڈی کو ٹھیک کر کے جوڑوں کے درد، سوجن اور اکڑاؤ کو ختم کر کے ان کی قدرتی لچک بحال کرتا ہے۔ اب یہ امپورٹڈ میڈیسن ''FLEXIMB™'' کے نام سے پاکستان میں بھی دستیاب ہے۔

امپورٹرز: سپاٹ فارما (رجسٹرڈ) اسلام آباد

رابطہ کیلئے: سپاٹ پولی کلینک اینڈ ریسرچ سنٹر

بالمقابل ڈی ایچ کیو (DHQ) ہسپتال منڈی بہاؤالدین

یہ میڈیسن بذریعہ وی پی منگوائی جاسکتی ہیں

فون: 0456-504955

موبائل: 0303-5453667-5454625

E-mail:info@spot4health.com

www.spot4health.com

Financially Sound distributors are Invited also.

بالآخر میں نے فیصلہ کر لیا

محترمہ آمنہ، امریکا

جب میں پہلی بار مسلمان عورتوں کا لباس پہن کر گھر سے نکلنے لگی تو میری ماں نے مجھے حیرت سے دیکھا: ''سنتھیا! یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے؟'' اس کے چہرے پر طنز تھا۔ میرے والد نے بھی جو رات بھر شراب پینے کے بعد اب کرسی پر بیٹھے اونگھ رہے تھے اپنی سرخ آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور قہقہہ لگایا۔ ''ممی'' میں نے کہا ''یاد رکھئے میرا نام آمنہ ہے سنتھیا نہیں۔''

''آ...... منہ...... کیا نام ہوا یہ بھلا؟'' ماں نے کہا...... لڑکی تیرا دماغ تو نہیں چل گیا؟ میں نے اپنی والدہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ میں انہیں بتا چکی ہوں اور اب میں مسلمانوں کی طرح باقاعدہ زندگی کا آغاز کر رہی ہوں۔

''تمہاری جگہ جہنم میں ہے تم نے......''

حبشیوں کی اس گندی بستی میں جس کسی نے مجھے اس لباس میں دیکھا، وہ پہلے تو حیران ہوا، پھر مذاق اڑانے لگا۔ مگر میں نے کسی کی ایک نہ سنی اور اپنی راہ چلتی رہی۔ جب میں اپنے اخبار کے دفتر پہنچی تو وہاں بھی شدید ردعمل پیدا ہوا۔

بہت سے لوگ میرے ارد گرد جمع ہوگئے۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں اور مسلمان عورتیں ایسا ہی لباس پہنتی ہیں تو بعض لوگوں نے خاموشی اختیار کی اور بعض لوگ بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے اور پھر کرسمس کا تہوار آ گیا۔

کرسمس کے روز شراب پانی کی طرح بہائی جاتی ہے۔ جب میں نے مہمانوں کے ساتھ شراب کے جام کو چھونے سے انکار کر دیا تو ہمارے گھر میں قیامت برپا ہوگئی۔ والد تو صبح سے نشہ میں دھت تھے والدہ بھی دو ایک بار مہمانوں کے ساتھ پی چکی تھی۔ نشے کی حالت میں وہ مجھ پر برسنے لگا۔ مہمان بھی نشہ میں تھے۔ ان کے منہ میں بھی جو آیا بکنے لگے۔ ان سب کی حالت قابل رحم تھی میں نے سوچا مجھے اس کمرے سے چلے جانا چاہئے مگر جب میں اپنی وہیل چیر کو دھکیل کر جا رہی تھی تو ایک مہمان لڑکا اور میرے والد میرے پیچھے لپکے اور وہیل چیر کے سامنے کھڑے ہوگئے۔

''راستہ چھوڑ دیں'' میں نے کہا ''مجھے جانے دیں۔''

''یہ پی لو پھر چلی جانا''۔ لڑکے نے راستے سے ہٹے بغیر شراب کا جام میرے آگے کیا۔

''میں لعنت بھیجتی ہوں اس کے اوپر۔''

میرے منہ پر ایک زوردار طمانچہ جو میرے والد نے مارا تھا۔ میرا سر چکرا گیا۔ آنکھوں میں آنسو آگئے مگر میرے والد اور اس لڑکے میں تو جیسے شیطان کی روح حلول کر گئی تھی۔

وہ مجھے پیٹنے لگے انہوں نے مجھے روئی کے گالے کی طرح دھنک دیا۔ میں خاموشی سے یہ ظلم برداشت کرتی رہی۔ وہ گالیاں دے رہے تھے۔ نشے میں ان کے منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی۔ جب وہ تھک کر بیٹھ گئے تو میں کسی نہ کسی طرح اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس رات میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

نظم وضبط اور اصول

مرسلہ: ام طاہر

بچے چھوٹے ہوں یا بڑے، ان کے لیے کچھ ضروری اصول وضع کرنا والدین کا فرض بھی ہے اور ضرورت بھی۔ نظم وضبط بچوں کو زندگی میں کامیابی کی راہ دکھاتا ہے۔ ماہرین تعلیم کی تحقیق کے مطابق ضبط سے مراد ضبط نفس ہے جو آزاد فضا میں نشوونما پاتا ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو پوری کائنات نظم وضبط کی پابند ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ کسی نہ کسی قاعدے اور قانون میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ نظم وضبط سب کے لیے ضروری بھی ہے اور مجبوری بھی۔ نظم وضبط سے بچے اپنی خواہشات اور دوسروں کی خواہشات میں توازن پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔

جس طرح ایسی سیڑھی پر چڑھنا بہت آسان ہوتا ہے جس کے اطراف میں حفاظتی جنگلا (ریلنگ) موجود ہو۔ اسی طرح بچے کو بھی حفاظتی جنگلے کی ضرورت ہوتی ہے یعنی والدین کو اسے نظم وضبط کا پابند بنا کر اس کی زندگی کو محفوظ اور آسان بنانا چاہئے۔ عمدہ ڈسپلن سے بچے کو خود آگہی حاصل ہوتی ہے اور اسے اپنی انفرادیت کا احساس ہوتا ہے۔ نظم وضبط سے بچے میں یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کا ایک اہم فرد ہے۔

بچے کے لیے جو بھی اصول وضع کئے جائیں ان پر عمل درآمد اس طرح کرایا جائے کہ بچہ یہ محسوس نہ کرے کہ صرف اس پر نظم وضبط کی پابندیاں عائد کر کے ظلم کیا جا رہا ہے۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ بڑے اور بزرگ افراد خانہ بھی ان اصولوں پر سختی سے کاربند ہیں۔ مثلاً یہ اہم اصول کہ گھر کا کوئی فرد عشاء کے بعد تک بلاوجہ گھر سے باہر نہ رہے۔ آج کے برے حالات میں کسی بھی عمر کے بچے کا رات کے وقت باہر گھومنا خطرے سے خالی نہیں۔ رات زیادہ دیر تک باہر رہنے والے بچے چاہے دوستوں اور رشتہ داروں کے گھر میں ہی کیوں نہ ہوں ان کے لیے بے راہ روی اور آوارگی اختیار کرنے کا بہت زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

بچوں کے مطالعہ کرنے اور کھیلنے کے اوقات مقرر ہونے چاہئیں۔ اوقات مقرر کرنے اور ٹائم ٹیبل بنانے میں بچوں کی رائے ضرور لینی چاہئے۔ اصولوں میں لچک ہونی چاہئے تاکہ جب کبھی ضرورت محسوس ہو انہیں تبدیل کیا جا سکے۔

بعض والدین چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد ہر کام اور حرکت ان کی مرضی کے مطابق کرے۔ حتیٰ کہ سوچے بھی اسی انداز سے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں یہ بہت غلط رویہ ہے جو بچے کی شخصیت اور انفرادیت کو کچل کر رکھ دیتا ہے۔ مکمل طور پر اپنے اصولوں اور احکامات پر چلانے کے بجائے بچے کو خود اصول اور منصوبے بنانے دیں انہیں غلطیاں کرنے دیں کیونکہ اگر وہ غلطیاں نہیں کریں گے تو سیکھیں گے کیسے۔

مفید اصولوں کا پابند بنانے کے لیے کبھی کبھار سزا دینا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ سزا سے مراد صرف جسمانی سزا ہی نہیں بلکہ سختی سے تنبیہ کرنا، زائد کام کروانا، وقتی طور پر لاتعلقی کا اظہار کرنا یا کسی سہولت سے محروم کرنا بھی ہوسکتا ہے۔ سزا بہت سوچ بچار کے بعد دینی چاہئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس سے بچے کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ اگر بچہ پڑھتا نہیں۔ گستاخ ہوگیا ہے یا بہت بگڑ گیا ہے تو معلوم کرنا چاہئے کہ ایسے کیوں ہو رہا ہے۔ اگر کیوں کا جواب مل جائے تو بچے کی اصلاح بہ آسانی ہوسکتی ہے۔

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

بریسٹ پرابلم:

ﷺ میرا مسئلہ بریسٹ پرابلم ہے۔ میں نے اس بارے میں ایک نسخہ آپ کے کالم میں پڑھا تھا کیا میں استعمال کرسکتی ہوں (علیشہ۔فیصل آباد) میری عمر 23 سال ہے، شادی شدہ ہوں میں جسمانی طور پر کمزور ہوں فگرز کا خاص مسئلہ ہے، بہت کم ہیں۔ (ن۔زوجہ محمد ارشد کوئٹہ)

☆علیشہ صاحبہ آپ کے پاس میرا لکھا ہوا جو نسخہ ہے وہ استعمال کرلیں۔ اس نسخہ کو کم از کم ایک ماہ تک استعمال کریں۔ زوجہ محمد ارشد صاحبہ آپ دوا **Secal core 200** اور **Chimaphilla 200** ایک خوراک صبح اور ایک خوراک رات میں کھالیا کریں تقریباً **5-4** قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پیا کریں ساتھ ہی ایک تیل بنا کر استعمال کریں پوست درخت انار، انار، برگ انار، پوست درخت جامن، پوست درخت آم، پوست ببول، پھلی کیکر خام، مازو سبز، مائیں کلاں خورد، پوست آملہ۔ تمام اجزاء ایک ایک تولہ لے لیں۔ ان سب کو **2** سیر پانی میں رات بھر بھگو دیں۔ صبح کو دھیمی آنچ رکھ کر پکائیں جب ایک سیر پانی رہ جائے تو اتار کر چھان لیں اس جوشاندے میں **15** تولہ سرسوں کا تیل ڈال کر اس قدر پکائیں کہ صرف تیل کی مقدار باقی رہ جائے اس تیل کو صبح و شام لیپ کریں بلکہ **5-10** منٹ مالش کریں۔ بہت جلد قدرتی صورت اختیار کرلیں گے۔ اس تیل کو اگر کسی حکیم سے بنوالیں تو زیادہ مناسب رہے گا۔ اس تیل کو اور بہنیں جو اس پریشانی سے دوچار ہیں مکمل اطمینان کے ساتھ استعمال کرسکتی ہیں اس پر کتنا خرچ آئے گا یہ آپ پنساری سے معلوم کرسکتی ہیں اور اگر تیل کی مالش سے چھالے وغیرہ پڑیں تو پھر آئندہ سردیوں تک مؤخر کردیں۔ کیونکہ ممکن ہے گرمی کے دنوں میں یہ مناسب نہ رہے۔ زوجہ ارشد صاحبہ اگر آپ کی اور بچے کی صحت اجازت نہیں دیتی تو وقفہ کرسکتی ہیں۔

چہرے کے دانے وغیرہ:

ﷺ میرے چہرے پر چھوٹے چھوٹے دانے تھے جن کے لئے مختلف کریمیں استعمال کیں اب چہرے پر داغ پڑ گئے ہیں چہرے پر بال بھی ہیں (زوجہ حافظ محمد اعظم) میرے ہونٹوں کی اوپر والی جگہ پر بال ہیں (ہمشیرہ کلیم اللہ) مجھے اور میری باجی کو کھلے ہوئے مسام کی شکایت ہے، ہمارے چہروں پر چھائیاں بھی ہیں (**A-M** خیر پور ٹامیوالی) میرے چہرے پر بال ہیں، ایک برس سے کیل نکل رہے ہیں پہلے نکلتے تھے ختم ہوجاتے تھے اور اب ختم نہیں ہورہے میں بہت پریشان ہوں (بنت طیب خلیق، الٰہ آباد) میرا مسئلہ یہ ہے کہ چہرے پر دانے نکلتے ہیں اور وہ یوں نشان چھوڑ جاتے ہیں جیسے چیچک کے دانے ہوں۔ چہرے پر براؤن تل بھی ہیں (ام حسان) میرے چہرے پر کالے رنگ کے دانے نکلتے ہیں۔ جن میں خون اور پیپ بھی ہوتی ہے اور بہت سخت تکلیف بھی دیتے ہیں (بنت منظور لاہور) میری عمر پندرہ سال ہے، میرے چہرے پر کیل مہاسے ہیں اور ہلکے داغ بھی ہیں۔ (ایک بہن خان پور بگاشہر شمالی)

☆ آپ تمام بہنیں چہرے کے تقریباً یکساں مسئلے سے دوچار ہیں۔ جلد کی حفاظت کے لئے تازہ سبزیاں پھل اور صاف ستھرا پانی سے بہتر اور کوئی شے نہیں پانی خوب پیا کریں۔ مرغن غذاؤں سے پرہیز ضروری ہے۔ علاج کے طور پر گھیکوار کے پودے کے پتے کو استعمال کریں اس طرح کہ اس کے پتے کا ایک چکور ٹکڑا کاٹ کر اس کا چھری سے چھلکا اتار لیں اندر سے جیلی کی مانند گودا سا نکل آئے گا۔ اس گودے کو سونے سے قبل چہرے پر پھیریں اور تقریباً **10-15** منٹ اس کے لعاب کو چہرے پر جذب کریں اور پھر منہ دھوئے بغیر سوجائیں۔ اگر اس کے ساتھ آپ اس کے گودے کو تھوڑا سا کھا بھی لیا کریں بغیر بالائی اور شکر کے دودھ کے ساتھ تو فائدہ ہوگا۔ اس طرح آپ کی آنتیں بھی صاف ہوجائیں گی کیونکہ معدے کی گرمی یا تیزابیت سے بھی دانے نکلنے لگتے ہیں یا چہرے پر فاضل بال ہوجاتے ہیں۔ ہفتے دو ہفتے بعد آپ واضح فرق محسوس کریں گے۔ یہ ترکیب اور بہنیں بھی استعمال کرسکتی ہیں۔

بال گر رہے ہیں:

ﷺ ایک ماہ ہوگیا میرے بال بہت گر رہے ہیں۔ حافظہ بھی کمزور ہوگیا ہے (امۃ الرحمٰن۔ملیر کراچی) میرا حافظہ بہت کمزور ہوگیا ہے میں حفظ کررہی ہوں، سانس بھی بہت پھولتا ہے، ایک سانس میں ایک آیت بہت مشکل سے پڑھ سکتی ہوں اس کا کوئی حل بتادیجئے۔ (بنت رانا۔خان پور بگاشیر)

☆ حافظے کے لئے اکسیر نسخہ ہے کہ دارچینی **2** تولہ، بچ ایک تولہ۔ ہرڑ کابلی ایک تولہ، مصری **2** تولہ۔ ان چاروں چیزوں کو کوٹ کر باریک پیس لیں اور سفوف بنالیں۔ تقریباً **2** ماشہ کے قریب صبح و شام کے وقت پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ ہر پندرہ دن بعد ہومیو پیتھک کی دوا **Aethusa 1M** (ایتھوزا) کی ایک خوراک **5** قطرے ایک چمچہ پانی سے نہار منہ لے لیا کریں۔ پانی میں بھگوئے ہوئے بادام اور کھجور خوب باریک پیس کر کھالیا کریں۔

لیکوریا ہے:

ﷺ ام مریم صدیقہ، اہلیہ انعام کلفٹن کراچی۔ بنت ک ر حسن ملیر۔ اخت محمد علی لودھراں۔ کوثر بی بی لانڈھی۔ اور بھی بہت سی خواتین نے تفصیلی خطوط لکھے ہیں۔

اس مرض سے دوچار خواتین کو اپنی غذا کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے ایسی غذائیں لینی چاہئیں جن میں کیلشیم اور وٹامن بی کمپلیکس موجود ہوں کیونکہ ان کی کمی سے مزید بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں اور اندرونی طور پر بہت زیادہ کمزوری ہوجاتی ہے۔ دودھ کو اپنی غذا کا لازمی جز بنائیں۔ بہت زیادہ ذہنی تفکرات سے بچیں ذہن کو ہلکا پھلکا رکھیں۔ دوا کے طور پر (پلساٹیلا) **Pulsatilla 30** اور **AG Nus 30** (ایگنس) استعمال کریں تقریباً دونوں دواؤں کے **4-3** قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پئیں۔ دیسی نسخے کے طور پر دارچینی ایک تولہ، تالم کھانہ ایک تولہ، کشتہ بیضہ مرغ ایک تولہ، بتاشے **3** تولہ۔ باریک پیس کر سفوف بنالیں تین ماشہ سفوف گائے کے دودھ کے ساتھ دو ہفتے متواتر استعمال کریں۔ ایام کا صحیح نہ ہونا ایک انتہائی پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بہت سی بچیاں شرم وحیا کی وجہ سے بتا نہیں پاتی ہیں اس لئے گھر کی بڑی خواتین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اعتماد میں لے کر بچیوں کا علاج کروائیں کیونکہ یہ جتنا پرانا ہوگا جسم کو اندرونی طور پر اتنا ہی نقصان دے گا اور اس کے تدارک میں بھی دقت ہوگی۔

نظر کمزور ہے:

ﷺ میری عمر **16** سال ہے میرا مسئلہ یہ ہے کہ عینک جو کہ مجھے تقریباً لگائے ہوئے **4** سال ہوگئے ہیں۔ عینک لگانے سے بھی نظر رکتی نہیں ہے بلکہ کمزور ہوتی جارہی ہے۔ ایک سے دو اور دو سے تین نمبر ہوگیا ہے میں بہت پریشان ہوں۔ اس کی وجہ سے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے ہیں اور عینک اتارنے سے اس کے نشان واضح ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی سر میں اور آنکھوں میں درد ہوتا ہے۔ (مصباح ستار۔لاہور)

☆ آپ نے اپنی نظر کا جو مسئلہ لکھا ہے اُس کے لئے ایک بات ذہن نشین کرلیں کہ آپ کی نظر جتنی کمزور ہوگئی ہے یعنی جتنا نمبر بڑھ چکا ہے وہ ختم تو نہیں ہوگا مگر اس سے مزید اور نہیں گرے گا انشاء اللہ۔ یہ صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اشتہاروں میں لوگ دواؤں کی بے پناہ خصوصیات لکھ دیتے ہیں ویسے عینک لگانا کوئی بری بات نہیں اگر سہولت ہو تو لینس **(Lens)** سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ آپ دوا **Ruta 200** روزانہ **4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پی لیا کریں اس کے علاوہ بادام، مصری اور سونچ ہم وزن پیس کر گھر میں رکھ لیں اور وقتاً فوقتاً ایک دو چمچ لے لیا کریں، بہت فائدہ مند ہوگا۔ اس بارے میں زیادہ نہ سوچا کریں اسی لئے سر درد کرتا ہے۔ نظر ٹھہر جائے گی تو سر اور آنکھوں کا درد بھی انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہوجائے گا۔

گرمیوں کے شربت

ب، حنیف جناح یونیورسٹی

فالسے کا شربت:

اجزاء: فالسے پکے ہوئے آدھا کلو۔ چینی تین پاؤ۔ پانی تین پاؤ۔

ترکیب: فالسے دھو کر تین پاؤ پانی میں ڈال کر ہاتھوں سے مسلیں جب خوب مسل جائیں تو اسے چولہے پر چڑھا کر ابالنا شروع کریں۔ جب ڈیڑھ پاؤ پانی رہ جائے تو اتار کر چھان لیں اور یہ پانی شکر میں ملالیں اور پھر ہلکی آنچ پر پکائیں کہ شربت کا قوام بن جائے۔ ٹھنڈا ہونے پر بوتل میں بھرلیں۔

سنگترے کا شربت:

اجزاء: سنگترے 6 عدد۔ نارنگی 5 عدد۔ لیمو 1 عدد۔ چینی 2 کلو۔ پانی 1 کلو۔

ترکیب: پانی میں چینی ملا کر اور ابال کر قوام (شربت) تیار کرلیں۔ ابالتے ہوئے جب شربت تار چھوڑنے لگے تو جملہ پھلوں کا رس نچوڑ کر اس شربت میں ملادیں پھر چولہے سے اتارلیں یہ شربت مفرح قلب اور خوش ذائقہ ہے۔

بادام کا شربت:

اجزاء: بادام 12 تولہ۔ سونف 2 تولہ۔ بڑی، چھوٹی الائچی 4 ماشہ

ترکیب: ان سب چیزوں کو باریک پیس کر ایک کلو پانی میں ملا کر کسی ململ کے کپڑے میں چھان کر اور ابال کر شیرہ بنالیں۔ پھر اس چھنے ہوئے شیرے میں 2 کلو چینی ڈال کر ہلکی آگ پر پکائیں جب قوام تیار ہوجائے تو ٹھنڈا کر کے کسی بوتل میں محفوظ کرلیں اور بوقت ضرورت پانی یا دودھ میں حل کر کے پیجئے۔

انگوروں کا شربت:

اجزاء: انگوروں کا رس 1 کلو۔ چینی 2 کلو۔ دودھ 1 کلو۔

ترکیب: ان سب چیزوں کو ملا کر ہلکی ہلکی آنچ پر پکا کر چاشنی تیار کرلیں۔ چاشنی پکاتے وقت چمچہ برابر چلاتی رہیں جب چاشنی تیار ہوجائے تو بوتلوں میں بھر کر رکھ لیں اور جب جی چاہے ٹھنڈا کر کے نوش فرمایئے۔

صندل کا شربت:

اجزاء: صندل کا برادہ آدھا پاؤ۔ چینی 2 کلو۔ پانی حسب ضرورت۔ گلاب کا عرق 4 تولہ۔

ترکیب: صندل کے برادے کو ایک کلو پانی میں چولہے پر جوش دیجئے جب پانی نصف رہ جائے تو چھان لیں۔ اتنا ہی پانی دوسرے برتن میں گرم کریں اور چینی ڈال دیجئے پانی کی مقدار اتنی ہو کہ چینی اچھی طرح حل ہوجائے۔ پھر اس میں چھنا ہوا صندل کا پانی ملا کر چار تار کا قوام تیار کر کے اس میں گلاب کا عرق ملا کر ڈھک کر رکھ دیجئے، ٹھنڈا ہونے پر نوش فرمائیں۔

میٹھے اناروں کا شربت:

اجزاء: اناروں کا رس 1 کلو۔ چینی 3 کلو۔ پانی 1 کلو۔ ٹاٹرک ایسڈ 6 ماشہ۔ عرق گلاب حسب خواہش۔

ترکیب: پانی کو چولہے پر رکھیں جب گرم ہوجائے تو چینی ملا کر حل کر لیجئے اور پھر انار کا رس ڈال کر قوام تیار کرلیں، اسی دوران ٹاٹرک ایسڈ بھی ڈال لیں۔ چار تار کا قوام بن جانے پر اتارلیں اور گرم حالت میں کپڑے سے چھان لیں۔ نیم گرم ہونے پر عرق گلاب ملا کر رکھ لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر بوتلوں میں بھر لیں، مزید ٹھنڈا کر کے استعمال کریں۔ یہ شربت لذیذ اور مقوی قلب ہے۔

بقیہ: رحمت کا سامان

اپنے شوہر کا جھکا سر دیکھ کر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ دیواروں سے سر ٹکرا کر اپنی بے بسی کا ماتم کرے...... آخر کار وہ پھٹ پڑی اس نے وہ سب کچھ کہہ دیا جو وہ کہنا چاہتی تھی...... یہ سب کچھ کہنے کے بعد بچی ان کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا "لے جایئے اس کو اور زمانہ جاہلیت کے دستور کی طرح اپنے ہاتھوں سے زندہ در گور کر آیئے تاکہ آپ کو عار نہ رہے...... لے جایئے اور کسی کی دہلیز پر ڈال دیجئے...... اگر آپ پر اس کا کھانا اور پہناوا بھاری ہے تو ڈال دیجئے اسے کسی کی چوکھٹ پر...... روٹی تو وہ لوگ بھی دے دیتے ہیں جو راہ پڑے بچے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اگر آپ اسے محبت نہیں دے سکتے تو ایسا ہی کیجئے کیونکہ اسے آپ کے ٹکڑوں کی نہیں محبت کی ضرورت ہے۔"

اس کے اندر بھی دھماکے ہو رہے تھے...... اس کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا...... جیسے وہ کہنا چاہ رہا ہو "یہ تم نے کیا کہا؟ حق آنے کے بعد میں زمانہ جاہلیت کی رسمیں نبھاؤں...... ظالم یہ کیوں سوچا؟ کیا بھلا کوئی اپنا خون بھی جدا کرسکتا ہے...... یہ تم نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا...... اولاد تو لنگڑی لولی بھی اچھی لگتی ہے اور ہماری بچی تو کسی حور شمائل سے کم نہیں...... میں کون ہوتا ہوں؟ کھلانے، پہنانے والا...... ہمارا رازق تو خدا ہے...... میں اس سے کیسے نفرت کرسکتا ہوں؟ جبکہ اس کی رگوں میں میرا خون دوڑ رہا ہے۔

پردوں کا انتخاب آپ کے ذوق کا آئینہ دار

جب آپ گھر کو سجائیں تو یقیناً راستے میں کچھ نہ کچھ آتا ہی ہوگا، ڈرائنگ روم، بیڈ روم یا اسٹڈی روم، سوائے کچن اور باتھ روم کے کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں آپ کو دروازے، کھڑکیاں، پردوں کے بغیر نظر آئیں۔ ایسی چیز کسی بھی جگہ کو خوب صورتی سے آراستہ کرتی ہے۔

آپ نے نیا گھر خریدا ہے یا گھر تبدیل کیا ہے یا آپ پہلے والی ترتیب سے اکتا گئی ہیں اور نئی ترتیب کے ساتھ گھر سجانا چاہتی ہیں تو پہلے کمروں کی ترتیب درست کرلیں اور پھر یہ دیکھیں کہ کمروں کی دیواروں کے کلرز کیا ہیں؟ فرنیچر کیسا ہے؟ اس کے بعد پردوں کے بارے میں سوچیں۔ پردوں کا انتخاب ایسا کیا جائے کہ ان میں سادگی نمایاں ہو اس کے علاوہ رنگ کی مناسبت بھی بے حد ضروری ہے۔ آج کل پردوں میں ہلکے اور گہرے دونوں رنگ چل رہے ہیں، خواب گاہ ہو یا مہمان خانہ یا دالان ہر کمرے کی آرائش میں پردے نئی زندگی پیدا کردیتے ہیں، پردے پھول دار، صاف اور ریشمی بھی پسند کیے جاتے ہیں، پردے انسانی ذوق کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ خواب گاہ کے لیے ایسے پردوں کا انتخاب کریں جو جلدی میلا نہ ہو، اسی طرح مہمان خانے میں ایسے پردے اچھے لگتے ہیں جو نرم و ملائم ہوں، دالان گھر کا ایک ایسا حصہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ استعمال میں رہتا ہے اس کے لیے ایسے پردوں کا انتخاب کیا جائے جو گہرے ہوں جیسے براؤن، سلیٹی، میرون رنگ۔

(مرسلہ اخت محمد نعیم)

آنکھوں کے سیاہ حلقے دور کرنے کی ترکیب

ہماری اکثر بہنوں کو شکایت رہتی ہے کہ ان کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے ہیں جو کسی طریقے سے دور نہیں ہو رہے۔ اصل وجوہات تو اس کی صحیح غذا کا استعمال نہ کرنا، غیر متوازن طرز زندگی، کام کی زیادتی اور گھٹیا قسم کا میک اپ استعمال کرنا ہے۔ جہاں یہ باتیں ہوں تو انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ چند ترکیبیں بھی آزمائی جاسکتی ہیں مثلاً

صبح سویرے آئینے کے سامنے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں کو آپس میں خوب رگڑیں جب وہ گرم ہوجائیں تو گرم گرم ہاتھوں سے آنکھوں کے حلقوں کی جلد کو آہستہ آہستہ کھینچیں۔ ہاتھوں کو رگڑنے سے ایک قسم کی بجلی پیدا ہوتی ہے جو ان حلقوں میں سرایت کرجاتی ہے اور انہیں بتدریج بھرنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ ہاتھ کی پہلی یا دوسری انگلیوں سے ناک کے پاس سے آنکھوں کے نیچے تک آہستہ آہستہ کسی اچھی کریم سے مالش کریں بہت جلد سیاہ حلقے دور ہوجائیں گے۔

مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنے سے بھی آنکھوں کے سیاہ حلقے دور ہوجاتے ہیں۔ مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں، تازہ سبزیاں استعمال کریں، پھلوں کا رس دن میں کئی مرتبہ پئیں، چائے کا استعمال بالکل نہ کریں بلکہ اس کی بجائے دودھ میں خالص شہد ملا کر پئیں، گرمیوں میں گرم میووں سے پرہیز کریں، صبح نہار منہ لیموں کا رس نچوڑ کر پانی میں پئیں۔ کھلی اور تازہ ہوا میں سانس لیں، اپنے جسم اور آنکھوں کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچائیں۔ دھوپ اور سردی سے آنکھوں کو بچائیں۔ (مرسلہ بنتِ مصطفیٰ کریم)

مکافاتِ عمل

بنت بشیر احمد قریشی کراچی

یہ فطری بات ہے کہ زیادہ تر لوگ بڑھاپے میں بچوں کی طرح ضدی اور چڑچڑے سے ہوجاتے ہیں اور یہ تب ہوتے ہیں جب ان کو اہمیت نہ دی جائے۔ بوڑھے لوگوں کو عملی طور پر ثابت کرکے بتائیں کہ وہ آپ کے لیے بہت ''اہم'' ہیں۔ بعض گھرانوں میں بزرگوں کو بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ قصہ بھی ایسے ہی ایک گھرانے کا ہے اور نجانے ایسے کتنے گھرانے ہوں گے۔ کسی زمانے میں ہمارے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی، اس کے پانچ بچے تھے جن کی عمریں بالترتیب تین سال سے بارہ سال کے درمیان تھیں، دو بیٹے تھے تین بیٹیاں۔ اس عورت کی ساس سیدھی سادی عورت تھی۔ وہ عورت ساس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی تھی، بات بات پر طعنے دیتی۔ وہ اپنے بڑے خاندان کے زعم میں مبتلا تھی۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ وہ عورت ساس کو مارنے پیٹنے سے بھی گریز نہیں کرتی تھی۔ آخر ایک دن ساس بھی اس جہانِ فانی سے کوچ کرگئیں

میرا تعلق ہے صابروں کے قبیلے سے مگر
میرا رب وہ محتسب ہے جو لیتا سب حساب ہے

پندرہ سال بعد اس عورت کی ایک جوان بیٹی پاگل ہوگئی ہے، بیٹی کو اپنا کچھ ہوش نہیں رہتا، اسے قید میں رکھنا پڑتا ہے۔ جب باتھ روم وغیرہ لے جانے کے لئے باہر نکالتے ہیں تو وہ وبال بن جاتی ہے، اپنی ماں کو نوچتی اور مارتی ہے۔ وہ عورت اس کے مرنے کی دعائیں کرتی ہے۔ کبھی اس لڑکی کو دورہ پڑتا تو وہ خود کو چھڑا کر باہر بھاگ جاتی، لوگوں کے بچوں کی گردنیں دباتی ہے لوگوں کے گھروں میں گھس کر قیمتی چیزوں کا نقصان کردیتی جو اس کی ماں کو پورا کرنا پڑتا۔ اس عورت کے ایک اٹھارہ سالہ بیٹے کو گٹکا، پان اور چھالیہ کھانے کی لت پڑ گئی، پہلے معمولی کھانسی رہنے لگی، پھر شدید کھانسی کے دورے پڑنے لگے، پھر ایک دن آیا کہ بلغم کے ساتھ خون اور گوشت کے چھوٹے چھوٹے لوتھڑے بھی آنے لگے۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ گٹکا نہایت مضر ہوتا ہے اور یہ انسانی صحت کو اندر سے آہستہ آہستہ تباہ کردیتا ہے۔ ان تینوں چیزوں کی بدولت اس کے اندر زخم ہوگئے جو اتنے بڑھ گئے کہ خون اور لوتھڑے آنے لگے، چند مہینے زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد وہ چل بسا۔ اس کے بعد اس عورت کی حالت دیوانوں جیسی ہوگئی ہے، اسے ایک پل قرار نہیں آتا، وہ عورت اعتراف کرتی ہے کہ مجھے ساس کو مارنے پیٹنے کی سزا ملی ہے، میری زندگی میں سکون نہیں ہے، مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی، میں سونا چاہتی ہوں پھر بھی نیند نہیں آتی۔ وہ روتی ہے، پچھتاتی ہے، معافیاں مانگتی ہے، اپنی ساس کو مختلف طرح ایصال ثواب بھی کرتی ہے تاکہ اسے سکون میسر آجائے لیکن ساری دنیا جب نیند کے مزے لے رہی ہوتی ہے تب بھی نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور ہوتی ہے۔

کاش! انسان ظلم و ستم ڈھاتے وقت یہ سوچ لے کہ کاتب تقدیر دیکھ رہا ہے اور یہ سب یا اس سے زیادہ ستم اس کے ساتھ ہوگیا تو......؟

روزِ محشر ایک بچے کی فریاد

اے اللہ میں نے اپنے اردگرد یہی کچھ ہوتا دیکھا، میرے والدین، میرے، بہن بھائی سب یہی کچھ کرتے تھے، اس لئے میں بھی یہ سب سیکھتا گیا، مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ میں کچھ غلط کر رہا ہوں، میں نے جب سے آنکھ کھولی گھر میں ٹی وی کی آواز سنی، تھوڑا سا بڑا ہوا تو مجھے بھی کارٹون دیکھنا اچھا لگنے لگا، میں روزانہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کارٹون دیکھنے لگا، دادی ماں منع کرتیں کہ اتنا زیادہ ٹی وی دیکھنا آنکھوں کے لئے اچھا نہیں ہے تو ابو کہتے "خیر ہے کم از کم شرارتوں سے تو بچا ہوا ہے ناں"۔ میں تھوڑا بڑا ہوا تو ہمارے گھر میں ڈش بھی آگئی، کبھی میں گانے اور ڈرامے دیکھنے بیٹھتا تو امی کہتیں کہ "بچے بڑوں کے پروگرام نہیں دیکھتے" اور خود وہی پروگرام دیکھنے لگتیں۔ میں سمجھا کہ شاید بڑوں کے لئے ہر طرح کے پروگرام دیکھنا "جائز" ہے، میں بڑا ہونے کا انتظار کرنے لگا تاکہ مجھ پر بھی کوئی روک ٹوک نہ ہو، امی ابو سے چھپ کر "بڑوں والے" پروگرام دیکھتا اور امی ابو آتے تو چینل بدل دیتا۔ یا اللہ ایسے ماحول میں میں تیرے نیک بندوں کی طرح آنکھ جھکانا کیسے سیکھتا؟

جب دادا ابو گاڑی میں ہوتے تو ابو گانے نہیں لگاتے تھے ورنہ عموماً گاڑی میں بھی گانے لگے رہتے۔ میں نے بہت چھوٹی عمر سے ہی گاڑی کا ٹیپ چلانا سیکھ لیا تھا، مجھے ٹوکنے کے بجائے سب میری اس حرکت پر خوش ہوتے کہ "دیکھو ابھی سے ہی کتنا چالاک ہے۔" عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ گانوں کا شوق بھی بڑھتا گیا، میرے جیب خرچ کا بیشتر حصہ C.Ds پر خرچ ہونے لگا، مجھے کبھی کسی نے نہیں روکا کہ یہ غلط ہے، کبھی کسی نے نہیں بتایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو "مزامیر" (گانے بجانے کے آلات) توڑنے کے لئے آئے تھے اور ہم اُنہی کے امتی کہلانے کے باوجود اُٹھتے بیٹھتے گانے سننے اور گانے گنگنانے والے بن گئے۔

ابھی میں بہ مشکل چار سال کا تھا کہ مجھے شہر کے مہنگے ترین اسکول میں ڈال دیا گیا۔ امی ابو مجھے دن رات پڑھنے کا کہتے میں کلاس میں فرسٹ آنے لگا۔ امی ابو مجھ سے بہت خوش تھے، ایک دفعہ ایک داڑھی والے انکل ابو سے ملنے آئے۔ مجھ سے بھی باتیں کرنے لگے، مجھ سے انہوں نے "اے، بی، سی" اور بہت سی Poems (نظمیں) سنیں، پھر اچانک انہوں نے مجھے سورۃ الناس سنانے کو کہا، مجھے سورۃ الناس نہیں آتی تھی، پھر سورۃ فاتحہ سنانے کو کہا تو میں پھر گڑبڑا سا گیا اور ان سے کہا کہ "انکل یہ تو ہمیں Teacher نے نہیں سکھائی۔" انہوں نے مجھے پیار سے کہا کہ "بیٹا یہ تو آپ کو قاری صاحب سے سیکھنی چاہئے تھیں، آج کل کی ٹیچرز کو تو خود بھی نہیں آتی ویسے بھی اب تو آپ 3rd کلاس میں ہو اور آٹھ سال آپ کی عمر ہے، اب تو آپ کو نماز بھی پڑھنی چاہئے۔" میں دل میں بڑا شرمندہ ہوا کہ انکل مجھے نالائق سمجھیں گے مگر جب انکل کے جانے کے بعد امی نے ابو سے کہا کہ "ظفر صاحب بھی بچے کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں بھلا اتنے سے بچے کو اتنی زیادہ سورتیں کہاں یاد ہو سکتی ہیں۔" تو میری تسلی ہو گئی کہ سورتیں یاد نہ ہونا کوئی اتنی بڑی شرمندگی کی بات نہیں ہے۔ اللہ میاں ایسے ماحول میں قرآن کی عظمت اور اہمیت میرے دل میں کیسے پیدا ہوتی۔

دادا جی فجر کے وقت نماز کے لئے مجھے آواز دیتے تو امی ہولے سے کہتیں کہ "ذرا ٹھہر کر پڑھ لے گا، رات کو دیر تک ہوم ورک کرتا رہا ہے۔" ایسی "ذرا ٹھہر" کے چکر میں دیر ہو جاتی اور کرتے کرتے ناشتے کا وقت ہو جاتا، میں ناشتہ کر کے اسکول چلا جاتا، دوپہر کو اسکول سے واپس آتا تو دادا جی نماز پڑھ چکے ہوتے، مجھے بھی وضو کرنے کا کہتے تو ابو کہتے کہ "ابھی تھکا ہوا اسکول سے آیا ہے، کھانا کھا کر پڑھ لے گا"۔ کھانا کھا کر میں چپکے سے بستر میں گھس جاتا، میرے ذہن میں یہ بات کبھی آئی ہی نہیں کہ نماز ہر کام سے زیادہ اہم ہے، میں نے تو ہمیشہ اپنے بڑوں کو آخری وقت میں عام سا کام سمجھ کر نماز پڑھتے دیکھا، اس حالت میں، میں نے پرورش پائی تو پھر میں کیسے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم جیسا ہو جاتا جو میدانِ جنگ میں بھی نماز چھوڑنے پر راضی نہ ہوتے تھے۔

اُم عبداللہ غازی ہری پور

میں نے اپنے والدین کو جھوٹ سے منع کرتے ہوئے اور پھر اسی محفل میں جھوٹ بولتے دیکھا، غصے میں چیختے ہوئے دیکھا اور ساتھ ہی نرمی کی نصیحت بھی سنی، مجھے بتایا جاتا کہ غیبت گناہ ہے مگر چند لمحوں میں ہی کسی کی ڈھیر ساری خامیاں بیان کر دی جاتیں، صبر شکر کی فضیلت پر قصے سنائے جاتے مگر کھانا لیٹ ہونے پر چیخ و پکار شروع ہو جاتی، بڑوں کا ادب کرنے کا کہا جاتا مگر دادا جی کے کاموں پر دیر تک بڑبڑایا جاتا، میں سمجھا کہ "خوش اخلاقی" شاید اس کا نام ہے کہ منہ پر ہنس ہنس کر میٹھا بول بولا جائے اور پیٹھ پیچھے کھال کھینچ لی جائے، میں نے بارہا سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم "اعلیٰ اخلاق" کا بہترین نمونہ ہیں مگر اپنے اردگرد موجود لوگوں میں سے کسی میں بھی اُن کے طریقے اپنانے کی تڑپ نہیں دیکھی۔

میری بہنیں بھی ایسے ہی ماحول میں بڑی ہوئیں، ایسے ہی دہرے معیار دیکھتی اور سیکھتی گئیں، جب باجی پہلی دفعہ کالج جانے لگیں تو دادی جان نے انہیں سر پر بڑی چادر کرنے کو کہا۔ باجی کو بڑا بُرا لگا، دادی جان کے سامنے تو چپ ہو گئیں مگر امی کے پاس جا کر شور مچانے لگیں کہ "ساری لڑکیاں تو یونیفارم کا دوپٹہ ہی کرتی ہیں اور میں بڑی سی چادر کر کے جاؤں، میں نے اتنی بڑی چادر کر کے نہیں جانا۔" امی نے ایک دو دفعہ دبے لہجے میں کہا کہ اوڑھ لو ناں جب باجی نہ مانی تو امی بولیں "اچھا دادی جان کے سامنے اوڑھ لو گاڑی میں جا کر اُتار دینا۔" اُس دن سے باجی اچھی طرح سیکھ گئی کہ بڑوں کو دھوکہ کس طرح دیا جاتا ہے، جب ایک دفعہ دھوکہ دینے کا راستہ کھل گیا تو پھر بات دادی جان تک رکنے والی کہاں تھی، امی کو پتہ بھی نہ چلتا اور باجی کالج سے بازار جا کر اپنی مرضی کے ڈائجسٹ اور انگلش ناول خرید کر لے آتیں، کالج کی کتابوں میں چھپا کر پڑھتی اور امی ابو سمجھتے کہ ہماری بیٹی کمرے میں پڑھائی کر رہی ہے۔ اللہ میاں کیا ہمارے بڑے ہمارے گناہوں میں برابر کے شریک نہیں ہیں انہوں نے برائی کو چالاکی اور ہوشیاری کا نام دے کر ہماری تائید کی، ایسے ماحول میں میری باجی کس طرح عائشہ رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہ کی طرح معصوم اور دیندار ہوتیں۔

اللہ میاں میرے ماں باپ نے میرے لئے دنیا کی ہر نعمت مہیا کی، مجھے ہر طرح کی سہولت دی، میرے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کیا، میں نے جو خواہش کی انہوں نے اُسے پورا کرنا ضروری سمجھا، ایک دفعہ مجھے بچپن میں عجیب قسم کا بخار ہو گیا، رات کو سر میں بہت سخت درد ہوتا تو رات کو ابو دو تین بجے تک میرا سر دباتے اور امی دودھ وغیرہ گرم کر کے لاتیں، اگلے دن میں تو آرام سے سوتا رہتا اور ابو آفس اور امی گھر کے کاموں میں لگ جاتیں، تقریباً ایک ڈیڑھ ہفتہ یہی ہوتا رہا اور میرے ماں باپ ماتھے پر شکن لائے بغیر دن رات ڈیوٹی دیتے رہے۔ اللہ میاں میرے امی ابو نے میرے دنیاوی آرام کے لئے ہر شے مہیا کی مگر وہ یہ بھول گئے کہ آخرت کا آرام بھی تو میری ضرورت ہے، دنیا کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر تڑپ اُٹھتے مگر آگ کے خوفناک عذاب کو بھول گئے، میرے کھانے پینے کے لئے میری پسند کی چیزوں سے گھر بھر دیا مگر کھولتے پانی اور بدبودار پیپ کو بھول گئے، مجھے قیمتی ترین لباس پہنایا، گرمی سردی سے میری حفاظت کی مگر آگ کے کرتے اور تارکول کی شلوار کو بھول گئے، میرا رنگ پیلا ہونے پر پریشان ہو گئے مگر روزِ محشر میں کالی رات کی سی تاریکی والے چہروں کو بھول گئے۔

یا اللہ میں اپنے والدین سے محبت تو بہت کرتا ہوں مگر یہ بھی جانتا ہوں کہ آج میری رسوائی میں کچھ نہ کچھ ہاتھ اُن کا بھی ہے، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرے سامنے میرا یہ عذر قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ بلوغت کے بعد سے میں اپنے قول و فعل کا خود ذمہ دار ہوں مگر خدایا میں اپنے والدین کی شکایت لے کر آیا ہوں کہ انہوں نے مجھے بے پناہ محبت کرنے کے باوجود مجھے کیوں گم راہیوں کے جنگل میں دھکیل دیا، جہاں سے نکلنا میرے لئے ناممکن نہ سہی مگر دشوار ضرور تھا۔ (ام عبداللہ غازی اپنا ایڈریس لکھ بھیجیں تو مطلوبہ شمارے ارسال کئے جاسکتے ہیں)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

58

بدھ 30 صفر 1425ھ مطابق 14 اپریل 2004ء

اپنے بچوں کو قرآن کا وارث بنائیں

حق منتظر ہے فرض ادا کرنے کا

بے بنیاد پرستی

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے، صرف میگزین 5 روپے میں

DIL BOLA... Pakola

Rs. 20

ایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورہ حجرات میں ہے "یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے ہیں، کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچے (مسلمان) ہو۔" (۱۷)

اس میں شک نہیں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں اگر ہم انہیں شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے، اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ باری تعالیٰ کے احسانات میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی توفیق عطا فرمائی ہے، قرآن کریم کی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا اور ایمان والوں کو تذکرہ کیا ہے، کہیں ایمان والوں سے خطاب کر کے انہیں مختلف احکام دیئے گئے ہیں، کہیں ان کی صفات ذکر کی گئی ہیں، کہیں ان کی تعریف کی گئی ہے، کہیں غلطیوں پر تنبیہ کی گئی ہے، کہیں ان کے جہد و ایثار اور اخلاص و وفا کے واقعات بیان کئے گئے ہیں، ان تمام آیات پر نظر ڈالنے سے ایمان کی حقیقت معلوم ہوتی ہے، خود ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف احادیث میں ایمان کی حقیقت بیان فرمائی ہے اور آج کے درس میں ہم ایمان ہی کے حوالے سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

ایمان اصل میں تصدیق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مگر اس میں امان کے معنی کا بھی لحاظ ہوتا ہے کیونکہ جو اللہ پر ایمان لے آتا ہے، اللہ اسے امن عطا کر دیتا ہے اور وہ اللہ کی امان میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایمان کا شرعی معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیمات اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں ان سب کی دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے ان کا اقرار کرنا۔ صحیح مسلم کی وہ مشہور روایت جو کہ حدیثِ جبریل کے نام سے مشہور ہے اس میں ہے کہ صحابہ کی معلومات میں اضافہ کے لئے انسانی شکل میں آ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مختلف سوالات کئے تھے ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ ایمان کیا ہے؟ اور آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا: "یہ کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر، آخرت کے دن اور اچھی اور بری تقدیر پر۔" اس حدیث میں جن چھ چیزوں پر ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، ہر مسلمان ان پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے بغیر وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا، کوئی شخص صرف تورات اور انجیل، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان رکھ کر اور باقی ساری کتابوں اور سارے انبیاء کا انکار کر کے یہودی یا عیسائی ہو سکتا ہے لیکن کوئی بھی ایسا شخص جو جماعتِ انبیاء میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی کیوں نہ رکھتا ہو، جماعتِ انبیاء کے آخری فرد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ پر نبوت ختم ہوگئی، آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔

یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ ایمان اور اعمال و اخلاق کا آپس میں گہرا تعلق ہے، ایمان جڑ ہے اور اعمال و اخلاق اس سے پھوٹنے والی شاخیں اور پھل پھول ہیں، ایمان بنیاد ہے اور اعمال و اخلاق اس بنیاد پر اٹھائی جانے والی خوبصورت عمارت ہیں، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، جن میں سب سے افضل کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" ہے اور سب سے ادنیٰ یہ ہے کہ راستے سے ایسی چیزیں ہٹا دی جائیں جن سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو، حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ عمل اور اخلاق جو اللہ کو پسند تھا وہ اس نے ایمان کے عنوان میں داخل کر دیا ہے۔ چونکہ اعلیٰ صفات اور عبادت و اطاعت کا ایمان سے گہرا تعلق ہے اور یہ سب ایمان کے عنوان میں داخل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات میں ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا فرما دی اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر و فسق اور تمام گناہوں کی نفرت تمہارے دلوں میں بٹھا دی"۔ (۷) ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ میں ایمان کے عنوان میں سارے اعمال اور اخلاق شامل ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی اس دعویٰ کی تائید کرتا ہے۔

"من سرته حسنة و ساء ته سيئة فهو مومن." (جسے نیکی سے خوشی اور برائی سے نفرت ہو وہی حقیقی مومن ہے) ایسے شخص کو حقیقی مومن قرار دینے کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل میں نیکی کی محبت اور برائی کی نفرت ڈالی ہوتی ہے۔ اس تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام اعمال اور اخلاق کی بنیاد، ایمان ہی ہے۔ جس کے دل میں ایمان کا نور ہوگا اسے ہر طرح کی بداخلاقی اور گناہ سے نفرت ہوگی، سچا مومن بداخلاق نہیں ہوتا وہ مخلوقِ خدا کو کنبہ سمجھ کر اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، کسی کو دکھ نہیں دیتا، کسی کی جان اور آبرو کو نقصان نہیں پہنچاتا، دوسروں کے حقوق اور جذبات کا خیال رکھتا ہے، صاحبِ ایمان متواضع ہوتا ہے، متکبر نہیں ہوتا وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، ساری امیدیں اسی سے وابستہ رکھتا ہے، اسی وجہ سے خوشامد، چاپلوسی، لالچ اور کمینگی جیسی بیماریاں اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتیں، اس کی محبت، احسان اور ایثار محض اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے، اس کے پیشِ نظر گھٹیا دنیاوی اغراض نہیں ہوتیں، اس کا شجرِ ایمانی، ہر موسم اور ہر جگہ ثمردار اور تر و تازہ رہتا ہے، اس کی شادابی اور رعنائی، فصلِ گل کی محتاج نہیں ہوتی۔

قرآنی آیات کے علاوہ نہ معلوم کتنی ہی احادیثِ نبویہ ایسی ہیں جن میں اعمالِ حسنہ اور اخلاقِ فاضلہ کے اعتبار سے کسی انسان کے سچا اور کامل مومن ہونے کا فیصلہ کیا گیا ہے، یہاں محض نمونہ کے طور پر چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

O حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومنوں میں سے سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو۔" (ترمذی)

O حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "کوئی بندہ خالص ایمان کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتا جب تک وہ صرف اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض نہ رکھے، جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے محبت اور اسی کے لئے بغض رکھتا ہے تو وہ اللہ کی دوستی کا مستحق ہو جاتا ہے اور میرے بندوں اور میری مخلوق میں سے میرے دوست وہ ہیں جنہیں یاد کیا جاتا ہے مجھے یاد کرنے کی وجہ سے اور مجھے یاد کیا جاتا ہے انہیں یاد کرنے کی وجہ سے۔" (مسند احمد)

غرض یہ کہ اس طرح کی متعدد احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کامل مومن وہ ہے جس کے ایمان کا اثر اس کے اعمال اور اخلاق میں بھی نظر آئے، یہ جو عام طور پر سمجھ لیا گیا ہے کہ مومن ہونے کے لئے سوچے سمجھے بغیر بس زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے تو یہ تصور مکمل طور پر صحیح نہیں ہے، ایمان تو حقیقت میں باطن سے ظاہر تک اور دل سے اعضاء تک ہر جگہ اپنا رنگ دکھاتا ہے، دل میں ایمان کا نور ہو تو ظاہر بھی پر نور ہو جاتا ہے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور جب اعمالِ صالحہ تسلسل کے ساتھ کئے جاتے ہیں تو ایمانی کیفیات میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ انسان کا باطن اور قلب و دماغ بقعۂ نور بن جاتا ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مومن کے دل میں ایمان کے نور کا ایک نقطہ ہوتا ہے جوں جوں ایمان بڑھتا جاتا ہے اس کی نورانیت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے، جب ایمان کامل ہو جاتا ہے تو سارا دل نور سے چمک اٹھتا ہے، اور نفاق کی وجہ سے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے جیسے جیسے نفاق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے دل سیاہ ہوتا جاتا ہے، جب کوئی شخص پورا منافق بن جاتا ہے تو اس کا دل پورا سیاہ ہو جاتا ہے، اللہ کی قسم! اگر تم کسی مومن کا دل چیر کر دیکھو تو تم اسے سفید اور چمکتا ہوا دیکھو گے اور اگر تم کسی منافق کا دل چیر کر دیکھو تو اسے بالکل سیاہ پاؤ گے۔ (بیہقی)

آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم عبادت اور تلاوت بھی کرتے ہیں تو بھی ہماری ایمانی کیفیت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عبادت و تلاوت اور ذکر و دعا روح سے خالی ہو چکی ہے اور محض ڈھانچے باقی رہ گئے ہیں۔

ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ایک تو ایمان کی حقیقت ہے، اس کے علاوہ ایمان کے کچھ ثمرات اور نتائج ہیں اگر ایمان دل میں پیوست ہو تو اس کے ثمرات یقیناً ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ حقیقی ایمان سے دل بقعۂ نور بن جاتا ہے، حلاوت اور لذت حاصل ہوتی ہے، ہر نیکی اور نیک انسان سے محبت ہو جاتی ہے ہر بدی سے نفرت ہو جاتی ہے، اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ کی توفیق ارزان ہوتی ہے، کیا ہمیں بھی یہ نتائج و ثمرات اور فوائد حاصل ہو رہے ہیں، اگر خدانخواستہ جواب نفی میں ہے تو اللہ تعالیٰ سے حقیقی ایمان کی دعا کیجئے اور بار بار کیجئے۔

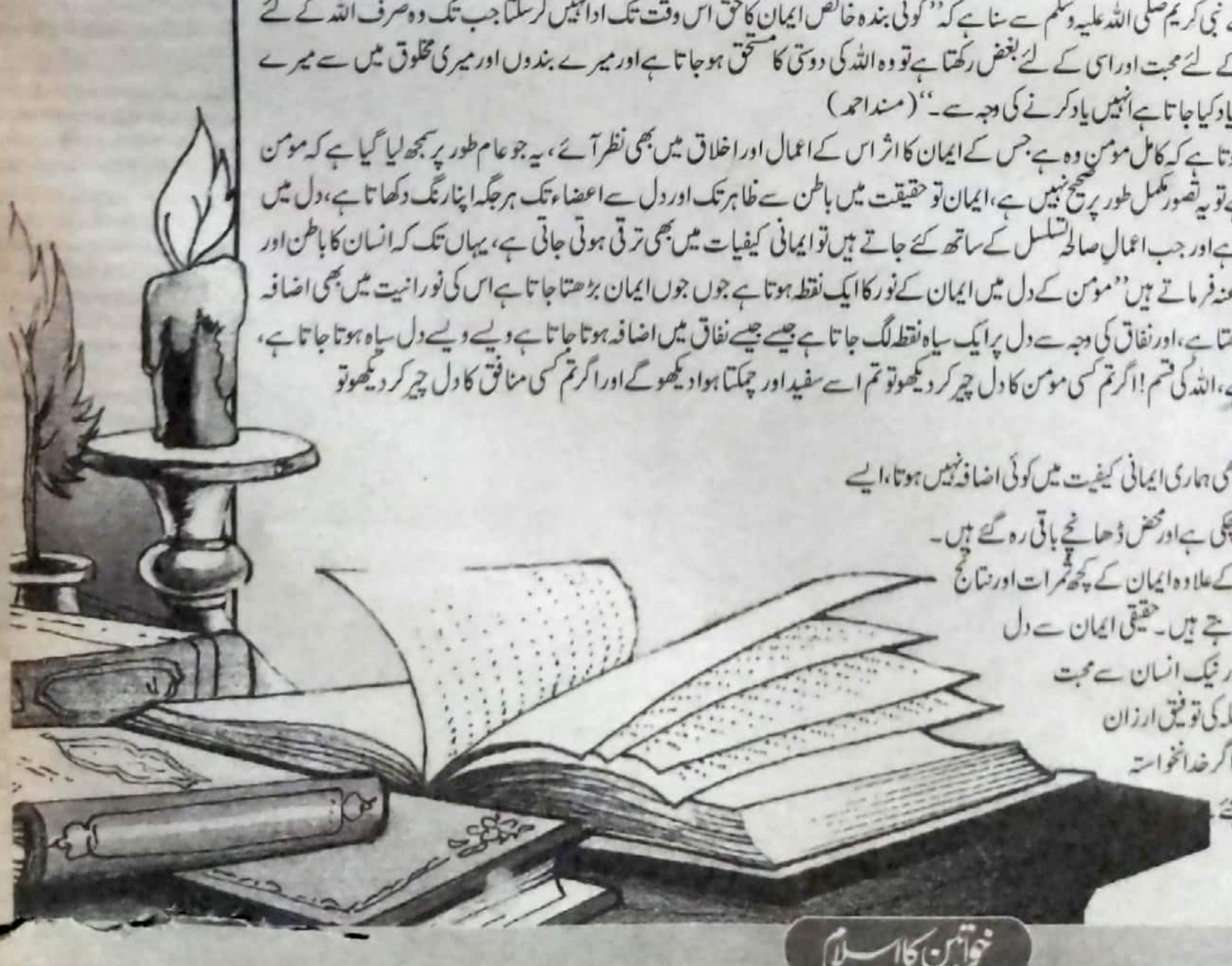

ایسا ایمان دے جس کے بعد کوئی کفر نہ ہو

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَاناً وَّ یَقِیْناً لَیْسَ بَعْدَهٗ کُفْرٌ، وَرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ کَرَامَتِکَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ. (ترمذی)

اے میرے اللہ! میرے دل کو وہ ایمان ویقین عطا فرما جس کے بعد کسی درجہ کا بھی کفر نہ ہو (یعنی کوئی بات بھی مجھ سے ایمان کے خلاف سرزد نہ ہو) اور مجھے اپنی رحمت سے نواز دے جس کے طفیل دنیا اور آخرت میں مجھے عزت وشرف کا مقام حاصل ہو۔

تعمیر فکر

اپنے بچوں کو قرآن کا وارث بنائیں

آج دین حق کے خلاف جیسی پُرزور آندھیاں چل رہی ہیں شاید کبھی نہ چلی ہوں گی...... دین کی بنیادوں کو منہدم کیا جارہا ہے...... شریعت کے احکام کا مذاق اڑایا جارہا ہے...... قرآنی قوانین کو نعوذ باللہ فرسودہ...... از کار رفتہ...... نا قابلِ عمل...... دقیانوس اور نجانے کیا کچھ بتایا جارہا ہے...... کہا جاتا ہے کہ قرآن کا نام لینے سے جدید دنیا ناراض ہوتی ہے...... ہماری روشن خیالی پر دھبہ آتا ہے...... کچھ نا ہنجار ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں معاذ اللہ...... قرآن دہشت گردی سکھاتا ہے...... اس لئے سارا زور اس بات پر ہے کہ لوگوں کو قرآن سے بے گانہ کردیا جائے...... ان کے سینوں سے قرآن کو نکال دیا جائے...... انہیں قرآن سے اتنا دور کردیا جائے کہ واپس پلٹنا مشکل ہوجائے...... ساری تگ ودو اس بات پر ہے کہ لوگوں کے دلوں سے ایمان وقرآن کو کھرچ کھرچ کر نکال دیا جائے اور اس کی جگہ یہودیوں عیسائیوں، ہندوؤں، بدمذہبوں، قاتلوں، غاصبوں، شیطان کے چیلوں اور انسانیت کے دشمنوں کی محبتوں کا لیپ کردیا جائے چناں چہ سرکاری نصاب سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر قرآنی آیات کو نکالا جارہا ہے...... کہا جاتا ہے کہ طالب علموں کو ان کا یاد کرنا مشکل ہے...... سورہ انفال اور سورۂ توبہ کو نصاب سے اس لئے نکال دیا گیا کہ امریکا کی نظر میں یہ دونوں سورتیں (معاذ اللہ) دہشت گردی سکھاتی ہیں...... حکومت کا تو بس نہیں چلتا کہ وہ حافظوں کے سینوں سے...... مسجدوں کی الماریوں سے...... اور مدرسوں کے نصاب سے قرآن کو غائب کردیں...... لیکن جتنا ممکن ہے صلیب کے ایجنڈے پر پوری تن دہی کے ساتھ عمل کیا جارہا ہے۔

خواتینِ اسلام! آپ نے سوچا کہ اس صلیبی یلغار کے خلاف آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟...... آج کے اس نازک دور میں آپ پر واجب ہے کہ اپنے بچوں کو قرآن کا حافظ بنا کر صلیبی ایجنٹوں کا منہ توڑ جواب دیں۔ اپنے بچوں کو قرآن کا عالم بنائیں، انہیں قرآن کا وارث بنا کر کفر کی سازشوں کا عملی جواب دیں...... جو شخص اس عہد پر کاربند ہے کہ اللہ میرا رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ورسول ہیں...... قیامت کا دن، جنت اور جہنم برحق ہیں اسے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ آج کی ''روشن خیال'' دنیا کے کیا تقاضے ہیں...... بس وہ یہی جانتا ہے کہ اللہ کا فرمان میرے لئے حرفِ آخر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ میرا ایمان اور میری جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث ہے جس میں ہمارے لئے عبرت وموعظت کا بہت سا سامان ہے...... ذرا دل ودماغ کے دریچے کھول کر غور سے پڑھئے...... خلیفۂ راشد سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''آگاہ رہو ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس فتنہ کے شر سے بچنے کی کیا تدبیر ہے؟ آپ نے فرمایا ''کتاب اللہ''...... اس میں تم سے پہلی امتوں کے واقعات ہیں اور تم سے بعد کی اس میں اطلاعات ہیں اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں گے قرآن میں ان کا حکم اور فیصلہ موجود ہے۔ وہ قول فیصل ہے۔ جو کوئی جابر وسرکش اس کو چھوڑے گا اللہ اس کو توڑ کر رکھ دے گا اور جو کوئی ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اس کے حصے میں اللہ کی طرف سے صرف گمراہی آئے گی۔ قرآن ہی حبل اللہ المتین یعنی اللہ سے مضبوط تعلق کا وسیلہ ہے اور محکم نصیحت نامہ ہے اور صراطِ مستقیم ہے، وہی حق مبین ہے جس کے اتباع سے خیالات کجی سے محفوظ رہتے ہیں اور زبانیں اس کو گڑبڑ نہیں کرسکتی ہیں (ترمذی ملخصاً)...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سوں کو اونچا کرے گا اور بہت سوں کو نیچے گرادے گا۔''...... قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے فرمانِ ہدایت اور عہد نامہ ہے...... اس کی پیروی اللہ تعالیٰ کی فرماں برادری ہے اور اس سے انحراف اللہ تعالیٰ کی سرکشی و نافرمانی ہے۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ کوئی بھی گروہ کالا ہو یا گورا، امیر ہو یا غریب، بڑی ذات کا ہو یا چھوٹی ذات کا جب اس پر عمل کرے تو اسے رفعت وبلندی عطا کرنی ہے اور جو گروہ سرکشی اختیار کرے تو چاہے آسمان کی بلندیوں پر ہو اسے نیچے گرادینا ہے...... آیئے آج کے اس نازک ترین دور میں قرآن سے عہدِ وفا باندھیں، اسے حرزِ جان بنائیں اور اپنے بچوں کو اس کا وارث بنا کر دینی فرض کی ادائیگی کریں۔ والسلام محمد احمد حافظ

اے خاصۂ خاصانِ رُسل

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
تدبیر سنبھلے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک ''دعا'' تیری کہ مقبول خدا ہے

حالیؔ

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

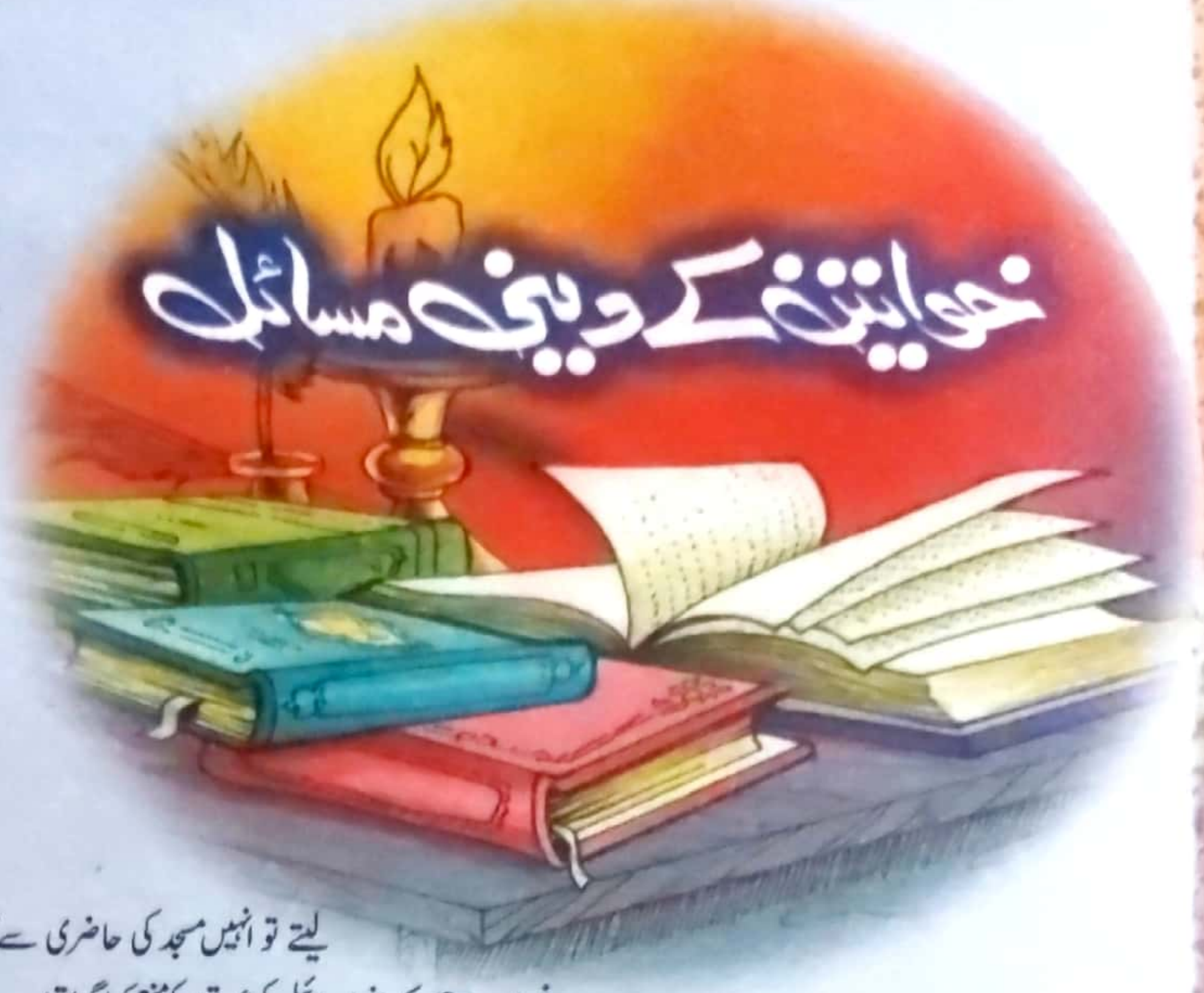

مولانا مفتی محمد ابراھیم صادق آبادی

عورتوں کی امامت و جماعت:

سوال: آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے، کیا حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟ ہمیں تلاش کے باوجود ایسی روایت نہیں ملی بلکہ اس کے برعکس یہ ثبوت ملتا ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرسکتی ہے، احناف اسے مکروہ کیوں کہتے ہیں؟

(اُختکم فی الدین۔ جڑانوالہ)

جواب: نماز باجماعت میں شمولیت کی فضیلت اور اس سے تاخیر پر وعید نیز جماعت کے دیگر تمام احکام مردوں کے لئے ہیں، عورتیں پردہ کے سبب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، ابتدائی دور میں خواتین مسجد میں آکر نماز باجماعت ادا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر خود اس کی گنجائش دی تھی: اذا استاذنت امرأة احدکم فلا یمنعھا (متفق علیہ) ''جب تم میں سے کسی کی بیوی (مسجد میں حاضری کی) اجازت طلب کرے تو اسے منع نہ کرے۔''

لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (مسلم) ''اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے مت روکو۔''

لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جب حالات زمانہ میں نمایاں تغیر محسوس ہوا، اور خیر و برکت کی بجائے شر و آفت کے آثار ظاہر ہونے لگے تو اکابر صحابہ نے اپنی ازواج محترمات کو مسجد کی حاضری سے منع فرمادیا اور مزاج شناس نبوت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فرما کر صحابہ کے اس طرز عمل کی تائید و تصویب فرمائی: لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل. الحدیث (مسلم) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی موجودہ کیفیت دیکھ لیتے تو انہیں مسجد کی حاضری سے منع فرمادیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔

صحیح حدیث کی رو سے عورت کی افضل ترین نماز وہ ہے جو گھر کے اندر کوٹھری میں چھپ کر ادا کی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صلوٰة المرأة فی بیتھا افضل من صلوٰتھا فی حجرتھا و صلوٰتھا فی مخدعھا افضل من صلوٰتھا فی بیتھا (ابو داؤد) ''عورت کی وہ نماز جو اپنے گھر میں ادا کرے اس نماز سے افضل ہے جو وہ اپنے صحن میں ادا کرے اور اس کی وہ نماز جو گھر کی کوٹھری میں ہو اس نماز سے افضل ہے جو اپنے گھر میں ادا کرے۔''

گھر کے اندر تنگ کوٹھری انفرادی نماز کے لئے ہی موزوں ہوتی ہے۔ نماز باجماعت کے لئے کشادہ کمرہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس ارشاد نبوت اور صحابہ کے طرز عمل کی روشنی میں پوری امت کا یہ متوارث عمل جاری ہے کہ خواتین اپنے گھروں میں انفرادی نماز ادا کرتی رہیں۔ اگر عورتوں کا باہم مل کر جماعت سے نماز ادا کرنا کوئی مسنون یا فضیلت والا عمل ہوتا تو صحابیات وتابعیات اور زمانہ مابعد کی مؤمنات صالحات اس کا پورا پورا اہتمام کرتیں مگر اس کے برعکس آج تک پوری امت کا توارث وتعامل انفرادی نماز کا چلا آتا ہے۔

عورتوں کی امامت و جماعت کے جواز یا استحباب میں عموماً یہ دو روایتیں پیش کی جاتی ہیں:

عن ام ورقة امرھا ان تؤم اھل دارھا (ابو داؤد) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم فرمایا کہ اپنے گھر کے افراد کی امامت کریں۔''

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا انھا تؤم النسآء وتقوم وسطھن (حاکم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ان کی صف کے بیچ میں کھڑی ہوتیں۔''

ایک تو یہ روایتیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔ دوسرے ان کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا خیر فی جماعة النسآء الا فی المسجد او فی جنازة قتیل. (احمد. طبرانی) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر و بھلائی نہیں الا یہ کہ مسجد کی جماعت میں حاضر ہوں یا کسی شہید کے جنازہ میں۔'' (حالات زمانہ کے پیش نظر صحابۂ کرام نے خواتین کو مسجد کی جماعت سے منع فرمادیا، کتب حدیث میں اس کے متعدد واقعات مذکور ہیں)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: لا تؤم المرأة. عورت امامت نہ کرے (المدونۃ الکبریٰ ص: ۸۶، ج:۱)

جن روایات میں عورتوں کو گھروں کے اندر (انفرادی) نماز کا حکم فرمایا گیا وہ ان روایتوں سے تعداد میں زائد اور سند میں قوی ہیں جن سے عورتوں کی امامت یا جماعت کا جواز نکلتا ہے، اس لئے جماعۃ النساء کا استحباب منسوخ ہے۔ (من بذل المجھود ص: ۳۳۱، ج:۱)

(بقیہ: فلسطینی ماں)

طیبہ عصر کی نماز پڑھ کر اٹھی تھی کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سارا شہر گونج اٹھا۔ ''اللہ خیر'' طیبہ بولی۔

ٹھک ٹھک ٹھک! کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ یہ کون ہے طیبہ نے سوچا اور دروازہ کھول دیا۔ باہر چند فلسطینی جوان تھے۔

''السلام علیکم''۔ ''وعلیکم السلام'' ''آپ نے دھماکے کی آواز سنی ہے۔'' ''جی ہاں یہ کیسا دھماکہ تھا؟''۔ ''صالحہ نے یہودی فوجیوں کے کیمپ پر اپنے جسم سے بندھے بم سے حملہ کر کے ۸ یہودیوں کو واصل جہنم کر دیا۔''

''یہ کیا کہہ رہے ہو''، طیبہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی۔ ''ہم ابھی وہاں سے ہی آرہے ہیں آپ کو صالحہ کا کارنامہ بتانا چاہتے تھے۔'' طیبہ کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے۔

مغرب کی اذان کا وقت ہو گیا تھا، مسجد سے اعلان ہو رہا تھا نماز کے بعد یونس کی بیوی صالحہ اور بیٹی شیماء کا جنازہ ہوگا۔''

طیبہ کے کانوں میں صالحہ کے الفاظ گونجنے لگے ''امی شیماء مجھ سے جدا تو نہیں ہوئی۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے لیکن اس بار اس کے آنسوؤں میں غم کے ساتھ خوشی کی آمیزش تھی۔

امّت کی مائیں

اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

ملا معاویہ حنفی

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ اقدس میں تشریف فرماتھے، حضرت ہالہ (اخت خدیجہ طاہرہ) ملنے کے لئے آئیں۔ پہلے قاعدے کے مطابق اجازت طلب کی، ان کی آواز ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی جلتی تھی۔

کانوں میں آواز پڑی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدیجہ یاد آگئیں اور قدرے جھجک گئے۔

فرمایا: ''ہالہ ہوں گی''

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ موجود تھی، انہیں بہت رشک ہوا بولیں: ''آپ بھی کیا ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں جو مر چکیں اور خدانے آپ کو ان سے اچھی بیویاں دے دیں''

استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''ہرگز نہیں، جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی مددگار نہیں تھا تو انہوں نے میری مدد کی اور میری اولاد انہی سے ہوئی۔''

یہ زبان نبوت سے اپنی محبوب ترین بیوی کے لئے عظیم خراج تھا جو انہی کے حصے میں آیا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ تھیں ہی اس قابل کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس طرح کا عظیم الشان خراج تحسین ملتا۔

خدیجہ نام تھا، ام ہند کنیت اور طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یوں چلتا ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسد، بن عبدالعزیٰ بن قصی، قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ واقعہ فیل سے 15 برس قبل پیدا ہوئیں۔ بچپن ہی سے نہایت پاکیزہ اخلاق والی، عقل سلیم رکھنے والی، متین وفہیم اور ہمت وحوصلہ مندی میں ممتاز تھیں۔ آپ کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے ہوا، انکے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے نکاح میں آئیں۔ جب عرب کی مشہور لڑائی حرب الفجار چھڑی تو اس میں حصہ لینے کے لیے آپ کے والد اور شوہر دونوں شریک ہوئے اور مارے گئے۔ دونوں تجارت پیشہ تھے اور گھر کی گزر بسر کا دارومدار اسی پر تھا۔ باپ اور شوہر کی موت کے بعد حضرت خدیجہ کو سخت دقت ہوئی چناں چہ اپنے عزیزوں میں سے کسی کا انتخاب کر کے اس کے ہاتھ مال تجارت بھجواتیں...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ودیانت اور صداقت شعاری کے چرچے ان دنوں مکہ میں عام تھے، آپ صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے، ایک مرتبہ حضرت خدیجہ نے اسی شہرت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول اللہ کو پیغام بھجوایا کہ ان کا مال تجارت لے جائیں۔ میں آپ کو دوسروں کی بہ نسبت دگنا معاوضہ دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا اور مال تجارت لے کر حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اس سال کا نفع بھی گزشتہ سالوں کی بہ نسبت دوگنا ہوا۔

حضرت خدیجہ بیوہ تھیں، آپ کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے قریش کو گرویدہ بنالیا تھا، بہت سے لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ حضرت خدیجہ سے نکاح کرلیں، لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے سفرِ تجارت سے واپس لوٹے تو حضرت خدیجہ نے نفیسہ بنت مینہ کے ذریعے پیغام نکاح بھیجا۔ حضور نے قبول فرمایا اور نکاح کی تاریخ متعین ہوگئی۔ متعین تاریخ کو ابوطالب، حضرت حمزہ اور دیگر روسائے خاندان جمع ہوکر حضرت خدیجہ کے مکان پر گئے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے خاندان کے کچھ افراد کو بلا بھیجا تھا۔ چنانچہ ان سب کی موجودگی میں ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، عمرو بن اسد کے مشورے سے 500 طلائی درہم مہر مقرر ہوا۔ اس طرح خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول بن کر پوری امت کی قابل تعظیم مقدس ماں بن گئیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 25 برس اور ام المؤمنین کی عمر 40 سال تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت و رسالت سے سرفراز ہوئے تو الوہی پیغام سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو سنایا، انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔ اس طرح اس دنیا میں رسول اللہ پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں طبقہ نسواں نے سبقت حاصل کرلی۔

صحیح بخاری میں باب بداء الوحی میں یہ پورا واقعہ حضرت عائشہ ام المؤمنین سے مروی ہے:

جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور جبرئیل امین نے غارِ حرا میں آکر آپ کو جھنجھوڑ کر کہا:

''پڑھ! اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا۔''

''جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا''

''پڑھ! تیرا خدا کریم ہے''

تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جلال الٰہی سے لبریز ہوگئے۔ ایک طبعی خوف سا طاری ہوا، جلدی گھر واپس تشریف لے گئے، زوجۂ محترمہ سے فرمایا

''مجھے چادر اڑھادو''

''مجھے چادر اڑھادو''

پھر جب جلال وہیبت الٰہی کم ہوا تو سارا واقعہ اپنی زوجۂ محترمہ کو کہہ سنایا اور کہا

''مجھے ڈر ہے''

ام المؤمنین حضرت خدیجہ نے جواب میں جو تسلی آمیز تاریخی الفاظ کہے وہ آج بھی دلوں میں گداز پیدا کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا

''آپ متردد نہ ہوں...... خدا آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑے گا...... اس لئے کہ! آپ صلہ رحمی کرتے ہیں...... بے کسوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں...... مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں''

حضرت خدیجہ نے صرف نبوت ورسالت کی تصدیق نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معین ومددگار اور غم خوار بھی ثابت ہوئیں۔ جب آپ کو حکمِ الٰہی ہوا کہ اٹھئے اور دین کی دعوت کو عام کیجئے تو قریش مکہ کو برسوں سے گھڑے ہوئے عقائد کی عمارت زمین بوس ہوتی نظر آتی، چناں چہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں رخنے ڈالنے شروع کردیئے، کل تک جو لوگ آپ کو دل وجان سے صادق وامین کہہ کر مخاطب کرتے آج وہی آپ کو کاذب کہنے لگے۔ جب کبھی قریش کی پیہم مخالفت سے رنجیدہ خاطر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو حضرت خدیجہ کے پاس آکر غم کا بوجھ ہلکا ہوجاتا۔ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتیں اور مشرکین کے معاملے کو نہایت ہلکا کر کے پیش کرتیں۔

سن 7 ہجری میں جب قریش نے اپنے زعم میں اسلام کو ختم کرنے کی سازش کرلی اور اہل ایمان کو شعب بنی ہاشم میں محصور کردیا تو حضرت خدیجہ بھی ہمراہ تھیں۔ تین سال تک اس گھاٹی میں مشقت، صعوبت اور تکلیف برداشت کی۔ یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ محصورین کو درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارہ کرنا پڑا، لیکن اپنے شوہر نامدارؐ کے ہمراہ اللہ کی راہ میں یہ ساری سختیاں برداشت کیں اور اُف تک نہ کی۔

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے کہ حضرت خدیجہ آئیں، کہنے لگے ان کو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنادیجئے جو موتیوں کا ہوگا اور جس میں شور وغل بالکل نہیں ہوگا۔

حضرت خدیجہ کو رسول اللہ سے بے حد محبت تھی، باوجود اس بات کہ وہ خود صاحب حیثیت اور مالدار تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خود کیا کرتی تھیں۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

عائشہ اکرام

مائیں جن کے بیٹے نامور ہوئے

عالیہ بنت شریک: امام دارالہجرت حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ ہیں، بڑی عاقلہ، فاضلہ خاتون تھیں، انہوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی، جب امام مالک نے ان سے علم حاصل کرنے کی خواہش کی تو اس نیک خاتون نے اپنے بیٹے کو علماء کا لباس پہنایا اور کہا ”ربیعہ کی مجلس میں جاؤ اور ان کے علم سے پہلے ان کے اخلاق و آداب سیکھو۔“

والدہ سفیان بن عیینہ: حضرت سفیان بن عیینہ ہلالی رحمہ اللہ جلیل القدر تبع تابعی، عالم اور امام شافعی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ اگر مالک و سفیان نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہوگیا ہوتا۔ ان کی والدہ نے جس انداز میں اپنے بیٹے کو تعلیم دلائی وہ آج کی ماؤں کے لئے قابل مثال اور قابل تقلید ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

”پیارے بیٹے! تم علم حاصل کرو، میں کتائی کر کے تمہاری ضرورت پوری کروں گی۔ بیٹے! جب تم دس حدیثیں لکھ لو (پڑھ لو) تو اپنے بارے میں غور کرو اور دیکھو کہ چال چلن میں تحمل اور وقار کا اضافہ ہوا ہے کہ نہیں، اگر یہ باتیں نہ دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ علم تمہارے حق میں بہتر نہیں“...... والدہ کی خصوصی توجہ اور نصیحت کے مطابق امام ابن عیینہ نے 78 سے زائد علماء و تابعین سے روایت کی اور ان کا شمار علمائے حدیث میں ہوا۔

والدہ امام اوزاعی: شیخ الاسلام امام اوزاعی کا نام عبدالرحمٰن بن عمر بن محمد اوزاعی ہے۔ ان کا فقہی مسلک تیسری صدی تک جاری رہا۔ اسی ہزار مسائل کے جوابات زبانی دیے۔ عالم ربانی تھے، یہ سب ان کی والدہ ماجدہ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ ان کے احوال میں لکھا ہے کہ بعلبک میں پیدا ہوئے، اپنی ماں کی گود میں یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور ماں نے جیسا ادب سکھایا سلاطین بھی اپنی اولاد کو ایسا ادب سکھانے میں قاصر رہے۔

والدہ امام شافعی: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا نام محمد بن ادریس بن عباس ہے، والدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہے۔ امام صاحب کے والد کا انتقال بعض مورخین کے مطابق ان کی پیدائش سے پہلے ہی ہوگیا تھا۔ امام شافعی کا اپنا بیان ہے کہ میں یتیم تھا، میری والدہ کفالت کرتی تھیں، میں ملک شام کے شہر غزہ میں پیدا ہوا اور دو سال کی عمر میں مکہ آیا۔ میں علماء کی مجلس میں احادیث اور مسائل سن کر زبانی یاد کر لیتا تھا، میری والدہ کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے تھے کہ کاغذ خرید کر اس پر لکھ سکوں۔ یمن کا سفر درپیش ہوا تو میری ماں کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ سفر کی تیاری کر سکوں اس لئے ماں کی ایک چادر سولہ دینار میں رہن رکھ کر سامانِ سفر مہیا کیا۔

والدہ امام احمد بن حنبل: حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی والدہ کا نام صفیہ بنت میمونہ بنت عبدالملک تھا۔ امام صاحب تین سال کی عمر میں یتیم ہوگئے تھے۔ امام صاحب کی والدہ نے اپنے بیٹے کو بہت پیار اور محبت سے پالا، حتی کہ امراء بھی رشک کرنے لگے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت پر اتنا خرچ کرتے ہیں مگر نامراد رہتے ہیں لیکن یہ احمد بن حنبل یتیم بچہ ہے اور کتنا اچھا چل رہا ہے۔ یہ تعلیم و تربیت ہی تھی کہ احمد بن حنبل ”امام احمد بن حنبل“ بن گئے۔

والدہ امام بخاری: صاحب بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ بھی یتیم تھے، ان کی والدہ نے اپنے فرزند ارجمند کی تعلیم و تربیت میں پوری توجہ صرف کی۔ انہوں نے بچپن میں ہی حضرت عبداللہ بن مبارک کی کتابیں زبانی یاد کرلیں۔ امام ذہبی نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، اپنے شہر میں احادیث پڑھنے کے بعد اپنی ماں اور بہن کے ساتھ علمی سفر پر نکلے۔ امام بخاری کی تصانیف میں الجامع الصحیح اور التاریخ الکبیر شاہ کار ہیں اور یہ ان کی والدہ ماجدہ کا فیض ہے کہ ان کا یتیم لڑکا امیر المؤمنین فی الحدیث کے مرتبہ کو پہنچا۔

پیارے پیارے نام

ام بریرہ

لڑکوں کے نام:

جَمِیْل — صاحب جمال، خوب رُو۔
جَعْفَرْ — چھوٹی نہر۔
حَارِث — جمع کرنے والا، کام کرنے والا، شیر کی کنیت
حَبَّان — محبوب
حَازِمْ — صاحب ہمت

لڑکیوں کے نام:

جِنَان — گھنے درختوں والا باغ، جنت کی جمع
جَلِیْلَۃ — بڑی شان والی
جَوْھَرَۃ — قیمتی موتی
جُوَیْرِیَۃ — ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ رسول کا نام
حَسِیْبَۃٌ — شریف حسب نسب والی

ٹی وی

اقبال کے کلام سے اقتباس عنوان کی ترمیم کے ساتھ

وہی بت فروشی، وہی بت گری ہے
ٹی وی ہے یا صنعت آزری ہے
وہ صنعت نہ تھی، شیوۂ کافری تھا
یہ صنعت نہیں، شیوۂ ساحری ہے
وہ مذہب تھا اقوام عہد کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی، یہ دوزخ کی مٹی
وہ بت خانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

انتخاب: اُمِّ طلحہ، پنڈی گھیپ

حقوقِ زوجین

اُمِّ لائبہ
احسن آباد، کراچی

گزشتہ سے پیوستہ کالم میں لکھا تھا کہ آج کل اکثر پڑھی لکھی بہنیں، عالمات، حافظات عموماً.......... اور اسکول کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی بہنیں خصوصاً والدین کی خدمت نہیں کرتیں۔ سوچا کیوں نہ آج اس کالم میں حقوقِ زوجین وغیرہ لکھ دوں کیونکہ اکثر بہنیں ان کے حقوق میں بھی کوتاہی کرتی ہیں۔

حقوق زوجین میں سے شوہر کے ذمہ حقوق یہ ہیں: اپنی وسعت کے موافق اس کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے، اس کو مسائل دینیہ سکھاتا رہے اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے، اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے، اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر وسکوت کرے، اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو اعتدال سے کرے۔

زوجہ کے ذمے یہ حقوق ہیں: اس کی اطاعت، ادب وخدمت اور دلجوئی پورے طور سے بجالائے البتہ غیر مشروع امر میں عذر کردے، اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے، اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے، اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب وتعظیم سے پیش آئے۔

اس کے علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی کچھ حقوق ہیں: مسلمان بھائی کی لغزش کو معاف کرے، اس کے عیب کو چھپائے، اس کے عذر کو قبول کرے، اس کی تکلیف کو دور کرے، ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے، اس کی حفاظت کرے، اس کے ذمے داریوں کی رعایت کرے، بیمار ہو تو عیادت کرے، مرجائے تو جنازے میں حاضر ہو، اس کی دعوت قبول کرے، اس کا ہدیہ قبول کرے، اس کے احسان کی مکافات کرے، اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے، موقع پڑنے پر اس کی نصرت کرے، سفر وغیرہ کی صورت میں اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے، اس کی حاجت روائی کرے۔ اس کی درخواست کو سنے، اس کی جائز سفارش قبول کرے، اس کی مراد سے اس کو ناامید نہ کرے۔ اگر باہم اتفاقاً کچھ رنج ہوجائے تو تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے، اس پر بدگمانی نہ کرے، اس پر حسد وبغض نہ کرے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر امکان کرے۔ اس کی غیبت نہ کرے اور یاد رکھنا چاہئے جن لوگوں کے حقوق اوپر مذکور ہوچکے ہیں ان میں تو سب ہی شریک ہیں اور جن میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو ان کے حقوق اور بھی زیادہ ہوجاتے ہیں۔ مثلاً: ہمسایہ کہ اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے، اس کے اہل وعیال کی عزت کی حفاظت کرے، وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔

علماء نے کہا ہے کہ جیسے حضر میں ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں یعنی رفیق سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیت ہوگئی ہو، حدیث میں ایک کو جار مقام اور دوسرے کو جار بادیہ فرمایا ہے اس کا حق بھی مثل ہمسایہ حضر کے ہے اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے، بعض لوگ سفر ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں یہ بہت بری بات ہے۔ اسی طرح جو دوسروں کا دست نگر ہو، جیسے یتیم وبیوہ یا عاجز وضعیف یا مسکین وبیمار ومعذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں، ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا، ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کرنا، ان لوگوں کی دلجوئی وتسلی کرنا، ان کے حاجت وسوال کو رد نہ کرنا۔

مہمان کے یہ حقوق ہیں: آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جاتے وقت کم از کم دروازہ تک آنا، اس کے معمولات وضروریات کا انتظام کرنا جس سے اس کو راحت پہنچے، تواضع وتکریم ومدارات کے ساتھ پیش آنا بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا، استطاعت ہو تو ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر متوسط درجے کا تکلف کرنا مگر اتنا ہی کہ جس میں اپنے کو تردد ہو، نہ اس کو حجاب ہو اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمانداری کرنا اتنا تو اس کا حق ہے اسکے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے نہ زیادہ ٹھہر کر، نہ بے جا فرمائشیں کر کے، نہ اس کی تجویزِ طعام ونشست وخدمت وغیرہ میں دخل دے کر۔

اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب ومحارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ جس سے دوستی کرنا ہو اول اس کے عقائد واعمال ومعاملات واخلاق خوب دیکھ بھال کرلے اگر سب امور میں اس کو مستقیم وصالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے۔ صحبت بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدے سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے البتہ جس سے دوستی کرے پھر اپنی جان ومال سے بھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے، کوئی امر خلاف مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے، اگر اتفاقاً شکر رنجی ہوجائے فوراً صفائی کرلے اس کو طول نہ دے، دوستوں کی شکایت بھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائیں۔ اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کریں۔ نیک مشورہ سے بھی دریغ نہ کریں، اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سنے اور اگر قابل عمل ہو تو قبول کرلے۔

تو میری محترم بہنو!

ہماری شریعت کا کمال یہ ہے کہ اس نے انسانی معاشرت ومعاملات کے ادنی ادنی موقعوں تک کی رہنمائی ایسے لطیف انداز میں کردی ہے کہ اس پر عمل کرنے والی امت کو مثالی معاشرہ قائم کرنے میں کوئی ادنی رکاوٹ نہیں ہوسکی، ہاں دوسرے کے حقوق کے علم اور پھر دل پر ہاتھ رکھ کر ان پر عمل کا مسئلہ ہے، اگر اس پر آج کے مسلمان تیار ہوجائیں تو ان کی نظریں دوسری تہذیبوں کی طرف نگاہِ غلط کے طور پر بھی نہ اٹھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کی رکھنے توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: امت کی مائیں

اسی بچی خدمت کا صلہ تھا کہ ایک دن حضرت جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا

''خدیجہ برتن میں کچھ لارہی ہیں، آپ ان کو اللہ کا اور میرا اسلام پہنچا دیجئے''

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خدیجہ سے بے انتہا محبت تھی۔ ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی حالاں کہ حضرت خدیجہ عمر میں تقریباً پندرہ سال بڑی تھیں۔ اس محبت کی ایک معمولی مثال یہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد عمر بھر آپ کا معمول رہا کہ گھر میں جب کوئی جانور وغیرہ ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے گھروں میں گوشت بھجواتے تھے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ''میں نے حضرت خدیجہ کو دیکھا نہیں لیکن مجھ کو جس قدر رشک ان پر آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کردیا لیکن آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے ان کی محبت دی ہے۔''

رسول اللہ علیہ وسلم کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی کے ایک ایک ورق سے ظاہر ہے۔ ابن ہشام میں ہے:

''وہ اسلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچی پیروکار تھیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے ہی ہوئی۔ چار صاحبزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم اور دو صاحبزادے قاسم اور عبداللہ جو طیب وطاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت خدیجہ اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں اور ان کی پرورش کے لئے سلمہ نام کی لونڈی مقرر کر رکھی تھی جو انہیں کھلاتی پلاتی اور نگہداشت کرتی۔

حضرت خدیجہ نکاح کے بعد **25** سال زندہ رہیں اور **11** رمضان **10** نبوی میں (ہجرت سے تین سال قبل) انتقال فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غم گسار بیوی کو داعی حق کے سپرد کیا۔

اللہ ہماری اماں جان کی قبر مبارک پر کھربوں رحمتیں نازل فرمائے۔

حق مُنتظ
ہے فرض اد
کرنے کا

اُم حسان احمد کراچی

شادی کا نام ذہن میں آتے ہی دلہن کا زرق برق لباس اور کھنکتے زیورات کا تصور آتا ہے اور پھر عیش ونشاط میں مخمور دن ورات مگر ساتھ ہی یہ بندھن حقوق و فرائض کے ادا کرنے کی ابتدا بھی ہے اصل زندگی جو عمل پذیر ہوتی ہے وہ شادی کے بعد کی زندگی ہے، ہم نے جو کچھ ماں باپ، بہن بھائیوں سے سیکھا معاشرے سے سیکھا اس پر عمل درآمد کا موقع اب آتا ہے، صرف پڑھ لینا دیکھ لینا اور سیکھ لینا اچھے برے کی پہچان کر لینا پہلے کی زندگی میں تھا اب اصل امتحان ہے صرف لڑکی کا نہیں مرد کو بھی اس امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔

لڑکی جب بہو بنے تو اسے یہ سوچنا اور عمل کرنا ہے کہ اس کا شوہر پورے کا پورا اس کا نہیں ہے وہ کسی کا بیٹا بھی ہے ماں باپ کا حق ادا کرنے میں ایک اچھی بیوی اپنے شوہر کی معاون ومددگار ثابت ہوتی ہے، یہی نہیں لڑکی ایک بھابھی بھی ہوتی ہے اپنے شوہر کو اس کے بہن بھائیوں سے متنفر کر کے صرف اپنا گرویدہ بنا لینا دانشمندی نہیں بلکہ اُسے چاہئے کہ ایسے وقت میں جبکہ بہنیں یہ محسوس کریں کہ ہمارے بھائی کی توجہ ہم سے ہٹ رہی ہے بھائیوں کی محبت بوجہ مصروفیت کم ہو رہی ہے شوہر کا ساتھ دینا چاہئے۔ نئی نویلی دلہن کے آجانے سے مرد کی عقل پر وقتی طور پر پردہ پڑ جاتا ہے لہٰذا اس پردے کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے بلکہ شوہر کو یاد دلائے کہ تمام رشتوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے، زندگی اکیلے نہیں گزر سکتی۔ بھانجے بھانجیاں بھتیجے بھتیجیاں ان سب کا بھی حق ہے۔ ایک نئی بننے والی ممانی کو یا چچی کو یہ نہیں سوچنا کہ میری محبت کے حق میں کمی آرہی ہے بلکہ بچے تو خود محبت کے بھوکے ہوتے ہیں یہ سچا پیار کرتے ہیں ان سے محبت کرے گی تو شوہر کے دل میں سچی محبت پیدا ہوگی۔ لڑکی اگر نند ہے تو اسے سوچنا ہے کہ بھائی کی محبت تمام کی تمام اس کی نہیں، محبت کے درجے ہوتے ہیں، بہن کی محبت جو بھائی کے دل میں ہے اس کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا، بھائی نے نئی زندگی شروع کی ہے تو مصروفیت کی وجہ سے وقتی طور پر دوری آسکتی ہے مگر دل سے محبت ختم نہیں ہوتی، یہ خوب سوچ لیں کہ بیوی کے منہ سے بہن کے متعلق ایک لفظ نہیں سن سکتا بھائی۔ بیوی کا رشتہ بے شک نازک وکمزور ہے مگر بہن کا نہیں یہی حال بھائی کا ہے خون کے رشتے کبھی نہیں ٹوٹتے۔ عورت اگر ساس ہے تو اس کو سوچنا ہے کہ اس کا بیٹا اب نئی زندگی شروع کر رہا ہے اس کی محبت قطعی طور پر تقسیم نہیں ہو رہی وہ تو ایک دوسرے درجے پر پہنچ کر اپنا فرض ادا کر رہا ہے، بیٹا اگر کچھ وقت بیوی کو دے رہا ہے تو یہ اس کا فرض ہے جو ادا کر رہا ہے ماں کو ساتھ دینا چاہئے بیٹے کا، جس طرح ایک عورت ماں، بہن، بیٹی، ساس، بہو، نند، بھانجی، بھتیجی ہے، اسی طرح ایک مرد بھی بیک وقت شوہر، بیٹا، سسر، باپ، بھائی، داماد، بھانجہ، بھتیجہ ہے۔ تو مرد وعورت کو ہر رشتہ سے اپنے فرائض ادا کرنے ہیں۔ ہر رشتہ کے درجے کے حساب سے اپنی محبت کا فرض ادا کرنا ہے۔ ایک بیوی اپنے شوہر کو بھائی کی طرح نہیں عزیز رکھ سکتی، باپ کی طرح نہیں چاہ سکتی، بیٹے کی شفقت اس کو نہیں دے سکتی، بھانجے، بھتیجے کا پیار اس پر نہیں جتا سکتی، یہ خلافِ فطرت ہے تو پھر ہم یہ کیوں سوچتے ہیں کہ محبت بٹ گئی، توجہ بٹ گئی؟ اسی طرح شوہر بیوی سے بہنوں والا رویہ نہیں رکھ سکتا، ماں کا احترام نہیں دے سکتا، بھائی کی طرح محبت نہیں نچھاور کر سکتا، اس کو بیٹی کی طرح شفیق نظروں سے نہیں دیکھ سکتا، یہ خلاف فطرت ہے، اگر ان میں سے ایک کی محبت کی جھلک بھی بیوی شوہر سے یا شوہر بیوی سے جتائے تو دونوں کو برا معلوم ہوگا کیونکہ تمام رشتوں کے درجے اپنی اپنی جگہ ہیں، ان کی محبتیں اپنی اپنی جگہ ہیں، شوہر کا درجہ ایسا ہے کہ اسے کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا، جھٹلا نہیں سکتا، وہ اپنی جگہ مقدم ہے اور بیوی کا درجہ اپنی جگہ مقدم ہے۔ جب ہم اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں تو ہمیں خود بہ خود اپنے حقوق مل جاتے ہیں ضرورت صرف اپنے دل کو بڑا کرنے کی ہے اور اللہ پر کامل یقین رکھنے کی ہے کہ اللہ کسی کا حق ضائع نہیں کرتا۔ حق منتظر ہوتا ہے کہ کب بندہ فرض ادا کرے اور کب میں اس کو مل جاؤں۔

امریکی معاشرے پر ایک نظر

امریکی معاشرہ بنیادی طور پر ایک خودغرض معاشرہ ہے۔ وہاں انسانی رشتوں اور سماجی تعلقات کی کوئی اہمیت نہیں، خاندان جس کا کلیدی کردار ازدواجی زندگی ہے ناپید ہو کر رہ گیا، شادیاں بہت کم ہوتی ہیں جو ہوتی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ سات سال تک چلتی ہیں۔ جو خاندان بچ گئے ہیں ان میں بھی ملازمتوں کی تلاش میں نقل مکانی بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ امریکا جہاں ایک علاقہ دوسرے علاقے سے بہت دور ہے وہاں یہ حال ہے کہ میاں صاحب ایک ریاست میں ہیں تو بیوی صاحبہ دوسری ریاست میں ملازمت کرتی ہیں اور بیٹا کسی تیسری ریاست میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ خاندان کا ملاپ بہت بہت مشکلوں سے کہیں تعطیلات کے دوران ہوتا ہے، پڑوسیوں سے تعلق ختم ہو گیا ہے۔ اس آزاد معاشرے میں چوں کہ تعلق غرض کی پیداوار ہوتا ہے نا کہ محبت پر لہٰذا معاشرے میں پڑوسی سے ہمدردی اور تعلق بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اسی لئے اگر کوئی امریکی ملازمت سے بے روزگار ہو جائے تو اب اس کی کفالت نہ حکومت کرتی ہے، نہ ہی خاندان، نہ ہی رشتہ دار، اور نہ ہی پڑوسی، امریکی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز مٹ گیا ہے۔ عورتیں بھی مردوں کی طرح ملازمتیں تلاش کرتی ہیں۔ عورت جس کا مرکز گھر اور خاندان تھا اب مرد کی طرح سرمایہ دارانہ کمپنیوں کی نوکرانی ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ ہے امریکی معاشرے کی ایک جھلک جہاں کے متعلق ہر ماں اپنی آنکھوں میں خواب سجائے رکھتی ہے کہ میرا پوت پڑھ لکھ کر امریکا جائے اور ڈھیر سارے ڈالر کما کر بھیجے چاہے اس کا دین ایمان چلا جائے۔

(مرسلہ: بنت صالح حیدرآباد)

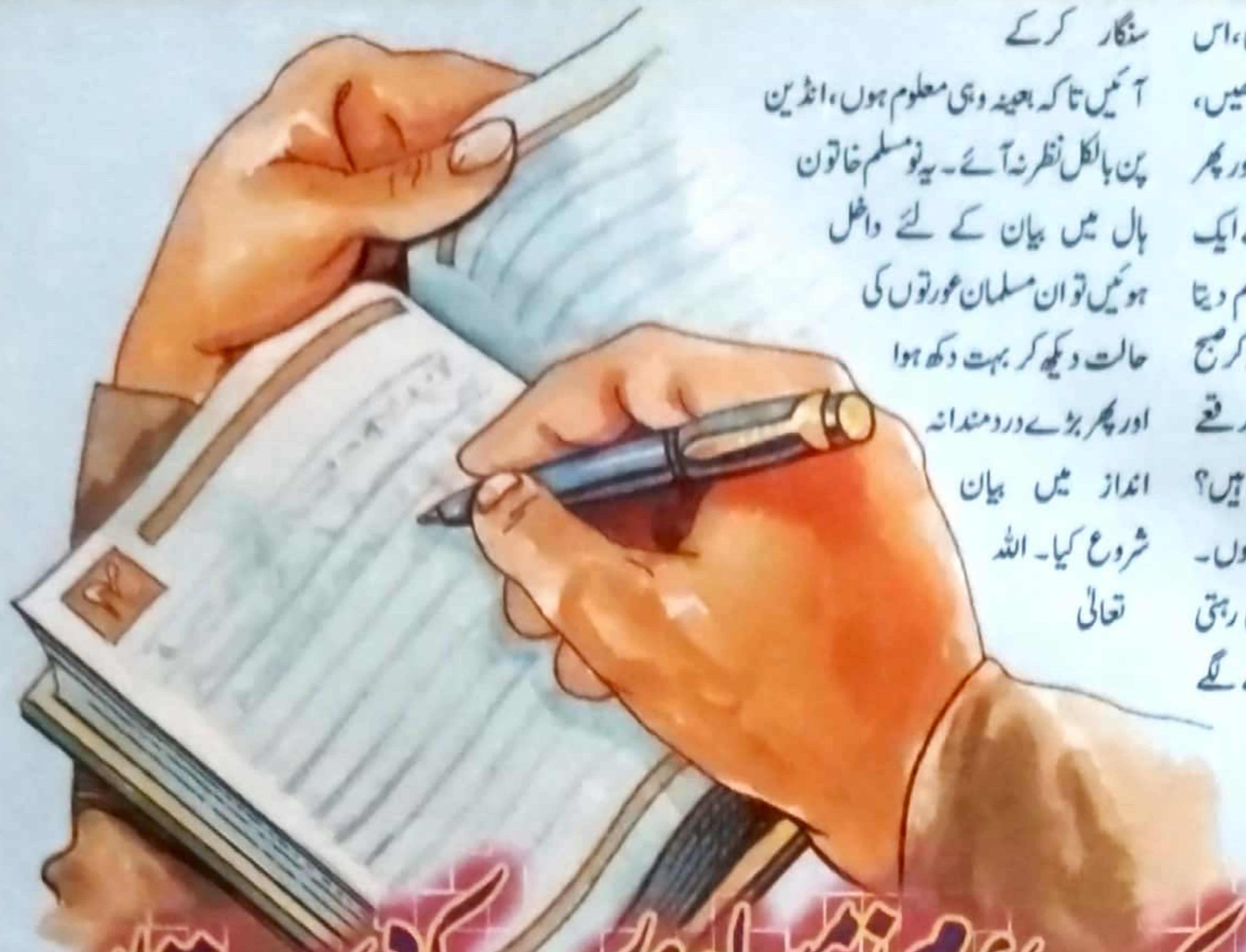

ایک پرعزم نومسلم عورت کی داستان

امریکا کے اندر ایک خاتون کسی محکمہ میں سیکریٹری تھی، اس نے یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے متعلق کتابیں پڑھیں، اسے اسلام سمجھ آیا وہ اسلامک سینٹر گئی اور کلمہ پڑھ لیا، اور پھر مسلمانوں سے پوچھا کہ بتاؤ اسلام کیا کہتا ہے؟ اسے ایک بات بتلائی گئی کہ اسلام عورت کے لئے پردے کا حکم دیتا ہے۔ تو اس نے اُسی رات برقعہ سلوایا اور برقعہ اوڑھ کر صبح اپنے آفس چلی گئی، سب لوگ اسے دیکھ کر گھبرا گئے کہ برقعے والا کون آگیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا میں فلاں عورت ہوں، میں مسلمان ہوگئی ہوں۔ تو انہوں نے پوچھا کہ کیا مسلمان عورتیں برقعے میں رہتی ہیں؟ اس نے کہا ہاں برقعے میں رہنا چاہئے۔ وہ کہنے لگے امریکا میں بہت سی عورتیں مسلمان ہیں مگر وہ تو عیسائی عورتوں کی طرح بغیر پردے کے پھرتی ہیں اور اگر اسلام میں پردہ ہوتا تو یہ ساری عورتیں پردہ کرتیں؟ اُس نے جواب دیا کہ مسلمان ہوکر جو عورت اپنے پروردگار اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات نہ مانے تو میں کیا کروں؟ میں اپنے پروردگار کے حکم اور جس نبی کو مانا ہے اُسی کے طریقے پر رہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھے اس حال میں ملازمت میں نہیں رکھ سکتے۔ اس نے کہا کہ روزی دینے والے تم نہیں ہو، روزی دینے والا اللہ ہے۔ جب آدمی سیدھی راہ پر چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستے کھول دیتے ہیں، اس کے بعد اس کو ملازمت سے برطرف کردیا۔ اس خاتون نے پردے کی خاطر ملازمت کو ٹھکرا دیا لیکن پردہ ترک کرنا گوارا نہ کیا۔

وہ عورت جرمنی کی رہنے والی تھی گوری نسل سے لیکن رہائش امریکا میں رکھی ہوئی تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ حج پر گئی، وہ بڑے ادب کے ساتھ بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر دعا مانگتی: اے اللہ! میں جرمنی کی رہنے والی عیسائی عورت تھی کہاں میں، کہاں تیرا گھر یہ تیرا ہی کرم ہے اور تیرا ہی فضل ہے میں عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی اور آج تیرے دربار میں ہوں۔ اس طرح وہ ایمان کی دولت کے ملنے پر شکر کی وجہ سے روتی رہتی۔ جب وہ مدینہ منورہ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑی ہوکر اس نے روتے ہوئے کہا کہ میں آپ کی امت میں ہوں اور آپ کے فکر وغم اور درد کو لے کر میں جارہی ہوں اور اس کو دنیا میں پھیلاؤں گی۔ اس کے بعد ہندوستان اور پاکستان آکر اُس نے نماز اور قرآن سیکھا۔ اس دوران اس نے ایک کالی نسل کے نومسلم شخص سے شادی کرلی اور پھر تبلیغ میں اپنے شوہر کے ساتھ نکل گئیں، مرکز والوں نے ان کی تشکیل علی گڑھ یونیورسٹی میں کردی اب وہاں پر جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ لڑکے، لڑکیاں اور استانیاں سب ماڈرن ٹائپ کی اور فیشن ایبل تھیں۔ جب انہیں پتہ چلا کہ یہاں امریکن نسل اور وہ بھی سفید فام کی عورت آئی ہے، جس کا بیان ہوگا تو وہ سب بن ٹھن کر آئیں، بالکل یورپین اسٹائل بناؤ سنگار کرکے آئیں تاکہ بعینہ وہی معلوم ہوں، انڈین پن بالکل نظر نہ آئے۔ یہ نومسلم خاتون ہال میں بیان کے لئے داخل ہوئیں تو ان مسلمان عورتوں کی حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور پھر بڑے دردمندانہ انداز میں بیان شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی اور بتایا کہ قیامت آنے والی ہے، مرکر پھر زندہ ہوں گے، جنت کی خوشخبریاں اور جہنم کی ہولناکیاں اور یہ

اخت حافظ احسان احمد

ساری باتیں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیں اور بیان کرنے کے بعد اس نے یہ کہا کہ آپ ساری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو ماننے والی ہو اور آپ سب کی زندگیاں کیسی ہیں؟ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں اور لہجہ اور وضع قطع کیسی اختیار کی ہوئی ہے؟ یہ جو تمہاری زندگی ہے پہلے میری بھی یہی تھی میں نے اس زندگی پر تھوک دیا اور لعنت بھیج کر سیدھی راہ پر آئی ہوں، تم ہمارے تھوک کو چاٹ رہی ہو، یہ زندگی ہمارا تھوک ہے۔ ہم گندی زندگی کو چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر آئے اور سکون ہی سکون پایا۔ یہ بات اس نے اتنے زور سے کہی کہ جن لڑکیوں کے دوپٹے گلے میں تھے وہ سروں پر آنا شروع ہوگئے، لڑکیوں اور تمام ٹیچروں نے سر ڈھانپ لئے اور اٹھ کر عہد کیا کہ آئندہ یہاں روزانہ نماز پڑھی جائے گی اور تلاوت قرآن پاک ہوگی۔ بیان کرکے وہ خاتون چلی گئیں، ان لڑکیوں میں کچھ جو دیندار گھرانے کی تھیں وہ حیران رہ گئیں کہ ہماری یونیورسٹی کی لڑکیوں پر بیان کیسا اثر کرگیا؟ ہم تو ان لڑکیوں سے مایوس ہوگئی تھی۔ اب انہی لڑکیوں کو دیکھ کر تو دل اتنا خوش ہوتا ہے اور دل سے اس نومسلم عورت کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ اس نے اپنے نامۂ اعمال کو کس قدر روشن کرلیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین)

اک دیپ

ہم کو تو اپنا بھی سراغ ملتا نہیں
تیرگی میں ساتھ چلے وہ چراغ ملتا نہیں
تیرے ہی چرچے تھے چہار سو، کوبہ کو لیکن
کھو بیٹھے ہم، اب وہ دیار ملتا نہیں
کیا اپنی جانوں پہ اتنا ظلم ہم نے کہ اب
گرد اپنے اندھیرے کے سوا کچھ ملتا نہیں
جو چاہیں کوئی روشنی، کوئی اجیالا تو ہمیں
اک دیپ ''اللہ''! تیرے نام کے سوا ملتا نہیں
جو کہنے لگے رب سے اپنے جی کی بات بنت
رکنے کو جی چاہتا نہیں، پل بھر کو قلم تھمتا نہیں

بنت عبدالسبحان

فلسطینی ماں

اخت محمد عمر اسلام آباد

درندہ صفت اسرائیلی فوجی گھر کے دروازے کو اپنے بھاری بوٹوں سے پیٹ رہے تھے۔ بوڑھی طیبہ کو خوف سا محسوس ہونے لگا، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی جوانی کا واقعہ گھومنے لگا، جب اسرائیلی درندوں نے اس کے گھر میں گھس کر اس کے لختِ جگر معصوم اسد کو ذبح کر دیا تھا، اس وقت ماں کی ممتا پر کیا گزری تھی، اس کو صرف اللہ تعالیٰ یا طیبہ کا دل جانتا ہے۔ اس وقت اس کا دل شیشے کی طرح چور چور ہو گیا تھا، دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں اور رنگینیوں کے باوجود اس پر تاریک ہو گئی، ہر کوئی اس کو اجنبی اور انوکھا محسوس ہونے لگا تھا، جب بھی فلسطین کی گلیوں میں بادِ صبا چلتی تو وہ اسد کی یاد دلاتی، جب صبح کو پرندے چہچہاتے تو اس کو یوں محسوس ہوتا جیسے یہ اسد پر نوحہ کر رہے ہیں، جب بھی مینہ برستا تو وہ سمجھتی کہ آسمان اسد کی مظلومانہ موت پر آنسو بہا رہا ہے، جب مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوتی تو اسے اسد کی یاد ستاتی، اس کے سامنے سے جب بھی کوئی بچہ گزرتا تو وہ اس کے روپ میں اسد کو دیکھتی، اسد اس کو اتنا غمگین چھوڑ گیا تھا گویا اس نے اس کو زندہ دفن کر دیا۔ یہ غم اس کے ساتھ سائے کی طرح لگ گیا تھا جو اس سے باوجود کوشش کے جدا نہ ہوتا تھا۔

جب اسد کی شہادت کے بعد پہلی عید آئی تو جہاں اور بہت سی فلسطینی مائیں اپنے آنسوؤں سے نخلِ غم کی آبیاری کر رہی تھیں وہاں طیبہ بھی بلک بلک کر رو رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ وقت غم کے زخم کو مندمل کر دیتا ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات کچھ واقعات سے غم تازہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس کا غم بھی کئی دفعہ تازہ ہوا، آج پھر اس کا غم تازہ ہو گیا تھا، لیکن آج اس کے غم کے ساتھ خوف اور دہشت کی آمیزش بھی تھی، اس کا جواں سال بیٹا یونس آج صبح سے باہر گیا ہوا تھا۔ یونس کی بیوی صالحہ، اس کا بوڑھا باپ یوسف اور چار سالہ معصوم خوبصورت شیماء گھر میں تھے۔

دروازے کو ایک بار پھر پیٹا گیا۔ ''یا اللہ خیر'' بوڑھے یوسف نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا، پانچ اسرائیلی فوجی بندوقیں لئے ہوئے اندر داخل ہوئے، ایک فوجی نے یوسف کو گریبان سے پکڑ لیا اور گرج کر پوچھا ''یونس کہاں ہے؟'' ''صبح سے باہر گیا ہوا ہے'' یوسف نے کہا۔ ''جھوٹ بولتے ہو'' دوسرا گرجا۔ ''بیت المقدس کے رب کی قسم سچ کہتا ہوں''۔ ''اس کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ انجام بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ'' ایک اور فوجی چلایا۔ ''واللہ وہ گھر میں نہیں ہے، میری بات پر یقین کرو۔'' ''اچھا سیدھی طرح نہیں مانتے، یہ کون ہے؟'' ایک فوجی نے شیماء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو ہاتھ میں انار لئے ہوئے کھا رہی تھی۔ ''یہ یونس کی بیٹی ہے'' بوڑھی طیبہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ ایک فوجی نے قہقہہ لگایا۔ ''اب پتہ چلے گا کہ گھر سے بھاگ کر چھپنے کا کیا انجام ہوتا ہے''۔ اس نے شیماء کا بازو پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا۔ شیماء نے انار کو زور سے تھام لیا، اس کی معصوم آنکھوں میں خوف نظر آ رہا تھا، وہ دوڑ کر اپنی ماں صالحہ کے پاس جانے لگی۔ ''میں امی کے پاس جاؤں گی۔''

''ادھر آؤ'' یہودی نے اس کو خونخوار نظروں سے گھورا۔ وہ جا کر ماں سے چمٹ گئی اور ان کی طرف یوں دیکھا جیسے اپنی ماں کے پاس آ کر ان سے بالکل محفوظ ہو گئی ہے۔ ایک فوجی آگے بڑھا اور صالحہ سے اس کی لختِ جگر کو چھین لیا۔

''آہ بے بسی'' بوڑھی طیبہ کے منہ سے صرف یہی الفاظ نکلے وہ اور بھی کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہ سکی۔ ایک فوجی نے معصوم شیماء کو دیوار سے لگا دیا اور دوسرے نے بندوق کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ ''امی امی'' وہ چیخنے لگی۔

''خدا کے لئے اس معصوم بچی کو چھوڑ دو'' بوڑھا یوسف بولا۔ ''یہی بچے بڑے ہو کر ہمارے دشمن بنتے ہیں مار دو اس کو'' یہودی بولا۔ صالحہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک فوجی نے گولی اس کے سینے میں پیوست کر دی۔ ''ہائے'' طیبہ نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں خون کا فوارہ ابلا...... معصوم شیماء گر پڑی...... تڑپی اور خون کا رنگین کفن پہن کر ہمیشہ کے لئے سو گئی، انار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا، بوڑھا دادا سسکیاں لیتا ہوا شیماء پر جھک گیا، صالحہ خاموش تھی، لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس کی نظریں اپنی معصوم بیٹی پر جمی ہوئی تھیں، وہ اٹھی اور اس کا ماتھا چوما اس کے معصوم چہرے سے خون آلود بال ہٹائے، اس کے چہرے کو صاف کیا، قریب پڑے انار کو دیکھا اور اٹھا کر چوم لیا، اس نے پھر شیماء کے پاکیزہ خون کو دیکھا، اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ شیماء کے سینے پر گر رہے تھے۔

ظالم یہودی فوجی اب جا رہے تھے، صالحہ نے جاتے ہوئے ان کو معنی خیز نظروں سے دیکھا، اس کی نظروں میں انتقام کی آگ تھی۔ اس کے ہونٹوں میں ہلکی سی جنبش پیدا ہوئی، اب اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکل رہے تھے۔

'صالحہ تم رو کیوں نہیں رہی'' بوڑھی طیبہ نے روتے ہوئے پوچھا ''امی شیماء مجھ سے جدا تو نہیں ہوئی''۔ ''صالحہ وہ تو مر چکی ہے'' طیبہ نے کہا۔ ''نہیں امی وہ زندہ ہے اور میں بھی ان شاء اللہ اس کے پاس چلی جاؤں گی''۔ طیبہ نہ سمجھ سکی صالحہ خاموش ہو گئی۔ اس نے ایک بار پھر شیماء کو پیار کیا۔ اور ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا خود باہر چلی گئی۔

سہ پہر کا وقت تھا، وہ باہر نکلی اور آسمان پر نظر ڈالی، کچھ پڑھا اور پھر بڑے سکون سے چل پڑی، شام کی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ ہوا سے شہیدوں کے خون کی مہک آ رہی تھی، قدس کی فضا غمگین تھی۔ (باقی صفحہ ۴۹ پر)

واضح فرق
صرف چند یوم میں
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866
فیئر فٹنس

ملازمت خواتین کو جنگجو بنا دیتی ہے

طلاق کے مقدمات کے حوالے سے شہرت رکھنے والی برطانوی خاتون وکیل وینسا لائیڈ نے کہا ہے کہ ''ملازمت پیشہ خواتین کی جنگ جو یانہ طبیعت طلاق کا باعث بنتی ہے۔ اس برطانوی وکیل نے کہا ہے کہ چند برس قبل تک عورت کے نام کے ساتھ نرم مزاج، انس ومحبت رکھنے والی اور پیار کرنے والی شخصیت کے الفاظ استعمال کئے جاتے تھے لیکن اب ان کے بدلتے ہوئے رویوں کے باعث انہیں متلون مزاج، سخت اور سردمہر کہا جاتا ہے۔ بعض مردوں کا کہنا ہے کہ ملازمت سے قبل ہماری بیویوں کے پاس گھریلو کاموں کے لئے زیادہ وقت تھا، وہ بہترین مہمان نواز، اور اپنے شوہروں کا خیال رکھنے والی تھیں لیکن ملازمت کے بعد کئی مسائل نے سر اٹھایا ''...... یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کا دائرہ کار بالکل مختلف بنایا ہے اگر دونوں ایک دوسرے کے دائرہ کار میں مداخلت کریں گے تو اس کا نتیجہ خاندان کی تقسیم، محبت کا خاتمہ اور طلاق کی صورت میں برآمد ہوگا۔ ملازمت کے بہانے عورت کی آزادی کا نعرہ لگانے والوں نے عورت کی زندگی اجیرن کردی ہے۔ عورت پر بے شمار ذمہ داریاں آپڑی ہیں۔ صبح سویرے بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنا، گھر کے ضروری کام نمٹانا، اپنے شوہر کو تیار کرکے بھیجنا، خود دن بھر آفس کی ذمہ داریاں پوری کرنا، اسکول سے لوٹنے والے بچوں کے مستقبل کے بارے میں مسلسل فکرمند رہنا، گھر لوٹتے ہی دن بھر ماں کی ممتا سے محروم رہنے والے بچوں کے لڑائی جھگڑے کی خبر گیری کرنا اور پھر شوہر کی خدمت میں مصروف ہوجانا۔ ان ذمہ داریوں نے عورت کی ذہنی، جسمانی، نفسیاتی اور روحانی صحت کو گھن لگا دیا ہے۔ مغرب کی ہر بات کو دل و جان سے قبول کرلینے والوں کو اس رخ پر بھی غور کرنا چاہئے۔

اخبارِ نسواں

خودسوزی کا اعلان

مہنگائی غربت، افلاس اور تنگدستی کے علاوہ حکومت کی غریب کش پالیسیوں سے تنگ آکر گزشتہ دنوں کراچی میں سندھ کی 18 خواتین نے اجتماعی خودسوزی کا اعلان کیا۔ ان خواتین نے کہا کہ جب سے جنرل مشرف تخت پر بیٹھے ہیں سینکڑوں لوگ مہنگائی کی وجہ سے موت کو گلے لگا چکے ہیں۔ نہ معلوم کتنی طلاقیں ہوچکی ہیں، اور کتنے گھر اجڑ گئے ہیں۔ اس کے پیچھے اصل وجہ گھریلو اخراجات کا پورا نہ ہونا ہے۔ سرکاری لوٹ کھسوٹ اور ناانصافی بڑھ گئی ہے، آٹے بجلی کے نرخ اور ٹرانسپورٹ کے کرائے آسمان پر پہنچ گئے ہیں۔ ان خواتین نے کہا کہ ہم اگر مہنگائی سے تنگ آکر نوکری کے علاوہ گھر میں سلائی کڑھائی کا کام کرتی ہیں تو بجلی والے کمرشل ریٹ لگا دیتے ہیں۔ ان حالات میں ہمارے پاس جینے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا (غور کرنا چاہئے کہ خودسوزی حرام فعل ہے لیکن مہنگائی نے لوگوں کو اتنا تنگ کردیا ہے کہ وہ یہ کام کرگزرنے پر بھی تیار ہیں)۔

خواتین کی حدودِ کار

ایک سروے کے مطابق گھر کی مرمت کا فیصلہ عورتیں کرتی ہیں جبکہ فرنیچر، قالین اور پردوں کو پسند کرنے کے حوالے سے بھی عورتوں کا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ ایک غیر ملکی ایجنسی نے اپنے سروے کے حوالے سے بتایا کہ 87 فی صد خواتین ہی یہ فیصلہ کرتی ہیں کہ اب گھر کی مرمت ہونی چاہئے۔ گھریلو اشیاء کی خریداری، باورچی خانے اور غسل خانے سے متعلق چیزوں کی خریداری کا فیصلہ بھی خواتین ہی کرتی ہیں۔ جبکہ گھر کے معمولی سامان کے لئے مردوں کو زحمت دی جاتی ہے۔

خوب صورتی کا ہَوکا

مغربی چین کے صوبے یونن کے علاقے کن منگ کی ایک تیس سالہ اداکارہ نے 48 مرتبہ خوب صورتی حاصل کرنے کے لئے آپریشن کروائے جن میں صرف 18 آپریشن ناک کی خوب سورتی کے لئے کرائے گئے تھے۔ ان آپریشنوں پر 2 لاکھ یوآن (24100 ڈالر) خرچ آیا تھا۔ قرآنی ہدایت سے محروم انسانوں میں ایسے واقعات بکثرت مل جاتے ہیں کہ وہ خدا کی بنائی ہوئی صورت پر راضی رہنے کی بجائے اسے بار بار تختہ مشق بنائے رکھتے ہیں پھر بھی سکون حاصل نہیں کرپاتے۔

نام یا شیطان کی آنت

جرمنی کی ایک عدالت میں ایک خاتون نے اپیل دائر کی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا نام اپنی پسند کے مطابق رکھنا چاہتی ہے جسے عدالت نے بچے کی حق تلفی سمجھتے ہوئے مسترد کردیا ہے۔ مذکورہ خاتون نے بچے کا نام رکھا ہے ''چینک واہو تکیو مئے میگائسو کالو مارانستوانتی پر پر۔تھابی پیتھر چا چامارا جم ہنریکو ایلی ساندرو۔''

بے بنیاد پرستی

''اف توبہ، یہ کیسی کیسی فلمیں کیبل پر آتی ہیں۔''

''کیا ہوا؟''

''کل میں بھی بچوں کے ساتھ فلم دیکھنے بیٹھ گئی۔ ایسے ایسے مناظر تھے کہ بچے خود اٹھ کر چلے گئے۔''

''تو بھئی، یہ کیبل بند کروا دو''

''کیوں؟ میں کوئی بنیاد پرست ہوں۔ میں نیا ٹی وی لے رہی ہوں جو میرے کمرے میں رکھا رہے گا، میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں دیکھوں گی۔''

''اور یہ جو بچے ایسی فلمیں دیکھ رہے ہیں''

''تو کیا ہوا، وہ بھی کوئی بنیاد پرست تو نہیں، میں انہیں ترقی پسند بنانا چاہتی ہوں۔ آپ نے سنا نہیں کہ ہمارے صدر لندن اور واشنگٹن والوں سے کیا کہہ رہے ہیں، ہمیں اسی طرح تو ترقی کرنی ہے۔ ترقی پسندی اور روشن خیالی میں آپ جیسے لوگ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ورنہ اب تک پاکستان کہاں سے کہاں ہوتا، واشنگٹن اور لندن والے ہمیں دیکھنے آتے۔ پیرس والے آرزو کرتے کہ وہ بھی پیرس کو اسلام آباد بنا ڈالیں۔''

''چلو اور کچھ نہیں تو کیبل ہی بند کروا دوں اس کے ذریعہ تو بہت فحش فلمیں آتی ہیں۔''

''یہ سب دیکھنے والوں کا قصور ہے، ان کے دماغ کی خرابی ہے، بھلا ان فلموں میں کیا ہے؟ اعتراض کرنے والے اپنا نفسیاتی علاج کروائیں اور آپ کیبل کے ذریعے دکھائی جانے والی فلموں پر اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں جیو (Jew) کی شرارت سمجھتے ہیں۔ اب تو ہم خود اتنے ترقی یافتہ ہوگئے ہیں کہ بس کچھ ہی عرصہ بعد ہمارے اپنے پروگرام ان سے آگے ہوں گے۔

''ہاں! اور پھر یورپ، امریکا والے اپنے بچوں کو ہمارے پروگرام دیکھنے سے منع کریں گے۔''

اطہر ہاشمی

آپ کی صحت

ڈاکٹر اُمِ محمّد

سر درد، نزلہ وغیرہ:

س میری عمر سولہ سالہ ہے، میرے سر میں شدید درد رہتا ہے، میں نے بہت جگہوں سے علاج کروایا لیکن کوئی آرام نہیں آیا، میں حفظ کرتی تھی اور چار پارے بھی حفظ کر لئے تھے لیکن سر درد بڑھ گیا اور میں حفظ نہ کر سکی (ش۔ن۔ ڈاھرانوالہ) میں بی ایس سی کی طالبہ ہوں مجھے سردیوں میں نزلہ زکام اور بخار ہوا، میں نے بہت سے علاج کروائے لیکن آرام نہیں آیا، میں پہلے کی نسبت کافی کمزور بھی ہوگئی ہوں۔ (طویل خط ہے) (بنت سعید منڈی یزمان)

☆ آپ دونوں ہی سر درد کے تقریباً یکساں مسئلے سے دوچار ہیں۔ آپ دوا **SANGUINARIA 30** (سنگوی نیریا) دن میں تین مرتبہ 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ صبح سورج نکلنے سے پہلے تازی کھلی ہوا میں 10 منٹ لمبی لمبی سانسیں لیں۔ ایک گھریلو ٹوٹکہ ہے کہ زبان پر ایک چٹکی نمک رکھیں اور ایک گلاس سرد پانی سے نگل لیں۔ سر درد بسا اوقات دور ہو جاتا ہے۔

کانوں میں شُوں شُوں ہوتی ہے:

س ڈاکٹر صاحبہ! تقریباً تین سال سے میرے بائیں کان میں مسلسل تکلیف ہے۔ مجھے نزلہ زکام بہت رہتا تھا جس کی وجہ سے کانوں میں کھجلی کرنے سے خراب ہو گئے ہیں۔ ہر وقت شوں شوں کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ یوں لگتا ہے پورے دماغ میں آواز گونج رہی ہے، کافی اونچا سننے لگی ہوں، کبھی ذرا سی آواز پر بائیں کان کا پردہ حرکت کرنے لگتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ کان کا پردہ بھی پھٹ جائے گا۔ براہ کرم کوئی اچھا سا علاج بتا دیں۔ (بنت محمد نواز خان۔ ہری پور)

☆ آپ کے لئے دوا **HYDRASTIS 30** مناسب رہے گی۔ اس کی 4 خوراکیں روزانہ لے لیا کریں تقریباً 5-4 قطرے ایک چمچ پانی میں، اس کے ساتھ **PLANTAGO** اس کے 10 قطرے ایک اونس پانی میں ملا کر محلول سا بنا لیں اور کان میں صبح اور رات ڈالا کریں۔ کھانے میں اچار، چٹنیاں بالکل بند کر دیں۔ میں آپ کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا گو ہوں۔

پاخانہ صحیح نہیں آتا:

س میری عمر 22 سال ہے، پچھلے سال سخت بخار کی وجہ سے پیٹ بہت خراب ہو گیا تھا۔ ذہنی وہم کا بھی شکار ہو گئی تھی، اکثر پاخانہ پتلا آتا تھا۔ جیسے جل کر اور تیزی سے۔ اب یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا ہے لیکن جلن باقی ہے، برائے مہربانی کوئی نسخہ تجویز کریں۔ (ایک بہن۔ جھنڈا چیچی راول پنڈی کینٹ)

☆ آپ نے اپنے خط میں یہ وضاحت نہیں کی کہ آپ کو کہیں خدانخواستہ بواسیر کی شکایت تو نہیں۔ اگر نہیں ہے اور آپ کو ویسے ہی جلن محسوس ہوتی ہے تو **RATANHIA 30** کے تقریباً 3-3 قطرے دن میں 3 مرتبہ لیں۔ اسی دوا کا مدر ٹنکچر

لیں اس کے 10 قطرے اور کھانے کے ایک چمچے کے برابر سادی ویسلین **Petrollium Jelly** میں اچھی طرح ملا کر اس مرہم کو جلن کے مقام پر لگا لیا کریں، خاص طور پر رات میں سوتے وقت۔ تیز مرچ مصالحے سے پرہیز کریں۔

اولاد نہیں ہے:

س ڈاکٹر صاحبہ! میرا یہ مسئلہ ہے کہ میری عمر تقریباً 20 سال ہے اور شادی کو تقریباً تین سال ہو گئے ہیں۔ اولاد کوئی نہیں۔ (الحمدللہ مایوسی نہیں ہے) لیکن علاج تو سنت ہے، میں نے علاج بھی بہت کروایا ہے لیکن کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ میرا مسئلہ ''**Menses**'' کا ہے۔ بہت دیر بعد آتے ہیں۔ چھ چھ ماہ گزر جاتے ہیں۔ اب بھی تقریباً تین چار ماہ ہو گئے ہیں۔ رمضان میں پتا نہیں کیا ہوا سانس کی بھی تکلیف ہو گی ہے اور اس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہے۔ ہم گاؤں میں رہتے ہیں۔ کئی لوگوں نے کہا ہے کہ تعویذ وغیرہ کرواؤ یا فلاں پیر کے پاس جاؤ لیکن اس طرف میرا دل نہیں مانتا اور میرے شوہر بھی ان سے چیزوں پر یقین نہیں رکھتے۔ امید ہے آپ میرا مسئلہ حل کر دیں گی۔ ان شاء اللہ۔ میں آپ کی بڑی مشکور ہوں گی۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین (زوجہ محمد شفیق عثمانی۔ فیصل آباد)

☆ آپ میں شاید خون کی کمی ہے۔ آپ نے کبھی بلڈ ٹیسٹ کروایا ہے؟ خون کے سرخ ذرات کی قلت کی وجہ سے بھی یہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس چیز کی وضاحت نہیں کی کہ شاید اس سے پہلے بھی اتنے وقفوں سے ہوتا تھا یا اب ہونے لگا ہے۔ بہر حال آپ کے لئے دوا× **AGNUS CASTUS 1** (اگنس کاسٹس) کی 2 خوراکیں تقریباً 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں صبح شام لے لیا کریں۔ ساتھ ہی اورم میٹلیکم **AURUM METTALLICUM CM** کی ایک ہفتے بعد ایک خوراک 5 قطرے نہار منہ لے لیا کریں۔ اللہ سے امید رکھیں، میں آپ کے لئے تہہ دل سے دعا گو ہوں۔ اس دوا کو کوئی اور بہن استعمال نہ کریں۔ یہ ان کا تفصیلی خط دیکھ کر جواب دیا ہے۔

آنکھوں میں درد رہتا ہے:

س ڈاکٹر صاحب! میری پرابلم یہ ہے کہ تقریباً چھ ماہ سے میری دائیں آنکھ میں مستقل درد رہنے لگا ہے اور کبھی تو پوری آنکھ میں سرخی آجاتی ہے۔ کبھی کبھار بائیں آنکھ میں بھی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں درد کے باعث میں کوئی کام بھی نہیں کر سکتی ہوں۔ آئی اسپیشلسٹ کو بھی کئی مرتبہ دکھایا، وقتی طور پر تو افاقہ ہو جاتا ہے لیکن مستقل آرام نہیں ملا۔ یہ میری مین پرابلم ہے۔ اس کے علاوہ میری کمر میں بھی درد رہتا ہے۔ خاص کر پٹھوں میں شدید درد ہوتا ہے۔ درد کے ساتھ تو پٹھوں میں جلن کی بھی شکایت ہے۔

☆ آپ دوا **SPIGELIA 200** (اسپائی جیلیا) دن میں 2 مرتبہ صبح اور رات میں 3-3 قطرے لے لیا کریں۔ دن میں کسی وقت عرقِ گلاب خالص سے روئی کے پھائے کو بھگو کر آنکھوں پر کچھ دیر کے لئے رکھا کریں۔ خاص طور پر رات میں سوتے وقت، ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ ساتھ ہی پٹھوں کے درد کے لئے× **Mag. Phos 6** کی 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ لے لیا کریں۔ دوائیں کچھ دن استعمال کر کے مجھے بتائیے گا۔ تمام بہنوں سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کا بھی اہتمام کیا کریں، صدقہ بلاؤں اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔

بال سفید ہو رہے ہیں:

س میری عمر سولہ سال ہے میں نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا تو بال سفید ہونا شروع ہو گئے، اب تقریباً سر کے تین حصے بال سفید ہیں (اخت حافظ محمد شاہد شریف مخدوم انوالہ)
میرے سر میں درد رہتا ہے اور سر کے بال سفید ہو رہے ہیں بال گر بھی رہے ہیں (مریم بخش دھمیال کیمپ راولپنڈی)
میرے بال بہت چھوٹے ہیں اور اب سفید ہونا بھی شروع ہو گئے ہیں بال گرتے بھی ہیں۔ (اخت محمد یوسف۔ حیدر آباد)

☆ آپ سب بہنیں دوا **Acid phos Ø** صبح اور رات 10-10 ایک گھونٹ پانی میں ملا کر پی لیا کریں ساتھ ہی انڈے کے تیل کی ماتھے پر ہلکے ہلکے مالش کر لیا کریں بازاری شیمپو کے بجائے اگر صرف سیکا کائی پیس کر اُس سے سر دھوئیں گی تو کافی فرق ہوگا۔

پردے کی اہمیت کو سمجھئے

"قرآن کے واضح احکام نے میری زندگی کو بدل ڈالا، مجھے پردے کے لیے کسی نے قائل نہیں کیا، صرف قرآن کے واضح احکام نے مجھے پردے کے لیے قائل کیا اور میری زندگی کو بدل ڈالا۔ اسکول وکالج کے دوران میں پردے کی اہمیت کو بالکل نہ سمجھ سکی، صرف کالج آتے جاتے رنگی سا نقاب چہرے پر اوڑھ لیا جاتا لیکن گھر کے اندر اس چیز کا خیال نہ رکھا جاتا۔ اکثر میری طبیعت کا یہ تضاد مجھے ڈسٹرب کرتا رہتا اور یہ سوال مجھے بار بار جھنجھوڑتا کہ آیا جن مردوں سے باہر پردہ کیا جاتا ہے، گھروں کے اندر اس پردے کا خیال کیوں نہیں ہے لیکن آخر کب تک......؟ ذہن بھی اس بات کو قبول نہ کرتا۔

چنانچہ میں نے قرآن کو ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھنا شروع کیا تو آہستہ آہستہ میرے سوالوں کا مجھے جواب ملتا گیا، میرے ذہن کی گرہیں کھلتی چلی گئیں۔ سورۂ نور کو بار بار میں نے تفسیر کے ساتھ پڑھا، میں رب کے پیغام پر عش عش کر اٹھی کہ رب العزت نے عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی حکم ہوا کہ اپنی اوڑھنیاں بھی اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے مختلف کتب کا بھی مطالعہ جاری رکھا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو مکمل حجاب میں محفوظ کرلیا۔ اس کے لیے مجھے بہت سے مراحل سے گزرنا پڑا، اپنوں کی بے رخی کا سامنا کرنا پڑا، پردے کے خلاف الٹے سیدھے فتوے سننے کو ملے لیکن کروڑ ہا شکر اس ذات کا کہ میرے پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی۔

پردہ کرنے سے پہلے میں یہ سمجھتی تھی کہ پردہ تو نیت کا ہوتا ہے لیکن بعد میں مجھے محسوس ہوا کہ پردے کے کتنے

م، ہاشمی کامونکے

فوائد ہیں، کتنی ہی بدنظروں سے میں نے اپنے آپ کو محفوظ کرلیا، راہ آتے جاتے جو فقرے سننے کو ملتے، وہ ختم ہوگئے، یہاں تک کہ کئی دفعہ گزرنے کے لیے آسانی سے راستہ مل جاتا، اس موقع پر مجھے اپنے رب کا وہ فرمان یاد آتا ہے: "اپنی چادروں کے پلو اپنے چہروں پر ڈال لیا کریں، یہ اس بات کے نزدیک ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں۔"

میں نے سب سے بڑا فائدہ یہ محسوس کیا کہ زندگی میں ایک خاص قسم کا سکون سا آگیا ہے، پردے میں خود کو بہت محفوظ سمجھتی ہوں گو کہ بہت سی باتیں بھی سننے کو ملیں لیکن ساتھ ہی خیال آتا کہ اللہ کے نبی نے دین کے معاملے میں کتنی تکلیفیں جھیلی تھیں اور ہم لوگ یہ ذرا ذراسی باتیں برداشت نہیں کرسکتے، آخر کار مجھے ان باتوں میں بھی خاص لطف محسوس ہوتا۔ میری قوت ارادے میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔

میں اب بھی جب کسی بے پردہ عورت کو دیکھتی ہوں تو محسوس کرتی ہوں یقیناً اسے پردے کے حوالے سے صحیح رہنمائی نہیں ملی، مجھے قابل رحم لگتی ہیں وہ عورتیں اور دل چاہتا ہے کاش میں تھوڑی دیر رک کر ان کو پردے کی فضیلت کے بارے میں بتاسکتی۔

میرا بے پردہ خواتین کے نام یہی پیغام ہے کہ خدارا پردے کی اہمیت کو سمجھئے، تعصب کی پٹیاں اتار کر اور شعور کی عینک لگا کر قرآن کے احکام کا مطالعہ کیجئے اور مختلف کتب اور تفاسیر کا مطالعہ بھی جاری رکھئے۔ اس کے لیے میں ایک صحابیہ ام خلاد رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کروں گی کہ جن کا بیٹا ایک غزوہ میں شہید ہوگیا تو آپ بیٹے کی شہادت کی خبر پاکر بھی مکمل پردے میں تھیں تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "آپ ابھی تک نقاب میں ہیں جبکہ ماں کو ہوش تک نہیں رہتا؟"

تو اس عظیم صحابیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "کہ میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے حیا نہیں کھوئی۔"

مقام عبرت

میں نے تقریباً 21 سال پہلے دنیا میں آنکھ کھولی، پھر جب ہوش سنبھالا تو ایک دن گھر میں بہت سے لوگ جمع ہوتے دیکھے، گھر میں کچھ کو روتے دیکھا، میں نے دیکھا چار آدمیوں نے ایک چارپائی اٹھائی ہوئی ہے، اس پر کوئی سورہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب ملا تمہارے کام کی کوئی چیز نہیں؟ پھر دیکھا گھر میں دادا جان نہیں ہیں۔ پوچھا دادا کہاں چلے گئے مجھے ان سے کہانی سننی ہے؟ جواب ملا بیٹا وہ حج پر گئے ہیں 14 سال پہلے یہ میرا موت سے پہلا تعارف تھا۔

5 سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوئے پہلا سبق پڑھا۔ الف سے آنکھ، ب سے بطخ بارہ سال اسکول کی تعلیم میں گنوا دیئے، پتہ نہیں چلا کہ بارہ سال پڑھنے کا فائدہ کیا ہوا۔ ایک شوق پڑا ہوا تھا کتابیں پڑھنے کا اچھی یا بری اس کی کوئی تمیز نہیں تھی، اس کے بعد مزید 7 سال کے مطالعے سے معلوم ہوا جو پڑھا وہ لغو تھا، فضول تھا۔ زندگی میں کبھی بھوک نہیں دیکھی، کوئی بڑی بیماری نہیں دیکھی، والدین کو بڑا محبت کرنے والا پایا، ہر فرمائش پوری ہوئی، لیکن والدین سے یہ کبھی نہیں سنا کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں، روزہ رکھا ہے یا نہیں، یا صدقہ وخیرات اور پردہ بھی کوئی چیز ہے، ہاں یہ ضرور والدہ سے سنا، انہوں نے اپنی والدہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ سے معلوم نہیں یہ سلسلہ کہاں ختم ہوتا ہے؟ کہ بیٹا روٹی پکانا سیکھ لو، کپڑے دھونا وسینا سیکھ لو، گھر کے کام نہیں آئیں گے تو اگلے گھر جا کر ہماری ناک کٹواؤ گی۔

اکثریت مسلمان ماؤں کا دن رات کا یہ سبق ہے، جو انہوں نے سیکھا وہی سکھایا، یہ کسی ماں نے بتایا نہ کسی بیٹی نے پوچھا اماں مجھے اللہ نے دنیا میں کس لیے بھیجا ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میں نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ دیکھوں کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرتا ہے۔" اگر پوری دنیا کا علم بھی ملے اور خزانہ بھی، اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بننا نہ سیکھا، تو دنیا و آخرت دونوں میں ہلاکت ہے۔ بہنو! 21 سال میں میں نے کچھ نہ سیکھا، نہ پہچانا "نہ اللہ کا رب ہونا پہچانا، نہ محمد رسول اللہ کا حق جانا، دنیا میں وجود ہمیں ذات اقدس محمد مصطفیٰ کے صدقے ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر ہماری جانوں سے زیادہ حق ہے۔ میری محترم ماؤ بہنو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو پہچانو اور اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کرو کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ کے بندے بندیاں ہیں اس کے رسول کے غلام اور باندیاں ہیں پھر ہماری اولاد ہے۔

بہنو! اللہ سے دعا ہے اللہ مجھ کو اور آپ سب کو اپنا اور اپنے رسول کا سچا غلام بنائے اور ہمیں دنیا میں سکون اور آخرت میں راحت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

اللہ کی ایک بندی

بچوں کی صحت

بنت محمود

اکثر گھروں میں دیکھا جاتا ہے کہ عورتیں اپنی اور بچوں کی صفائی کا خاص خیال نہیں رکھتی ہیں۔ اگر گھر کی عورتیں صاف ستھری رہیں تو بچوں کے صحت مند رہنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ صفائی کے جو رہنما اصول ہیں انہی پر کاربند رہ کر اپنی اور بچوں کی صحت کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ ان اصولوں پر خود بھی عمل کریں اور بچوں سے بھی عمل کروائیں۔ یہاں ہم چند رہنما اصول بتاتے ہیں جو گھر بھر کی صحت کے ضامن ہیں۔

☆ بچوں کو پابندی سے نہلایئے اور ان کے کپڑے بدلئے۔

☆ بچوں کو صبح جاگنے کے بعد، پاخانہ کرنے کے بعد، اور کھانا کھانے یا کھانے کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی تلقین کریں۔

☆ ممکن ہو تو بچوں کو ننگے پاؤں نہ پھرنے دیں۔ انہیں چپل یا جوتے پہنائیں۔

☆ بچوں کو دانت برش سے صاف کرنا سکھائیں اور ان کو بہت زیادہ مٹھائیاں، ٹافیاں اور کولا مشروبات نہ دیں۔

☆ ان کے ناخن پابندی سے اور اچھی طرح کاٹتے رہیے۔

☆ بیمار بچوں کو اور ان بچوں کو جنہیں زخم، خارش، جوئیں یا دوسری کوئی جلدی بیماری ہو دوسرے بچوں کو ان کے کپڑے، تولئے وغیرہ استعمال نہ کرنے دیں۔

☆ بچوں کو گندی چیزیں یا ایسی چیزیں جو زمین پر پڑی رہتی ہوں منہ میں نہ لینے دیں۔

☆ جن علاقوں میں آلودگی زیادہ ہوتی ہے وہاں بچوں کو ابلا پانی پلائیں۔

☆ بچوں کے حفاظتی ٹیکے پابندی سے لگواتے رہنے تاکہ بچے بیماریوں سے محفوظ رہیں۔

بچے پانچ سال کی عمر تک

عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ بچہ پانچ سال کی عمر تک بڑی آزادی سے بڑھتا، پھلتا پھولتا اور نشوونما پاتا ہے۔ اسے کسی قسم کی روک ٹوک کا سامنا نہیں ہوتا۔ لیکن جونہی وہ پانچ چھ سال کا ہوتا ہے اس کی ساری آزادیوں کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ پہلے تو یہ حال ہوتا ہے کہ اس نے جو مانگا لا کر دے دیا۔ جو کھلونا من کو بھایا خرید کر دے دیا، جب کسی بات پر ضد کی جھٹ مان لیا۔ غرض بچے کے تمام ناز نخرے اٹھاتے رہے لیکن جب بچہ پانچ سال کی عمر کا ہوتا ہے اور اسے بالکل مختلف ماحول کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کی امنگوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے کوئی ہمدرد اور غمخوار اس سے روٹھ کر چلا گیا ہے۔ اب اس کی جگہ کسی اجنبی نامہربان نے لے لی ہے۔ پہلے ایک ایک ادا پر ناز اٹھائے جاتے تھے اب وہ بات بات پر ڈانٹ سننے لگتا ہے تو اپنے آپ کو تنہا خیال کرنے لگتا ہے۔ ایسے مواقع پر والدین کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ بچے کو نفسیاتی طور پر بکھرنے سے بچا لیتے ہیں یا اُسے دنیا کے بے رحم معاشرے کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ایسا عموماً تب ہوتا ہے جب والدین اعتدال سے ہٹ جائیں۔ پانچ سال کی عمر کے بعد بچہ یقیناً پہلے والی پوزیشن پر نہیں رہتا لیکن سراسر ڈانٹ پیٹ بھی درست نہیں۔ والدین کو چاہیے کہ جب بچے پانچ سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں مختلف طریقوں سے دوستانہ ماحول کے اندر رہتے ہوئے اچھے برے کی تمیز کرائیں۔ انہیں صاف طور پر سمجھائیں کہ جیسے جیسے وہ بڑے ہو رہے ہیں ویسے ویسے کون سی عادتیں انکے لئے مفید ہوں گی اور کون سی عادتیں بری ہوں گی۔

بچوں کے سامنے والدین کو ایسا کردار پیش کرنا چاہیے کہ وہ خود ویسے ہی کردار کی تمنا کرنے لگیں۔ دراصل بچہ ابتدائی پانچ سالوں میں گھر کے ہر فرد کا غور سے مطالعہ کرتا ہے اور ان کے متعلق اپنی رائے قائم کر لیتا ہے۔ رائے قائم کرنے کے بعد وہ اس کے مطابق کردار اپنا لیتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر بچے کو کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے تو وہ ماحول سے جلد مناسبت پیدا کر لیتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ماحول پیش آئے تو اسے ضدی اور خودسر بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

جدید ادویات اور تحقیق کی بدولت

گلے کے غدود

پراسٹیٹ گلینڈز

ناک کی ہڈی کا بڑھ جانا

ناک کے اندر رسولی

گردہ و مثانہ میں پتھری

گلٹیاں ○ رسولیاں و کینسر

بواسیر ○ فسچولہ و ہرنیا

آپریشن کروانے کے بعد بھی دوبارہ پیدا ہونے کا امکان موجود ہوتا ہے ان کا علاج بغیر آپریشن کروائیں

عارضی فائدہ اور زندگی بھر دواخوری کی بجائے ہر مرض سے مستقل نجات (انشاءاللہ)

بریسٹ کینسر

بریسٹ ٹیومر (رسولی)

بریسٹ السر میں

اب آپریشن کرانے کی ضرورت نہیں

ہر قسم کے آپریشن سے پہلے ایک دفعہ ضرور مشورہ کیجئے 80% امکان ہے کہ آپ کا علاج بغیر آپریشن ہو سکے۔ اگر آپریشن ہو چکا ہو تو مستقبل میں محفوظ رہنے کیلئے ضرور رابطہ کیجئے کیونکہ 70% امکان ہوتا ہے کہ دوبارہ آپریشن کی صورت بن جائے

عورتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کا بغیر آپریشن اور مستقل علاج کیلئے

لیڈی ڈاکٹر مدیحہ مجید (گولڈ میڈلسٹ)

اور ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم (ڈاکٹر نعیم اکرم بھٹی، ڈاکٹر غلام رسول ورک، ڈاکٹر منیر طاہر ڈاکٹر عبدالمجید سجاد، ڈاکٹر محمد الیاس انجم، ڈاکٹر عدنان علی تارڑ، ڈاکٹر شاہد پرویز، ڈاکٹر خواجہ حبیب الرحمٰن) کے ساتھ 30 سالہ تجربہ کار غیر ملکی سند یافتہ میڈیکل کی 70 کتابوں کتابچوں کے مصنف و مولف

بین الاقوامی شہرت یافتہ

پروفیسر ڈاکٹر لیاقت علی راجپوت

سلطان ویلفیئر ہسپتال

منسلک راجپوت ہومیوپیتھک میڈیکل ڈگری کالج

کچا ایمن آباد روڈ بالمقابل بہاری کالونی گوجرانوالہ

0431-272660,275497

اوقات صبح 9 تا 3 بجے تک

متبادل طریقہ تشخیص اور متبادل طریقہ علاج

گردہ فیل کا کامیاب علاج

ڈائیلاسس کروانے کی ضرورت نہیں

دور دراز کے مریضوں کیلئے گھر بیٹھے علاج کی سہولت جوابی خط لکھیے

ہیپاٹائٹس بی و سی

دل کے امراض کا اور ہر قسم کی الرجی کا ٹیسٹ و علاج کے لئے رجوع فرمائیں

اب اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں

پولی کلینک

بازار حاجی پورہ اندرون ٹھاکر سنگھ گیٹ گوجرانوالہ

0431-212260,217149

اوقات شام 4 بجے تا 7 بجے تک ناغہ بروز جمعہ

اور خریدنا ہمارا دو عدد استریاں

بنت بشیر احمد اعوان سرگودھا

مختلف لوگ مختلف قسم کی خریداری کرتے ہیں، بعض لوگ بڑی بڑی مارکیٹوں سے خریداری کرتے ہیں، وہ چھوٹی دوکانوں سے خریداری کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ بعض لوگ چھوٹی دوکانوں سے خریداری کرتے ہیں اور بعض ریڑھیوں سے ہی خریداری کر لیتے ہیں۔ غرض یہ کہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے ہر آدمی ہر جگہ جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ ضرورت کے بغیر بھی خریداری کرتے ہیں، بازار میں جو لوگ ضرورت سے زیادہ خرید رہے ہوں وہ اکثر سوچ سوچ کر خریداری کر رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں وہ ''اوور لوڈ'' ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ گھر میں بیٹھ کر ہی خریداری کر لیتے ہیں۔ شاید آپ تھوڑے سے حیران ہوئے ہوں کہ وہ کیسے؟ اب میں آپ کو بتاتی ہوں، ہمارے گھر میں اس وقت دو استریاں پوری دیانتداری اور وفاداری سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ چند روز پہلے ہمارے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی، میری امی جان دروازے پر گئیں، خلافِ معمول 15 یا 16 سال کا پٹھان لڑکا (خان صاحب) دروازے پر کھڑا تھا، اس نے امی جان سے سلام کے بعد کہا کہ یہ کہیں کسٹم والوں کا گھر تو نہیں ہے؟ جواب میں امی جان نے ''نہیں'' کہا۔ دراصل وہ لڑکا استریاں بیچنے والا تھا۔ پہلے تو صرف گلی میں چیزیں لا کر آواز لگاتے تھے اب تو دروازہ کھٹکھٹانے کا رواج بھی شروع ہو گیا ہے۔ ہم جانتے تھے کہ یہ سب دھوکہ ہوتا ہے لیکن اس لڑکے نے امی جان کو استریاں دکھائیں اور کہا کہ 3,000 کی استری ہے، 1 نمبر استری ہے اور جاپان کی ہے۔ میری امی جان نے اسے بتایا کہ ہمیں استری کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ تو امی کی منتیں کرنا شروع ہو گیا، امی کو خالہ جان اور اماں کہہ کہہ کر بلا رہا تھا اور یہ کہ میں نے پشاور جانا ہے مجھے کرایہ بنانا ہے، پلیز لے لیں۔ آخر کار اس نے امی جان کو 500 میں ایک استری لینے پر راضی کر لیا، لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ 1 کی بجائے دو استریاں لیں۔ امی جان نے اسے بہت منع کیا لیکن اسے ذرا اثر نہ ہوا۔ اس کے پاس چار استریاں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا کہ چاروں لے لیں۔ اب بھلا ہم نے چار استریاں کیا کرنی تھیں اور دو پہلے والی، چھ استریاں۔ ہم سے تو ان کو سنبھالنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ خیر ہم نے 1,000 روپے میں دو استریاں لے لیں یہ دو استریاں گھر میں تشریف لائیں۔ شاید پہلی دو استریوں کی شان میں گستاخی ہوئی کہ ان کی موجودگی میں اور استریاں کیوں آئیں؟ چاروں استریوں کو اندر لا کر بٹھایا گیا۔ جو ہماری اصل 1 نمبر استریاں تھیں ان کے اوپر چھوٹے حروف میں لکھا تھا اور خان صاحب کی استریوں پر بڑے حروف میں لکھا ہے۔ کافی تحقیق کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ استریوں میں فرق صرف الفاظ کے چھوٹے بڑے ہونے کا ہے اور ہم نے کون سا استریوں سے ٹیوشن پڑھنا تھی، کپڑے ہی استری کرنا تھے۔ گھر پر صرف ہم بہنیں اور امی جان تھیں، اگر ایک بھی مرد ہوتا تو شاید ایسی بے وقوفی کبھی نہ ہوتی، لیکن پھر بھی دیکھیں ہمیں بازار اور مارکیٹ جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی اور استریاں ہم نے خرید بھی لیں۔ شام کو ہمارے گھر کے مرد حضرات تشریف لائے، جب ابو جان کو اس واردات کا پتہ چلا تو ان کا موڈ خراب ہو گیا، صرف موڈ خراب اس لیے ہوا کہ ہم نے انہیں ابھی ایک استری کا بتایا تھا، اگر دوسری کا بھی بتاتے تو ممکن ہے ابو جان کو غصہ بھی آ جاتا، خیر ابو جان کا کہنا تھا کہ تم لوگوں نے خاصا بیوقوفوں والا کام کیا ہے، اگر اسے پیسوں کی ضرورت تھی تو 500 روپے دے دینا تھے، استری لینے کی کیا ضرورت تھی؟ ان استریوں کا تو وزن ہی نہیں ہوتا۔ پھر ہم نے سوچا کہ ہمارے دماغ نے اس نکتہ پر تو سوچا ہی نہیں۔ ہم لوگوں کو دل ہی دل میں تو ہنسی آ رہی تھی کہ ابھی تو ابو جان کو دوسری استری کا پتہ نہیں۔ دو بھائی تو سرِ عام ہنس رہے تھے اور ایک بھائی خاموشی سے اس روداد کو سن رہے تھے۔ پھر استری پیش کی گئی ڈبے میں سے باہر آئی تو کافی جلدی احساس ہوا کہ اس استری کا تو وزن ہی نہیں ہے، دراصل وہ ان استریوں میں اصل مشینری نکال لیتے ہیں۔ پھر عشاء کی نماز کا وقت ہوا اور سب نماز پڑھنے چلے گئے اور پیچھے سے ہم اپنی خریداری پر کچھ دیر تبسم فرماتی رہیں۔ صبح ابو جان کے کپڑے استری کرنا تھے تو ابو جان نے کہا کہ اپنی امی کی استری چیک کرو۔ میں نے استری چلائی، کچھ دیر بعد استری گرم ہوئی تو شکر کیا کہ چلو گرم تو ہوئی، اب اسے اگر میں کپڑے پر رکھتی تو وہ اپنی جگہ سے ہلتی نہیں تھی اور اگر ہلتی تو اپنے ساتھ کپڑے کو بھی لے جاتی، تقریباً 45 منٹ میں ایک جوڑا کپڑوں کا استری ہوا، میرا ہاتھ بھی درد سے استری کو کوس رہا تھا، ہاتھ کے درد کی تو خیر تھی جب میں نے استری ہوئے کپڑے دیکھے تو مجھے کافی حیرت ہوئی کیونکہ میری ایک گھنٹے کی محنت رائیگاں گئی، کپڑے ایسے لگ رہے تھے جیسے ابھی کسی نے صندوق سے نکال کر رکھے ہوں، اس وقت تو مجھے بھی استری پر کافی غصہ آیا۔ ابو جان یہ مرحلہ تو نہیں دیکھ سکے کیونکہ وہ کپڑوں کا کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھائی کے ساتھ آفس چلے گئے۔ اب مسئلہ دوسری استری کا تھا۔ کسی کو تحفہ دیں تو یہ اس پر ظلم ہے صدقہ اس لیے نہیں کرتے کہ اس مُردے کا صدقہ کرنے پر اگر ثواب کی بجائے گناہ ملا تو کیا کریں گے؟ خیر سوچا کہ کچھ دن کے بعد ابو جان کو بتا دیا جائے گا۔ ہم تو فی الحال نہیں بتا رہے، ممکن ہے یہ روداد پڑھ کر انہیں پتہ چل جائے۔

بہر حال ہمیں تو خاصا سبق ملا، انسان تجربے سے ہی سیکھتا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم نے صرف دو استریاں خریدیں کیونکہ جب امی جان نے آ کر بتایا تو میں نے امی جان سے کہا کہ اگر وہ بیچارہ اتنا کہہ رہا تھا تو چاروں لے لیتیں۔ لیکن اس طرح کے دغا باز لوگ تو سب کو دھوکہ دے دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ بھی اس سے سبق حاصل کریں گی۔

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

59

بدھ 30 صفر 1425ھ مطابق 21 اپریل 2004ء

خیر و بھلائی کی دولت

رائتوں کا موسم

درسِ قرآن و حدیث

اخلاص

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورۃ الاعراف میں ہے" آپ فرمادیجئے کہ میرے پروردگار نے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ کو پکارو اسی کے لئے دین کو خالص کر کے۔"

سورۃ البینہ میں ہے" انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ دین کو اسی کے لئے خالص رکھیں یکسو ہو کر"۔

ہمارے دین میں اخلاص کو بڑی اہمیت حاصل ہے، تمام قولی اور مالی، بدنی اور قلبی عبادتوں کی قبولیت کی بنیاد اخلاص ہے، اخلاص کے ساتھ کیا گیا چھوٹے سے چھوٹا عمل بے پناہ برکات اور ثمرات کا حامل ہوتا ہے اور بظاہر بہت بڑا نظر آنے والا عمل جو کہ اخلاص سے خالی ہو وہ بے قیمت اور فضول ہوتا ہے گویا اللہ کے ہاں کسی عمل کا چھوٹا یا بڑا ہونا عدد اور مقدار کے اعتبار سے نہیں ہوتا بلکہ اخلاص کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

عبادات کی طرح دعاؤں کی قبولیت کی بنیاد بھی اخلاص ہے، اخلاص دنیا اور آخرت میں انسان کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے، اخلاص کی برکت سے وساوس اور اوہام سے حفاظت رہتی ہے، اخلاص کی وجہ سے بندوں کا اللہ سے تعلق مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، اخلاص کی وجہ سے بیماریاں، مصیبتیں، پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور دل کو نا قابل تصور یقین اور اطمینان نصیب ہوتا ہے، مخلص انسان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اسے اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت ہوتی ہے، وہ ہر نیک عمل سے محبت کرتا ہے اور ہر گناہ سے اسے شدید نفرت ہو جاتی ہے، اس کے عزائم پختہ ہوتے ہیں وہ صاحبِ عزیمت اور صاحبِ کرامت ہوتا ہے، اس کا جوش اور جذبہ وقتی اور عارضی نہیں ہوتا بلکہ مستقل اور دائمی ہوتا ہے، وہ نہ تو مصائب سے گھبراتا ہے اور نہ ہی انسانوں کے طعنوں اور اعتراضات کی بوچھاڑ کو کبھی خاطر میں لاتا ہے، اس کے دل میں نہ تو قصیدہ خوانی سننے کی ہوس ہوتی ہے اور نہ ہی ملامت کے تیر اس کے قدموں میں لغزش پیدا کرتے ہیں، وہ صراط مستقیم پر مضبوطی سے قدم جماتا ہے اور بہار و خزاں اور وقتی منفعتوں کی پرواہ کئے بغیر اس پر چلا جاتا ہے، وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، غربت میں ہو یا امارت میں، تجارت میں مصروف ہو یا ملازمت میں اس کی توجہات کا رخ اور اس کی کاوشوں کا قبلہ صرف ایک ہوتا ہے، وہ جیتا ہے تو صرف اللہ کی رضا کے لئے اور مرتا ہے تو اللہ کی رضا کے لئے۔

اخلاص بڑی مشکل سے حاصل ہوتا ہے لیکن اگر حاصل ہو جائے تو اس سے بڑی دولت کوئی نہیں، مشکل اس لئے کیونکہ دل کو جتنا بھی پاک کرنے اور رکھنے کی کوشش کی جائے، ہوس چھپ چھپ کر تصویریں بنا ہی لیتی ہے، حضرت یوسف بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں" دنیا میں سب سے مشکل چیز اخلاص ہے میری حالت یہ ہے کہ میں ریا کو دل سے ختم کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن وہ کسی دوسرے رنگ اور شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے"۔ (مدارج السالکین)

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل سے مقصد اللہ کی رضا ہو اور صرف اللہ ہی کو دکھانا مقصود ہو کسی اور کو دکھانے کی نیت ہرگز دل میں نہ ہو۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایک شخص ثواب اور شہرت دونوں کے لئے جہاد میں حصہ لیتا ہے، کیا اسے کچھ حاصل ہوگا، آپ نے فرمایا" نہیں اسے کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا، اس نے تین بار اپنا سوال دہرایا آپ نے تینوں بار یہی جواب دیا کہ اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا" پھر آپ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ بندے کے صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو اس کے لئے خالص ہو اور جو صرف اسی کی رضا کے لئے کیا گیا ہو۔" (سنن کبریٰ بیہقی)

اخلاص کی تاثیر اور برکت کا حال یہ ہے کہ اگر کلمہ طیبہ ہی اللہ کی رضا کے لئے پڑھ لیا جائے تو وہ انسان کی نجات کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ" لا الٰہ الا اللہ" کہہ دے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے، بشرطیکہ انسان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ جس بدنصیب کے دل میں ریاکاری اور شہرت کا جذبہ ہوتا ہے وہ لاکھوں خرچ کرتا ہے، بیسیوں حج کرتا ہے، دسیوں بار جہاد میں جاتا ہے لیکن اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا جبکہ جس انسان کے دل میں اخلاص اور اللہ کی رضا کا سچا جذبہ ہوتا ہے، اسے خرچ کئے بغیر صدقہ خیرات کا اور سفر کئے بغیر حج اور جہاد کا اجر و ثواب ملتا رہتا ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے فرمایا" مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہر میدان اور ہر وادی کو طے کرتے ہوئے تمہارے ساتھ ہیں، انہیں بیماری نے جہاد میں شرکت سے روک دیا ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ وہ مخلص لوگ تھے جو دل سے جہاد میں شرکت کا ارادہ رکھتے تھے مگر بیماری کی وجہ سے وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے اگرچہ وہ شرکت سے محروم رہ گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ثواب سے محروم نہیں رکھا کیونکہ ان کی نیت خالص تھی اور ان کا عزم پختہ تھا۔ مخلصین کا حال تو یہ ہے کہ وہ بعض اوقات عمل کئے بغیر ہی اجر کے مستحق ہو جاتے ہیں اور ریاکاروں کا حال یہ ہے کہ وہ بے پناہ مشقت اٹھانے کے باوجود ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ" اخلاص کے بغیر عمل کرنے والے کی مثال اس مسافر کی سی ہے جو ریت کی بوری اٹھا کر سفر کرے اور اسے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔" (الفوائد)

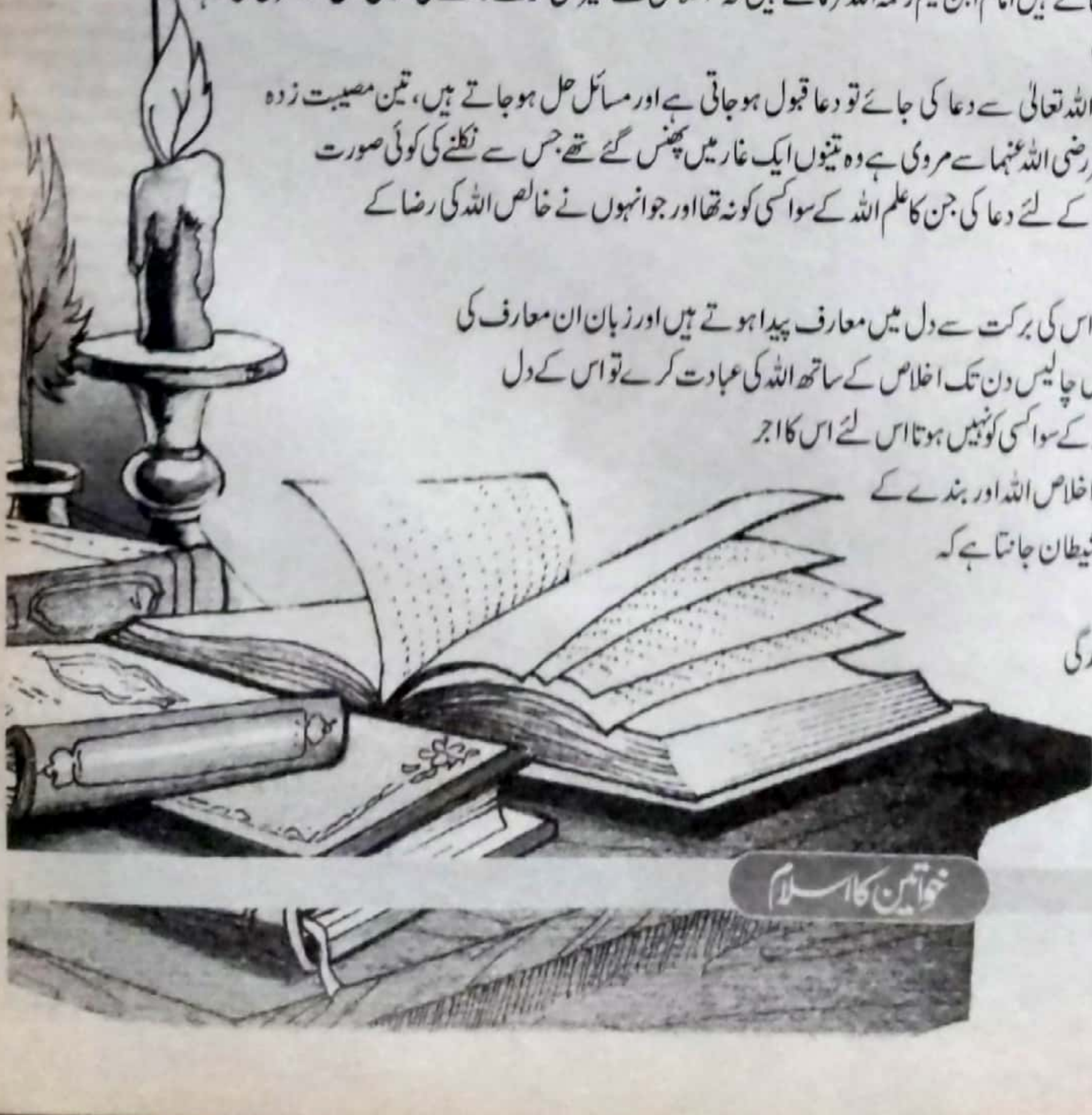

جو اعمال اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں ان کا واسطہ دے کر اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو دعا قبول ہو جاتی ہے اور مسائل حل ہو جاتے ہیں، تین مصیبت زدہ انسانوں کا وہ واقعہ بہت مشہور ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ تینوں ایک غار میں پھنس گئے تھے جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی، ان تینوں نے اپنے اعمال کا واسطہ دے کر اس مصیبت سے نجات کے لئے دعا کی جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہ تھا اور جو انہوں نے خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے تھے چنانچہ انہیں اس مصیبت سے نجات دے دی گئی۔

ایک جانب اخلاص سے عمل میں وزن پیدا ہوتا ہے تو دوسری جانب اس کی برکت سے دل میں معارف پیدا ہوتے ہیں اور زبان ان معارف کی ترجمان بن جاتی ہے۔ حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ" اگر کوئی شخص چالیس دن تک اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے تو اس کے دل اور زبان سے حکمت و دانائی کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں، اخلاص کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا اس لئے اس کا اجر براہ راست اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اخلاص اللہ اور بندے کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جسے نہ فرشتہ جانتا ہے کہ اسے لکھ سکے اور نہ ہی شیطان جانتا ہے کہ اسے خراب کر سکے۔

اخلاص کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے اور ایک سچے مسلمان کی زندگی کا کوئی پہلو بھی اس سے خالی نہیں ہو سکتا، سارے ہی اعمال میں اخلاص کی ضرورت ہے چاہے عقیدہ ہو یا عبادت، اخلاق ہوں یا معاملات، محنت مزدوری ہو یا کہ کھیل کود!

دعاء

میرے اللہ میں تجھ سے مانگتی ہوں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَ اَسْاَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَ لِسَانًا صَادِقًا وَ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ. (نسائی)

اے اللہ میں تجھ سے مانگتی ہوں دین میں ثابت قدمی اور حق اور ہدایت پر استواری اور مضبوطی، اور تجھ سے سوال کرتی ہوں تیری نعمتوں کی شکر گزاری کا۔ اور اچھی طرح عبادت کرنے کا، اور مانگتی ہوں تجھ سے وہ دل جس میں روگ نہ ہو اور وہ زبان جو صداقت شعار ہو اور تجھ سے سوالی ہوں اس خیر اور بھلائی کی جو تیرے علم میں ہے اور پناہ چاہتی ہوں اس شر اور برائی سے۔ جس کا تجھے علم ہے۔ اور معافی اور مغفرت مانگتی ہوں ان گناہوں کے لئے جو تیرے علم میں ہیں۔

تعمیر فکر

بیویاں زبان دراز ہوگئیں

ایک معاصر اخبار نے خواتین کے حوالے سے ''بیویاں زبان دراز ہوگئیں'' کے عنوان پر سروے کروایا ہے اور ان وجوہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جن کی وجہ سے عورتوں پر یہ بدنما دھبہ لگا ہے۔ اس سروے کی دلچسپ بنیاد یہ ہے کہ دبئی کی ایک عدالت میں چند شوہروں نے شکایت کی ہے کہ ہماری بیویاں زبان دراز ہوگئی ہیں انہیں راہِ راست پر لایا جائے...... سروے کے دوران کی گئی نمونے کی ایک شکایت آپ بھی ملاحظہ کیجئے: میری شادی ایک ذہنی حادثے سے کم نہیں، میرا مشترکہ خاندان ہے، شادی کو دس سال کا عرصہ ہوا ہے۔ میرا علیحدہ پورشن ہے لیکن بیوی میری بزرگ ماں اور بھائی بہنوں کو ایک لمحے بھی برداشت نہیں کرتی، انہیں دیکھ کر آگ بگولا ہوجاتی ہے۔ میں جو چیزیں خرید کر لاتا ہوں اٹھا کر پٹخ دیتی ہے۔ اس کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے اور ایسی ایسی باتیں سناتی ہے کہ میں حیران پریشان کھڑا سنتا ہوں، کوسنے اور الزام تراشیاں اس کی عادت ہے۔''...... اس پر ایک خاتون قانون دان نے عورتوں کی وکالت میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ...... ''جب ظلم حد سے بڑھتا ہے تو زبان اپنا اثر دکھاتی ہے، ایک عورت روز پٹتی، روز مرتی ہے لیکن اف نہیں کرتی، اپنے بچوں کی خاطر خاموش رہتی ہے اس کے باوجود شوہر کی تسکین نہیں ہوتی اور وہ بیوی کو آوارہ، بدچلن، نیچ ذات اور نہ جانے کتنے گندے گندے القابات سے نوازتا ہے ایسے میں عورت کب تک برداشت کرے گی؟ ایک نہ ایک دن تو اس کی زبان کھلے گی''...... یہ دو مختلف رائیں ہیں۔ مرد نے عورت پر الزام لگائے ہیں اور عورت نے مرد پر، میرے خیال میں دونوں نے سو فی صد نہیں تو نوے فی صد سچ کہا ہے اس لئے کہ ہمارے معاشرے میں دونوں طرح کے کردار بکثرت پائے جاتے ہیں، راقم خود ایسے گھرانوں کو جانتا ہے جہاں کی عورتیں محنت مزدوری کرتی ہیں اور اپنے علاوہ بچوں اور شوہر کا پیٹ پالتی ہیں، شوہر صاحبان رات دن گھروں میں، چوپایوں میں یا چائے خانوں میں گزرتے ہیں، پچھلے دنوں ایک مزدور عورت کا سات ماہ کا بچہ فوت ہوگیا مگر اسے دو دن کے بعد کام پر نکلنا پڑا تاکہ اپنے بھوکے بچوں اور نکھٹو شوہر کے پیٹ کا سامان کرسکے۔ ہمارے معاشرے کے اونچے طبقے کی عورت کمپلیکس کا شکار ہے، اس پر میڈیا کے بہت گہرے اثرات مرتب ہورہے ہیں انہی اثرات سے تجاوز کرکے وہ اپنے اصل مقام کو چھوڑ کر مرد کے برابر ہونا چاہتی ہے، گھر اسے قید خانہ لگتا ہے، شوہر کی اطاعت اسے محکومیت محسوس ہوتی ہے، مشترکہ خاندان میں رہنے کو وہ اپنے لئے عار سمجھتی ہے اور جب اسے اپنے گھڑے ہوئے تصورات سے مختلف ماحول ملتا ہے تو وہ برابری، بدکلامی اور بدزبانی پر اتر آتی ہے، رہا نچلا طبقہ تو وہاں عورت کو جوتی کی نوک پر رکھا جاتا ہے، ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں حقیقتاً عورت کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا ہے، چند شمارے قبل ''بے جوڑ شادیوں'' کے بارے میں ''تعمیر فکر'' لکھا گیا تھا، وہ پڑھ کر بعض خواتین نے ایسے حالات لکھ بھیجے ہیں کہ پڑھ کر سر چکرانے لگتا ہے...... سوچتا ہوں کہ ہمارے ہاں جہالت کی تاریکی اتنی گہری ہے کہ بعض پڑھے لکھے گھرانوں میں بھی عورت کو ایسا بے زبان جانور تصور کیا جاتا ہے جس کا کام ڈنڈے کھانا اور شوہر کے ''احکام'' کی بجا آوری کرنا ہے، بعض جگہ والدین بھی ایسی ایسی افراط وتفریط کا شکار ہوتے ہیں اور ان کے بعض فیصلے عورت کی ساری زندگی کی تباہی و بربادی کا باعث بنتے ہیں...... یہ سب کیوں ہے؟ اول و آخر اس معاشرتی ناہمواری کی وجہ ''دین سے دوری'' ہے۔ اس دنیا میں عورت کو سب سے زیادہ تحفظ دین اسلام نے دیا ہے۔ دین داری اس بات کا نام نہیں کہ الفاظ پڑھ لئے بلکہ اس کا ایک قالب ہے جس کا ایک حصہ عبادات ہے، ایک حصہ معاملات ہے ایک حصہ معاشرت ہے۔ دین عورت کو نہ اتنا پابند کرتا ہے کہ وہ جوتے کی نوک بن جائے اور نہ ہی وہ ایسی آزادی (آوارگی؟) دیتا ہے کہ وہ مرد سے بھی چار قدم آگے جا کھڑی ہو۔ اسلام نے جہاں عورت کو شوہر کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں مرد کو بھی عورت کے ساتھ حسن سلوک کا پابند بنایا ہے۔ بات صرف اپنی سمجھ کی ہے۔ آج کی عورت اگر بدزبان ہورہی ہے تو اس کی بہت ساری وجوہ ہیں اور ان وجوہ کی بنیاد دین سے دوری، اللہ و رسول کے احکام کی نافرمانی ہے۔ آج اگر ہمارا معاشرہ اسوۂ رسول پر عمل کرنا شروع کردے تو ناممکن ہے کہ عورت کو مرد سے کسی قسم کی شکایت ہو یا مرد کو عورت سے۔ والسلام محمد احمد حافظ

سرمایۂ حیات

سرمایۂ حیات ہے سیرت رسول کی
اسرارِ کائنات ہے سیرت رسول کی
بنجر دلوں کو آپ نے سیراب کردیا
اک چشمۂ صفات ہے سیرت رسول کی
تصویرِ زندگی کو تکلم عطا کیا
حسنِ تصورات ہے سیرت رسول کی

ساغر صدیقی

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پربھی
www.dailyislam.net.pk

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل:islamforwomen@hotmail.com فیکس:021-6622240 فون:021-6683301

خواتین کے دینی مسائل

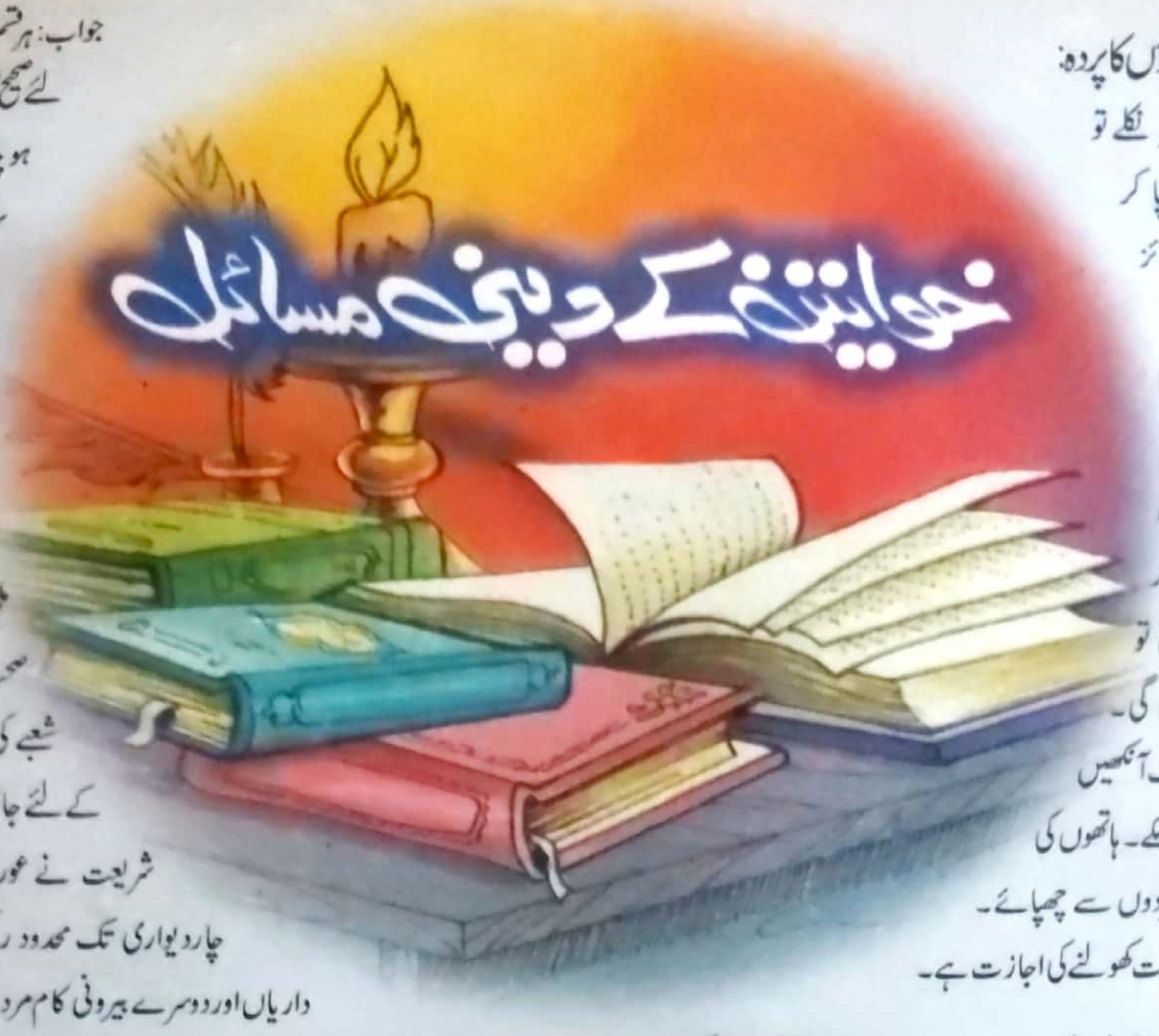

عورت کی آنکھ اور ہاتھ پاؤں کا پردہ:

سوال: عورت گھر سے باہر نکلے تو آنکھیں اور ہاتھ پاؤں چھپا کر نکلے یا ان اعضاء کا کھولنا جائز ہے؟ (ی۔ا۔لاہور)

جواب: بلا ضرورت عورت کا گھر سے نکلنا جائز نہیں بامر مجبوری نکلنا پڑے تو برقع یا بڑی چادر سے پورا جسم ڈھانپ کر نکلے۔ برقع کی صورت میں تو آنکھیں از خود چھپ جائیں گی۔ البتہ بڑی چادر لے تو اس حد تک آنکھیں کھولنا جائز ہے کہ راستہ دیکھ سکے۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور قدم بھی نامحرم مردوں سے چھپائے۔ البتہ بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت کھولنے کی اجازت ہے۔

محرم مرد کے سامنے دوپٹہ اتارنا:

سوال: محرم رشتہ داروں کے سامنے عورت کا دوپٹہ سر سے اتار دینا، آستینیں کہنیوں سے اوپر چڑھانا اور شلوار ٹخنوں سے اوپر کرنا جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: تینوں کام فی نفسہ جائز ہیں لیکن عورت کی شرم وحیاء کا تقاضا یہ ہے کہ بلا ضرورت ان اعضاء کو محارم کے سامنے بھی نہ کھولے، پھر یہ حکم بھی عام محارم کا ہے۔ اگر کوئی محرم اس قسم کا بدچلن اور بے دین ہے کہ اسے محرم خواتین کی حرمت کا کوئی پاس نہیں تو اس کے سامنے ان اعضاء کا کھولنا قطعی ناجائز ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس سے نامحرم مردوں کی طرح پردہ کیا جائے۔

بال پوائنٹ کی روشنائی کا حکم:

سوال: اگر بال پوائنٹ کی روشنائی ہاتھ پر لگی ہو تو وضو اور غسل ہو جائیں گے؟ (ایضاً)

جواب: وضو اور غسل صحیح ہیں۔

گاڑھے رنگ کا حکم:

سوال: گڑ اور پتی ملا کر گاڑھا رنگ تیار کیا جاتا ہے اور اسے مہندی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا اتارنا ضروری ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: دھو لینا کافی ہے، رنگ اتارنا ضروری نہیں، اتارے بغیر بھی وضو اور غسل صحیح ہیں۔

عورت کے بالوں اور مخصوص مستعمل کپڑے کا حکم:

سوال: عورت کے بال اور مخصوص ایام میں استعمال شدہ کپڑا۔ ان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے پھینک دیں یا جلا دیں؟

جواب: ایسی جگہ پھینکنا جائز نہیں کہ غیر مردوں کی نظر پڑے۔

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جلا دیئے جائیں یا دفن کر دیئے جائیں۔ یہ کسی وجہ سے مشکل ہو تو کسی تھیلی وغیرہ میں ڈال کر ایسی جگہ پھینکے جائیں جہاں مردوں کی نظر نہ پڑے۔ یدفن اصابعة الظفر والشعر وخرقة الحیض والدم کذا فی الفتاوی العتابیة. (عالمگیریہ ص ۳۵۸، ج ۵)

اگر کپڑا قابل استعمال ہو تو ضائع کرنے کی بجائے دھو کر دوبارہ استعمال کیا جائے۔

عورت کے لئے دنیوی تعلیم:

سوال: آپ کہتے ہیں دنیوی تعلیم عورت کے لئے ضروری نہیں۔ آج بے شمار عورتیں تعلیم حاصل کر کے مختلف شعبوں میں کام کر رہی ہیں، کیا یہ کام ناجائز نہیں؟ بعض خواتین مجبوری کے تحت ملازمت کرتی ہیں، ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (س۔لاہور)

جواب: ہر قسم کی دنیوی تعلیم عورت کے لئے صحیح نہیں۔ اس کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ آج کھیل تماشہ، ساز و موسیقی، اداکاری و گلوکاری تک ''تعلیم'' کا حصہ ہے۔ ایسی تعلیم کو مسلمان عورت کے لئے کون جائز کہے گا؟ البتہ شرعی حدود کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے طب و صحت یا اس قسم کے کسی مفید شعبے کی تعلیم حاصل کرنا عورت کے لئے جائز ہے۔

شریعت نے عورت کا دائرہ کار گھر کی چار دیواری تک محدود رکھتے ہوئے معاشی ذمہ داریاں اور دوسرے بیرونی کام مرد کے کندھوں پر ڈال دیئے ہیں۔ اس لئے عام حالات میں عورت کا گھر سے نکلنا اور ملازمت اختیار کرنا جائز نہیں۔ ہاں کسی عورت کی معاشی کفالت کرنے والا مرد موجود نہیں تو ایسی مجبوری میں عورت کو ملازمت یا کوئی دوسرا ذریعۂ معاش اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ پردہ کی پابندی کرے۔ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔

مرد کے لئے دنیوی تعلیم:

سوال: آجکل مرد حضرات بھی مال و دولت حاصل کرنے کے لئے دنیوی تعلیم حاصل کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: حصول رزق کے لئے دنیوی فنون سیکھنا جائز ہے۔

بالوں کی تراش خراش:

سوال: شوہر کے لئے بالوں کی تراش و خراش جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: کیا مطلب؟ اگر شوہر کے (خوش کرنے کے لئے بیوی اپنے بالوں کی تراش خراش کرے تو ناجائز اور حرام ہے اور خود شوہر اپنے بالوں کی تراش و خراش کرے تو جائز ہے. جس کی ضروری تفصیل یہ ہے کہ منڈانا چاہے تو پورے سر کے بال منڈا دے۔ کاٹ کر چھوٹے کرنا چاہے تو بھی پورے سر کے بال کاٹ کر برابر کر دے، رکھنا چاہے تو کانوں کی لو تک یا اس سے بھی نیچے لیکن کندھوں سے اوپر تک یا کندھوں تک چھوڑ دے۔ یہ تینوں صورتیں افضل ہیں۔ انگریزی بال رکھنا یعنی کاٹ کر کہیں سے چھوٹے اور کہیں سے بڑے رکھنا ناجائز ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احسن الفتاویٰ ص ۸۷، ج ۸)

نوٹ:

۱۔ براہ کرم تین سوالات سے زائد سوال نہ لکھیے۔

۲۔ کاغذ کے ایک طرف واضح انداز میں سوالات لکھیے۔

۳۔ لفافے پر ''خواتین کے دینی مسائل'' ضرور لکھیے۔

نعت شریف

حب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے
بے سہارا نہ سمجھے زمانہ ہمیں
ہم غریبوں کا آقا مدینے میں ہے
کیا مقدر ہے صدیقؓ و فاروقؓ کا
جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے
کیا عجب شان عثمانؓ و حیدرؓ کی ہے
جن کی الفت محمدؐ کے سینے میں ہے
ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسے میرے نبی کے پسینے میں ہے
حب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

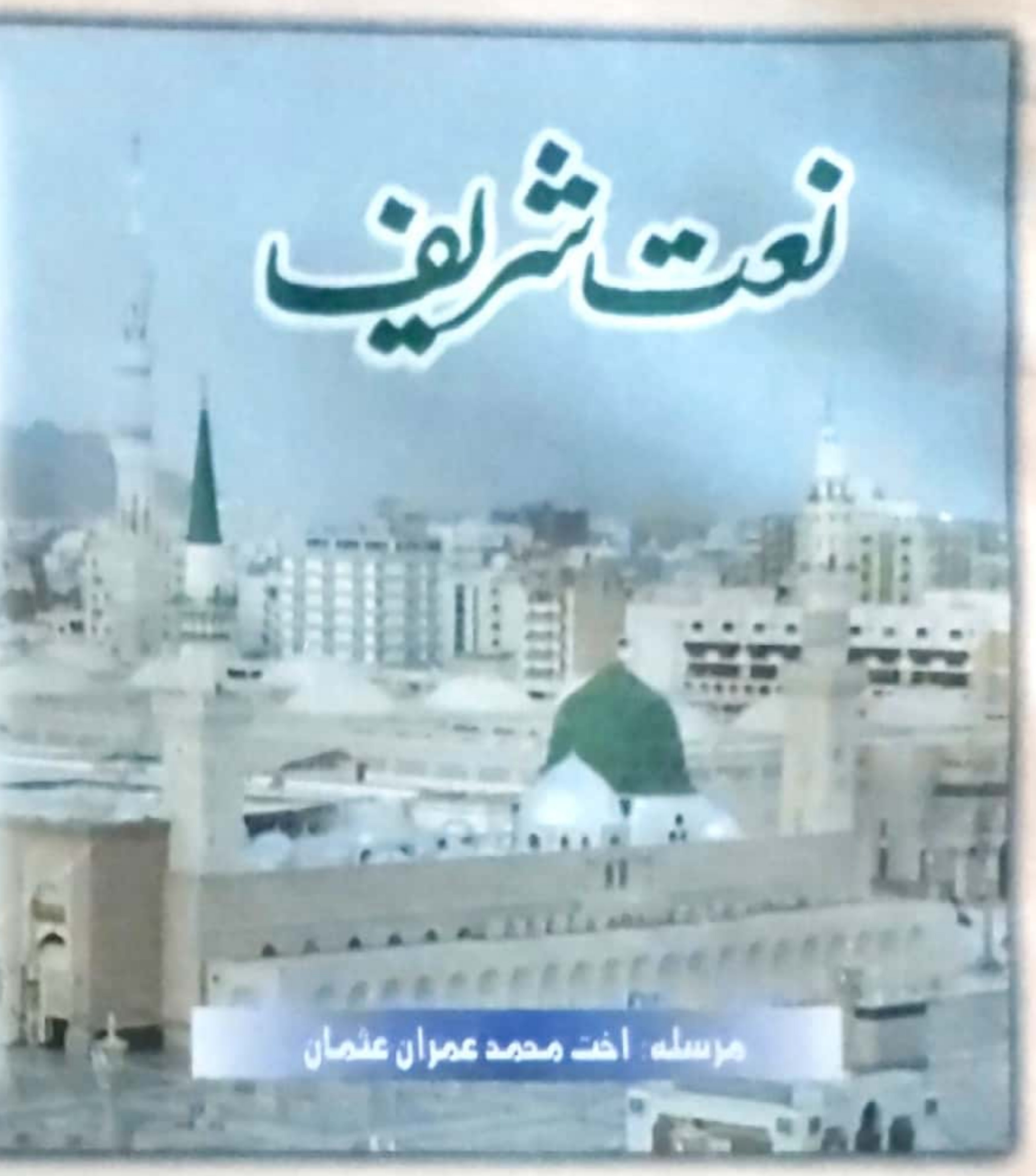

مرسلہ: اخت محمد عمران عثمان

خیر و بھلائی کی دولت

مولانا احسان الحق شائق

کسی کو اگر دین کی سمجھ حاصل ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور عظیم احسان ہے، بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ بندہ ہے۔ چنانچہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں۔'' یعنی اس کو خیر و شر، نیکی و بدی، طاعات و معصیت میں تمیز حاصل ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتوں میں فرق کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پھر طاعات و عبادات کو اختیار کرتا ہے۔ گناہ اور بدی کے کاموں کو ترک کر دیتا ہے، یہ ایسی عظیم نعمت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کے معمولات دیکھنے کے لئے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجرہ میں سو گئے جب رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے بیدار ہوئے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بیدار ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو یہ صراحی (لوٹا) میں پانی بھر کر کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو گئے اس وقت آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) کے بچپن کا زمانہ تھا، قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صراحی میں پانی بھر کر لائے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعاء فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ فقھہ فی الدین و علمہ التاویل۔ یا اللہ ان کو دین کی سمجھ عطاء فرما، اور قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرمایا، اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، دین کی سمجھ کتنی بڑی نعمت ہے کہ آپ نے خوشی کے موقع اسی نعمت کے حصول کی دعاء فرمائی۔ نیز اس معاملہ میں مرد و خواتین میں کوئی فرق نہیں، مردوں کی طرح بے شمار خواتین کو بھی یہ دولت حاصل ہوتی ہے، بلکہ بعض خواتین کو مردوں سے بڑھ کر یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام، حضرت آسیہ، حضرت عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی مثالیں واضح ہیں اس بارے میں بنی اسرائیل کی ایک خاتون کا تذکرہ بھی خواتین کے لئے تسلی کا باعث بن سکتا ہے چنانچہ بہشتی زیور (اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا اور مرد و خواتین کے لئے اس کا مطالعہ کرنا بہت ہی مفید ہے) میں مذکور ہے کہ محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھے جو کہ بہت بڑے عبادت گزار بھی تھے ان کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، اتفاق سے وہ مر گئی ان عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا، بنی اسرائیل کی ایک عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا تو ان عالم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان گھر میں آنے جانے والوں کے ذریعہ کہلایا کہ مجھ کو ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں، پھر وہ گھر کے باہر دروازے پر جم کر بیٹھ گئی آخر ان کو خبر ہوئی مسئلہ پوچھنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ تو اس خاتون نے مسئلہ پوچھا کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور عاریت کے طور پر لئے تھے اور مدت تک ان کو پہنتی رہی پھر اس نے آدمی بھیجا کہ میرے زیور واپس کرو تو کیا اس کے زیور اس کو واپس کر دینے چاہئے؟ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ بے شک دے دینے چاہئے تو اس خاتون نے کہا کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہے ہیں تو کیسے دے دوں؟ مولانا صاحب نے کہا تب تو اور بھی خوشی سے دینے چاہئے کیونکہ ایک مدت تک اس نے واپس نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے، تو اس خاتون نے کہا پھر آپ کیوں غم میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک چیز عاریت کے طور پر دی تھی پھر جب چاہا واپس لے لی یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی چیز تھی، یہ سنتے ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں، غم دور ہو گیا۔

یہ ہے دینی بصیرت، تقدیر پر پختہ ایمان کہ فوت شدہ چیز پر اس طرح غمگین ہونا کہ دنیا کے دیگر معمولات ترک کر دیں یہ مزاج شریعت کے خلاف ہے، پھر بات سمجھائی تو کس حکمت اور دانائی سے، کہ مصیبت کی وجہ سے جو بات ایک عالم کے ذہن سے اتر چکی تھی وہ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کے ذریعہ دماغ میں بٹھا دی، ان عالم کو ایک خاتون کے ذریعہ دینی فائدہ ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو دین کی سمجھ عطاء فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں جو دعاء فرمائی ہے ہر مرد و زن کو وہ دعاء اپنے حق میں مانگتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطاء فرمائے۔

اسلام میں طہارت کی اہمیت

ہمشیرہ بابر رشید قیصرانی

دین اسلام کا سب سے پہلا سبق طہارت ہے اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی رکن، نماز کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کی طہارت، لباس کی طہارت اور جگہ کی طہارت بنیادی شرائط مقرر فرمائی ہیں، لیکن اس کے باوجود ہر نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم، پہلے سے وضو ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی ترغیب (زیادتی ثواب کی نیت سے)، ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کی ترغیب، ہوا خارج ہو تو وضو کرنے کا حکم، ٹیک لگا کر نیند آجائے تو وضو کرنے کا حکم، یہ سارے احکامات نہ صرف یہ کہ ہر مسلمان کو شعوری طور پر صاف اور ستھرا رہنے کی عادت ڈالتے ہیں بلکہ ہر مسلمان کے ذہن میں طہارت کا ایک ایسا تصور قائم کرتے ہیں کہ طہارت اور پاکیزگی کی حالت میں ہر مسلمان اپنے جسم اور روح کی کیفیت کو عام حالت سے ممتاز اور ارفع سمجھنے لگتا ہے۔

طہارت کی اہمیت قرآن کی نظر میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر نماز سے پہلے وضو کر کے مختلف اعضاء کو اچھی طرح سے دھونے اور صاف کرنے کی غرض و غایت یہ بیان فرمائی۔ ''اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں پاک اور صاف رکھنا چاہتا ہے جس کے لئے تمہیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔'' قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ترجمہ: ''(مسجد قبا) میں ایسے لوگ (نماز پڑھتے) ہیں جو طہارت کو بہت پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (سورہ توبہ: ۱۰۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب دوسری وحی نازل ہوئی تو اس بات کی ہدایت کی گئی کہ ''اے نبی (اکرمؐ)! اپنے کپڑے صاف رکھئے اور گندگی سے دور رہئے۔''

گویا دین اسلام کی تمام تر عبادات کا انحصار طہارت اور پاکیزگی پر ہے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود امت کے سامنے اس کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا بلکہ امت کو بھی پاک صاف رہنے کی تلقین کی۔ ایک صحابی بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے تو مزاج مبارک نے ناگواری محسوس کی، اسے بال سنوارنے کا حکم دیا، جب دوبارہ حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا ''پراگندہ بال شیطانی فعل ہے۔''

طہارت کے پہلو سے ایک نظر اقوام مغرب پر:

طہارت کے حوالے سے ایک نظر اقوام مغرب (یہود و نصاریٰ) کے ماضی و حال پر ڈالئے جن کی تہذیب کا شہرہ آج آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے جن کے معاشرے کی ظاہری چمک دمک دیکھ کر ہمارے ہاں کے اکثر خواتین و حضرات ان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں ڈاکٹر ڈریپر (۱۸۸۲ء) کی ایک کتاب کا اردو ترجمہ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے ''معرکہ مذہب و سائنس'' کے نام سے کیا ہے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) پاپائے روم کے ہاں ہر وہ عیسائی کافر تھا، جو مسلمانوں کی تہذیب یا کسی اور بات کو اچھا سمجھتا ہو یا ہر روز نہاتا ہو ایسے کافروں کو سزا دینے کے لئے پاپا نے ۱۴۷۸ء میں ایک مذہبی عدالت قائم کی جس نے پہلے سال دو ہزار افراد کو زندہ جلا دیا اور ستر ہزار کو قید و جرمانہ کی سزا دی۔

(۲) غلیظ جسم اور میلے لباس کی وجہ سے جوؤں کی یہ کثرت تھی کہ جب برطانیہ کا لاٹ پادری باہر نکلتا تو اس کی قبا پر سینکڑوں جوئیں چلتی پھرتی نظر آتیں۔

(۳) جب اسپین میں اسلامی سلطنت کو زوال آیا، تو فلپ دوم (۱۵۹۸) نے تمام حمام بند کر دئے کیونکہ ان سے اسلام کی یاد تازہ ہوتی تھی، اسی بادشاہ نے اشبیلیہ کے گورنر کو محض اس لئے معزول کر دیا کہ وہ روزانہ ہاتھ منہ دھوتا ہے۔

یہ ایک مختصر سی جھلک اس قوم کی ہے جس کی تہذیب و تمدن کی طرف ہم عرصہ دراز سے پلٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں۔

اگر حال کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آج یورپ اور امریکا کو خوف و دہشت کے جس دیو نے اپنی آہنی پنجے میں جکڑا ہوا ہے وہ ہے (AIDS) کی بیماری جو درحقیقت نتیجہ ہے جانوروں کی طرح غلیظ، ناپاک اور گندی زندگی بسر کرنے کا۔ اپنے آغاز اور انجام سے بے خبر لذات نفس کی پیروی کرنے والے لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کا یہ تبصرہ کیا ہی خوب ہے: ''ان لوگوں کی زندگی جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر ہے۔'' (سورہ فرقان: ۴۴)

زندگی کا سلیقہ

صاف اور مضبوط ضمیر، اخلاقی جرأت و تمیز، بڑوں کا ادب، کردار کی صفائی یہ سب میں نے اپنی دادی سے حاصل کئے۔ میں نے ان کے قول و فعل میں کبھی تضاد نہیں پایا، جو کہتیں وہی کرتیں ان کی مشفقانہ ڈانٹ نے ہمیں زندگی کے طور اطوار سکھائے سچ بات تو یہ ہے کہ مستحکم مزاج اور محبت کرنے والے یہ بزرگ بہت بڑا سرمایہ ہوتے ہیں۔ (ایک خاتون)

واضح فرق
صرف چند یوم میں
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے
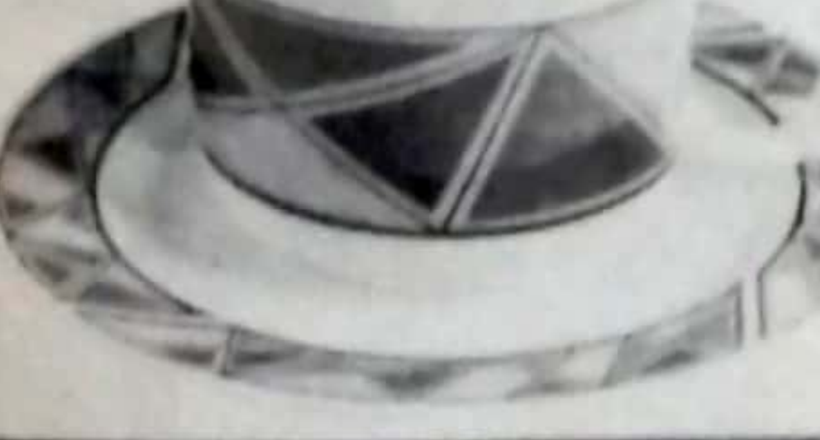
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866

کشکول

اے دل!

تجھے تیرے خالق اور مالک نے گونا گوں نعمتوں سے نوازا ہے مگر تو ناپائیدار گھٹیا چیزوں کی طرف دیکھتا ہے کیا یہ احسان فراموشی نہیں؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیری زنجیر قادر مطلق کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا؟ تیرا سرمایۂ حیات ختم ہونے کو ہے، توبہ کرلے تاکہ اپنے مالک کے حضور تجھے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ یا تو اپنے خالق کے سامنے جھک جا یا اس کی کائنات سے نکل جا کہ کہیں تیری دوعملی اور دورخی تجھے اپنے مالک کی نظروں سے گرا نہ دے۔ یاد رکھو! اس دل پر خدا کی رحمت ہے، جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے ایک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے۔

(مرسلہ: احقر العباد۔ ام رواحۃ)

آنسو

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا: اے لوگو! روؤ اور رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔ کیونکہ دوزخ میں دوزخی اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر نالیاں سی بنا دیں گے، روتے روتے آنسو نکلنے بند ہو جائیں گے تو خون بہنے لگے گا جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہو جائیں گی، آنسو اور خون کی اتنی کثرت ہوگی کہ ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں۔

(بحوالہ موت کا منظر) (مرسلہ: ش۔ بنت ارشاد: میانہ گوندل)

سنہری باتیں

۱۔ جہاں تک ہوسکے لوگوں سے دور رہو تاکہ دل سلامت اور نفس پاکیزہ رہے۔
۲۔ جب لوگوں کے پاس آؤ تو زبان کی حفاظت کرو۔
۳۔ خاموشی کو اپنا شعار بناؤ تاکہ شر زبان سے محفوظ رہو۔
۴۔ خدا کی رضا کے لئے جو کام کرو اس میں مخلوق کا خوف نہ کرو۔
۵۔ عاقلوں کی صحبت اختیار کرو یہ مشکل وقت میں آپ کے کام آئیں گے۔
۶۔ جس نعمت میں شکر ہے اس میں زوال نہیں جس نعمت میں کفر ہے اس کو بقا نہیں۔

(مرسلہ: بنت مولانا یاسین۔ تونسہ شریف)

اولاد کی تربیت کے چند سنہری اصول

بچوں کو بری صحبت سے دور رکھو، ہر وقت خیال رکھو کہ ان کی طبیعت کسی اور طرف مائل نہ ہو، ان کی ضد پوری نہ کرو بلکہ مانگنے سے پہلے ان کی خواہش پوری کر دو تاکہ ضد پیدا نہ ہو، ان کے ساتھ ایسا انداز نہ رکھو کہ وہ تم سے بے خوف نہ ہوں، تمہارا اشارہ ان کو کافی ہو، بہت مارنے اور بار بار کہنے سے بچے بے حیا ہو جاتے ہیں، بس اشارے سے کام لو، ہر وقت ٹیڑھی باتیں نہ کرو تھوڑی خطا پر سمجھا دو، غصہ میں کوئی لفظ بے جا نہ نکالو کہ پچھتانا پڑے، ان کی طرف سے کسی کو برا نہ کہو بلکہ انہیں کا قصور سمجھو، مار کر ہنسو نہیں، ان سے بہت بے تکلف ہو کے باتیں نہ کرو کہ وہ بے حجاب ہو جائیں، کسی بات میں ان کی بے جا طرفداری نہ ہو سب بچوں کو ایک نظر سے دیکھو، ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو کہ وہ ایک دوسرے کو ذلیل سمجھیں، بچوں کی ہر خواہش پوری کرنا بڑی غلطی ہے، یہ محبت نہیں بلکہ عداوت ہے۔

(بیس بڑی خواتین) (مرسلہ: اخت ابوبکر عثمانی۔ ملتان خورد)

کچھ وزنی باتیں

بڑوں کی نصیحت کو غور سے سنو بہت کام آتی ہے۔ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے بڑوں سے مشورہ ضرور کرلو۔ بڑوں کے سامنے زبان مت چلاؤ۔ جاہل سے بحث نہ کرو۔ چھوٹوں کو بلا وجہ نہ مارو۔ برے لوگوں کی محفل میں نہ جاؤ۔ اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھو۔ کسی کو طنزیہ جملے نہ کہو۔ جھوٹ سے ہمیشہ کے لئے کٹ جاؤ۔ بڑوں کے ساتھ برابری نہ کرو۔

(بنت مرزا عابد حسین۔ ملتان)

مقام افسوس

انسان دنیا میں شہرت اور عزت حاصل کرنے کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر ماؤنٹ ایورسٹ جیسی فلک بوس چوٹی کو تو سر کرسکتا ہے۔ لیکن آخرت میں عزت اور سرخروئی حاصل کرنے کے لئے دو سجدے نہیں کرسکتا۔ کیوں......؟

تحمل اور عجز

بغیر ضبط و تحمل کے سنور نہیں سکتا
کچھ ایسا سرکش و خود سر ہے نفس امارہ
بڑوں سے سیکھی ہے یہ بار مردِ دانا نے
ہیں شہباز کی زد میں طیورِ آوارہ
عجز کے باعث ہوا انسان فرشتوں سے بزرگ
کرگیا خوار و زبوں ابلیس کو اس کا غرور
کامیابی چاہتی ہے تُو، تو عاجز بن کر رہ
پھر خدا کی رحمتوں کی مستحق ہوگی ضرور

بنت عبداللطیف۔ کراچی

زیرِ لب

واجدہ تبسم

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تقسیم ہند سے قبل جبکہ جنگ عظیم ثانی عروج پر تھی دہلی میں چند امریکی فوجی گھومتے گھامتے چاندنی چوک میں آنکلے، وہاں مٹھائی کی دکانیں بھی تھیں، ایک دکان پر گئے تو ایک امریکی نے جلیبی کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ٹرے سے اٹھایا اور توڑ کے دیکھا تو اس کے اندر سے شیرہ نکلنے لگا۔ امریکی بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرہ اس ٹیڑھی میڑھی جلیبی میں کیسے ڈالا گیا کیونکہ اسے کوئی ایسا سوراخ نظر نہیں آرہا تھا جہاں سے شیرہ ڈالا گیا ہو۔

ایسا ہی ایک اور دلچسپ واقعہ ہے، ایک ایرانی ہندوستان کی سیاحت پر آیا تو دہلی بھی گیا۔ تب بھلا زمانہ تھا اور مسلمانوں کی جیسی کیسی حکومت تھی قائم تھی۔ وہ ایرانی چاندنی چوک میں ایک حلوائی کی دکان پر گیا تو اسے عجیب وغریب انداز کی جلیبیاں نکالتے ہوئے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی جلیبی نہیں دیکھی تھی۔ مارے حیرت کے وہ حلوائی سے فارسی میں مکالمہ کرنے لگا۔ مکالمہ کچھ یوں ہوا۔

ایرانی: خوشا! ایں چیست؟ (یہ کیا ہے؟)
حلوائی: (قہقہہ لگاتے ہوئے) ہاہا!! اور میٹھی چیست
ایرانی: (حیرت سے) چہ میگوئی (تو نے کیا کہا؟)
حلوائی: (ایرانی کے تاثرات کو ٹٹولتے ہوئے) گھی میں پوئی
ایرانی: (سنجیدہ ہوتے ہوئے) باز بگو (پھر کہو)
حلوائی: (تیوری پر بل ڈال کر) لینا ہو لو، ورنہ آگے بڑھو۔

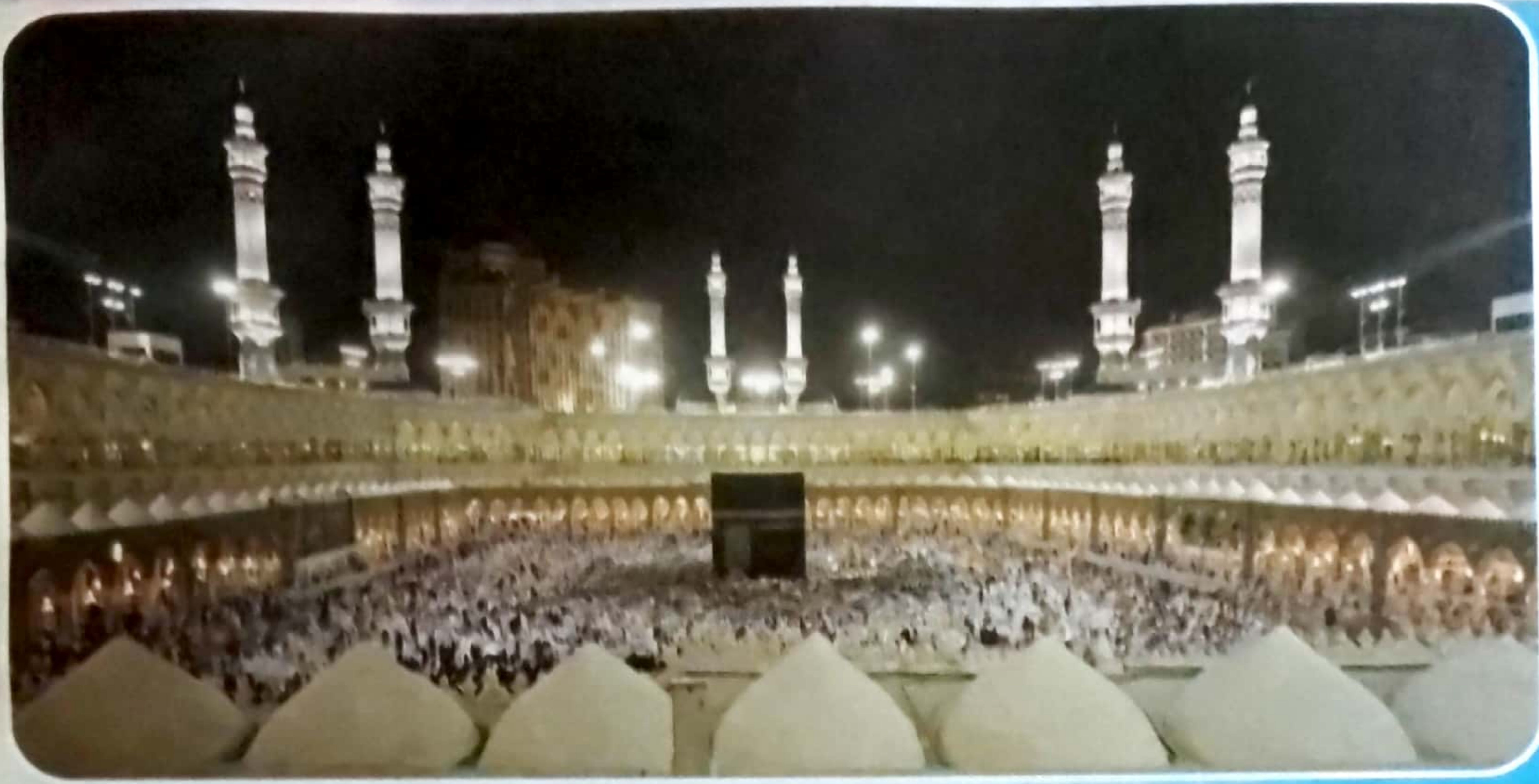

اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں

بنت عبداللہ کراچی

ہم نے کئے گناہ تو اس نے نہ کی پکڑ
کتنے بڑے حوصلے ہیں پروردگار کے

واقعی اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ ہماری زندگی کیسی گزر رہی ہے اور اس کے باوجود پروردگار نے ہمیں کتنی نعمتوں سے نوازا ہے تو عجیب حیرانی ہوتی ہے کہ ہماری نافرمانیوں کا یہ حال ہے اور پروردگار کی نوازشوں کا یہ معاملہ کہنے والے نے کیا خوب کہا۔

جب انسان تیرا کھاکے بھی ترا شکوہ کرے یا رب
تعجب ہے کہ اس پر بھی رہے لطف وکرم تیرا

اپنے کریم مالک و پروردگار کی کرم نوازیوں اور اس کی بے شمار عنایتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم اپنی حالت کو دیکھیں اور اپنے گناہوں کا جائزہ لیں تو ندامت سے سر جھک جانا چاہئے لیکن افسوس صد افسوس! ہمارے دن ہی نہیں بلکہ مہینے اور سال یونہی غفلت اور بے حسی میں گزر جاتے ہیں، یہ تو اس کا کرم ہے کہ اپنے کرم سے ستاری کی چادر میں ہمارے عیبوں کو چھپایا ہوا ہے۔ جس دن بھی ہماری شامت سے وہ چادر ذرا سی بھی ہٹائی گئی تو پھر پتہ چلے گا، لیکن اس کے برعکس ہم اپنی حالت پر غور کریں ہم اگر کسی آدمی کو کام کا ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ کہیں اور اس کے باوجود وہ ہماری بات پر کان نہ دھرے تو کتنا غصہ آتا ہے وہ اگر بچہ ہوگا تو اس کی پٹائی کر دیتے ہیں وہ اگر بیوی ہوگی تو اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں وہ اگر ملازم ہوگا اس کو نوکری سے نکال دیتے ہیں گویا ہمارا یہی حوصلہ ہے کہ دو چار دفعہ کہنے کے بعد ہمارے غصے کی انتہا نہیں رہتی لیکن قربان جائیں اللہ تعالیٰ پر باوجود ہماری سالہا سال کی نافرمانیوں کے ہمارے عیبوں کو چھپایا ہوا ہے، اس حالت میں بھی اپنی دی ہوئی نعمتیں نہیں چھینتا، ہمیں کھلاتا پلاتا ہے اور ہماری سنتا ہے اور فرماتا ہے:

☆ اے میرے بندے تو مجھے یاد کرتا ہے میں تجھ کو یاد کرتا ہوں تو مجھے بھول جاتا ہے میں پھر بھی تجھے یاد کرتا ہوں۔

☆ اے میرے بندے! تو مجھ سے دوستی لگا میں بھی تجھ سے دوستی لگاؤں گا۔

☆ اے میرے بندے! تو میرا نافرمان بنتا ہے پھر بھی میں تجھ سے نہیں روٹھتا، میں تیرا انتظار کرتا ہوں کہ شاید کبھی تو لوٹے گا۔

☆ میں نے سب کچھ تیرے لیے بنایا ہے۔ جس نے مجھے طلب کیا اس نے مجھے پالیا۔

☆ میں تو ستر ماؤں سے زیادہ تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

☆ اگر تو نے دنیا جہاں جتنے گناہ کر رکھے ہیں لیکن اگر تو مجھ سے سچے دل سے توبہ کرلے تو میں تجھ کو بخش دوں گا۔

میری بہنو! اللہ رب العزت کا یہ دستور ہے کہ وہ انسان کی پہلی غلطی پر اس کی پکڑ نہیں کرتے کیونکہ وہ رحیم وکریم ذات ہے، وہ مہربانی فرمانے والے ہیں وہ ایک آدھ غلطی پر انسان کو سزا نہیں دیتے البتہ اللہ تعالیٰ اس وقت پکڑتے ہیں جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے پھر دوبارہ کرتا ہے پھر کرتا رہتا ہے اور زندگی کے سالہا سال گزر جاتے ہیں حتی کہ ایک مدت کے بعد وہ وقت آتا ہے جب رب کریم پکڑ فرماتے ہیں۔ وہ پکڑ بھی مہلت دے کر فرماتے ہیں قربان جائیں اللہ پاک پر کہ بندے کی بار بار نافرمانی کے باوجود اسے مہلت دے کر فرماتے ہیں کہ شاید میرا بندہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر رجوع کرے۔

میری بہنو! ایسے رحیم وکریم مالک سے تعلق نہ جوڑنا، اس کی محبت کو دل میں نہ بسانا یہ بڑی ہی نادانی ہے اور بڑا ہی نقصان ہے۔ اگر ہم اللہ کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ ہمارا ہوجائے گا۔ اس کے لیے ہمیں گناہوں کے سمندر سے نکلنا ہوگا اور فرائض واجبات کی پابندی کرنی ہوگی کیونکہ اللہ کو فرائض کی ادائیگی زیادہ محبوب ہے۔

اُمِ سعد زبیر چشتیاں

باپردہ عورتوں کا فضل و کمال

پردہ ایک شرعی حکم اور دینی شعار ہے، جس کی بنیادیں کتاب وسنت، ان کی فقہی تشریحات اور تعامل سلف پر قائم ہیں اور وہ انھی بنیادوں پر ہر دور میں بلا انقطاع امت مرحومہ کا معمول رہتا آرہا ہے یہ کوئی فرضی یا اختراعی چیز نہیں جسے کسی فرد یا سوسائٹی نے ہنگامی مصالح کے تحت تجویز کرلیا ہو بلکہ یہ ایک مکمل اور محفوظ شرعی دستور زندگی ہے، لیکن ایک عرصے سے اس پر مختلف اعتراضات کر کے اس کی شرعی اور بنیادی حقیقت مشتبہ کی جا رہی ہے۔

ذیل میں آج میں حجاب شکنوں کے مختلف اعتراضات میں سے ایک اعتراض کا ذکر کروں گی۔ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ محجوب اور پردہ نشین عورتیں اچھی طرح تعلیم نہیں پاسکتیں، سوال یہ ہے کہ پردہ نشینی کا زمانہ تعلیم کا زمانہ ہی کب ہے؟ پردہ نشینی کی پوری پابندی بلوغت کے زمانہ سے کرائی جاتی ہے اور ظاہر ہے ضروری نسوانی تعلیم اس سے پہلے ختم ہوجاتی ہے۔

دوسرے یہ کہ جو تعلیم حجاب شکنی کے مقتضی ہو وہ مطلوب ہی کب ہے؟ وہ عورت کے لئے موزوں اور نفع بخش کس طرح ہوسکتی ہے؟ بلوغت کے زمانہ میں بھی تعلیم کے حصول میں پردہ رکاوٹ ہرگز نہیں ہوسکتا، باپردہ رہ کر بھی باآسانی پڑھا جاسکتا ہے۔

پردہ شکن اگر یہ کہتے ہیں کہ جس زمانے میں پردے کا زیادہ سختی سے حکم تھا تب جہالت پیش پیش رہی اور اب جب حجاب پر گرفت ڈھیلی ہے تو وہ عورت کی ترقی کا زمانہ ہونا چاہئے جبکہ حالات اس کے برعکس ہیں۔ زمانہ نبوت سے پہلے کا دور عورتوں کی انتہائی بے حجابی اور بے حیائی کا دور تھا اور یہ دور اس درجہ جہالت و بربریت سے لبریز ہے کہ اس کا نام ہی دور جاہلیت ہے جبکہ زمانہ نبوت میں بتدریج عورت کو پردہ نشین بلکہ خانہ نشین کردیا گیا تو اُس زمانے کی عورتوں کا علم آج بطور ''ضرب المثل'' بیان کیا جاتا ہے، اور اس دور کو خیر القرون کہا جاتا ہے، اس کے بعد بھی جب تک حجاب کی وہی پابندی تھی تو عورتیں اس درجہ کی عالمہ اور فقیہہ ہوئیں اور بکثرت ہوئیں کہ مرد علماء ان کے علم پر رشک کرتے تھے۔

صاحب بدائع الصنائع کی بیوی اپنے دور میں ایسی فقیہہ سمجھی گئیں کہ ایک درجہ میں فتویٰ کا مدار اُن پر ہوگیا، اس فقیہہ خاتون کے باپ نے اپنی بیٹی کے فضل وکمال کو دیکھ کر اعلان کیا کہ جو شخص اپنے ممتاز علم اور راسخ تفقہ کا ثبوت دے گا میں اُسے داماد بناؤں گا صاحب بدائع نے اپنی تصنیف ''بدائع الصنائع'' پیش کی جو صاحبزادی کے باپ کو پسند آئی اور اُس سے نکاح کردیا اور پھر اُن دونوں میاں بیوی کے علم وکمال کا ایک زمانے تک شہرہ رہا اور اُن دونوں کے دستخط سے فتویٰ معتبر ٹھہرتا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کی صاحبزادی اعلیٰ تعلیم رکھتی تھی کہ امام صاحب حدیث وفقہ کا املا بھی اُن کے قلم سے کرواتے۔ سعید بن میسّب کی عالمہ فاضلہ صاحبزادی کے فضل وکمال کی تمام علمی شخصیات میں شہرت پھیل گئی، خلیفۂ وقت نے نکاح کا پیغام بھیجا مگر نامنظور ہوا، نکاح ایک غریب عالم فاضل سے ہوا۔

پھر صحابیات میں کتنی ہی وہ خواتین ہیں جن کے فضل وکمال کو لسانِ نبوت پر سراہا گیا صرف ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے آدھے علم کا حامل ٹھہرایا۔ حضرت عائشہ پردہ میں بیٹھ کر اتنی بڑی عالمہ فاضلہ ہوگئیں کہ صحابہ پس پردہ مسائل اُن سے حل کراتے تھے۔

بعد کے زمانہ میں حضرت رابعہ بصریہ اور رابعہ عدویہ ایسی خواتین گزریں جو علماء وعرفاء میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی تھیں اور یہ سب خانہ نشین عورتیں تھیں۔

مشہور عالم ابن سماک کوفی کی لونڈی ان کی تقریروں میں اصلاح کیا کرتی تھی۔ حضرت رابعہ شامیہ علم ومعرفت میں مشاہدہ کے درجہ پر پہنچ گئیں تھیں۔ عفیرہ عابد، حضرت شعوانہ اور آمنہ ریلہ یہ جلیل القدر علم وفضل والی عورتیں تھیں، لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر دعاؤں کی درخواست کرتے تھے۔ حضرت سیدہ نفیسہ کی جلالتِ قدر کی وجہ سے امام شافعی اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

یہ تو چند مثالیں ہیں، ہر زمانے میں ہزار ہا ایسی باپردہ نیک خواتین گزری ہیں جو نہ صرفِ علم دین بلکہ فن شاعری فنونِ ادبیات وبلاغت میں اپنی مثال آپ تھیں۔

حجاب شکنوں کے یہ دعوے قطعاً غلط ہیں کہ عورتوں کی موجودہ جہالت کا سبب پردہ ہے، اگر حجاب باعث جہالت ہے تو مردوں میں جہالت کیوں بڑھ رہی ہے؟ اور اگر بے حجابی باعثِ علم ہے تو آج کی عورتیں جہالت میں سرنام کیوں ہوتی جارہی ہیں؟

سوکھے پتے

پروفیسر ف۔ ر

محض سوکھے پتے......
روح روتی ہے رائیگاں زندگی پر۔ گناہ کرتے رہتے ہیں۔
ضمیر سوتا رہتا ہے۔
وعدے کرتے ہیں، وفا نہیں ہوتے۔
چاروں طرف نفرت، جنگ اور کشمکش
محض سوکھے پتے اور کچھ بھی نہیں۔
محض سوکھے پتے، کومل پھول بھی نہیں۔ زندگی کے میٹھے ثمر بھی نہیں۔
لفظ۔ بے معنی لفظ۔ کام کچھ بھی نہیں۔
بیج بوتے ہیں۔ فصل؟...... خس وخاشاک۔
لگن، محنت اور دکھ
زندگی کا حاصل کچھ بھی نہیں
صرف سوکھے پتے۔
محض سوکھے پتے۔
ماضی کی کربناک یادیں۔
گزرتے ہوئے لمحے گنتے ہیں...... رائیگاں لمحے ہر گم گشتہ دن کے۔
یاد کرتے ہیں۔ ملتا کچھ بھی نہیں۔
محض سوکھے پتے۔
کیا ہم مالک سے جونہی ملیں گے؟
ہاتھوں میں لئے سوکھے مرجھائے پتے؟
اللہ تعالیٰ تو زندگی کے عمدہ ثمر مانگتے ہیں۔
ان کے سامنے حاضر، گومگو، نادم، منتظر کہ وہ پوچھیں گے
''محض سوکھے پتے اور کچھ بھی نہیں؟''

اخبارِ نسواں

جہیز کا مقدمہ لڑنے والی بوڑھی ہوگئی

گزشتہ دنوں لاہور کی ایک عدالت میں ایک خاتون کے آٹھ سال پرانے مقدمے کی سماعت ہوئی۔ بتایا گیا ہے کہ مذکورہ خاتون کی آٹھ سال قبل شادی ہوئی، سسرال والوں نے جس لڑکے کو میٹرک پاس بتایا وہ ان پڑھ نکلا، اس نے چار ماہ بعد بیوی کو گھر سے نکال دیا اور بعد میں طلاق دے دی اور جہیز پر قبضہ کرلیا، اس خاتون کا والد پہلے کسی فیکٹری میں ملازمت کرتا تھا، ریٹائرمنٹ کے بعد ساری پنشن مذکورہ خاتون کی شادی اور جہیز پر ختم کردی مگر صرف چار ماہ بعد اسے طلاق مل گئی۔ خاتون نے اپنا ملکیتی جہیز واپس لینے کے لئے عدالت میں مقدمہ دائر کیا جس کا آٹھ سال بعد بھی فیصلہ نہیں ہوا اور والدین بھی اپنی بیٹی کو دوسری جگہ شادی کی آس لئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

عراقی یونیورسٹیوں میں بے پردگی پر پابندی

عراقی وزارت تعلیم نے تمام یونیورسٹیوں میں ایک سرکلر بھیجا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بے پردگی عراق کی قومی اور مذہبی اور اقدار کے منافی ہے اور تمام طالبات کو پردہ کی پابندی کرنا ہوگی۔

حجاب پر پابندی

جرمنی میں کسی بھی صوبے کی پارلیمنٹ کی جانب سے کئے جانے والے اپنی نوعیت کے اولین فیصلے کے تحت وفاقی ریاست ''باڈل بکندر'' میں سرکاری اسکولوں میں مسلمان استانیوں پر اسکارف یا رومال باندھنے پر پابندی لگادی گئی ہے۔

پاکستان کو مکمل طور پر سیکولر بنانے کی تیاریاں مکمل

پاکستان کے وزیر دفاع راؤ سکندر اقبال نے ایئر ہوسٹسز کو متنبہ کیا ہے کہ نئی تیار کردہ وردی پہن کر نہ آنے والی ایئر ہوسٹسز کو فارغ کردیا جائے گا۔ ان کے لئے بننا سنورنا لازمی ہے، پچھلے دنوں پی آئی اے میں ایک سرکلر جاری کیا گیا تھا جس کی رو سے ایئر ہوسٹسز کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ دوپٹہ نہ پہنیں (دوپٹہ نئی وردی کا حصہ نہیں) لیکن جب عوامی ردعمل سامنے آیا تو اس پر عمل درآمد روک دیا گیا مگر وزیر دفاع نے دوبارہ اسی حکم کی گویا توثیق کردی ہے۔

دوسری طرف اسلام آباد میں ہونے والی سیف گیمز کے دوران یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ تمام کھیلوں میں نوجوان لڑکیوں کو بھی شامل کیا گیا بالخصوص تیراکی جیسے خالص مردانہ کھیل میں بھی لڑکیوں نے حصہ لیا۔ ان اقدامات سے واضح ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت پاکستان میں ہر سطح پر سیکولرزم کے نفاذ کا تہیہ کرچکی ہے۔

راسخ العقیدہ مسلمان

مجاہد اسلام شیخ اسامہ بن لادن کے بھائی سلیم کی سابق بیوی کارمن نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ''اسامہ بن لادن شروع ہی سے مذہبی ذہن کے آدمی تھے، دینی معاملات میں ان کی انتہا پسندی اور کٹر دین داری کی وجہ سے خاندان کے دیگر افراد خائف رہتے تھے لیکن کسی کو ان سے اختلاف کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ جدہ میں وہ اپنے بھتیجے کے ہمراہ اپنے بھائی سے ملنے کے لئے آئے تو اُسے (کارمن کو) مغربی لباس میں دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ ایک دفعہ اس نے شیخ اسامہ کی بیوی نجوی کو اپنے کمسن بیمار بیٹے کو چمچ سے پانی پلاتے دیکھا اور اس نے اس مقصد کے لئے اپنے پاس موجود بوتل پیش کی تو نجوی نے انکار کردیا اور کہا کہ اسامہ ایسی چیزوں کے استعمال کو صحیح قرار نہیں دیتے'' کارمن جو غیر مسلم ہے اس کا انداز بیان غیر مہذب ہے مگر اس سے یہ شہادت ملتی ہے کہ شیخ اسامہ بن لادن غیر شرعی امور کو دلی طور پر ناپسند کرتے ہیں اور ان سے دور رہتے ہیں۔

متبادل طریقہ تشخیص بذریعہ ریڈیانک کمپیوٹر اور متبادل طریقہ علاج سے اپنا علاج کروائیں

یاد رکھیں: کوئی بھی بیماری اور تکلیف ایک دن میں پیدا نہیں ہوتی اور بیماری کا اظہار ابتدائی طور پر جسم میں کسی بھی قسم کی روحانی، نفسیاتی، ذہنی اور جسمانی تبدیلی سے ہوتا ہے، جس کا اظہار غیر معمولی، عجیب اور انوکھی کیفیات اور علامات کے ذریعے ہوتا ہے۔ جسے ہمارا احساس کمپیوٹر چیک کرلیتا ہے۔ اگر آپ دنیا کی بڑی بڑی لیبارٹریوں کی درست تشخیص اور بڑے بڑے ماہر اور اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے بہترین علاج کے باوجود لاعلاج ہیں یا لیبارٹریاں آپ کے مرض کی تشخیص کرنے میں ناکام اور ڈاکٹر بے بس اور لاجواب جبکہ آپ اپنے آپ کو بیمار اور تکلیف میں محسوس کرتے ہوں تو بیماری بڑھنے اور پیچیدہ ہونے سے پہلے تشخیص کروائیں اور اپنی زندگی اور صحت کو محفوظ بنائیں۔ یاد رہے ہمارا کمپیوٹر تشخیص کے ساتھ ساتھ مریض کی بیماری سے نجات کیلئے بہتر طریقہ علاج اور درست ادویات کے انتخاب میں مدد دیتا ہے

بریسٹ ٹیومر (رسولی) میں اب آپریشن/کٹوانے کی ضرورت نہیں

مثانہ اور پتے کی پتھریاں | گردن کے غدود اور ٹانسز کا بڑھنا | کینسر

جدید ادویات اور تحقیق کی بدولت

گلے | رحم OVARIES | بریسٹ کینسر رسولی | پراسٹیٹ گلینڈز کا بڑھنا

گلٹیاں | رسولیاں | کینسر | گردے | فسچولہ و ہرنیا | ناک کی ہڈی | ناک کی رسولی | بواسیر

آپریشن کروانے کی ضرورت نہیں

عورتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کا بغیر آپریشن اور مستقل علاج کیلئے

گردہ فیل کا کامیاب علاج ڈائیلاسس کروانے کی ضرورت نہیں

ہر قسم کے آپریشن سے پہلے ایک دفعہ ضرور مشورہ کیجئے

لیڈی ڈاکٹر مدیحہ مجید (گولڈ میڈلسٹ) اور ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم کے ساتھ

80% امکان ہے کہ آپ کا علاج بغیر آپریشن ہو جائے اگر آپریشن ہو چکا ہو تو مستقبل میں محفوظ رہنے کیلئے ضرور رابطہ کیجئے کیونکہ 75% امکان ہوتا ہے کہ دوبارہ آپریشن کی صورت بن جائے

عارضی فائدہ اور زندگی بھر دوا خوری کی بجائے ہر مرض سے مستقل نجات (انشاءاللہ)

دور دراز کے مریضوں کیلئے گھر بیٹھے علاج کی سہولت جوابی خط لکھئے

ہیپاٹائٹس بی، سی اور دل کے امراض کا اور ہر قسم کی الرجی کا ٹیسٹ و علاج کیلئے رجوع فرمائیں

اب اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں

30 سالہ تجربہ ... 70 ...

اوقات: شام 4 بجے تا 7 بجے تک ناغہ بروز جمعہ

پولی کلینک

بازار حاجی پورہ اندرون ٹھاکر سنگھ گیٹ گوجرانوالہ

0431-212260
217149

پروفیسر ڈاکٹر لیاقت علی راجپوت

اوقات: صبح 9 بجے تا 3 بجے تک

سلطان ویلفیئر ہسپتال منسلک راجپوت ہومیوپیتھک میڈیکل ڈگری کالج کچا ایمن آباد روڈ بالمقابل بہاری کالونی گوجرانوالہ

0431-272660,275497

آزمائش

ایک ایسی لڑکی کی کہانی جس نے بندوں کے حکم پر اللہ کا حکم توڑنے سے انکار کر دیا!

اہلیہ احمر غازی

لائٹ پھر چلی گئی تھی، حبس بھی بڑھ گیا تھا، مگر شاید باہر کے حبس سے زیادہ اس کے اندر کی گھٹن بہت بڑھ گئی تھی، آخر کب تک یونہی ہوتا رہے گا؟ اس نے گھبرا کر سوچا، بکاؤ مال کی طرح سب کے سامنے جانا جس کے خریدار آ کر خاموشی اختیار کر لیں۔ پھر اس پر سے لوگوں کے طعنے سننے کے لیے ماں کا بوڑھا وجود! ارے اپنی لڑکی کو سمجھاؤ باؤلی ہوگئی ہے کیا؟ یہ کیا ڈھونگ طریقہ اپنا لیا ہے؟ کیا عمر بھر گھر بیٹھنے کا ارادہ ہے اور بہت سے ایسے ہی نشتر لوگ چلاتے تھے اور وہ اکیلی سہنے والی۔ اس پورے طوفان کے آگے ہمت اور تقویٰ کا پہاڑ بن کر کھڑی تھی۔

رومیصہ کی عمر اب 26 سے تجاوز کر رہی تھی، مستقل رشتوں کی آمد اور اس کے بعد خاموشی نے اس کو پریشان کر دیا تھا، اپنی ذات سے زیادہ اس کو اپنی بیوہ بوڑھی ماں کا خیال تھا جو اسی امید پر اپنے آپ کو زندگی کے ڈگر پر گھسیٹ رہی تھی کہ اپنی بچی کی شادی اپنے ہاتھ سے کر دوں، اس کا گھر بسا دوں، پتہ نہیں میرے بعد یہ ظالم دنیا اس کے ساتھ کیا کرے؟ رومیصہ پڑھی لکھی، سمجھدار، سلیقہ شعار اور خوش شکل لڑکی تھی۔ رشتہ کے لئے آنے والوں کو یقین ہوتا تھا کہ اب تو اس کی شادی ہو ہی جائے گی، ویسے بھی 26 سال کوئی بڑی عمر نہیں ہوتی مگر اس کے ساتھ والیاں اب دو دو بچوں کی مائیں بن چکی تھیں جس کی وجہ سے اس کا احساس بڑھ جاتا تھا۔

رومی (رومیصہ)!! بوڑھی ماں کی آواز نے اس کو چونکا دیا۔ جی اماں آئی۔ رومیصہ میری چندا ادھر میرے پاس آ۔ رومیصہ کرسی گھسیٹ کر اپنی ماں کے پاس بیٹھ گئی۔ ماں نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ رومی ایک بات کہوں تم سے!! ماں کی ہاتھوں کی لرزش سے اس کا دل دھڑکنے لگا۔ ماں بہت دلبرداشتہ ہو رہی تھی۔ بیٹا اپنی ضد چھوڑ دے! تھوڑے دن کے لیے بھول جا سب کچھ جب ان شاء اللہ تیرا گھر بس جائے گا اور خاندان والوں کا بھی جوش ٹھنڈا ہو جائے گا تو اسی ڈگر پر لے آنا سب کو، مصلحت سے کام لے بیٹا، دین میں اتنی سختی نہیں ہے، شریعت نے گنجائش رکھی ہے، تیری ماں کی سانس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، میں تجھے اس ظالم دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی، ویسے بھی وہ لوگ تجھے بہت چاہ رہے ہیں، ماں نے گزشتہ رشتہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا، کیا ہوا جو چار تصویریں تیری لیں گے وہ کہہ رہی تھی تصویریں گھر کے بچے ہی کھینچیں گے اور مووی بھی گھر کے لڑکوں کو بنانا آتی ہے، دوکان والوں کو نہیں بلائیں گے، ان کے باہر والے بچوں کو بھی تو خوش کرنا ہے وہ لوگ تو یہاں آ نہیں سکتے، اچھے سمجھدار لوگ ہیں کھاتے پیتے گھر کا لڑکا ہے، آج وہ بڑے مان سے کہہ کر گئی تھی کہ اگر رومیصہ ہماری بات مان لے تو سمجھیں بات پکی۔ میری جان منع نہیں کرنا، آخر اللہ غفور الرحیم بھی تو ہے، تیری نظر اس پر کیوں نہیں جاتی؟ خطا تو بندے ہی سے ہوتی ہے، استغفار کر لینا پھر آہستہ آہستہ اپنے شوہر کو دین پر لے آنا، میری چندا اپنی ماں کے بڑھاپے کا خیال کر لے۔ یہ کہہ کر ماں نے اس کے ہاتھ چوم لئے مگر وہ اندھیرے میں اندازہ نہیں کر سکی کہ اس کا چہرہ اس کے بے بس آنسوؤں سے تر ہو چکا ہے، اماں میں آپ کو کل جواب دوں گی، رومیصہ بولی۔

ماں کو کھانا اور دوا دینے کے بعد وہ صحن میں آ گئی۔ بجلی بدستور منقطع تھی، چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا، رومیصہ نے اپنے رب کے حضور جائے نماز بچھا دی۔

اے میرے اللہ! اے میرے خالق! اے بے نیاز ذات! ان لوگوں کو ہدایت فرما جو مجھ کو ظلمت میں دھکیلنا چاہ رہے ہیں، اے اللہ! ان کو ہدایت عطا فرما جو تیری غفور الرحیم ذات کا تو تصور کرتے ہیں مگر تیرے قہر و عذاب سے بے خبر بن جاتے ہیں، نعمتوں کو استعمال کر کے منعم کو بھول جاتے ہیں۔ اے میرے اللہ! میں سراپا عاجز اور گناہ گار ہوں، میں سراپا محتاج ہوں اور تیری ذات بے نیاز ہے۔ اے میرے اللہ! میں گناہوں سے اپنی زندگی کا آغاز نہیں کرنا چاہتی، اے اللہ! مجھ پر اپنے راستے آسان کر دے، جو لوگ میری ہمت توڑ رہے ہیں ان ہی کو میرا مددگار بنا دے، اے اللہ! آپ کے لیے کچھ مشکل نہیں۔ اے اللہ! میری بوڑھی ماں پر رحم کر دے، میں اس کے سامنے بھی شرمندہ نہیں ہونا چاہتی اور تیرے حضور بھی سرخرو رہنا چاہتی ہوں۔ اے اللہ! میری دنیا اور آخرت دونوں سنوار دے (آمین)، اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا مگر آج اس کے آنسوؤں کے ساتھ فرشتوں کی آمین شامل ہو چکی تھی جس کا ظہور آنے والی کل پر ہونا تھا۔

فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ جی السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کس سے بات کرنی ہے؟ رومیصہ نے فون اٹھایا۔

وعلیکم السلام! بیٹا ذرا نزہت آپا سے بات ہو سکتی ہے؟

جی اچھا! اماں آپ کے لیے فون ہے، اس نے ریسیور ماں کو دیتے ہوئے کہا۔

السلام علیکم! میں نزہت بول رہی ہوں۔ وعلیکم السلام، بہن مجھ کو آپ کا نمبر ثروت آپا نے دیا تھا۔ اصل میں، میں آجکل اپنے بیٹے کے لیے رشتہ ڈھونڈ رہی ہوں، ثروت آپا نے بتایا تھا کہ آپ کی بیٹی ماشاء اللہ شرعی پردہ کرتی ہے، تصویریں اور مووی بھی نہیں بنواتی، ہم لوگوں کو ایسی ہی لڑکی کی تلاش تھی۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آج شام کو آ جائیں۔ جی ضرور جیسے آپ کی مرضی ہو، رومیصہ کی ماں بولی۔

دروازے کی گھنٹی بجی، رومیصہ نے دروازہ کھولا، آنے والے لوگ تو پہلی ہی نظر میں گھائل ہو گئے گویا چودھویں کا چاند دوپٹے کی کناری میں چھپا تھا وہ بھی ان کی مطلوبہ شرائط کے ساتھ۔ رومیصہ مہمانوں کی خاطر تواضع کے لیے اٹھ کر کچن میں گئی تو وہ صاحبہ بولیں: ''بہن میرا ایک ہی لڑکا ہے، وہ ماشاء اللہ حافظ بھی ہے اور کمپیوٹر انجینئر بھی ہے۔ بس اس کی شرائط اتنی کڑی ہیں کہ اب تک میں ناکام رہی ہوں اس کا رشتہ ڈھونڈنے میں، وہ ایسی لڑکی چاہتا ہے جو مکمل شرعی پردہ کرتی ہو، تصویریں اور مووی نہ بنواتی ہو اور نہ گانے T.V وغیرہ دیکھتی ہو اور، بہن برا نہ مانئے گا اس کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے کوئی جہیز نہیں آئے گا اور نہ ہی شادی کا کھانا ہوگا بلکہ مسجد میں نکاح کے بعد خاندان کے کچھ لوگ جا کر لڑکی کو رخصت کرا کے لے آئیں گے اور رہی بات ولیمہ کی تو وہ میں حسب استطاعت کروں گی۔ مجھے ثروت آپا نے آپ کے گھر بھیجا ہے کہ تم کو ساری شرائط تو نزہت صاحبہ کے گھر ہی مل سکیں گے۔ میرے بیٹے نے شکل وصورت کی کوئی قید نہیں لگائی تھی مگر شاید یہ اس کی نیک نیتی کا ثمرہ ہوگا اگر اتنی خوبصورت دلہن اس کو مل جائے، بہن آپ خدا کے لئے انکار مت کیجئے گا، مجھے تو آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ہے، انہوں نے بہت مان سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا......

دروازے کے اس طرف رومیصہ جو ٹرالی لیے کھڑی تھی، اس کے ہاتھ اپنے رب العزت کے سامنے اٹھ گئے، واقعی کسی کے اخلاص سے اٹھے ہوئے ہاتھ اس کی بارگاہ سے خالی نہیں لوٹائے جاتے!!!

جسم میں دردیں ہوتی ہیں:

میری عمر تقریباً 32 سال ہے میرا قد تقریباً 5 فٹ ہے اور وزن 70 Kg ہے۔ ہڈیوں اور پٹھوں کی شدید کمزوری ہے B.P کنٹرول رہتا ہے (اخت جی ایم، انگہ خوشاب) میری عمر 19 سال وزن 47 کلوگرام ہے گزشتہ چھ سالوں سے میری دونوں ٹانگوں اور بازوؤں کے پٹھے کمزور ہیں، یہ کمزوری آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے (غزالہ شاہین۔کوٹ اڈو) میری عمر 26 سال ہے، لیکوریا کی بیماری بالغ عمر سے ہے، کمر میں درد ہونے لگتا ہے۔ جب کھڑی ہوتی ہوں تو گھٹنوں میں کھچاؤ محسوس ہوتا ہے۔ (ک۔ر۔حسن) میری عمر بیس سال ہے، میری کمر میں درد رہتا ہے، میں کھڑے ہوکر کوئی کام نہیں کرسکتی۔ گھٹنوں میں بھی درد سا محسوس ہوتا ہے۔ (بنت محمد اکبر۔ڈیرہ اسماعیل خان)

☆......آپ بہنوں کے خطوط پڑھ کر اندازہ ہوا ہے کہ آپ کے جسم میں کیلشیم کی کمی کے باعث جوڑوں میں تکلیف ہورہی ہے۔ دودھ کا استعمال زیادہ کریں اگر بکرے کے پائے بنواکر اس کی یخنی پئیں تو کافی فائدہ ہوگا۔ Calc. Flour 200 اور Mag. Phos 200 ان دونوں دواؤں کے 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر صبح اور شام لیا کریں۔ گائے کا گوشت بالکل نہ کھائیں۔

جسم کمزور ہے:

میری منجھلی بیٹی جس کی عمر تقریباً 14 سال ہے، اس کا جسم اس کی عمر کے حساب سے بہت لاغر اور کمزور ہے، بچپن میں صحت مند تھی، خوراک کم ہوگئی ہے۔ مزاج میں بھی چڑچڑا پن پیدا ہوگیا ہے۔ (ام احمد، لاہور) میری عمر 15 سال ہے، میں اپنی ہم جماعت لڑکیوں میں بہت کمزور ہوں، کھانا بھی کم کھاسکتی ہوں۔ (ع۔ر۔راولپنڈی)

☆......آپ دونوں اپنی غذاؤں میں مناسب تبدیلی کریں۔ کیونکہ بعض اوقات کافی عرصہ ایک جیسی خوراک کھانے سے جسم اس کا عادی ہوجاتا ہے۔ غذاؤں میں دودھ اور کلیجی کو لازمی جزء بنائیں۔ صبح نہار منہ ایک گلاس دودھ میں کیلا اور کھجور کا شیک بنا کر پئیں۔ دوائی میں Secal Corr.200 دن میں تین مرتبہ ایک چمچہ پانی میں 5-4 قطرے حل کرکے پئیں۔

مسوڑھوں سے خون نکلتا ہے:

میرے مسوڑھوں سے خون نکلتا ہے، وضو کرتے وقت سخت پریشانی ہوتی ہے، کلی کرتے وقت انگلی دانتوں پر نہ بھی پھیروں تب بھی خون جاری ہوجاتا ہے۔ رات کو سونے کے بعد صبح اٹھنے پر بھی منہ میں خون ملا تھوک جمع ہوتا ہے جس کی وجہ سے انتہائی کراہت محسوس ہوتی ہے۔ (قرۃ العین۔ضلع جھنگ) ایک اور خاتون نے اپنے دانتوں کا ایسا ہی مسئلہ لکھا ہے لیکن نام پتہ نہیں لکھا۔

☆......قرۃ العین صاحبہ! آپ اور ایک اور بہن جنہوں نے اپنا مسئلہ لکھا ہے مگر نام نہیں لکھا ان کے لئے دوائی (مرک سال) Merc. Sol 200 اور Phosphorus 200 مناسب رہے گی۔ تقریباً 3-3 قطرے ایک چمچ پانی میں صبح اور شام لے لیا کریں۔ دن میں 2 مرتبہ برش یا مسواک ضرور کیا کریں Tricride Trothpaste اور Tricride Mouth Wash استعمال کیا کریں۔ کھانا کھانے کے بعد Dental Floss استعمال کریں۔ اس کے علاوہ رات کو سونے سے پہلے نیم کے تازہ پتے دھوکر پانی میں جوش دے کر اس پانی سے کلیاں کرنے سے بھی خون آنا بند ہوسکتا ہے۔

چہرے کی چھائیاں دانے وغیرہ:

میری عمر 23 سال ہے، میرا مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے ایک سال سے میں بہت بیمار رہی ہوں۔ دوائیاں کھانے سے میرا چہرہ خراب ہوگیا ہے، چہرے پر بہت دانے نکل رہے ہیں۔ (بنت منظور حسین، بھلوال) میرے چہرے پر بھورے تل ہیں، پہلے چھوٹا سا دانہ نمودار ہوتا ہے پھر بھورے تل کی شکل اختیار کرلیتا ہے، پر چھائیاں بھی ہیں۔ (رخسانہ شبیر۔لاہور) میرے چہرے پر پیپ والے دانے ہیں جو بعد میں کالے داغ چھوڑ دیتے ہیں، کیل بہت زیادہ ہیں۔ (و۔طارق) میرے چہرے پر سفید رنگ کے دانے ہیں، کالے تل بھی بہت ہیں۔ (بنت ہدایت اللہ۔فیصل آباد) مزید خواتین جنہوں نے اس مسئلے کے لئے لکھا اخت یونس کراچی۔ بنت محبوب احمد ہری پور۔ اخت عمران شکر گڑھ۔

☆......کیل مہاسوں کے لئے مناسب کلینزنگ بہت ضروری ہے تاکہ ماحولیاتی آلودگی سے جلد بچی رہے اس کو بار بار ہاتھ سے چھیڑنا نہیں چاہئے تاکہ انفیکشن مزید نئی جگہ نہ پھیلے۔ مرغن غذا اور گوشت کا استعمال بہت کم کردیں۔ قبض نہ ہونے دیں۔ دوائی میں Berberis Aq 4. بربرس ایکوری فولیم 10-10 قطرے دن میں 2 مرتبہ ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر پئیں۔ صبح نہار منہ گل منڈی 6 گرام کو رات میں آدھے گلاس پانی میں بھگودیں صبح مل کر چھان کر پئیں یہ پنساری سے مل جاتی ہے۔ چہرے پر دہی کی بالائی لگائیں، پانی خوب پئیں، ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔

ایام صحیح نہیں ہوتے:

مجھے عرصہ 12 سال سے لیکوریا کی شکایت ہے علاج کراکر کے تھک گئی ہوں۔ بچوں میں وقفہ بھی کرنا چاہتی ہوں۔ (اہلیہ انعام کراچی) مجھے مینسز میں بہت تکلیف ہوتی ہے، آتے بھی کم ہیں۔ (بنت محمد۔حیدرآباد) مسئلہ شائع نہ کریں (اخت محمد علی، لودھراں) دس سال سے لیکوریا کے مرض میں مبتلا ہوں، کمر میں شدید درد رہنے لگا ہے۔ (کوثر بی بی) مجھے لیکوریا کی بہت شکایت ہے۔ (ام مریم صدیقہ)

☆......اس تکلیف میں سب سے ضروری چیز صفائی ہے۔ اس کے علاوہ متوازن غذا، جب اس مرض میں شدت ہو تو زیادہ مشقت والا کام نہیں کرنا چاہئے دوا میں Pulsatilla اور Alumina 30 استعمال کریں، دونوں سے 3-3 قطرے دن میں تین مرتبہ ایک چمچہ پانی میں حل کرکے لیں۔ اہلیہ انعام صاحبہ! آپ کے دوسرے مسئلے کا حل اس اخبار میں شائع کرنا ممکن نہیں۔ بہرحال دعا ہے کہ آپ کے شوہر کو اللہ عقل دے کہ ماں کی صحت رہے گی تو بچے بہتر پرورش پائیں گے ویسے احتیاط انہی کی طرف سے ہونی چاہئے۔ ام مریم صاحبہ! آپ پہلے ایام ٹھیک کرلیں دوسرے علاج بعد میں کرائے گا۔

ڈاکٹر ام محمد

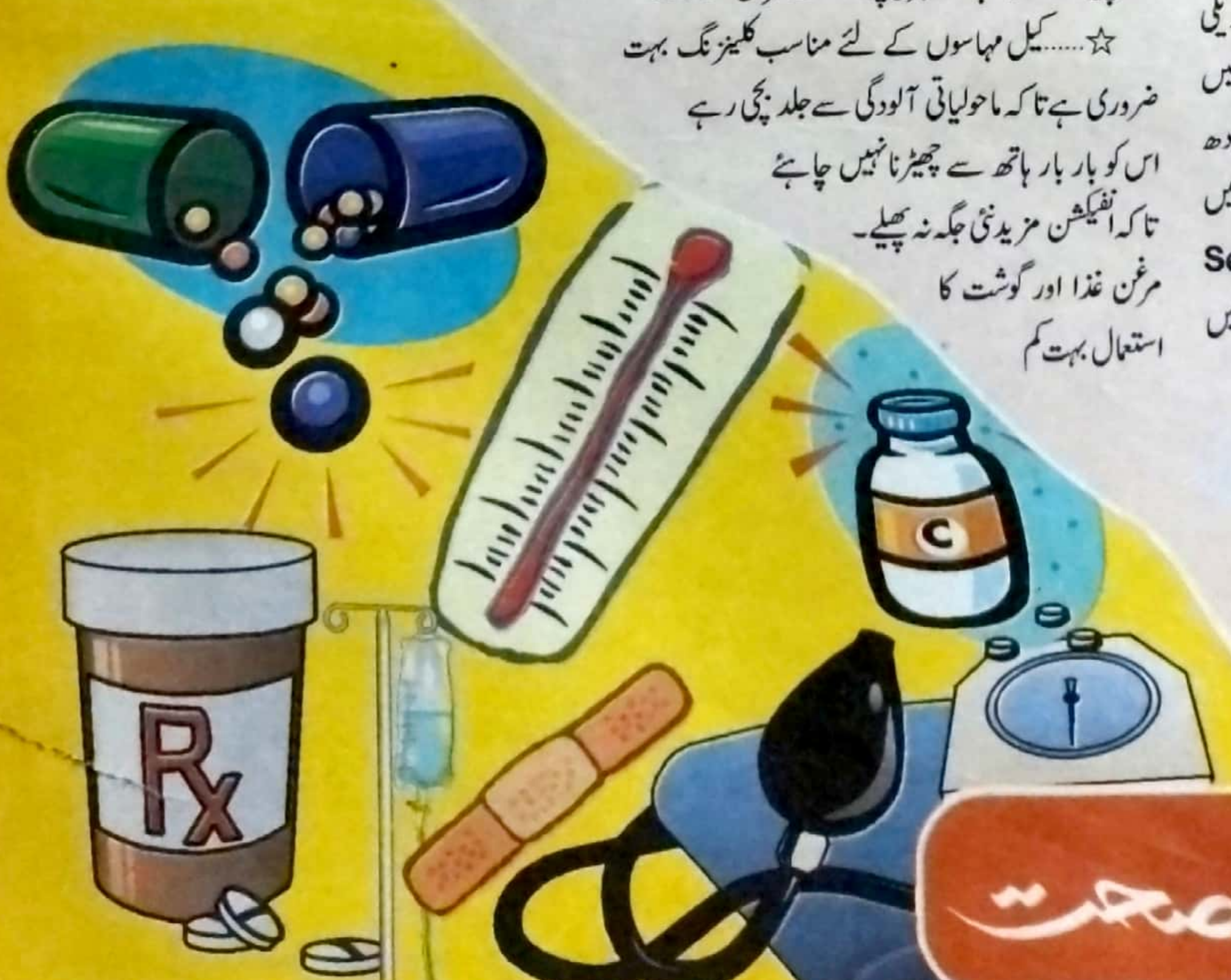

آپ کی صحت

رائتوں کا موسم

اخت اقبال

گرمیوں کا آغاز ہو چکا ہے اور کھانے پہننے میں کافی ساری تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ گرمیوں میں ایسی چیزیں کھانے کا مزہ آتا ہے جو ٹھنڈی ہوں اور معدے میں اترتے ہی آپ کو سرور اور تازگی کا بھرپور احساس دلا دیں۔ آج میں بہت دنوں بعد اپنی بہنوں کے لئے گرمیوں کی دلپسند ڈش رائتے کی لذیذ ترکیبیں لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ امید ہے ترکیب کے مطابق آپ رائتے بنا کر کھائیں گی یا مہمانوں کو پیش کریں گی تو آپ کو لذت کا خوشگوار احساس ہوگا۔

مکس سبزیوں کا رائتہ

اجزاء: پھول گوبھی باریک کٹی ہوئی ایک کپ۔ کھیرا چھلا اور باریک کٹا ہوا، ایک کپ۔ پیاز باریک کٹا ہوا، ایک عدد۔ ٹماٹر باریک کٹے ہوئے دو عدد۔ سبز دھنیا باریک کٹا ہوا دو چمچ۔ ایک عدد سبز مرچ باریک کٹی ہوئی۔ دو عدد آلو ابلے چھلے اور چوکور کٹے ہوئے۔ سرسوں چائے کا آدھا چمچ۔ زیرہ بھنا اور پسا ہوا چائے کا ایک چمچ۔

ترکیب: سبز دھنیے اور زیرے کے علاوہ تمام باریک کٹے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کرلیں، اچھی طرح یکجا کر کے انہیں کسی پیالے میں نکال لیں۔ اس پر بھنا اور پسا ہوا زیرہ، سبز دھنیا باریک کٹا ہوا چھڑک دیں اور ٹھنڈا کر کے پیش کریں۔

پھلوں کا رائتہ

اجزاء: سادہ رائتہ۔ زیرہ بھنا اور پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ چینی (اگر ڈالنا چاہیں تو) 2 کھانے کے چمچ۔ پانچ عدد کیلے کے قتلے۔ سیب درمیانہ ایک عدد۔ انگور 50 گرام۔ اناس گول قتلے دو عدد (اگر ٹن پیک میں لیں تو اندازہ کرلیں)۔ کینو ایک عدد۔ کھیرا چھلا اور چوکور ٹکڑوں میں بٹا ہوا ایک عدد۔ لیموں ایک عدد۔

ترکیب: سیب کے بیج صاف کر کے اسے چھلکوں سمیت چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں پھر کٹے ہوئے کیلے بھی اس میں شامل کردیں اور لیموں کا رس چھڑک کر اچھی طرح یکجا کردیں۔ باقی تمام اجزاء کو ایک پیالے میں نکال لیں۔ ان پر چینی ڈال کر سادہ رائتہ بھی اس میں ملا دیں۔ ان میں سیب اور کیلے بھی شامل کردیں۔ اس کے بعد اس کے اوپر زیرے کا سفوف چھڑک دیں اور پیش کرنے سے پہلے ٹھنڈا کرلیں۔

کیلے کا رائتہ

اجزاء: سادہ رائتہ 500 ملی لیٹر۔ کیلے تین عدد۔ بھنا اور پسا ہوا زیرہ ایک کھانے کا چمچ۔ سرخ مرچ ایک کھانے کا چمچ۔ سبز مرچ باریک کٹی ہوئی ایک عدد۔ املی کی چٹنی آٹھ کھانے کے چمچ۔

ترکیب: دہی کو ہلکا پھینٹ کر اس میں کیلے کے سوا باقی تمام اجزاء شامل کر کے اچھی طرح یکجا کرنے کے بعد ٹھنڈا کرلیں۔ بعد میں کیلے کے چھوٹے چھوٹے قتلے کاٹ کر اس میں شامل کرلیں۔

آلو کا رائتہ

اجزاء۔ آلو چھ عدد (ابلے اور کٹے ہوئے)۔ پیاز ایک عدد باریک کٹا ہوا۔ کالی مرچ آدھا چائے کا چمچ۔ زیرہ بھنا اور پسا ہوا چائے کا ایک چمچ۔ پودینہ یا دھنیا باریک کٹا ہوا ایک کھانے کا چمچ۔ سبز مرچ باریک کٹی ہوئی دو عدد۔

ترکیب: سادہ رائتہ بنا کر اس میں چینی، کالی مرچ، آلو اور پیاز کا اضافہ کردیں۔ اچھی طرح ان سب کو یکجا کرلیں۔ ضرورت محسوس کریں تو مرچیں بھی ملا دیں۔ زیرے اور پودینے کو اوپر چھڑک کر پیش کریں۔

نوابی رائتہ

یہ بہت زبردست تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ دھیان سے بنایا جائے۔

اجزاء: گاجریں دو عدد کدوکش کی ہوئی۔ کشمش بھگوئے ہوئے تین کھانے کے چمچ۔ اخروٹ کا مغز تین چمچ (اخروٹ کا مغز چورا سا نہ ہو) گرم پانی میں بھگوئی ہوئی زعفران کی چند پتیاں۔ نمک دو چائے کے چمچ۔ پسی ہوئی کالی مرچ چائے کا آدھا چمچ۔ سرخ مرچ ایک چائے کا چمچ۔ تازہ پودینے کے پتے باریک کٹے ہوئے دو کھانے کے چمچ۔ سادہ دہی دو کپ۔ پانی 5 یا 6 کپ۔

ترکیب: دہی اور پانی کو یکجا کریں۔ اس میں نمک، کالی مرچ، زعفرانی محلول اور سرخ مرچ کا سفوف ڈال کر اچھی طرح پھینٹ لیں اور تھوڑی دیر کے لئے فریج میں رکھ دیں۔ اخروٹ کے ٹکڑے کرلیں اور گاجر، کشمش کے ہمراہ اسے دہی میں اچھی طرح ملا دیں۔ اب اسے کسی شیشے کے پیالے میں نکال کر ٹھنڈا کرلیں۔ پیش کرتے وقت سبز دھنیے اور زیرے کو چھڑک دیں۔ بہت لذیذ ہوگا۔

بچوں کی پُرسکون نیند کے لئے اہتمام کیجئے

بچوں کوسونے سے قبل ٹی وی اور ویڈیو فلموں سے دور رکھیں تا کہ ان کا ذہن پروگراموں کے اثرات سے محفوظ ہو جائے، اس عمل سے بچے زیادہ پرسکون طریقے سے نیند لے سکیں گے۔
جو بچے ٹھیک طرح سے اپنی نیند پوری نہیں کرتے ان میں چڑ چڑا پن غیر حاضر دماغی، یادداشت میں کمی، موٹاپا یا انتہائی جسمانی کمزوری اور نفسیاتی مسائل پیدا ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔
اسی طرح نئی ماں بننے والی خواتین کو جاننا چاہئے کمسن بچوں کو نیند کی کتنی ضرورت ہے۔ آج ہم آپ کو ایک ماہ سے لے کر تین سال تک بچوں کی نیند کے بارے میں بتائیں گے کہ ایک نارمل بچے کو عمر کے کس حصے میں کتنی اوسط نیند درکار ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں ہر بچے کی ضرورت مختلف ہوتی ہے، کسی کو زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی کو کم۔

عمر	رات کی نیند	دن کی نیند	میزان
1ماہ	ساڑھے آٹھ گھنٹے	7 گھنٹے (3 وقفوں میں)	ساڑھے پندرہ 15 گھنٹے
3ماہ	10 گھنٹے	5 گھنٹے (3 وقفوں میں)	15 گھنٹے
6ماہ	11 گھنٹے	سوا3 گھنٹے (2 وقفوں میں)	تقریباً14 گھنٹے
12ماہ	سوا11 گھنٹے	ڈھائی گھنٹے (1 وقفہ میں)	تقریباً14 گھنٹے
18ماہ	ساڑھے 11 گھنٹے	2 گھنٹے (1 وقفہ میں)	ساڑھے13 گھنٹے
2سال	11 گھنٹے	ڈیڑھ گھنٹے (1 وقفہ میں)	تقریباً13 گھنٹے
3سال	ساڑھے 10 گھنٹے	ڈیڑھ گھنٹے (1 وقفہ میں)	تقریباً12 گھنٹے

اہلیہ محمد فصیح حیدرآباد

یہ بچوں کے نیند کے اوقات ہیں، اب آپ دیکھیں کہ آپ کا بچہ دن رات میں کتنی نیند لیتا ہے اگر اس کے مطابق ہے تو صحیح ہے اور اگر آپ کا بچہ کم سوتا اور رات ایک بجے بستر پر جاتا ہے تو آپ یہ مت سمجھیں کہ اسے زیادہ نیند کی ضرورت نہیں درحقیقت ایسا بچہ نیند کی کمی کا مریض ہے اس کے اوقات بدلنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچوں کو اپنے سے الگ مت سلائیں، بعض مائیں بچوں کو جھولے میں فیڈر دے کر سلا دیتی ہیں یا شیر خوارگی میں ان کا بستر علیحدہ کر دیتی ہیں۔ اسی طرح تنہا اور الگ کمرے میں سلانے کی کوشش کرتی ہیں اُن ماؤوں میں نہ صرف خود بچوں کے لئے محبت کم ہو جاتی ہے بلکہ بچوں کا بھی ماں کی محبت سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔
بہر حال والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ہر ممکن پرسکون نیند فراہم کرنے کا ماحول مہیا کریں تا کہ ان کی پرورش صحت منداور بہتر انداز سے ہو سکے۔

احتیاط برتئے

۱: سوتے سے اٹھ کر فوراً پانی نہیں پینا چاہئے، اگر زیادہ پیاس محسوس ہو تو ناک پکڑ کر ایک ایک گھونٹ کر کے پیجئے۔

۲: گرمی میں چل کر فورا پانی پینا نقصان دہ ہے خاص کر جبکہ لُو چل رہی ہو۔ اگر باہر سے آ کر فوراً پانی پی لیا جائے تو بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔

۳: لُو چلتے وقت حتی الامکان باہر نہ نکلئے، اگر مجبوراً نکلنا پڑے تو خوب پانی پی کر اور گدی ڈھانپ کر باہر نکلیں کیوں کہ لُو کا اثر زیادہ تر گدی پر ہوتا ہے۔

۴: آنکھ پر کبھی کسی چمک دار چیز کا عکس نہ ڈالئے، بعض اوقات یہ بڑا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

۵: گرم کمرے سے فوراً باہر سردی میں نہیں نکلنا چاہئے، اسی طرح ٹھنڈے کمرے سے ایک دم باہر گرمی میں نہیں نکلنا چاہئے۔

۶: زکام شروع ہوتے ہی ایسی دوا استعمال نہ کیجئے جس سے چھینکیں آنی شروع ہو جائیں کیوں کہ اس طرح آنکھوں میں پانی اتر آتا ہے جو آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

۷: کثرت سے برف چبانے، ہڈی یا کوئی سخت چیز دانتوں سے توڑنے میں احتیاط کیجئے کیوں کہ اس سے دانتوں کے علاوہ آنکھیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔

۸: گرم چیز استعمال کرنے کے فوراً بعد ٹھنڈی چیز استعمال نہ کریں۔

۹: مٹھاس یا مٹھائی کے زیادہ استعمال سے مزاج میں غصہ اور بعض حالات میں احساس کمتری کا جذبہ ابھرتا ہے۔ میٹھی چیزیں اعتدال کے ساتھ استعمال کریں، چائے وغیرہ میں چینی کا استعمال بھی کم رکھیں۔

۱۰: دھوپ میں گرم کیئے ہوئے پانی سے ہرگز نہ نہائیں، اس سے برص کے داغ پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

تسنیم آصف

چمڑے کی چیزوں سے پھپھوندی دُور کرنے کی ترکیب

چمڑے کی جلد والی کتابوں، چمڑے کے دستانوں، ہینڈ بیگوں اور چمڑے کی دوسری چیزوں پر جم جانے والی پھپھوندی دور کرنے کے لئے انڈے کی سفیدی اور دودھ برابر کی مقدار میں ملا لیجئے۔ پھر اس مرکب کو فلالین کی نرم دھجی سے پھپھوندی لگی ہوئی جگہ پر ملئے۔ جب پھپھوندی چھوٹ جائے تو کسی ریشمی کپڑے کے ٹکڑے سے رگڑ کر خشک کر لیجئے۔ اس کے علاوہ چمڑے کی چیزوں پر لیونڈر کا تیل بھی اگر مل دیا جائے تو وہ پھپھوندی لگنے سے محفوظ رہیں گے۔

بچوں کے اسلامی نام

لڑکوں کے نام

جَوْدَتْ: متانت/ وقار
جَلال: عظمت وہیبت
حِسان: کسی چیز کو خوب صورت اور جاذب نظر بنانے والا
حُذیفہ: چھوٹے قد والا
ذَکْوان: ذکی، ذہین

لڑکیوں کے نام

حَوْراء: سیاہ آنکھوں والی جس کی سفیدی بھی ذرا تیز ہو۔
حَسناء: خوب صورت، دمکتے حسن والی
خَنْساء: سب سے خوب صورت آنکھوں والی
خَیْریہ: خیر وبرکت والی
خَوْلَہ: ہرنی

زخموں سے چور میرے دوست

کشمیر

بنت اسامہ چکوال، تلہ گنگ

خدا تم کو جلد سے جلد آزادی نصیب فرمائے بلکہ میری مخلصانہ دعا ہے کہ میرا خط پہنچنے سے پہلے تم آزادی کا جشن منا رہے ہوں۔ آمین ثم آمین

سناؤ کیا حال...... اوہ میں بھی کتنا بے وقوف ہوں کہ تمہارا حال پوچھ رہا ہوں جبکہ میں تو کیا پوری دنیا ہی تمہارے حال سے واقف ہے کہ تم کتنی اذیتوں سے گزر رہے ہو۔ تمہاری سسکیاں، تمہاری آہیں، تمہارے زخم، کرب و تکلیف سے کراہتی ہوئی آواز پوری دنیا کی سماعت سے ٹکرا رہی ہے۔ مگر دنیا تمہاری اس زخمی آواز کا علاج کرانے کی بجائے اپنے کانوں کا علاج کرا رہی ہے۔ مجھے، مجھے بہت افسوس ہے کہ تمہارے زخموں کا علاج اب تک نہیں ہو سکا اور ہوگا بھی کیسے کہ دنیا تو تمہارے زخموں کا علاج برائے نام، اگر کر بھی رہی ہے تو وہ اس طرح کہ

دنیا تیرے زخم کا یوں کر رہی ہے علاج
مرہم لگا رہی ہے مگر کانٹوں کی نوک سے

ہاں! میرے دوست تیرے نام نہاد "سرجن" تیرا کچھ ایسا ہی علاج کر رہے ہیں جس سے تو کبھی "شفا" نہیں پا سکتا۔ تیرے سرجن بلند بلند جھوٹے دعووں، ارادوں، وعدوں کے ذریعے تیری "صحت یابی" کا یقین دلانے میں مصروف ہیں۔

میرے دوست کشمیر! تیری دھرتی شہیدوں کے خون سے سرخ ہو چکی ہے، تیری مائیں، بہنیں، بیٹیاں لازوال قربانیاں دیتی جا رہی ہیں، صرف اور صرف آزادی کی خاطر، تم مجھ سے دوستی پکی کرنے کی خاطر اپنی جان پر ظلم سہہ رہے ہو۔ میری دعا ہے کہ خدا وہ دن جلدی لائے کہ جو اپنے دامن میں تیرے لئے آزادی کا تحفہ لائے۔ (آمین) تو آزاد ہو کر مجھے رشتہ دوستی میں مضبوط کرنا چاہے گا مگر میرے دوست میں تجھ سے ایک سوال کرنا چاہوں گا، کیا تو سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں، نہیں میرے دوست تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ تو میرا یہ جملہ پڑھ کر یقیناً میرے دماغ کے پیچ ہلنے کا سوچ رہا ہوگا۔ تو سن میں صرف اس وقت تک آزاد رہا جب مجھے کوئی جرأت مند، باحوصلہ اور غیرت مند حاکم نصیب ہوا لیکن میری بدقسمتی کہ مجھے ایک دو کے علاوہ سب پرلے درجے کے غلام ملے، جن کا ذہن کبھی آزادی اور اپنے تشخص کی طرف بھٹکا بھی نہیں۔ ہاں میرے دوست میں اب بھی غلام ہوں، غلام ہوں، اوہ! میرے دوست معاف کرنا کہ یہ باتیں کر کے میرا دل بھر آیا اور میرے آنسوؤں سے میرا خط بھیگ گیا ہے جس سے تمہیں پڑھنے میں دشواری ہو رہی ہوگی۔ ہاں تو میں تمہیں بتا رہا تھا کہ میں آزاد نہیں ہوں تم میرے یہ جملے پڑھ کر سوچ رہے ہوں گے کہ میں واقعی پاگل ہو گیا ہوں، نہیں میرے دوست ایسا ہرگز نہیں ہے میں پورے ہوش میں ہوں اور جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے سچ۔ میرا نام میرے چاہنے والوں نے لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر رکھا، میرا سرکاری نام اسلامی جمہوری پاکستان رکھا (آہ ہاہاہا) بتاؤ کیا میں واقعی اسلامی جمہوریہ ہوں یا غلامی جمہوریہ آؤ میں اپنی پاک سرزمین پر ہونے والی غیروں کی سازشوں کے مناظر دکھاؤں۔ یہ دیکھو میری نوجوان بیٹیوں اور بیٹوں کی طرف جو گھروں کی چھتوں، گلیوں، میدانوں اور صحنوں میں بوکاٹا بوکاٹا کے نعرے بلند کر رہے ہیں، ڈھول کی تھاپ پر رقص اور فحش گانوں سے ہندوانہ رسم "بسنت" منا رہے ہیں۔ یہ دیکھو **Happy New Year** منایا جا رہا ہے، میرے نوجوان انگریزوں جیسی ہیئت بنائے ہوئے اور انگریزی تہذیب کے پیچھے کس مجنونانہ انداز سے بھاگ رہے ہیں، یہ سب کچھ دیکھ کر میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے، میں نے پہلے اپنے بزرگوں کو دیکھا لیکن جلد ہی مایوس ہو گیا کہ ان میں اتنی ہمت نہیں رہی کہ وہ مجھے اس قید سے آزادی دلا دیں، پھر میں نے نوجوانوں کی طرف رخ کیا لیکن جب یہ دیکھا کہ وہ جن جالوں میں پھنس چکے ہیں ان کا اپنا نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ ہاں مگر میں ابھی ناامید نہیں ہوا، میرے گنتی کے چند نوجوان ایسے بھی ہیں جو جذبہ ایمانی سے سرشار ہیں اور میری گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالنے میں مصروف ہیں اور یہی وہ جذبہ ہے جو سب سازشوں، کافرانہ چالوں کو ناکام کر دیتا ہے۔

میرے پیارے دوست! اپنی آزادی کے ساتھ ساتھ میری آزادی کی بھی دعا کرنا، تم آزادی کے بعد مجھ سے ضرور ملنا، امید ہے میں بھی اس وقت تک آزاد ہو جاؤں گا۔ اچھا اب میں اجازت چاہوں گا۔

فقط والسلام

تمہارا زخموں سے چور دوست

پاکستان

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

60

بدھ ۷ ربیع الاول 1425ھ مطابق 28 اپریل 2004ء

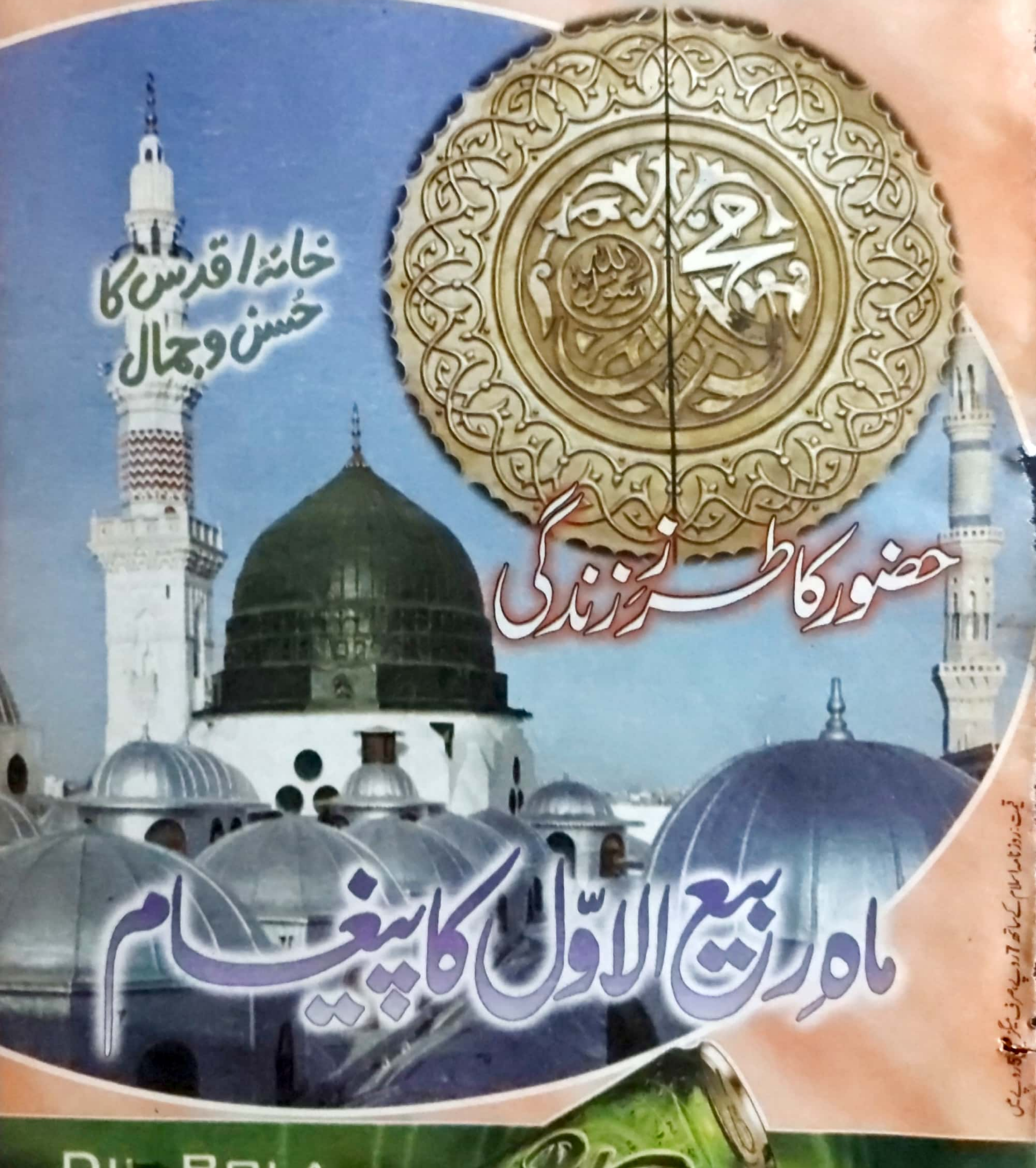

حضور کا طرزِ زندگی

خانۂ اقدس کا حُسن و جمال

ماہِ ربیع الاوّل کا پیغام

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے صرف میگزین 5 روپے

DIL BOLA... Pakola

Rs. 20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

حُسنِ خُلق

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

حسن خلق کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ بھی ہے اور بندوں کے ساتھ بھی، ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ حسن خلق یہ ہے کہ مذکورہ پورے شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر عمل کرے، محرمات تو کیا بعض مباحات کو بھی اللہ کی رضا کے لئے چھوڑ دے اور دوسری طرف اس کا حال یہ ہو کہ فرائض اور واجبات کے علاوہ نفلی عبادات بھی خوب رغبت اور محبت کے ساتھ ادا کرے۔

لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک یہ ہے کہ ہر کسی کے ساتھ نیکی کرنے کی کوشش کرے اور اپنے قول و عمل سے کسی کو تکلیف نہ دے، احسان کرنے والوں کو بہتر سے بہتر بدلہ دے اور زیادتی کرنے والوں کو معاف کر دے اگر کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، تنگدست ہو تو اس کی امداد کرے، مقروض ہو تو اسے مہلت دے، یہ نہ دیکھے کہ دوسرے میرے ساتھ کیا کرتے ہیں، یہ دیکھے کہ مجھے اللہ کی رضا کے لئے دوسروں کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہئے، اس کی گفتگو میں محبت اور اپنائیت کی خوشبو ہو، قرآن کریم کی وہ تمام آیات حسنِ اخلاق ہی سے تعلق رکھتی ہیں جن میں اعزاء واقرباء، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں مسافروں اور عام انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا وہ آیات جن میں ظلم کی مذمت اور عدل کی تعریف ہے، متکبرین کی برائی اور متواضعین کی مدح ہے، سیۂ کے جواب میں حسنہ اور زیادتی کے جواب میں احسان کرنے کا حکم ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حسنِ اخلاق کی تاکید فرمائی ہے اور اس کے بے پناہ فضائل بیان فرمائے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل ایمان میں سب سے کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔'' (مسند احمد)

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اللہ کے نبی وہ کون سی چیز ہے جو سب سے زیادہ دخولِ جنت کا سبب بنتی ہے، آپ نے فرمایا ''اللہ کا تقویٰ اور خوش خلقی'' پھر پوچھا گیا وہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے عام طور پر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے آپ نے فرمایا ''منہ اور شرم گاہ''۔ (ترمذی)

اب آیئے! اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں حسن اخلاق کی چند جھلکیاں بھی دیکھ لیجئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جو کچھ کہتے تھے وہ کرتے بھی تھے، آپ کے قول و عمل میں کوئی تضاد نہ تھا اور آپ کی زندگی قرآن کریم کی چلتی پھرتی تصویر اور عملی تفسیر تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی بھی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی تھی لے جاتی تھی۔ (بخاری) یعنی آپ ہر کسی کی خدمت اور حاجت برآری کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، آزاد ہو یا غلام اور لونڈی، اپنا ہو یا پرایا، اور اس میں کسی قسم کی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت میں نے زرد رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اس قمیص کی بہت تعریف فرمائی، میں مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی، اس پر میرے والد نے مجھے ڈانٹا لیکن آپ نے فرمایا اسے کھیلنے دو پھر آپ نے اس قمیص کے بارے میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں خوب پہننے اور پرانا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے چنانچہ (آپ کی دعا قبول ہوئی) وہ قمیص اتنا عرصہ استعمال ہوتی رہی کہ لوگوں میں اس کی بقا کے تذکرے ہونے لگے۔ (بخاری)

ایک چھوٹی سی بچی جو نسبی اعتبار سے رشتہ دار بھی نہیں ہے، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی ہے، اس کا والد اس چھیڑ چھاڑ کو محسوس کرتا اور اسے بے ادبی سمجھتا ہے لیکن اللہ کے وہ نبی جو حسنِ اخلاق کی مجسم تصویر تھے قطعاً برا نہیں مناتے بلکہ الٹا اس بچی کی دلجوئی فرماتے ہیں۔ اس کے پیراہن کی تعریف فرماتے اور دعائیں بھی دیتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے، آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کیا، نہ ہی کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے کیوں کیا اور نہ ہی چھوڑنے پر فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہ کیا اور آپ انسانوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے۔'' (صحیح بخاری)

یہ اس خادم کی گواہی ہے جسے ایک دو سال نہیں پورے دس سال خدمت کی سعادت حاصل ہوئی اور جسے آپ کی داخلی اور خارجی، ازدواجی اور معاشرتی زندگی کا ہر پہلو دیکھنے کا موقع ملا، یہ بات حیرت انگیز ہے کہ عام انسانوں کے برعکس جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے زیادہ قریب تھے اور جنہیں آپ کی معاشرت اور معاملات زیادہ سے زیادہ دیکھنے کا موقع ہاتھ آیا وہ اتنے ہی زیادہ آپ کے مداح تھے ورنہ کئی مشہور شخصیات اور لیڈر ایسے ہوتے ہیں جن کے حسنِ اخلاق اور اصول پرستی وغیرہ کی شہرت تو بہت ہوتی ہے لیکن جب ان کے ساتھ عملی واسطہ پڑے اور انہیں پرکھنے اور قریب سے دیکھنے کا موقع ملے تو وہ عوامی ہیرو بالکل زیرو ثابت ہوتے ہیں۔

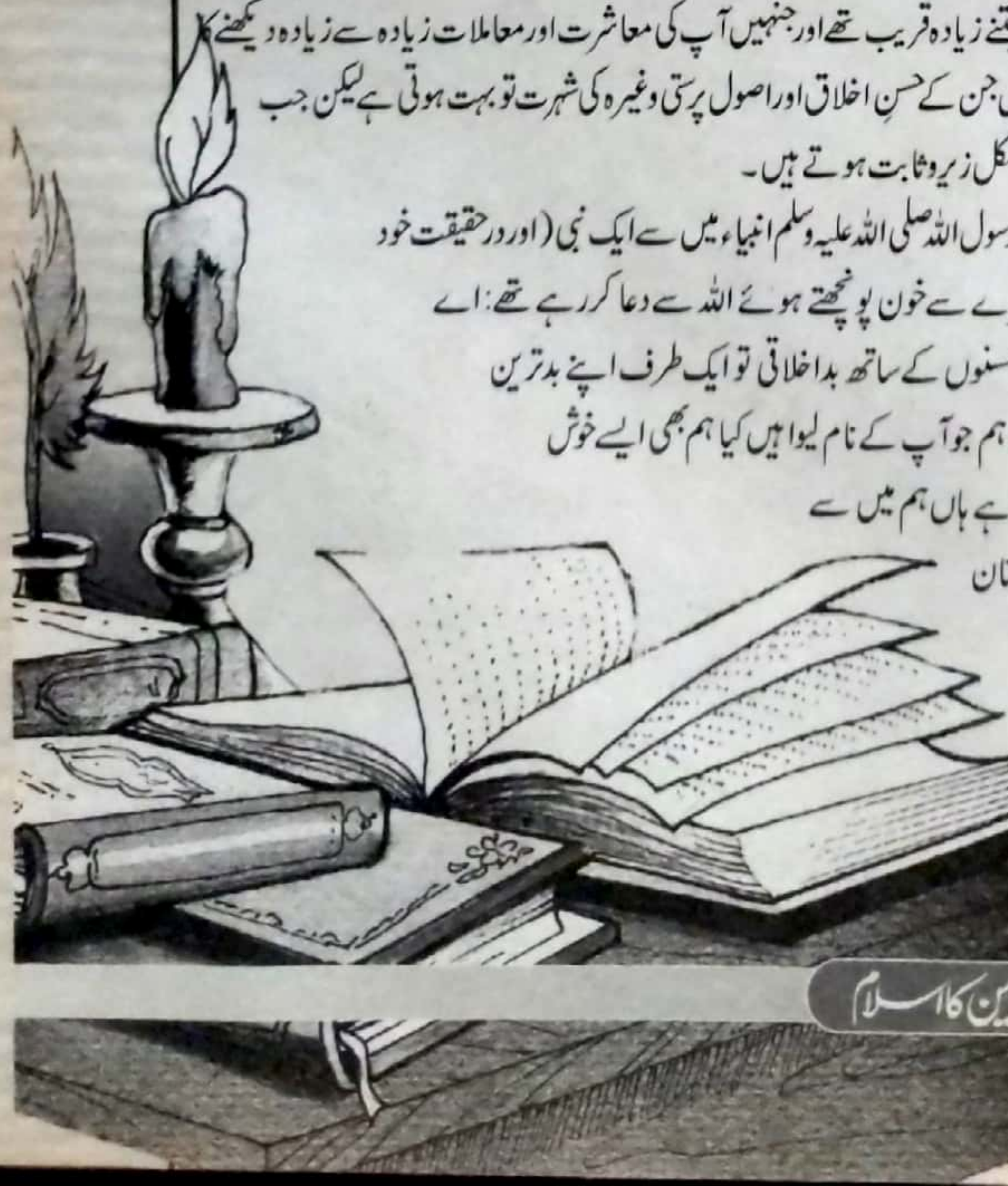

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اب بھی وہ منظر میرے سامنے ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سے ایک نبی (اور درحقیقت خود اپنی ہی) کے بارے میں بتا رہے تھے کہ اسے اس کی قوم نے مار مار کر زخمی کر دیا، وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے اللہ سے دعا کر رہے تھے: اے میرے رب! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں۔ (بخاری) دوستوں اور محسنوں کے ساتھ بداخلاقی تو ایک طرف اپنے بدترین دشمنوں کے لئے بھی آپ کے دامن میں مغفرت کی دعاؤں اور حسنِ اخلاق کے سوا کچھ نہ تھا، ہم جو آپ کے نام لیوا ہیں کیا ہم بھی ایسے خوش اخلاق ہیں؟ نہیں ہرگز ہرگز نہیں! ہماری بداخلاقی اور بدمعاملگی تو پوری دنیا میں مشہور ہو چکی ہے ہاں ہم میں سے بعض جو خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اپنے مطلب اور غرض کے لئے اور یا پھر ان دشمنان دین کے سامنے جو اس وقت قوت و طاقت اور سیاست کے سرچشموں پر قابض ہیں اور جنہیں ہر اعتبار سے مادی ترقی اور عروج حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محض اس کی رضا کی خاطر حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

دعاء

نیک بختوں والی زندگی مانگتی ہوں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَاءِ وَ نُزُلَ الشُّھَدَاءِ وَ عَیْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَاءِ. (ترمذی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتی ہوں قضاء وقدر کے فیصلوں میں کامیابی کی اور تجھ سے مانگتی ہوں تیرے شہید بندوں والا اعزاز اور تیرے نیک بخت بندوں والی زندگی اور دشمنوں کے مقابلے میں تیری حمایت اور مدد۔

تعمیر فکر

ماہِ ربیع الاوّل کا پیغام

ربیع الاول کا ماہِ مبارک جلوہ گر ہے، یہی ماہِ مبارک ہے جس میں وہ آفتاب وماہتاب جگمگایا جس کی تابانی نے سارے عالم کو روشن کر دیا۔ چٹیل صحراؤں، بنجر وادیوں اور سنگلاخ پہاڑوں میں وہ صبائے دل نواز چلی کہ ہر سُو ایمان، اطاعت، بندگی، محبت، امن اور انسانیت کے خوش نما پھول مسکرانے لگے۔

پھر بہار آئی کہ ہونے لگے صحرا گلشن
غنچہ ہے نام خدا آہوئے ختن

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادت باسعادت نوع انسانی کے لئے پیغام حیات ونجات تھی۔ آپ کا وجود مسعود ذلت وظلمت کی گہرائیوں میں گری اقوام عالم کے لئے روشنی کا حوالہ تھا...... جن کے دل معصیتوں کے خوگر ہو چکے تھے، جن کے بدن میں شر لہو بن کر رواں تھا، جن کے دماغوں پر ہوس کی حکمرانی تھی جو سر تا پا بغاوت وسرکشی تھے ان کی تطہیر وتذکیر اور تزکیۂ نفس وجان کے لئے اللہ رب العالمین نے عظیم الشان حکیم ودانا کو مبعوث فرمایا جن کے پاس وہ تریاق اور نسخۂ کیمیا تھا جو دلوں سے کفر کا زنگ اتارتا، دماغوں سے ہوس کے کیڑے نکالتا اور نفسِ سرکش کو اطاعت وبندگیٔ رب کی طرف آمادہ وتیار کرتا تھا...... اربوں سلام اور کھربوں درود ہوں نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے انسان کو انسانیت سے آشنا کیا۔ اسے مقصد اصلی کی پہچان کرائی، ایمان واسلام اور بندگی رب کی نعمتوں سے نوازا۔ آپ سے محبت ہماری جان اور آپ کی اطاعت ہمارا ایمان ہے...... کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں حضور کی سچی محبت نصیب ہو جائے، جن کے اوقات محبوبِ کبریا کے تذکروں سے معمور اور معطر ہو جائیں اور جن کا کردار نبوی اعمال سے منور ہو جائے...... ماہِ ربیع اول کا مہینہ رواں ہے اور نعت خوانوں کی نعت خوانی، واعظوں کے وعظ، خطیبوں کی طلاقت لسانی عروج پر ہے۔

۱۲ ربیع الاول کو میلاد النبی کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ چراغاں ہوتا ہے، کپڑے کے بڑے بڑے بینروں سے در ودیوار کو سجایا جاتا ہے۔ آپ اس دن اپنے گھر سے نکل کر ذرا باہر کی دنیا کا جائزہ لیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ہر بندہ بشر حضور کی محبت سے سرشار ہے...... سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا محض ''محبت، محبت'' پکار لینے اور گھی کے چراغ جلا لینے سے محبت کا حق ادا ہو جاتا ہے؟...... یقیناً محبت اس چیز کا نام نہیں کہ چوری کی بجلی سے برقی قمقمے جلا کر ماحول کو تھوڑی دیر کے لئے بقعۂ نور بنا لیا جائے...... محبت تو اتباع رسول کا نام ہے...... یہ اتباع زندگی کے ہر معاملے میں لازمی ہے، کردار، گفتار، معاشرت، تجارت، عبادت، نکاح، طلاق، مرگ، سفر، اقامت، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے غرض زندگی کے ہر معاملے میں یہی پیش نظر ہو کہ میرے حضور کی خوشی کس بات میں ہے؟...... رسول اللہ نے میرے لئے کون سا طریقہ چھوڑا ہے، آپ نے اپنی امت کو کون سا اسوہ دیا ہے؟

آیئے آج ذرا کلام نبوت سے آپ کا مبارک اسوہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

۱۔ کھلے اور چھپے، ہر حال میں اللہ سے ڈروں...... ۲۔ مہربانی اور غصہ دونوں حالتوں میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دوں...... ۳۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں راستی واعتدال پر قائم رہوں...... ۴۔ جو مجھ سے قطع تعلق کرے میں اس سے صلہ رحمی برتوں...... ۵۔ زیادتی کرنے والے کو معاف کر دوں...... ۶۔ محروم کرنے والے کو عطا کر دوں...... ۷۔ میری نگاہ نگاہِ عبرت ہو...... ۸۔ میرا سکوت فکر وتدبر کا حامل ہو...... ۹۔ اللہ کا ذکر میری گفتگو کا محور ومرکز ہو اور نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کون ہے جو میری غور سے سنے اس پر عمل کرے، دوسرے لوگوں تک بھی پہنچائے تا کہ وہ بھی اس پر عمل کریں؟''...... ابو ہریرہ: یارسول اللہ! فرمایئے، میں حاضر ہوں۔ رسول اللہ نے میرا ہاتھ تھامتے ہوئے فرمایا: تو سنو وہ پانچ باتیں یہ ہیں...... اللہ کی نافرمانی سے بچو بہت بڑے عابد بن جاؤ گے...... جو روزی اللہ نے تمہارے لئے مقدر فرما دی ہے اس پر قناعت کرو، سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے...... اپنے ہم سایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، مومن بن جاؤ گے...... دوسروں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو مسلم بن جاؤ گے...... زیادہ نہ ہنسو، ایسا کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اللہ اللہ! کتنے مختصر کلمات ہیں اور ان میں مستور حکمت وہدایت کتنی وسیع وعمیق اور ہمہ گیر ہے۔ آج گھر گھر پریشانیاں ہیں، خاندانی جھگڑے اور فساد برپا ہیں، بے سکونی اور بے چینی کی کیفیت عام ہے، آج کا انسان کسی مسئلے کو سلجھانے بیٹھتا ہے تو مزید الجھ جاتا ہے...... ڈور کا سرا ہے کہ ہاتھ ہی نہیں آتا، سوچئے ایسا کیوں ہے...... یقیناً اس میں سارا عمل دخل اس بات میں ہے کہ ہم اسوۂ حسنہ سے بہت دور ہیں، ہماری زندگیاں آپ کے مبارک طریقے میں فٹ نہیں آتی ہیں۔ ماہِ ربیع اول کا یہی پیغام ہے کہ ہم اپنے سراپے کا جائزہ لیں کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کتنا پورا اترتا ہے۔ والسلام

محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

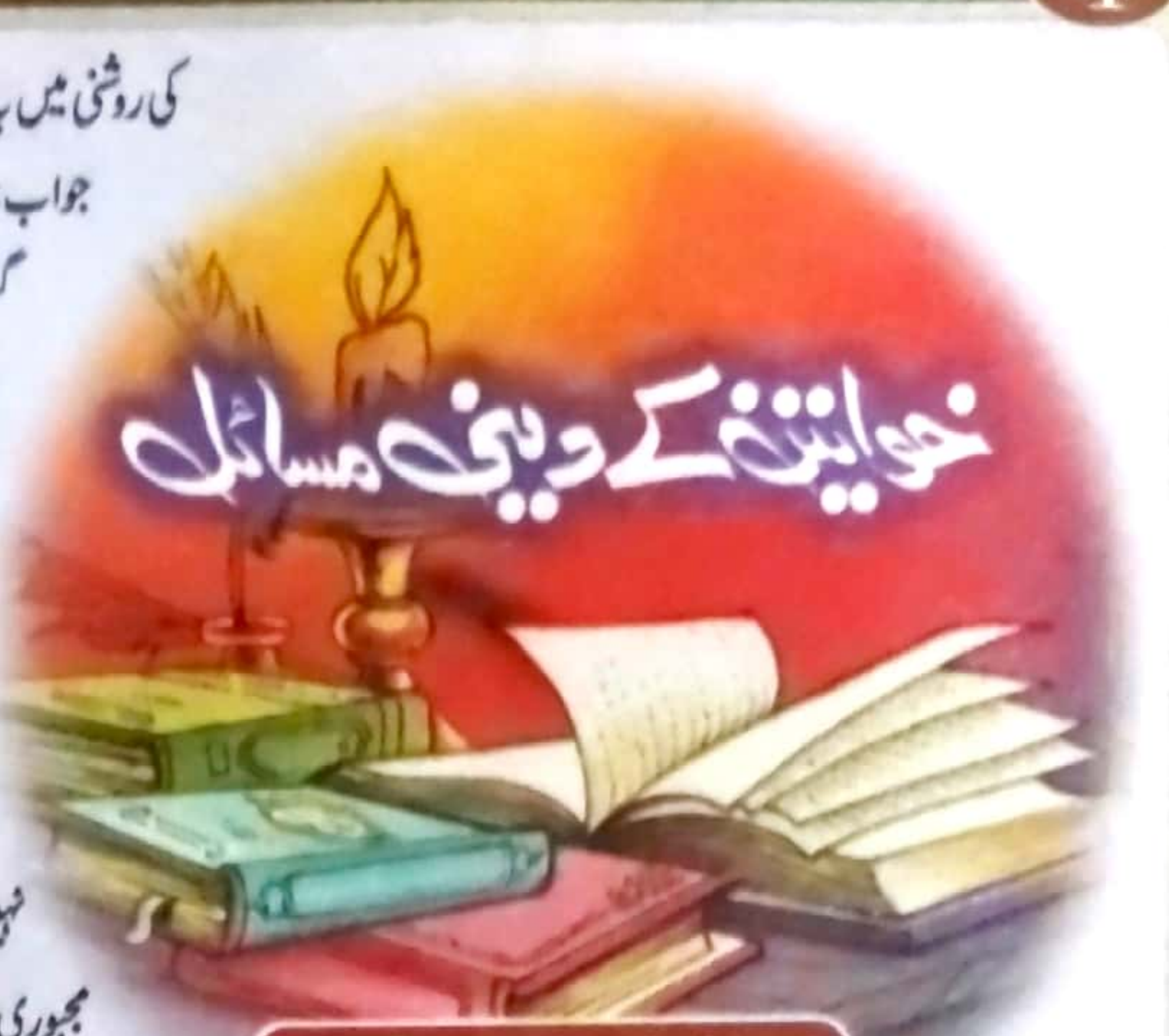

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

رسنے والی رطوبت کا حکم:

سوال: ایک اہم مسئلہ جو بہت سی خواتین کو پیش آتا ہے ذرا تفصیل سے لکھ دیجئے، وہ یہ کہ آگے کی راہ سے سفید پانی ہلکا سا رستا رہتا ہے۔ یہ لیکوریا کے علاوہ ہے، یہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ جس کپڑے پر لگے وہ پاک رہے گا یا ناپاک؟ (ایک بہن اچھ۔ لاہور)

جواب: یہاں تین موقع ہیں اور ہر جگہ کی رطوبت کا حکم جدا، ایک موقع فرج خارج کا ہے، اس کی رطوبت درحقیقت پسینہ ہے اور وہ طاہر ہے اور ایک موقع فرج داخل کا باطن یعنی اس سے آگے ہے یعنی رحم، اس کی رطوبت مذی یا مشل مذی ہے اور وہ نجس ہے اور ایک موقع خود فرج داخل ہے اس کی رطوبت میں تردد ہے کہ وہ پسینہ ہے یا مذی، اس لئے اس کی نجاست میں اختلاف ہے اور احتیاط اس کے نجس کہنے میں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۶۵)

فوٹو گرافر کی کمائی:

سوال: (۱) میرے ایک قریبی رشتہ دار فوٹو گرافر ہیں۔ ان کا پیشہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اگر ناجائز ہے تو ان کی اولاد کیا کرے؟

(۳) دوسرے لوگوں کا ان سے لین دین جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے گھر والے راشن کا سارا سامان انہی کے توسط سے لیتے ہیں۔ یعنی اس کی قیمت فوٹو گرافر ادا کر دیتا ہے پھر بعد میں گھر والے ان کا قرض اتار دیتے ہیں جبکہ ان کا ذریعہ آمد صرف یہی تصویر سازی ہے کیا یہ معاملہ جائز ہے؟

(۴) یہ بات ہمیں محسوس ہو رہی ہے کہ لقمہ حرام کھاتے ہی عبادت میں سستی اور دین کے معاملہ میں غفلت چھا جاتی ہے اس کا کیا علاج ہو؟

(۵) ہم بے بس ہیں کیا کر سکتے ہیں؟ گھر والوں کو سمجھایا ہے وہ نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں ان عزیز کو بھی کچھ نہ کہو، ان سے حلال و حرام کی بحث شروع کی تو وہ مانیں گے نہیں بلکہ خفا ہو جائیں گے۔ میں پریشان ہوں۔ براہ کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ حل کر دیجئے۔ (بنت غلام علی کھاریاں)

جواب: (۱) انسان یا کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا گناہ کبیرہ ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم: ان اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون (بخاری) اس لئے فوٹو گرافی کا پیشہ حرام، اس کی آمدنی حرام اور اس کا استعمال بھی حرام ہے۔

(۲) جو بیٹے کمانے کے لائق ہیں وہ خود کما کر کھائیں والد کی کمائی ان کے لئے حلال نہیں۔ بیٹیاں اور کمانے سے معذور بیٹے مجبوری کے تحت والد کی کمائی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس پر توبہ و استغفار کرتے رہیں اور دل میں عزم رکھیں کہ جونہی ہمیں استطاعت ہوئی اس قدر مال صدقہ کر دیں گے۔

(۳) ایسے شخص سے لین دین اور اس کے مال سے انتفاع (خواہ خرید کر ہو یا قرض کی صورت میں) ناجائز ہے۔

(۴) عبادت کی توفیق سلب ہونا یا عبادت کا بے جان و بے اثر اور غیر مقبول ہونا حرام خوری کا لازمی نتیجہ ہے: وفی الحدیث ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یارب و مطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک؟ (مسلم، ترمذی)

وقال صلی اللہ علیہ وسلم: والذی نفس محمد بیدہ ان العبد یقذف اللقمۃ الحرام فی جوفہ ما یتقبل منہ عمل اربعین یوما ایما عبد نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ (طبرانی صغیر)

(۵) اس کا جواب اوپر ۲ کے تحت گزر چکا، اگر اس شخص سے قبول حق کی کوئی امید نہیں تو اسے سمجھانا ضروری نہیں لیکن خود اس گناہ سے بچنا اور اس سے لین دین ختم کرنا ضروری ہے۔

چہلم کی رسم:

سوال: ہمارے علاقہ میں بہت سی رسمیں رائج ہیں۔ جن میں چہلم کی رسم سرفہرست ہے۔ ہمارے اعزہ اقارب اور اہل محلہ عموماً یہ رسم ادا کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے والد صاحب چونکہ صحیح العقیدہ مسلمان اور مسلک علماء دیوبند سے وابستہ ہیں اس لئے ہمیں شرکت کی اجازت نہیں دیتے، لوگ ان کو وہابی کہتے ہیں جس سے ہمیں پریشانی ہوتی ہے۔ اجتماعی چہلم میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص مائک پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتا رہتا ہے، عورتیں اس کے پیچھے کھڑی صلوٰۃ وسلام پڑھتی رہتی ہیں۔ اس سے فارغ ہو کر سب لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ اس رسم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (بنت عبدالوہاب صدیقی)

جواب: چہلم کی رسم بدعت ہے جو عہد نبوت بلکہ خیر القرون کے صدیوں بعد ایجاد ہوئی۔ اگر کوئی مسلمان اپنے مرحوم عزیز وقریب کے لئے ایصال ثواب کرنا چاہتا ہے تو ضرور کرے اس میں نہ کسی مخصوص وقت کی قید ہے نہ جگہ کی نہ ہی مال کی بلکہ جب چاہے جہاں چاہے جس مال کا چاہے صدقہ کر کے مرحوم کو ایصال ثواب کر دے، اس میں کسی قسم کی تعیین و تخصیص (مثلاً تیسرے دن، برادری کا اجتماع اور دیگیں اتارنے کا التزام) بدعت اور دین میں اضافہ ہے۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا وسیوم و چہلم وششماہی وفاتحہ سالینہ وایں ہمہ را در عرب اول وجود نبود، مصلحت آن است کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز و اطعام شاں یک شب و روز رسے نباشد۔ (تفہیمات ص: ۲۴۷، ج: ۲ و وصیت نامہ ص ۱۳)

''ہم لوگوں (اہل ہند) کی بری عادتوں میں سے ایک عادت لوگوں کے مرنے پر یہ تیجہ چالیسواں ششماہی اور سالانہ فاتحہ پر اسراف و فضول خرچی کا مظاہرہ ہے۔ حالانکہ ان تمام رسوم کا خیر القرون میں کہیں کوئی وجود نہ تھا۔ بھلائی کی بات یہ ہے کہ ۳ روز تک میت کے ورثہ سے تعزیت اور ۲ وقت انہیں کھانا کھلانے کے سوا کوئی کام نہ کیا جائے۔''

علامہ حسام الدین علی متقی الہندی (المتوفی ۹۷۵ھ) بدعات اور اہل بدعات کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان ھذا الاجتماع فی الیوم الثالث خصوصا لیس فیہ فرضیۃ ولا فیہ وجوب ولا فیہ سنۃ ولا فیہ استحباب و لا فیہ منفعۃ ولا فیہ مصلحۃ فی الدین بل فیہ طعن و مذمۃ و ملامۃ علی السلف حیث لم یبینوا بل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث ترک حقوق المیت بل علی اللہ سبحانہ وتعالی حیث لم یکمل الشریعۃ و قد قال اللہ تعالیٰ: الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ.

''یعنی تیسرے دن کا اجتماع نہ تو فرض ہے اور نہ واجب نہ سنت ہے اور نہ مستحب، نہ تو اس میں کوئی دینی فائدہ ہے اور نہ اس میں کوئی دینی مصلحت ہے، بلکہ اس میں طعن و مذمت اور ملامت ہے سلف پر کہ انہوں نے اس کو بیان نہیں کیا بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کہ آپ نے میت کے حق بیان نہیں فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر کہ اس نے شریعت کو مکمل نہیں کیا (اور ہماری بدعات کی وہ محتاج ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے آج کے دن تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ (راہ سنت ص: ۱۶ بحوالہ تفہیم المسائل ص: ۱۷۲)

اس میں تیجہ کی کوئی خصوصیت نہیں، ساتواں چالیسواں سالانہ بلکہ تمام بدعات ومحدثات اس کا مصداق ہیں۔ اس کے ساتھ مروج طریقہ سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت پر بدعت کا اضافہ ہے۔ آپ کے والد گرامی صحیح کرتے ہیں جو آپ کو شرکت کی اجازت نہیں دیتے، بالفرض اجازت دے دیں بلکہ حکم دیں تب بھی ایسی مجلس میں شرکت جائز نہیں۔

حضور کا طرزِ زندگی

مصباح الہدف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی زندگی کے ہر پہلو میں بطورِ خاص سادگی کا اہتمام فرمایا۔ عبادت کے لئے مرکزِ اسلام مسجد نبوی تعمیر کی تو وہ اتنی سادہ بنائی کہ چھت پر کھجور کی شاخوں کا چھپر، مٹی کی دیواریں، کھجور کے تنوں کے ستون، اور منبر کے ساتھ سہارے کے لئے کھجور کا ہی ایک تنا گاڑھا ہوا تھا۔ جب کہ قیصر و کسریٰ کے محلات آسمان سے باتیں کرتے تھے، یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں اس وقت بھی اعلیٰ درجے کی تعمیر شدہ تھیں، خود بیت المقدس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد عظیم الشان تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارے سامان موجود ہوتے ہوئے بھی ہر معاملے میں سادگی کا ہی اہتمام فرمایا اور ہر شے میں صرف رضائے الٰہی کے حصول کو ہی ملحوظ رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے مسجد کے ساتھ جو کمرے بنوائے وہ بھی کچے، کھجوروں کے چھپروں والے، کھجوروں کے تنوں کے ستونوں والے نہایت معمولی اور چھوٹے چھوٹے کہ نماز پڑھتے ہوئے کمرے کے دوسرے مکین کو سجدہ کے لئے پاؤں سمیٹنے پڑیں۔ بوریہ بستر لگا ہوا، بستر میں بھی صرف کھجور کی چٹائی جو جسم پر اپنے نقوش چھوڑے، ایک دفعہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے کپڑا دوہرا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کی خاطر چٹائی پر بچھا دیا تو آپ کو ذرا گہری نیند آگئی جاگنے پر آپ نے فرمایا میرے لئے ایسا بستر نہ بناؤ مجھے ان آرام دہ بستروں سے کیا کام۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقاضا کیا کہ قیصر و کسریٰ تو عیش کریں اور آپ کے جسم پر بورئے اور چٹائی کے نشان ہوں تو آپ نے فرمایا "ابن خطاب، میں تو اس سوار کی مانند ہوں جو کسی چھاؤں میں تھوڑی دیر دم لیتا ہے۔ اور پھر اپنی منزل کی طرف چلا جاتا ہے۔" یہ سادگی رہائش میں ہی نہیں لباس میں بھی تھی۔ معمولی، سوتی لباس جو دھلا ہوا اور صاف کیا ہوا ہوتا تھا، کئی کئی جوڑے بنا کر رکھنا آپ پسند نہ فرماتے تھے، آپ نے یہی صفات صحابہ کرام کے اندر بھی پیدا فرمانے کا اہتمام کیا، ایک انصاری نے دو منزلہ مکان کی ڈیوڑھی بنائی تو آپ اس سے ناراض ہو گئے یہاں تک کہ اس نے وہ ڈیوڑھی گرادی۔ یہی معاملہ خوراک کا تھا، سادہ ترین خوراک، کھجور اور پانی، کھجور اور بکری کا دودھ، روٹی اور شوربا، روٹی اور سبزی، گوشت اور روٹی، غرض دسترخوان کو نعمت ہائے رنگا رنگ کی نمائش گاہ بنانا آپ کو ہرگز پسند نہ تھا۔ مکان میں سادگی رہائش میں سادگی، لباس میں سادگی، خوراک میں سادگی، بات چیت میں بے تکلف محبت اور بے پناہ اپنائیت، آپ کی شخصیت اور عوام کے درمیان کوئی پردے حائل نہ تھے، نہ پردے کھڑکیوں پر تھے نہ دیواروں پر تھے اور نہ شخصیت اور انسانوں کے درمیان پردے تھے۔ سادگی، خدا ترسی، نیک مخلص مستعد، بہادر، مدبر، دیانت دار شخصیت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سادگی دوستوں اور اجنبیوں میں احساسِ اپنائیت پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی تھی اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما ایسے ساتھی کسی احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوتے تھے اور نہ مال دار صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سادگی کی کسی قسم کے احساس پر احساس برتری میں مبتلا ہو سکتے تھے۔ معاشرے میں مساوات کا رنگ غالب رکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سادگی زبردست نفسیاتی اور معاشرتی حکمت پر مبنی تھی۔ وہاں کوئی معیارِ زندگی کی دوڑ نہ تھی صرف معیارِ اخلاق کی مسابقت تھی اور اس معیار کو بلند کرنے کے لئے کسی مال و دولت کی ضرورت نہ تھی۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مساواتِ انسانیت کی فضا اپنے اس طرزِ عمل سے پورے معاشرے میں بنا دی تھی چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے" تو یہ بات سب لوگوں کی سمجھ میں آگئی تھی۔ یہ محض الفاظ نہیں تھے کردار تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ سادگی کا نمونہ تھا، یہ سادگی ایک انقلاب آفرین سادگی تھی، اس سادگی میں سارے صحابہ کے لئے ایک اسوۂ حسنہ بھی پوشیدہ تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اپنی روزمرہ زندگی میں سادہ طرزِ عمل کے ہی حامل تھے اسی سادگی کے سبب وہ فاتح تھے اور جب یہی سادگی مسلمانوں میں سے ختم ہوئی اور مسلمانوں کے دسترخوان انواع و اقسام کی نعمتوں کی نمائش گاہیں اور ان کے پیٹ حیواناتِ آبی، بری اور ہوائی کے قبرستان بنے تو پھر مسلمان خود ساری دنیا کی قوموں کے لئے دسترخوان بن گئے۔

صرف نام سے آشنائی

اُمِ عبد الباسط راولپنڈی

آج ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں یا ہاشمی اور سید گھرانے میں پیدا ہونے پر فخر کرتے ہیں، لیکن کتنے ہیں جو یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس کے امتی ہونے کا دعویٰ ہے، اس کی ان کیا ہے؟ اس کا مقام کیا ہے، اس کا کلام کیا ہے؟ اس کا پیام کیا ہے؟ اس کا مقصدِ زندگی کیا تھا؟ کیوں بھیجے گئے؟ کون سا نظام لے کر آئے، ان کی زندگی کا غم کیا تھا، ان کی خوشی کیا تھی؟ ان کا اٹھنا بیٹھنا کیا تھا؟ ان کے کھانے، سونے، ملنے ملانے کا کیا طریقہ تھا؟ ان کی نفرت کس لئے تھی اور ان کی محبت کس لئے تھی؟

صرف نام سے آشنائی کام نہ دے گی۔ آپ کسی کالج یونیورسٹی کا نام رٹنا شروع کر دیں کیا آپ کو ڈگری مل جائے گی؟ یا کسی کھانے پکانے والی کتاب کا نام دہرانا شروع کر دیں اور اس کی تعریفیں کرتے رہیں تو کھانا بنانا آجائے گا، تو یہاں معاملہ ایسا کیوں ہے؟ اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بھی بابرکت ہیں، نام بھی ذریعہ چین و سکون و سرور ہیں۔ لیکن ہونا یہ چاہئے کہ ہم وقت دیں، محنت کریں، یہ معلوم کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سے کیا مطالبہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے زندگی گزاری؟ نہ کہ صرف زبانی فخر ہی کرتے پھریں، اور دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہئے کہ پھر موازنہ کریں، اپنی زندگی اور ان کی زندگی کا، اپنے ہر معاملے کا ان کے ہر معاملے سے، اپنے مقصدِ حیات کا ان کے مقصدِ حیات سے، اپنی خوشی اور غمی کے اظہار کے طریقوں کا، ان کی خوشی اور غمی کے اظہار کے طریقوں سے، اپنی معاشرت کا ان کی معاشرت سے، تب ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ واقعی ہم محمدی کہلانے کے لائق ہیں، آج جس حالت میں ہم ہیں اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے (کے دعویٰ) پر کیسے فخر کر سکتے ہیں......؟

سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے

سمیّہ بنت اختر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر بہت سے لوگ جمع تھے لیکن ملاقات کی اجازت کسی کو نہ ملی، اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت دے دی، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہیں بھی اجازت مل گئی، یہ دونوں حضرات جب اندر گئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش اور مغموم بیٹھے ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال آیا کہ کوئی ایسی بات کہی جائے جسے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں۔

حضرت ابو بکر صدیق: یارسول اللہ! اگر بنت خارجہ مجھ سے میری حیثیت سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ کرتیں تو میں اس کے آڑھے آتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسکراتے ہوئے) ابو بکر! تم دیکھ نہیں رہے میری بیبیاں اسی غرض کے لئے میرے گرد جمع ہیں۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما: (حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گلے دبائے ہوئے'' آخر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بساط سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ کیوں کرتی ہو؟ اتنا سوال کیوں کرتی ہو جتنا آپ کے پاس نہیں؟

حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما: ''بخدا ہم آئندہ کبھی ایسا مطالبہ نہیں کریں گی''۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے اس طرح کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ایک ماہ تک اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار رکھی اور اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا دنیاوی فراخی میں سے جسے چاہیں اختیار کریں، اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائیں تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی ورنہ دنیا و آخرت دونوں کا خسران۔''

اس آیت کے نزول کے بعد آپ فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا عائشہ! سنو، میں ایک خاص بات تمہارے سامنے رکھتا ہوں بہتر ہے کہ اس کا جواب سوچ سمجھ کر دو، عجلت سے کام نہ لو اور اپنے والدین سے بھی اس ضمن میں مشورہ کرلو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: یارسول اللہ فرمایئے وہ کیا بات ہے؟

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سنادی۔ وہ بے ساختہ بول اٹھیں)

یارسول اللہ! کیا آپ کی رفاقت کا مسئلہ بھی ایسا ہے کہ جس کے لئے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی، مجھے مشورہ کی ضرورت نہیں، میں دل و جان سے بغیر کسی استخارہ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں، لیکن اتنا ضرور عرض کروں گی کہ میرے جواب سے کسی دوسری بی بی کو آگاہ نہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نہیں، ایسا نہیں ہوگا، مجھ سے تو جس نے پوچھا میں اس کو تمہارا جواب سنا دوں گا، مجھے اس لئے نہیں مبعوث کیا گیا کہ لوگوں کو مشقت (آزمائش) میں ڈالوں میں معلم ہوں، میرا فرض ہے کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کروں اور انہیں تعلیم دوں۔

واضح فرق
صرف چند یوم میں
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جہان :0641-468866

صحابیات کے رسول اللہ ﷺ سے محبت کے انداز

اُمِ بریرہ

برکت اندوزی:

صحابیات ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھیں، اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتیں، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔

محافظتِ یادگارِ رسول:

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا چنانچہ جب کوئی شخص آپ کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔ جن کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہہ بند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپ نے انہی کپڑوں میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا تھا۔ غزوۂ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیہ کو خود دستِ مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا، وہ اس کی اتنی قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔ ایک دن آپ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا۔ آپ حضرت شفا بنت عبداللہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے، اس غرض سے انہوں نے آپ کے لیے ایک بستر اور ایک خاص تہہ بند بنوالیا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے یہ یادگاریں ایک مدت تک آپ کے خاندان میں محفوظ رہیں پھر حضرتِ مروان نے ان سے لے لیں۔

ادبِ رسول:

صحابیات آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو دربارِ نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے اپنے آپ کو خوب ڈھانپ لیتیں ایک صحابیہ فرماتی ہیں: ''میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔'' اگر نادانستگی کی حالت میں بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا تو اس کی معافی چاہتیں۔ ایک صحابیہ کا بچہ مرگیا اور وہ اس پر رو رہی تھی آپ کا گزر ہوا تو فرمایا ''خدا سے ڈرو اور صبر کرو'' بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے؟ آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا۔

حمایتِ رسول:

صحابیات اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھیں۔ حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہا اسلام لائے اور اپنی ماں اروٰی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ ''تم نے جس شخص کی حمایت کی وہ اس کا سب سے بڑا مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے۔

خدمتِ رسول:

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں انہوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادمۂ رسول اللہ کا لقب حاصل ہوا۔ سفینہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کی لونڈی تھی، انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری میں صرف کرے، اس نے کہا ''اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی تانفسِ واپسیں آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی۔

پابندی احکامِ رسول:

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ آپ نے شوہر کے علاوہ دیگر اعزہ کے انتقال پر صرف تین دن سوگ کے لئے مقرر فرمائے تھے۔ صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے آپ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ کرنا جائز نہیں۔'' اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔ جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو ملی اور کہا کہ'' مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔'' ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ راستے میں مرد عورت مل جل کر چل رہے ہیں عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں۔'' اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔

محبتِ رسول:

صحابیات کے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز تھے اور وہ اس کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتی تھیں۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں وہ جب آپ کا ذکر کرتیں تو فرطِ محبت سے کہتیں بابا یعنی میں آپ پر قربان۔ آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرطِ محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں، ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کر گیت گاؤں گی۔

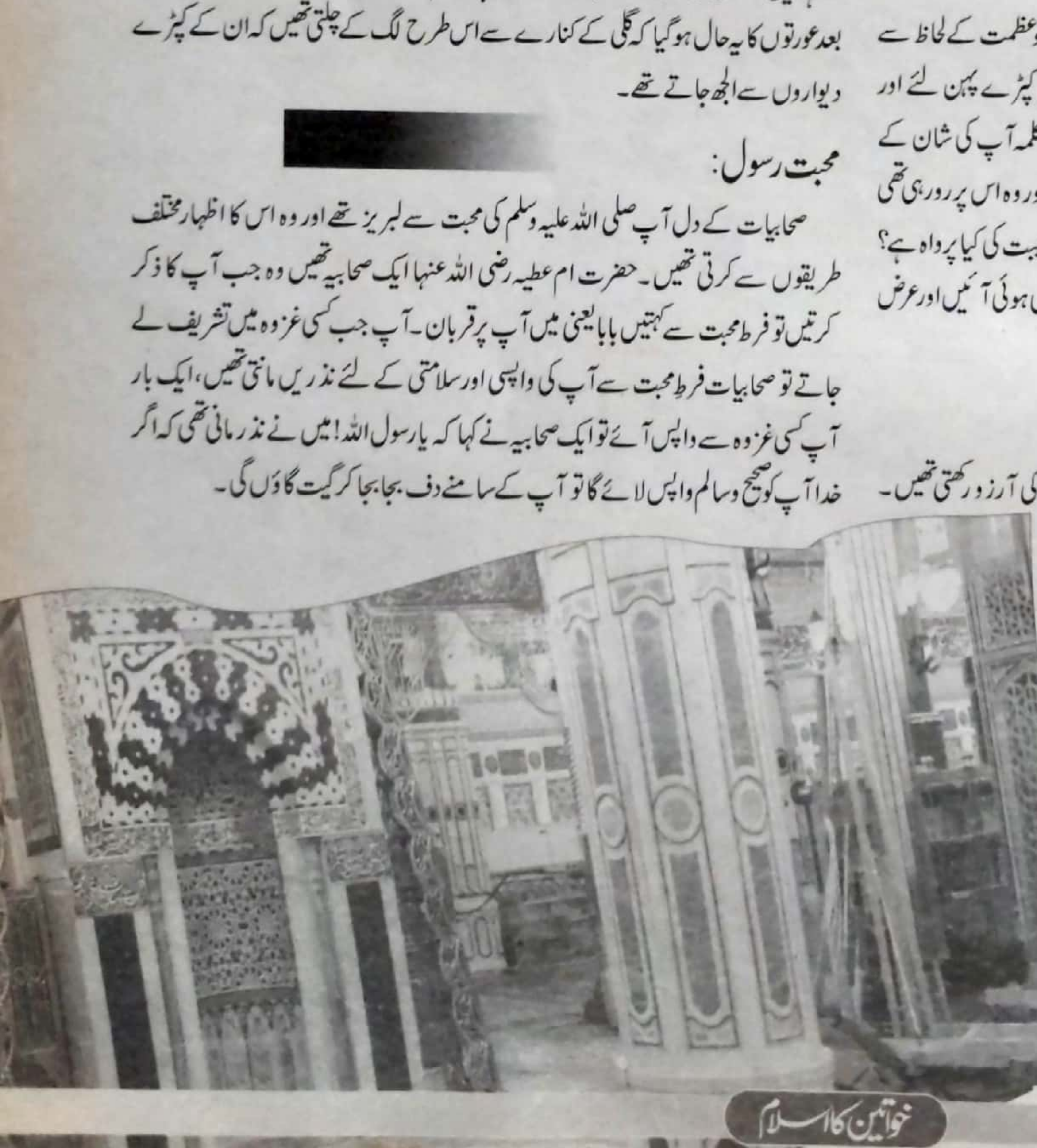

خانۂ قدس کا حُسن و جمال

مولانا

قربان جائیے محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جنہوں نے ہمیں جینے کا ڈھنگ سکھایا اور زندگی کا رنگ بتایا۔ حق کے متلاشی کو ہمہ گیر انفرادی، اجتماعی، اندرونی، بیرونی، سیاسی، ثقافتی، بین الاقوامی، جلال و جمال کا پیکر، عقیدتوں کا مرکز اور محبتوں کا محور کامل طریقۂ زندگی عطا کیا۔

کیا یہ حیرانی کی بات نہیں کہ آپ کی راتیں، اللہ تعالیٰ کے آگے راز و نیاز میں گزرتی ہیں اور آپ کے دن لوگوں کو تلاوت، تزکیہ و تعلیم دینے میں، لوگوں کی مشکلات کے حل، انکے درمیان فیصلے کرنا، غزوات میں شریک ہونا، لشکروں اور معلمین کو دنیا بھر میں بھیجنا، اقوامِ عالم کے خواص و علماء کو دعوت دینا، اندرونی بیرونی فتنوں کا سدِ باب کرنا، مسلمانوں کے اجتماعی امور طے کرنے جیسی عظیم ذمہ داریاں پوری کرنے میں گزرتے ہیں اور اس سب کے ساتھ ساتھ آپ متعدد ازواج مطہراتؓ کے تمام حقوق بطریقِ احسن ادا فرما رہے ہیں اور ان کی ایسی اعلیٰ تربیت فرما رہے ہیں کہ آپ کے معمولات، مجاہدات، عبادات، خوشی، رنج، حیاء، حلم، تواضع، زہد، مزاح، غصہ، ایثار، نرمی، ترشی، کھانا، پینا، سونا اور بات کرنا حتی کہ ایک ایک لمحہ انہیں دنیا کی مسرتوں سے معمور اور آخرت کی یادوں سے سرشار کر رہا ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اتنے عظیم نبی کی طرز بود و باش کیا تھی۔

دنیا سے بے رغبتی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بوسیدہ و کھردرا تھا، میں نے چاہا کہ اس کی جگہ دوسرا بستر رکھوں جو آپ کے لئے آرام دہ ہو چنانچہ میں نے نرم بستر بچھا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں آپ کا بستر سخت کھردرا دیکھتی تھی تو میں نے اس نرم بستر کو پسند کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اٹھا دو، خدا کی قسم میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اسے نہ اٹھالو۔ تو میں نے وہ بستر اٹھا دیا۔ (سبل الہدی والرشاد ۷/ ۳۵۶)

ازواج میں برابری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسل ازواج مطہرات کے دریان برابری فرماتے تھے اور فرماتے تھے: اے اللہ یہ میری برابری ہے جو میرے اختیار میں ہے، تو اس بات (یعنی قلبی محبت) پر مؤاخذہ نہ فرما جو تیرے اختیار میں ہے اور میرے اختیار میں نہیں۔ (ابن ماجہ)

گھر کے کام اذان تک

اسود بن یزید فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنا سر صاف فرماتے، بکری کا دودھ دوہتے، کپڑا سیتے، اپنے کام سرانجام دیتے، اپنا جوتا ٹانکتے، عام لوگ اپنے گھروں میں جو کرتے ہیں وہ کرتے اور اپنے گھر والوں کی خدمت کرتے، لیکن جب مؤذن کی آواز سنتے تو نماز کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔ (سبل الہدی والرشاد ۹/ ۱۴۸)

سب سے اچھا کون؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو اور میں تم میں سب سے بڑھ کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔ (سنن دارمی کتاب النکاح)

تحمل و تواضع

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مری باری کے دن) میرے ہاں سے نکلے تو میں نے دروازہ بند کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازہ کھلوا رہے تھے لیکن میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ دروازہ کھول دو۔ میں نے کہا: آپ میری رات میں دوسری عورتوں کے پاس جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں کسی عورت کے ہاں نہیں گیا تھا بلکہ قضائے حاجت کو گیا تھا۔ (تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھول دیا)۔ (حاکم ۴/ ۳۲)

ٹیڑھی پسلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت (ٹیڑھی) پسلی سے پیدا کی گئی ہے (اس لئے تمہارے لئے ہرگز سیدھی نہیں ہوگی) لہٰذا اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھ پن ہی کی حالت میں اس سے فائدہ اٹھالو۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو (اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا کہ) تم اسے توڑ ڈالو گے اور اس کا توڑنا طلاق ہے۔ (مسلم)

دلداری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی لوگ مسجد میں اپنے نیزوں سے کرتب دکھا رہے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر سے میرے لئے پردہ کر رکھا تھا تاکہ میں بھی آپ کے کان اور کندھوں کے درمیان سے ان حبشیوں کا کھیل دیکھتی رہوں۔ یہاں تک کہ آپ اس وقت تک (پردہ کئے) کھڑے رہے جب تک میں خود وہاں سے نہ ہٹ گئی۔ اور اب تم خود اندازہ کرلو کہ ایک چھوٹی لڑکی جو کھیل تماشہ کی شوقین ہو کتنی دیر تک کھڑی رہی ہوگی۔ (بخاری کتاب النکاح)

بڑوں کی ظرافت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حریرہ (ایک قسم کا حلوہ) لے کر آئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تھے۔ میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کھاؤ تو انہوں نے (کسی وجہ سے) انکار کیا۔ میں نے کہا کھالو ورنہ یہ تمہارے چہرے پر مل لوں گی۔ پھر بھی انہوں نے انکار کیا تو میں نے حریرہ میں ہاتھ ڈالا اور ان کے چہرے پر مل لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک رکھ کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اس کے چہرے پر ملو۔ تو انہوں نے میرے چہرے پر مل لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ (روہ ابویعلی ورجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد ۴/ ۳۱۶)

مزاج شناسی

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (جب میں چھوٹی تھی اور میری شادی کا ابتدائی دور تھا تو) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو میری سہیلیاں (شرم کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپ جاتی تھیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلنے لگتی تھیں۔ (بخاری کتاب الادب ۱۰/ ۵۲۶)

اُمہات المؤمنین کا مزاح

حضرت رزینہ سے منقول ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لئے آئیں۔ وہاں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بن سنور کر اچھی حالت میں آئی تھیں۔ ان پر خوبصورت یمنی منقش چادر تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ام المؤمنین! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور یہ ہمارے درمیان چمکتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حفصہ! خدا کا خوف کرو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں آج ضرور ان کی زینت خراب کروں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تم کیا کہہ رہی ہو؟ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ذرا اونچا سنتی تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کانا (دجال) نکل آیا ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بہت گھبرائیں اور ان پر کپکپی طاری ہوگئی۔ کہا: ہاں! میں کہاں چھپوں؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خیمہ میں چلی جاؤ۔ وہ وہاں چلی گئیں۔ وہ خیمہ سامان خانہ تھا جس میں کچرا اور مکڑی کے جالے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما ہنس رہی تھیں اور ہنسی سے بات بھی نہیں کی جا رہی تھی۔ آپ نے تین مرتبہ پوچھا کیوں ہنس رہی ہو؟ ان دونوں نے خیمے کی طرف اشارہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیمے کے پاس گئے وہاں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کپکپا رہی تھیں۔ فرمایا: سودہ! (رضی اللہ عنہا) کیا ہوا؟ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کانا (دجال) نکل آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ابھی نہیں نکلا البتہ نکلے گا۔ ابھی نہیں نکلا البتہ ضرور نکلے گا۔ اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کپڑے سے غبار اور مکڑی کے جالے جھاڑنے لگے۔ (طبرانی ومسند ابی یعلی الموصلی ۳۴۲/۶)

نفسیات شناسی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے: جس وقت تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو میں جان جاتا ہوں اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو بھی مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کس طرح پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اس طرح کہتی ہو: یہ بات نہیں، محمد کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: یہ بات نہیں، ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! (یعنی میرا نام نہیں لیتیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں ہاں یارسول اللہ! یہ بات ٹھیک ہے لیکن میں صرف آپ کا نام ہی (زبان سے) چھوڑتی ہوں (نہ کہ دل سے)۔ (مسلم ۲۸۵/۲)

دوڑ لگانا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں۔ فرماتی ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی اور میں آپ سے آگے نکل گئی۔ پھر جب میں (کچھ زمانے کے بعد) فربہ ہوگئی تو پھر ہم دونوں کی دوڑ ہوئی اور اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے چنانچہ آپ نے فرمایا: یہ اس کے بدلے میں ہے (یعنی پہلے تم جیت گئی تھیں۔ اب میں جیت گیا لہٰذا دونوں برابر رہے)۔ (مسند احمد ۳۹/۶)

اولاد سے محبت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ راستہ میں نہ آپ کی مجھ سے بات ہوئی نہ میری آپ سے۔ حتی کہ بنو قینقاع کا بازار آگیا۔ پھر وہاں سے واپس لوٹے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تک آئے۔ آپ فرما رہے تھے: کیا یہاں منا (حسین) ہے؟ کیا یہاں منا ہے؟ تو ہم سمجھ گئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا انہیں تیار کر رہی ہیں۔ تھوڑی دیر میں حسین آگئے، اور حسین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالا۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس سے محبت کرے اسے بھی محبوب رکھ۔ (مسلم ۲۸۲/۲)

شیشے ٹوٹ نہ جائیں

انجشہ نامی ایک غلام حدی خواں تھے یعنی اونٹ کے آگے حدی پڑھتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ سفر میں ازواج مطہرات ساتھ تھیں۔ انجشہ حدی پڑھتے جاتے تھے۔ اونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا: انجشہ! دیکھنا شیشے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں۔ (مسلم ۲۵۵/۲)

تصویر کا عذاب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں داخل ہوئے، میں نے تصویر والے سرخ پردے لگا رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھا کر پردے کو پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید عذاب ان کو ہوگا جو اللہ کی بناوٹ میں اس کی مشابہت کرتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی الموصلی ۲۶۲/۴)

محبت کے نرالے انداز

اہلیہ محبوب الرحمٰن

اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں پر احسان ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا، دنیا اور آخرت کی جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ آپ کی وجہ سے ملی ہیں۔ گناہوں کے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی دنیا میں روشنی آپ ہی کی بدولت آئی، عورتوں کو عزت بھی آپ ہی کے صدقے سے ملی، ورنہ جس کی بیٹی ہوتی وہ اسے زندہ دفن کر دیتا، حرام حلال کسی چیز کی کوئی تمیز نہیں تھی، گدھے، کتے، بلیاں، خنزیر ہر چیز انسان کھا رہے تھے، آج بھی جہاں کفر کا اندھیرا ہے وہاں حرام و حلال کسی چیز میں کوئی فرق نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل میں اپنی جان، مال، اولاد سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر عمل کر کے دکھایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ریشمی جبہ پہن کر آپ کی خدمت میں آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ریشم تو مرد کے لئے جائز نہیں" بس فورا چلے گئے اور اتار دیا پھر حاضر ہوئے "وہ ریشم کا جبہ اس کا کیا کیا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ "راستے میں تنور جل رہا تھا اس میں ڈال دیا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو پہننے سے منع کیا تھا بچوں کے کپڑے بنا دیتے۔

ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا کر انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا مرد کے لئے حرام ہے، آپ چلے گئے انگوٹھی اسی جگہ پڑی رہی کسی نے کہا تمہاری انگوٹھی پڑی ہے اس کو اٹھا لو تمہارے کسی کام آجائے گی "جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا میں نہیں اٹھاتا" انہوں نے جواب دیا۔ جس چیز کو آپ نے پسند نہیں کیا وہ صحابہ میں سے کسی کو پسند نہیں تھی۔ جس سے منع کر دیا آپ کے صحابہ اس بات سے فوراً رک گئے جو محبت ان کے دلوں میں تھی اس کو عملاً ظاہر کر کے دکھایا اس طرح کے ایک دو واقعات نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔

ہمارا حال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جس جس چیز کا حکم دیا ہے ہم نے اس سے منہ پھیر لیا ہے، مثلاً دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخن تراشنے کے بارے میں کہا ہم نے بڑھا لئے اور عورتوں کو بال کاٹنے سے منع کیا، لیکن ہم نے قینچی چلا دی، کٹوانے کا اسٹائل (طریقہ) بھی وہ پسند آیا جو آپ کے دشمنوں (یہود و نصاریٰ) کی عورتوں میں مقبول ہے، مردوں کو حکم دیا شلوار ٹخنوں سے اونچی رکھیں لیکن مردوں کی بجائے قبول عورتوں نے کر لیا جن کے بارے میں حکم تھا کہ ان کا سارا جسم ٹخنوں سمیت ستر میں داخل ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت کا دعویٰ ہے۔ ہم ربیع الاول کے مہینے میں پورے ملک کو روشنیوں اور بجلیوں سے سجاتے ہیں، (مرد حضرات) سونے کی زنجیریں اور انگوٹھیاں ڈال کر نعتیں پڑھیں گے، جن کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا میں ان چیزوں (گانے بجانے ڈھول وغیرہ) کو ختم کرنے آیا ہوں، ان کا ذکر ہی ڈھولوں باجوں کے ساتھ کیا جائے گا، ساری رات نعتیں پڑھ کر صبح کی نماز پڑھے بغیر ہی سو جائیں گے، عورتیں مردوں کے ہجوم میں بے پردہ ہو کر باریک لباس پہن کر عید میلاد النبی کی خوشی میں محفلیں اٹینڈ کریں گی جبکہ آپ نے فرمایا باریک لباس پہننے والی جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گی، حلوے پکائے اور کھائے جائیں گے۔

یہ ہے ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی مظاہرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی ایسی اطاعت کرنے کی توفیق دے کہ آپ کی پسند ہی ہماری پسند ہو۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے "اگر تم چاہتے ہو کہ محبت کرے تم سے اللہ پس میری (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے" "آپ کہہ دیجئے اطاعت کرو اللہ اور رسول کی، اگر تم اعراض کرو گے تو بے شک اللہ انکار کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت آپ کی اطاعت میں مضمر ہے، جو ہر عمل میں آپ کی اطاعت کرے گا وہ بے شک آپ سے محبت کرنے والا ہے اور جو عمل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا ہے وہ جتنے بھی محبت کے دعوے کرے جھوٹا ہے، اس کو اپنے نفس سے محبت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہالت سے نکال کر دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔ (آمین)

فضائل درود شریف

ا۔ عبیداللہ بن عمر قواریری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا، وہ مر گیا۔ ایک دن میں نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے سبب پوچھا تو کہنے لگا میری عادت تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی نے سنا اور نہ کسی دل پر گزرا۔ (گلشن جنت)

۲۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک مرد صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود بعدد معین پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر اس کا روشن ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ منہ لاؤ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسار سامنے کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد وہ بیدار ہوگیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی تھی۔

اُمِّ صہیب

آج بھی وہ سب کچھ روز اول کی طرح یاد ہے اس دن کو شاید میں کبھی نہ بھول سکوں جب میرا چھوٹا بھائی بڑی امید، بڑی آس اور مان کے ساتھ میرے پاس آیا تھا۔

بھائی جان پلیز میں آپ کے پاس بڑی امیدیں لیکر آیا ہوں آپ جانتے ہیں کہ بھابی ہمیں اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتی اور میں کہیں اور رہ نہیں سکتا، آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا سب کچھ ہے۔ اگر آپ مجھے اتنے پیسے ادھار دے دیں جن سے میں اپنے رہائش کا انتظام کرسکوں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

وقار میرا چھوٹا بھائی تھا وہ میرے ساتھ ہی رہتا تھا لیکن میں اپنی بیوی سے بہت ہی مجبور تھا اس کا بس ایک ہی مطالبہ کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اپنے سکون کے لئے بنوایا ہے، آپ ان سے کہیں کہ کہیں اور چلے جائیں، میں ان لوگوں کو ایک منٹ کے لئے برداشت نہیں کرسکتی، یہ وہ مطالبہ تھا جو مجھے صبح اور شام اپنی بیوی کے منہ سے سننا پڑتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وقار کی اتنی آمدنی نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے کسی رہائش کا انتظام کر سکے اور اللہ کا دیا میرے پاس سب کچھ تھا، اگر میں چاہتا تو بیوی کے علم میں لائے بغیر بھی اس کے لئے کچھ کرسکتا تھا لیکن لاشعوری طور پر میں ان مردوں میں سے تھا جو زن مرید ہوتے ہیں، اچھا برا سمجھتے ہوئے بھی وہی کرتے ہیں جس میں بیوی کی خوشی ہوتی ہے۔ میں نے وقار سے وعدہ کیا کہ میں تمہاری بھابی سے بات کر کے تمہارے لئے رہائش کا انتظام کروں گا، میرے منہ سے بھابی کا لفظ سن کر وقار کا چہرہ بجھ سا گیا، اس بات کو میں نے واضح طور پر محسوس کیا۔ رات جب میں نے اپنی بیگم سے وقار کی کہی ہوئی بات کا تذکرہ کیا تو بیگم کا پارہ آسمان پر پہنچ گیا۔

کیا کہا آپ نے ان کی رہائش کا انتظام بھی ہم لوگ کریں گے۔ بیگم ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے اگر ہم ان کے لئے کچھ کردیں تو اور پھر وہ ہم سے ادھار ہی تو مانگ رہے ہیں میں نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

اگر ہمارے پاس پیسہ ہے تو اس کا کیا مطلب ہم بانٹتے پھریں، آج ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہمارے بچوں کے لئے ہے، ہم ان کے لئے ہی اتنی محنت کرتے ہیں۔ کل نعمان ڈیفنس میں ایک بنگلہ دیکھ کر آیا ہے ابھی اس کے لیے پیسوں کا انتظام کرنا ہے، اگر ہم ان کو گھر خرید دیں گے تو بنگلہ کیسے خریدیں گے؟

کیوں! اس گھر میں کیا برائی ہے، یہ گھر بھی تو میں نے بڑے ارمان سے تم لوگوں کے لئے بنوایا تھا میں نے گھورتے ہوئے پوچھا۔ ارمان، ہوں ں بیگم نے طنز سے کہا۔ کیوں کیا برائی ہے اس گھر میں؟ مجھے اب غصہ آنے لگا۔ سنئے جی میں یہ سب کچھ نہیں جانتی، میں نے کہہ دیا آپ ان لوگوں سے کہیں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اپنا کہیں انتظام کرلیں، اگر آپ نہیں کہہ سکتے تو میں خود کہہ دوں گی اور پھر وہی ہوا جو میری بیگم کی خواہش تھی۔ وقار نے اپنے لئے ایک کچی آبادی میں رہائش کا انتظام کرلیا، جس دن وہ جا رہا تھا میں جان بوجھ کر گھر سے غائب ہوگیا کیونکہ میں اس کا سامنا کرنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن شاید اس نے بھی مل کر جانے کی ٹھان رکھی تھی، جب میں رات دیر سے آیا تو وہ باہر ہی میرا انتظار کر رہا تھا تم ابھی تک گئے نہیں؟ بے اختیار ہی میرے منہ سے نکل گیا۔ نہیں میں آپ کا انتظار کر رہا تھا، اس نے ٹھوس لہجے میں کہا، دیکھو وقار میں نے بہت کوشش کی لیکن آج کل کاروبار کچھ۔ اس نے میری بات کاٹی۔ کوئی بات نہیں بھائی جان، مجھے آپ سے کوئی شکوہ تو نہیں ہے لیکن ایک بات میرے ذہن میں کھٹکتی رہتی ہے کہ جس مکان کو خریدنے کے لئے ہمیں بے گھر کردیا وہ مکان آپ خرید سکیں گے؟

وقار نے جاتے ہوئے مجھے بس یہ کہا بظاہر تو یہ کوئی بددعا نہیں لیکن میرے لئے کسی بددعا سے کم نہیں، وقار سے پھر میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی اس نے مجھ سے ملنے کی پھر کبھی کوشش نہیں کی، وہ کیسا ہے مجھے کچھ خبر نہیں، وقار کے جانے کے بعد میری بیگم بہت خوش تھی کیونکہ اس کی خواہش ہی یہی تھی کہ وقار کے جانے کے بعد یہ مکان بیچ کر کسی اچھی جگہ وہ کوئی بنگلہ خرید لیں گے، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کو محسوس ہونے لگا کہ اس معاملے میں وہ بہت بے بس ہے کیونکہ ان کے جانے کے بعد کوئی بھی میرے گھر کو دیکھنے آتا تو پھر دوبارہ نہیں آتا، ہم نے لاکھ کوشش کی لیکن کوئی اسے خریدنے کے لئے تیار نہ ہوا، پھر ہم نے اس کی اصل قیمت سے بھی کم قیمت لگائی لیکن پھر بھی معاملہ جوں کا توں رہا۔ پھر ہم نے اس کو بیچنے کا ارادہ ملتوی کر کے اپنے لیے کوئی دوسرا گھر خریدنا چاہا تو ہمیں یہاں بھی اسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ جب کسی مکان کو خریدنے کی بات ہوتی، کوئی نہ کوئی ایسی بات ہوجاتی کہ ہم مکان خرید ہی نہ سکتے، ہمارے لیے مکان خریدنا اور بیچنا ایک مسئلہ بن گیا، ہم تھک جاتے تو اسی گھر میں رہنے کا فیصلہ کرلیتے پھر کچھ دنوں کے بعد جب کوشش کرتے تو وہی ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔ جن بچوں کے لیے ہم نیا بنگلہ بنانا چاہتے تھے، وہ سب ایک ایک کر کے ہمیں چھوڑ کے کر چلے گئے۔ میری بیگم ایک اچھے اور بہترین بنگلے میں رہنے کی خواہش لیے منوں مٹی میں چلی گئی۔ آج میں ہوں، میرا گھر اور یہ سناٹا۔ سوچتا ہوں اگر اس وقت میں نے نیکی کو نیکی، بدی کو بدی سمجھا ہوتا تو کیا میں یہاں ہوتا، جہاں آج ہوں؟

اخبار نسواں

لو میرج کا انجام

چند روز قبل خاتون فیملی سول جج (لاہور) کی عدالت میں سماعت کے بعد تین سگی بہنوں کو خلع کی بنیاد پر طلاق کے دعوؤں پر ڈگری جاری کردی گئی، شاہدرہ ٹاؤن کی رہنے والی تین بہنیں رخسانہ، شبانہ اور ببلی نے علاقے کے تین لڑکوں کے ساتھ جوان کے دوست تھے، محبت کی شادی کرلی لیکن سسرال جاکر معلوم ہوا کہ والدین کی رضامندی کے خلاف انہوں نے جو قدم اٹھایا ہے وہ درست نہیں۔ بعد میں تینوں بہنوں کا موقف یہ تھا کہ، ''لڑکوں نے سازش کی تحت ہم سے شادی کی، وہ کرائے کے موٹر سائیکل اور کلف والے کپڑے پہن کرانہیں متاثر کرتے رہے جبکہ تینوں لڑکے سلیم، اختر اور سلیمان جواری اور نشئی ہیں، انہوں نے ہماری زندگی برباد کردی''۔ عدالت میں وکیل نے کہا ان لڑکیوں کے طلاق کے دعوے معاشرے کی ان لڑکیوں کے لئے عبرت ہیں جو صرف فلمیں دیکھ کر عشق میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور پھر بغیر سوچے سمجھے لوگوں کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیتی ہیں، ماں باپ منع کرتے ہیں تو گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دیتی ہیں۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ لڑکیوں کو شادی جیسے بندھن کا فیصلہ خود کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ اس کے بعد میں کیا اثرات مرتب ہوں گے، والدین جو فیصلہ کرتے ہیں وہ بہتر ہوتا ہے، بعد میں پچھتانے اور گھر برباد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

فلسفۂ زندگی

ایک وقت کی محنت انسان کے بے وقت کی بہت سی تکلیفوں سے نجات دے دیتی ہے۔ وقت خام مصالحے کی طرح ہے اس سے جو چاہیں بنالیں۔ گزشتہ زمانے سے سبق ضرور حاصل کریں مگر اس پر افسوس کرتے رہنا، کڑھتے اور دل جلاتے رہنا بے سود ہے۔ آیندہ کے لئے خواب دیکھنے سے آپ کو کوئی بھی منع نہیں کرے گا لیکن خوابوں میں کھویا ہوا انسان زندگی کے عملی میدان میں پھسڈی رہتا ہے۔ جو لوگ وقت کو پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں ناکام رہتے ہیں اور جو لوگ آگے بڑھ کر وقت کی لگام اپنے ہاتھوں میں تھام لیتے ہیں کامرانی ان کے قدم چومتی ہے۔ اچھی صحت کا راز بھی پابندی وقت میں ہے، یہ وہ اصول ہے جو دنیا میں سب سے پہلے مسلمانوں نے اپنایا لیکن اب دوسری قومیں اس اصول کو اپنا کر اپنی زندگیوں کو نکھار رہی ہیں۔ کیا آپ غور نہیں کرتے کہ پنج وقتہ نماز ہمیں اسی پابندی وقت کا خوگر بنانے میں مدد دیتی ہے لیکن ہم ہیں کہ اپنی ہی قیمتی روایات کو زندہ دفن کردیتے ہیں۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

کلثوم حاجیانی

اٹھارہ خواتین کے دورہ امریکا پر 75 لاکھ ڈالر خرچ

پچھلے دنوں سرکاری عورتوں کے اٹھارہ رکنی وفد نے امریکا کا دورہ کیا جس کی قیادت وزیر اعظم جمالی کی مشیر برائے خواتین و سماجی بہبود نیلوفر بختیار نے کی۔ خواتین کانفرنس میں شرکت کی غرض سے امریکا جانے والے وفد کو حکومت پاکستان نے نیویارک میں اپنے ہوٹل ''روز ویلٹ'' میں ٹھہرانے کی بجائے انتہائی مہنگے ہوٹل ''یو این پلازہ ہوٹل'' میں ٹھہرایا، اس ہوٹل میں قیام وطعام کے اخراجات کے علاوہ فی خاتون ایک لیموزین گاڑی بمعہ شوفر کا بندوبست بھی نیویارک میں پاکستانی قونصلیٹ نے خصوصی طور پر کیا۔ تقریباً 700 ڈالر ہوٹل اخراجات 500 ڈالر فی لیموزین خرچہ کرنا پڑا۔ پاکستان مسلم لیگ (ق) کی طرف سے خواتین وفد کے اعزاز میں ایک پرتکلف اور مہنگا ترین ڈنر بھی کرایا گیا۔ اس سارے سفر کے اخراجات تقریباً 75 لاکھ ڈالر آئے ہیں۔

فرانس کی ہولناک رپورٹ

فرانس جیسے ترقی یافتہ ملک میں تقریباً بیس لاکھ عورتیں مار پیٹ اور تشدد کا نشانہ بنتی ہیں جس کے بارے میں فرانسیسی پولیس کا کہنا ہے کہ یہ واقعات فرانس کے تقریباً 10 فیصد خاندانوں میں پیش آتے ہیں۔ حقوق نسواں کے تحفظ کی علم بردار فرانسیسی خاتون ''میشل آندرے'' کا کہنا ہے کہ یہاں پر جانوروں کے ساتھ عورتوں سے زیادہ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے مثال کے طور پر یہاں اگر کسی آدمی نے سڑک پر کسی کتے کی پٹائی کردی اور اسے مارا تو کوئی نہ کوئی شخص ضرور اس معاملہ سے متعلق ذمہ دار افراد کے پاس شکایت لے کر پہنچ جاتا ہے، جبکہ برخلاف اس کے اگر سڑک پر کوئی آدمی اپنی بیوی کو مارتا نظر آجائے تو کوئی نظر اٹھا کر دیکھنے تک کی زحمت نہیں کرتا، کوئی کارروائی کرنا تو دور کی بات ہے۔ ایک فرانسیسی جریدے نے وہاں کی پولیس کے انٹرویو کرنے کے بعد ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کے مطابق 93 فیصد مار پیٹ اور تشدد کے واقعات میاں بیوی کے درمیان رونما ہوتے ہیں۔ وہ شہروں میں ہوتے ہیں اور پولیس کے پاس رات کے وقت آنے والے 60 فیصد فون ان عورتوں کے ہوتے ہیں جو اپنے شوہروں کے جبر سے تنگ آکر ان سے مدد طلب کرتی ہیں۔ ادارۂ حقوق نسواں کے ایک اور بیان کے مطابق عورتوں کو دوطرح سے اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے ایک تو ذہنی جو دھمکیوں، گالیوں اور تذلیل وتحقیر کے ذریعے انہیں پہنچائی جاتی ہیں اور دوسری جسمانی اذیت جو مار پیٹ کے ذریعہ دی جاتی ہیں۔

حبِ نبی

دیوانگی شوق بڑھا کر تو دیکھئے
الفت میں اُن کی خود کو مٹا کر تو دیکھئے
بگڑی ہے اپنی جب سے بگڑے ہیں ہم
بنتی ہے کیسے ان سے بنا کر تو دیکھئے
کھل جائے باب رحمت حق آپ کے لئے
حب نبی کو دل میں بسا کر تو دیکھئے

خالد اقبال تائب

سابق وزیراعظم برطانیہ کی پوتی کا قبول اسلام

1908ء سے 1916 تک برطانیہ کے وزیراعظم رہنے والے ہربرٹ ایسکوتھ کی پڑپوتی ایما کلارک نے گزشتہ دنوں برطانوی پریس کے سامنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یاد رہے کہ ایما کلارک کا پردادا ہربرٹ ایسکوتھ اس وقت برطانیہ کا وزیراعظم رہا جب اس سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور اس دور میں جنگ عظیم جیسے بڑے بڑے واقعے وقوع پذیر ہوئے۔ ایما کلارک نے کہا کہ اس نے مغرب کی منافقانہ اقدار سے نفرت اور اس کے اردگرد بکھری غلاظت سے دور ہونے کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ اس نے انکشاف کیا کہ وہ واحد خاتون نہیں بلکہ برطانیہ کے ہزاروں بڑے خاندان جن کی بنیاد پر برطانیہ کی اشرافیہ قائم ہے، کے افراد اسلام قبول کرچکے ہیں، اس نے کہا اسلام کوئی بدلنے والا فیشن نہیں ہے بلکہ دلوں میں اترنے والی حقیقت ہے۔ ایما کلارک نے ہائی گرو کے علاقے میں ایک اسلامی باغ بنایا ہے، جس میں مسجد اور اسلامی تعلیمات کا پورا انتظام ہے اور خواتین کے لئے پردے کے ساتھ سیر کا بھی۔ بی بی سی کے ایک سابق ڈائریکٹر کے مطابق برطانوی اشرافیہ کے 14200 افراد اسلام قبول کرچکے ہیں۔

بچوں کا لنچ بکس

اہلیہ محمد فصیح

آج کل کے دور میں بچوں کو کھانا کھلانا بہت مشکل ہے۔ بچوں کو کھانے پسند نہیں آتے، باہر کی چیزوں کو بہت شوق سے کھاتے ہیں، اس سلسلے میں مائیں بہت پریشان رہتی ہیں، آج ہم آپ کو ایسی تراکیب بتائیں گے جس میں بچوں کی غذا میں گوشت، مرغی، مچھلی کا استعمال ہوگا، یہ پروٹین کا اہم ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ ماؤں کو چاہیے کہ انڈے، دودھ یا دودھ سے بنی ہوئی اشیاء یعنی پنیر، ملائی وغیرہ، اناج اور آلو کو بھی غذائی کھانوں کا حصہ بنائیں۔ بچوں کو مختلف سبزیاں، پنیر، قیمے کے ساتھ کباب اور سینڈوچ کی شکل میں تیار کر کے دیں، بہت شوق سے کھائیں گے۔

کرسپی برگر

اجزاء: قیمہ (بیف) آدھا کلو۔ پیاز ایک عدد۔ ادرک ایک ٹکڑا۔ انڈے دو عدد۔ بریڈ سلائس ایک عدد۔ کالی مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ سبز مرچ دو عدد۔ نمک ایک چائے کا چمچ۔ برگر چار عدد۔ سویا ساس ایک چائے کا چمچ۔ تیل دو کپ، سرکہ ایک چائے کا چمچ۔

ترکیب: پیاز اور ادرک کو پیس لیں اور قیمے میں شامل کر دیں انڈے، کالی مرچ اور بریڈ سلائس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ نمک، سویا ساس، سرکہ اور باریک کٹی ہوئی ہری مرچ قیمے میں ملا کر ہاتھوں سے اچھی طرح گوندھ لیں اور دو گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ اب گہری سطح کے فرائنگ پین میں تیل گرم کریں اور قیمے کے کباب تقریباً بن کے سائز میں بنالیں اور درمیانی آنچ رکھ کر کباب تل کر کسی پیپر پر نکال لیں اس کے بعد ہلکا ہلکا بن بھی تل لیں۔ اس بن میں کباب رکھ دیں ساتھ کھیرا بھی رکھ دیں اور بچوں کے لنچ بکس میں رکھ دیں، بچے خوش ہو جائیں گے۔

کرسپی چکن

اجزاء: چکن بوٹی آدھا کلو کیوبز بنالیں۔ میدہ آدھی پیالی۔ کارن فلور دو کھانے کے چمچ۔ کنور کیوبز ایک عدد۔ چینی ایک کھانے کا چمچ۔ نمک حسب ضرورت۔ سفید مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ انڈے دو عدد۔ ڈبل روٹی کا چورا حسب ضرورت۔ تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: چکن میں اوپر دی گئی ساری اشیاء سوائے ڈبل روٹی کے چورے کے اچھی طرح ملا کر آدھے گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ ایک کڑاہی میں تیل گرم کریں، جب گرم ہو جائے تو چکن میں ڈبل روٹی کا چورا لگا کر ہلکی آنچ میں ڈیپ فرائی کریں جب گولڈ براؤن ہو جائے تو نکال کر اخبار پر رکھیں اور کیچپ کے ساتھ بچوں کو دیں۔ بچے بہت خوش ہوں گے۔

فنگر چپس

اجزاء: آلو بڑے سائز کے ایک کلو۔ کارن فلور ایک کھانے کا چمچ۔ بیسن آدھا چائے کا چمچ۔ چاول کا آٹا دو کھانے کا چمچ۔ تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: آلو اچھی طرح سے دھو کر پانچ منٹ کے لئے پانی میں ڈال کر ابال لیں، پھر چھیل کر چپس کاٹ لیں، ایک براؤن کاغذ کا لفافہ لے کر اس میں کارن فلور، نمک اور چاول کا آٹا ڈال کر خوب ملا کر تینوں چیزیں یک جان کر لیں۔ پھر چپس ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ آلوؤں پر سب چیزیں اچھی طرح چپک جائیں۔ ایک بڑی کڑاہی میں تیل گرم کریں جب گرم ہو جائے تو مصالحہ لگے چپس ڈال دیں اور ہلکی آنچ کر دیں۔ چمچ سے چلاتے رہیں جب گولڈن براؤن ہو جائیں تو نکال کر اخبار پر پھیلا دیں تاکہ چکنائی جذب ہو جائے۔ بچوں کو یہ چپس کیچپ کے ساتھ دیں وہ باہر کے چپس بھول جائیں گے۔

بریڈ پیزا

اجزاء: ڈبل روٹی کے سلائس آٹھ عدد۔ سبزی یا چکن ڈیڑھ کپ (ابلی ہوئی)۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ۔ نمک آدھا کھانے کا چمچ۔ سویا ساس ایک کھانے کا چمچ۔ کیچپ دو کھانے کے چمچ۔ مایونیز دو بڑے چمچ۔ پنیر ایک کپ کش کیا ہوا۔

ترکیب: ابلی ہوئی سبزی یا چکن میں کالی مرچ، سویا ساس، کیچپ، مایونیز اچھی طرح ملالیں۔ سلائس پر فلنگ پھیلالیں تمام سلائس اسی طرح تیار کر لیں، ان پر کش کیا ہوا پنیر چھڑک دیں۔ پہلے سے گرم اوون میں گریس ٹرے پر رکھ کر دس منٹ کے لئے بیک کر لیں، بریڈ پیزا تیار ہے۔

فرنچ ٹوسٹ

اجزاء: ڈبل روٹی آٹھ سلائس۔ میدہ ایک چوتھائی کپ۔ مکھن ایک چوتھائی کپ۔ انڈے دو عدد۔ دودھ آدھا کلو۔ پسی ہوئی چینی تین کھانے کے چمچ۔ بادام تھوڑے سے۔ تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: سلائس کے کنارے کاٹ دیں۔ اب انڈوں میں چینی ڈال کر پھینٹ لیں۔ پھر اس میں میدہ، دودھ ڈال کر اچھی طرح پھینٹیں۔ اب ہر سلائس کو اس آمیزے میں ڈبو کر نکالیں۔ تیل گرم کر کے اس میں ڈالتے جائیں۔ گولڈن ہونے پر پلیٹ میں نکال لیں اور بادام باریک کاٹ کر اوپر ڈالیں مزیدار فرنچ ٹوسٹ تیار ہے۔

انسٹنٹ پیسٹری

اجزاء: بسکٹ میری ایک رول چھوٹا۔ کسٹرڈ ونیلا فلیور (آدھا لیٹر دودھ میں پکا ہوا)۔ جیلی اورنج کلیو (ایک پیکٹ بنی ہوئی)۔ بادام حسب ضرورت (چھلے ہوئے کٹے ہوئے)۔ دودھ آدھا کپ نیم گرم۔

ترکیب: سب سے پہلے ہر بسکٹ کو دودھ میں چند سیکنڈ کے لئے ڈبو لیں تاکہ وہ کچھ نرم ہو جائیں پھر ہر بسکٹ پر کسٹرڈ کی ایک تہہ لگائیں پھر جیلی کو چوکور ٹکڑوں میں کاٹ کر ایک ایک ٹکڑا کسٹرڈ کے درمیان میں رکھیں۔ پھر بادام چھڑک کر بچوں کو دیں، ضرور پسند کریں گے۔

آلو چکن کباب

اجزاء: آلو ایک کلو۔ چکن ایک پاؤ۔ کالی مرچ آدھا چائے کا چمچ۔ نمک حسب ضرورت۔ انڈے دو یا تین۔ ڈبل روٹی کا چورا حسب منشاء۔

ترکیب: آلو ابال لیں چکن بغیر تیل کے فرائی کریں اور ریشے ریشے کر لیں یا باریک کوٹ لیں۔ پھر آلو، چکن، کالی مرچ اور نمک ہاتھوں سے اچھی طرح گوندھ لیں۔ پھر گول گول ٹکیاں سی بنا کر چار عدد انڈے دودھ میں ڈال کر پھینٹ لیں اور اس میں ٹکیوں کو ڈبو کر ڈبل روٹی کا چورا لگا کر ڈالڈا آئل میں ہلکا سا فرائی کر لیں۔ بچوں کی غذائیت کے لحاظ سے مکمل ٹھوس غذا ہے۔ چٹ پٹی چٹنی یا کیچپ وغیرہ اور چاٹ مصالحہ وغیرہ بھی اوپر سے ڈال سکتے ہیں۔ بچوں سمیت بڑے بھی شوق سے کھائیں گے۔

گرم موسم میں بچوں کی نگہداشت کیسے کی جائے؟

فاطمہ بنت حسن

قدرت کی ان گنت نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت بچے ہوتے ہیں۔ بچے قدرت کا وہ بیش قیمت اور انمول عطیہ ہیں جن کے دم سے ہماری زندگیاں مسکراتی ہیں۔

بچے پھولوں کی مانند ہوتے ہیں جس طرح پھولوں کی صحیح طریقے سے نشوونما نہ کی جائے تو وہ مرجھانے لگتے ہیں اسی طرح بچے بھی نگہداشت اور توجہ کے طالب ہوتے ہیں۔ بچے سب کو ہی اچھے لگتے ہیں لیکن کچھ بچے اپنے والدین کی آنکھ کا تارا ہوتے ہیں۔ جس طرح والدین اپنے بچوں کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں کوئی اور نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ موسم گرما آتے ہی جہاں مائیں اپنے لئے ملبوسات اور دیگر چیزوں کا موسم کے لحاظ سے انتخاب کرتی ہیں وہیں وہ اپنے بچوں کو موسم گرما کی شدت سے بچانے کے لئے مناسب ملبوسات پریکلی ہیٹ پاؤڈر اور دیگر ضروری چیزوں کا انتظام کرتی ہیں۔

صفائی کا اہتمام:

گرمیوں میں بچوں کو روزانہ نہلانا چاہئے، اگر بچوں کو گرمی دانے نکل آئے ہیں تو پھر نہلانا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ گرمیوں میں گرمی دانے خاص طور پر تکلیف کا باعث بنتے ہیں انہیں انگریزی میں "پریکلی ہیٹ" کہا جاتا ہے اور ٹھیک ہی کہا جاتا ہے، پریکلی یعنی کانٹا، کانٹے چھونا، جسم پر گرمی دانے نکل آئیں تو ایسے لگتا ہے کہ جسم پر کانٹے اگ آئے ہیں یا کانٹے چھوئے جا رہے ہیں۔

بچے ایسی صورتحال میں بہت زیادہ گھبراہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں کیونکہ ان دانوں میں شدید خارش ہوتی ہے۔ گرمی دانے عام طور پر اسی وقت زیادہ نکلتے ہیں جب موسم گرم ہونے کے ساتھ ساتھ ہوا میں نمی کا تناسب بھی بڑھ جائے، یہ بات ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ ہمیں گرمی لگے تو ہمارا جسم ہمیں ٹھنڈک پہنچانے کی غرض سے پسینہ خارج کرتا ہے، پسینے کے غدود ہماری جلد کے نیچے واقع ہوتے ہیں ان غدود سے پسینہ تنگ نالیوں کے ذریعے ہماری جلد تک پہنچتا ہے اگر کسی وجہ سے یہ نالیاں بند ہو جائیں تو پسینے کے غدود سے پسینہ بہہ کر جلد تک نہیں پہنچ پاتا اور راستے ہی میں اٹکا رہ جاتا ہے پھر یہ پسینہ بطور احتجاج گرمی دانوں کی شکل میں جلد پر ابھر آتا ہے، اگر پسینہ جلد کے بالکل نیچے رکا ہوا ہو تو جلد پر ایسے چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو جاتے ہیں گویا شبنم کے قطرے ہوں، اگر پسینہ جلد کے نیچے قدرے گہرائی میں رکا رہ جائے تو جلد پر لاتعداد سرخ دانے نکل آتے ہیں جن میں شدید خارش ہوتی ہے۔

بچوں کو ان گرمی دانوں سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو شدید گرمی سے انہیں بچائیں، دھوپ میں براہ راست انہیں لے جانے سے گریز کریں اور اگر انہیں لے کر جانا ہی پڑے تو دھوپ سے بچاؤ کا سامان مثلاً اسکرین (دھوپ کے نقصان دہ اثرات سے بچانے والے لوشن، وغیرہ) یا چھتری کا اہتمام کریں۔

اگر بچوں کے دانے ہوں تو انہیں روزانہ نہلا کر پریکلی ہیٹ پاؤڈر لگائیں اور انہیں جہاں تک ممکن ہو کھلی ہوادار اور ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔ گرمیوں میں پسینہ آنا ایک فطری بات ہے، پسینے کی حالت میں کبھی بھی بچے کو نہ نہلائیں اور نہ ہی پنکھے کے نیچے بٹھائیں، پسینہ تولیے یا رومال سے خشک کریں اور پھر بچے کو نہلائیں، نہلانے کے بعد پنکھے کی ہوا بچے کو نقصان پہنچا سکتی ہے لہٰذا پنکھے کی مصنوعی ہوا سے بچے کو بچائیں اور قدرتی ہوا کا معقول انتظام کریں جیسے کھڑکی وغیرہ کھول لیں، گرمیوں میں بچے کو وقفے وقفے سے پانی پلائیں تاکہ اس کے جسم میں پانی کی کمی نہ ہونے پائے جو کہ پسینے کی صورت میں خارج ہوتی رہتی ہے۔

صحت اور خوبصورتی کا ضامن
لیموں

بنت مولانا جمیل احمد

۱۔ پھٹی ہوئی ایڑیاں: ایک لیموں کا چھلکا پیس لیں، اس میں ایک چائے کا چمچہ گلیسرین، ایک چمچہ عرق گلاب اور ایک انچ لمبا و چوڑا کپڑے دھونے کے صابن کا ٹکڑا ملا کر کریم تیار کرلیں، رات کو سونے سے قبل پھٹی ہوئی ایڑیوں پر لگا کر صبح میں دھولیں۔ چند دنوں میں پھٹی ہوئی ایڑیاں درست ہو جائیں گی۔

۲۔ بالوں کی چمک: روکھے بالوں میں چمک پیدا کرنے کے لئے سر دھونے کے بعد ایک مگ پانی میں ایک لیموں کا رس ملانے سے بالوں میں چمک آجاتی ہے۔

۳۔ ناک سے سیاہ کیلوں کا خاتمہ: ناک پر اچھی سی کولڈ کریم سے مساج کرنے کے بعد ململ کے کپڑے سے کریم اتار لیں۔ اب لیموں کے رس دار چھلکے کو ناک پر رگڑیں کیلوں کو ہاتھ سے دبا کر نکال دیں۔

۴۔ پیروں پر سیاہ نشانات: پیر دھونے کے بعد ایک لیموں کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرلیں اور جو کا آٹا لگا کر پیروں کا مساج کریں کہ لیموں کا رس پاؤں میں جذب ہو جائے۔ 5 منٹ بعد پاؤں دھو کر پٹرولیم جیلی لگا دیں۔

۵۔ چہرے کے نشانات: گرمی کے موسم میں دھوپ سے چہرے پر نشان پڑ جاتے ہیں، اس کے لئے ایک لیموں کے رس میں ایک چائے کا چمچ شہد ملا کر ماسک تیار کرلیں اور 10 منٹ لگا رہنے کے بعد چہرہ دھولیں، نشانات آہستہ آہستہ ختم ہونے لگیں گے۔

۶۔ چکنی جلد کی صفائی: چکنی جلد کے لئے ایک لیموں کے رس میں ایک کھانے کا چمچ بیسن اور دو چائے کے چمچ عرق گلاب ملا کر ماسک تیار کرلیں اور دس منٹ بعد منہ دھولیں۔

۷۔ گردن کی صفائی: ایک لیموں کا چھلکا تقریباً آدھا کپ پانی میں ابال کر ٹھنڈا کرلیں اب اس پانی میں 4 کھانے کے چمچ بیسن یا اتنی ہی مقدار میں جو کا آٹا اور ایک چٹکی ہلدی ملا کر پیسٹ بنالیں، اس سے گردن کا مساج کریں اور پانی سے دھونے کے بعد کسی کریم میں چند قطرے عرق گلاب ملا کر لگالیں۔ یہ مساج ہفتہ وار کریں، اس سے گردن کی سیاہی دور ہوتی ہے۔

۸۔ ناخن کی چمک: لیموں کے رس دار چھلکے سے جس میں نمی موجود ہو ناخن کا مساج کریں، ناخن صاف اور چمکدار ہو جائیں گے۔

۹۔ سیاہ ہونٹ: ایک کھانے کا چمچہ دودھ کی بالائی میں لیموں کے چند قطرے اور عرق گلاب کے چند قطرے ملا کر ہونٹوں کا مساج کریں۔ اس سے ہونٹ سیاہی مائل نہیں ہوتے۔

۱۰۔ کہنی اور گھٹنا: کہنیوں اور گھٹنوں کی صفائی کے لئے ایک کھانے کا چمچہ سوجی میں ایک عدد لیموں کا عرق اور ایک کھانے کا چمچہ دودھ کی بالائی اتار کر کریم بنالیں اور اس سے کہنیوں اور گھٹنوں کا مساج کریں ایسا کرنے سے اس میں موجود میل آسانی سے نکل جاتا ہے۔

۱۱۔ ملائم جلد کے لئے: ایک چمچ روغن بادام اور آدھے لیموں کا رس ملا کر روزانہ ہاتھوں اور چہرے کا مساج کریں اس سے جلد نرم و ملائم اور صاف رہتی ہے۔

۱۲۔ آنکھوں کے سیاہ حلقے: لیموں کے چھلکوں کو پیس لیں اور اس میں روغن بادام یا پٹرولیم جیلی ملا کر آنکھوں کے گرد لگادیں اور چند منٹ مساج کرنے کے بعد ململ کے کپڑے کو عرق گلاب سے بھگو کر چہرہ صاف کرلیں۔

۱۳۔ جھریاں دور کرنا: ایک عدد لیموں کے رس میں ایک کھانے کا چمچ ملتانی مٹی اور ایک چائے کا چمچ دودھ کی بالائی ملا کر ماسک تیار کریں اور چہرے پر 5 منٹ تک لگا رہنے دیں۔ بعد میں چہرہ دھولیں اور کوئی اچھی سی کریم لگالیں۔

بنت عثمانی کراچی

اب آپ کے بھی لمبے خوبصورت بال

لمبے خوبصورت بال ہر عورت کا خواب ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں عورت کا حسن وخوبصورتی لمبے بالوں میں ہی تو ہے جتنے زیادہ گھنے لمبے مضبوط بال ہوں گے اتنا ہی حسن میں اضافہ ہوگا۔ تندرست بال۔

1: انگلیوں کی پوروں سے سر کی مالش کرنے سے بال جلد اور مضبوط پیدا ہوتے ہیں۔

2: لیموں کا ٹکڑا سر میں ملنے سے بالوں کا جھڑنا رک جاتا ہے اور خشکی ختم ہو جاتی ہے۔

3: بالوں کو مہندی سے رنگنا بھی مفید ہے بالوں کی رنگت اور چمک میں اضافہ ہوگا۔ ہیر ڈرایر کا بے جا استعمال نقصان پہنچاتا ہے۔

4: سیکا کائی اور ناریل کا تیل لگانے سے سفید بال کالے ہونے لگتے ہیں۔

5: خشکی دور کرنے کے لئے لیموں سے دھونا بھی مفید ہے کئی مرتبہ دھونے سے بالوں سے دہی کی بو ختم ہو جاتی ہے۔

6: خشکی کے لئے ایک انڈے میں ایک چمچ سرسوں کا تیل ملا کر مساج کریں دھوتے وقت صابن یا کوئی شیمپو استعمال نہ کریں۔

7: لیموں کا رس اور چینی باہم ملا کر سر پر لگائیں پانچ یا چھ گھنٹے تک اس سے بال روکھے نہیں رہیں گے صاف اور ملائم ہو جائیں گے۔

8: سیکا کائی کی پھلیاں رات کو بھگو کر رکھ دیں صبح پھلیاں الگ کر کے گودا اندازے سے پیس لیں پانی ڈال کر دھوئیں بال صاف ہو جائیں گے۔

9: گرم پانی میں تولیہ بھگو کر نچوڑ کر سر پر تین منٹ رکھیں اور بعد میں ٹھنڈے پانی میں تولیہ بھگو کر ایک منٹ رکھیں یہ عمل تین چار مرتبہ کریں۔

10: الجھے ہوئے بالوں کو سلجھانے کے لئے نیچے کی طرف سے تھوڑے تھوڑے بال کنگھے کی مدد سے سلجھائیں۔

11: بالوں کو کنگھے کی مدد سے سلجھانے کے بعد اوپر سے نیچے کی طرف کئی بار برش کرنا چاہئے۔

12: لیموں کے رس میں برابر وزن لہسن کا پانی ملا کر لگانے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ سرسوں بادام۔ زیتون کا تیل یا کسی بھی عمدہ تیل سے سر کی مالش کرنے سے بال بڑھنے لگتے ہیں اور مالش ہاتھ کی ہتھیلی کے بجائے انگلیوں کی پوروں سے کی جائے۔

گھریلو چٹکلے

۱۔ روٹی کے برتن میں ایک چھوٹا سا ادرک کا ٹکڑا رکھ دیں تو روٹی سارا دن تازی رہے گی۔

۲۔ جب بھی آلو کاٹیں تو انگلیوں پر لیموں کا رس لگا لیں تو آلو کالے نہیں ہوں گے۔

۳۔ بینگن کاٹ کر پانی میں نمک ڈال کر بھگو دیں تو کالے نہیں ہوں گے۔

۴۔ بیسن، میدہ، کارن فلور، سوجی ہمیشہ ڈیپ فریزر میں رکھیں گھن نہیں لگے گا۔

۵۔ ناشتے کے بعد ایک کھانے کا چمچ دہی کھالیں سارا دن تھکن کا احساس نہیں ہوگا۔

۶۔ اگر آلو زیادہ میٹھے ہوں تو چھیل کر نمک ملے پانی میں پندرہ منٹ کے لئے بھگو دیں ان کی مٹھاس کم ہو جائے گی۔

۷۔ کیلے کا چھلکا چمڑے (Leather) کے جوتوں اور بیگز پر مل دیں ان کی چمک اور زندگی میں اضافہ ہوگا۔

۸۔ پودینہ، ہرا دھنیا صاف کر کے بغیر دھوئے خاکی لفافے میں لپیٹ کر رکھ دیں، کئی دنوں تک تازہ رہیں گے۔

۹۔ روزانہ صبح لہسن کے دو جوے اور ایک چائے کا چمچ شہد کھانے سے بلڈ پریشر بالکل نارمل رہتا ہے۔

۱۰۔ شہد کو سرکے میں گھول لیں اور اس کی کلیاں کریں دانت اور مسوڑھے مضبوط ہو جائیں گے۔

عارضی فائدہ اور زندگی بھر دوا خوری کی بجائے ہر مرض سے مستقل نجات (انشاءاللہ)

جدید ادویات اور تحقیق کی بدولت

اب آپریشن کروانے کی ضرورت نہیں

ہر قسم کے آپریشن سے پہلے ایک دفعہ ضرور مشورہ کیجئے 80% امکان ہے کہ آپ کا علاج بغیر آپریشن ہو جائے۔ اگر آپریشن ہو چکا ہو تو مستقبل میں محفوظ رہنے کیلئے ضرور رابطہ کیجئے کیونکہ 75% امکان ہوتا ہے کہ دوبارہ آپریشن کی صورت بن جائے

بریسٹ کینسر

اب چھاتی کٹوانے کی ضرورت نہ رہے گی

بریسٹ ٹیومر (رسولی) • بریسٹ السر

عورتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کا بغیر آپریشن اور مستقل علاج

لیڈی ڈاکٹر مدیحہ مجید (گولڈ میڈلسٹ)

متبادل طریقہ تشخیص اور متبادل طریقہ علاج

گردہ فیل کا کامیاب علاج

ڈائیلاسس کروانے کی ضرورت نہیں

اور ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم (ڈاکٹر نعیم اکرم بھٹی، ڈاکٹر غلام رسول ورک، ڈاکٹر منیر طاہر ڈاکٹر عبدالمجید سجاد، ڈاکٹر محمد الیاس انجم، ڈاکٹر عدنان علی تارڑ، ڈاکٹر شاہد بھلایر، ڈاکٹر خواجہ حبیب الرحمٰن) کے ساتھ 30 سالہ تجربہ کار غیر ملکی سند یافتہ میڈیکل گولڈ 70 کتابوں کتابچوں کے مصنف و مولف

بین الاقوامی شہرت یافتہ پروفیسر ڈاکٹر لیاقت علی راجپوت

سلطان ویلفیئر ہسپتال منسلک راجپوت ہومیو پیتھک میڈیکل ڈگری کالج

ہیپاٹائٹس

دور دراز کے مریضوں کیلئے گھر بیٹھے علاج کی سہولت۔ جوابی خط لکھیے

بی وسی اور دل کے امراض کا اور ہر قسم کی الرجی کا ٹیسٹ و علاج رجوع فرمائیں۔ اب اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں

اوقات صبح 9 تا 3 بجے تک

کچا ایمن آباد روڈ بالمقابل بہاری کالونی گوجرانوالہ

0431-272660,275497

پولی کلینک

اوقات شام 4 تا 7 بجے تک ناغہ بروز جمعہ

بازار حاجی پورہ اندرون ٹھاکر سنگھ گیٹ گوجرانوالہ

0431-212260,217149

دولت کی ہوس

بنت اسلام لاہور

ڈاکٹر شماز اپنے شہر کے ماہر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ایک اچھے اور ماہر ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں دولت کی ہوس نے اندھا کر رکھا تھا، شروع شروع میں یعنی زمانہ طالب علمی میں ہر انسان کی طرح ان کے جذبات بھی یہی تھے کہ ڈاکٹر بن کر ملک وقوم کی خدمت کرنا ہی ان کا اولین فرض ہے، ان کی زندگی کا مقصد انسانیت کی خدمت کرنا ہے اور یہ کہ ان کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف بنی نو انسان کی بلاغرض وغایت خدمت کرنا ہے۔ خیر یہ تو ان کے جذبات طالب علمی کے زمانے کے تھے، جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو شروع شروع میں تو انہوں نے اپنی اچھی شناخت بنائی پھر رفتہ رفتہ ان کے دل ودماغ پر روپے پیسوں کی محبت کی مہر لگ گئی اور وہ ڈاکٹر شماز جو اپنی زندگی کا سرمایہ خدمتِ خلق کو سمجھتے تھے اب روپے پیسے کو اپنا دین ایمان بنا رکھا تھا، پہلے اپنی فیس لیتے اور پھر کسی مریض کو چیک کرتے۔ صبح کو ہسپتال اور رات کو اپنا پرائیوٹ کلینک چلاتے۔ دن رات پیسہ کماتے جوں جوں وہ امیر ہوتے جارہے تھے اتنا ہی ان کی ہوس میں اضافہ ہوتا گیا۔

اسی دوران ایک مرتبہ ایک نوجوان لڑکا کار ایکسیڈنٹ میں بری طرح زخمی حالت میں ہسپتال لایا گیا، اس کی حالت بہت خراب تھی، مگر اس کے وارثین کے بارے میں کسی کو علم نہ تھا، چند لوگ اسے سڑک سے بہت نازک حالت میں اٹھا کر ہسپتال لائے۔ ڈاکٹر شماز اس وقت ڈیوٹی پر موجود تھے، انہوں نے بجائے مریض کی حالت دیکھنے کے لوگوں سے اس کے وارثین کا پوچھا اور کہا کہ وہ اپنی فیس لیے بغیر اس کا آپریشن نہیں کریں گے، پہلے ان کی فیس کا بندوبست کیا جائے پھر وہ آپریشن کی حامی بھریں گے، یہ کہہ کر وہ بڑے مزے سے اپنے کمرے میں داخل ہو گئے لوگوں اور دوسرے عملے کے بے حد اصرار کے باوجود ڈاکٹر شماز اپنی ضد پر قائم رہے، یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سینے میں دل نہیں۔ وہی ڈاکٹر شماز جو بڑی بڑی تقاریر کیا کرتے تھے۔ آج عملی زندگی میں کسی ضدی دشمن سے زیادہ وہ بے حس د... مریض کی حالت زیادہ بگڑ گئی اور وہ لمحہ بہ لمحہ موت کی جانب بڑھنے لگا، مگر ڈاکٹر شماز کا مردہ ضمیر اور پیسے کی ہوس نے انہیں ان کے فرض سے کوسوں دور کر دیا۔ ہمدردی نام کی کوئی چیز تو جیسے ان کے پاس سے نہیں گزری۔ ان کا یہ رویہ دیکھ کر لوگوں نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کم از کم مریض کو دیکھ تو لیں ایسا نہ ہو کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہم بعد میں مل کر اس کے آپریشن کا خرچہ آپ کو دے دیں گے۔ مگر ڈاکٹر شماز کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، ڈاکٹر شماز کی بیگم نے انہیں بہت بھیانک خبر سنائی۔ انہوں نے کہا کہ چند سیکنڈ پہلے انہیں خبر ملی ہے کہ ان کا اکلوتا بیٹا کار کے حادثے میں شدید زخمی ہوا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے، بس اتنا سننا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کے حواس گم ہو گئے، انہوں نے فون چھوڑا اور جلدی سے بوجھل قدموں کے ساتھ آپریشن روم کی جانب بھاگے، انہوں نے اس مریض کی طرف قدم بڑھائے جس کے بارے میں لوگ انہیں بار بار آپریشن کی تنبیہ کر رہے تھے مگر افسوس کہ ڈاکٹر شماز نے بہت دیر کر دی اور وہ لڑکا جسے کچھ دیر پہلے نازک حالات میں ہسپتال لایا گیا تھا وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا تھا اور وہ نوجوان لڑکا ڈاکٹر شماز کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کا چہرہ اور کھلی آنکھیں نا جانے کب سے اپنوں کا انتظار کرتے کرتے تھک گئی تھیں مگر افسوس کہ اب پچھتائے کیا جب چڑیاں چگ گئی کھیت۔

ڈاکٹر شماز کے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہ بچا ان کا نوجوان بیٹا موت کی آغوش میں چلا گیا، روپے کی لالچ نے ڈاکٹر شماز کو انسانیت کے رتبے سے گرا دیا تھا۔ ان کی ہوس نے ان کے اپنے لختِ جگر کی صورت میں زندگی کی آخری امید بھی چھین لی اور ڈاکٹر شماز اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ افسوس کہ انسان دنیاوی لالچ میں آ کر اپنوں کی پہچان بھی بھول

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا

مغرب میں خاندانی زندگی کی تباہی کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیرس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص سے ملنے اس کے گھر گیا، اس نے دیکھا کہ مکان کی سیڑھیوں پر ایک جوان لڑکی بیٹھی زاروقطار رو رہی ہے، اس شخص نے لڑکی سے رونے کی وجہ پوچھی تو لڑکی نے جواب دیا جس آدمی سے آپ مل کر آرہے ہیں وہ میرا باپ ہے، میں اس کے پاس اس مکان کا ایک کمرہ کرایہ پر لینے آئی تھی لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر کمرہ کرائے پر دینے سے انکار کر دیا ہے کہ ایک دوسری جگہ سے اسے زیادہ کرایہ مل رہا ہے اس لئے وہ کمرہ مجھے کرایہ پر نہیں دے گا۔ لڑکی نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ پولینڈ میں ایک بوڑھا اپنی بیٹی کے گھر آیا اور وہاں ٹھہرنے کی خواہش کی۔ مگر بیٹی نے انکار کر دیا اور بوڑھے کے اصرار پر اسے ڈنڈے مار مار کر گھر سے باہر نکالا، شور سن کر لوگ جمع ہوئے تو بیٹی نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے رقم کی ضرورت پڑی تو میرے باپ نے باقاعدہ شرح سود طے کر کے مجھے رقم دی اور اصل زر کے ساتھ سود بھی وصول کیا۔ پھر میں کیوں اسے اپنے گھر ٹھہراتی؟ مغربی دنیا میں ایسے واقعات معمول کے واقعات ہیں۔ حرص وحسد اور سود میں ڈوبے ہوئے معاشروں میں انجام کار یہی کچھ ہوتا ہے۔ ہمارے سادہ لوح لوگ مغرب کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دیکھ کر مرعوب ہو جاتے ہیں مگر اس معاشرے کے اندر جھانکنے کی کوشش نہیں کرتے جو تباہی کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے بچ ہے......

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

مرسلہ: خدیجہ عمر

محبوبِ خُدا

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتاب ضیاء بن کر
فضا کو جگمگایا آپ نے شمس الضحیٰ بن کر
مرے سرکار آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطر غم زدوں کا آسرا بن کر
خلیل اللہ ہے کوئی، کلیم اللہ ہے کوئی!
مگر آقا مرے آتے ہیں محبوبِ خدا بن کر

مولانا احسن مارہروی

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

61

بدھ 14 ربیع الاول 1425ھ مطابق 5 مئی 2004ء

جب زمین کی رونق چلی گئی

ہم نے صرف دین کے لئے ہجرت کی

کھٹی میٹھی چٹنیوں کے ذائقے

DIL BOLA...
Pakola

Rs. 20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

استقامت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

استقامت کا لفظ، ثابت قدمی، مداومت، جماؤ اور اعتدال کے معنی میں آتا ہے، ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''جامع العلوم والحکم'' میں استقامت کی درج ذیل تعریف کی ہے ''صراطِ مستقیم یعنی دین قیم پر دائیں بائیں مڑے بغیر چلتے جانا، اس کا اطلاق تمام ظاہری اور باطنی طاعتوں کے کرنے اور تمام گناہوں سے بچنے پر ہوتا ہے۔''

علامہ جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''استقامت ٹیڑھ پن کی ضد ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ بندہ بندگی کی راہ میں عقل اور شرع کی روشنی میں چلتا چلا جائے۔''

ہر مسلمان ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ''صراط مستقیم'' کی دعا کرتا ہے، یہ حقیقت میں استقامت والے راستے ہی کی دعا ہے کیونکہ مستقیم کا لفظ استقامت سے ماخوذ ہے، ہر نبی نے ''صراط مستقیم''، یعنی استقامت والے راستے کی دعوت دی اور خود بھی اس پر زندگی گزاری، ولی بھی وہی ہوتا ہے جو صاحبِ استقامت ہو، حقیقت میں ولایت اور استقامت ہم معنی ہیں، قرآن کریم میں جو بشارت رب کریم نے انبیاء کو دی ہے وہی بشارت، اصحابِ استقامت کے لئے بھی بیان فرمائی ہے، سورہ یونس میں اولیاء اللہ کے بارے میں ہے ''یاد رکھو کہ اللہ کے ولیوں (دوستوں) پر نہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔'' اور سورہ فصلت میں اصحابِ استقامت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر انہوں نے استقامت دکھائی، ان کے پاس فرشتے (یہ بشارت سنانے) کے لئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

سورہ احقاف میں ہے ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

سورہ ہود میں ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے ''پس آپ جمے رہے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں خبردار تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے اعمال دیکھنے والا ہے''۔ ایک حدیث میں آتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے'' علماء کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ سورہ ہود کی مذکورہ بالا آیات کی طرف تھا کیونکہ اسی آیت میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے اور استقامت کا پورا پورا حق ادا کرنا، اس طور پر کہ انسان ذرہ برابر بھی صراط مستقیم سے ادھر ادھر نہ ہو یہ بڑا مشکل کام ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''استقامت اختیار کرو مگر تم اس کا حق ادا نہیں کر سکتے اور تم جان لو کہ تمہارے اعمال میں سے سب سے افضل عمل نماز ہے اور وضو کی پابندی صرف مومن کر سکتا ہے۔''

صراطِ مستقیم پر ایسی استقامت کہ بندہ ذرہ برابر بھی ادھر ادھر نہ ہو یہ چونکہ بہت مشکل ہے اس لئے بعض احادیث میں ''سدّدوا'' کے بعد ''قاربوا'' کا حکم ہے یعنی اگر پوری طرح صراطِ مستقیم پر کاربند نہیں رہ سکتے تو کم از کم اسی کے قریب قریب تو رہو۔

حقیقت میں، استقامت ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس میں سارا دین آ جاتا ہے، اس کا تعلق اقوال، افعال، احوال اور نیات سب کے ساتھ ہے اور ان سب میں استقامت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہو وہ اللہ کے لئے، اللہ کے ساتھ اور اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔

اللہ والے اپنے متعلقین کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ صاحبِ استقامت بنو، طالبِ کرامت نہ بنو کیونکہ تمہارا نفس کرامتوں کا طلبگار رہتا ہے جب کہ تمہارا رب تم سے استقامت کا طلبگار ہے، کیونکہ استقامت بدن کے لئے بمنزلہ روح کے ہے جیسے وہ بدن جو روح سے خالی ہو وہ مردہ ہوتا ہے اسی طرح جو حال استقامت سے خالی ہو وہ فاسد ہوتا ہے، قیامت کے دن انسانوں کے درجات اور مقامات کا تعین، صراطِ مستقیم پر استقامت کے اعتبار سے ہوگا، دنیا میں جو کوئی جتنا زیادہ ثابت قدم ہوگا، قیامت کے دن اسے اتنا ہی بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ اصل استقامت دل کی استقامت ہے دل کی استقامت سے سارے اعضاء کو استقامت حاصل ہوتی ہے، اور دل کی استقامت کا مطلب یہ ہے کہ دل توحید پر جما رہے اور اللہ کے سوا کسی طرف متوجہ نہ ہو، جب دل، اللہ کی معرفت وخشیت، ہیبت وجلال، محبت وارادت اور رجاء اور دعا پر جما رہے گا تو سارے اعضاء اس کی اطاعت پر جمے رہیں گے کیونکہ دل بادشاہ ہے اور باقی اعضاء اس کا لشکر ہیں، جب بادشاہ سیدھا رہے گا تو اس کی فوج اور سپاہی اور رعایا بھی سیدھے رہیں گے، دل کے بعد اعضاء میں سے سب سے زیادہ جس چیز کی استقامت اور حفاظت کی ضرورت ہے وہ زبان ہے اس لئے کہ زبان دل کی ترجمان ہے۔

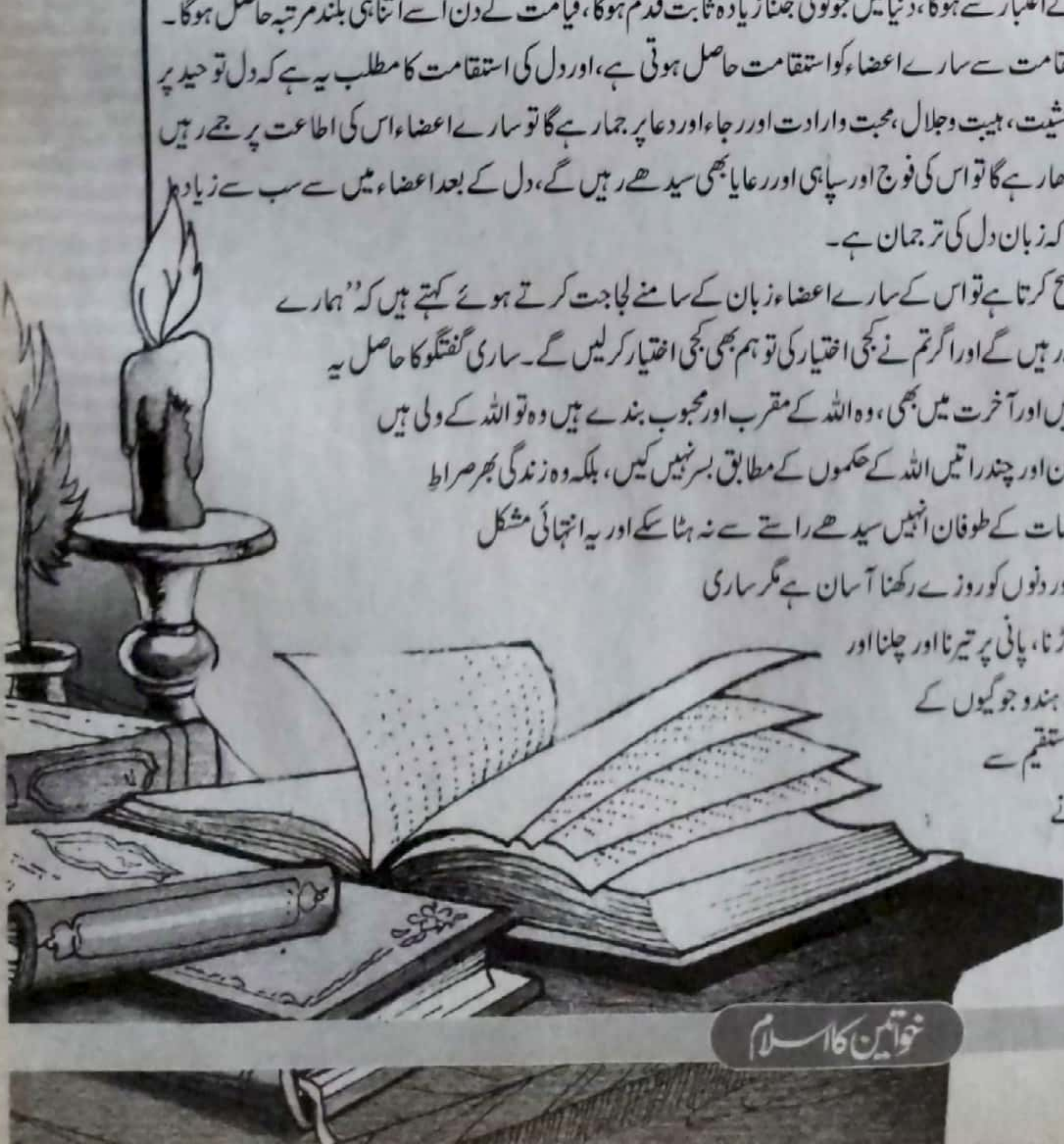

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان جب صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے سامنے لجاجت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرتی رہنا کیونکہ اگر تم سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تم نے کجی اختیار کی تو ہم بھی کجی اختیار کر لیں گے۔ ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ زندگی بھر دین پر جمے رہنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی، وہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں وہ تو اللہ کے ولی ہیں ہی، خود اللہ بھی کہتا ہے کہ میں ان کا ولی ہوں، کیونکہ انہوں نے محض چند دن اور چند راتیں اللہ کے حکموں کے مطابق بسر نہیں کیں، بلکہ وہ زندگی بھر صراط مستقیم پر ڈٹے رہے، زمانے کی گردشیں، شہوات کی آندھیاں اور خواہشات کے طوفان انہیں سیدھے راستے سے نہ ہٹا سکے اور یہ انتہائی مشکل کام ہے، وقتی جوش وخروش کے تحت راتوں کو جاگ کر نفلی عبادت کرنا اور دنوں کو روزے رکھنا آسان ہے مگر ساری زندگی فرائض کا ادا کرنا اور حرام سے بچنا مشکل ہے، یونہی ہواؤں میں اڑنا، پانی پر تیرنا اور چلنا اور مختلف خلافِ عادت کام کرنا بھی زیادہ مشکل نہیں، ایسی شعبدہ بازیاں ہندو جوگیوں کے ہاتھوں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں، مسلمان کا کمال یہ ہے کہ وہ موت تک صراط مستقیم سے انحراف نہ کرے، اسی کا نام ولایت ہے اور ایسا شخص ہی حقیقی مومن کہلانے کا حقدار ہے، استقامت سب سے بڑی کرامت اور رب العالمین کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

دعاء

ظالم حکمرانوں سے حفاظت کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کُنْ لِیْ جَاراً مِنْ شَرِّ فُلَانٍ وَ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ اَتْبَاعِھِمْ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ (طبرانی)

ترجمہ: اے اللہ! ہفت افلاک اور عرشِ عظیم کے مالک (''فلاں'' اس جگہ ظالم حکمران کا نام لے) کے شر سے اور سارے شریر انسانوں اور جنوں اور ان کی چیلوں کے شر سے میری حفاظت فرما اور مجھے اپنی پناہ میں لے کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ پر ظلم اور زیادتی نہ کر سکے۔ جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، تیری ثناء وصفت باعظمت ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں صرف تو ہی معبودِ حق ہے۔

فائدہ: مسنون دعاؤں کی تاثیر میں کوئی کلام نہیں۔ ظالم حکمرانوں کے ظلم وستم سے محفوظ رہنے کے لئے ان دعاؤں کو بار بار پڑھنا چاہئے۔

تعمیرِ فکر — اپنے آپ کو اسلامی معاشرت میں سمودیں

معاشرتی لحاظ سے دیکھا جائے تو مغرب کا نظام زندگی ٹوٹ پھوٹ کی انتہا پر ہے، خاندانی نظام تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے، باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے اور ماں بیٹی سے بے گانہ ہیں، وہاں نکاح جیسی ''قانونی'' زندگی خواب وخیال ہوتی جا رہی ہے۔ کتوں اور بلیوں کی طرح چند دن لوگ اکٹھے رہتے ہیں اور ہوس کا نشہ اترتا ہے تو پھر کسی دوسرے ٹھکانے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ عورت کے حقوق کا جتنا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اسی قدر عورت کا استحصال ہوتا ہے۔ دیکھنے میں وہاں پیسہ ہے، سڑکوں سے لے کر عمارتوں تک اور انسانوں سے لے کر جانوروں تک ہر طرف چمک ہی چمک ہے۔ نت نئی ایجادات، نت نئی مشینریاں، ایک سے بڑھ کر ایک سہولیات زندگی۔ ہم جیسے لوگ امریکا و یورپ کی چندھیا دینے والی روشنیوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے پیدا ہونے پر شرمندگی محسوس ہونے لگتی ہے۔ دل سے ایک ہوک اٹھتی ہے کہ ''کاش ہم بھی لندن کی گلیوں میں پیدا ہوئے ہوتے''۔ ہمارے قومی اخبارات اور ٹی وی چینلز مغرب کی ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ مائیں تڑپ کر رہ جاتی ہیں کہ ''ہائے! میرا پتر کب پڑھ لکھ کر ولایت جائے گا؟''...... کبھی سوچا ہے مغرب کی ان بجلیوں کے پیچھے کس قدر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں؟ کبھی خیال کیا کہ آسمان کو چھوتی بلڈنگوں کے اندر رہنے والے اپنے پڑوس ہی سے نہیں بلکہ اپنے خونی رشتوں سے بھی ایک ساتھ رہتے ہوئے کس قدر دور ہو چکے ہیں؟ کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہاں کے گھرانوں میں بچے اپنی ''ماں'' کے محبت بھرے ہاتھوں سے بنے ہوئے ناشتے کو ترستے ہیں، انہیں اپنے ''ابو'' سے ملے ہفتوں گزر جاتے ہیں، وہاں کی عورت ماں کی محبت، باپ کی شفقت، بھائی کی دل داری اور بہن کی پرخلوص وفاداری سے محروم رہتی ہے۔ وہ ان اخلاقی اقدار سے جو کسی معاشرے کو حسن وخوب صورتی عطا کرتے ہیں بالکل ناآشنا ہے، وہاں سب کا ایک ہی مطمحِ نظر ہے ''پیسہ، پیسہ اور پیسہ'' جہاں سے ملے اور جیسے ملے۔ اس پیسے کے حصول کے لئے شوہر اور بیوی دونوں بارہ بارہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔

ایسی ہی صورت حال دیکھ کر مغرب کی ایک عورت نے بہت حسرت سے یہ کہا کہ:

''ہماری عورتیں گھروں میں نوکروں کی طرح کام کریں یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ بازار کی زندگی اختیار کریں۔ اس لئے کہ بازار کی زندگی اختیار کرنے والی عورت آلودگیوں کا شکار ہو جاتی ہے اور وہاں اسے طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر وہ گھر سے نہ نکلے تو یقیناً وہ محفوظ رہ سکتی ہے۔ کاش کہ ہمارے شہر اسلامی شہروں کی طرح ہوتے، ان میں حیاء ہوتی، شرافت ہوتی، حکومت کا رعب ہوتا۔ ہماری بچیاں عزت سے زندگی گزارتیں اور انہیں برے طریقے سے داغ دار نہ کیا جاتا'' یہ الفاظ ایک امریکی عورت ''مارلن منرو'' کے ہیں...... کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ روشنیوں کی چکا چوند میں رہنے والی عورت اپنے معاشرے کو رد کر رہی ہے اور اسلامی معاشرے کو تحسین کی نظر سے دیکھ رہی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی تہذیب اس قابل ہی نہیں کہ اس پر رشک کیا جائے۔ کاش کہ ہماری خواتین اس حقیقت کو پالیں کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ اسلامی معاشرے میں تو عورت زوجیت میں پروئی ہار کی مانند ہے جو شوہر کو محبت، بچوں کو ممتا کا پیار اور خاندان بھر کو سعادت و خوش بختی کے سوغات دیتی ہے...... بدقسمتی سے پاکستان میں سرکار کی سرپرستی میں اسلامی معاشرے کو دیس نکالا دیا جا رہا ہے اور وہی کلچر لایا جا رہا ہے جو انسان کو انسان نہیں رہنے دیتا بلکہ مشین بناتا ہے، اگر صورتاً انسان رہے بھی تو ایسے انسان جن کی آنکھیں ہوتی ہیں مگر بصیرت نہیں، جن کے دل ہوتے ہیں مگر درد و محبت کے جذبات سے خالی، کان ہوتے ہیں مگر سنتے نہیں ہیں۔...... جی ہاں! ہمیں معاشرے کا ایک ایسا فرد بنانے کی تگ و دو ہو رہی ہے جس کی نظر پیٹ کے دھندے سے آگے نہ بڑھ سکے اور ایسا معاشرہ ترتیب دیا جا رہا ہے جس کا اللہ سے، رسول سے، قرآن سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی صفت جماعت سے کوئی تعلق اور رشتہ نہ ہو۔ آیئے مل جل کر اس شیطانی نظام سے انکار کریں اور اپنے آپ کو اسلامی معاشرت میں سمودیں۔ والسلام محمد احمد حافظ

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰ سوزِ صدیق دے
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے
مرا عشق میری نظر بخش دے

اقبال

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

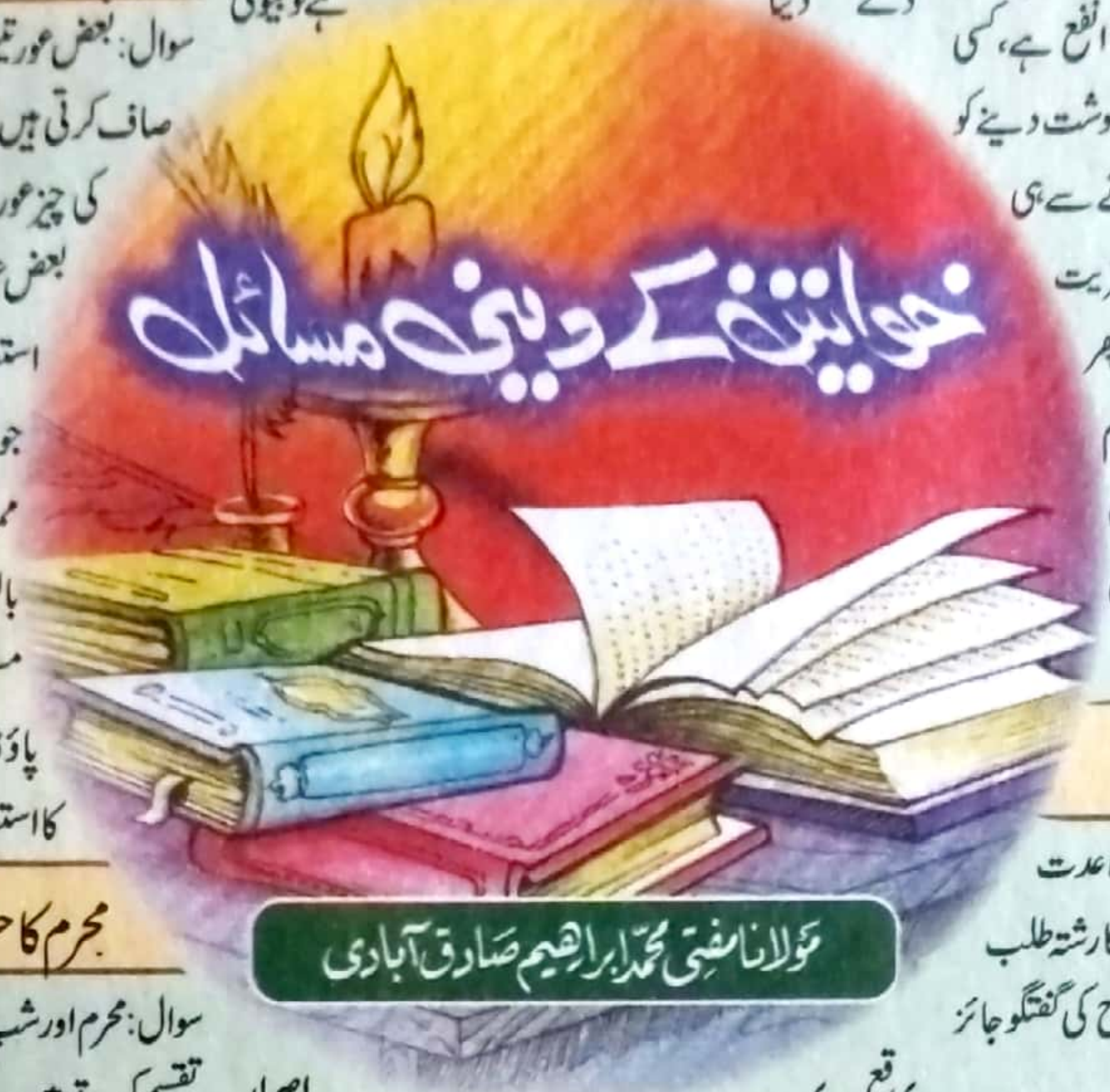

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

صدقہ کا گوشت چھت پر پھینکنا:

سوال: بہت سے لوگ صدقے کا گوشت اپنی چھت پر پھینک دیتے ہیں کہ اسے کوے، چیل وغیرہ کھائیں کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اس مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کیجئے (ایضاً)

جواب: مالی صدقہ ایک محبوب عمل اور دنیا وعقبیٰ میں دافع البلاء ہے، لیکن اس کی افضل صورت نقدی کی شکل میں دینا ہے کہ یہ ریاء ونمود سے دور اور فقراء کے حق میں بھی انفع ہے، کسی دوسرے مال سے صدقہ کرنا بھی جائز ہے لیکن گوشت دینے کو لازم سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ جانور کا خون بہانے سے ہی مصیبت اور بیماری ٹلتی ہے (جیسا کہ عوام کی اکثریت سمجھتی ہے) جہالت اور نادانی کی بات ہے، پھر گوشت کو اس طرح پھینک دینا صدقہ نہیں توہم پرستی ہے۔ اگر صدقہ کرنا ہے تو غرباء ومساکین پر خرچ کریں، یہ چیل کوّوں سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں۔

معتدہ سے نکاح کی گفتگو:

سوال: ایک لڑکی کو خاوند نے طلاق دے دی، وہ عدت کے ایام پورے کر رہی ہے۔ کیا اس دوران اس کا رشتہ طلب کرنا جائز ہے؟ سنا ہے اشاروں کنایوں میں نکاح کی گفتگو جائز ہے؟

جواب: جب تک طلاق کی عدت کے ایام پورے نہ ہوں نکاح کی گفتگو خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً حرام ہے۔ ہاں معتدۂ وفات سے اشارۃً گفتگو جائز ہے: اجمعوا علیٰ منع التعریض فی الرجعی و کذا فی البائن عندنا و انما التعریض فی المتوفی عنها زوجها کذا فی غایة السروجی. (عالمگیریہ ص: ۵۳۴، ج: ۱)

متبنی سے پردہ:

سوال: ایک خاتون کے شوہر انتقال کر گئے، وہ عدت میں ہیں اس لئے نامحرم مردوں سے پردہ کرتی ہیں، ایک لڑکے کو بیٹا بنایا ہوا ہے، کیا اس سے بھی پردہ کریں؟ ویسے اس سے پردہ نہیں کرتیں۔ (ایک بہن راولپنڈی)

جواب: متبنی (منہ بولا بیٹا) اگر عورت کا محرم ہے مثلاً بھتیجا یا بھانجا یا نامحرم ہے مگر زمانہ شیرخوارگی میں عورت نے اسے اپنا دودھ پلا دیا تھا تو اس سے پردہ نہیں، اگر نامحرم ہے تو پردہ کی عمر کو پہنچنے کے بعد دوسرے نامحرم مردوں کی طرح اس سے بھی پردہ فرض ہے۔ ہاں اگر خاتون سن رسیدہ بوڑھی ہیں تو اس کے سامنے چہرہ کھولنے کی گنجائش ہے۔

باقی پردہ کے مسئلہ میں عدت وغیر عدت کا کوئی فرق نہیں، نامحرم سے ہروقت ہر حال میں پردہ فرض ہے۔

جو خاوند پردہ سے روکے:

سوال: ایک عورت پردہ کرنا چاہتی ہے لیکن خاوند برقع پہننے کی اجازت نہیں دیتا، صرف چادر اوڑھنے کی اجازت دیتا ہے وہ بھی اس شرط سے کہ منہ کھلا رکھے، عورت کو کیا کرنا چاہئے؟ (ایضاً)

جواب: برقع کی طرح چادر سے بھی پردہ کا حکم پورا ہو جاتا ہے بشرطیکہ چادر اتنی بڑی ہو کہ سر سے پاؤں تک پورا جسم اس میں چھپ جائے۔ اگر خاوند ایسی چادر استعمال کرنے کی اجازت دے دیتا ہے تو بیوی برقع پر اصرار نہ کرے لیکن جوان عورت پر چہرے کا پردہ فرض ہے، اس کی فرضیت کا انکار الحاد وگمراہی ہے اور فرض سمجھتے ہوئے اس میں غفلت وکوتاہی کرنا سخت گناہ ہے۔ خاوند اگر چہرہ ڈھانپنے سے روکتا ہے تو بیوی کے لئے اس حکم کی تعمیل قطعی حرام اور ناجائز ہے لما قال صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعة فی معصية الله انما الطاعة فی المعروف. (بخاری و مسلم) لا طاعة لبشر فی معصية الله. (احمد. ابن ابی شیبه و غیرهما)

عدت سے اٹھنے کا طریقہ:

سوال: عورت جب عدت پوری کر کے اٹھتی ہے تو اس سے قرآن پڑھواتے ہیں، نیا جوڑا اور چوڑیاں پہناتے ہیں، اس کی حیثیت کیا ہے؟ عدت سے اٹھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ (ایضاً)

جواب: عدت کے دوران عورت کے لئے بناؤ سنگھار جائز نہیں۔ خوشبو، زیور، ریشم اور رنگین مزین لباس کا استعمال حرام ہے۔ عدت ختم ہوتے ہی یہ پابندی اٹھ جاتی ہے اور ان تمام اشیاء کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ عورت کا نیا جوڑا اور چوڑیاں پہننا فی نفسہ جائز کام ہے مگر عدت کے اختتام پر اس کا التزام کرنا اور یہ سمجھنا کہ اس کے بغیر گویا عدت ختم نہیں ہوتی جہالت کی بات ہے، اگر ثواب سمجھ کر یہ عمل کیا جائے تو بدعت ہوگا، پھر خاص اس موقع پر قرآن پڑھوانے کی کیا تک ہے؟ قرآن تو عورت عدت کے دوران بھی پڑھ سکتی ہے اور عدت کے بعد بھی، بلکہ ایام مخصوصہ کے سوا ہر وقت پڑھتے رہنا چاہئے، اسی طرح نئے لباس کی بھی خصوصیت نہیں پرانا مگر رنگین اور مزین لباس پہن کر بھی عدت ختم ہونے کا تاثر دے سکتی ہے اور کچھ بھی نہ کرے تو بھی عدت ختم ہو جائے گی۔ غرض عدت سے اٹھنے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں، بس سوگ چھوڑ دینا کافی ہے۔

ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنا:

سوال: بعض عورتیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے پورے بال صاف کرتی ہیں، کیا شرعاً اس کی اجازت ہے؟ اور یہ کہ لوہے کی چیز عورت کے لئے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض عورتیں بالوں کی صفائی کے لئے ریزر یا بلیڈ استعمال کرتی ہیں۔ (ایضاً)

جواب: ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنے کی ممانعت نہیں گو کہ کوئی فائدہ بھی نہیں۔ مخصوص بالوں کی صفائی کے لئے عورت کے لئے مسنون طریقہ ان بالوں کو نوچنا یا اکھاڑنا ہے پاؤڈر، کریم کا استعمال بھی جائز ہے۔ ریزر بلیڈ کا استعمال بھی جائز مگر ناپسندیدہ ہے۔

محرم کا حلوا:

سوال: محرم اور شب برأت میں لوگ حلیم، چاول اور حلوہ پکا کر تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ خیرات کے لئے کسی خاص مہینہ یا تاریخ کی تخصیص نہیں، نہ کسی مخصوص مال یا طعام کی خصوصیت ہے، اپنی طرف سے اس قسم کی تعیین وتخصیص بدعت ہے۔ عوام چونکہ ان مخصوص مہینوں میں حلوہ وغیرہ پکانے کو فضیلت سمجھتے ہیں اس لئے یہ بدعت ہے۔ نیز اس میں اہل باطل کے ساتھ تشبہ اور ان کی تائید وتقویت ہے لہٰذا یہ عمل ناجائز اور واجب الترک ہے۔

عورتوں اور لڑکیوں کے لئے پینٹ کا استعمال:

سوال: عورتوں کے لئے مردانہ لباس پہننا تو جائز نہیں لیکن عورتوں اور لڑکیوں کی مخصوص زنانہ پینٹیں اور چھوٹی قمیصیں ملتی ہیں، کیا ان کا استعمال جائز ہے؟ چھوٹی بچیوں کو پینٹ استعمال کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: عورت کے لئے ایسے لباس کا استعمال ضروری ہے جو مکمل طور پر ساتر بدن ہو اور اس قدر ڈھیلا ہو کہ اعضاء بدن کی ساخت اور بناوٹ اس سے ظاہر نہ ہو، پینٹ اور چھوٹی قمیص میں یہ بنیادی شرط نہیں پائی جاتی، اس لئے عورتوں اور لڑکیوں کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں، چھوٹی بچیوں کو بھی اس قسم کا لباس پہنانا جائز نہیں۔ چھوٹی قمیص پر اگر بڑی چادر اوڑھ لی جائے تو اس کا استعمال جائز ہے اور اس میں نماز بھی درست ہے۔ تاہم ایسا ادھورا لباس ایک تو عورت کی فطری حیاء کے خلاف ہے، دوسرے ہر وقت چادر سے جسم کو چھپائے رکھنا مشکل ہے، اس لئے بہر صورت اس سے احتراز لازم ہے۔

ہر ذی رُوح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

بنت نذیر

میری زندگی میں بہت سے ایسے موڑ آتے ہیں جو مجھے سرتا پاہلا کرر کھ دیتے ہیں.. میرے شب وروز اک اضطراب اور قلق میں گزرنے لگتے ہیں ..رم جھم ہوتی بارش. ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں.. چاندنی رات میں سمندر کا سماں.. کچھ بھی تو مجھے نہیں بھاتا.. دنیا کی کوئی بھی تو شے مجھے بہلانے کی لاکھ کوشش کرنے کے باوجود تسلی نہیں دے پاتی.. میں بھی کیا کروں اپنے آپ کو سو بار سنبھالنے کی سعی کر کے بھی سنبھل نہیں سکی.. میرا دل خون کے آنسو روتا ہے.. رگوں میں دوڑتا خون جوش مارتا ہے... پھر اسکے آگے اپنا بس نہیں چلتا۔

میں سوچتی ہوں کہ.. آج ان ماؤں کو کیا ہو گیا.. ان بہنوں کو کیا ہو گیا.. ان بیٹیوں کو کیا ہو گیا.. کہ دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو گئیں.. آخرت کی سختی کو بھلا بیٹھیں.. سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کون سے الفاظ ہوں جن کا ایک ایک حرف دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور قبر کی پکار یاد دلا دے..

قاریات آپ بھی میرے اس اضطراب میں شامل ہو جایئے اور.. ذرا سوچئے کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کھڑی ہیں.. سوچئے غور کیجئے.. کیا کہیں گی کیا بولیں گی.. کیا دلائل دیں گی... گناہوں میں بسر کی ہوئی زندگی کے بارے میں.. کیا کہیں گی اس وقت جب اس پاک ذات نے آپ سے یہ سوال کر دیا کہ ہمارے احکام کی بجا آوری میں وہ کون سی چیز مانع تھی جس کی وجہ سے تُم ہمارے اوامر کو اپنے پیٹ پیچھے ڈال دیتی تھیں.. سوچئے للہ غور کیجئے.. وہ کیا لمحات ہونگے کہ آپ کے ٹھکانے کا فیصلہ آپکے اعمال پر منحصر ہوگا.. کیا آپ یہ کہیں گی کہ مولیٰ.. میرے دوست واحباب مجھے آپکی اطاعت سے روکتے تھے.. میں پردہ کرنا چاہتی بھی تھی تو.. وہ مجھے دقیانوس کا لقب دے دیتے.. میں ٹی وی سے آنکھیں چراتی تو وہ مجھے.. اجڈ اور بے وقوف قرار دیتے.. مجھ سے دوستی کرنے کو عار سمجھنے لگتے.. مجھے مخلوط محفلوں میں لے کر جانے پر اکساتے.. میں منع کرتی تو مجھے بدذوق کا لقب دے ڈالتے.. مولیٰ..! میرے احباب.. ہائے.. میرے ماں باپ میرے آگے دنیا کی رنگ رلیاں بچھا دیتے.. میں سمجھتی کہ یہ میرے خیر خواہ ہیں اسی لئے تو میں نے انکے ایک ایک کلمہ کی اطاعت کی.. پر مولیٰ وہ مجھے نزع کی سختی میں چھوڑ چلے.. میری روح.. آہ!!.. جب میری روح اس زور سے کھینچی جارہی تھی.. میں نے ان سے اس وقت مدد مانگی تو وہ گویا مجھے نظر انداز ہی کر بیٹھے.. مولیٰ !!.. جب میری روح آسمان پر لے جائی گئی تب بھی میں نے ان سے امان مانگی.. انہوں نے اس وقت بھی میری ایک نہ سنی.. آہ .. پر جب میرے لئے آسمانوں اور جنت کے دروازے بند ہو گئے اور مجھے خبیث روح کا لقب دے کر واپس زمین پر دھتکار دیا گیا(العیاذ باللہ من ذالک) تو میں بہت چلائی اس وقت میں اپنی سہیلیوں سے چیخ چیخ کر پوچھنے لگی کہ تم نے مجھے دنیا کی تمام ضروریات سے آگاہ کیا.. پر یہ کیا ہے! کہ میری ایک بھی نہیں سنی جارہی.. میرے ایک بھی پیسے سے میری بخشش نہیں ہو پارہی، یہ کونسی دنیا ہے.. وہ کون سا عمل ہے جو مجھے اس عذاب سے نجات دے.. مجھے اب ہی بتادو میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں.. خدارا اس طرح مجھے آگ میں مت سلگاؤ.. مجھے بہت تکلیف ہورہی ہے.. ہائے!.. مجھے اس عذاب سے اب کیوں نہیں بچایا جارہا.. مجھ پر اب ظلم ہو رہا ہے تو تم سب خاموش ہو.. دنیا میں جب میں نے ایک دن گانا نہیں سنا تو تم لوگوں کے بقول یہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا... اس وقت تو تم سب نے مجھے نیا ڈیک لاکر دیا تھا کہ یہ دنیا کی ضروریات ہیں.. اب میرے انگ انگ سے زخم رس رہا ہے تو.. اب مرہم پٹی کرنے والا ایک بھی نہیں. تم سب بہت دھوکے باز ہو.. سب کے سب بے وفا ہو.. خاک آلود ہو ایسی دوستی جو مشکل وقت میں کام نہ آئے... آہ.. یہی تو سب سے بڑا اور برا وقت آن پڑا ہے مجھ پر.. ایسا وقت تو کبھی بھی اس سے پہلے میری زندگی میں نہ آیا.. آہ.. میرے مولیٰ.. میں بہت روئی تھی.. پر میری آہ وبکا کسی پر بھی اثر انداز نہیں ہوئی.. یہ سب مجھے قبر کے عذاب سے بھی بچا نہ سکے... اس عقوبت خانے میں جب میں نے ہیبت ناک.. دو وجود دیکھے تو.. انکو دیکھ کر مجھے لگا کہ یہ ایسا منظر ہے کہ میرے اعصاب اسے ہرگز برداشت نہیں کرینگے.. میں خوف سے اپنے پگھلتے جسم کو دیکھ کر متیقن ہو گئی تھی کہ.. اس وحشتناک منظر سے میرا دل بند ہو جائے گا اور میں مر جاؤں گی.. پر میرے اللہ! .. میں جو سمجھ رہی تھی کہ میں مر کر پرسکوں ہو جاؤنگی.. وہ سراسر غلط سوچ تھی.. اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ.. جن باتوں کو میں نے زندگی میں نظر انداز کیا تھا وہ حقیقت تھیں.. میرا فلسفہ کہ دل کا دورہ ناقابل برداشت حوادث کی وجہ سے ہوتا ہے.. وہ.. سرے سے ہی ختم ہو گیا... کہ دنیا کے تمام حوادث قابل برداشت ہیں.. مگر جن حالات سے میں اب گزر رہی ہوں انکا سہنا کسی کے بس کی بات نہیں.. ہائے.. پر اب یہاں تو موت بھی نہیں آتی.. آہ.. میرے مولیٰ.. میں لوگوں کے دھوکے میں آ گئی.. بس غلطی ہو گئی.. مجھے اس ظلمت کے گڑھے نے یاد دلا دیا کہ میں دنیا میں کیوں بھیجی گئی تھی.. یا اللہ مجھے ایک موقعہ اور دے دے. میں کسی کی نہیں مانوں گی.. میں صرف تیری ہی مانوں گی.. مولیٰ مجھے اک دفعہ واپس دنیا کی طرف بھیج دے... بھیج دے...... تجھے تیری رحمت کا واسطہ....

"رب ارجعون"

"فلا یستجاب لھا" پر وہاں تو کسی کی کوئی بھی درخواست.. کوئی بھی.. التجا اسکے کام نہیں آئے گی.. بلکہ فرشتے اسکو گھسیٹتے ہوئے داروغہ جہنم کے سپرد کر کے چلے جائینگے.. پھر یہ اسے اسکے سب سے تکلیف دہ اور بدترین ٹھکانے میں ڈال دینگے

" فبئس المصیر"

وہ اپنے بھڑکتے شعلوں سے اسے جھلسا کر رکھ دیگی.. وہ غم و الم کی شدت سے غشی کھا جائے گا پر مرے گا نہیں... الامان الحفیظ... نسأل اللہ ان یجیرنا من سخطہ ومن النار.. سوچئے.. کیا آپ کے پاس اتنی طاقت ہے کہ اس ضعیف ونحیف جسم کے ساتھ آخرت کا سخت ترین عذاب جھیل سکیں.. اس وقت کوئی بھی دلیل کسی کے کام نہیں آئے گی.. اب بھی وقت ہے.. اور اب بھی ہمارا رحیم وکریم رب ہمیں آخرت کی سختیوں سے بچا رہا ہے....

"فانذرتکم نارا تلظی"

.اس پیارے خالق نے تو ان آلام سے محفوظ ہونے کے لئے ہر چیز بہت واضح بیان کر دی.. بلکہ مزید یہ کہ اس عظیم ذات نے سب سے پیاری اور حسین جنت کا وعدہ بھی فرمالیا.. صرف ان لوگوں کے لئے جو اپنی پوری کی پوری زندگی اسکے بتائے ہوئے راستہ پر گزار دیتے ہیں.. آیئے! ہم اور آپ تمام لذات دنیویہ کو ایک طرف پھینک دیں.. اور آخرت کی نعمتوں پر ان تمام کو ترک کر دیں.. اور جن کاموں سے میرے اور آپ کے اللہ نے بچنے کا حکم دیا ان سے رک جائیں اور جن کو کرنے کا حکم دیا اس پر جان ومال سے فدا ہو جائیں.. پھر بے شک.. اور یقیناً اللہ کی رضا اور جنت الفردوس ہماری منتظر ہوگی.. آیئے گزرے ہوئے ماضی کی تمام سرزنش پر تہ دل سے نادم ہو کر.. گڑگڑا کر.. اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر.. اپنے دل کو تمام گناہوں سے پاک کروا چلیں کہ

"ان التوبۃ تجب ما کان قبلھا" او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم

آیئے اک نئے عزم سے جنت کے حسین ودلکش مناظر کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتے ہیں.. کہ یہ بلاشبہ اک ایسی جگہ ہے جس کی خوبصورتی کا تصور کسی انسان کے بس کی بات نہیں... اور اسکا تصور ہی ہے جو گزرتی زندگی کی ہر تلخیوں کو ہیچ بنا دیتا ہے۔

سابقوا الی مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ ط (الحدید)

(دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمان وزمین کے برابر ہے (جو) تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر)

جب زمین کی رونق چلی گئی

س۔ج چوٹیا بہاولنگر

اس دن ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی، گیارھواں ہجری سال تھا، پیر کا دن اور زوال کا وقت تھا، عمر مبارک 63 برس تھی جب حبیب کبریا، خاتم الانبیاء، سرکار دو عالم، ساقی کوثر، شافع محشر، اور رحمتِ عالمین پر نزع کی حالت طاری ہوگئی نظر مبارک چھت کی طرف اٹھ گئی اور زبان مبارک پر آخری الفاظ جاری ہوگئے اَللّٰھُمَّ الرفیق الاعلیٰ۔ اور پھر نبض ڈوب گئی، یہی وہ گھڑی تھی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قیامت جیسی تھی اور یہ دن ان کے لئے تاریخ انسانی کا سب سے تاریک، المناک اور حزن و ملال سے پُر دن تھا، یہ وہ وقت تھا جو مسلمانوں کے لئے بڑا نازک تھا، ہر طرف غم والم کے بادل تھے۔ آنسوؤں کی طغیانی تھی، شکستہ حوصلے تھے پژمردہ ہمتیں تھیں، خزاں زدہ جذبات تھے، جدائی کی آندھی سب پر زور و شور سے چل رہی تھی، انفرادی یتیمی تو ہر کسی نے بارہا دیکھی ہے مگر مدینہ میں اس دن اجتماعی یتیمی کی صورت درپیش تھی، آج یتیموں کے سر پہ دستِ شفقت رکھنے والا چلا گیا، بیواؤں کا سہارا ہمیشہ کے لئے ان سے دور ہوگیا، بہارِ پہ خزاں چھا گئی، مظلوموں کا حامی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ غموں سے بھری مظلوم انسانیت پر ایک کٹھن وقت آ گیا اور جان وجگر فدا کرنے والوں اور اپنی جانوں سے بڑھ کر حضور کا خیال رکھنے والوں کے دل کی آتشِ غم بھڑک اٹھی ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے سمندر جاری ہوگئے، ان کے لئے دنیا ویران ہوگئی، سارا جہاں بے رونق ہوگیا۔ یہ وہی وقت تھا جب جن وانس، آسمان کے ستارے اور شمس وقمر ایک عظیم ہستی کے دیدار سے محروم ہوگئے۔

آج منبر خالی ہوگیا وہ منبر جس پر دس سال تک آقا دو جہاں بیٹھ کر علوم و معارف بیان فرماتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محراب کی طرف دیکھتے ہیں تو آقا و محسن نظر نہیں آتے، منبر کی طرف نظر اٹھتی ہے تو چاند سے زیادہ حسین و جمیل چہرہ نظر نہیں آتا، مدینہ ویران و سنسان نظر آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے اس دن ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہر چیز تاریک ہوگئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں، حضرت عمر فرما رہے تھے جو کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت عمر کو تسلی اور سنبھالا کون دے سکتا تھا ہر دل شکستہ حال تھا ہر آنکھ سے آنسوؤں کی برسات تھی، کون تھا جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شفقت سے ان بلند حوصلہ نوجوانوں کو بے حوصلہ ہوتا دیکھ کر حوصلہ دیتا، کون تھا جو ان کے نہ مٹنے والے زخموں پر مرہم رکھتا، کون تھا جو ہمدردی کے دو بول ہی بول دیتا، پھر عجب منظر سامنے آیا سفر وحضر کا وہ ساتھی جو بڑا نرم دل تھا جسے دنیا صدیق اکبر کے نام سے جانتی ہے، وہ استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑا ہوگیا اور انسانی تاریخ کے سب سے نازک موڑ پر امت محمدیہ کو سنبھالا اور اپنے پیارے محبوب کی پیشانی پر بوسہ دے کر آنسو بہاتے ہوئے فرمایا: میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر کبھی جمع نہیں کرے گا یہی ایک موت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہوئی تھی۔

پھر مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کر محمد تو انتقال فرما گئے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ: محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو چکے ہیں کیا اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو ثواب دے گا۔

اس آیت کو سن کر ہر شخص کی آنکھیں کھل گئیں صحابہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یوں لگا کہ آج ہی یہ آیت اتری ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بھی سکتہ طاری ہوگیا، سیدنا علی المرتضیٰ کو چپ سی لگ گئی، حضرت عبداللہ بن زید اتنا روئے کہ روتے روتے ان کی بینائی ختم ہوگئی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرثیہ بڑا پُردرد اور ایمان پرور تھا انہوں نے فرمایا: ہائے میرا آقا چل بسا جس نے غریبی کو امیری پر ترجیح دی، افسوس کہ وہ دین پرور نہ رہا جو گنہگار امت کی فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا، جس نے بڑی استقامت سے نفس کا مقابلہ کیا، جس نے غریبوں اور مسکینوں پر اپنا دروازہ کبھی بند نہیں کیا، ہائے میرا وہ محبوب جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے اور جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا، آج وہ دنیا سے رخصت ہوگیا۔

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے فرمایا: اے انس تم لوگوں کے دلوں نے کس طرح گوارہ کرلیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈال دو اور انہیں اکیلے چھوڑ کر آ جاؤ، حضرت فاطمہ کے اس سوال نے حضرت انس کو بھی تڑپا کے رکھ دیا، ہر ایک غم والم کی تصویر بنا ہوا تھا کیونکہ آج وہ چشمہ ہدایت جس سے ہر اپنا اور پرایا سیراب ہوتا تھا وہ نور مجسم جس کی کرنیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں وہ چھپ گیا، وہ علم کا سمندر، عرفان کا بحرِ بیکراں، لاکھوں، کروڑوں روحانی مریضوں کا مسیحا، بے چین انسانیت کا سکون وقرار، غریبوں کا حامی، کمزوروں کا والی، بیواؤں کا سرپرست رخصت ہوا، یتیموں کا آقا الوداع ہوا، غلاموں کا مولیٰ داغ مفارقت دے گیا۔

ہاں ہاں باغِ عالم کی بہار، نبیوں کا سردار، امت کا غم خوار، فاتحین عرب کا سپہ سالار، لاکھوں دلوں کا قرار، مظلوموں کا دلدار تریسٹھ سال کی مثالی زندگی نہیں بلکہ بے مثال زندگی گزار کر دار فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہوگیا، اور اپنی امت کو گویا اس حالت میں چھوڑ دیا جس طرح بکریوں کا چرواہا سخت سرد رات میں بارش کی حالت میں چھوڑ جائے، غم میں صحابہ کا یہی حال تھا۔ آپ اپنے جان نثار ساتھیوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے خالقِ حقیقی کے پاس تشریف لے گئے اور گویا کہ زمین کا ذرہ ذرہ، طائف کے پہاڑ، مکہ کی وادی مدینہ کی گلیاں، مسجد نبوی کا منبر، کاشانۂ نبوت، اصحاب صفہ کا مبارک چبوترا اور اُحد کا پہاڑ، بدر کا میدان، حرم کی سجدہ گاہیں اور عرب کی سرزمین آپ کے فراق میں بلک بلک کر رو رہی تھیں اور بزبانِ حال کہہ رہی تھیں۔

زمیں کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہر مبین نہیں ہے

پوری جو کر رہے ہیں یہاں حضور کی سنتیں

سکون دل چاہتے ہو تو غور کرو اس کائنات میں
یہ گنگناتی جھیلیں اور ان میں تیرتی ہوئی بطخیں
ستاروں بھرا یہ آسمان چاندنی بکھیرتا چاند
لگتا ہے کہ زمین پر ہی اتر آئی ہیں جنتیں
چاہئے تھا کرتے غور و فکر اس کے کلام میں
پڑھتے ہیں لیکن ہم صرف حاصل کرنے کو برکتیں
بے لوث جو کررہے ہیں صاحبو! اس کا کام
حاصل ہیں اصل میں انہی کو حقیقی مسرتیں
کررہے ہیں جو لوگ یہاں دین کی محنت
حاصل انہی کو ہوں گی وہاں حضور کی شفاعتیں
ہوں گے کچھ چہرے واں مانندِ ماہِ روشن
پوری جو کررہے ہیں یہاں حضور کی سنتیں
کچھ چہرے ایسے بھی ہوں گے مانندِ سیاہ رات
جاری جنہوں نے کی ہوں گی دین میں بدعتیں
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات
پہلے بھی کچھ دانشور کرتے رہے ہیں نصیحتیں

اُمِ فرہاد

مشرق ومغرب:

ایک دن میں نے سورج سے پوچھا کہ تم مشرق سے نکلتے ہوئے بڑی آب وتاب میں ہوتے ہو، تمہاری کرنوں سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خوشی میں تم مسکرا رہے ہو لیکن مغرب میں پہنچتے ہی تمہیں کیا ہوجاتا ہے مُرجھائے ہوئے پھول کی طرح لگتے ہو یا پریشان مسافر کی طرح۔ سورج بولا: مجھے مشرق کی عادتیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔

۱: ماں باپ کا ادب۔ ۲: بڑوں کا احترام۔ ۳: شرم وحیا۔ ۴: پردہ۔

اس لئے میں خوش ہوتا ہوں اور مسکراتا ہوں مگر مغرب کی بے حیائی دیکھ کر ڈوب جاتا ہوں۔ پژمردہ ہوجاتا ہوں۔ میں نے پوچھا تم مغرب کے ممالک میں بھی نکلتے ہو؟ سورج ہنس کر کہنے لگا: غور سے دیکھنا! کئی کئی دن تک میرے چہرے پر دھند کا نقاب ہوتا ہے۔ (بنت تاج اینڈ بنت مشتاق۔ مظفر گڑھ)

میری بھی سنو:

پھول: میری طرح ہر ایک کے دوست بن جاؤ کہ میں دوست کے ہاتھ میں بھی خوشبو چھوڑ جاتا ہوں اور دشمن کے ہاتھ میں بھی خوشبو چھوڑ جاتا ہوں۔

شجر: میں یہ نہیں دیکھتا کہ میری آغوش میں کون ستا رہا ہے بلکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ کوئی رہ تو نہیں گیا۔

سمندر: لوگ مجھ سے خوف کھاتے ہیں مگر یہ بھی تو دیکھو کہ میرے سینے کے اندر کتنے راز چھپے ہوئے ہیں۔

شبنم: میری مدت تھوڑی سی ہے مگر ان لمحوں میں میں ہر کسی پہ محبت نچھاور کرتی ہوں، کیونکہ کسی کو محبت دینا بھی تو عبادت خداوندی ہے۔

بارش: کسی سے نفرت نہ کرو بلکہ میری طرح عادت اپناؤ کہ ہم قطرے متحد ہوکر پیاسی دھرتی کو سیراب کرتے ہیں کھیتوں کو نئی زندگی وشادابی دے جاتے ہیں۔

پت جھڑ: زندگی ایک دن تم سے جدا ہوجائے گی، ہر ذی روح انسان کو ختم ہونا ہے یہ دنیا فانی ہے ایک دن راکھ کا ڈھیر بن جائے گی۔

چاند: جہاں جاؤ، اچھی عادت سے لوگوں کو گرویدہ کرو تاکہ اس اچھی عادت کی پاکیزہ روشنی کی لوگ دوبارہ تمنا کریں۔ (مرسلہ: بنت محمد رمضان۔ کمالیہ)

دل:

اگر دل اداس ہو تو گونجتی شہنائیاں بھی انسان کو متوجہ نہیں کرتیں۔ دل نازک ہو تو پتھروں کی اس دنیا میں جینا بہت مشکل ہوتا ہے۔...... خوش مزاجی سے امن وسلامتی حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کے دل میں خوش مزاجی ہی جگہ پیدا کرتی ہے۔...... دل زیادہ نازک ہی سہی مگر دل میں اتنی استقامت پیدا کرو کہ اگر پتھر سے ٹکرائے تو اسے ریزہ ریزہ کردے۔...... انسان کا سب سے بڑا حوصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل اور زبان کو قابو میں رکھے، اگر زبان کو قابو میں رکھے گا کسی سے گستاخی اور بڑوں کے سامنے زبان دراز نہ ہوگا تو اللہ بھی

اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

کسی کا دل نہ دکھاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آنسو تمہارے لئے سزا بن جائیں اور تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ۔...... کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا بھی عبادت ہے۔ جو کسی کو بھی خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے خوش رکھتے ہیں۔...... غنی وہ ہے جس کا دل اللہ کے سوا ہر چیز سے خالی ہو اور دھیان ہو جو کچھ بھی ہوتا ہے خوشی وغمی وہ سب اللہ کے حکم سے ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(مسز امجد بیگ۔ لاہور)

عقلمند لوگ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقل مند سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور زمینوں اور آسمانوں کے پیدا ہونے پر غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ یہ سب تو نے بے فائدہ پیدا نہیں کیا، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (لائبہ، عائشہ، سعدیہ، اسماء)

اقوالِ زرین:

۱: خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

۲: اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا نہ ہو۔

۳: طاقتور وہ شخص ہے جو غصے کو پی جائے۔

۴: ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔

۵: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کی بددعا شعلے کی طرح آسمان کی طرف جاتی ہے۔

۶: جس نے کسی مریض کی عیادت کی اُس نے رحمت

کشکول

خداوندی کے دریا میں غوطہ لگایا۔

۷: صبح سویرے اٹھا کرو کیونکہ صبح سویرے اٹھنا خیر وبرکت کا باعث ہے۔

۹: شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

۱۰: زبانوں کو شکوہ سے روکو خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

(اخت حافظ مصباح الرحمٰن عاصم)

کھڑے ہوکر پانی پینا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا۔ اگر پانی کھڑے ہوکر پیا جائے تو اس کی وجہ سے معدہ اور جگر کی ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جن کے علاج میں معالجین عاجز آجاتے ہیں۔ کھڑے ہوکر پانی پینے سے پاؤں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے، اگر یہ پاؤں کی ورم شروع ہوجائے تو جسم کے تمام حصوں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے اور کھڑے ہوکر پانی پینے سے استسقاء ہوجاتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر تمہیں پتہ لگ جائے کہ کھڑے ہوکر پانی پینے کا اتنا نقصان ہے تو وہ پانی تم حلق میں انگلی ڈال کر باہر نکال دو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کامیابی کی دلیل ہے۔ (بحوالہ سنت نبوی اور جدید سائنس)۔ (بنت محمد اکبر۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

بچوں کی تربیت کے حوالے سے

والدین کے نام پانچ اہم پیغام

انتظامیہ صفہ اسکول نے گزشتہ دنوں اپنے ہاں زیر تعلیم بچوں کے والدین و سرپرست حضرات سے ایک اہم ملاقات کی جس کا دورانیہ تقریباً دو گھنٹہ رہا۔

اس ملاقات میں طلبہ کی تعلیم و تربیت میں حائل مسائل کے جائزے اور ان کے حل پر گفتگو ہوئی۔ والدین نے اس ملاقات سے حاصل ہونے والے فوائد کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس کی نافعیت کے مدنظر اس کو اخبار میں شائع کرنے کا شدید تقاضا کیا تاکہ اسکا نفع چند طلبہ تک محدود رہنے کی بجائے نفع عام کا باعث ہو جائے۔

گفتگو کا محور پانچ انتہائی اہم امور تھے جو طلبہ کی تعلیم، تربیت، صحت اور شخصیت کی تعمیر سے متعلق ہیں۔ یوں تو ان پانچوں باتوں کا علم ایک عام آدمی کو بھی ہے لیکن اسکو معمولی بات سمجھ کر جو ناقابل تلافی نقصان اٹھایا جا رہا ہے اسکی طرف فوری توجہ اشد ضروری ہے۔ [یہ نقصان دین کا بھی ہے اور دنیا کا بھی اور ایک ذرا سی توجہ سے انقلابی تبدیلی ان شاء اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ کتنے والدین ہیں جنہیں دن رات بچوں کی صحیح تعلیم اور صحیح تربیت کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ اس کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینے کو تیار اور قربانیاں دیتے بھی رہتے ہیں مگر بجز چند کے اکثر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔]

پہلا پیغام "پابندیٔ وقت":

میری طلبہ کے والدین سے گفتگو کچھ اس طرح رہی، میں نے کہا ہمارے اسکول میں ایک دوسری کلاس کا طالب علم جس کی عمر سات آٹھ سال کے قریب ہوگی اسکول کے وقت سے صرف پانچ منٹ دیر سے آیا میں نے اسے اپنے دفتر میں بلایا اور پوچھا دیر کیوں ہوئی بڑی سادگی سے اس نے جواب دیا [صرف پانچ منٹ دیر ہوئی ہے] اس کے بدلے میں "سر" مجھے کھیل کے وقفے میں 15 منٹ دیر سے چھوڑتے ہیں۔

میں نے سوچا طالب علم کی عمر کے لحاظ سے اسے کسی مثال سے وقت کی اہمیت کا احساس دلانا چاہئے چناں چہ میں نے اس سے کہا کہ فرض کرو تم پاکستانی فوج کے ایک بڑے افسر ہو اور تمہیں ایک ایسے مورچے پر کھڑا کیا گیا ہے جہاں سے دشمن کا ایک اہم جہاز ٹھیک ۸ بجے گزرنے والا ہے اور تمہیں ٹھیک ۸ بجے میزائل فائر کرنا ہے اور اگر اس وقت میزائل فائر نہ کیا گیا تو اس جہاز سے پاکستان پر گولہ باری ہوگی۔ اس وقت اگر تم ۵ منٹ دیر سے پہنچے اور بعد کو ۱۵ منٹ زیادہ ڈیوٹی پر رہنے کا ارادہ کیا تو کیا ہوگا۔ طالب علم بات کو سمجھتے ہوئے مسکرایا اور کہنے لگا اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد اس نے کہا "وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے"۔ میرا مقصود حاصل ہو گیا اس ننھے طالب علم کے ذہن میں بات بیٹھ گئی۔

الحمدللہ دوسرے دن سے اس نے وقت پر آنا شروع کر دیا۔

وقت کی پابندی نہ کرنا اور [اسکو معمولی سمجھنا ان ننھے طالب علموں کا نہیں ہمارا قومی مسئلہ ہے۔ اس سے انفرادی نہیں اجتماعی وقار مجروح ہوتا ہے۔] میں نے والدین سے کہا آپ حضرات نے بارہا سنا ہوگا کہ دیر کرنے پر صرف یہ کہہ دینا کافی سمجھا جاتا ہے کہ معاف کرنا مجھے تھوڑی دیر ہو گئی۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ میں نے دیر کر دی۔ اگر ہم سنجیدہ ہیں کہ ہمارے بچے مثالی شخصیتیں بنیں تو ہمیں انہیں آج ہی سے وقت کی اہمیت اور پابندی اوقات کا خوگر بنانا ہوگا۔

ایک بڑی عبرت کی بات ہے کہ میں نے ایک ٹیکسی والے سے کہا مجھے روزانہ دفتر جانے کیلئے ایک مقررہ وقت پر ٹیکسی کی ضرورت ہے اس نے کہا ان شاء اللہ بروقت آؤں گا پھر اس نے دوبارہ تاکیداً کہا "انگریزی وقت" سے آؤں گا۔ اس بات کو سن کر مجھے جو دکھ ہوا اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ دولت ہماری چور چوری کر کے لے گیا اور ہم اس سے اتنے اجنبی ہو گئے کہ خود ہی اسکو چور کی ملکیت سمجھ رہے ہیں۔

[ہم دین و دنیا میں کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی یہ پکا ارادہ کر لیں کہ ہر کام میں وقت کی پابندی کریں گے۔] میں تمام والدین سے درخواست کرتا ہوں کہ چاہے کتنا ہی شاق گزرے آج آپ نے [مصمم ارادہ کر لینا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو وقت کا پابند بنائیں گے۔]

وقت کی پابندی دل و دماغ کی صحت، سکون اور بڑے بڑے کاموں کی تکمیل، خود اعتمادی، سہولت و برکت اپنی اور دوسروں کی راحت رسانی کیلئے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ وقت کی پابندی کیلئے میں نے والدین کو مشورہ دیا کہ آج ہی طالب علم، طالب علم کی والدہ اور والد ساتھ بیٹھ کر تمام تقاضوں کو مدنظر رکھ کر ایک "نظام الاوقات" ترتیب دیں۔ اسکی قطعاً پرواہ نہ کریں کہ دوست احباب مذاق اڑائیں گے۔ مذاق اڑاتے ہیں، اڑانے دیں چند ہی مہینوں میں [جب نتائج سامنے آئیں گے تو آپ خود حیران ہو جائیں گے کہ اتنی سہولت کے ساتھ بچے میں اتنی نمایاں تبدیلی کیسے آ گئی۔]

بقول حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ "اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے ایک دفعہ مزہ چکھ تو لو"

دوسرا پیغام "بچوں کو محبت دیجئے"

جن والدین سے میری بات ہوئی ان میں سے اکثر والدین نے میرے ایک سوال کا جواب نفی میں دیا وہ سوال یہ تھا۔

کیا آپ بحیثیت والد روزانہ ۲۴ گھنٹوں میں سے ۲۰ منٹ یا اس سے زیادہ وقت بچے کی تعلیم و تربیت اسکول کے حالات معلوم کرنے اور بچے کو پیش آنے والے مسائل کے حل وغیرہ پر خرچ کرتے ہیں؟

اکثر حضرات کا جواب تھا بچے کی والدہ یہ سب باتیں خود ہی دیکھ لیتی ہیں۔ میں ان سے پوچھ لیتا ہوں، "مجھے اتنی فرصت نہیں"۔

سربراہ خاندان تو والد ہوتا ہے نہ کہ والدہ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مرد کو دیئے گئے اس شرف کا اعلان قرآن پاک میں (اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ...... الرجال قوامون علی النساء) کی صورت میں فرمایا۔

لعنت زدہ مغرب کی جہاں اور خرابیاں معاشرہ میں آ گئیں وہاں یہ خرابی بھی عام طور پر پھیل گئی کہ صنف نازک پر مردوں نے یہ بوجھ بھی رکھ دیا جس کی وہ نہ تو متحمل ہے نہ اس میں اسکی صلاحیت ہے۔ سربراہ مملکت کی غفلت جیسے ایک سلطنت کو اجاڑ دینے کا سبب بنتی ہے اسی طرح گھر کے سربراہ کی یہ غفلت گھر کے چمن کے ان نوخیز غنچوں کو کھلا دینے کا سبب بنتی ہے۔ پھر جب بچے کی بری عادتیں پختہ اور صلاحیتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں تو لاعلاج سمجھ کر باپ کا ماں کو مورد الزام ٹھہرا کر کف افسوس ملتے رہ جانا بے سود ہو جاتا ہے۔

مصروفیت کے مدنظر میں نے درخواست کی اللہ کیلئے پابندی سے کم از کم ۲۰ منٹ روزانہ خالصتاً بچے کی تعلیم و تربیت کیلئے وقف کر دیں اگر اس سے زیادہ وقت نہ دے سکیں تو کم از کم اتنا تو کر لیں، اس ۲۰ منٹ میں بچے کی نمازوں/ تلاوت قرآن کریم، سونے اور جاگنے کے اوقات/ صحت/ صفائی ستھرائی/ اسکول میں کارگزاری/ ہوم ورک وغیرہ کا سرسری جائزہ کسی قسم کی کمزوری یا قابل توجہ امر کا اہتمام اور انتظام بچے کی ماں کی رہنمائی وغیرہ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ مجھ سے ایک صاحب نے کہا بچے کی والدہ بہت ذمہ دار ہیں اور ہر طرح کی نگہبانی کا اہتمام کرتی ہیں بچہ وقت پر سو جاتا ہے۔ صفائی ستھرائی کا بھی بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ بچہ دس بجے ضرور سو جاتا ہے میں نے بچے کو بلا لیا اور پوچھا کل کتنے بجے سوئے تھے اس نے جواب دیا 11 بجے اور میں نے پوچھا پرسوں کہنے لگا 12 بجے۔ والد صاحب حیران تھے بچے سے پوچھا کیوں جاگ رہے تھے اس نے جواب دیا سب جاگ رہے تھے۔

اب دیکھئے رات ۱۲ بجے تک جاگنے والا بچہ حفظان صحت و طبعی ضرورت کے مدنظر کیا صبح فجر کی نماز میں جاگ جائے گا جبکہ صبح اسے اسکول کیلئے ساڑھے ۶ بجے سے تیاری کرنی پڑتی ہے اور اسکول سے واپسی ساڑھے ۵ بجے شام کو ہوتی ہے۔

یقین کیجئے [طلبہ کی صحیح تعلیم و تربیت میں اسکول کا نظام تعلیم، باصلاحیت و مخلص اساتذہ کی کوشش اور والدین کی مکمل نگرانی ایسے تین اہم امور ہیں کہ اس میں سے ایک بھی کمزور ہو تو بجز چند ایک بچوں کے اکثر کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔]

تو پھر آج ہی سے فیصلہ کر لیں کہ والد یا گھر کے سرپرست اس بات کا اہتمام فرمائیں کہ بلاناغہ روزانہ بچے کے لئے کم از کم دن میں ۲۰ منٹ کا وقت دینا اپنا معمول بنا لیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا اس طرح توجہ دینا تھوڑی سی قربانی کے عوض بچے کیلئے ایک بیش بہا نعمت مہیا کرنے کا سبب بنے گا۔

تیسرا پیغام "بچے کیا کھیل رہے ہیں؟"

ذرا اس سوال کا بھی جواب سنئے۔ سوال یہ تھا کہ کیا آپ

کے بچے کے پاس ویڈیو گیمز ہیں؟ یا آپ کا بچہ کمپیوٹر پر یہ کھیل کھیلتا ہے؟

بعض حضرات نے جواب دیا جی ہاں اس طرح بچہ کمپیوٹر کا استعمال بھی سیکھتا ہے اور مصروف بھی رہتا ہے اور بعض حضرات نے کہا وقت مقررہ میں ہم اپنے بچے کو کمپیوٹر پر کھیلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔

کسی نے کہا ہم نے تو یہ خرید کر نہیں دیا البتہ بچے کی خالہ نے سعودی عرب سے آنے پر اسے یہ تحفہ دیا تھا اس سے کھیل لیتا ہے اور دوسری شرارتوں سے اس طرح بچا رہتا ہے۔

دیکھئے! بظاہر سرسری نظر میں یہ کوئی اتنا اہم معاملہ نظر نہیں آتا لیکن اسکی حقیقت پر ذرا غور فرمائیں بچے کو کھیلتے وقت بغور دیکھیں چند بٹن پر اس کی انگلیاں ہیں اسکرین پر ٹارزن اچھل رہا ہے ایک چور کا تعاقب ہو رہا ہے بچے نے پوری توجہ کو ایک چیز پر مرکوز کر رکھا ہے بٹن دباتا ہے اور وار خالی جاتا ہے چور بال بال بچ جاتا ہے۔ اوہ/ ارے یار اور اسی طرح کے چند جذباتی الفاظ منہ سے نکلتے ہیں۔ اسے اتنا ہوش نہیں کہ ساتھ میں کون کھڑا ہے نماز کا وقت ہوگیا ہے یا اسے پیاس لگ رہی ہے بس ہمہ تن مصروف ہے۔ جیت ہار کا فیصلہ ہونا ہے، ایسے وقت میں ماہرین سے اندازہ لگوائیں تو بچے کے ذہن اور اعصاب پر پڑنے والے بوجھ کو اسکی عمر کے لحاظ سے اس بوجھ کے مساوی قرار دینے پر مجبور ہوں گے جو ایک فوج کے جرنل پر عملی جنگ میں پڑتا ہے۔

اب ذرا پہلے اس کھیل سے حاصل ہونے والے فرضی فائدوں کو دیکھ لیں۔

فائدہ: بچہ مصروف رہتا ہے، والدین کو تنگ نہیں کرتا۔

فائدہ: کمپیوٹر سے مانوس ہوتا ہے اور اس طرح کھیل کھیل میں کمپیوٹر سیکھتا ہے جو آجکل کی تعلیم کا ایک نہایت اہم جز ہے۔

فائدہ: ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے، دوسرے بچوں سے پیچھے نہیں رہتا۔

اگر بالفرض یہ فوائد حاصل ہو بھی جائیں تو اعصاب پر بچے کی قوت تحمل سے زیادہ پڑنے والے بوجھ، آنکھوں پر اثرات، ضائع ہونے والے وقت، در پردہ غیر قوموں کی معاشرت و اخلاق سے انس، بسا اوقات انکی عظمت اور احساس کمتری کا پیدا ہونا فحاشی و دیگر یقینی نقصانات کے مقابلہ میں مذکورہ بالا چند فرضی فائدوں کی کیا حقیقت ہے۔ [دیکھا جا رہا ہے کہ تو دس سال عمر کے بچوں کی بینائی کمزور ہو رہی ہے کسی کو نفسیاتی امراض لاحق ہو رہے ہیں کوئی یہود و نصاریٰ اور ان کی معاشرت کا دلدادہ بن رہا ہے۔]

کیا بچے کو مصروف رکھنے کا یہ طریقہ اسکی مصلحت سے ہے یا اپنی راحت کیلئے ہے؟

کیا بچے کو بعد میں ڈیٹا انٹری آپریٹر بنانا ہے کیونکہ اس کھیل میں سوائے ''کی بورڈ'' کی مہارت (وہ بھی محدود) کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ذہانت میں اضافہ کسی دلیل کے ساتھ نہیں بلکہ محض ایک خیال ہے۔ لہٰذا والدین نے اس مشورہ پر فوراً عمل کرنے کا وعدہ بھی کیا اور اس مشورہ کو جتنا ہو سکے والدین تک پہنچانے کی درخواست بھی اب قارئین پر ہے کہ وہ اس سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

چوتھا پیغام ''بچہ کیا پڑھ رہا ہے؟'':

والدین سے سوال کیا گیا ''کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بچہ کون سی کہانی کی کتابیں کون سے ہفتہ واری رسالہ کون سے ناول اور کون سے اخبار پڑھتا ہے؟''

جواب ظاہر ہے کہ وہ اخبار جو گھر پر آتے ہیں یا وہ رسالہ جو مقرر ہے اس کے علاوہ کا ہمیں کوئی خاطر خواہ یقینی علم نہیں۔ بس بچے کچھ کہانیوں وغیرہ کی کتابیں پڑھ لیتے ہیں اور بس۔

میں نے کہا ذرا بہ نظر غائر اس بات کو دیکھیں اور معلوم کریں کہانی کی کتابوں کو خود پڑھیں رسالوں کو دیکھیں آپ کو حیرت ہوگی بلکہ سخت پشیمانی بھی کہ اب تک آپ کا بچہ کیا پڑھتا رہا؟

پرنسپل صفہ سیویئر اسکول کراچی

بظاہر کارٹون اور کچھ شیر بلی کی کہانیاں اور پہیلیوں اور لطیفوں پر مشتمل کتابیں ہیں اور اس کے پڑھنے میں کوئی حرج بھی نہیں اور پھر وہی مفروضہ فائدے جن کا نمبر تین میں ذکر آچکا ہے۔

لیکن اب حقیقت دیکھئے کسی راجہ کا یا کسی پری کا ذکر ہے۔ پری کی تصویر کسی دشمن اسلام نے ایسی بنائی ہے کہ فحاشی میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ بات بات میں بصورت لطیفہ اسلامی عقائد پر ایسا رکیک حملہ کہ ہمیشہ کے لئے بچے کے سادہ ذہن میں نقش ہو جائے یا ایسا مذاق و استہزاء کہ جس کی وجہ سے ایمان ہی خطرے میں پڑ جائے۔ یا بچہ ہمیشہ کے لئے بزدل ہو جائے۔ طنز و مزاح ایسا کہ اپنے بڑوں کی بڑائی استاذ کی استاذی بھی ایک ہی جملے میں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ ان رسالوں، کہانیوں کی کتابوں کا بچے کے کردار پر ایک مستقل اثر مرتب ہوتا ہے۔ ایک خاص ذہن و انداز فکر پیدا ہوتا ہے پھر وہ لاشعوری طور پر زندگی کے ہر شعبہ میں تاحیات ظاہر ہوتا رہتا ہے سخت نقصان دہ ہونے کے باوجود اسے وہ ہمیشہ نظر تحسین سے دیکھتا ہے۔ بجائے شرمندہ ہونے کے اپنے اس طرح بن جانے پر فخر کرتا ہے۔ کبھی اس کو ''اسمارٹ'' (Smart) ہونے کی دلیل سمجھتا ہے۔ کبھی اسے ''ماڈرن'' Modern اور کبھی ''سوشل'' Social اور کبھی Broad Minded اور کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہہ کر اور سمجھ کر اپنی زندگی دھوکے میں گزار دیتا ہے معاذ اباللہ۔

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ بچوں کو ذہنی تسلی کے لئے کچھ نہ کچھ مواد علاوہ نصابی کتابوں کے مہیا کیا جائے اس کے لئے بحمد اللہ تعالیٰ دردمند علماء کرام نے ایسے اخبار و رسالہ شروع کیے ہیں جن سے یہ ضرورت پوری ہو اور ساتھ ہی بچے کی اخلاقی تعمیر کا ذریعہ بھی بنے اس میں بچے کی نفسیات اور تمام طبعی تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ایسے رسالہ و اخبار مقرر کر دینے سے کئی آفات سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ وقت کے تقاضا کے تحت توقع ہے کہ ان رسالوں و اخبارات کو انگریزی زبان میں بھی شائع کیا جائے۔

[بچہ کو اکثر والدین چھوٹا سمجھ کر اچھا برا جس طرح کا بھی سلوک کرنا چاہیں کر لیتے ہیں] اور اس میں اس کی کسی حق تلفی کا انہیں شبہ بھی نہیں ہوتا۔ یقین کیجئے ۲ ماہ کے بچے کو بھی اپنی عزت نفس، خوشی، غم اور غصہ کا احساس ہوتا ہے۔ تجربہ کر لیں نفرت یا غصہ سے اس کے گال پر ہلکی سی چپت لگائیں اور اس کے برخلاف محبت اور گرم جوشی سے یہی چپت مقابلۃً زیادہ زور سے لگائیں۔ پہلی چپت پر بچہ رونے لگے گا جبکہ دوسری چپت پر باوجود زیادہ تکلیف دہ ہونے کے مسکرائے گا۔ کیوں؟

اسلامی تعلیمات بھی اسکی مقتضی ہیں کہ چھوٹوں کے ساتھ شفقت عفو و درگزر و محبت کا سلوک کیا جائے اور سختی وہیں کی جائے جہاں اور جب اس کی اجازت یا تعلیم ہو اس بارے میں علماء کرام سے رجوع کر کے ہر موقع محل کے بارے میں تفصیلی علم حاصل کرنا والدین پر فرض ہے۔ اس ضمن میں ''بچوں کا اسلام''، ''خواتین کا اسلام'' معیاری رسالے ہیں اور امت مسلمہ کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔

پانچواں پیغام ''حوصلہ افزائی کیجئے؟'':

ماں کسی اہم گفتگو میں مصروف ہے بچہ اسکول سے گھر پہنچا آج اس کو استاذ نے بہتر کارکردگی پر ایک انعام دیا وہ خوشی سے مچل رہا ہے بے چین ہے کہ گھر پہنچوں اور اماں اور ابا کو اپنی اس کامیابی کی خبر سناؤں آتے ہی دوڑ کر اور دور ہی سے اماں اماں کہتا ہوا پہنچا اور فوراً بولنا شروع کر دیا......

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

نشانِ عبرت بنا دیا

بنت عبد الشکور

میں نے ایک انتہائی دولت منداور پُر آسائش گھر میں آنکھ کھولی، اس کے ساتھ ہی اپنے سے کچھ وقت قبل دنیا میں آئی ہوئی ایک عدد بہن کو دیکھا، ہم نے ہر طرح کی آسائش میں زندگی گزاری، ممی ڈیڈی کے لئے ہم دو بہنیں ہی آنکھوں کی ٹھنڈک اور کل اثاثہ تھیں کیونکہ ہم کافی عرصہ بعداور بڑی مرادوں سے ہوئی تھیں۔ مجھ سے بڑی بہن زنیرہ عرف زونی انتہائی درجے کی شرارتی تھی اور مجھ سے کئی گنا ضدی تھی۔ یہ ایک عام بات ہے کہ ایسے بچے بلا کے ذہین ہوتے ہیں اور اُن کے والدین اُنہیں جلد حصول تعلیم میں لگا دیتے ہیں کیونکہ ذہین بچے کے لئے پک کرنا اور کیچ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ سو ممی ڈیڈی بھی چاہتے تھے کہ جلد ہمیں تعلیم میں ڈال دیں تاکہ شرارتوں سے بھی کچھ امن ہو اور یہ ذہانت کسی کام میں لگ جائے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ پہلے زونی پڑھے گی اور تھوڑے عرصے بعد میں بھی اسکول جاؤں گی۔

امی ابو ایک قابل ٹیوٹر کی تلاش میں تھے جبکہ ایک قابل ٹیوٹر جو حقیقت میں تعلیم و تدریس کا فن جانتی ہو، بچے کو رٹنے کے لئے سبق دینے کی بجائے بار بار سمجھانے اور ذہن نشین کروانے والی ہو، ڈھونڈنا آسان کام نہیں۔ آخر خدا خدا کر کے ایک اچھی ٹیوٹر نظر آئیں، خوش قسمتی سے گھر گھر جا کر پڑھاتی تھیں۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں...... امی ابو نے انہیں لگا لیا۔ وہ خوش تھے کہ زونی کو گھر کے ایئر کنڈیشنر کمرے میں بیٹھ کر ایک ٹیوٹر مل گئی اور زونی آنے جانے کی مشکل سے بچ گئی۔ شاہین ٹیچر باقاعدہ آنے لگیں، کچھ دنوں میں انکشاف ہو چکا تھا کہ شاہین ٹیچر میں ایک خامی ہے، وہ خامی یہ تھی کہ وہ بہت باتونی تھیں گھنٹوں ممی کے ساتھ بیٹھی باتیں کرتی رہتیں اور ممی جھنجھلاتی رہتیں، آخر جب ممی کی برداشت جواب دینے لگی تو انہوں نے ایک ترکیب نکال لی۔ ٹیچر آتیں تو ممی سلام دعا اور خیر خیریت کے بعد کام کا بہانہ کر کے اٹھ جاتیں اور پھر پلٹ کے ہرگز نہ آتیں۔ شاہین ٹیچر انتظار کرتے کرتے خود ہی زونی کو پڑھانے بیٹھ جاتیں۔

شاہین ٹیچر کے جانے کے بعد زونی سبق کی طرح ان کی سب باتیں دہراتی۔ وہ کبھی کسی کو کوئی فضول بات یا قصہ سناتی اور کبھی کچھ نہ ملتا تو اپنے گھر کی باتیں...... باتیں بھی خاص نہیں عام...... بس اُنہیں بولنے کی عادت تھی...... اس کے بغیر اُن کا گزارہ نہ تھا، ہمارے لئے صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کبھی ممی پڑھانے کے دوران کمرے میں جھانکتیں یا کان لگاتیں تو وہ کوئی نہ کوئی قصہ سناتی سنائی دیتیں اور زونی......؟ زونی مزے سے باتیں، قصے، کہانیاں سنتی رہتی۔ ویسے پڑھائی بھی ہوتی...... وہ پڑھاتی بہت اچھا تھیں لیکن باتوں کے بغیر نہیں۔ ہم اُن کی کہانیوں اور قصوں سے بہت متاثر ہوتی تھیں۔ اُن کے بعد زونی سب قصے دہراتی اور میں لطف اندوز ہوتی رہتی۔

ایک دن شاہین ٹیچر پڑھانے آئیں...... ہم نے دیکھا وہ بہت خوش تھیں، ہمیں پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی، خود ہی انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے کالج کی اسٹوڈنٹس کو لے کر ٹور پر جا رہی ہیں...... مزید یہ کہ جہاں جہاں وہ لوگ جائیں گے اُس میں کراچی اور کراچی کا کلفٹن سرفہرست ہے۔ وہ چٹخارے لے لے کر بتا رہی تھیں کہ سامانِ تفریح مہیا کرنے میں اساتذہ طالبات کی معاون ہیں، گانا بجانا، تصویریں اتارنا غرض سب ہو گا اور یادگار تفریح بنے گی۔

وہ اپنی رام کہانی ہمارے معصوم اور صاف سلیٹوں کی مانند ذہنوں میں اتار کر جا چکی تھیں۔ ایک دو دن بعد وہ ہمیں متجسس سا چھوڑ کر امی سے کچھ چھٹیاں لے کر ٹور پر جا چکی تھیں۔ جتنے دن شاہین ٹیچر ٹور ویک پر رہیں...... ہم بے قراری کے ساتھ اُن کی واپسی انتظار کرنے لگیں۔ ذہن ایک سوئی پہ اٹکا رہتا تھا ''شاہین ٹیچر سیر تفریح کر رہی ہوں گی، گھوم پھر رہی ہوں گی...... شاہین ٹیچر کے قصے کہانیاں ہوں گی اور سمندر کے مزے ہوں گے...... آہا!!'' آخر میں ایک امید بند جاتی کہ اُن کی واپسی پر ہم ٹور کے مزے دار قصے سنیں گی۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور شاہین ٹیچر واپس آ گئیں۔ ہم اس وقت بڑی حیران ہوئیں جب وہ کھلے کھلے چہرے کی بجائے بجھے ہوئے چہرے کے ساتھ آئیں انہیں خاموش خاموش اور اداس دیکھ کر ہم حیران پریشان ہو گئیں۔ ہماری آنکھیں اک دوجی سے کہہ رہیں تھیں ''کیا یہ وہی شاہین ٹیچر ہیں جن کی زبان روکے نہ رکتی تھی...... ٹور پر تو بہت پلاننگ بناتی ہوئی خوش خوش گئی تھیں...... لیکن یہ چہرہ تو کچھ اور بتا رہا ہے؟'' ذہن میں گھنٹیاں بجنے لگیں کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ ہمیشہ بولنے والی ٹیچر کو خاموش سا دیکھ کر ہم بھی خاموش رہ گئے تھے...... ابھی کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ...... اپنی ازلی فطرت سے مجبور ہو کر انہوں نے قفل سکوت توڑ دیا۔

یہ ایک عبرتناک قصہ تھا...... جو ٹیچر لوگوں کی کہانیاں سنایا کرتی تھیں...... وہ آج اپنے ساتھ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیش آنے والی کہانی سنا رہی تھیں...... وہ کہہ رہی تھیں:

''ہم لوگ ہنستے کھلکھلاتے ٹولے کو لے کر روانہ ہوئے...... سارا سفر خوشی سے گزرا۔ ہم کراچی گئے، کئی جگہوں پر گھومنے کے بعد اپنی طے کردہ جگہ کلفٹن کی طرف روانہ ہوئے۔ طالبات بہت خوش تھیں۔ آخر ہم کلفٹن پہنچے تو سی سائڈ دیکھ کر لڑکیاں مچل گئیں۔ تب ہم آہستہ آہستہ پانی میں اتریں لڑکیاں آگے آگے جا رہی تھیں۔ تب ہی ایک طالبہ اپنی فیورٹ ٹیچر کی طرف بڑھی، وہ اُن سے ریکویسٹ کر رہی تھی کہ پانی میں آ کر تصویر کھنچوائیں۔ کیونکہ سب ہی اپنی اپنی تصویریں بنوا رہی تھیں، وہ ٹیچر بھی پانی میں پہنچ گئیں، طالبہ نے گہرے پانی میں آگے کو لے جا کر انہیں بٹھا دیا۔ یوں جیسے پانی نے اُن کو سمویا ہوا ہو۔ ابھی طالبہ تصویر کھینچنے بھی نہ پائی تھی اور وہ کیمرہ ریڈی کر رہی تھی...... دوسری طرف ٹیچر پوز دے رہی تھیں کہ اچانک...... ہاں اچانک...... آناً فاناً...... نظروں نے وہ دیکھا کہ سب اپنی جگہ سکتے میں رہ گئے۔ ہم اپنی نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ...... ایک خوفناک لہر ٹیچر کو اپنی آغوش میں لے چکی ہے۔'' اس سے آگے شاہین ٹیچر کچھ نہ کہہ سکیں...... اُن کا گلا رندھ گیا، زونی بھاگ کر گئی اور ایک گلاس پانی لے آئی۔ دو تین گھونٹ پانی پینے کے بعد شاہین ٹیچر گویا ہوئیں:

''ہاں...... ہم نے ٹیچر کو ایک انتہائی زور آور لہر کے شکنجے میں بڑی بے بسی سے کسمساتے ہوئے دیکھا۔ ہمارے ذہن ماؤف ہو چکے تھے، کربناک اور خوفزدہ چیخوں نے سب لوگوں کو چونکا دیا...... جب سب اُن کی طرف دوڑے کہ انہیں پکڑا جا سکے لیکن...... کوئی کچھ نہ کر سکا، لہر اپنی بانہوں میں ٹیچر کو سمیٹ کر جا چکی تھی۔ دور کہیں وہ ابھرتیں بھی تو کس میں ہمت تھی کہ آگے جا کر گہرے سمندر سے الجھے...... اور وہ سمندر میں کہیں کھو گئیں، ہماری آنکھوں کے سامنے لہر انہیں نگل گئی تھی۔ سب اپنی جگہ ہاتھ مل رہے تھے۔ ہم ایک نائیس ٹیچر سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے، اس کے بعد کیسا ٹور اور کیسا انجوائے...... ہم اپنے ادھورے قافلے کے ساتھ روتے چہرے لئے واپس آ گئے۔

یہ عبرتناک واقعہ سن کر زونی اور میں جھرجھری لے کر رہ گئیں۔ اس واقعہ کو پانچ سال سے زیادہ ہو چلے ہیں، میں اس واقعے کو بھولی نہیں، اب سوچتی ہوں خدا نے ٹیچر کو نشانِ عبرت بنا دیا جو گناہ کی پیشکش اور ریکویسٹ کو قبول کر کے غیر محسوس طور پر خدا کی غیرت کو للکارنے کی غلطی کر بیٹھیں اور اُنہیں معلوم نہ تھا کہ وہ نشانِ عبرت بن سکتی ہیں۔

خدا نے عورت کو اس لئے نہیں بنایا کہ وہ سی سائیڈز اور پارکس یا شاپنگ سینٹرز کی زینت بنے، لفظ ''عورت'' کے معنی چھپے ہوئے کے ہیں تو جس ذات کو اس طرح مستور بنایا اسے اس کا غیور خالق کیسے عیاں دیکھ سکتا ہے؟ قادرِ مطلق نے دوسروں کی عبرت کے لئے دکھا دیا کہ عورت گھر کی چاردیواری کو ٹھکرا کر میری غیرت کو للکارنے چلی تو...... یاد رکھنا میں بہت حیا والا ہوں...... میں نے اُسے سمندر کی لہروں میں چھپا دیا...... عبرت اور ایک سبق بنا دیا تاکہ دوسرے عبرت پکڑ لیں...... کاش!! اے کاش!!! ہم مسلمان عبرت پکڑنے والے ہوتے۔

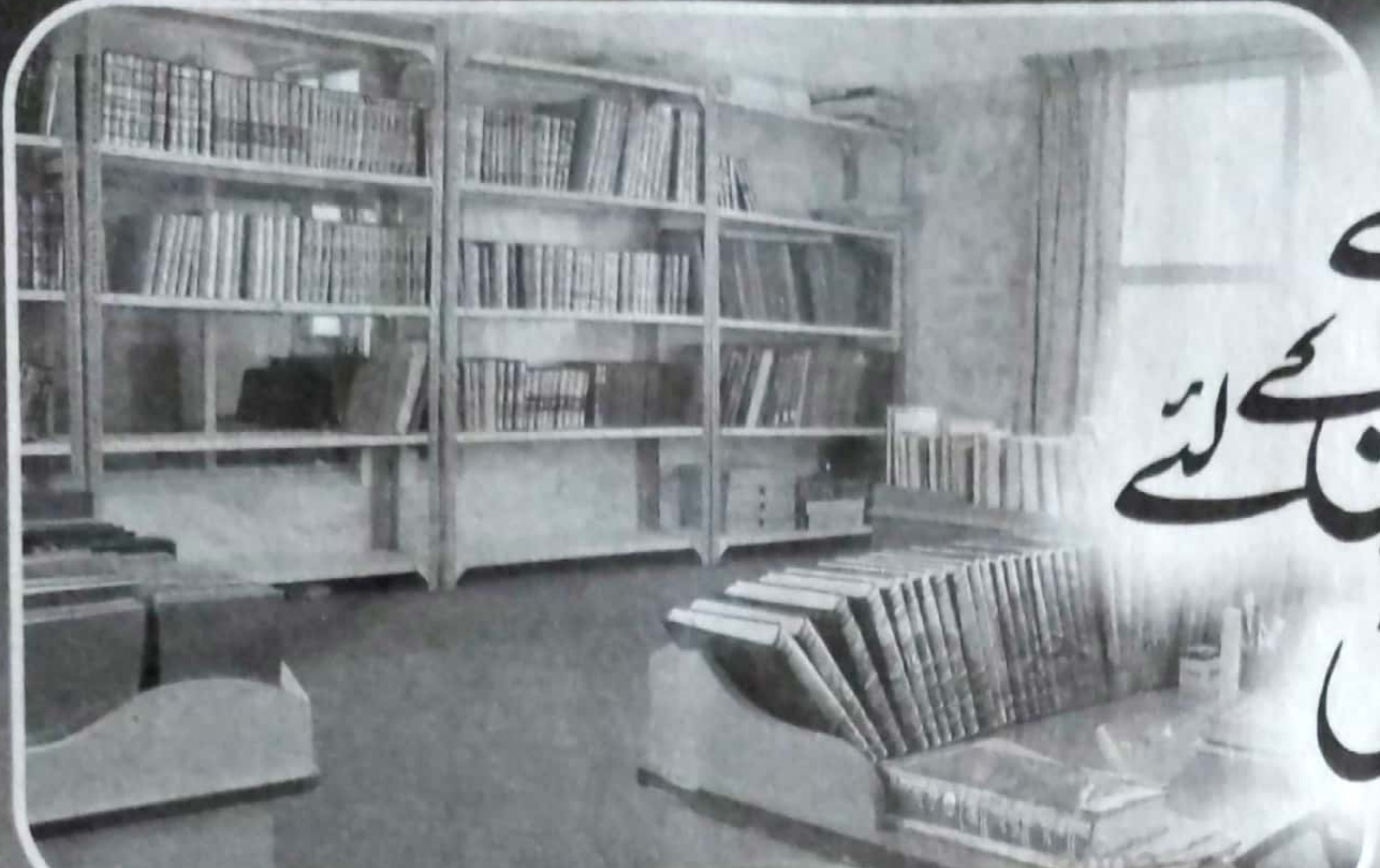

ہم نے صرف دین کے لئے ہجرت کی

شوہر کو پوسٹ گریجویشن کورس جامعۃ الرشید میں داخلہ نہ ملنے پر بیوی کا درد بھرا خط

محترم جناب قاری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضربِ مومن میں ''داعیانِ حق کی تلاش'' پڑھا، پڑھ کر دل چاہ رہا تھا کہ اپنے ملک کے تمام نوجوانوں کو چار سالہ پوسٹ گریجویشن میں داخلہ دلوادوں۔ مولانا صاحب نے ماڈرن مفسرین کا تذکرہ کیا ہے ان کے اثرات سے میں خوب واقف ہوں کیونکہ میری دو بہنوں، کزن اور ایک نند نے الہدیٰ انٹرنیشنل سے ایک سالہ کورس کیا تھا۔ نائن الیون کے حادثے کے بعد ضربِ مومن کے مستقل مطالعے نے میری آنکھیں کھول دیں، ایک میرے دل میں جذبۂ جہاد پیدا ہوا اور دوسرا میں یہ سوچنے لگی کہ مغربی ممالک الہدیٰ جیسے اداروں کے دشمن کیوں نہیں؟ اس دوران میں نے اپنی ساس اور چھوٹی نند کے ساتھ مل کر اپنے شوہر کو علومِ دینیہ کے حصول کے لئے تیار کرنا شروع کیا۔ میرے شوہر کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذہانت اور صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ مگر ان کو ماحول اور دوست ایسے ملے کہ وہ کرکٹ کھیلتے اور پارٹیز میں شرکت کرکے اپنا وقت اور پیسہ ضائع کرتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے والد سے کراچی جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ اپنے بیوی بچوں کا معاشی خرچہ بھی خود اٹھانا ہوگا۔ بس اللہ پاک کو ہماری بھلائی منظور تھی جو ہمیں اوکاڑہ سے کراچی لے آئے۔ دوسرے دن ہی ماموں نے میرے شوہر کو خاموش کالونی کے مدرسے ''فاروق الاسلامیہ'' میں داخل کروادیا۔ ماشاء اللہ سے دو سالوں کے دوران اپنے مدرسے میں اول آئے ثانیہ کے وفاق المدارس کے امتحان میں شدید بخار میں بغیر پڑھے ایک ساتھی کے سہارے جاکر امتحان دئے تھے پھر بھی ماشاء اللہ سے **501** نمبر لے کر ممتاز آئے۔ میرے شوہر نے ثالثہ یعنی تیسرے سال میں مدرسہ میں باقاعدہ داخلہ لینے کی بجائے ایک مدرسے میں نگران کے فرائض سنبھال لئے ہیں جبکہ ثالثہ کے اسباق عشاء کے بعد مدرسے کے ایک استاد صاحب سے پڑھنے شروع کئے ہیں اور اپنے مدرسے بھی دوپہر میں کچھ اسباق کی سماعت کے لئے چلے جاتے ہیں۔

ہمارے معاشی حالات تو بہت اچھے ہوگئے ہیں مگر ہم جس مقصد کے لئے کراچی آئے ہیں یعنی باعمل عالمِ دین بننا (صحیح علومِ دینیہ کا حصول) میرے خیال میں پڑھائی کا صحیح حق ادا نہیں ہو رہا۔

کیونکہ دن بھر کا تھکا ہوا انسان جب رات کو پڑھنے بیٹھے گا تو کیا سیکھے گا۔ حالانکہ میرے شوہر الحمد للہ بات کو بہت جلد سمجھ لیتے ہیں اور حافظہ بھی اچھا ہے اسی لئے یاد کرلیتے ہیں۔ میں شوال کے مہینے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہی تھی کہ اے اللہ میرے شوہر کے لئے علم وعمل کا راستہ آسان فرمادے، کوئی ایسا ذریعہ عطا فرمادے کہ وہ دنیاوی پریشانیوں سے بے فکر ہوکر علومِ دینیہ حاصل کریں، اب جب میں نے چار سالہ پوسٹ گریجویٹ کورس کا اشتہار دیکھا اس کے مقاصد پڑھے تو دل نے کہا کہ یہ ضرور کرنا چاہئے۔ میں نے اپنے شوہر کو داخلہ لینے کو کہا تو انہوں نے کہا کہ میرے میں اتنی صلاحیتیں نہیں ہیں میں ان شرائط پر پورا نہیں اترتا۔ مگر ایک ہفتے کے اندر اندر میرے شوہر کے بہت سے دوستوں اور ملنے والوں نے ان کی صلاحیتوں اور اچھی انگریزی ہونے کی وجہ سے انہیں اس کورس میں داخلے کا مشورہ دیا۔ لیکن وہ نہ مانے کہ میں اتنا قابل نہیں۔ پھر جمعہ کو جامعۃ الرشید میں پڑھنے والا ایک ساتھی پراسپیکٹس گھر لے کر آیا اور اس نے کافی امید دلائی کہ ان شاء اللہ آپ کا داخلہ ہوجائے گا آپ درخواست تو جمع کروائیں، اس کے بعد میرے شوہر نے درخواست جمع کروائی، بہت شوق اور امید کے ساتھ درخواست جمع کروائی تھی مگر آج **24/2/2004** صبح جب میں نے اپنے شوہر کو دکھی دل مگر مسکراتے چہرے کے ساتھ یہ بتاتے ہوئے سنا کہ جائزے کے لئے منتخب کئے جانے والے امیدواروں میں میرا نام نہیں آیا تو مجھے احساس ہوا کہ میرے شوہر درخواست کیوں جمع نہیں کروا رہے تھے۔

ان کی دلی کیفیت دیکھتے ہوئے مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ کاش (حالانکہ کاش نہیں بولنا چاہئے) میں انہیں درخواست جمع کروانے پر مجبور نہ کرتی تو آج ان کو یہ صدمہ تو نہ ملتا۔ مجھے آپ سے درخواست کرنی ہے کہ میرے شوہر کی طرح اور بھی نجانے کتنے افراد کو اسی طرح دکھ اور صدمہ ہوا ہوگا۔ آپ صرف امتحانی نمبروں کی بنیاد پر انتخاب نہ کریں۔ ہمارا تعلق کچھ اس قسم کے لوگوں میں رہا ہے جہاں تھوڑے سے دیندار شخص کو دیکھ کر مدرسہ کھول کر ان کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ پہلے ڈاکٹر فرحت ہاشمی نے مجھے مردان یا کوئٹہ میں مدرسہ چلانے کی پیشکش کی تھی جو میرے شوہر نے ٹھکرادی تھی کہ جب تک ہمیں خود علم نہیں ہم کیسے مدرسہ چلا سکتے ہیں۔ اب میری ایک کزن بار بار اپنے شہر میں مدرسہ کھولنے کے لئے بلارہی ہے۔ مگر اندھے دوسروں کو راستہ کیسے دکھا سکتے ہیں، اس لئے میں چاہتی ہوں کہ میرے شوہر جلد از جلد صحیح علومِ دینیہ سیکھ کر سب سے پہلے تو مجھے اور اپنے بچوں کو اور پھر پوری امتِ مسلمہ بلکہ غیر مسلموں کو بھی صحیح راہ دکھائیں۔ آمین۔

میں ایک اقراء اسکول میں پڑھاتی ہوں، میری بھی انگریزی کافی بہتر ہے، میں چونکہ شروع سے ہی اسلام آباد میں رہی ہوں میں نے **M.A** کیا ہوا ہے، ہمارے کالج میں اکثر غیر مسلم لڑکیاں پڑھتی تھیں، الھدیٰ میں بھی کبھی چائنیز لڑکیوں سے ملاقات ہوجاتی تھی ان کو اسلام کے بارے میں بتانے کے لئے ہم انگریزی زبان استعمال کرتے تھے۔ مگر اسلام کا صحیح تصور ہمیں خود بھی معلوم نہ تھا۔

آپ ہمیں مشورہ ضرور دیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اگر میرے شوہر کو اس چار سالہ کورس میں داخلہ نہ بھی ملے تو ایسے طلبہ کے لئے ہر سال دو تین ماہ کے شارٹ کورسز منعقد کئے جانے چاہئیں جوان کو صحیح رہنمائی دے سکیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

زبان ہکلاتی ہے:

میری ایک چھوٹی بہن ہے جس کا نام ثناء خالد ہے۔ وہ نہم کلاس میں پڑھتی ہے۔ اس کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بولتے وقت ہکلاتی ہے۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ثناء کو تقریباً تین سال کی عمر میں خسرہ ہوا تھا اور امی کہتی ہیں کہ یہ ہکلانا اس خسرہ کی وجہ سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ثناء کو حفاظتی ٹیکے بھی نہیں لگوائے تھے۔ بس یہی دو وجوہات ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ آپ زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! میں پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کوئی دواء یا مشورہ ضرور دیں گی تاکہ میری بہن دوبارہ سے روانی سے بولنا شروع کردے۔ (عمار خالد، جام پور ضلع راجن پور)

☆ آپ نے جو دو وجوہ لکھی ہیں عموماً یہی ہوتی ہیں بہرحال ان شاء اللہ اب بھی ٹھیک ہوسکتی ہیں مگر تھوڑا وقت لگے گا۔ دوا کے استعمال میں مستقل مزاجی رکھئے اس کو کافی عرصہ تک دیتے ہیں۔ **STRAMONIUM-CM** (اسٹرامونیم) ہفتے میں ایک خوراک 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں اس کے علاوہ دوا **ARGENTUM NIT. 30** (آرجنٹم نائٹریکم) کو روزانہ 2 مرتبہ صبح شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر دیں ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔

قد چھوٹا ہے:

ہم خواتین کا اسلام کی قاریہ ہیں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں آج سے تقریباً نو سال پہلے آگ سے جل گئی تھی جس سے میرے چہرے پر تقریباً ہاتھ کے برابر داغ ہے جو بہت بدنما لگتا ہے۔ باجی آپ مجھے اس کا حل ضرور بتائیے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میری عمر 18 سال ہے اور میرا قد چھوٹا ہے اگر ہوسکے تو اس کا کوئی حل بتائیں۔ (بنت محمد عمر شیخ شادن لنڈ ڈیرہ غازی خان) میری عمر 18 سال ہے میرا قد پانچ فٹ میں ایک انچ کم ہے۔ میں چاہتی ہوں میرے قد میں 3 انچ کا اضافہ ہوجائے۔ (ہمشیرہ سرفراز) میں کیم اپریل کو چودہ سال کی ہوجاؤں گی میری چھوٹی بہن جس کی عمر 13 سال ہونے والی اس کا قد لمبا ہے جبکہ میرا قد چھوٹا ہے میری چھوٹی بہن مجھ سے بڑی لگتی ہے کیا میرا قد بڑا ہوسکتا ہے؟ (حافظہ سعدیہ، گوجرانوالہ)

☆ قد کے سلسلے میں میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ قد بڑھنے یا چھوٹا ہونے میں عموماً موروثی وجوہ ہوتی ہیں۔ ہارمون کی خرابی بھی سبب ہوتی ہے۔ کم عمری میں اگر دوا لے لی جائے تو قد جلد بڑھ جاتا ہے بہرحال دوا **TUBERCOL LINUM 200- THUJA 200** اور **BARYTA CARB 200** لیں اور اس کو اس ترتیب سے کھائیں کہ ہفتے میں ایک دفعہ ایک دوا لیں پھر اگلے ہفتے دوسری، پھر ایک ہفتے بعد تیسری خوراک لیں۔ (بنتِ محمد عمر شیخ صاحبہ آپ کے داغ کے لئے دوا **APIS Ø** کے 20 قطرے ایک اونس پیٹرولیم جیلی میں اچھی طرح ملا کر مرہم کی طرح بنالیں اور دن میں کئی مرتبہ لگایا کریں ورنہ آپ کے لئے ممکن ہو تو پلاسٹک سرجری سے بھی صاف ہوسکتا ہے، اب یہ علاج بہت مہنگا نہیں ہے اور بعد میں کوئی سائڈ افیکٹ بھی نہیں ہوتے۔

بریسٹ پرابلم:

میری عمر 25 سال ہے، میری چھاتی بہت بڑی ہے، میں غیر شادی شدہ ہوں۔ (بنت عبدالخالق لالہ موسی) میری چھاتی بڑی اور ڈھلکی ہوئی ہے شادی شدہ ہوں لیکن اولاد نہیں ہے۔ کیا حمل کے دوران یہ دوائی لی جاسکتی ہے؟ (اہلیہ حافظ عبدالقیوم حضرو اٹک)

☆ آپ دونوں ہی دوا **CONIUM IM** کی ایک خوراک ہفتے میں ایک مرتبہ لے لیا کریں یعنی 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر نہار منہ لے لیا کریں۔ دورانِ حمل اس دوا کو استعمال نہیں کرسکتے۔

سر کے بال بالکل نہیں ہیں:

ڈاکٹر صاحبہ عرض یہ ہے کہ میری عمر 18 سال ہے اور بچپن سے اب تک میرے سر پر بال نہیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قدرتی طور پر ایسا ہی ہے۔ کبھی کبھار ایک دو یا چند بال آجاتے ہیں مگر مسام کی جگہ پر پھر میں ان کو کاٹ دیتی ہوں، یہ سوچ کر یہ چند بال کیا عجیب ہیں بہرحال بہت علاج کیے ہیں مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ براہ مہربانی اس مسئلے کو حل کریں۔ (بنت س، ملتان)

☆ بی بی آپ کا مسئلہ پڑھا۔ یہ تو آپ کے لئے بڑی پریشان کن بات ہے۔ آپ نے ابھی تک کچھ استعمال کیا یا نہیں اس کی وضاحت نہیں کی ہے، اس کے علاوہ ہارمون کا ٹیسٹ بھی کروایا ہے یا نہیں؟

ایک پرانا حکیمی نسخہ ہے، اس کو استعمال کر کے بتائیے گا، ایک زندہ جونک (جو زمین میں کیڑا ہوتا ہے) لیں اور 4 تولہ تل کا تیل لیں، اب تیل کو پکائیں کہ خوب جوش آجائے اس وقت جونک کو مار کر فوراً تیل میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ جونک جل جائے پھر جونک کو فوراً اسی تیل میں رگڑ لیں اور جس جگہ بال نہ ہوں وہاں لگائیں ان شاء اللہ بال آجائیں گے۔ زندہ جونک نہ جلائیں سخت گناہ ہے، اسی لئے فوراً مار کر ڈالنا ہے۔ نوٹ اس نسخہ کو کوئی اور بہن بغیر پوچھے نہ آزمائے۔

گھٹنوں اور جسم میں درد:

میری عمر تقریباً 28 سال ہے مجھے لیکوریا کا پرانا مرض ہے۔ ہر طرح کا ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک علاج کروایا مگر وقتی افاقہ ہوتا ہے۔ جسم میں اور پٹھوں میں بہت کمزوری ہوگئی ہے۔ کمزوری کی وجہ سے گردن کے پٹھے اکڑ گئے ہیں، ماہواری ٹھیک ہے لیکن پیٹ پھول گیا ہے، ہاتھ پاؤں بہت سن ہوتے ہیں، ٹانگوں اور کمر میں بہت درد ہوتا ہے، پردہ کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس جانا بھی بہت مشکل لگتا ہے۔ میری والدہ کو خون میں یورک ایسڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے گھٹنوں میں بہت تکلیف ہے، ان کو موٹاپا بھی ہے۔ جس کی وجہ سے چلنے پھرنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے، اگر چلیں پھریں تو بخار ہوجاتا ہے۔ دوائی کی مدت استعمال بھی بتائیں۔ (بنتِ یوسف۔ شیخوپورہ)

☆ محترمہ بنت یوسف صاحبہ! آپ نے کبھی اپنا یورین ٹیسٹ کروایا ہے۔ یورین کا **D/R** کروالیں۔ لیکوریا کے لئے **Sepia200** لے لیں۔ 4-4 قطرے دن میں 2 مرتبہ ایک چمچہ پانی میں۔ ان شاء اللہ پیٹ بھی کم ہوجائے گا۔ پڑھائی کے ساتھ وقت نکال کر جھاڑو یا پونچھا کرلیا کریں، پیٹ کے لئے اچھی ورزش ہوتی ہے والدہ کے لئے دوا **Nat. Phos 6x** چار چار گولیاں دن میں چار بار استعمال کریں۔ گائے کے گوشت سے بالکل پرہیز کریں۔

ضروری گزارش

- بہت سی خواتین اپنے خط کے ہمراہ جوابی لفافہ بھیج دیتی ہیں ایسا ہرگز نہ کریں۔
- خواتین اپنے مرد حضرات کے مسائل نہ لکھیں، مرد حضرات بھی خط نہ لکھیں، انہیں مرد ڈاکٹروں سے رجوع کرنا چاہئے۔
- بعض خواتین خط کے ساتھ پیسے بھی بھیج دیتی ہیں ایسا بالکل نہ کیا کریں۔ وہوا تحصیل تونسہ سے ایک خاتون رقیہ تبسم نے خط کے ساتھ پیسے بھی بھیجے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ کوئی با اعتماد پتہ لکھ بھیجیں تاکہ انہیں پیسے واپس بھجوائے جاسکیں۔

کھٹی میٹھی چٹنیوں کے ذائقے

ہر موسم کے اپنے کھانے ہوتے ہیں سردیوں کے علیحدہ گرمیوں کے علیحدہ اور ان کا ذائقہ بھی اسی موسم میں بہترین لگتا ہے۔ جیسے سردیوں میں گرما گرم پکوان اچھے لگتے ہیں اسی طرح گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈے میٹھے اور کھٹے میٹھے پکوان بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ چٹنیاں جن کا ذہن میں نام آتے ہی زبان چٹخارے لینے لگتی ہے۔ گرمیوں میں خاص طور پر بنائی جاتی ہیں۔ اس دفعہ میں آپ کے لئے چٹنیوں کا تحفہ لے کر حاضر ہوئی ہوں آپ بنایئے گا اور بتایئے گا کہ کیسی بنی ہیں۔

املی کی تل والی چٹنی:

اجزاء: املی آدھی چھٹانک، لہسن چار جوے، ہری مرچ دو عدد، پودینے کے پتے ایک چمچ، تل ایک چھٹانک، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: املی کو تھوڑے سے پانی میں بھگو دیں، تل صاف کر کے ہلکے براؤں بھون لیں۔ املی کی گٹھلیاں نکال دیں۔ اب املی، تل، ہری مرچ، پودینہ اور نمک ملا کر اچھی طرح پیس لیں، پیستے ہوئے املی کا تھوڑا تھوڑا پانی بھی ڈالتے جائیں، جب ساری چیزیں یکجان ہو جائیں تو پیالی میں نکال لیں۔ چٹ پٹے کبابوں سموسوں اور پکوڑوں کے ساتھ بہت لطف دے گی۔

پودینے اور ٹماٹر کی چٹنی:

اجزاء: پودینہ ایک گٹھی۔ ٹماٹر سرخ دو عدد۔ سرخ مرچ ثابت دس عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: پودینے کے پتے ڈنڈیوں سے علیحدہ کر کے دھو لیں، ٹماٹر بھی دھو کر باریک کاٹ لیں۔ پودینہ اور ٹماٹر

اخت اقبال

اچھی طرح پیس لیں، جب آدھے پس جائیں تو سرخ مرچ بھی ساتھ ملا کر پیس لیں۔ جب باریک ہونے کے قریب ہو تو نمک بھی ڈال دیں۔ اچھی طرح باریک پیس کر یک جان کر لیں اور چٹ پٹے کھانوں کے ساتھ پیش کریں۔

کچے آموں کی چٹنی:

اجزاء: کچے آم دو عدد۔ پیاز ایک عدد چھوٹا۔ لہسن چار جوے۔ پودینہ چند پتے۔ نمک حسب ذائقہ۔ سرخ مرچ حسب ذائقہ۔ چینی ڈیڑھ چمچ۔ زیرہ سفید آدھا چمچ۔

ترکیب: آم چھیل کر دھو لیں، گٹھلی نکال کر گودے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ سب سے پہلے آم پیس لیں۔ اس میں نمک، مرچ، پیاز اور لہسن بھی شامل کر لیں۔ جب باریک ہو جائے تو زیرہ، پودینہ اور چینی ڈال کر پھر پیس لیں اور اچھی طرح یک جان کر لیں۔ جب ساری چیزیں ایک سی ہو جائیں تو پیالی میں نکال لیں اور مزے مزے سے استعمال کریں۔

ادرک کی چٹنی:

اجزاء: ادرک آدھا چھٹانک۔ لہسن آدھی پوتھی۔ کچا آم ایک عدد درمیانہ۔ ہری مرچ چار عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔ چینی حسب ذائقہ۔ سوکھا دھنیا ثابت ایک چمچ۔ زیرہ سفید آدھا چمچ۔ سرکہ دو چائے کے چمچ۔

ترکیب: ادرک، لہسن اور کچا آم چھیل لیں۔ ادرک اور آم کے چھوٹے چھوٹے پیس کر لیں۔ آم کی گٹھلی نکال دیں۔ کٹے ہوئے ادرک، آم اور لہسن میں نمک ڈال کر باریک پیس لیں، جب بالکل یک جان ہو جائیں تو سوکھا دھنیا اور زیرہ ڈال کر تھوڑا سا پیس لیں، اب اسے پیالی میں ڈال کر سرکہ ڈال لیں اور اچھی طرح مکس کر لیں۔ یہ چٹنی دال چاول، پکوڑوں اور مولی کے پراٹھوں کے ساتھ بہت مزہ دے گی۔

لیموں کی چٹنی:

اجزاء: کاغذی لیموں ایک کلو۔ ادرک ایک چھٹانک۔ چینی تین پاؤ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سرخ مرچ چائے کا ایک چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے لیموں دھو کر صاف کر لیں، لیموں کاٹ کر ان کا عرق نکال لیں۔ چاقو کی نوک سے چھلکے میں سے گودا نکال لیں، چھلکے لچھے دار کاٹ کر رکھ لیں۔ ایک پتیلی میں چھلکے ڈال کر اس میں تھوڑا سا پانی اور تھوڑا سا نمک ڈال دیں۔ اب انہیں پکنے دیں، خوب پکائیں یہاں تک کہ گل جائیں، چھلکے گل جائیں تو انہیں چھلنی میں ڈال دیں تاکہ پانی نچڑ جائے اور چھلکے خشک ہو جائیں۔ ایک پتیلی میں چینی کا شیرہ تیار کریں جب ایک تار کا شیرہ بن جائے تو اس میں لیموں کا رس چھلکے اور گودا ملا دیں تھوڑا سا نمک اور مرچ بھی ڈال دیں، ادرک بھی باریک باریک کاٹ کر شامل کر دیں اور پکنے دیں، جب پک پک کر شیرہ آدھا رہ جائے تو اتار لیں، ٹھنڈا ہونے پر محفوظ کر لیں۔ بہت مزیدار چٹنی تیار ہو گی اور آپ کے کھانوں کا لطف دوبالا کرے گی۔

بقیہ: پانچ پیغام

ماں نے ایک جھڑکی کے ساتھ بغیر کچھ سنے اسے خاموش کر دیا اور وہ بھی سخت لہجے میں کہہ دیا کہ خبردار! اگر آئندہ تم نے بات کرتے وقت دخل دیا۔ بچہ سہم کر خاموش ہو گیا۔ ماں اپنے کام میں مشغول ہو گئی اور بات آئی گئی ہو گئی دوسرے کسی وقت پر اس نے بچہ سے بات سن لی اور سرسری سی شاباشی اور تعریف کر دی ذرا پوچھئے یہ معاملہ [کتنے گھرانوں میں کتنی مرتبہ دھرایا جاتا ہے اور اسے بالکل ہی معمولی بات سمجھتے ہیں۔]

درحقیقت بچوں سے ایسا سلوک اس کی شخصیت ذہنی نشو ونما، خود اعتمادی اور مستقبل میں ایک ٹھوس کردار کے اداء کرنے میں تدریجی مزاج بن کر ہمیشہ کے لئے ان گنت بنیادی کمزوریوں کا باعث بن جاتا ہے جو بسا اوقات ناقابل اصلاح بھی ہوتی ہیں۔

ایک نہایت قابل اور اعلیٰ تعلیم کے حامل چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کے انٹرویو میں انہیں باوجود کئی ڈگریوں کے ہوتے ہوئے محض اس وجہ سے ملازمت دینے سے انکار کر دیا گیا کہ وہ دوران گفتگو ہر دوسرے جملہ میں سر کو مخصوص انداز سے حرکت دیتے ہوئے یس سر (Yes,Sir) یس سر، (Yes,Sjr) کہتے تھے، اور بار بار انگلیاں چٹخاتے تھے۔

کیا آپ پہلے شرعی پردہ نہیں کرتی تھیں؟

اور اب کر لیا ہے!!

...... کیوں؟ ...... کب؟ ...... کیسے؟

آپ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ کسی خاص بات نے آپ کو بے پردگی کے سیلاب سے نکل کر پردے والی زندگی کی طرف پلٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔

''خواتین کا اسلام'' اسی خاص بات کو جاننا چاہتا ہے، لیجئے قلم اٹھایئے اور ''بے پردگی سے پردہ کی طرف'' آنے کی روداد لکھ بھیجئے۔

ممکن ہے آپ کی تحریر دوسروں کی ہدایت کا سامان بن جائے......

تحریر آپ کے نام سے شائع کی جائے گی۔

نوٹ: صرف اپنے بارے میں لکھئے دوسروں کی کہانی یا کتاب سے اقتباس قبول نہیں ہوگا

سیاہی کا داغ: سیاہی کا داغ دور کرنا ہو تو وہاں پر نمک اور لیموں کا عرق مل دیں تھوڑی دیر بعد صابن سے خوب مل کر دھولیں۔

گھاس کا داغ: داغ والی جگہ پر افین لگایئے اور چند منٹ بعد کپڑے کو گرم پانی سے دھوڈالیں تو اس طرح گھاس کے داغ صاف ہو جائیں گے۔

پان کا داغ: تھوڑا سا ابلا ہوا دودھ لیکر داغ دھبے والی جگہ کو رگڑیئے تمام داغ دور ہو جائیں گے۔ پان کی پیک کا داغ پیاز کا چورا ملنے سے بھی جاتا رہتا ہے، پان کا داغ دور کرنے کے لئے ایک کچا امرود کاٹ کر داغ پر ملا جائے اور پھر داغ والی جگہ کو پانی سے دھولیا جائے تو پان کا داغ آسانی سے دور ہو جائے گا۔

فرش سے چکنائی کا داغ: اس جگہ پیٹرول لگا کر ریشمی کپڑے یا گرم کپڑے کے ساتھ داغ پر پانی میں امونیا ملا کر لگائیں چکنائی کے داغ دور ہو جائیں گے۔

چائے کے داغ: متاثرہ کپڑے کو دودھ میں بھگو دیں چند گھنٹوں بعد دھوڈالیں، چائے کے داغ سہاگہ ملنے سے بھی دور ہو جاتے ہیں چاہے کتنے پرانے ہوں، داغ والے حصے کو پانی سے تر کر کے گلیسرین ملیں، کچھ دیر بعد صابن سے دھوڈالیں داغ صاف ہو جائیں گے۔

(اخت چودھری مختار الحق جٹ، نیوملتان)

گھریلو چٹکلے

بقیہ: دین کے لئے ہجرت کی......

میں یہ خط لکھنا نہیں چاہ رہی تھی مگر میرے شوہر کی دلی کیفیت نے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا وہ مجھ پر بار بار ناراض ہو رہے تھے کہ جب میں اس قابل نہیں تھا تو تم نے مجھے کیوں درخواست بھیجنے پر مجبور کیا۔ پہلے سکون سے زندگی گزر رہی تھی اب منتخب نہ ہونے پر زیادہ اذیت ہو رہی ہے، دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے ہیں، بدگمانیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ آپ کو کیا معلوم میرے شوہر نے صرف اور صرف دینی علوم کے حصول کے لئے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ اپنا چلتا ہوا کاروبار چھوڑا، دوستوں کی محفلیں چھوڑیں، کرکٹ کا جنون چھوڑا، گھر کا راحت و آرام چھوڑا، عزیز رشتہ دار دوست احباب سب کو بتائے بغیر خاموشی سے والدین سے اجازت لے کر صرف اور صرف دین کی خاطر ہجرت کر کے کراچی آئے۔ کسی کو بتایا اس لئے نہیں کہ پھر دوست روکنے کی کوشش کریں گے کیونکہ وہ محفلوں کی جان ہوتے تھے۔ پھر اس عمر میں پڑھنے کا سن کر سب مذاق اڑائیں گے جو کہ ابھی اڑایا بھی جا رہا ہے۔ اس وقت ہمیں بہت زیادہ دینی اور روحانی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ خصوصاً مجھے بہت بدگمانیاں اور خدشات ذہن میں آنے لگے ہیں۔

خط میں کوئی گستاخی ہوگئی ہو تو معاف کر دیجئے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ جس اللہ کی راہ میں نکلے ہیں وہ یقیناً ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم سے ضرور کام لے گا۔ میرے شوہر کے کل اور آج میں زمین آسمان کا فرق آ گیا ہے۔ ہمارا کراچی آنے کا مقصد صرف اور صرف صحیح علوم دینیہ کا حصول ہے۔ کیا پورے ملک سے صرف 25 افراد کو ہی یہ علم حاصل کرنے کا حق ہے؟ ضروری تو نہیں ہے کہ وظیفہ دیا جائے ہم بغیر وظیفے کے بھی تو پڑھائی کر سکتے ہیں، آپ طلبہ کی تعداد میں اضافہ کریں خواہ وظائف نہ دیں کیونکہ قسمت کا رزق تو ہر کسی کو مل کر ہی رہنا ہے۔ ہمیں تو کراچی آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو اپنی آنکھوں سے سچے ہوتے دیکھنے کا موقع ملا ہے، جب آئے تھے تو اتنے تنگ حالات تھے کرایہ دینے کے لئے رقم نہ تھی مگر اب اللہ کا احسان ہے کہ سکون و اطمینان نصیب ہے۔ یہاں کے لوگوں کے دل میں اللہ نے ہماری محبت ڈال دی ہے، لوگ عزت دیتے ہیں الحمد للہ۔ ہم تو کسی قابل نہیں مگر اللہ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ہمیں اس نیک کام کے لئے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ میرے شوہر اور بچوں کو صحیح مجاہد اسلام بنائے اور دشمنانِ اسلام کے لئے کڑوی گولی اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنائے۔ ہمیں یہ دنیا کا پیسہ نہیں چاہئے اگر اس کی ضرورت ہوتی تو ہم پیسے کو ٹھوکر مار کر کبھی یہاں خالی ہاتھ نہ آتے، ہمیں آخرت کی دولت چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جامعۃ الرشید کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے، مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ لوگوں کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ نیز ہم جیسے بھٹکے ہوؤں کو بھی آپ کی کوششوں میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (اہلیہ ب، الف)

پتے میں پتھری
ٹانسلز کا بڑھ جانا
رحم میں رسولی
پراسٹیٹ گلینڈز کا بڑھ جانا
جدید ادویات اور تحقیق کی بدولت
عارضی فائدہ اور زندگی بھر دواخوری کی بجائے ہر مرض سے مستقل نجات (انشاء اللہ)
ان اعضاء کو آپریشن کے ذریعے نکال دینا ساری عمر کیلئے پریشانی کا باعث بن سکتا ہے ان اعضاء کا آج تک کوئی متبادل دریافت نہیں ہوا
یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم میں کوئی اعضاء فالتو پیدا نہیں کیا اگر کسی وجہ سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو ان کا علاج بغیر آپریشن کروائیں

بریسٹ کینسر، بریسٹ ٹیومر (رسولی) بریسٹ السر میں
اب چھاتی کٹوانے کی ضرورت نہیں
ہر قسم کے آپریشن سے پہلے ایک دفعہ ضرور مشورہ کیجئے 80% امکان ہے کہ آپ کا علاج بغیر آپریشن ہو سکے اگر آپریشن ہو چکا ہو تو مستقبل میں محفوظ رہنے کیلئے ضرور رابطہ کیجئے کیونکہ 75% امکان ہوتا ہے کہ دوبارہ آپریشن کی صورت بن جائے
عورتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کے بغیر آپریشن اور مستقل علاج کیلئے
لیڈی ڈاکٹر مدیحہ مجید (گولڈ میڈلسٹ) اور ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم (ڈاکٹر نعیم اکرم بھٹی، ڈاکٹر غلام رسول ورک، ڈاکٹر منیر طاہر، ڈاکٹر محمد الیاس انجم، ڈاکٹر عبد المجید سجاد، ڈاکٹر عدنان علی تارڑ، ڈاکٹر شاہد پرویز، ڈاکٹر خواجہ حبیب الرحمٰن کے ساتھ
30 سالہ تجربہ کار، غیر ملکی سند یافتہ، میڈیکل پر 70 کتابوں اور کتابچوں کے مصنف و مؤلف، بین الاقوامی شہرت یافتہ

متبادل طریقہ تشخیص اور متبادل طریقہ علاج
گردہ فیل کا کامیاب علاج ڈائیلاسس کروانے کی ضرورت نہیں
دور دراز کے مریضوں کیلئے گھر بیٹھے علاج کی سہولت جوابی خط لکھیے
ہیپاٹائٹس بی سی اور دل کے امراض کا اور ہر قسم کی الرجی کا ٹیسٹ اور علاج کیلئے رجوع فرمائیں
اب اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں

اوقات: صبح 9 بجے تا 3 بجے تک
سلطان ویلفیئر ہسپتال ملحق راجپوت ہومیوپیتھک میڈیکل ڈگری کالج
کچا ایمن آباد روڈ بالمقابل بہاری کالونی گوجرانوالہ
پروفیسر ڈاکٹر لیاقت علی راجپوت
0431-272660,275497

بازار حاجی پورہ اندرون ٹھاکر سنگھ گیٹ گوجرانوالہ
0431-212260,217149
پولی کلینک
اوقات: شام 4 بجے تا 7 بجے تک ناغہ بروز جمعہ

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

62 بدھ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق 12 مئی 2004ء

خواتین میں اسلامی بیداری کی زبردست لہر

ہوا کے دوش پر

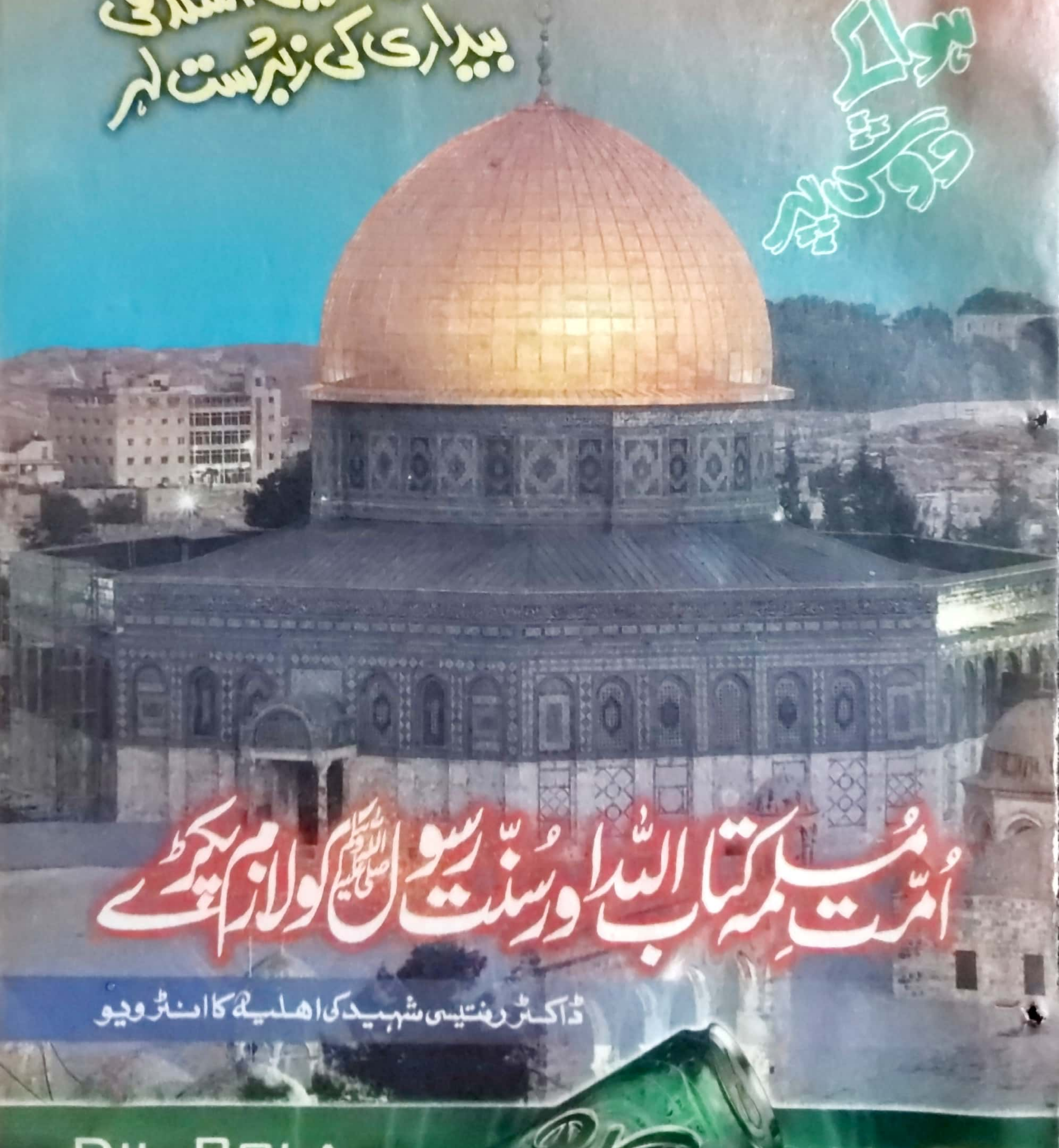

اُمّتِ مسلمہ کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول ﷺ کو لازم پکڑے

ڈاکٹر رنتیسی شہید کی اہلیہ کا انٹرویو

DIL BOLA... Pakola SODA

Rs. 20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

استغفار

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

استغفار کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا، بخشش مانگنا، اللہ تعالیٰ غفار ہے اور بندہ گناہ گار ہے، اس دنیا میں انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں، انبیاء کرام کے علاوہ ہر کسی سے گناہ ہوسکتا ہے، اس لئے کریم و رحیم رب نے ہر شخص کے لئے موت کی علامات ظاہر ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے، وہ ایک بار نہیں بلکہ بار بار معاف کرتا ہے، اگر بندہ سو بار بھی توبہ توڑ کر نادم اور شرمندہ ہو کر اس کے دروازے پر آجائے تو بھی وہ معاف کر دیتا ہے، اس کی رحمت کا دروازہ صرف مسجد میں نہیں کھلتا، ہر جگہ کھلا ہوا ہے، صحراء ہو یا آبادی، دن ہو یا رات، جہاں کہیں اور جس وقت بھی مغفرت کا کوئی سچا طلبگار روتے ہوئے اس کے سامنے اپنے گناہ آلود ہاتھ اٹھاتا ہے وہیں وہ اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے، اپنی کتاب مبین میں نجانے کتنی بار اس نے اپنی مغفرت اور رحمت کا ذکر کیا ہے، نا معلوم کتنی ہی آیات ہیں جن کا اختتام اس کی صفات میں سے ''غفور رحیم'' پر ہوا ہے، اس نے براہِ راست اپنے گناہ گار بندوں کو خطاب فرما کر یہ یقین دلایا ہے کہ تم کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ سہی، تمہیں کسی حال میں بھی میری رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، سورہ زمر میں ہے۔

''آپ فرما دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر (گناہوں کی صورت میں) زیادتیاں کی ہیں تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا بے حد مہربان ہے۔''

ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ سورہ مائدہ میں بندوں کو توبہ اور استغفار کی اس نے کیسے دعوت دی ہے ''وہ کیوں اللہ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے، اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد مہربان ہے۔''

سورۂ نوح میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض انعامات کا ذکر کیا ہے جن کا وعدہ حضرت نوح علیہ السلام نے استغفار کی صورت میں اپنی قوم کے ساتھ کیا تھا، ظاہر ہے کہ یہ وعدہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کیونکہ اللہ کے نبی اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے، ارشاد ہوتا ہے ''اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔'' سورہ نوح کی انہی آیات کی بناء پر بعض حضرات استغفار کو سارے مصائب، پریشانیوں، مشکلات اور بیماریوں کا علاج بتاتے ہیں خواہ فقر و فاقہ اور اولاد سے محرومی ہی کیوں نہ ہو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استغفار کو تمام مشکلات کا حل بتلایا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا کوئی راستہ اور ہر غم اور پریشانی سے بچاؤ کی کوئی صورت نکالتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کے ملنے کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔'' ایک حدیث میں عجیب انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کی تلقین کی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں ختم کر دیتا اور ایسے لوگوں کو لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے معافی مانگتے چنانچہ انہیں معاف کر دیا جاتا''۔ معاذ اللہ! اس حدیث کا مقصد انسانوں کو گناہوں کی ترغیب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس دنیائے رنگ و بو اور جہانِ لذت و شہوت میں ہر کسی سے گناہ سے ہوسکتا ہے، جس سے گناہ ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ مایوس ہو کر نہ بیٹھ جائے بلکہ توبہ اور استغفار کے ذریعے اس گناہ کی نجاست سے اپنے آپ کو پاک کرلے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ استغفار کے لئے گناہ کا ارتکاب ضروری نہیں بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ یونہی استغفار کرتا رہے، دیکھا جائے تو ہمیں عبادت پر بھی استغفار کرنا چاہئے، کیونکہ ہم سے عبادت کا حق ادا نہیں ہوتا، نماز ہی کو لے لیجئے، کتنے لوگ ہیں جو نماز کے سارے ارکان و واجبات اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں بھری مسجد میں کوئی ایک نمازی بھی ایسا نظر آجائے تو غنیمت محسوس ہوتا ہے، جبکہ ہمیں اس کے صرف ظاہری ارکان دکھائی دیتے ہیں، اس کے باطن کا حال اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معصوم اور اللہ کا زیادہ مقرب کون ہوسکتا ہے، اس کے باوجود آپ کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے ایک ہی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مرتبہ یہ کلمات کہتے ہوئے سنا ''ربِّ اغفرلی و تب علی انک انت التواب الرحیم۔'' (میرے پروردگار! مجھے معاف فرما دے، میری توبہ قبول فرما، یقیناً تو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور بے حد مہربان ہے)۔''

استغفار میں دنیا اور آخرت کے بے شمار فوائد پوشیدہ ہیں۔ اگر ہمیں وہ فوائد معلوم ہو جائیں تو ہم میں سے کوئی بھی استغفار سے محروم نہ رہے، ہم ذیل کی سطور میں ان میں سے چند فوائد بیان کرتے ہیں۔

(۱) استغفار کرنے والوں پر موسلا دھار بارش برستی ہے۔

(۲) استغفار کرنے والوں کے اموال اور اولاد میں برکت ہوتی ہے۔

(۳) استغفار کرنے سے وہ وحشت ختم ہو جاتی ہے جو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتی ہے۔

(۴) ایسے شخص سے جن اور انسانی شیاطین دور رہتے ہیں۔

(۵) اسے ایمان اور عبادت و طاعت کی حلاوت اور لذت محسوس ہوتی ہے۔

(۶) صاحب استغفار کو اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

(۷) اس کے دل میں دنیا بہت حقیر اور ذلیل ہو جاتی ہے۔

(۸) عقل اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۹) اللہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔

(۱۰) جب اس کا انتقال ہوتا ہے فرشتے رب تعالیٰ کی طرف سے اس کا بشارت کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

(۱۱) قیامت کے دن جب لوگ گرمی اور پسینے میں ہوں گے، صاحب استغفار عرش کے سائے تلے ہوگا۔

(۱۲) جب لوگ حشر سے واپس پلٹیں گے تو یہ خوش نصیب اللہ کے اولیاء اور متقین کے ساتھ ہوگا۔

دعاء

جو نبی نے مانگا عطا کر دے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحمدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحمدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب مانگتی ہیں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگا اور ہم ان سب چیزوں سے تیری پناہ مانگتی ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ مانگی ہے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کے لئے سعی وحرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت وطاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔

فائدہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائی ہیں، ان کو ہم یاد نہیں رکھ سکتے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دعا بتا دیتا ہوں جس میں ساری دعائیں آجائیں، چناں چہ مذکورہ بالا دعا کی آپ نے تعلیم فرمائی۔

تعمیرِ فکر

منزل نشاں نقشِ پا

ہر انسان کی گھریلو زندگی اس کے خاندان کے گرد گھومتی ہے، یہ خاندان میاں بیوی، والدین، اولاد اور عزیز و اقارب سے تشکیل پاتا ہے۔ اس کا ایک ایک فرد اپنی جگہ بہت بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، خدانخواستہ خاندان کا کوئی ایک فرد اپنی روایات سے بغاوت پر آمادہ ہو جائے تو پورے خاندان کا سکون غارت ہو جاتا ہے، اور اگر خاندانی نظام متاثر ہو تو اس کا اثر معاشرے پر بھی پڑتا ہے۔ فرد خاندان سے، خاندان معاشرے سے اور معاشرہ پوری قوم سے وابستہ ہے یوں اگر کسی ایک فرد میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو پورا انسانی معاشرہ اس بگاڑ کی زد میں آجاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی معاشرے کو اسی بگاڑ سے بچانے اور استحکام بخشنے کے لئے ہر فرد کے لئے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم فرمادیا ہے، اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام سب سے پہلے انسان کے اندر ''تقویٰ'' کو اجاگر کرتا ہے اور یہ حقیقت اس کے ذہن نشین کرادیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اللہ رب العزت کو جواب دہ ہے، اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمادیا الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ...... ''آگاہ رہو تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمے داری کے بارے میں باز پرس ہوگی۔''...... ہمارے گھریلو معاملات اسوۂ حسنہ سے دوری کے سبب انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ ہر انسان کی گھر کے حوالے سے اولین خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس کے لئے ''جائے امن و راحت'' ثابت ہو۔ لیکن اگر گھر کا نظام صحیح نہج پر استوار نہیں رہتا تو وہاں سکون و اطمینان کی تلاش دم توڑتی ہوئی امید بن جاتی ہے جو انسان کو ذہنی و جسمانی طور پر مزید مسائل و مشکلات سے الجھا کر رکھ دیتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خاندان جن افراد سے تشکیل پاتا ہے ان کے باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہیاں واقع ہونے لگتی ہیں۔ اسلام نے والدین کے لئے اولاد پر ادب و احترام اور فرماں برداری کا قانون لاگو کیا ہے، اولاد کے لئے والدین کو حکم ہے کہ وہ اسے بہترین اخلاق کی تعلیم دلوائیں۔ اسلام نے میاں بیوی کے حقوق و فرائض کا تعین کر دیا ہے، بھائی اور بہن کے باہمی اخلاق و آداب کیا ہیں ان کے بارے میں واضح طور پر بتادیا گیا ہے...... اب اگر ان امور میں کسی ایک فرد کی جانب سے کوتاہی ہوگی تو لامحالہ خاندانی نظام بگڑے گا اور اگر خاندانی نظام بگڑ گیا تو پھر معاشرے کو بگڑنے میں کیا دیر لگتی ہے۔ آج کے مجموعی حالات کی کم و بیش یہی کیفیت ہے۔ اس کے حل کے لئے ہمیں برطانیہ کی لائبریریوں اور امریکا کی یونیورسٹیوں کی خاک چھاننے کی ضرورت نہیں، اسوۂ حسنہ ہمارے پاس موجود ہے بس اسی کی روشنی میں ہم اپنے معاملات، طرزِ عمل، اجتماعی اور انفرادی رویوں اور اپنے اندازِ زندگی کا جائزہ لے لیں اور اس آئینے میں ہمیں جو کوتاہیاں نظر آئیں ان پر فوری طور پر قابو پانے کی کوشش کریں تو ناممکن ہے کہ ہمارا معاشرہ مثالی معاشرہ نہ بن سکے۔

ان کے نقشِ پا سے کرنیں پھوٹتی ہیں رات دن
رہنما، منزل نشاں وہ نقشِ پا ہے آج بھی

والسلام محمد احمد حافظ

مدحت رسول اللہ کی

ہوگئی حد سے سوا الفت رسول اللہ کی
ہے فزوں تر ہر گھڑی رحمت رسول اللہ کی
دیکھ لو یہ ہے دعائے صبح گاہی کا اثر
ہوگئی وردِ زباں مدحت رسول اللہ کی
رحمۃ اللعالمین کے سایۂ شفقت میں ہے
خائب و خاسر نہیں امت رسول اللہ کی

یونس الحسنی

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

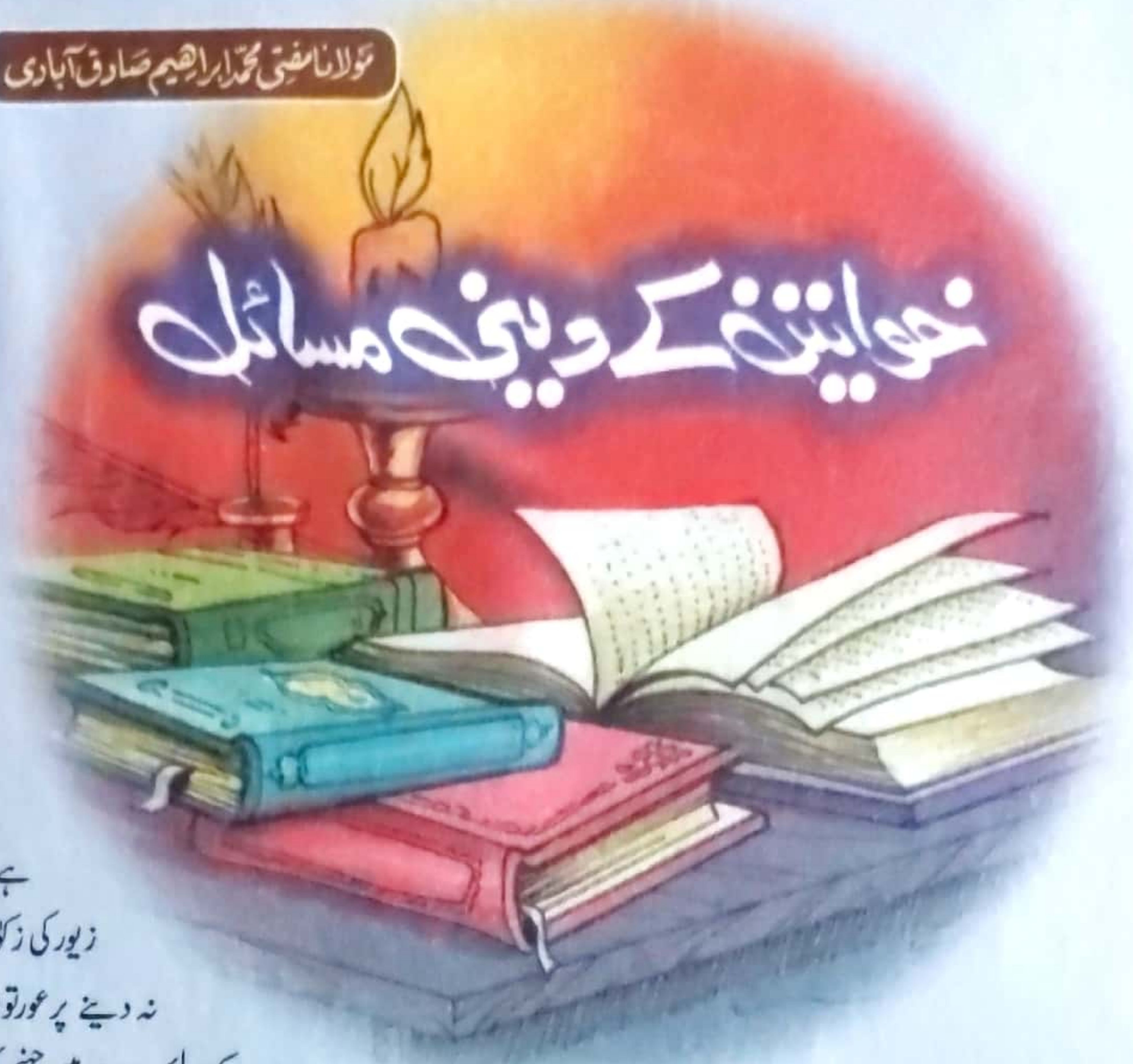

غسل جنابت کا طریقہ:

سوال: عورت ناپاکی سے نکلنے کے لئے جو غسل کرتی ہے اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ بعض عورتیں نہانے سے پہلے پورا وضو کرتی ہیں، بعض آدھا وضو کر کے غسل کے بعد مکمل وضو کرتی ہیں۔ براہ کرم اس کا صحیح طریقہ تحریر کیجئے۔ (ایضا)

جواب: غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے والی پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر استنجا کرے، پھر بدن پر کہیں نجاست لگی ہو تو اسے دھوئے، پھر سنت طریقے سے مکمل وضو کرے البتہ برہنگی کی حالت میں قبلہ رخ نہ بیٹھے نہ ہی بسم اللہ یا کوئی دوسری دعاء پڑھے۔ وضو سے فارغ ہو کر تین بار سر پر پھر تین بار داہنے کندھے پر پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ غسل کے مسنون طریقہ میں ضروری ہے کہ غسل سے پہلے مکمل وضو کرے۔ اگر وضو کئے بغیر غسل کے تین فرض پورے کر لئے تو وضو اسی میں ہو گیا گو کہ وضو کا ثواب نہ ملے گا۔ اب غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔

زیور کی زکوٰۃ بیوی دے یا خاوند؟

سوال: عورت اپنے زیور کی زکوٰۃ خود ادا کرے یا اس کا خاوند دے؟ جبکہ اسے خرچ خاوند ہی دیتا ہے۔ اگر زکوٰۃ عورت پر عائد ہوتی ہے تو وہ کس طرح ادا کرے؟ (ایضا)

جواب: مال کی زکوٰۃ مالکِ مال پر عائد ہوتی ہے، لہٰذا جو زیور عورت کی ملک ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت کے ذمہ ہے، اسی طرح قربانی اور صدقۂ فطر کی ادائیگی بھی عورت پر ہے۔ زیور کی زکوٰۃ نہ دینے پر عورتوں کے لئے حدیث میں جہنم کی وعید آئی ہے لما جاء فی حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأی فی یدی فتخات من ورق فقال ما ھذا یا عائشۃ؟ فقلت صنعتھن اتزین لک یا رسول اللہ قال اتؤدین زکاتھن؟ قلت لا او ماشاء اللہ قال ھو حسبک من النار (ابو داؤد (ص: ۲۲۵، ج: ۱)

ہاں اگر بیوی خاوند سے کہہ دے کہ میرے زیور کی زکوٰۃ ادا کر دو، یا خاوند بیوی کو بتا کر از خود اس کے مال کی زکوٰۃ دیدے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر عورت کے پاس نقدی نہ ہو تو اداءِ فرض کے لئے زیور کا بیچنا ضروری ہے۔

کفار کے ساتھ مالی معاملات:

سوال: ایک مسلمان کاروبار میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو شریک کر سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی یا دوسری اشیاء استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عام کفار کے ساتھ مالی معاملہ اور کاروباری شراکت جائز ہے، لیکن جو لوگ کفریہ عقائد رکھتے ہوئے خود کو مسلمان ظاہر کریں جیسے قادیانی، پرویزی، شیعہ وغیرہ ان کے ساتھ ضرورت شدیدہ کے بغیر کسی قسم کا لین دین جائز نہیں اور دوستانہ اور محبت کا تعلق تو کسی حال میں جائز نہیں۔ عام کفار کے ہاتھ کی روٹی اور دیگر اشیاء، خورد و نوش کا استعمال بھی جائز ہے، گو کہ تقویٰ و احتیاط بچنے میں ہے۔ کفار کے ہاتھ کا ذبیحہ البتہ حرام ہے۔ ہاں کتابی (یہودی یا عیسائی) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرے تو ذبیحہ حلال ہے۔ مگر آج کے یہود و نصاریٰ عموماً دہریہ ہیں اور ان کا ذبیحہ حلال نہیں، خواہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کریں، اس لئے احتیاط لازم ہے۔

عورت کے لئے مرد کی قرأت سننا:

سوال: میں حافظہ ہوں، امام کعبہ قاری عبدالرحمٰن السدیس کی قرأت مجھے پسند ہے۔ اس لئے میں نے کیسٹوں میں بند ان کا پورا قرآن منگوایا ہے۔ اس نیت سے ان کی تلاوت سنتی ہوں کہ میرے تلفظ صحیح ہو جائیں، کیا یہ تلاوت سننا جائز ہے؟
(بنت سراج احمد، چنی گوٹھ)

جواب: بلا ضرورت عورت کے لئے اجنبی مرد کی آواز سننا جائز نہیں، مگر یہاں قرآن سننا چونکہ ضرورت و فائدہ کے لئے ہے اور اس میں کسی مفسدہ کا اندیشہ بھی نہیں لہٰذا جائز ہے۔

اُمِّ حسن بلال ہری پور

ایمان کو بلند تر دیکھتی ہوں

مدینے کا جغرافیہ دیکھ کر میں — عجب حال قلب و جگر دیکھتی ہوں
غلامی سے تیری، غلاموں کا رتبہ — ملائک سے بھی بر تر دیکھتی ہوں
تجلی جو ہے سبز گنبد پہ ہر دم — اس پر رشک کرتے شمس و قمر دیکھتی ہوں
تصور میں آتا ہے جب سبز گنبد — تو ایمان کو بلند تر دیکھتی ہوں
بفرطِ محبت، بشوقِ نظر میں — مدینہ کے دیوار و در دیکھتی ہوں
ابو بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ — تصور میں اُن کی اعلیٰ شان دیکھتی ہوں
جو جالی پہ صلی علیٰ کہہ رہے ہوں
اے امِ حسن انہیں چشم تر دیکھتی ہوں

دعویٰ عشقِ مصطفےٰ اور اس کے تقاضے

کلثوم زیب کاظمی اسلام آباد

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم جذبہ ہے، جو ایمان کی تکمیل اور روح کی تطہیر کا دوسرا نام ہے، عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم عقیدت کی وہ پرنور کرنیں ہیں جو قلب کی گہرائیوں سے پھوٹ کر باطن کو معطر کرتی ہیں اور بندۂ مومن کو کمالِ اطاعت کے لئے سرِ تسلیم خم کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ دل جب تک عشق نبی سے آباد نہ ہو ایمان کی تکمیل ممکن نہیں، زبانِ نبوت سے ہی اعلان ہوتا ہے کہ: ''سن لو کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میری ذات اس کو والدین، اولاد اور تمام چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔''

حب نبوی ہی وہ باکمال جذبہ ہے، جس کی بدولت جاہلیت کے دبیز پردے چاک ہوئے اور امن ومحبت کی بادِ بہاری چلی کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جذبہ اطاعت کا محرک وہ عشق نبی ہی تھا جو ان کے دل میں پیوست تھا۔

مفکرِ اسلام سید ابوالحسن علی ندوی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' میں صحابہ کرام کے اندازِ محبت کو بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''وہ فطری عنصر جس کے سر انسانیت کے اکثر عجوبۂ روزگار اور حیرت انگیز کارناموں کا سہرہ ہے، جس کو لوگ ''محبت'' کے نام سے یاد کرتے ہیں عرصۂ دراز سے مردہ پڑا تھا صدیوں سے کوئی اس کو کام میں لگانے والا نہیں تھا بس وہ ظاہری چمک دمک اور حسن وجمال کے فانی مظاہروں کی نذر ہو کر رہ گیا تھا۔ عرصہ سے دنیا میں کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا تھا جو اپنے جمال وکمال اور اپنی اعلیٰ صفات سے ساری دنیا کی محبت کا مستحق ہو اور جو اپنی طاقت ور اور دل آویز شخصیت سے اس محبت سے کام لے۔ حضور علیہ السلام کی صورت میں انسانیت کو وہ گمشدہ دولت مل گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان تھے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجموعۂ خوبی بنایا تھا۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہو جاتا اور مرعوب ہو جاتا اور کہتا کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی آپ جیسا دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سچی اور پاک محبت کا چشمہ ابل پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرنے لگے جس کی مثال عشاق کی تاریخ میں دیکھنے کو نہیں ملتی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں اپنے آپ کو مٹا دیا۔''

پھر آفاقِ عالم نے اس سچی محبت کا نتیجہ اطاعت وفرماں برداری کی صورت میں دیکھا جس سے جاہلیت کے پردے چاک ہوئے، ایثار واخوت کے خزاں رسیدہ درختوں پر برگ وبار آیا، امن وانصاف کی پر بہار ہوائیں چلنے لگیں اور توحیدِ خالص کے زمزمے پھوٹنے لگے، انسانیت اپنے جوہرِ حقیقی سے آشنا ہو کر رب کائنات کے سامنے جھک گئی۔

وہ ایک ایسا معاشرہ تھا جس میں جرم، حماقت، بداخلاقی اور ظلم کو فخر وقابلیت کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اس معاشرے کے افراد کا مزاج بگڑ چکا تھا، جو نہ صرف برائی پر عمل پیرا تھے بلکہ اپنی پوری طاقت سے برائی کا تحفظ کرتے تھے یعنی برائی کی شناعت ان کی نظروں میں ختم ہو چکی تھی۔ جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطاء فرمائی تھیں وہ یا تو ضائع ہو رہی تھیں یا بے محل استعمال ہو رہی تھیں۔ تہ در تہ ظلمتوں کے اس ہجوم میں آفتاب نبوت طلوع ہوا اپنی باکمال اور دل آویز شخصیت کے ساتھ، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ایسے عاشقِ زار عطاء فرمائے کہ ظلمتوں کا سینہ چاک ہونے لگا اور ایک آفاقی تہذیب کی بنیاد پڑی جس کی ہر قدر اسوہ حسنہ سے ماخوذ تھی اور جس کا ہر قانون وحی الٰہی کی روشنی میں مرتب تھا۔

اس انقلاب عظیم کی وجہ:

اس انقلابِ عظیم کی ایک اہم وجہ صحابہ کرام کی کمال اطاعت تھی جو محبت کا لازمی نتیجہ ہے اور جس کے بغیر دعویٰ محبت محض ایک نعرہ اور ڈھونگ ہے، انہوں نے اپنی ساری طاقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں خرچ کر کے دعویٰ محبت کو سچ کر دکھایا۔ اس کمال اطاعت کی ایک جھلک سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں نظر آتی ہے جو انہوں نے غزوۂ بدر کے موقع پر فرمایا تھا کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے چاہیں تعلق قائم رکھیں اور جس سے چاہیں تعلق توڑیں ہمارے مال میں سے جو چاہیں لیں اور جو چاہیں چھوڑیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیں گے وہ ہمیں چھوڑے ہوئے کی نسبت زیاد محبوب ہوگا، خدا کی قسم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم اس میں بھی کود پڑیں گے۔''

اسی محبت واطاعت کی ایک مثال جنگِ احد کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا وہ قول ہے جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر فرمایا کہ ''اگر حضور علیہ السلام حیات ہیں تو ایسے ہزاروں بھائی قربان کئے جاسکتے ہیں۔'' اطاعت کے یہ بے مثال مظاہرے بغیر محبت کے ممکن نہیں تھے اور اسی اندازِ محبت واطاعت سے ہی اسلامی تہذیب پر برگ وبار آیا اور وہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی۔

جاہلیت ثانیہ اور اس کا توڑ:

آج جب جاہلیت ثانیہ مغربی تہذیب کی صورت میں آفاقِ عالم پر چھا رہی ہے اور انسانیت مادیت پرستی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہی ہے، دنیا سے امن وسکون رخصت ہو چکا اور حرص وہوس کی دوڑ میں انسان انسانی قدروں کو پامال کر رہا ہے۔ آج جب انسان خدائے وحدہ کی طاقت وقدرت کو بھلا کر برق وبھاپ پر ایمان لائے ہوئے ہے اور وسعتِ اقتدار کی ہوس میں ظلم وستم کے ریکارڈ توڑ رہا ہے آج جب امت مسلم جو اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام کی حامل ہے اپنی عظیم اسلامی تہذیب کو چھوڑ کر ایک گندی تہذیب کی دلدادہ ہے اور مادیت پرستی میں ان قوموں سے بھی آگے نکل گئی ہے جو آسمانی ہدایت سے محروم ہیں۔ آج قومِ مسلم اس ایمان ومحبت سے محروم ہے جو اس کی کامیابی کا ضامن تھا۔ بقول شاعر مشرق

محبت میں جنوں باقی نہیں
مسلمان میں خون باقی نہیں
صفیں کج، دل پریشان، سجدے بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

خواتین میں اسلامی بیداری کی زبردست لہر

میگزین رپورٹ

اس وقت دنیا بھر میں کفر واسلام کی زبردست کشمکش جاری ہے۔ ایک طرف کفر پوری قوت اور طاقت کے ساتھ مسلمانوں کو دبانے اور انہیں تہِ تیغ کرنے میں مصروف ہے تو دوسری طرف مسلمانوں میں بھی دینی بیداری کی زبردست لہر چل رہی ہے۔ گیارہ ستمبر کا واقعہ اگرچہ مجموعی طور پر مسلمانوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوا اور انہیں ناقابل برداشت حد تک خوفناک واقعات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس سے مسلمانوں کے لئے خیر کا زبردست پہلو بھی نکلا ہے۔ عام مسلمان جس کا اس سے قبل اپنے دین سے تعلق صرف جمعہ اور عیدین کی نمازوں تک رہ گیا تھا اسے احساس ہوا ہے کہ وہ کتنا بھی لبرل بن جائے بُش اور شیرون کے نزدیک وہ ''بنیاد پرست'' ہی رہے گا۔ لہٰذا اس نے عافیت اسی میں جانی ہے کہ وہ سچ مچ بنیاد پرست بننے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرنے میں دیر نہ کرے۔

گیارہ ستمبر کے بعد صرف مسلمانوں میں ہی دینی بیداری پیدا نہیں ہوئی بلکہ کفار میں بھی اسلام کے حوالے سے دل چسپی بڑھی ہے اور ان کی بڑی تعداد نے اسلام کا مطالعہ شروع کردیا ہے۔ دراصل ان کے دماغوں میں اس بات کا تجسس پایا جاتا ہے کہ وہ کون سی قوت ہے جس نے مسلمانوں کو اتنا سخت جان بنادیا ہے کہ سختیوں کے بڑے بڑے پہاڑ ان پر ٹوٹتے ہیں اور ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوتا۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کون سا رشتۂ اخوت ہے جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور جب بھی کسی ایک علاقے کے مسلمانوں پر کڑا وقت آتا ہے تو ہزاروں میل دور رہنے والے مسلمان دیوانہ وار اس کی مدد کے لئے دوڑے چلے آتے ہیں۔ چناں چہ جب وہ قرآن مجید، حدیث رسول اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہاں انہیں ایک اور ہی دنیا نظر آتی ہے، اس دوران وہ اپنی تہذیب اور اسلام کا تجزیہ کرتے ہیں تو حیرتوں کے سمندر میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں۔ ان پر واضح ہوتا ہے کہ وہ جو زندگی گزار رہے ہیں سراب ہی سراب ہے۔ اصل حقیقت تو اسلام کے پاس ہے۔ ابھی حال ہی میں برطانیہ کے ایک ایسے وزیر اعظم کی پڑپوتی مسلمان ہوئی ہے جس کے دور میں جنگِ عظیم دوم جیسے پوری دنیا پر اثر انداز ہونے والے واقعات وقوع پذیر ہوئے اور ان واقعات میں اس وزیر اعظم کا بھی بڑا عمل دخل رہا۔ ہربرٹ ایسکوتھ کی پڑپوتی ایما کلارک نے برطانوی پریس کے سامنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس نے مغرب کی منافقانہ اقدار سے نفرت اور ارد گرد بکھری غلاظت سے دور ہونے کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ برطانوی اشرافیہ کے ہزاروں افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ واقعاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مردوں کی بنسبت مغربی عورتیں زیادہ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرکے اپنی آخرت سنوار رہی ہیں۔

جہاں غیر مسلم عورتوں میں اسلام کی طرف رغبت بڑھی ہے وہیں وہ مسلمان عورتیں جو اسلامی زندگی سے دور اور بے حجاب زندگی گزار رہی تھیں وہ بھی تیزی سے واپس پلٹ رہی ہیں۔ ان میں اپنے دین کو سیکھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شوق وذوق عروج پر ہے۔ والدین بڑی تعداد میں اپنی بچیوں کو اسکول، کالجز سے اٹھوا کر دینی مدارس میں داخل کروا رہے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ کے ایک ترجمان کے مطابق اس بورڈ سے طالبات کے **1720** مدارس منسلک نہیں جن میں ستر ہزار سے زائد رجسٹرڈ طالبات دینی تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ ان مدارس کے علاوہ بھی سینکڑوں مدارس ہیں جو وفاق سے منسلک ہیں، ان مدارس میں بھی ہزاروں طالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ آج سے دس پندرہ سال پیچھے جایا جائے تو اس دور میں طالبات کے مدارس گنے چنے نظر آتے تھے، اتنے کہ انگلیوں پر گنے جاسکیں لیکن اب صورت حال مختلف ہے۔

مدرسہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کراچی کی ایک معلمہ نے بتایا کہ پچھلے دو تین سال میں نئی طالبات کی آمد میں زبردست اضافہ ہوا ہے، ایک اور معلمہ نے بھی اس کی تائید کی اور بتایا کہ اصل میں اسکولوں، کالجوں میں بے حیائی کے ماحول نے حساس والدین کو پریشان کردیا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ان کی بچیاں تعلیم بھی حاصل کریں اور اسلامی اقدار اور مشرقی روایات کو بھی پس پشت نہ ڈالیں۔ طالبات کے مدارس کے سروے کرنے پر ایک اور بات سامنے آئی ہے کہ ماڈرن طبقے کی خواتین بھی دینی تعلیم کے لئے مدرسوں کی طرف رجوع کررہی ہیں۔ یہ بات عام مشاہدے کی ہے کہ وہ جب کسی مدرسے کا رخ کرتی ہیں تو دوپٹے سے بے نیاز اور آدھے بازو والی قمیص پہنے ہوتی ہیں لیکن ایک دو روز میں ہی ان کی وہ کایا پلٹ ہوتی ہے کہ پورا جسم برقع میں مستور ہوتا ہے۔ ملتان ایسا شہر ہے جہاں اب بھی نواب خاندان موجود ہیں، ان خاندانوں کی اکثر بچیاں مدرسہ بستان عائشہ میں زیر تعلیم ہیں۔ اسی طرح لاہور، اسلام آباد اور راول پنڈی کے مدارس بنات میں اعلیٰ تعلیم یافتہ خاندانوں کی بچیاں دینی تعلیم کے حصول کے لئے آتی ہیں۔ چھوٹے شہروں میں قائم مدارس بنات ان سے الگ ہیں جہاں سینکڑوں کی تعداد میں بچیاں دینی تعلیم سے بہرہ ور ہورہی ہیں۔ اس وقت طالبات کی سب سے زیادہ تعداد کراچی کے مدارس میں ہے کراچی میں قدیم طرز کے مدارس کے علاوہ جدید طرز کے مدارس بھی ہیں۔ خواتین کی دینی تعلیم کا ادارہ ''القرآن نیٹ ورک کورسز'' ایک ایسا ہی ادارہ ہے جہاں جدید تعلیم یافتہ خواتین دینی تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ ملک کے دیگر حصوں کی بنسبت اگر دیکھا جائے تو کراچی میں برقع وحجاب میں لپٹی خواتین زیادہ تعداد میں نظر آتی ہیں اور یہ صرف دینی مدارس کی طالبات نہیں ہوتی ہیں بلکہ اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز کی طالبات اور عام گھریلو خواتین بھی شرعی برقعے کی پابند نظر آتی ہیں۔

حال ہی میں عصری اداروں کے تعلیمی نصاب نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے حکومت جس نہج پر چلتے ہوئے تیزی کے ساتھ نصاب تعلیم کو سیکولر بنا رہی ہے اور قوم جس سختی کے ساتھ ان تبدیلیوں کو رد کررہی ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ دینی اداروں کے آئندہ تعلیمی سال کے آغاز پر داخلوں کے لئے بچوں اور بچیوں کا شدید رش ہوگا۔ الحمد للہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں خصوصاً عورتوں میں دینی بیداری کی زبردست لہر چل رہی ہے۔ یہ بڑی خوش آئندہ بات ہے اس لئے کہ عورت کا سب سے بہترین روپ ''ماں'' ہے، جب وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے تو گویا خاندان اور معاشرے کی تربیت کرتی ہے۔ آج کی بچی اور کل کی ماں اگر اپنے آپ کو دین کے مطابق ڈھال لے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار ہوجائے تو پھر دنیائے کفر کی بڑی سے بڑی طاقت بھی مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتی۔

صرف چند یوم میں
واضح فرق
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ افیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان: 0641-468866

کشکول

جب آئینہ دیکھیں......

جب آئینہ دیکھیں اور اپنے آپ کو خوبصورت پائیں تو اس بات کو معیوب سمجھیں کہ اس اچھے چہرے کو کسی برے کام میں ملوث کریں اور اگر اپنے آپ کو خوبصورت نہ پائیں تو اس بات کو بھی معیوب سمجھیں کہ دو خرابیوں کو اپنے اندر جمع کریں، ایک چہرے کی بدصورتی اور دوسرے برے اعمال۔

یاد رکھیں! حسن اخلاق اور نیک اعمال ایسا حسن ہے، جس کو کبھی زوال نہیں۔

راحت:

جسم کی راحت کم کھانے میں ہے۔ نفس کی راحت کم گناہ کرنے میں ہے۔ دل کی راحت زیادہ پرواہ نہ کرنے میں ہے۔ زبان کی راحت کم بات کرنے میں ہے۔

اقوال:

1: اس دنیا میں سکون صرف اس شخص کے لئے ہے جو بے سکونی کی حالت پر اپنے آپ کو راضی کرلے۔

2: اجتماعی زندگی میں سب سے کم اہم لفظ "میں" ہے اور سب سے زیادہ اہم لفظ "آپ" ہے۔

3: اچھے مزاج کی بہترین علامت یہ ہے کہ آدمی برے مزاج کو برداشت کرنے لگے۔

4: پتھر مارنے والے سے نہ لڑو بلکہ اپنے آپ کو اتنا اونچا کرلو کہ پتھر مارنے والے کا پتھر آپ تک نہ پہنچ سکے۔ (اخت عبدالہادی۔ کراچی)

بقیہ: خودکشی یا زندگی سے فرار

نہ کوئی خوشی منانے کو حتیٰ کہ کسی سے بات کرنے کو بھی دل نہیں کرتا، یہ کیفیت انسان کی مردہ دلی کی علامت ہے جس نے اس سے ہر قسم کا سکون اور مسرت کا احساس چھین لیا ہے۔

ان سب باتوں کا علاج کیا ہے؟

ان سب باتوں کا نہایت سادہ اور آسان سا علاج یہ ہے کہ ہم دیانتداری سے ان وجوہ کا تجزیہ کریں جن کی وجہ سے ہم پر یہ مردہ دلی کی کیفیت طاری ہوئی ہے اور سوچیں کہ کیا واقعی وہ اس قابل ہیں کہ ان پر توجہ کی جائے، کہیں ایسا تو نہیں کہ جن باتوں کو ہم بہت اہمیت دے رہے ہوں ان کا درجہ اتنا ثانوی ہو کہ اگر ہم انہیں نظر انداز کردیں تو بہت سے مسائل سے ہمیں خود بخود چھٹکارا حاصل ہو جائے اور نتیجہ میں ہم کو طمانیت اور سکون کا احساس حاصل ہو جائے اور یہیں سے ہماری زندگی میں زندہ دلی پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔

آخر میں قوم کے ان دردمند افراد سے اپیل کروں گی کہ وہ اس سلسلے میں کوئی ایسا قدم اٹھائیں جو لوگوں کو اس کیفیت سے نکالنے میں معاون ثابت ہو، اس کے لئے صاحب ثروت لوگوں اور علماء کرام کو بھی قدم اٹھانا ہوگا، اس کے لئے باقاعدہ مہم چلانے کی ضرورت ہے خصوصاً ہماری دینی جماعتوں کو اس سلسلے میں سب سے آگے بڑھ کر اپنا وہ حقیقی کردار ادا کرنا ہوگا جس کا عوام ان مشکل حالات میں ان سے توقع رکھتے ہیں۔

اقوال زریں

آزمایا جاتا ہے:

بہادر، مقابلے کے وقت

مستقل مزاج، مصیبت کے وقت

امانت دار، مفلسی کے وقت

عورت کی محبت، فاقہ کے وقت

دوست، ضرورت کے وقت

بردبار، غصے کے وقت

شریف، معاملہ ٹوٹنے کے وقت

شکایت مت کر:

۱۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کی

۲۔ غیر کے سامنے دوست کی

۳۔ اپنی قسمت کی

۴۔ اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی

اللہ تک پہنچنے کا راستہ:

حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے پروردگار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: یا اللہ آپ تک پہنچنے کا کون سا راستہ ہے؟ جواب ملا "اُترک نفسک تعال!" (یعنی اپنے نفس کو چھوڑ دو اور چلے آؤ۔ (اخت محمد بلال)

دیانت دار سوداگر:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے فیض یافتہ غلام یونس بن عبید آسمان علم کے ایک روشن ستارہ کی حیثیت رکھتے تھے، علم و فضل کے باوجود ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک خاص مقام پر ریشم کا نرخ چڑھ گیا، انہوں نے نرخ تیز ہونے کی وجہ سے اپنے لئے ایک دکاندار سے تیس ہزار کا ریشم خریدا جو سابقہ نرخ پر ملا، انہوں نے ریشم فروش سے پوچھا کہ نرخ کے بڑھنے کی بھی کچھ خبر ہے، اس نے کہا اگر مجھے خبر ہوتی تو میں اپنا مال کیوں بیچتا، یونس نے یہ سن کر خرید کردہ مال واپس کرکے اپنا روپیہ یہ کہتے ہوئے لے لیا کہ میں آپ کی بے خبری سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا۔ اس زمانہ میں تجارت کا تمام تر دارومدار دیانت و امانت پر تھا، مگر آج کل ذخیرہ اندوزی ناجائز منافع گیری اور بلیک میلنگ پر ہے۔ (مرسلہ: زوجہ قاری مسعود۔ پتوکی)

دولت کی حقیقت:

☆ دولت سے ظاہری سکون تو مل سکتا ہے مگر اطمینان قلب نہیں۔

☆ دولت سے نفسیاتی خواہش تو پوری ہو سکتی ہے مگر...... روحانی مسرت و سکون نہیں۔

☆ دولت سے خوشامدی تو بکثرت مل سکتے ہیں مگر...... خیر خواہ نہیں۔

☆ دولت سے ہم نشین تو بنا سکتے ہیں مگر...... دوست نہیں۔

☆ دولت سے مضبوط محلات تو خریدے جا سکتے ہیں مگر...... زندگی نہیں۔

☆ دولت سے کتابیں تو خریدی جا سکتی ہیں مگر...... علم نہیں۔

☆ دولت سے مسجد اور سرائے تو بن سکتی ہیں مگر ایمان نہیں۔ (عالیہ، رابعہ، حسنہ)

عیادت کرنا:

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کا ایک حق یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔ لیکن یہ بیمار پرسی اور تیمارداری اس طرح ہو کہ اس بیمار کو کوئی تکلیف نہ پہنچے کیونکہ عیادت کرنا بھی باعث اجر عمل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو گھر سے نکلنے سے لے کر واپسی تک پورے عرصے جنت کے باغ میں رہتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عیادت کے لئے جانے والے مسلمان کی واپسی تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

عیادت کا صحیح طریقہ: یہ تمام ثواب اس وقت ملے گا جب کہ عیادت پورے آداب اور طریقے سے کی جائے، یعنی جس کی عیادت کرنے جا رہے ہیں اسے کوئی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ مثلاً ایسے وقت میں جانا جو مریض کے آرام کا وقت ہو، اس وقت یہ عیادت اس مریض کے لئے تسلی کا باعث تو نہ رہی البتہ الٹا باعث پریشانی بن گئی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ تم میں سے جو کوئی بھی عیادت کرے تو وہ ہلکا پھلکا رہے، یعنی جتنا جلد ہو سکے واپس آجائے۔ بس مریض کا حال دریافت کرے، اسے تسلیٰ کے الفاظ کہے اور ہو سکے تو پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا کرے اور پھر جلد واپس آجائے۔ (خ، بنت بخت رواں۔ کراچی)

خدا کے لشکر:

آفتاب و ماہتاب، ستارے، ابر، ہوا، بارش وغیرہ جن کو ہم اسباب کہتے ہیں یہ تمام حق تعالیٰ کے ہاتھ یعنی قدرت میں ایسے مسخر ہیں جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم، ان میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو خود حرکت نہیں دیتا بلکہ ان کو ضرورت کے وقت بقدر حاجت امر خداوندی سے حرکت دی جاتی ہے، پس کاموں کو ان کی طبیعت کے حوالے کرنا غلطی ہے۔ جس طرح بادشاہ اپنے قلم سے کاغذ پر کسی کو جاگیر عطا کرنے کی سند لکھ دے تو جاگیر کو قلم اور کاغذ کی عطا کوئی نہیں سمجھے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے ملازموں اور لشکروں یعنی آگ، پانی، ہوا، خاک، افلاک، زمین وغیرہ سے کام لیتا ہے تو ان کاموں کو ان چیزوں کی طرف مستقل طور پر منسوب کرنا غلطی ہے۔ (بحوالہ: طشت جواہر)۔ (بنت احسن نواز۔ کراچی)

اُمتِ مسلمہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کو لازم پکڑے

ڈاکٹر رنتیسی شہید کی اہلیہ کا انٹرویو

بانی حماس شیخ احمد یٰسین شہید کے جانشین ڈاکٹر عبدالعزیز الرنتیسی 17 اپریل کو یہودی فضائیہ کے حملے میں شہید کر دیے گئے۔ اس حملے میں ڈاکٹر رنتیسی کے بیٹے محمد اور دو محافظ بھی شہید ہوئے، ذیل میں ہم ڈاکٹر رنتیسی شہید کی اہلیہ ام محمد کا انٹرویو پیش کر رہے ہیں جو عربی ویب سائٹ البشیر سے لیا گیا ہے (حافظ)

البشیر: آپ نے ڈاکٹر عبدالعزیز الرنتیسی کو کیسا پایا؟

ام محمد: میں اگر ان کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں تو کہوں گی کہ وہ ایک ایسے انسان تھے جو مجسم اسلام تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اسلام کے مطابق ڈھال رکھا تھا، عبادات، معاملات، اخلاق، سیاست و جہاد ان سب کا مجموعہ اگر دیکھا جائے تو عبدالعزیز الرنتیسی تھے۔

البشیر: گھر کے اندر وہ اپنے اوقات کس انداز میں مصروف کرتے تھے؟

ام محمد: وہ بہت خوب صورت گھڑیاں ہوتی تھیں جب وہ گھر میں موجود ہوتے تھے، جس وقت وہ گھر میں داخل ہوتے تو دن بھر کے تفکرات اور پریشانیوں کو گھر کی دہلیز سے باہر چھوڑ آتے تھے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر گھر والوں کے لئے فارغ کر لیتے تھے، اس دوران صرف خاندانی موضوعات پر گفتگو ہوتی تھی، وہ کبھی بھی ہمیں ہمارا حق دینا نہیں بھولتے تھے۔

البشیر: آخری دنوں میں ان پر ذمہ داریوں کا بہت بڑا بوجھ آپڑا تھا، کیا آپ ان کی سرگرمیوں کی مکمل معاونت کرتی تھیں؟

ام محمد: بے شک! یہ سارا عرصہ زوجیت جو تیس سال پر محیط ہے انہوں نے مجاہد فی سبیل اللہ کے طور پر گزارا۔ ہم نے اس سارے عرصے میں جانا کہ یہی ایک طریقہ ہے جس پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضاء، اور دنیا و آخرت کی ابدی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس راستے میں ہم نے جانا کہ یہ پھولوں کی سیج نہیں، یہی ہمارے دین اور ڈاکٹر رنتیسی شہید کی قربانیوں کا تقاضا ہے۔ انہوں نے اس راستے میں جان و مال اور ذاتی راحت و آرام کی قربانی دی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکیں۔ ان کا قربانیوں کے راستے پر چلتے ہوئے شہید ہو جانا دنیاوی اعتبار سے ہم پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

البشیر: ڈاکٹر رنتیسی نے اپنی اولاد کی تربیت کس انداز میں کی؟

ام محمد: انہوں نے اپنی اولاد کو دینی اخلاق و آداب کی پوری تربیت دی، کردار و گفتار اور اعمال کی پوری نگرانی کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے ان کی اولاد بہترین تربیت کا نمونہ

ہوں۔

البشیر: کیا وہ گھر میں بھی جہاد اور شہادت فی سبیل اللہ پر گفتگو کرتے تھے؟

ام محمد: ان کی تو پوری زندگی جہاد اور دعوتِ جہاد سے عبارت تھی اس پر تو کسی گفتگو کی حاجت ہی نہیں۔

البشیر: شہادت کے بعد آپ نے اپنے شہید شوہر کو دیکھا کہ ان کے چہرے پر مسکراہٹ ہے تو آپ نے کیا محسوس کیا؟

ام محمد: آپ غالباً کہنا چاہتے ہیں کہ اس وقت کے احساسات بیان کروں، تو جب میں نے انہیں دیکھا تو یقین کر لیا کہ میرے سامنے صرف ایک جسم رکھا ہے۔ باقی شہادت کے بعد ان سے ظاہر ہونے والی کرامات بھی واضح تھیں پہلی تو یہ کہ چہرے پر مسکراہٹ تھی، دوسری یہ کہ کئی گھنٹے گزرنے کے باوجود ان کے زخموں سے خون رس رہا تھا، تیسرا یہ کہ ان کا جسم گرم تھا، حالاں کہ سرد خانے سے لایا گیا تھا یہ میرے شہید شوہر کی کرامات ہیں، لیکن جب میں ان کے جسد کی طرف دیکھتی تو محسوس کرتی کہ جسد تو یہ ہے اور روح اپنے پروردگار کے پاس پہنچی ہوئی ہے، تب ہی میں نے تکبیر بلند کی اور ان کے جسد سے مخاطب ہو کر کہا آپ نے پاکیزہ زندگی گزاری اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شہید ہو کر ملے، میں نے کہا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام پہنچائیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائیں۔

البشیر: کیا ڈاکٹر عبدالعزیز کی شہادت اور اس سے پہلے شیخ احمد یٰسین کی شہادت کے بعد آپ کے رائے میں اسرائیل کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی یا کمزور پڑ جائے گی؟

ام محمد: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دین کی دعوت ختم ہوگئی تھی؟ شیخ احمد یٰسین اور ڈاکٹر رنتیسی یقیناً نبی کے برابر نہیں تھے، امر واقعہ یہ ہے کہ حماس کی قیادت اور اس کے سپاہی اب بھی دشمن کے سامنے صف آرا ہیں بلکہ میں کہتی ہوں کہ تمام فلسطینی چاہے ان کا تعلق حماس سے نہ ہو دشمن کے خلاف صف آراء ہیں اور شیرون کے لئے یہ پیغام ہے کہ ”تم نے بڑے خسارے والا معاملہ کیا، تم جتنی بھی قتل و غارت گری کر لو ہماری قوت میں اضافہ ہی ہوگا۔“ مسلم نوجوان تیزی کے ساتھ جہاد کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ جہاد ہی واحد درست راستہ ہے۔ یہودی احمقانہ حرکتیں کر رہے ہیں، وہ کب تک کمزور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جیلوں میں ڈالتے رہیں گے؟

البشیر: آپ فلسطینی جدوجہد کے پس منظر میں امت مسلمہ کو کیا پیغام دیں گی؟

ام محمد: میں امت مسلمہ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہوں گی کہ وہ بیدار ہو جائے، ذلت و مسکنت کی چادر اتار پھینکے اور عزت و سربلندی والے راستے کی طرف پلٹ آئے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑ لے۔ میں کہتی ہوں کہ جب بھی کوئی دشمن اسلام سر اٹھائے تو امت مسلمہ اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق دشمن کے خلاف مظلومین کی مدد و تعاون کرے۔

Jock And Schock

سمیرا فیضی

کبھی علیحدہ گھر چاہئے تو کبھی میاں کی ساری کمائی چاہئے، کبھی ہمسائی جیسا سوٹ چاہئے تو کبھی رشتہ داروں جیسا گھر اور گاڑی چاہئے کتنے مسئلے ہیں اور کتنی بڑی بڑی پریشانیاں ہیں۔ یہ مسائل اور پریشانیاں ہماری اپنی پیدا کردہ ہیں ہمارے اندر اس قدر ''سرایا'' پایا جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہوئے بھی اپنے اندر سے اس بیماری کو ختم نہیں کرسکتیں۔ کبھی ہم عورتوں کو کپڑوں پر جیلسی محسوس ہوتی ہے تو کبھی میک اپ پر، کبھی جوتوں پر اور کبھی دولت پر اور اس ''محبت'' میں ایک دوسرے پر ایسے ایسے الزام لگائے جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ اور یہ بھی نہیں سوچا جاتا کہ ہمیں اس بہتان طرازی کی کتنی بڑی سزا ملے گی بس تھوڑی سی لذت کی خاطر آخرت کی زندگی کو بھول جاتی ہیں جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''دوزخ میں کثرت عورتوں کی ہوگی''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ وہ غیبت کرتی ہیں اور مردوں کی ناشکری کرتی ہیں۔

اور اگر ان عورتوں سے کہا جائے کہ آپ فلاں کی چغلی کررہی ہیں تو فوراً جواب ملے گا کہ ہم تو اس کے منہ پر بھی کہہ سکتی ہیں (حالانکہ کہیں گی نہیں)۔

ہاں جی! دوسروں سے جلنا، الزام تراشیاں، چغلی کرنا کتنے بڑے سنگین گناہ ہیں لیکن ہم ان کے متعلق سوچتے ہی نہیں، ہم نے منفی سوچوں کو ہی ذہن میں جمع کررکھا ہے۔ کیا ہم نے کبھی یہ بھی سوچا کہ عراق تباہ ہوگیا، افغانستان 11/9 کا شکار ہوگیا، فرانس نے عورتوں کو بے پردہ کرنے کی مہم شروع کررکھی ہے، بھارت پاکستان کو مٹانے کے درپے ہے اور ہمارے پاکستان کا خیر سے پاک ہی اڑ گیا ہے کیونکہ جمالی صاحب کا کہنا ہے کہ یک قومی نظریے پر اکتفا کرلیا جائے، ڈاکٹر قدیر خان کی بے عزتی سوری ڈی بریفنگ مکمل ہوچکی ہے، ہمارے بچے گوانتاناموبے میں قید ہیں پاک افغان سرحدی علاقوں کا آپریشن کیا جارہا ہے کیونکہ القاعدہ اور طالبان نامی ''دو بڑے سرطان'' بڑی تیزی سے پھیل رہے ہیں اور یہ آپریشن امریکی فوج کررہی ہے۔ وہ ہماری سرحدوں کے محافظ ہیں، کیونکہ ہمارے ملکی محافظ تو کسی گوٹھ کی بچیوں کی تلاش میں ہوں گے۔

اور جب ہمارے ''ستان'' پر امریکی فوج محافظ ہے تو ہم ہر خطرے سے محفوظ ہیں اس لئے انٹرنیٹ کھول کر اپنے دفاع میں ''علم'' کا ذخیرہ کررہے ہیں، بہت سے بہن بھائی، بسنت اور ویلنٹائن ڈے کے نام پر غیروں کو خراج تحسین پیش کررہے ہیں۔ اب ہم معصوم عورتیں بھلا کیا جانیں کہ ان چھوٹے

چھوٹے مسائل پر لوگ رو رہے ہیں، ہمارے تو اپنے ہی اتنے کام دھندے ہیں کہ نہ پوچھیں، ہمیں یہ بھی دھیان رکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے ساتھ والے گھر میں کیا ہورہا ہے، کون سی عورت کہاں جارہی ہے، کیا کررہی ہے؟ کس بیوٹی پارلر میں جارہی ہے، کون سا فیشن اختیار کررہی ہے؟ گرمیوں میں کتنے سوٹ بنانے ہیں اور سردیوں میں کتنی جرسیاں خریدنی ہیں، اپنی بیٹی کو جہیز کتنا دینا ہے اور ساس کو جھمکے کتنے وزنی دینے ہیں۔ اب اتنی ساری چیزیں سوچنے کے لئے ہوں تو چھوٹے مسائل کہاں نظر آئیں۔

آخر میں میری اتنی درخواست ہے کہ اوپر بیان کردہ چند مسائل پر غور کریں ایک دوسرے کو اذیت دینے کی بجائے ان بڑی بڑی اذیتوں پر غور کریں، جلتے ہوئے گھروں کی طرف دیکھیں، ان بوڑھی آنکھوں کی طرف دیکھیں جن کے بچے گھروں میں واپس نہیں آئے تو شاید ہماری مثبت سوچ کسی انقلاب کا پیش خیمہ بن جائے اور ہمیں معلوم ہوجائے کہ

اور بھی کام ہیں زمانے میں چغلیوں کے سوا
اذیتیں اور بھی ہیں لوگوں کو تپانے کے سوا

ہوا کے دوش پر

ثمینہ سلیمان

''بچہ کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے'' یہ قول بڑے بڑے مفکروں کا ہے اور نسل در نسل بڑوں سے سنتے اور پڑھتے آرہے ہیں۔ مگر زمانہ بدل گیا ہے اکیسویں صدی کا آغاز ہے ہماری قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہے اب یہ قول کچھ اس طرح ہوگا ''بچہ کی پہلی اور آخری درسگاہ ٹی وی کیبل ہے۔'' اس میں کوئی شک بھی نہیں صبح سویرے بچے اسکول کی تیاریوں کے ساتھ ساتھ ٹی وی آن کرنا ہرگز نہیں بھولتے۔ رات کو جس چینل کو دیکھتے ہوئے سوتے ہیں وہی صبح لگا ہوتا ہے اور ہندو بھجن سے دن کا آغاز ہوتا ہے اب کون زحمت کرے پی ٹی وی لگانے کی جبکہ پتہ بھی ہے کہ وہاں ''تلاوت و ترجمہ'' آرہا ہوگا جس کو سن کر خوف بھی آجاتا ہے (نام کے ہی سہی ہیں تو مسلمان نا) مزے کی بات تو یہ ہے کہ اب تو دادی اماں بھی بڑے شوق سے ڈرامے دیکھتی ہیں اور اب ان کو ''دادی ماں'' کہنے پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوتا جیسے باجی کو ''دیدی'' کہنے پر نہیں ہوتا ویسے بھی یہ تو وقت کا تقاضا ہے۔ جدت کے پسند نہیں؟ امی کو ''مام'' کہنا کتنا ''سندر'' لگتا ہے ''مام'' کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آجاتی ہے پھر ان چینل کے کیا کہنے بغیر کسی استاد کے ڈانس سکھا جاتے ہیں جو شادی بیاہ کے موقع پر بڑے فخر سے پیش کیے جاتے ہیں ایک ایک ادا پر تو ''مام'' اور ''پتا جی'' بھی خوش ہوتے ہیں وہ بھی کوئی دور تھا بیک ورڈ، اونہہ! کنواری لڑکیاں ہو کاٹن کے کپڑے پہنو، ریشمی کپڑے ابھی سے پہننے لگیں تو فرق کیا لگے گا شادی کے بعد، لپ اسٹک مت لگاؤ پکا پن آجائے گا، بڑوں میں نہ بیٹھو، کچھ گھرداری بھی سیکھ لو پرائے گھر جانا ہے۔ ہر بات پر نکتہ چینی ہر بات پر تنقید یہ کرو وہ نہ کرو، ہائے یہ چینلز کتنی بڑی نعمت ہیں ماں، باپ تک کو سدھار کے رکھ دیا۔

بدصورت شہزادی

طاہرہ اکرم، کراچی

"دادو!......دادو! کہاں ہیں آپ؟" وجیہہ بھاگتی ہوئی دادی جان کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"ارے بیٹا خیریت اتنا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟" دادی نے آٹھ سالہ پوتی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"دادو، میں نے اس دفعہ پھر اسکول میں ٹاپ (Top) کیا ہے۔" وجیہہ نے رپورٹ کارڈ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ماشاءاللہ" بھئی مجھے تو پہلے ہی معلوم تھا کہ میری بیٹی (Top) ٹاپ کرے گی۔" دادی نے وجیہہ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا دادو میں باقی سب کو بھی بتادوں۔" وجیہہ نے خود کو چھڑاتے ہوئے کہا۔اور باہر بھاگ گئی۔

"اللہ تمہارے مقدر بھی اچھے کرے میری بچی"۔ دادی نے وجیہہ کے جانے کے بعد دعا کی۔

وجیہہ نے ان کے منجھلے بیٹے کی اکلوتی اولاد تھی ابھی سال بھر کی بھی نہ ہوئی تھی کہ ماں باپ ایک حادثے میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ والدین کے بعد وجیہہ کی پرورش دادی نے ماں بن کر کی۔ گھر میں سب وجیہہ کو بہت پیار کرتے دراصل وہ تھی بھی اتنی معصوم، ذہین، باادب اور حساس۔ اسکول میں پڑھانے والے اساتذہ وجیہہ کی ذہانت کی وجہ سے اسے بہت عزیز رکھتے تھے۔ اساتذہ کو کبھی ایک بات کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

❀......❀......❀

اسکول میں سالانہ امتحانات کے بعد ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ بزم ادب کی انچارج مس جمیلہ نے ایک تاریخی ڈرامہ بنانے کا منصوبہ بنایا، جس میں ایک شہزادی کا کردار بھی تھا۔ وجیہہ کی کلاس میں آکر مس جمیلہ نے باآواز بلند اعلان کرتے ہوئے کہا "ہمیں شہزادی کے کردار کے لئے ایک بچی چاہئے۔" ساتھ ہی انہوں نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وجیہہ نے فوراً ہاتھ بلند کیا، سب کی نظریں وجیہہ پر پڑیں۔ مس جمیلہ نے ایک تنقیدی نظر وجیہہ کے چہرے پر ڈالی اور دوسرے ہی لمحے کہا "ارے نہیں نہیں...... ہمیں تو کوئی خوبصورت سی لڑکی چاہئے۔" اس بات پر کمرہ جماعت میں قہقہہ بلند ہوا اور وجیہہ کا اٹھا ہوا ہاتھ نیچے گر گیا۔

"بیٹا آپ کا کیا نام ہے"؟ مس جمیلہ نے وجیہہ سے پیچھے بیٹھی لڑکی سے پوچھا۔

"فِضہ!"۔ فضہ نے مختصر جواب دیا۔ "کیا آپ اس کرادار میں حصہ لیں گی؟" مس جمیلہ نے پوچھا۔

"ماما سے پوچھنا پڑے گا۔" فضہ نے قدرے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا ہمیں کوئی جلدی نہیں، آپ کل پرسوں تک ہمیں جواب دے دیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ آپ اس کردار کے لئے بیسٹ (Best) رہیں گی۔ مس جمیلہ وجیہہ کو زندگی کا ایک نیا رخ دکھا کر چلی گئیں۔

❀......❀......❀

اسکول سے گھر آکر وہ گھنٹوں آئینے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لیتی رہی۔ آج تک کسی نے اس پہلو کا احساس ہی نہ دلایا تھا۔ "کیا واقعی میں بدصورت ہوں؟" اس نے اپنے چہرے پر تنقیدی نظر ڈالی۔ ہاں، نہ تو تمہاری رنگت گوری ہے اور نہ آنکھیں سنہری ہیں۔" آئینے نے جواب دیا۔

سانولی سے بھی گہری رنگت اور سیاہ چمکیلی آنکھیں جن سے ذہانت اور معصومیت ٹپک رہی تھی۔ اس کے علاوہ کیا تھا ہاں، سفید دانت تھے، جب ہنستی تو سیاہ رنگت پر نمایاں نظر آتے تھے۔ "واہ بھئی وجیہہ شہزادی بننے جارہی تھی"۔ آئینے قہقہہ لگایا۔

"کیوں؟ کیا کوئی شہزادی بدصورت نہیں ہوسکتی؟" اس کے معصوم دل نے پوچھا اس بات پر اسے ایک کہانی یاد آگئی جس کا عنوان بدصورت شہزادی تھا۔ اس بات پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے اس خیال کو رد کردیا اور کمرے سے باہر چلی آئی۔

وقت کا پہیہ اپنی رفتار سے گھومتا رہا۔ دادی اماں کے آنگن میں کھیلنے والے بچے جوان ہوگئے۔ وجیہہ پہلے سے بھی زیادہ سمجھدار اور سگھڑ ہوگئی۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد اس نے گھر داری میں چاچیوں کا ہاتھ بٹانا شروع کردیا۔ دادی جان بہت ضعیف ہوگئی تھیں، اب ان کے تمام کام وجیہہ نے اپنے ذمہ لے لئے، آخر انہوں نے اسے ماں بن کر پالا تھا۔ چھوٹی چچی کا کوئی کام ہوتا تو وجیہہ کو آواز دیتیں، بڑی چچی نے سر میں مالش کروانی ہوتی تو وجیہہ حاضر ہوجاتی، چھوٹے بڑے چچا نے کپڑے استری کروانے ہوتے تو وجیہہ سے، غرض گھر کا سارا انظام وجیہہ نے سنبھال رکھا تھا۔

"ویسے ایک بات ہے بھابھی"۔ چھوٹی چچی نے بڑی چچی کو مخاطب کیا۔

"کیا؟" بڑی چچی نے ہرا مصالحہ کاٹتے ہوئے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"جب وجیہہ کی شادی ہوجائے گی تو اس گھر کا کیا ہوگا؟ سارا گھر تو وجیہہ نے سنبھال رکھا ہے۔" چھوٹی چچی نے خدشے کا اظہار کیا۔ "ہاں کہتی تو تم ٹھیک ہو لیکن اس کا بھی حل ہے۔" بڑی چچی نے کہا۔

"وہ کیا؟" چھوٹی چچی نے پوچھا۔ "بھئی تمہارے تین بیٹے ہیں اور میرے دو ہم وجیہہ کو باہر جانے دیں گے تو تب نا"۔ اس بات پر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

امی آپ کو پتہ ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ عماد ماں کی بات سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا۔ بھلا وجیہہ اور میں، نہیں کبھی نہیں۔" میں نے تو ایسا کبھی سوچا بھی نہیں۔" اور ویسے بھی میں چھوٹی خالہ کی امامہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" عماد نے گویا آخری فیصلہ سنایا۔ بیٹا اُمامہ میری بھانجی ضرور ہے، خوبصورت بھی ہے لیکن جو بات وجیہہ میں ہے وہ اُمامہ میں نہیں۔ چچی نے عماد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "کیا خاص بات ہے وجیہہ میں؟" عماد نے سوال کیا۔

بیٹا وجیہہ پڑھی لکھی ہے، سلیقہ شعار ہے، سمجھدار ہے، گھرداری کا سلیقہ ہے اسے جبکہ امامہ کو تو اپنے فیشن سے ہی فرصت نہیں۔ چھوٹی چچی نے دلیل پیش کی۔

"اماں مجھے بیوی چاہئے کوئی نوکرانی نہیں، وجیہہ کو دیکھ کر تو نوکرانی کا گمان ہوتا ہے۔" "ویسے آپ عاطف، کاشف کے لئے کیوں نہیں بیاہ لیتیں وجیہہ کو، میں ہی قربانی کا بکرا نظر آیا ہوں۔" عماد غصے میں سب کچھ بولے جارہا تھا۔ اس بات سے بے خبر کہ کسی کام سے آتی وجیہہ کے قدم باہر ہی رک گئے اور اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی سب کچھ سن لیا۔

❀......❀......❀

ادھر بڑی چچی نے اپنے بیٹوں سے بات کی تو بڑے نے تو صاف انکار کردیا جبکہ چھوٹے نے کہا مجھے تو ابھی معاف ہی رکھیں میں ابھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ جب دونوں چچیاں اپنے بیٹوں سے مایوس ہوگئیں تو انہوں نے مجبوراً وجیہہ کے لئے باہر رشتے ڈھونڈنا شروع کردیئے۔ ایک دو رشتے آئے بھی لیکن وجیہہ کو دیکھنے کے بعد دوبارہ نہ آئے۔ آخر کار چھوٹی چچی کی ایک دور کی رشتہ دار کو رشتہ چاہئے تھا تو انہوں نے وجیہہ کا نام لے دیا۔ آج لڑکے والوں نے آنا تھا، دونوں چچیوں نے وجیہہ کو اپنی نگرانی میں تیار کروایا، مہمانوں کے لئے خوب لوازمات تیار کئے گئے، شام کو لڑکے والے آگئے۔

"بھئی میں تو کہتی ہوں آج کے دور میں لڑکی ڈھونڈنا مشکل ترین کام ہے۔" نئی آنے والی خاتون کی آواز باہر تک آرہی تھی۔

"نہیں خیر ایسا تو نہیں"۔ بڑی چچی سے چپ نہیں رہا جارہا تھا۔

"بھئی میں نے تو اس سے پہلے کوئی سترہ اٹھارہ لڑکیاں دیکھی ہیں لیکن مجھے تو کوئی پسند نہیں آئی"۔ خاتون نے فخریہ طور پر بتایا۔ "کیسی لڑکی چاہتی ہیں آپ اپنے بیٹے کے لئے؟" بڑی چچی اب بھی چپ نہ رہ سکیں۔

ارے بہن میں تو چاہتی ہوں اپنے بیٹے کے لئے شہزادی سی لڑکی لاؤں۔ بھئی آخر میرا بیٹا بھی کسی شہزادے سے کم نہیں۔ کیوں؟ انہوں نے چھوٹی چچی کی طرف تائیدی نظروں سے دیکھا۔ "جی بالکل بالکل"۔ چھوٹی چچی نے بمشکل کہا۔

بھئی اب ہماری بیٹی کو بھی تو بلواؤ۔ خاتون وجیہہ کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں۔

وجیہہ چائے کے ساتھ دیگر لوازمات قرینے سے سجا کر ٹرالی لئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

لیکن یہ کیا؟ خاتون کا سارا جوش وخروش ٹھنڈا پڑ گیا۔ انہوں نے سلام کا جواب بھی ہلکی آواز میں دیا تھا۔ وجیہہ بھی وہیں ایک صوفے پر بیٹھ گئی، حیا کے مارے اس سے آنکھیں نہیں اٹھائی جارہی تھیں، لیکن نظریں نیچی ہونے کے باوجود اسے خاتون کی نظریں اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اتنے میں اس کی ہونے والی ساس اپنے ساتھ آئی خواتین سے کھسر پھسر کرنے لگیں۔

وجیہہ نے زیادہ بیٹھنا مناسب نہ سمجھا اور اٹھ گئی۔ ابھی وہ دروازے تک بھی نہ پہنچی تھی کہ خاتون کی آواز آئی ''بھئی تمہاری بچیاں تو خوبصورت ہیں وہ کہاں ہیں نظر نہیں آرہیں۔'' وجیہہ کے قدم مَن مَن بھاری ہوگئے اور جسم یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے بلند پہاڑ سے نیچے پھینک دیا ہو۔

''یہ وجیہہ تھی میرے جیٹھ کی بیٹی ہے لیکن میں اسے اپنی ہی بیٹی سمجھتی ہوں۔'' چچی نے وضاحت کی۔

ہاں ہاں جانتی ہوں۔ لیکن بھئی سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے چاند سی بہو چاہئے اگر تم اپنی کسی بچی کا...... ابھی ان کی بات ادھوری تھی کہ چھوٹی چچی بول پڑیں۔ ''وجیہہ ہماری بڑی بیٹی ہے اور بڑی کے ہوتے ہم چھوٹی بیٹیوں کی بات طے نہیں کریں گے۔'' ''اچھا بہن جیسے تمہاری مرضی، یہ کہہ کر وہ چلی گئیں۔

❀......❀......❀

''دادو آج کوئی کہانی سنائیں نا۔'' وجیہہ رات کو دادی کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔

''ارے...... کہانی، اب تو بچی تو نہیں کہ میں تجھے کہانی سنا کر سلاؤں۔'' دادی نے پیار سے کہا۔

''تو کیا ہوا دادی میں آپ کے لئے تو اُتنی ہی چھوٹی ہوں نا۔'' کیا آپ بچپن میں مجھے کہانی نہیں سناتی تھیں۔'' وجیہ لاڈ منوانے کے موڈ میں تھی۔ ''ہاں سناتی تھی۔'' دادی اماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اچھا...... لوسنو۔ ''ایک دفعہ کسی ملک میں ایک بادشاہ رہتا تھا، اس کی ایک ہی بیٹی تھی جو کہ بہت خوبصورت تھی۔'' دادی نے کہانی شروع کی۔

''دادو، ہمیشہ شہزادیاں خوبصورت ہی کیوں ہوتی ہیں۔ کوئی شہزادی بدصورت کیوں نہیں ہوتی؟''۔ وجیہہ نے بیچ میں سوال کیا۔ ''بیٹا! یہ تو کہانی ہے۔ لوگ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں بس اس لئے لکھ دیتے ہیں کہ ''شہزادی خوبصورت تھی۔'' دادی نے وجیہہ کو سمجھایا۔

لیکن دادی آج مجھے کسی بدصورت شہزادی کی کہانی سننی ہے، جو باطن کی خوبصورت ہو، جس کی لوگ خوب سیرتی کو پسند کرتے ہوں اور کوئی شہزادہ اس کی خوب سیرتی کی وجہ سے اسے بیاہ کرلے جائے۔ دادی پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھیں۔

''دادو، کوئی ایسی کہانی کیوں نہیں سناتیں؟'' کہتے کہتے آنسو وجیہہ کے گالوں پر بہہ گئے۔

لیکن دو آنسو ضعیف آنکھوں سے نکل کر وجیہہ کے بالوں میں جذب ہوگئے۔ جنہیں وجیہہ نہ دیکھ سکی۔

اخبار نسواں

دلہنوں کی زندگی عذاب

مغربی بنگال (انڈیا) کے ضلع دیناج پور میں ریلوے پھاٹک پر گزشتہ دنوں ایک ٹرین اور دو شادیوں کی بارات پر مشتمل بس کے درمیان شدید تصادم ہوا، گیارہ باراتی ہلاک اور تمیں زخمی ہوئے۔ خوش قسمتی سے حادثے میں دلہنوں کو معمولی چوٹیں بھی نہیں آئیں۔ اب گاؤں والوں نے بچ جانے والی دلہنوں کو چڑیلیں قرار دیتے ہوئے حادثے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور ان پر قاتلانہ حملے کئے جارہے ہیں جبکہ دلہنیں اپنی جانیں بچانے کے لئے چھپتی پھر رہی ہیں۔

کتاب چور عورت گرفتار

برطانیہ میں ایک 37 سالہ عورت کو پکڑا گیا ہے جس نے پبلک لائبریری سے 450 کتابیں اور ایک دوسری لائبریری سے 120 کتابیں چرائیں جن کی مالیت 760 پونڈ سے زیادہ بنتی ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ یہ تمام کتابیں کھانا بنانے کی ترکیبوں سے متعلق ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ کی ایک ضلعی عدالت نے مذکورہ عورت کو تین سال قید کی سزا سنائی ہے۔

اسکارف پہن کر کھیلنے سے منع کر دیا گیا

آسٹریلوی ریاست وکٹوریہ کی خواتین فٹ بال ٹیم کی سب سے اہم اسٹرائیکر عفیفہ سعد کو اسکارف اور ٹراؤزر پہن کر کھیلنے سے روک دیا گیا۔ ایک خبر کے مطابق جب عفیفہ سعد مذکورہ لباس میں کھیل کے میدان میں آئی تو ریفری نے اسے کھیلنے سے روک دیا۔ بتایا گیا ہے کہ عفیفہ سعد کو اپنی ٹیم کی دوسری ساتھیوں کی حمایت بھی حاصل ہے۔

تبصرہ

اسلام نے کھیل اور تفریح کی حدود مقرر کردی ہیں، عفیفہ سعد کا کھیل میں یوں حصہ لینا سراسر غیر اسلامی فعل ہے اور وہ کفار کے ہاں اس لئے معتوب ٹھہری ہے کہ وہ مکمل کافرانہ لباس میں ننگی ہوکر کیوں نہیں آئی۔ مقام افسوس ہے کہ مسلمان اپنے دین میں کفر کی آمیزش سے نہیں چوکتا جبکہ کفار اپنے کفر میں ایک رتی اسلام کی آمیزش قبول نہیں کرتے۔

شرمناک...... المناک

ایک مسلم بہن

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ انسان جس دور اور جس زمانے میں بھی پیدا ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف قسم کی آزمائشوں میں مبتلا کیا ہے۔ آج کے اس دور میں جس کو کچھ روشن خیال اور مردہ ضمیر لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے زیادہ جدید اور بہترین دور کہتے ہیں، کچھ خواتین آزادی چاہتی ہیں، ایسی آزادی جو اسلام سے دور کرنا سکھاتی ہے، ایسی آزادی جس میں اسلام کے عالم گیر اور بے مثال حدود وقیود نہ ہوں اور ایسی بدبخت عورتیں بھی ہیں کہ جن کو اللہ پاک کے احکام میں نہ دنیا کا فائدہ نظر آتا ہے اور نہ دین کا۔ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں میں نہ دنیا کی کامیابی نظر آتی ہے اور نہ آخرت کی۔ آزادی نسواں کے نام پر آواز لگانے والی ایسی ہی کچھ عورتوں کے لئے ہم اب ایک جائزہ پیش کریں گے تاکہ ان کے دل ودماغ کی آنکھیں کھل جائیں کہ آزادی سے انسان کو ترقی ملتی ہے یا تباہی۔

1992ء کے اوائل میں ایک جائزہ لیا گیا جس کے مطابق اس وقت دنیا میں ہر سال 65 لاکھ عورتوں کی خرید وفروخت ہو رہی تھی۔ اس شرم ناک دھندے کیلئے قوانین سخت سے سخت ہوتے گئے، لاتعداد کانفرنسیں اور کنونشن ہوئے۔ عالمی اور قومی سطح پر سرکاری وغیر سرکاری ادارے یہ دھندا روکنے میں سرگرم رہیں مگر یہ دھندا مزید وسعت اختیار کرتا گیا اور 2000ء کے جائزہ کے مطابق بلقان کے ممالک سے ہر سال تین لاکھ سے زائد عورتیں یورپی ممالک میں بھیجی جارہی ہیں اور انہیں مہنگے داموں فروخت کیا جاتا ہے۔ یورپی یونین اور اقوام متحدہ کے مطابق پوری دنیا میں ہر سال عورتوں کی خرید وفروخت سے سات بلین ڈالر منافع کمایا جارہا ہے اور مشرق ممالک سے ہر سال 20 لاکھ عورتیں امریکا اسمگل کئے جاتے ہیں۔ زیادہ تر عورتیں، چین، جاپان، پاکستان، بھارت، افغانستان، سعودی عرب، دبئی، مصر اور لبنان وغیرہ سے بھیجی جاتی ہیں اور ان کو امریکا میں جسم فروشی، ہوٹلوں، کلبوں اور فلموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چین کے ایک صوبے میں لڑکیاں سرِ عام نیلام کی جاتی ہیں، ان میں سے ہر ایک لڑکی کے گلے میں ایک نرخ نامہ آویزاں ہوتا ہے۔ چین کے ایک آدمی نے اپنے گھر والوں بیوی، ماں، بھابھی، بہن کو بھی 50، 100، 120، 150 ڈالرز میں فروخت کیا۔ بھارت میں لڑکیوں کے گردے، دل اور آنکھیں نکال کر فروخت کئے جاتے ہیں۔ بھارت کے خریدار بھینسوں کے بدلے لڑکیاں خریدتے ہیں اور پھر ان کو امریکا اسمگل کرتے ہیں جن میں سے اکثر کی عمریں 12 سے 18 سال تک ہوتی ہیں۔''

اللہ پاک ہمیں دینی غیرت اور ایمانی جذبہ عطا فرمائے کہ ہم اپنے آپ اور دوسروں کی عزتوں کی حفاظت

آپ کی صحت

رعشہ ہے:

ہے محترمہ ڈاکٹر صاحبہ میری والدہ کو دو سال سے رعشہ کی تکلیف ہے۔ بائیں بازو میں رعشہ ہے، بازو کافی کمزور ہوگیا ہے۔ ہومیو پیتھک کی دوائی جب تک استعمال کرتی ہیں فائدہ رہتا ہے بعد میں پھر وہی حالت ہوجاتی ہے۔ ہم گھر والے کافی پریشان ہیں۔ (نازیہ پروین چولستان۔ تحصیل یزمان منڈی)

☆ نازیہ صاحبہ آپ اپنی والدہ کی تفصیلی رپورٹیں بھی بھیج دیتیں تو زیادہ مناسب رہتا کیونکہ اس کی اصل وجہ جاننا بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ موروثی بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات وجہ اتنی معمولی ہوتی ہے کہ تبدیلی آب و ہوا سے بھی یہ مرض ٹھیک ہوجاتا ہے۔ والدہ کو غذا میں زود ہضم مگر مقوی غذا دیں۔ دوا میں .CAUSTICUM-CM کی ایک خوراک ہفتے میں ایک مرتبہ 5 قطرے ایک چمچ پانی میں نہار منہ دیں باقی دنوں میں CAUSTICUM 200 کی ہی صبح شام دو خوراکیں۔ 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر دیا کریں۔ ایک مہینہ استعمال کر کے مجھے بتایئے گا۔ دوا میں پابندی ضروری ہے۔

دانت پیلے ہیں:

ہے میری عمر پندرہ سال ہے روزانہ برش کرتی ہوں لیکن اس کے باوجود بھی دانت صاف نہیں ہورہے (بنت عمر۔ فتح جنگ ضلع اٹک)۔ ہے میرا مسئلہ یہ ہے کہ ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتی ہوں لیکن دانت صحیح صاف نہیں ہوتے۔ (تہمینہ رحمٰن۔ ملتان خورد)۔ ہے میری والدہ کی عمر 43 سال ہے ان کی داڑھ میں درد رہتا ہے کئی دوائیں استعمال کی ہیں لیکن فائدہ نہیں ہورہا۔ (بنت عبداللہ۔ بورے والا)

☆ آپ تینوں کا دانتوں سے متعلق مسئلہ تقریباً ایک جیسا ہے اگر صفائی کا بھی خیال رکھا گیا ہو تو دانتوں میں خرابی یا پیلاہٹ وٹامن سی کی کمی سے ہوتی ہے۔ دانتوں کی مختلف بیماریوں میں نیم کے تازہ پتے پانی میں جوش دے کر چھان کر اس پانی سے کلیاں کریں اس کو روزانہ تازہ تیار کرکے کرنا ہے یہ ایک بہترین اینٹی سیپٹک اور Mouth wash ہے دوا میں Kerosote200 کی روزانہ صبح و شام 2 خوراکیں لیں تقریباً 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں اگر نیم یا کیکر کی مسواک ملتی ہے تو اس کو استعمال کریں۔ وٹامن سی کی کمی دور کرنے کے لئے Abocal tab یا Cac.1000 tab کی گولیاں ایک ماہ تک متواتر استعمال کریں۔

ناک کی ہڈی بڑھی ہوئی ہے:

ہے میری عمر 16 برس ہے اور میں میٹرک کی طالبہ ہوں میرے ساتھ بچپن سے مسئلہ یہ ہے کہ میری ناک ہر وقت بہتی رہتی ہے، بچپن میں گرنے سے ناک پر چوٹ آئی تھی۔ اب میری ناک میں مسلسل درد رہتا ہے۔ (بنت محمد اسلم۔ مانسہرہ)

ہے یہ میرا دوسرا خط ہے پہلے بھی میں نے لکھا لیکن جواب نہیں ملا۔ محترمہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری ناک کی ہڈی بڑھی ہوئی ہے جس کے لئے میں ہومیو پیتھک دوائی استعمال کر رہی

ڈاکٹر ام محمد

ہوں۔ دوائیوں کا نام لکھ رہی ہوں آپ میری رہنمائی کریں۔ (بنت عبیداللہ۔ لاہور)

☆ آپ دونوں ہی نزلے اور ناک کی ہڈی بڑھی ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ بنت محمد اسلم صاحبہ آپ کی بھی ناک کی ہڈی بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے یا بچپن کی چوٹ کی وجہ سے اندرونی جھلی میں ورم ہوگیا ہے جس کی وجہ سے نزلہ رہتا ہے۔ اس کا ایک تو دیسی طریقہ علاج یہ ہے کہ عناب دو دانے، گاؤزبان 3 ماشے پانی میں جوش دے کر صبح نہار منہ پی لیا کریں۔ کھلی ہوا میں لمبی لمبی سانس لیں۔ اس کے علاوہ Teucrium Mar.30 اس کو دن میں 4 مرتبہ 5-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں اس کے ساتھ ہی اس Teucrium Ø کا پانی میں ایک اور دس فیصد کے حساب سے محلول بنا کر ناک میں ڈالا کریں دن میں کم از کم 2 مرتبہ۔

لیکوریا:

☆ ہمشیرہ اکرام اللہ، چیچہ وطنی۔ بنت رفیق ضلع اٹک۔ ام طاہر کوہاٹ۔ بنت مظہر احمد۔ ایک بہن۔ بنت عبیداللہ لاہور۔ ان سب کے خطوط پڑھ لئے گئے ہیں طوالت کے باعث شائع نہیں کئے جارہے۔

☆ آپ سب بہنوں کے خطوط میں بنیادی مسئلہ لیکوریا کا ہے کیونکہ اس کے علاوہ جو مسائل لکھے ہیں اس کی بڑی اندرونی وجہ لیکوریا ہی ہے۔ دراصل یہ مرض جسم کو اندرونی طور پر بالکل کمزور کردیتا ہے۔ صفائی اور متوازن غذا کا استعمال رکھنا چاہئے اکڑوں بیٹھ کر کام نہیں کرنا چاہئے۔ تیز مرچ مصالحوں اور چٹنیوں سے پرہیز کرنا چاہئے خواتین کو زیادہ بوجھ نہیں اٹھانا چاہئے کیونکہ خواتین کا جسم نازک ہوتا ہے بعد میں اسی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ بہرحال دوا میں Bio-plasgen No13 کی چار گولیاں دن میں 4 مرتبہ اس کے علاوہ دوا Cimicifuga 30 5-5 قطرے دن میں تین مرتبہ ایک چمچ پانی میں حل کر کے پئیں۔

بڑھتا ہوا وزن:

☆ بنت محمد یوسف جناح کالونی فیصل آباد۔ شگفتہ انجم اٹک۔ بنت مختار لاہور۔ س۔ بنت عائشہ کراچی۔ لمعۃ اللہ جہانیاں منڈی۔ بنت آدم وحوا۔ تسکین منور علی کورنگی کراچی۔ ربیعہ زیب۔ اخت فرقان۔ ان سب بہنوں کے خط پڑھ لئے گئے ہیں طوالت کے باعث شائع نہیں کئے جارہے۔

☆ آپ تمام بہنیں اپنے بڑھتے ہوئے وزن سے پریشان ہیں۔ وزن بڑھنا واقعی کوئی اچھی بات نہیں اس کا اثر عمر کے جواں دور میں بظاہر نہیں پڑتا۔ مگر عمر کے آخری دور میں قلب ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جتنا گوشت اور چربی جسم پر چڑھے گی خون کی اور خون کے دوران کی اتنی ہی ضرورت ہوگی اور خون کا سفر بھی طویل ہوجائے گا۔ اس کے لئے دل کو زیادہ طاقت سے خون کے دوران کو پمپ کرنا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے دل تھک جاتا ہے اتنا سمجھ لینے کے بعد آپ غور کریں اور اپنی غذا و خوراک پر نظر ثانی فرمائیں میں یہ مشورہ نہیں دوں گی کہ ڈائٹنگ کریں مگر اتنا ضرور ہوسکتا ہے کہ سنت کے مطابق تھوڑی بھوک رکھ کر کھانا کھانا چھوڑ دیں اس کمی سے ضرور فائدہ ہوگا۔ اس کے بعد کوشش کریں کہ اناج، روغن اور میٹھی چیزوں میں ذرا احتیاط سے کام لیں۔ تیز تیز واک کرلیا کریں چاہے 15-10 منٹ ہی ہو۔ پانی زیادہ پئیں مگر نمک کم استعمال کریں۔ زیادہ نمک جسم میں پانی کو روکتا ہے۔ اگر ایام کی یا کوئی دوسری شکایت ہے تو اس کو دور کریں۔ دوا میں Fucus ves Ø تقریباً 30 قطرے دن میں تین مرتبہ کھانا کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے ایک گھونٹ پانی میں ملا کر پئیں اس کے علاوہ ایک دیسی ٹوٹکہ ہے کہ سفید زیرہ 5 گرام لے کر اس کو پانی میں خوب جوش دیں اور اس میں آدھا لیموں ملا کر نہار منہ اور اسی طرح رات میں سوتے وقت قہوے کے طور پر پینے سے وزن کم ہوجاتا ہے۔

ضروری نوٹ

1: خط کے ہمراہ جوابی لفافہ نہ بھیجئے نہ رقم ارسال کریں۔

2: خطوط کی کثرت کی وجہ سے آپ کے جواب میں تاخیر ہوسکتی ہے۔

3: ایک خط میں کوشش کریں کہ مختلف امراض میں سے جو زیادہ پریشان کن ہو اس کے لئے مشورہ طلب کریں باقی بعد میں سہی۔

4: میں جو دوائیاں لکھتی ہوں وہ ہومیو پیتھک اسٹور سے مل سکتی ہے جبکہ دیسی دوائیاں پنساری کی دکان پر دستیاب ہوتی ہیں۔

ہمشیرہ نوید احمد چوہان سرگودھا

آم کا اچار

اجزاء: آم دو کلو۔ میتھی 20 گرام۔ نمک 90 گرام۔ سرخ مرچ 20 گرام۔ ہلدی ایک چمچہ۔ زیرہ ایک چمچہ۔ سونف کلونجی 30-30 گرام۔ تیل سرسوں 250 ملی لیٹر۔

ترتیب: بڑے بڑے سخت آم لے کر پھانکیں بنالیں۔ گٹھلی نکال دیں پھانکیں دو گھنٹے تک دھوپ میں خشک کریں کسی صاف اور خشک مرتبان میں پھانکیں اور تمام مسالے بمع تیل سرسوں ڈال دیں۔ ایک ہفتے تک دھوپ دکھائیں اور مرتبان روز ہلاتے رہیں ایک ہفتے تک اچار تیار ہوگا۔

آم اور ہری مرچوں کا اچار

اجزاء: آم دو کلو۔ ہری مرچیں ایک کلو۔ تیل سرسوں 250 ملی لیٹر۔ زیرہ سفید 250 گرام۔ کلونجی 125 گرام۔ ہلدی 125 گرام۔ سونف 250 گرام۔ میتھی کے دانے 125 گرام۔ نمک 250 گرام۔ مرچ سیاہ 30 گرام۔ مرچ سرخ پسی ہوئی ایک چمچہ۔

ترکیب: ہری مرچوں کو دھو کر خشک کرلیں اور ان کے پیٹ چاک کرلیں آموں کو دھو کر صاف کرلیں اور درمیان سے کاٹ کر دو دو حصے کرلیں گٹھلیاں نکال دیں۔ آموں پر تھوڑا سا نمک لگا کر دھوپ میں رکھ دیں اور اتنی دیر انتظار کریں کہ آم پانی چھوڑ دیں اور ان کا رنگ پیلا پڑ جائے اب تمام مسالے ملا کر ہری مرچوں کے پیٹ میں بھر دیں۔ مرچوں اور آموں کو کسی صاف اور خشک مرتبان میں رکھ دیں اور بچا ہوا مصالحہ بھی مرتبان میں ڈال دیں۔ مرتبان کو تین چار دن دھوپ میں رکھیں سرسوں کا تیل گرم کر کے ٹھنڈا کرلیں اور اسے مرتبان میں ڈال دیں۔ آٹھ روز کے بعد اچار استعمال کریں۔

کیری کا اچار سرکے کے ساتھ

اجزاء: کچی کیریوں کی پھانکیں ایک کلو۔ سرکہ ڈھائی لیٹر۔ لہسن کے جوے 20 گرام۔ ادرک 125 گرام۔ پودینہ 20 گرام۔ مرچ سرخ 30 گرام۔ مرچ سیاہ 30 گرام۔ نمک 20 گرام۔ کلونجی 20 گرام۔

ترکیب: کیریوں کی ایسی پھانکیں لے کر چھیلیں جن میں جالے نہ پڑے ہوں لہسن چھیل لیں۔ سرخ مرچوں کے ٹکڑے کرلیں سیاہ مرچیں پیس لیں۔ کیریوں کی تمام پھانکیں مع تمام مصالحے سرکہ میں جوش دیں پھر مرتبان میں ڈال کر پندرہ دن دھوپ دکھائیں اور استعمال کریں۔

کھیرا

کھیرا میں 96 فیصد پانی ہوتا ہے۔ اس کی غذائی کیلوریز کم ہوتی ہے اس لئے یہ وزن گھٹانے کے لئے بھی مفید ہے۔ یورک ایسڈ کا اخراج جوڑوں کی سوزش کا باعث بنتا ہے کھیرے میں موجود اجزا جسم سے یورک ایسڈ خارج کرتے ہیں۔ کھیرے میں سلفر اور سلیکون کی موجودگی کی وجہ سے اس کا پانی یا رس بالوں کی نشوونما اور چہرے کی جلد تر و تازہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔

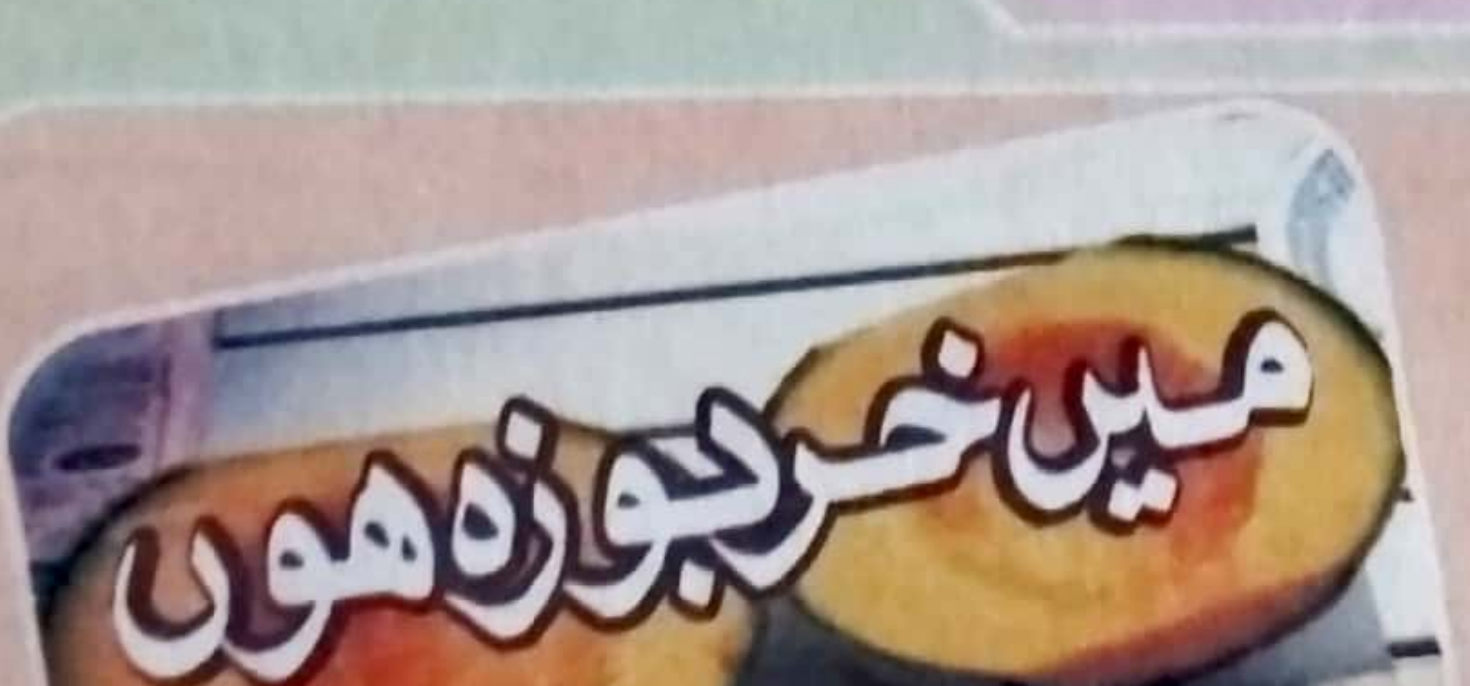

جی ہاں! آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں، گرمیوں کی آمد کے ساتھ جوں جوں سورج تیز ہونے لگتا ہے میں آپ کی مدد کے لئے بازار میں آجاتا ہوں یوں تو سب پھل اچھے ہوتے ہیں لیکن گرمیوں کے موسم میں میری زیادہ قدر ہوتی ہے کیونکہ میں اس موسم کی سختیوں اور تکلیفوں کے دور کرنے میں آپ کی بڑی مدد کرتا ہوں، میرا ذائقہ اور خوشبو سب کو بھاتی ہے، پاکستان میں میری کئی قسمیں پائی جاتی ہیں زرد، گہرا سرخ، سفید اور سبز سب کے اپنے رنگ اور مزے ہوتے ہیں کوئی اتنا میٹھا ہوتا ہے کہ لب بند ہو جائیں، کوئی ہلکی مٹھاس والا اور کچھ بالکل پھیکے ہوتے ہیں لیکن ہم سب فائدہ مند ہوتے ہیں، میرا شمار رستے پھلوں میں ہوتا ہے، گاؤں دیہات میں تو مجھے ڈھیروں کے حساب سے کھایا جاتا ہے ہاں! شہروں میں مہنگا بکتا ہوں، لیکن میرے فائدے میری قیمت سے زیادہ ہوتے ہیں، مجھ میں کافی غذائی اجزا ہوتے ہیں مجھے آپ پابندی سے کھائیے اگر آپ دبلے اور کمزور ہیں تو آپ کا وزن بھی بڑھے گا اور آپ خود کو تازہ دم بھی محسوس کریں گے، طبی لحاظ سے مجھ میں پیشاب زیادہ لانے کی صلاحیت ہوتی ہے، اس لئے گردوں کے مریضوں کے لئے میں بہت مفید ثابت ہوتا ہوں، پیشاب لانے کی وجہ سے جسم سے خون کے خراب مادوں کے علاوہ میں گردوں اور مثانے سے پتھری بھی نکال دیتا ہوں، میرے چھلکوں سے نمک بھی حاصل کیا جاتا ہے، میرے چھلکوں کو پانی یا عرق گلاب میں پیس کر چہرے پر لیپ کرنے سے رنگ صاف ہوتا ہے، میرے بیجوں کو پھینک دیا جاتا ہے حالانکہ بیج بھی مفید ہوتے ہیں ان کے استعمال سے بھی گردے، مثانے اور آنتیں صاف ہوتی ہیں، ان کو کھانے سے (گلے کی) خشکی اور خراش بھی دور ہوتی ہے میرے بیجوں کے مغز کے استعمال سے دماغ کو بھی طاقت ملتی ہے۔ ہاں! آپ نے میرے فائدے جان لئے، میں اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہوں، اب میری ایک گزارش ہے کہ آپ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو استعمال کریں تو نعمتوں کے خالق (اللہ تعالیٰ) کا شکر ضرور ادا کریں۔

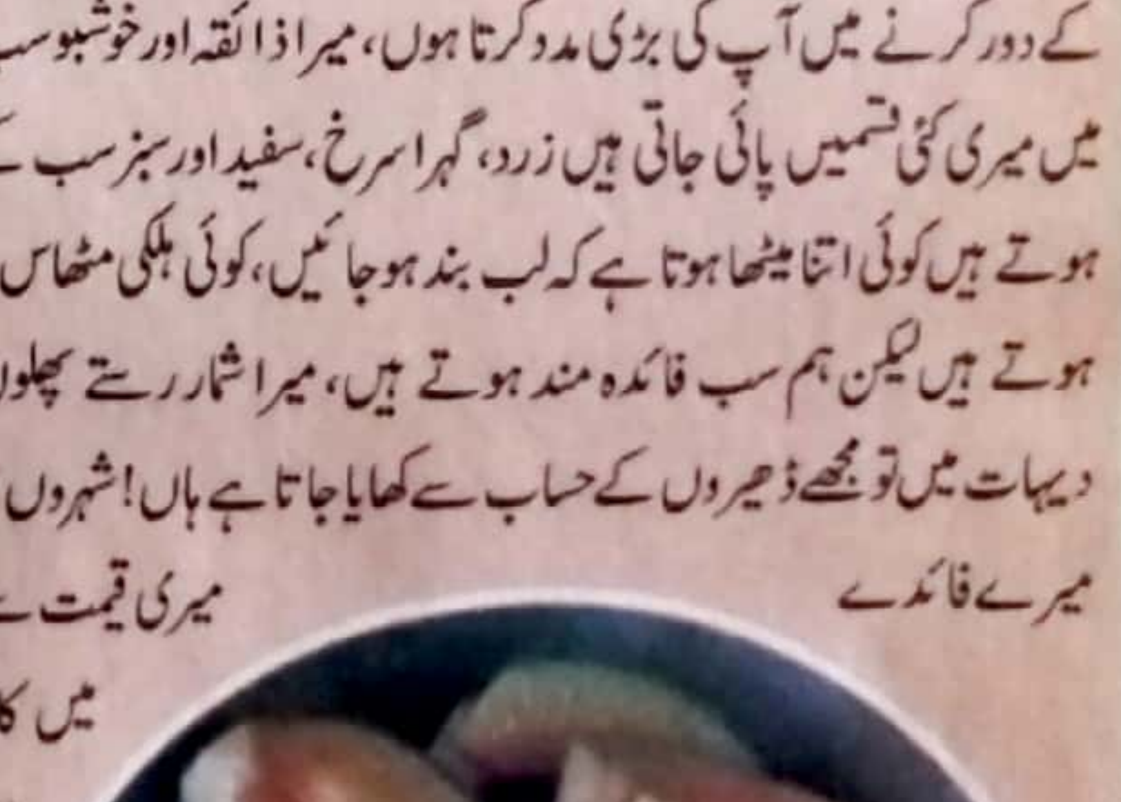

گرم موسم میں بچوں کی نگہداشت

فاطمہ

گرمیوں بچے کے لباس کی خریداری میں عموماً مائیں ایک نہایت اہم عنصر فراموش کر دیتی ہیں اور وہ ہے آرام دہ لباس، ماؤں کو آرام دہ لباس اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے خاص طور پر چھوٹے بچوں کے لئے کوئی بھی لباس جو جلد کی خارش اور بے آرام ہونے کا باعث بنتا ہو وہ بچے اور ماں دونوں کے لئے تکلیف دہ ہوگا مصنوعی دھاگوں کے بنے ہوئے لباس جلد کی الرجی کا باعث ہوتے ہیں خصوصاً گرمیوں کے دنوں میں۔ ٹھنڈے سوتی لباس بچے کے درجہ حرارت کو اعتدال میں رکھتے ہیں۔ ہلکے اور کھلی ہوئی تراش کے لباس نہایت مناسب ہوتے ہیں اور بچے کو مطمئن اور خوش وخرم رکھتے ہیں، بچوں کو ہلکے پھلکے ہوادار کپڑے پہنائیں جن سے جسم کے اندرونی حصوں سے ہوا بآسانی گزر جائے اور پسینہ خشک ہوتا رہے، کوشش کریں کہ بچے زیادہ تر ہوادار کمرے میں کھیلیں، ایسی جگہوں پر نہ جائیں جہاں زیادہ لوگ ہوں اور دم گھٹتا ہوا محسوس ہو، گرمیوں میں ہلکے کاٹن کی فراک اور ایک ٹی شرٹ کافی ہے۔ جب بھی آپ لباس کا انتخاب کریں تو اس بات کو یقینی بنائیں کہ لباس کو بند کرنے کے لئے ڈوری، زپ یا بٹن وغیرہ بچے کی نیند کے دوران کسی قسم کی بے آرامی یا تکلیف کا باعث نہ بنیں۔ جب آپ گرمیوں کے لئے بچے کے موزے خریدیں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ وہ زیادہ تنگ نہ ہوں خاص طور پر توانا بچے کے لئے۔

گرمیوں میں بچوں کو ہمیشہ ہلکے رنگوں کے ڈھیلے ڈھالے اور سوتی ملبوسات پہنائیں، آپ دیکھیں گے کہ ایسے لباس میں بچے کس قدر خوش وخرم اور مطمئن رہتے ہیں۔ دراصل بچے فطری طور پر ریلیکس رہتے ہیں اور جو چیز انہیں ریلیکس رہنے میں مدد دیتی ہے وہ اسے قبول کرتے ہیں اور جو انہیں تکلیف پہنچائے اسے رد کر دیتے ہیں، یہ فطری عمل بچے شروع سے ہی کرتے ہیں اور جو بچے اس کا اظہار نہیں کرتے وہ بیمار ہوتے ہیں لہٰذا بچوں کو گرمیوں میں سوتی ملبوسات پہنایئے تاکہ وہ گرمی کی شدت اور گرمی دانوں سے محفوظ رہیں اس طرح بچے آرام محسوس کریں گے اور وہ خوش وخرم مطمئن اور مسرور دکھائی دیں گے۔ تھوڑے سے بڑے یعنی دو تین سال کے بچے خود بھی پانی سے کھیلتے ہوئے نہا لیتے ہیں۔ گرمیوں میں تو بچوں کو صرف اتنا کہنے کی دیر ہوتی ہے کہ چلو نہا لو اور بچے فوراً نیکر پہن کر پانی میں نہاتے ہی نہیں بلکہ وہ اس کے ساتھ کھیلتے بھی ہیں۔ اکثر مائیں بچوں کے لئے ٹب میں پانی بھر کر رکھ دیتی ہیں تاکہ بچے اس میں کھیلیں اور نہالیں، بچے اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر پانی ڈال کر خوش ہوتے ہیں، نہانے کے بعد ان کا جسم تولئے سے خشک کرنے کے بعد انہیں فوراً کپڑے پہنا دینے چاہئیں، کپڑے پہنانے سے پہلے اگر کوئی اچھا سا پاؤڈر لگا دیں تو سارا دن ان کے جسم سے ہلکی ہلکی خوشبو آتی رہے گی جو انہیں مسرور رکھے گی، نہلانے کے فوراً بعد بچوں کو پنکھے کی ہوا سے بھی بچانا چاہئے، ایرکنڈیشنڈ کمرے میں بھی بچوں کو نہ رکھیں بلکہ قدرتی ہوا میں بچوں کو کھیلنے یا سونے دیں۔ بچے کو مختلف درجہ حرارت میں بھی نہ لے جائیں مثال کے طور پر اگر آپ گھر کے اندر بہت ٹھنڈے کمرے میں بچے کو اپنے ساتھ لے کر جائیں اور پھر آپ کو فوراً ہی باہر دھوپ میں نکلنا ہے تو فوراً بچے کو لے کر باہر نہ نکلیں خاص طور پر سخت گرمیوں کے دنوں میں اس کے لئے آپ کم از کم آدھا گھنٹہ پہلے اپنے ایرکنڈیشنڈ کو بند کر دیجئے۔ گرمیوں میں بچوں کو بہت ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پلائیں بلکہ مٹکے یا صراحی کا ٹھنڈا پانی دیں، بچوں کو ہمیشہ وقفے وقفے سے پانی پلائیں اور اگر آپ بچے کو ساتھ لے کر باہر جا رہی ہیں تو پانی کی بوتل ضرور ساتھ رکھیں، جب بھی موقع ملے بچے کو پانی پلائیں، آپ دیکھیں گے کہ پانی پینے کے بعد بچے کتنے خوش ہوتے ہیں۔

گرمیوں کے دنوں میں بچوں کو ہلکی پھلکی اور زود ہضم غذا دیں، بہت زیادہ ثقیل اور دیر سے ہضم ہونے والی غذا بچوں کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ بچوں کے روزمرہ کی غذا میں پھلوں کو ضرور شامل رکھیں یا ان کا جوس انہیں پلائیں، پھلوں میں شامل وٹامن بچوں کی نشوونما اور صحت کے لئے بہترین ٹانک ثابت ہوتے ہیں، موسم گرما کا اپنا ہی مزہ ہے، اچھا انتظام اس موسم میں لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی اس موسم سے لطف اندوز ہونے دیں، انہیں صاف ستھرا رکھیں، سوتی لباس پہنائیں۔ وافر مقدار میں پانی پلائیں اور پھر دیکھیں کہ بچے کتنے خوش نظر آتے ہیں۔

کیا آپ پہلے شرعی پردہ نہیں کرتی تھیں۔۔۔۔۔؟

اور اب کر لیا ہے!!۔۔۔کیوں؟۔۔۔کب؟۔۔۔کیسے؟

آپ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ کسی خاص بات نے آپ کو بے پردگی کے سیلاب سے نکل کر پردے والی زندگی کی طرف پلٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔

''خواتین کا اسلام'' اسی خاص بات کو جاننا چاہتا ہے، لیجئے قلم اُٹھایئے اور ''بے پردگی سے پردہ کی طرف'' آنے کی روداد لکھ بھیجئے۔

ممکن ہے آپ کی تحریر دوسروں کی ہدایت کا سامان بن جائے

تحریر آپ کے نام سے شائع کی جائے

نوٹ: صرف اپنے بارے میں لکھئے، دوسروں کی کہانی یا کتاب سے اقتباس قبول نہیں ہوگا۔

بقیہ: دعوئ عشق مصطفیٰ اور اس کے تقاضے

آج جاہلیت ثانیہ کے پردے چاک کرنے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قوم مسلم کو وہی عشق اپنانا ہوگا جو اس کو کمال اطاعت کے لئے آمادہ کر سکے۔ آج مسلمان کو دعوئ عشق کا عملی ثبوت کمال اطاعت کی صورت میں دینا ہوگا، مغربی تہذیب کے مقابلے میں اپنی بے مثال اسلامی تہذیب کو اپنانا ہوگا اور عیش وعشرت کو چھوڑ کر مشقت ومجاہدے کی زندگی اپنانا ہوگی۔ زندگی کی محبت کو دل سے نکال کر شوقِ شہادت کو دل میں آباد کرنا ہوگا کیونکہ یہی وہ صفات ہیں جو مسلمان کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدر، فقرِ بوذر، صدقِ سلیمانی

ہر دور میں قرآنِ کریم اور سیرت طیبہ ہی زندگی اور طاقت کا وہ سرچشمہ ہیں جس سے امتِ مسلمہ کی مردہ رگوں میں تازہ لہو دوڑنے لگتا ہے۔ عشق نبوی ہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو کمالِ اطاعت پر آمادہ کر کے اس کو وہی مسلمان بنا دے گا جو کفر کے لئے ننگی تلوار ہوتا ہے اور جو جاہلیت کو ہر روپ اور ہر انداز کو پہچان کر اس کا قلع قمع کرتا ہے۔ لہٰذا آؤ!

عشقِ نبی سے دلوں کو آباد کرو
سنتِ نبی سے ظاہر کو مزین کرو
حبِ نبی سے باطن کو معطر کرو
اطاعتِ نبی سے ایمان کو مکمل کرو
اور اسوہ حسنہ کو اپنا کر مادیت پرستی کے اندھیروں کو چاک کرو۔

خودکشی یا زندگی سے فرار

اُمِ فرہاد

خودکشی موجودہ صدی کا ایک گھمبیر مسئلہ ہے، خودکشی کے بڑھتے ہوئے اقدامات سے اخبارات بھرے رہتے ہیں، اس مسئلہ سے ہمارے ملک کا طول عرض تو کیا دنیا کا کوئی خطہ مبرا نہیں ہے، اخبارات بھی ایسے واقعات کو خوب کوریج دیتے ہیں جس کی بنا پر لوگوں میں ایک ایسی طرز فکر فروغ پا رہی ہے جیسے یہ کوئی قابل فخر کارنامہ ہے۔ جس سے نہ صرف دنیا میں پذیرائی ملے گی بلکہ مرنے کے بعد خودکشی یافتہ شخص کو بلند مقام ملے گا کیونکہ ہر دوسرے دن کے اخبار میں پہلے دن سے زیادہ اعدادِ خودکشی ہوتے ہیں۔

بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری اور اس کے نتیجے میں معاشرے میں پھیلنے والی غربت و افلاس، بے چینی اور مایوسی کے اثرات ایک بھیانک شکل میں ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ روزنامہ اسلام 12/اپریل 2004ء کے ادارتی صفحہ میں اس سانحہ کا ذکر کہ "ایک بے روزگار بیمار شخص نے مسجد میں جاکر کھڑکی سے رسی باندھ کر خودکشی کرلی۔" تمام مسلمانوں کے لئے خصوصاً دیندار اور درمند طبقہ کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اس گھمبیر مسئلہ پر ارباب فکر کو غور کرنا چاہئے کہ ہم معاشرے میں بڑھتی ہوئی اس بے چینی اور مایوسی کی فضا کو کس حد تک خوشگوار بنا سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہم سب کو عملاً اور قلماً کوششیں کرنی ہوں گی۔

آیئے! ہم دیکھیں کہ معاشرے میں یہ مذموم فعل کن راستوں سے درآیا اس کے لئے جب ہم حقائق اور حالات کا گہری نظر سے مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل خالصتاً مغربی اقوام کا ہے جہاں انتہائی ترقی یافتہ مادی سہولتیں ہونے کے باوجود 15 میں 4 اور بعض مقامات پر تو 10 میں سے سات لوگ خودکشی سے مرتے ہیں۔ مغرب کی اندھادھند تقلید نے جہاں ہمیں مادیت کی طرف راغب کیا ہے اور ہر فرد مادی سہولتوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے وہیں ہمارے اندر مغرب کے افکار اور طرز فکر بھی منتقل ہوئی ہے۔

یہ دنیا آخرت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہر عمل کا ردعمل دنیا ہی میں ہو رہا ہے۔

خودکشی حقیقت میں فرار زندگی ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم اتنے بااختیار ہوگئے کہ خدا کی امانت کو ہم نے اپنے ہی ہاتھوں سے گنوا دیتے ہیں، دین اسلام جب دوسروں کے مال اور جان کی حرمت پر زور دیتا تو ایک فرد کی خود اپنی زندگی خود اس کے اپنے لئے کس قدر حرمت کی حامل ہوگی۔ زندگی کیا ہے؟ ذرا ہم کچھ دیر کو آنکھیں بند کرکے غور کریں۔ زندگی ایک خوبصورت ساز ہے، ایک مہکتا پھول ہے، ایک گنگناتا جھرنا ہے، زندگی انسان کو صرف ایک ہی بار ملتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہماری زندگی کو کسی قسم کا خطرہ ہوتا ہے تو ہم ہر قسم کی دلچسپیوں، بھوک پیاس سے بے نیاز ہوکر صرف زندگی کی بقاء کی جنگ لڑتے ہیں اور جب ہم اس خطرے سے نکل جاتے ہیں تو ہمارے اندر سارے خواہشات و تمنائیں شدت سے بیدار ہو جاتی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان پھر خودکشی کی طرف کیوں راغب ہوتا ہے کہ زندگی جیسی قیمتی متاع حیات کو اپنے ہی ہاتھوں گنوا دیتا ہے۔ آیئے ہم ان عوامل کا جائزہ لیتے ہیں۔

دراصل خودکشی ایک بیمار ذہن کا فعل ہے جو کھولت اور مایوسیوں کی اس قدر دبیز تہہ میں دب جاتا ہے کہ اسے زندگی کی کوئی رنگینی اپنی طرف راغب نہیں کرتی، اس لئے دین اسلام مین مایوسی کفر ہے۔ ہم تو ایک ایسے آفاقی دین کے پیروکار ہیں جو ہمیں ہر لمحہ مایوسیوں کے گھمبیر اندھیرے میں روشنی کی کرن دکھاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ روشنی کی یہ کرن آخر ہم کو کیوں نہیں دکھائی دیتی تو اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نے ہر معاملے میں غور و فکر کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم ہر مسئلے کے منفی پہلوؤں کو تو دیکھتے ہیں لیکن مثبت پہلوؤں کو نظر انداز کردیتے ہیں، اس طرح ہم اپنی زندگی تلخ سے تلخ بناتے جاتے ہیں، ہم مسائل کا سامنا ڈٹ کر کرنے کی بجائے ان مسائل سے نظریں چراتے ہیں جس کی وجہ سے ہم اپنی ذات میں الجھتے چلے جاتے ہیں اور یہی الجھنیں جب حد سے بڑھ جاتی ہیں تو ہم ان کو سلجھا نہیں پاتے تو آخرکار خودکشی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں یا کوئی اور غلط قدم اٹھا لیتے ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

الجھنوں سے نہ گھبرا اور نہ ان سے تھک کر بیٹھ جا
کہ الجھنوں میں ہی الجھنے سے سنورتی ہے حیات

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں ہر چیز پر سوگواری چھائی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور کبھی کبھی ایسا لگتا ہے گویا کہ ہر چیز گنگنا رہی ہے، ہر چیز ہماری خوشی میں شریک ہے تو ایسا کیوں ہوتا ہے...... تو بس یہیں اس میں ہمارے سوال کا جواب مل جاتا ہے کہ یہ خوشی اور غم کے موسم ہمارے اندر کے موسم ہوتے ہیں، اگر ہمارا دل اداس ہو تو باہر کی کوئی خوشی، کوئی رنگینی ہمیں متاثر نہیں کرتی،

(باقی صفحہ ۷ پر)

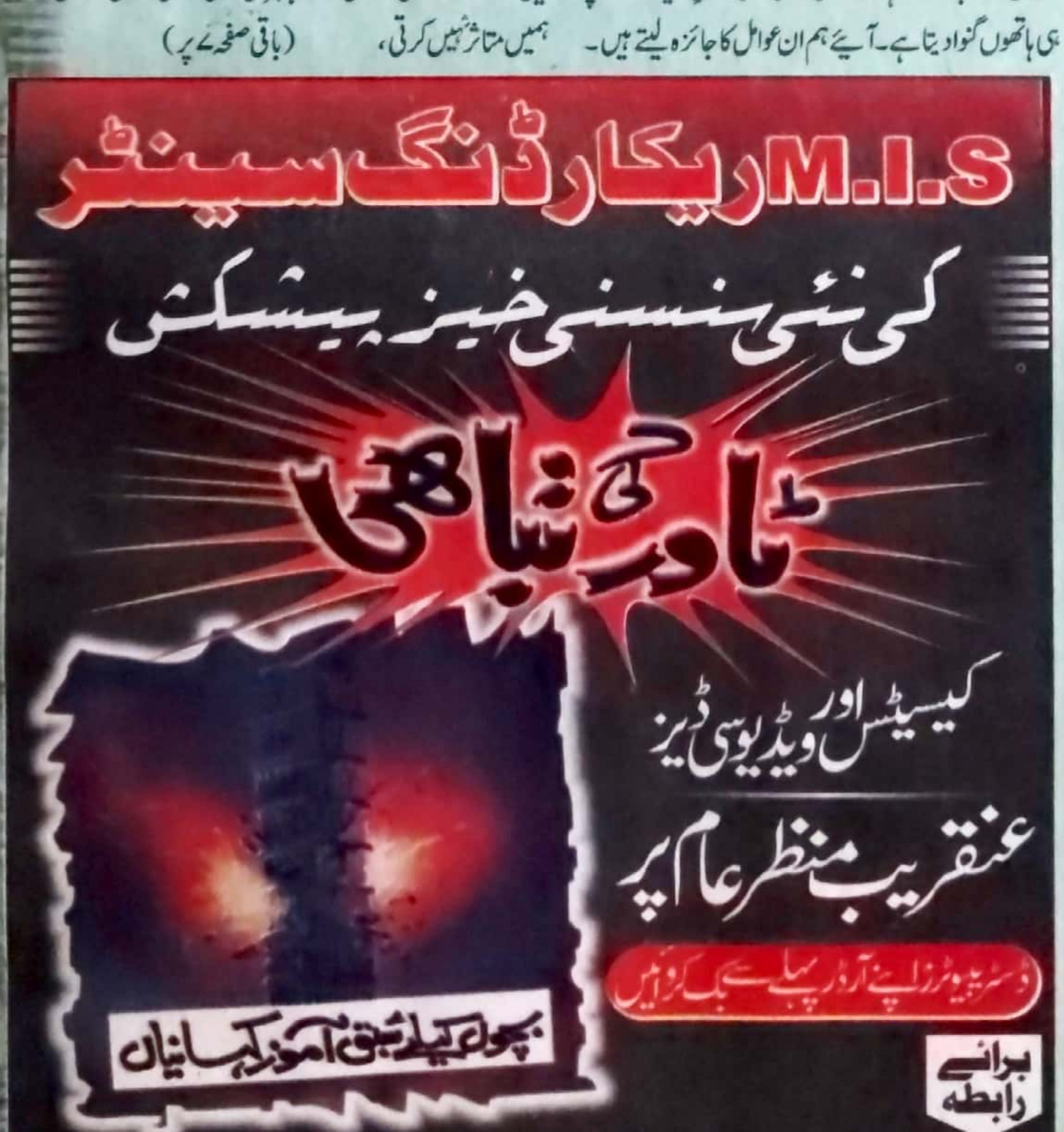

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

63

بدھ 28 ربیع الاول 1425ھ مطابق 19 مئی 2004ء

شادیوں کے موجودہ مسائل کا حل

شرعی پردہ کرنے پر بہت لڑائیاں ہوئیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

پاک لوگ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے، اس نے ہر شعبے میں پاکیزگی کا حکم دیا ہے، عقائد واعمال کے علاوہ ذریعہ معاش کے بھی پاک ہونے پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے "اکلِ طیب" (کھانا پاک ہونے) کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۲ میں ہے "اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔"

سورۃ المؤمنون کی آیت ۵۱ میں ہے "اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو۔" اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا تو وہاں بھی یہ قید لگادی کہ مال پاک ہونا چاہئے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۷ میں ہے "اے ایمان والو! خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم کماؤ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے" احادیث میں بھی پاکیزہ روزی کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ جس شخص کا ذریعہ معاش حرام اور ناجائز ہوگا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک ہی قبول کرتا ہے، اللہ نے سارے ایمان والوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے انبیاء کو دیا ہے، فرمانِ باری ہے "اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک اعمال کرو بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو" اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں"۔ اس کے بعد آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر طے کرکے آتا ہے، پراگندہ بال ہے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہتا ہے یارب، یارب، لیکن اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس حرام ہے، اس کے جسم کو حرام سے غذا دی گئی ہے، اس کی دعا کہاں قبول ہوگی"۔ (مسلم)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سے اپنے لئے صرف پاکیزہ ہی کو پسند فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اس لئے وہ صرف پاک ہی سے محبت کرتا ہے خواہ کوئی عمل ہو یا کلام ہو یا صدقہ وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے یہی انسانوں کا حال ہے جو پاک اور سعادت مند ہوتا ہے وہ صرف پاک چیز پر ہی راضی ہوتا ہے، اسی سے اس کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے، اس کی زبان سے ایسا پاکیزہ کلام صادر ہوتا ہے جو بارگاہِ الٰہی میں شرفِ باریابی پاتا ہے ایسے شخص کو فحش گفتگو، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان اور ہر خبیث کلام سے شدید نفرت ہوتی ہے، وہ صرف ایسے اعمال کی طرف مائل ہوتا ہے جنہیں شریعت، عقل اور فطرت اچھا قرار دیتے ہیں مثال کے طور پر وہ ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اس کی رضا کو اپنی خواہش پر ترجیح دیتا ہے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگادیتا ہے، اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، انہیں تکلیف نہیں دیتا، ان کی عزت وآبرو سے نہیں کھیلتا، ان کی اچھائیوں کو پھیلاتا ہے اور ان کی برائیوں اور کمزوریوں کو چھپاتا ہے، اس کے اخلاق بھی اعلیٰ اور پاکیزہ ہوتے ہیں مثلاً حلم ووقار، صبر وشکر، صدق ووفا، تواضع اور رحم دلی، رحمت وسکینت، عفت وطہارت، جود وسخا، شجاعت اور استغناء، محبت اور مروت وخورونوش کے لئے حلال اور پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے، وہ دوستی بھی ایسوں سے لگاتا ہے جو صاف ستھرے ہوتے ہیں، وہ رشتہ بھی وہیں کرتا ہے جہاں کردار وعمل کی پاکیزگی ہوتی ہے، گویا وہ ہر اعتبار سے پاک ہوتا ہے اس کی روح بھی پاک، بدن بھی پاک، اخلاق بھی پاک، عمل بھی پاک، کلام بھی پاک، کھانا بھی پاک، پینا بھی پاک، لباس بھی پاک، کلام بھی پاک، دوستی بھی پاک، آنا جانا بھی پاک، ٹھہرنا اور لوٹنا بھی پاک، یہ سعادت مند شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے "وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو، تم جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔"

طیب اور پاک کی ضد خبیث ہے، جیسے طیب شخص ہر شعبے میں، ہر چیز میں ہر اعتبار سے پاکیزگی پسند ہوتا ہے، اسی طرح خبیث شخص کا ہمہ جہت اور ہمہ وقت میلان خباثت کی طرف ہوتا ہے، دل میں بھی خباثت، زبان پر بھی خباثت اور اعضاء سے بھی خباثت کے جراثیم پائے جاتے ہیں لیکن وہ سچی توبہ کے ذریعے ان جراثیم کو ختم کرنے اور گناہوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان پر خباثت اور نجاست کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کے برعکس جو توبہ نہیں کرسکیں گے اور طہارت اور خباثت دونوں مادوں کے ساتھ آخری عدالت میں پیش ہوں گے انہیں گندگی سے پاک کرنے کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے گا تاکہ وہ جنت میں داخل ہونے کے قابل ہوسکیں کیونکہ جنت میں کوئی بھی ناپاک شخص داخل نہیں ہوسکے گا، دوزخ میں انہیں اتنی ہی دیر رکھا جائے گا جتنی دیر میں ان کا خبث دور ہونے میں وقت لگے گا، چونکہ مشرک اور کافر کا عنصر بھی خبیث ہوتا ہے اور خباثت اس کے رگ وریشہ میں رچی بسی ہوتی ہے اس لئے وہ دوزخ میں رہنے کے باوجود خباثت سے پاک نہیں ہوسکے گا چنانچہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل ہونے کا حقدار نہیں ہوگا۔ جیسے کتے کو اگر سمندر میں ڈال کر کئی بار غسل دے دیا جائے تو بھی وہ پاک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح مشرک پاک نہیں ہوسکتا، البتہ اگر وہ دنیا میں کفر وشرک سے توبہ کرلیتا تو اس کا پاک ہونا ممکن تھا، دین سے دوری کی وجہ سے ہمارے ہاں پاک ناپاک اور حلال حرام کا امتیاز اٹھتا جارہا ہے، دولت کی ہوس نے بہت سوں کو اندھا کردیا ہے، وہ صرف دولت کے طلب گار ہیں چاہے وہ کسی بھی راستے سے اور کسی بھی طریقے سے آئے، ایسے لوگوں کی کمی نہیں جن کا تقویٰ صرف پانی تک محدود ہوکر رہ گیا ہے، اگر پانی میں چڑیا گر کر مرجائے تو انہیں اس کی پاکی ناپاکی کی فکر ہوتی ہے لیکن رزق میں ہاتھی جتنا حرام بھی شامل ہوجائے تو انہیں کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی، اگر یہ نقطہ ملحوظ رہے کہ خبیث اور ناپاک مال سے کیا گیا نہ تو حج اور عمرہ قبول ہوتا ہے، نہ صدقہ خیرات پر کوئی اجر وثواب ملتا ہے، نہ مساجد اور مدارس میں چندہ دینے سے وہ پاک ہوسکتا ہے، بلکہ اس کے برعکس اس کے نتائج بڑے خطرناک ہوتے ہیں، دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اولاد نافرمان ہوجاتی ہے، گھریلو زندگی تلخیوں سے بھر جاتی ہے، سکون اور اطمینان عنقا ہوجاتا ہے، اس نقطہ کے ملحوظ رکھنے سے ناپاک مال سے بچنا آسان ہوجاتا ہے۔

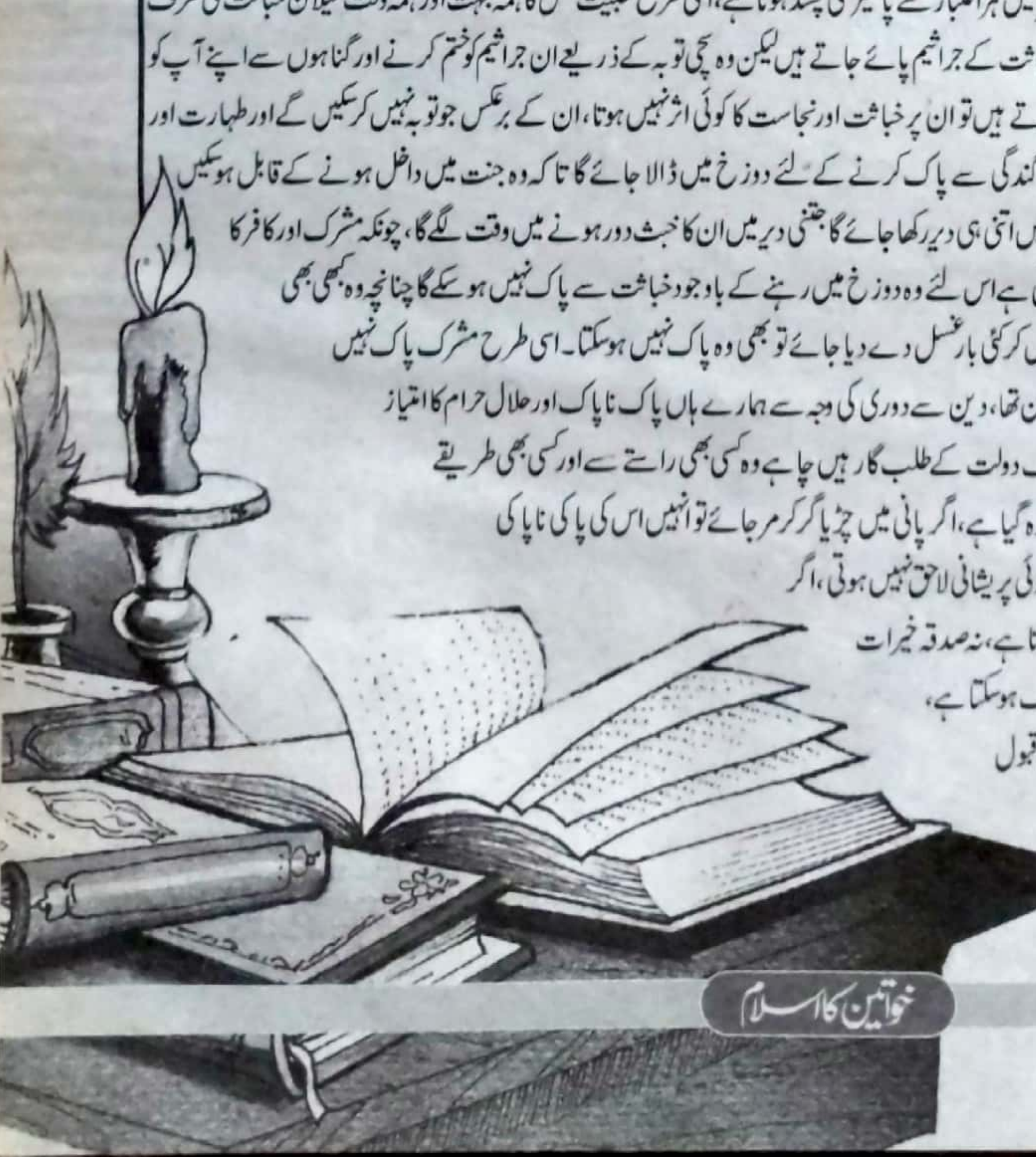

دعا

کاہلی وسستی سے پناہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَ سُوْءِ الْکِبَرِ وَ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. (مسلم)

ترجمہ: اے میرے اللہ! پناہ مانگتی ہوں تیری سستی اور کاہلی سے اور بالکل نکما کردینے والے بڑھاپے اور کبرسنی کے برے اثرات سے اور پناہ تیری دنیا کے ہر فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: انسانی زندگی میں کاہلی اور سستی بہت بڑے مرض ہیں، جس شخص میں کاہلی کا مادہ ہوگا وہ دنیا اور دین کی بھلائیوں سے محروم رہے گا جس کا نتیجہ بڑھاپے کے برے اثرات اور آخرت کے عذاب کی صورت میں نکل سکتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات سے سستی وکاہلی اور دین ودنیا کے فساد وعذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔

تعمیر فکر

زن کو نازن بنانے کی چالیں

یہ 29 اگست 1970 کی بات ہے، نیویارک شہر میں ہزاروں عورتیں اپنے ''حقوق'' کا مطالبہ کرتے ہوئے ''ففتھ ایونیو'' کی طرف بڑھ رہی تھیں، انہوں نے مختلف پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر درج تھا...... گھریلو خواتین بلا اجرت کی غلام ہیں...... گھریلو کام کاج کے لئے اجرتیں مقرر کرو...... دبی ہوئی عورتو! شام کا کھانا مت پکاؤ...... شوہروں کو رات بھر بھوکا رکھو...... دوسروں پر انحصار، زندگی نہیں۔ یہ تحریک آزادیٔ نسواں کی کارکن عورتیں تھیں جنہوں نے اس قسم کے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے...... حکومت سے ان کے مطالبات تھے کہ...... ''اسکولوں میں نصاب تعلیم مخلوط بنایا جائے، ہوم اکنامکس صرف لڑکیوں اور کاروباری اسلوب صرف لڑکوں کو نہ پڑھائے جائیں۔ لڑکیوں کو کھیل کود میں عمر کی ہر سطح پر لڑکوں کے ساتھ مقابلے کی اجازت دی جائے۔ ان عورتوں کا کہنا تھا کہ جنس کی بنیاد پر مرد اور عورت میں کوئی تفریق نہیں، انہوں نے مطالبہ کیا کہ عورت کو ہر سطح پر آزادی دی جائے، شادی، خاندان کی جکڑ بندی اور گھر کے تصور کو ختم کردیا جائے، بچوں کی نگہداشت کے لئے چائلڈ کیئر سینٹرز بنائے جائیں۔'' وغیرہ وغیرہ۔ اس تحریک کے نتیجے میں امریکی عورتوں کے بیشتر مطالبات تسلیم کرلئے گئے اور بعد میں پورے مغرب کی عورتوں کے لئے راہنما قرار پائے۔ اس تحریک کے نتائج کیا نکلے ہیں اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں...... ضرورت اس لئے نہیں کہ یہ تفصیلات ہیں ہی اتنی شرمناک کہ قلم بیان سے قاصر ہے۔ آج راقم ایک مقامی اخبار کی طرف سے عورتوں کے حوالے سے کئے جانے والے سروے کی رپورٹ پڑھ رہا تھا، یہ رپورٹ ان خواتین کے حوالے سے ہے جو ملازمت پیشہ ہیں۔ سروے کرنے والے صاحب ''عورت فاؤنڈیشن'' کے دفتر پہنچتے ہیں جہاں ان کی ملاقات نزہت شیریں اور رفعت نامی دو عورتوں سے ہوتی ہے۔ (یاد رہے کہ سروے کی معلومات کے مطابق عورت فاؤنڈیشن کے چاروں صوبوں میں دفاتر ہیں، 200 کے قریب اسٹاف ممبر ہیں، پاکستان کے 56 اضلاع میں CAGS اور ڈسٹرکٹ ریسورس سینٹر ہیں، جبکہ 1500 انفارمیشن نیٹ ورک سینٹر ہیں) مذکورہ دو عورتوں کے خیالات سروے رپورٹ میں کچھ اس طرح درج کئے گئے ہیں......

''کیا مرد سے بھی کسی نے یہ پوچھا ہے کہ تم نوکری کیوں کرتے ہو؟ تم یہ کیوں کرتے ہو اور وہ کیوں کرتے ہو؟...... دراصل یہاں عورتوں کو کموڈٹی سمجھ لیا گیا ہے، بس سمجھ لیا گیا ہے کہ کھانا پکانا تو جیسے عورتوں کا ہی کام ہے، گھر میں جھاڑو لگانا، برتن دھونا، یہ سب عورتوں کے کام سمجھ لئے گئے ہیں، کیا ''حضرت'' یہ سارے کام نہیں کرسکتا ہے؟ ایک عورت 24 گھنٹے کام کرتی ہے جبکہ مرد آٹھ گھنٹے کام کرتا ہے، کھانا ہمیشہ عورت ہی پکائے اب یہ روایت بدلنی ہوگی، بچوں کے لئے نرسریاں بنائی جائیں جہاں مائیں ملازمت پر جاتے ہوئے بچوں کو چھوڑ جایا کریں، مرد تو نو بجے سے پانچ بجے تک ملازمت کرتا ہے عورت سے کہا جاتا ہے کہ وہ جلدی گھر جائے ایسا کیوں؟ عورت سے یہ نہیں پوچھنا چاہئے کہ وہ کیا کرتی ہے کیا پہنتی ہے اور کہاں جاتی ہے، عورت کو صنف نازک نہ سمجھا جائے، گھر کے اندر رہتے ہوئے عورت فرسٹریشن کا شکار ہوجاتی ہے اور اپنے شوہر پر شک کرتی ہے اس لئے اسے بھی گھر سے باہر نکلنا چاہئے''...... موازنہ کرکے دیکھ لیجئے نیویارک میں مظاہرہ کرنے والی فاحشات وسیّات اور ''عورت فاؤنڈیشن'' کی شرم وحیا سے عاری خواتین کے خیالات میں کس قدر گہری مماثلت ہے...... سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا پاکستان میں یہ معاملہ صرف مطالبات کی حد تک ہے یا آگے بڑھ چکا ہے؟...... تو اس کا جواب یہ ہے کہ معاملہ ہماری سوچوں سے بھی زیادہ آگے بڑھ چکا ہے...... خواتین کے حوالے سے اس وقت جتنی بھی منفی سرگرمیاں دیکھنے میں آرہی ہیں وہ سب امریکا ویورپ کی پروردہ این جی اوز کے مرہون منت ہیں۔ یہ سلسلہ آج سے نہیں گزشتہ پندرہ برس سے جاری ہے۔ 1988 میں بے نظیر بھٹو وزیراعظم بنیں تو انہوں نے خواتین کے لئے مستقل وزارت ''وزارت ترقی خواتین'' کے نام سے قائم کی۔ اس دور سے خواتین کے ''حقوق'' کے لئے کام کرنے والی این جی اوز میں بے حد اضافہ ہوا۔ خواتین کے علیحدہ بینک بنے، الگ تھانے قائم ہوئے، خواتین ججوں کا تقرر ہوا، سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا مستقل کوٹہ قائم کرکے اس میں مسلسل اضافہ کیا گیا۔ 1990 میں پاکستان کی حکومت نے ننگ نسوانیت عالمی ''سی ڈا'' قانون پر دستخط کئے۔ ''سی ڈا'' پر ہم پھر کسی وقت روشنی ڈالیں گے فی الوقت اتنا سمجھ لیجئے کہ یہ وہ دستاویز ہے جو اقوام متحدہ کی ''عورت'' کے موضوع پر تحقیق وسفارشات ہیں جس کا عنوان ہے ''خواتین سے ہر قسم کے امتیاز کے خلاف اقوام متحدہ کا کنونشن'' (Convention of UNO on the Elimination of all Kinds of discrimination against women) یہ سفارشات جو عالمی قانون کی حیثیت اختیار کرچکی ہیں کا اول وآخر مقصد خاندانی نظام، معاشرتی روایات اور شرم وحیا جیسی اَن مول صفات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔

1994ء میں قاہرہ میں ''آبادی اور ترقی'' کے عنوان پر خواتین کی عالمی کانفرنس ہوئی 1995 میں بیجنگ میں چوتھی عالمی خواتین کانفرنس ہوئی۔ ''سی ڈا'' قاہرہ کانفرنس کی سفارشات اور بیجنگ کانفرنس ان تینوں نے مل کر نسوانیت کا جنازہ نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ چوں کہ پاکستان کانفرنسوں کی سفارشات پر دستخط کرچکا تھا اس لئے پابند تھا کہ وہ اپنے ہاں اس ایجنڈے پر عمل کرائے چناں چہ بعد کا منظر نامہ جو سامنے آیا وہ یہ ہے کہ ملک بھر میں خواتین کے لئے ورک شاپوں اور ریفریشر کورسز کا اہتمام ہونے لگا، بے شمار بہبود آبادی سینٹر کھلے، بے حیائی، عریانی اور فحاشی کا سیلاب پہلے سے زیادہ زور آور ہوگیا، ریڈیو، ٹی وی کے پروگرام پہلے سے بڑھ کر بے ہودہ اور عریاں ہوگئے۔ پاکستان میں شرح طلاق کا اضافہ ہوا، لڑکیاں آشناؤں کے ساتھ گھروں سے بھاگنے لگیں۔ ورلڈ بینک کے تعاون سے این جی اوز نے دیہاتوں کو خاص طور پر اپنا نشانہ بنایا، چوں کہ دیہاتوں کی خواتین دینی تعلیم سے اکثر وبیشتر بے بہرہ ہوتی ہیں اس لئے این جی اوز کی کارندہ خواتین کے جال میں جلدی آجاتی ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہری طالبات کو دو دو تین تین ماہ کے کورسز کرواکر انہیں دیہاتی اسکولوں میں بھیج دیا جاتا ہے، یہ طالبات روزگار کے لالچ میں این جی اوز کے شیطانی ایجنڈے کو آگے بڑھاتی ہیں۔ این جی اوز کی کچھ کارکنان ایسی ہوتی ہیں جو طالبات کے اسکولوں کالجوں میں جاکر انہیں ''خواتین کے حقوق'' پر لیکچر پلاتی ہیں اور نوخیز طالبات کو مساوات مرد وزن، لو میرج، سرکاری اور پرائیویٹ ملازمت، پر اکساتی ہیں...... موجودہ پرویزی دور میں این جی اوز کا مکروہ کردار بہت وسعت اختیار کرچکا ہے، تفصیلات میں جایا جائے تو ہوش ربا حقائق سامنے آتے ہیں جن کا یہ مختصر سا کالم متحمل نہیں ہوسکتا۔ ان شاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ اس حوالے سے ہم اپنی قاریات کو آگاہی دیتے رہیں تاکہ ہماری مسلمان مائیں بہنیں اپنے دشمن کو پہچانیں اور اپنے آپ کی اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کا اہتمام کرسکیں۔ والسلام محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

گلستان ہست و بود کے سارے رنگ پھیکے پڑ چکے تھے، امن و آشتی کے سوتے خشک اور عدل و انصاف کے پیمانے گم ہوگئے تھے، صراط مستقیم پر شرک و ضلالت کے پہرے تھے توحید کے سرمدی و شیریں نغمے کسی زبان پر نہ تھے، بلکتے تڑپتے معاشرے پر سیاہیوں کا راج تھا۔ عرب کے دھول اڑاتے صحرا اور ریگستان ابر باراں اور سر بگریباں انسانیت کسی ہادی کی منتظر تھی۔ ادھر قانون الٰہی حرکت میں آیا اس نے بھولے بھٹکے انسانوں کو راہ راست پر لانے کا ارادہ کرلیا، خطہ حجاز کی دھرتی پر وادی بطحا کے ریگزاروں سے وہ چشمہ رشد و ہدایت جاری ہونے کا وقت آگیا جس کا قرنوں سے انتظار تھا اور جس سے قیامت تک روئے زمین کے تمام انسانوں نے بلا تفریق رنگ و نسل اور قوم و خطہ کے فیض یاب ہونا تھا۔

یہ 9 ربیع الاول بروز سوموار بمطابق 20 یا 22 اپریل 571 عیسوی 628 بکرمی اور عام الفیل کے موسم بہار کی ایک دلفریب صبح صادق تھی، ہواؤں اور فضاؤں میں خوشگوار سی مہک اور کھلتے گلابوں کی آہٹ تھی، اجالے چار سو بکھرے تھے، روشنیوں کے ہالے زمین پر اترے تھے، ستارے جھک جھک کر دیکھ رہے تھے جبکہ چاند اوٹ میں ہوگیا تھا، وقت دم سادھے دیدہ و دل وا کئے منتظر تھا اسی لمحہ جاوداں میں دعائے خلیل نے مجسم روپ دھار لیا۔

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی وہ بشارت پوری ہوئی جو انہوں نے بنی اسرائیل کو دی تھی، وہ سراج منیر جب رحمۃ للعالمین کا لقب پا کر نبوت کے آسمان پر طلوع ہوا تو اندھیرے روپوش ہوگئے، بے راہ ہدایت پاگئے عدوئے جاں مہربان ہوگئے، دشت گلزار بن گئے، ویرانے آباد ہوگئے، جاں بلب حیات نو سے ہمکنار ہوگئے، ذرا ذرا سی باتوں پر لڑ مرنے والے باہم شیر و شکر ہوگئے، وحدت و اخوت کی اکائی میں بندھ گئے، محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے، غلام و آقا، حاکم و محکوم اور عربی و عجمی کے امتیازات مٹ گئے علم و فہم سے عاری عالم و عارف بن گئے۔

کفر و ضلالت کا خاتمہ ہوا تو حق و بصیرت کے چراغ روشن ہوگئے، روح انسانی وہم و خرافات سے آزاد ہوئی تو سوچ کے انداز بدل گئے، ذہنی جمود ٹوٹا تو ترقی و کامرانی کے نئے افق وجود میں آگئے، انسانیت مسکرا اٹھی، چہرے تر و تازہ ہوگئے، عرب کی جدید پاکیزہ زندگی کے معیار و ندرت نے تاریخ کا رخ موڑ دیا اور رہنما بن کر زمام وقت اپنے ہاتھوں میں تھام لی۔ یونان و روم کا زعم زمین بوس ہوگیا اور عرب تہذیب بلندیوں پر جگمگانے لگی ہر سو روحانی خوشحالی چھاگئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ نبوت کی زندگی میں 13 سالہ مکی زندگی مصائب و نوائب اور کلفتوں کی زندگی تھی، ہجرت کے بعد کی 10 سالہ زندگی جہد و مشقت پر مشتمل رہی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معرکے بھی پیش آئے، چہار اطراف سے مخالفتوں کا سامنا بھی کیا، ایک مثالی اسلامی ریاست کے قوانین بھی ترتیب دیئے، انسانی زندگی کے تمام معاملات و پہلوؤں کو اسلامی احکام کے تابع کرنا اور خدا کا پیغام اس کے بندوں تک ذمہ داری سے پہنچانا بھی

ک۔ غلام رسول۔ شیخوپورہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی تھا لیکن اتنے قلیل وقت میں یہ انقلاب کیسے ممکن ہوا، اتنی بڑی اور حیرت انگیز تبدیلیاں کیونکر ان میں رونما ہوئیں؟ وہ جو مدت مدید سے ظلم و جور کے عادی تھے وہ کیسے انصاف پسند ہوگئے، جو فسق و فجور میں لتھڑے تھے کیسے نظیف و پاکیزہ بن گئے پستیوں میں گرے کیسے بام عروج کو چھوگئے؟ یہ بلاشبہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ اور تعلیم، رحمت و شفقت کا کمال تھا کہ عرب کے صحراؤں میں اللہ اکبر کی صدائیں گونجیں تو زمین کے خدا کانپ گئے، بتکدے ویران ہوگئے، لات و منات کے پجاری معبود حقیقی کے سامنے جھک گئے، آتش کدے ٹھنڈے پڑ گئے اور اسلام سرزمین عرب سے نکل کر شرق تا غرب پھیل گیا، ہمالہ کی چوٹیوں سے لے کر بحر اوقیانوس اور پھر گمنام جزیروں تک گیا اور چار دانگ عالم اپنی حقانیت اور خدا کی وحدانیت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حیات طیبہ ہر جہت سے سراپا رحمت تھی، باپ ہیں تو پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تشریف لانے پر ان کی پیشانی چوم کر اپنی نشست پر بٹھاتے ہیں، بیٹے ہیں تو رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے لئے اپنی چادر بچھاتے نظر آتے ہیں، دودھ شریک بہن شیماء جنگی قیدی ہو کر آئی ہیں تو خبر ملتے پر قبیلے سمیت آزاد کر دیتے ہیں، شوہر ہیں تو اپنی وفا شعار زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفاؤں کو یاد کر کے اکثر آب دیدہ ہو جاتے ہیں۔

دوسری طرف مبلغ ایسے ہیں کہ طائف کے بازاروں میں پتھر مار کر لہولہان کرنے والوں کے لئے بد دعا نہیں کرتے، جب پہاڑوں کا فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اداس و ملول دیکھ کر پوچھتا ہے کہ اے نبی اگر آپ کا حکم ہو تو میں اہل طائف کو ان پہاڑوں کے درمیان کچل دوں تو فرماتے ہیں نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل ان سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرے گی۔

نبی ایسے رحیم ہیں کہ شب بھر سر سجدے میں رکھے اپنی امت کے لئے دعائیں کرتے ہیں، معلم ایسے شفیق ہیں کہ اصحاب صفہ کی تعلیم کے ساتھ خوراک و دیگر ضروریات کے کفیل بھی ہیں، حاکم و منتظم ایسے ہیں کہ مسجد نبوی میں مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہیں لیکن جب اہل خانہ فاقے کی بناء پر کہتے ہیں کہ کچھ سامان خورونوش گھر بھجوا دیجئے تو فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھرانے کی بھوک تو برداشت کرسکتا ہوں لیکن مدینے کے یتیموں کی بھوک مجھ سے برداشت نہیں ہوتی اور فاتح ایسے ہیں کہ نہ آسمان نے اس سے قبل ایسا دیکھا نہ زمین نے بعد میں دیکھنا نصیب ہوا۔ جب رحمت للعالمین فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ کی ندامت و خوف سے جھکی آنکھیں دیکھیں تو فرمایا "آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں تم سب آزاد ہو"۔ زمین سے آسمان تک ہر شے حیران تھی کہ یہ کون رحمت کا بحر قلزم ہے جس نے زبان کا تکلف بھی گوارا نہیں کیا حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے راہوں میں کانٹے بچھائے اور رنج و الم دیا تھا، سنگدلی کی انتہا کرتے ہوئے جلاوطن کیا تھا ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے بھی تھے اور پیارے چچا حمزہ کے قاتل بھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو و درگزر کی وہ تاریخ رقم کی جس کی کائنات انسانی میں کوئی مثال نہیں۔ (باقی صفحہ ۱۳ پر)

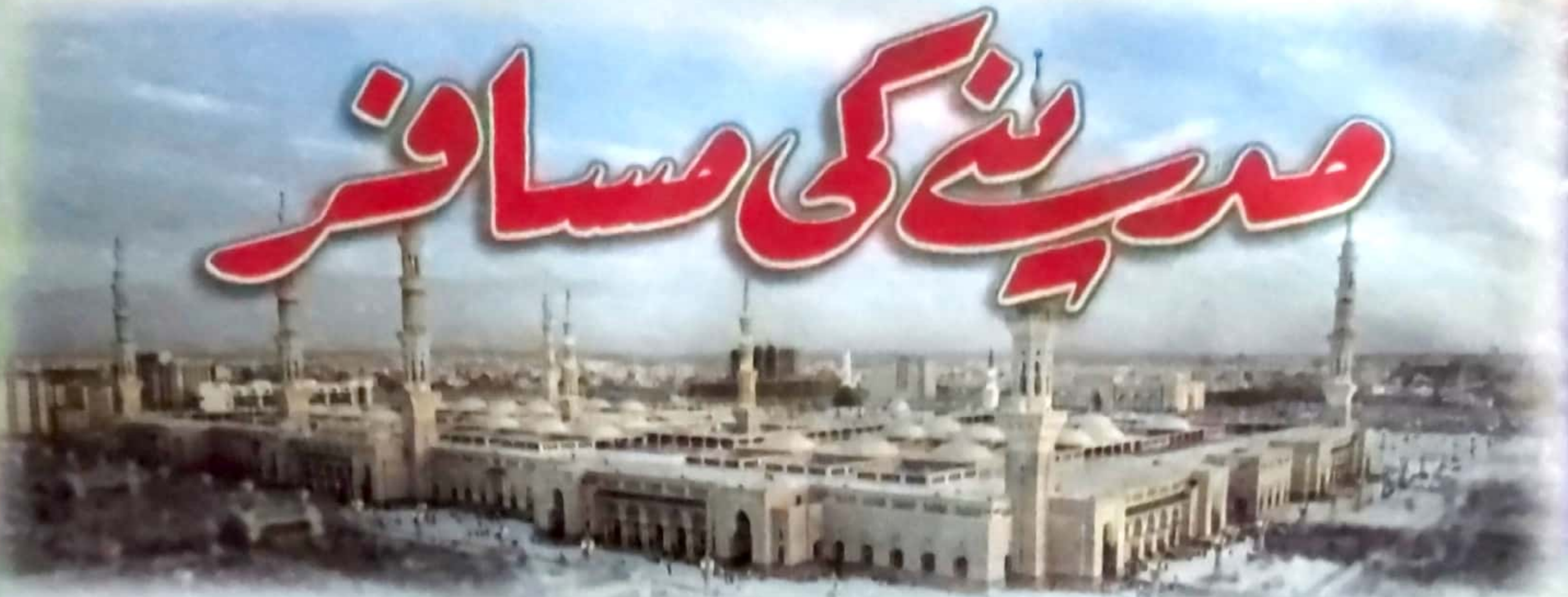

مدینے کی مسافر

مُلا مُعاویہ حنفی

ہندان کا نام تھا اور قریش کے معزز قبیلے نبی مخزوم سے تعلق تھا۔ والد ابو امیہ سہیل بن مغیرہ مکہ کے سخاوت شعار اور فیاض طبع آدمی تھے۔ ان کے شوہر عبداللہ بن عبدالاسد تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ ان سے دو بیٹے سلمہ اور عمر، دو بیٹیاں درّہ اور زینب پیدا ہوئے۔ میاں بیوی دونوں کی کنیت بڑے بیٹے ''سلمہ'' کے نام پر تھی یعنی ابو سلمہ اور ام سلمہ۔ آغاز اسلام میں ہی دونوں میاں بیوی نے اسلام قبول کر لیا تھا، جب کفار مکہ کی طرف سے ابتدائے اسلام میں اذیتوں اور آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہوا تو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس دوران انہیں نہایت کٹھن حالات سے گزرنا پڑا لیکن ایمان و اسلام جیسی نعمت پر انہوں نے کسی اور چیز سے سمجھوتہ نہیں کیا اور پوری استقامت کے ساتھ شاہراہِ ایمان پر چلتے رہے۔ کچھ عرصے بعد حبشہ سے واپس مکہ آئے لیکن یہاں کفار مکہ کے مظالم میں پہلے سے زیادہ شدت آچکی تھی، چناں چہ دونوں میاں بیوی نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کر لیا۔ یہ سفر ہجرت پہلے سفر سے بھی زیادہ کٹھن نکلا۔ ہوا یوں کہ جب ابو سلمہ اور امّ سلمہ مدینے کی طرف ہجرت کے ارادے سے گھر سے نکلے تو ام سلمہ کے قبیلے بنو مخزوم نے شدید مخالفت کی اور انہیں اپنے میاں کے ہمراہ جانے سے زبردستی روک دیا۔ عجیب طرح کی کشمکش شروع ہوگئی تھی، مکہ میں رکنا محال ہو رہا تھا اور بیوی بچے کو چھوڑ کر جانا بھی مشکل نظر آرہا تھا، تھوڑی سوچ و بچار کے بعد ابو سلمہ انہیں مکہ میں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اس لئے کہ اس وقت ایمان کا تقاضا یہی تھا۔ ادھر یہ ہوا کہ جب ابو سلمہ کے خاندان والوں کو پتہ چلا کہ بنو مخزوم نے ام سلمہ کو اپنے میاں کے ساتھ نہیں جانے دیا تو وہ آئے اور ان کے بیٹے سلمہ کو چھین کر لے گئے جس سے حضرت ام سلمہ کی مصیبت اور اذیت دوہری ہوگئی۔ شوہر اور ننھے بچے کی جدائی انہیں بے کل کر گئی، صدمے سے بے حال ہوتیں تو مکہ کے قریب ابطح کے مقام پر نکل جاتیں اور اکیلے بیٹھ کر رویا کرتیں۔ کئی دن تک یہی حال رہا اور خاندان والوں کو بالکل احساس نہیں ہوا۔ ایک دن ان کے خاندان کا ایک آدمی ادھر نکل آیا اور حضرت ام سلمہ کو بے بسی کے عالم میں روتے ہوئے دیکھا، اسے ام سلمہ کی حالت دیکھ کر سخت ملال ہوا اور واپس آکر خاندان والوں کو ملامت کی

''کیوں ایک عورت پر یوں ظلم کرتے ہو؟...... اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالے کر دو۔''

چناں چہ خاندان والوں نے انہیں جانے کی اجازت دے دی اور بیٹا بھی واپس کر دیا۔ روانگی کی اجازت ملی تو ام سلمہ نے اپنے بیٹے کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کو چل دیں۔ چوں کہ تنہا تھیں اور کوئی مرد ساتھ نہیں تھا تنعیم میں کعبۃ اللہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کی نظر پڑی تو حیران رہ گیا اور پوچھا:

''کہاں کا ارادہ ہے؟''

''کہا! مدینے کا''

عثمان نے پوچھا ''کوئی ساتھ بھی ہے؟''

تو جواب دیا

''اللہ کی ذات اور یہ بچہ''

عثمان نے کہا...... ''یہ نہیں ہوسکتا، تم کبھی تنہا نہیں ہوسکتیں۔''

یہ کہہ کر اونٹ کی مہاڑ پکڑ لی اور مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جہاں کہیں اترنا ہوتا تو اونٹ کو کسی درخت کے نیچے بٹھا کر خود ایک طرف چلا جاتا اور حضرت ام سلمہ اتر جاتیں، اسی طرح جب سوار ہونے کا ارادہ ہوتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور حضرت ام سلمہ سے کہتا ''سوار ہو جایئے۔'' اسی طرح منزلیں طے کرتے ہوئے قباء تک لے آیا۔

قباء کی بستی پر نظر پڑی تو بولا

''تم اپنے میاں کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں۔''

اس دور میں مکہ سے آنے والے مہاجرین سب سے پہلے قباء میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔

حضرت ام سلمہ نے بستی کا رخ کیا تو عثمان بن طلحہ واپس مکہ کی طرف پلٹ گیا...... جس عزت و حفاظت کے ساتھ وہ حضرت ام سلمہ کو لے کر آیا اسے دیکھتے ہوئے ام سلمہ نے کہا کہ ''میں نے ایسا شریف آدمی نہیں دیکھا۔''

قباء میں اتریں اور بستی والوں نے دیکھا کہ ایک مکہ سے تنہا سفر کر کے یہاں تک آئی ہے تو بڑے حیران ہوئے...... یہاں وہ اپنے محبوب شوہر کے پاس پہنچ گئی تھیں، کچھ عرصے تک دونوں اکٹھے رہے۔ ابو سلمہ بڑے شجاع، بہادر اور شہ سوار تھے۔ بدر و احد میں شریک ہوئے اور دشمنانِ اسلام کے خلاف ڈٹ کر دادِ شجاعت دی۔ غزوۂ احد میں دورانِ جنگ انہیں چند گہرے زخم بھی آئے اور ان سے جانبر نہ ہو سکے، زخموں کا ناسور پھیلتا رہا اور بالآخر ایک دن پھٹ گیا جس کے صدمے سے ابو سلمہ وفات پا گئے۔ حضرت ام سلمہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور وفات کی خبر سنائی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر خود ان کے مکان پر تشریف لائے دیکھا گھر میں کہرام مچا ہوا تھا، حضرت ام سلمہ کہہ رہی تھیں ''ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی؟''

بات تھی بھی ایسی ہی، دو ہجرتوں کی مشقت، خاندان اور مکہ والوں کا بائیکاٹ، مدینے کی طرف بے کسی کے عالم میں ہجرت، اللہ کی ذات کے بعد واحد دنیاوی سہارا انہیں چھوڑ کر رخصت ہوگیا...... آئندہ کا حال کیا ہوگا؟ اس کا کچھ پتہ نہیں جب یہ حالات ہوں تو مضبوط دلوں والے بھی ایک مرتبہ ٹوٹ جایا کرتے ہیں، یہ تو عورت ذات تھیں......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر صبر کی تلقین کی اور فرمایا...... ''یہ کہو! یا الٰہی! ان سے بہتر ان کا جانشین عطا فرما''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ابو سلمہ کی میت پر تشریف لائے اور نہایت اہتمام سے نماز جنازہ پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں۔ صحابہ نے نماز کے بعد پوچھا

''یارسول اللہ! آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''یہ تو ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔''

جب ابو سلمہ کی وفات ہوئی تو ام سلمہ امید سے تھیں، جب ولادت کے بعد عدت کی مدت گزر گئی تو مختلف اطراف سے ان کے لئے نکاح کے پیغام آنے لگے۔ پہلا پیغام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھیجا۔ (جاری ہے)

شادیوں کے موجودہ مسائل کا حل

تقریباً ہر زمانے میں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ رہی یا ہر زمانہ میں نہ سہی تو موجودہ زمانے میں یہ نسبت کسی پر مخفی نہیں ہے۔ پوری دنیا میں والدین اپنی بچیوں کے ازدواجی مسائل سے بہت پریشان ہیں، ہزاروں بچیاں اپنے والدین کے گھر خانہ آبادی سے مایوس ہوکر یا امید لے کر اپنی اجل کا انتظار کررہی ہیں۔ رکاوٹ کے دو اہم سبب ذہن میں آتے ہیں۔

۱۔ بھاری جہیز کی لعنت

۲۔ ایک سے زائد نکاح کا رواج نہ ہونا

اللہ تعالیٰ نے نفقہ کی شرط کے ساتھ ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے اور اس اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سے زائد شادیوں کا رواج ہوجائے تو کافی بچیاں جو اپنے والدین کے گھر جوانی گزار رہی ہیں وہ اپنے خاوند کی دہلیز پر قدم رکھ سکتی ہیں، اس مسئلے کے حل کے لئے چار افراد کا کردار اہم ہے۔

۱۔ موجودہ بیوی ایثار کرتے ہوئے خاوند کو دوسرے نکاح کی اجازت دے اور آنے والی اپنے خاوند کی دوسری بیوی کا استقبال کرے اور آیندہ کسی بھی عمل سے اسے دل کا درد نہ دے۔

۲۔ خاوند بھی اپنی بیویوں میں برابری کی کوشش کرے، کسی ایک کی محبت میں گرویدہ ہوکر دوسری سے بے انصافی نہ کرے اور انہیں لونڈیاں سمجھ کر ہر وقت تیور نہ چڑھائے رکھے جیسا کہ بعض کا رویہ ہوتا ہے بلکہ انہیں اپنی رفیقۂ حیات سمجھ کر ہنس مکھ طریقہ اختیار کرے۔

۳۔ جو والدین بچیوں کے نکاح کے معاملے میں پریشان ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شریف النفس انسان مانگیں جب مل جائے اگر وہ پہلے شادی شدہ نہ ہو تو غنیمت ہے، اگر وہ دوسری شادی کا خواہش مند ہو تو اس سے رشتہ داری قائم کرنے کو معیوب نہ سمجھیں کیونکہ یہ اس سے تو بہتر ہے کہ آپ اپنی لڑکی پہلی بیوی کے طور پر ایک ایسے شخص کے نکاح میں دیں جو بے دین، فاسق، فاجر ہو، جو تمہارے اور تمہاری لڑکی کیلئے بے دینی اور ہمیشہ کیلئے بے چینی کا سبب بن جائے جیسے آج کل کا رواج ہے مثلاً مکان یا پلاٹ بھاری وزن کا سونا لڑکی کے نام کرانا وغیرہ۔ یہ مطالبات تو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ لوگ محض رشتوں کیلئے پریشان نہیں ہیں بلکہ ان کو ایک ایسے شخص کے نہ ملنے کی پریشانی ہے کہ جو ساری جائیداد ان کی لڑکی کے نام کردے اور خود اس کا غلام بن کر رہ جائے، پہلے تو ایسے رشتے ملتے ہی کم ہیں جو ان مطالبات کو تسلیم کرلیں، اگر ملتے ہیں تو اکثر ان میں قرض لے کر مطالبات پورے کرتے ہیں اور اس غربت کے دور میں اتنی آمدنی نہیں ہوتی جس سے قرض واپس کیا جائے بالآخر وہ بہو کے زیورات بیچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں اگر بہو عقل مند اور گھر

اُمِّ احتشام، شیر گڑھ

کی آبادی کی خواہش مند ہوتی ہے تو وہ اپنے خاوند اور سسر ساس کی رضا پر رضا مند ہوکر ان کو اپنا بنالیتی ہے ورنہ اکثر گھر کو خانہ جنگی کا گڑھ بنادیتی ہیں اور بعض مالدار والدین اپنی بچیوں کی شادی اس لیے نہیں کرتے کہ بیٹی کی جائیداد کا حصہ دینا پڑے گا اور بعض والدین ذات قومیت کو ہی دیکھتے رہتے ہیں۔

اس کا بات کا انکار نہیں ہے اگر قوم میں اچھا رشتہ مل جائے تو بہت خوب اگر نہ ملے تو دوسری قوم اور دوسری برادری میں کرلیا جائے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لڑکی کا نکاح کرتے وقت لڑکے میں تین باتیں دیکھنا ضروری ہیں۔

۱۔ کمانے کی قوت رکھتا ہو۔

۲۔ دونوں خاندانوں کی برابری میں زیادہ فرق نہ ہو۔

۳۔ لڑکا دیندار ہو مزید چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں۔

غلط رسم و رواج کو اپنا کر پریشان ہونے والے والدین کو ہم کیسے پریشان کہہ سکتے ہیں۔ پریشانی تو تب ہے جب نیک سیرت لڑکے کا رشتہ نہ مل رہا ہو۔

۴۔ دوسری بیوی کے طور پر خاوند کے پاس جانے والی دلہن کو چاہئے کہ اپنے خاوند کی پہلی بیوی کو اپنی سوکن اور حریف نہ سمجھے بلکہ اچھی سہیلی سمجھے ہر کام اس کے ساتھ مل جل کر کرے اگر وہ کوئی دلخراش بات کرے تو صبر کرے اور خاوند کو فقط اپنی طرف مائل کرنے کیلئے طرح طرح کی مکاریوں سے پہلی بیوی سے بیزار نہ کرے اور اسی طرح انہیں مذکورہ امور کو پہلی بیوی بھی اپنالے اور دونوں مل کر احسن ترتیب سے خانہ داری کے امور سرانجام دیتی رہیں اور ہر ایک اپنے خاوند کو اچھائی بھلائی کی ترغیب دیتی رہے تو گھر سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے اور معاشرہ کیلئے نمونہ بن کر ماں باپ کے گھر مایوس ہوکر بیٹھنے والی بچیوں کیلئے آبادی کا سبب بن سکتا ہے لیکن افسوس آج کے من پسندی کے دور میں احساس دیگراں نہ رہا جب والدین مجبوری سے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری بیوی کے طور پر کردیتے ہیں تو وہ ازدواجی مسائل کے جاننے کے باوجود تکبر سے کام لیتی ہے اور آتے ہی فساد برپا کردیتی ہے اور پھر خود طلاق لیکر ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے یا پہلی بیوی کیلئے طلاق کا سبب بن جاتی ہے یا پھر خاوند دونوں بیویوں کے درمیان دو نکیل اونٹ کی طرح یا بالفاظ دیگر اس شعبدہ باز کی طرح بن کر رہ جاتا ہے جو اپنے گلے میں پھندہ ڈال کر ایسے دو شخصوں کے ہاتھ میں تھمادے جن میں سے ہر ایک اسے اپنی طرف کھینچنے والا ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ اگر مذکورہ چار افراد مذکورہ باتوں اور اس سے بڑھ کر اچھی باتوں پر عمل کرنا شروع کردیں تو یہی عمل ایک سے زائد شادیوں کے رواج کا سبب بن سکتا ہے جس سے شادیوں کے موجودہ مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

خاتون

تو بزمِ رنگ و بو میں محبت کا ماہتاب
پلتے ہیں تیری گود میں دنیا کے آفتاب

روشن تری نظر سے محبت کے سب چراغ
ملتے ہیں تیری گود سے جینے کے سب سراغ

اک پیکرِ خلوص وفاؤں میں لاجواب
ایثار جس کا پورے زمانے میں انتخاب

تیری نظر سے لعل کو آبِ گہر ملے
تو روشنی حیات کے سینے میں ڈال دے

تو وہ صدف کہ جس کے گہر بے مثال ہیں
تیرے چمن کے رنگ بڑے لازوال ہیں

تیری نگاہ میں سارا زمانہ اسیر ہے
تو حسنِ کائنات ہے روشن ضمیر ہے

مریم ہو، آمنہ ہو، خدیجہ کہ فاطمہ
ہر نقش لازوال ہے، بڑا بے نظیر ہے

(مشتاق بشیر کے کلام "بہار جاوداں" سے انتخاب ر، ش، ٹیکسلا)

خواتین کی لباس میں بے احتیاطی

نام نہیں لکھا

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مختلف اوصاف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اور اُن کا دائرہ عمل بھی علیحدہ علیحدہ متعین فرمایا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے لئے بہت سے احکام تو مشترک ہیں مگر شریعت نے بہت سے معاملات میں مرد و عورت کے علیحدہ علیحدہ مسائل بیان فرمائے ہیں اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی مومن مرد یا عورت نیک عمل کرے گا ہم اُس کو حیات طیبہ (یعنی پاکیزہ زندگی) عطا فرمائیں گے۔

ہمارے ہاں عمل خیر اس بات کو سمجھا جاتا ہے کہ کثرت سے نفلی عبادات کی جائیں جبکہ ہماری توجہ گناہوں کو چھوڑنے کی طرف کم ہی مبذول ہوتی ہے۔ حالانکہ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دو، سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

دورِ حاضر میں جہاں اور بے شمار شعبوں میں دین سے دوری پیدا ہوگئی ہے وہیں ایک بہت بڑا گناہ عورتوں کی بے پردگی کا پھیلتا جا رہا ہے اور یہ ایک ایسا گناہ ہے جو اپنے ساتھ بے شمار مفاسد لئے ہوئے ہے۔ مزید حالات کی ابتری یہ رنگ لائی ہے کہ بے پردگی کی کثرت کی وجہ سے اس عظیم گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جا رہا، یہ اتنا خطرناک گناہ ہے جو انسان کو ایمان سے بھی دور کر سکتا ہے چونکہ بے پردگی، بے حیائی کی عکاس ہے اور بے حیائی ایمان سے دوری پر منتج ہوتی ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بلاشبہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

پاکستان میں بے پردگی کا فتنہ ایک نیا انداز اختیار کر چکا ہے، گرمی کی آمد پر خواتین کے لباس نہ صرف بہت باریک بلکہ مختصر ہوتے جا رہے ہیں، حتیٰ کہ نماز روزہ کرنے والی خواتین بھی اس وبا سے محفوظ نہیں رہیں۔ خصوصاً آج کل گرمی کے موسم میں خواتین کی ایک بڑی تعداد آدھے بازو کی قمیض (Half Sleeve) پہننا شروع ہوگئی ہے جو کہ کھلی بے پردگی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف باریک لباس پہننے کی اس قدر مذمت بیان فرمائی ہے، ارشاد فرمایا کہ ''دوزخیوں کی دو جماعتیں میں نے دیکھیں جن میں ایک جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی، (مردوں کو) مائل کرنے والی اور (خود اُن کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے جو جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اُس کی خوشبو سونگھیں گی اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔'' (مسلم) یہ تو اُن عورتوں کا حال ہے جو باریک کپڑے پہننے کی وجہ سے مستوجب عذاب ہوں گی اور جو خواتین آدھے بازو کی قمیض پہنتی ہیں، اُن کا ستر تو ویسے ہی ننگا رہتا ہے تو قیامت کے دن اُن کا کیا حال ہوگا؟

پھر لباس کا براہ راست تعلق عورتوں کی نماز سے بھی ہے۔ عورت کی نماز درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کا چہرہ، اور گٹوں تک دونوں قدموں کے علاوہ پورا جسم ڈھکا ہوا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر عورتوں کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ سر پر ایسا باریک دوپٹہ ہوتا ہے جس سے بال نظر آتے ہیں اور بعض عورتوں کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ بانہیں کھلی ہوتی ہیں یا اگر ڈھانکی ہوئی ہیں تو اسی باریک دوپٹہ سے ڈھانک لیتی ہیں جس سے سب کچھ نظر آتا ہے۔ (ماخوذ تحفہ خواتین مولف مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ)

عورتوں کے اس طرح کے لباس پہننے سے جہاں دنیا و آخرت کے انفرادی نقصانات ہیں، وہیں پر بے شمار اجتماعی مفاسد بھی ہیں جن میں اول یہ کہ عورتوں کا غیر شرعی لباس کے ساتھ نامحرموں کے سامنے آنا پورے معاشرے میں بے حیائی اور بے پردگی کو رواج دیتا ہے اور بدنظری کا سبب بنتا ہے اور بدنظری سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اُس پر بھی''۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

علاوہ ازیں، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گناہ کی کثرت اور دوام سے اُس کے نقصانات لوگوں کے دلوں سے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں، اور اگر خدانخواستہ یہ بے پردگی اور بے حجابی عام ہو جائے تو باپردگی اجنبیت کی علامت بن جاتی ہے۔ ہمارے بڑے شہروں میں صورتحال اب ایسی ہی ہوتی جا رہی ہے، حتیٰ کہ دین دار سمجھے جانے والے گھرانے بھی اس گناہ کا شکار ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ہر وہ عورت جو غیر شرعی لباس کے ساتھ نامحرم مردوں کے سامنے آتی ہے، وہ ساری امت کی مجرم ہے کیونکہ بے پردگی سے نہ صرف اُس کی اپنی ذات متاثر ہو رہی ہے بلکہ پورے معاشرہ میں ہیجان پیدا ہو رہا ہے اور وہ صالحہ خاتون جو شرعی لباس کی رعایت کے ساتھ گھر سے باہر نکلتی ہے، وہ پوری امت کی محسن ہے اور قیامت کے دن اُس کو ان شاء اللہ اسی نسبت سے اجر و ثواب ملے گا۔

اگر خواتین یہ عذر کریں کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے وہ باریک لباس اور آدھے بازو کی قمیض (Half Sleeve) پہننے پر مجبور ہیں تو اول اُن کا یہ عذر اپنی ذات میں وزن نہیں رکھتا کیونکہ آج کل کپڑوں کی بے شمار قسمیں ایسی ہیں جن سے نہ صرف مکمل پردہ ہو سکتا ہے بلکہ وہ گرمی کے موسم کے لحاظ سے بھی موزوں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ تمام اہل ایمان کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اتنا بوجھ نہیں ڈالتا جتنا اُس میں اٹھانے کی طاقت نہ ہو (البقرہ) لہٰذا یہ بات ظاہر ہے کہ پردہ کا حکم ہرگز عورت پر بوجھ نہیں بلکہ اُس کی فطرت اور ضرورت کے مطابق ہے اور تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اُس کے ہر حکم کو دل و جان سے قبول کیا جائے اور حکم کی مصلحتوں پر نظر کرنے کی بجائے حاکم کی شان پر نظر کی جائے کہ اُس مولیٰ کے ہم پر بلا استحقاق کس قدر احسانات ہیں، اس بات کو ہر دم اپنے سامنے رکھا جائے۔

صحابیات رضی اللہ عنھن اجمعین کا عمل اس بات پر شاہد ہے کہ جیسے ہی اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا تو انہوں نے اُس پر عمل کرنے میں دیر کرنا گوارہ نہ کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ اُن عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں (مکہ سے مدینہ کو) ہجرت کی، جب اللہ پاک نے حکم ''اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں'' نازل فرمایا تو انہوں نے اپنی موٹی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالئے۔ (رواہ ابوداؤد)

اس سلسلے میں تمام اہل ایمان خواہ مرد ہوں یا عورت، اپنے اپنے گھروں، خاندانوں، دوستوں اور عزیزوں میں لباس کی اس بے قاعدگی کو دور کرنے کی محنت کریں اور پیار، محبت، شفقت اور منت سماجت کر کے اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو خلاف شرع لباس پہننے سے احتراز پر آمادہ کریں اور کوشش و محنت میں کسی ہچکچاہٹ، شرم اور جھجک کا مظاہرہ نہ کیا جائے کیونکہ مسلمانوں کو گناہوں میں چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو آگ میں جلنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ نیز اس سلسلہ میں گھر کے بڑے اپنی ذمہ داری کا احساس کریں کیونکہ وہ بھی قیامت کے دن اولاد کے معاملات میں جواب دہ ہوں گے۔ کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ''تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور ہر شخص سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ اگر ہم نے اپنی بساط کے مطابق گناہوں کے اس طوفان کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور پروردگار کی طرف سے ہدایت کے فیصلے ہوں گے۔

شرعی پردہ کرنے پر بہت لڑائیاں ہوئیں

پروفیسر قمر انجم صاحبہ (ایسوسی ایٹ پروفیسر) سے خصوصی انٹرویو

سوالات: اُمِ محمد

محترمہ پروفیسر قمر انجم صاحبہ حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ سے فیض یافتہ صاحب درد خاتون ہیں۔ شعبہ تعلیم سے منسلک اور ایک مقامی گرلز کالج میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے تعلیمی خدمات انجام دے رہی ہیں گزشتہ دنوں ان کے خیالات جاننے کے لئے ہم نے ان سے ایک انٹرویو کیا جو "خواتین کا اسلام" کی قاریات کے لئے پیش ہے۔

○سب سے پہلے تو ہم آپ کا تعارف چاہیں گے، آپ کی پیدائش کہاں ہوئی، خاندان کا پس منظر کیا ہے؟

☆میرا پورا نام قمر انجم رضوان ہے، میرے والد کا نام محمد رضوان تھا، وہ فوج میں کرنل رینک کے آفیسر تھے۔ ویسے ہمارا تعلق سہارنپور یوپی سے تھا۔ میری پیدائش لاہور میں ہوئی پیدائش کے بعد جب نام رکھنے کا مرحلہ آیا تو میرے دادا اور نانی میں جنگ چھڑ گئی۔ میری نانی کہتی تھیں کہ میں اس کا نام "انجمن آرا" رکھوں گی جبکہ دادا کا اصرار تھا کہ مجھے "قمر جہاں" پکارا جائے۔ آخر دونوں میں مصالحت ہوگئی اور میں دادا کی چاند (قمر) اور نانی کا تارا (انجم) بن گئی۔

○بچپن کی پرورش میں کس کا عمل دخل زیادہ رہا؟ والد یا والدہ یا دادی؟

☆بچپن میں پرورش دادی، دادا، نانی اور والدین سب نے مل کر کی۔ والد فوج میں آفیسر تھے اس لئے ہم لاہور سے سیالکوٹ آچکے تھے۔ حویلی نما گھر تھا جس کے سترہ کمرے تھے۔ دو بھینسیں بھی تھیں۔ سبزی بھی گھر میں ہی اگتی تھی۔ دادا، دادی کراچی سے اکثر آجاتے تھے۔ چھ مہینے دادی رہتیں تو چھ مہینے دادا آجاتے۔ نانی جان گاہے بگاہے چکر لگالیتی تھیں۔ جب ذرا ہوش سنبھالا تو جو جملہ مشترکہ ہر وقت سننے کو ملتا تھا وہ "تم لڑکی ہو، وہ تینوں لڑکے ہیں کچھ تو شرم کرو"۔ تھا۔ لڑکوں سے مراد ہمارے تینوں بھائی تھے۔ ایک مجھ سے ایک سال چھوٹے اور دو جڑواں ان سے دو سال چھوٹے، لڑکی ہونے کا احساس ہمیں اس لئے دلایا جاتا تھا کہ میں ان کے ساتھ ہر کھیل مثلاً گلی ڈنڈا، کرکٹ وغیرہ میں شامل ہوتی تھی۔

○بچپن کا کوئی واقعہ جو اب بھی بار بار یاد آتا ہو؟

☆بچپن کا یادگار واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم چاروں دوپہر کے وقت جب والدین سو رہے تھے، آم کے درخت پر چڑھ گئے۔ ہم کیریاں کھانے میں مصروف تھے کہ بھائیوں نے بغاوت کردی۔ سب چپکے سے نیچے اتر گئے اور سیڑھی بھی ہٹالی۔ جب کیریاں دل بھر کے کھالیں تو حالاتِ زار کا انکشاف ہوا۔ خوب چیخی۔ آخر شام کو والدہ نے آکر پہلے بے بھاؤ کی سنائیں، پھر سیڑھی لگائی۔ بس اس دن سے ہم لڑکی بن گئے۔ یا یوں کہیں بنا دیے گئے۔

○تعلیم کہاں تک حاصل کی؟

☆کرنے کا ارادہ تو نفسیات میں ایم۔اے تھا مگر والد کا نظریہ تھا کہ ماہرِ نفسیات خود پاگل ہوتے ہیں۔ چاروناچار انگریزی میں ایم اے کرنا پڑا۔

○آج کل مشغلہ کیا ہے؟

☆بس جی کیا مشغلہ ہونا ہے، ایک کالج میں لڑکیوں کی دنیا اور عاقبت سنوارنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہوں۔ دنیا ایسے کہ انہیں انگریزی پڑھا رہی ہوں اور آخرت ایسے کہ جب بھی موقع ملتا ہے دین کی باتیں بتاتی رہتی ہوں اور میں یہ کام اپنا مشن سمجھ کر کرتی ہوں۔ اکثر نئی لڑکیاں مجھے اسلامک اسٹڈیز کی لیکچرار سمجھتی ہیں، سوچتی ہوں کاش اسلامک اسٹڈیز میں ایم۔اے کرلیا ہوتا، شاید ہماری عاقبت ہی سنور جاتی مگر یہ بات تو ہے کہ انگریزی کی ٹیچرز کا رعب بہت ہوتا ہے۔ جب کوئی لڑکی غلطی کرے خوب انگلش میں ڈانٹو۔ سیدھی ہو جائے گی اور یہ بات بھی ہے کہ اکثر کہنا مان لیتی ہیں۔ کئی لڑکیوں نے ٹی۔وی یعنی بقول حضرت والا ٹی۔بی دیکھنا چھوڑ دیا ہے اور کچھ نے شرعی پردہ بھی کرلیا ہے۔ اتنے سالوں میں ساری محنت رائیگاں نہیں گئی۔

○شرعی زندگی اختیار کرنے پر کیسے مائل ہوئیں؟

☆شرعی زندگی کی طرف بھلا ہم خود کیسے مائل ہوتے؟ وہ تو بس اللہ تعالیٰ نے گردن پکڑ کر حضرت والا کی خدمت میں بھیج دیا۔ بھائی کے ساتھ عمرہ کیا تھا، پہلی دفعہ جانے سے پہلے حضرت والا کو فون کیا تھا "حضرت اقدس دعا کر دیجئے اللہ تعالیٰ عمرہ قبول فرمائیں" "دل سے دعا کرتا ہوں"۔ حضرت والا نے کہا تھا۔ بس پھر دنیا بدل گئی۔ کتاب گھر سے حضرت والا کا وعظ "شرعی پردہ" لے کر پڑھا اور پھر پردہ کرنا شروع کردیا۔ پورے خاندان اور پورے کالج میں کسی کو معلوم نہ تھا کہ شرعی پردہ کیا ہوتا ہے؟ بہت باتیں سنیں، بہت لڑائیاں ہوئیں مگر حضرت والا کی دعائیں شامل حال تھیں۔ پردے پر قائم رہی۔

○حجاب سے پہلے اور بعد کی زندگی میں کیا فرق محسوس کیا؟

حجاب سے پہلے اور بعد کی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پہلے ٹی وی کا ہر انگریزی پروگرام دیکھنا، امریکا اور دبئی سے گانوں کی کیسٹیں منگا کر سننا، کالج کے ہر فنکشن میں پیش پیش ہونا اور اس کے باوجود پرنسپل کی ڈانٹ سننا، رشتہ داروں کے گھر جانا اور ساری شادیوں میں شرکت کرنا۔ عجیب بات یہ تھی کہ گانے میں انتقاماً سنتی تھی۔ جب گھر میں کسی سے لڑائی ہو جاتی تھی تو پوری آواز سے گانے لگا کر سنتی تھی اور ان سے محظوظ ہونے کی بجائے کھولتی رہتی تھی۔ پھر والدہ زبردستی شادیوں میں لے کر جاتی تھیں۔ میرا خیال تھا کہ میں بالکل خوبصورت نہیں ہوں۔ تھوڑا بہت میک اپ کر کے جب میں شادیوں میں جاتی تو ہر وقت یہی لگتا کہ سب میرا مذاق اڑا رہے ہیں نہ مجھے اپنی شکل پسند آتی نہ کپڑے۔ گھر واپس آنے پر اپنی شکل دیکھتی تو رونا آجاتا اور فوراً جا کر منہ دھو لیتی۔ رونا اس بات پر بھی آتا کہ شادی میں جو لڑکوں کی امائیں آئی ہوں گی انہوں نے ہرگز پسند نہیں کیا۔ ورنہ امی کے پاس ضرور پوچھنے آتیں۔ پھر جب پردہ کرلیا تو گویا ایک بیش بہا سکون کا خزانہ مل گیا۔ ہر وقت خوبصورت لگنے کی خواہش سے نجات مل گئی۔ میک اپ کی چیزوں سے نجات مل گئی۔ اس مایوسی سے نجات مل گئی کہ ممکنہ ساسوں نے پسند نہیں کیا۔ احساسِ کمتری ختم ہوگیا کہ میری شکل اچھی نہیں۔ بازار کے چکروں سے نجات مل گئی کیونکہ کالج میں گاؤن سب کپڑے چھپالیتا ہے۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا پہنا ہوا ہے۔ روز روز نئے سوٹ بنانے سے بھی نجات مل گئی کیونکہ رشتہ داروں کے گھر جانا تقریباً ترک کردیا۔ وقت ہی نہیں ملتا۔ اس کی فکر ختم ہوگئی کہ لوگ ناراض نہ ہو جائیں۔ یہ کیوں کہہ دیا یہ نہیں کہنا چاہئے تھا اب یہ ناراض ہوگیا، اب وہ، ہر وقت ذہن پر یہی فکر سوار رہتی تھی کہ کوئی ناراض نہ ہو جائے، کسی کو کوئی بات بری نہ لگ جائے۔ پردہ کرنے کے بعد صرف یہ فکر رہ گئی کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائیں، کہیں

لڑکیوں کو کسی زمانے میں بوجھ سمجھا جاتا تھا آجکل تو نعمت سمجھا جاتا ہے

**پردہ کرنے کے بعد ہر وقت خوبصورت لگنے
میک اپ کرنے، بازاروں کے چکروں اور
نیا لباس بنانے کی فکر سے نجات مل گئی**

انہیں کوئی بات بری نہ لگ جائے، پردے کا ایک اور حیرت انگیز کرشمہ سامنے آیا ایسا لگا کہ جیسے یہ دنیا چھپ گئی اور ایک دوسری دنیا، آخرت کی دنیا سامنے آگئی۔ اب اس دنیا کی اہمیت نہیں رہی۔ کوئی ناراض ہو یا نہ ہو کوئی پرواہ نہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ جتنی لڑکیوں نے پردہ کرنا شروع کیا میں نے ہر ایک سے پوچھا تو سب نے یہی بات کہی۔ پردہ کرنے سے آنکھوں پر پڑا پردہ ہٹ گیا۔ اب جنت اور دوزخ صاف نظر آتی ہیں۔ آخرت کی فکر ہوگئی ہے۔ اس دنیا اور اس میں رہنے والوں کی پرواہ نہیں۔

○عورت ہونے کے ناطے عورت کی ذمہ داریوں پر آپ کیا روشنی ڈالتی ہیں؟

☆عورت ہونے کے ناطے میری نظر میں عورتوں کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ عورت ہونے کے ناطے دوسری عورتوں کی نظر میں صحیح ذمہ داریاں نہیں۔ آج کل کی خواتین دنیا بھر کی ذمہ داریاں اپنے اوپر لے کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ مگر مزے کی بات یہ کہ ہر وقت ان کا رونا بھی روتی رہتی ہیں۔ ہمارے کالج کی ہی بات لے لیں، اکثر سننے کو ملتا ہے ''کیا کروں انجم کسی کام کے لئے وقت ہی نہیں ملتا، صبح کالج آنے سے پہلے ناشتہ بنا کر سب کو کھلا کر، اسکول، کالج، دفتر بھیج کر گھر کی صفائی کرو۔ پھر جلدی جلدی دوپہر کا کھانا پکاؤ، سبزی گوشت بھی خود لاؤ۔ ہر مہینے بجلی، گیس کا بل بھی بھرو۔ بچوں کی فیسیں بھی دینے جاؤ۔ دوپہر کو تھکے ہارے گھر جاؤ تو بچوں نے ایک اودھم مچایا ہوتا ہے۔ سب کو کھانا کھلا کر پھر پڑھاؤ۔ شام کو میاں جی جب گھر آتے ہیں ان کے لئے چائے بناؤ۔ ان کی خدمت کرو، بس اپنے لئے تو وقت ہی نہیں ملتا۔ آرام کو ترس گئے ہیں۔'' اگر یہ خواتین صرف اور صرف گھر چلانے کی ذمہ داری، بچوں کی صحیح پرورش کی ذمہ داری سنبھال لیں جیسا کہ قرآن نے کہا ہے تو ہر کام کے لئے وقت بھی ملے، آرام بھی

○موجودہ آزادیٔ نسواں کی تحریک کو آپ کس نظر سے دیکھتی ہیں؟

☆میں موجودہ آزادیٔ نسواں کی تحریک کی حامی خواتین کو بہت اشک بھری نظر سے دیکھتی ہوں۔ ہر چیز میں آزادی اور مرد کی برابری چاہتی ہیں۔ جہاں تک میری بات ہے تو بھئی مجھے تو جب کوئی نازک کہتا ہے بڑا اچھا لگتا ہے۔ اگر بھائی ہر وقت یہ خیال رکھیں کہ انہیں کوئی بھاری کام نہ کرنا پڑے، انہیں کوئی دیکھ نہ لے، انہیں کوئی غلط بات نہ کہہ دے، ان کی حفاظت ہمارا فرض ہے تو اس سے تو یہی احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک قیمتی، پیاری سی چیز ہیں چہ جائے کہ مرد سے برابری مانگنے پر انسان محبت سے بھی ہاتھ دھولے اور عزت سے بھی۔

○آج کے معاشرتی بگاڑ کا بنیادی سبب کیا ہے؟

☆آج کے معاشرتی بگاڑ کا بنیادی سبب یہ ہے کہ خواتین نے خواتین بننا چھوڑ دیا۔ وہ مرد بننا چاہتی ہیں اور مردوں نے بخوشی عورتیں بننا قبول کرلیا۔ ان کی تو جان چھوٹی۔

○رسم ورواج سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے؟

☆رسم ورواج سے چھٹکارا پانے کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ غلط اور برے رسم ورواج کی جگہ صحیح اور اچھے رسم ورواج اپنا لئے جائیں۔ معلوم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں امہات المؤمنین کیا کرتی تھیں۔ انہی باتوں کو اپنا لیا جائے۔

○لڑکیوں کو بوجھ کیوں سمجھا جاتا ہے؟

☆لڑکیوں کو کسی زمانے میں بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ آج کل تو انہیں نعمت سمجھا جاتا ہے۔ الٹی گنگا بہ رہی ہے۔ والدین لڑکیوں کی پڑھائی پر پوری توجہ دیتے ہیں کہ یہ کمائیں گی اور

> **میں تحریکِ آزادیٔ نسواں کی حامی خواتین کو بہت اشک بھری نظر سے دیکھتی ہوں۔**

ہمیں کھلائیں گی۔ شادیاں بھی جلدی ہوجائیں گی کیونکہ کمانے والی لڑکی سے ہر شخص شادی کرنے کو فوراً تیار ہوجاتا ہے چاہے وہ کالی ہو یا پیلی، رہی لڑکوں کی بات تو وہ تو نوکری کرتے ہیں، شادی کریں گے اور بیوی آتے ہی انہیں الگ کر کے لے جائے گی یا وہ امریکا جا کر بیٹھ جائیں گے تو لڑکوں سے تو لڑکیاں ہی بھلی۔

○ہمارا معاشرہ کدھر جارہا ہے؟

☆ہمارا معاشرہ کدھر جارہا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ آدھا تو انڈیا جارہا ہے اور باقی آدھا امریکا۔ یقین نہ آئے تو ٹی وی اور کیبل وغیرہ کے پروگرام دیکھ لیں میرا مطلب ہے جو دیکھتا ہو اس سے پوچھ لیں۔ پوچھ لیں ان کے ہیرو کون ہیں؟ پتہ چل جائے گا کہ معاشرہ کدھر جارہا ہے۔

○دن بھر کی مصروفیات کیا ہوتی ہیں؟

☆دن بھر کی مصروفیات؟ جی مصروفیات ہی مصروفیات ہیں۔ رہا دن کا تعلق تو وہ تو ادھر آتا ہے اور ادھر چلا جاتا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا!

○مطالعے کے لئے کتنا وقت نکالتی ہیں؟

☆مطالعے کے لئے روزانہ الحمدللہ دو یا تین گھنٹے نکل آتے ہیں۔ ضرب مؤمن، روزنامہ اسلام، بچوں کا اسلام، خواتین کا اسلام، بہشتی زیور اور دینی کتابیں پڑھنے کا معمول ہے۔

○آپ کی پسندیدہ کتاب؟

☆پسندیدہ کتاب تو ہر مسلمان کی قرآن ہی ہوتی ہے۔ اس کے بعد مجھے حضرتِ اقدس کا وعظ ''ہر پریشانی کا علاج'' بھی بہت پسند ہے۔ میں جب بھی پڑھ کر حضرت والا سے کہتی تھی کہ پڑھ لی۔ وہ کہتے تھے پھر پڑھیں اور واقعی ہر دفعہ پڑھنے پڑھنے سے نئے راز کھلتے چلے گئے۔ ہر پریشانی کا علاج ہوتا چلا گیا۔

○ کھانوں میں پسندیدہ ڈش کون سی ہے؟

☆ہماری والدہ کی پسندیدہ کہاوت تھی ''اللہ میاں! کھانے کو نہ دینا لکڑیوں کو جانا پڑے گا'' جب ہم معصومیت سے اس کا مطلب پوچھتے تھے تو وہ بجا کہتی تھیں کہ جب اللہ میاں کھانے کو دیں گے تو اسے پکانے کے لئے لکڑیاں لانی پڑیں گی۔ اتنا کام کون کرے تو کھانے ہی کو نہ دے۔ وہ یہ کہاوت ہمیں اکثر سناتی تھیں کیونکہ پکانے کی بجائے ہمیں جو بھی مل جاتا تھا، چاہے وہ فرائی انڈہ ہی کیوں نہ ہو، ہم خوشی سے کھا لیتے ہیں۔ اس لئے پسندیدہ کھانے کے معاملے میں ہم بہت صابر اور شاکر ہیں جو مل جاتا ہے کھا کر اللہ کا شکر کرتے ہیں۔

○پہناوے میں سادگی پسند ہیں یا بہتر سے بہتر کی جستجو رہتی ہے؟

☆پردہ کرنے سے پہلے بہتر سے بہتر کپڑوں کی تلاش میں بازاروں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ پردہ کرنے کے بعد اللہ کا احسان ہے کہ اس مصیبت سے بھی جان چھوٹ گئی۔ اب جو ملتا ہے پہن لیتے ہیں۔ سادگی میں آرام بھی ہے سکون بھی۔

○موسم کون سا اچھا لگتا ہے؟

☆موسم تو سب ہی اچھے لگتے ہیں مگر رمضان کا موسم سب سے پیارا ہے۔ اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ موسم کے حوالے سے حضرت والا کا یہ پسندیدہ شعر بھی بہت پسند ہے ؎

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بہ اندازِ بہار آئی ہے

○آپ کی عملی صلاحیتیں کس میدان میں اجاگر ہوتی ہیں؟

☆اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں جس شعبے سے منسلک ہوں اس میں مہارت ہے۔ کالج کی لڑکیاں کوشش کرتی ہیں کہ میرے ہی سیکشن میں ہوں۔ اس کے علاوہ ترجمہ کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی ہے مگر یہ بتادوں کہ اردو سے انگریزی ترجمہ کرنا آتا ہے۔ انگریزی سے اردو میں اتنی مہارت نہیں۔

○خواتین کا اسلام کے نام کیا پیغام دیں گی؟

☆''خواتین کا اسلام'' پڑھنے والی خواتین سے میں صرف اتنا کہوں گی کہ ''خواتین کا اسلام'' زیادہ سے زیادہ لوگوں میں پھیلائیں، خواتین اسلام اور اس رسالے کے لئے دعا کریں کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں اور دین اسلام سے سچی محبت کریں خصوصاً ''خواتین کا اسلام'' کا جو پیغام ہے اس پر غور کریں اور اس پیغام پر کان دھریں۔ اصل چیز اس رسالے کا پیغام ہے۔

گمراہ مسافر

بازار میں خوب رونق تھی، جوں جوں شام کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے گہما گہمی عروج پارہی تھی، فٹ پاتھ پر لوگوں کا ازدحام تھا تو سڑک پر گاڑیوں کی بھیڑ تھی، سواریاں اتر اور چڑھ رہی تھیں، اریج اور ازھار بھی حسب معمول ٹیکسی سے اتر کر اپنے جانے پہچانے راستوں پر ہولیں۔

ہر روز کی طرح آج بھی اریج اور ازھار نے اپنے گھر والوں کے سامنے یہی بہانہ رکھا تھا کہ کلاس فیلو کے گھر جاکر پڑھیں گے آخر امتحان جو سر پر ہیں اور گھر میں پڑھائی کی فضا آئے دن کی پارٹیوں اور آتے جاتے مہمانوں کی وجہ سے نہیں بن سکتی۔ اور اب تو ازھار بہانے گھڑنے میں بے حد ماہر ہوچکی تھی کیونکہ عرصہ دراز سے وہ یہی معمول اپنائے ہوئی تھیں۔

جب وہ فرسٹ ائیر میں داخل ہوئی تھیں تب وہ دونوں بھی اسکول اور گھر سے آگے کی دنیا سے ناواقف تھیں، مگر یہاں کے مختلف ماحول اور غلط قسم کی لڑکیوں کی کمپنی نے انہیں بہت جلد ایک نئی دنیا سے روشناس کرادیا، چمکتی دمکتی دنیا، میک اپ، تنگ ڈریسز اور پھر یوں بازاروں میں گھومنا اور لڑکوں سے ٹیلیفونک دوستی اپنے اندر ایک الگ طلسم رکھتا تھا...... اور پہچانے جانے کا خوف تو تھا نہیں کہ یوں برقعہ میں جس میں سے صرف آنکھیں ہی دکھتی ہوں کون انہیں پہچان سکتا تھا اور گھر میں ان کے بدلتے حلیوں پر توجہ دینے کی کسی کو فرصت نہ تھی۔

یہ وہی اریج اور ازھار تھیں جو اپنے آپ سے بے نیاز صرف اپنی پڑھائی میں مگن رہا کرتیں اور کبھی کبھار دادی جان کے پاس بیٹھ کر دینی احکام دوپٹے سے سر کو ڈھانپ کر نہایت خشوع سے سنا کرتیں تھیں اور مقدور بھر تلاوت سے اپنے دلوں کو روشن کرتی تھیں۔ اب وہی اریج اور ازھار شیطان کے جال میں پوری طرح پھنس چکی تھیں، ماں باپ کی عدم توجہی اور غلط کمپنی نے جلتی پر تیل کا کام کیا، اب انہیں مہینوں نماز کا خیال تک نہ آتا، دین کی باتوں سے وہ کوسوں دور بھاگنے لگی تھیں، زیادہ تر ان کا وقت فلم اور فیشن سے متعلقہ میگزین پہ مصروف رہ کر گزرتا، ان کے چہرے مختلف کو سمیٹکس سے مزین رہتے بھنویں بھی باقاعدگی سے بنائی جاتیں اور پھر طے شدہ پروگرام کے تحت شام کے سائے ڈھلتے ہی وہ دونوں بازار میں منتظر ہم جولیوں سے جاملتیں، پھر بے مطلب آوارہ گردی شروع ہوجاتی اونچی آوازوں میں قہقہے لگائے جاتے، اپنے معطر جھونکوں سے وہ بہت سوں کو فیض یاب کرتیں، بے دریغ کھانے پینے کی چیزوں پر پیسا لٹایا جاتا، پھر واپسی میں سب کے ساتھ وہ بھی گروپ لیڈر کے گھر کا قصد کرتیں جہاں مزے لے لے کر اُن لڑکوں پر ریمارکس پاس کیے جاتے جن میں سے ایک آدھ سے فون نمبر بھی لیا جاچکا ہوتا، پھر گھر لوٹنے کے بعد رات گئے وہ گھر والوں کی گہری نیند کا فائدہ اٹھا کر

مُنیرہ بخش مدینہ منورہ

گھنٹوں فون سے چپکی لڑکوں کے ساتھ فضول گوئی میں مصروف رہتیں۔

یہ سب کرنے کا جواز اریج اور ازھار کے پاس یہی تھا کہ آزادی کے دن ہیں سو انجوائے کرلیں تو کیا ہے، زندگی آگے پابندیوں میں ہی گزار دینی ہے اور عبادت کے حقوق ہم بڑھاپے میں ادا کرلیں گی۔ اس روز بھی ان کی تیاریوں کا وقت ہوچکا تھا کہ اچانک ازھار ہاتھ روک کر بولی "اریج ماما سے کہہ چکی ہونا کہ ضروری نوٹس بنانے سیما کے گھر جانا ہے"۔

"اوہ ہاں میں تو بھول ہی چکی تھی اور تیار ہوکر ماما کے پاس جانا تو بہت مشکل ہوگا"۔ اریج بے ساختہ بولی اور فاؤنڈیشن کی شیشی ہاتھ سے رکھ کر کمرے سے نکل گئی۔

یوں تو ان کی تیاریوں میں سب کچھ ہوتا تھا ٹائٹ جینز، شوخ رنگوں والے چست بلاوز سے لے کر پرفیوم کا انتخاب بھی اہتمام سے کیا جاتا، مگر آنکھوں کے میک اپ پر خاصی محنت کی جاتی کہ نقاب سے صرف آنکھیں ہی تو نظر آتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ آگے سے کھلے ہوئے برقعے سے ان کے جسم صاف دعوت نظارہ دیتے دکھائی دیتے۔

"شکر ہے وقت پر پہنچ گئے"۔ اریج تیز قدم اٹھاتی ہوئی بولی۔

"اور نہیں تو کیا۔ سمیرا نے تو ریکارڈ لگا دینا ہے اگر اور کچھ لمحوں کی دیر ہوگئی تو۔" ازھار راہ گیروں سے بچ کر چلتے ہوئے بولی۔

ہر نگاہ کا مرکز بنتے وہ تیزی سے خاص پوائنٹ تک بڑھ رہی تھیں یہ اور بات ہے کہ ان کے لئے کسی نظر میں توقیر یا احترام بالکل نہ تھا مگر وہ نظروں کی پہچان سے محروم تھیں، مگر آخر کب تک؟ ہر گناہ گار کی پکڑ ہونی ہی ہے سو اچانک خدا کا قہر جوش میں آیا اور گنہگاروں کے لئے عبرت کا سامان کرگیا۔ اریج اچانک ٹھٹھک کر رکی اور اپنے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دوہری ہوتی گئی، اور اس کے منہ سے بے ربط آوازیں نکلنے لگیں۔ "ازھار...... آہ...... ازھار میں" تکلیف سے اس کی آواز غیر واضح ہوگئی......

اریج اپنے پیٹ کو پکڑے کراہتی جارہی تھی، اس کی ایک ایک جنبش سے تکلیف جھلک رہی تھی۔ "اریج بتاؤ کیا ہوا...... پیٹ دکھ رہا ہے؟"۔ ازھار ہمت سے خالی آواز میں بولی۔

"میرا پیٹ ازھار میرا پیٹ کٹ رہا ہے۔" اریج نے سر اٹھا کر کہا کاجل اور مسکارا سے مزین اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، شدت سرخی سے گویا خون چھلک رہا تھا۔ ازھار نے ایک نظر تکلیف سے بے حال ہوکر گرتی اپنی بہن کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ سڑک کی طرف بھاگی۔

•......•......•

"آپ کی بیٹی کو کینسر ہے جو بری طرح بگڑ چکا ہے، افسوس تو اس بات کا ہے کہ اتنی دیر سے ظاہر ہوا ہے کہ اب

صرف چند یوم میں
واضح فرق
Slimming Ice Tea
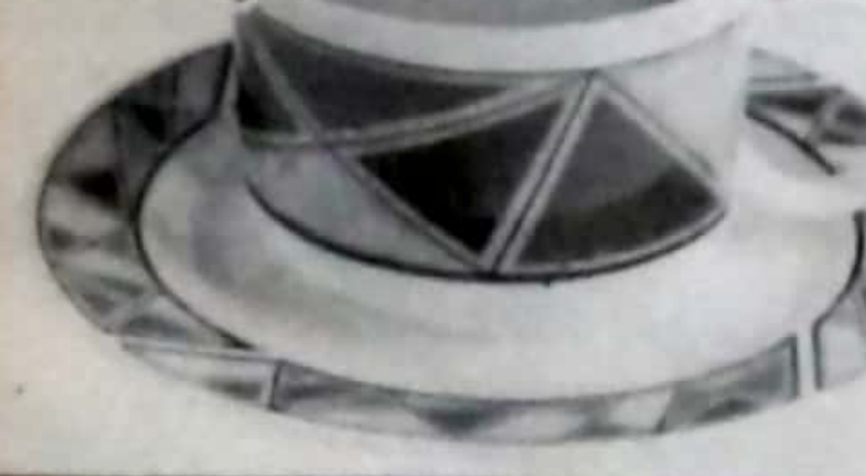
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی چائے
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ افیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
ڈی جی خان 0731-78812 رحیم یار خان 0641-468866
فیئر فٹنس

ہمارے بس میں کچھ نہیں رہا۔'' ڈاکٹر نے حسام صاحب کو بتایا، اور وہ شاک کی کیفیت میں گنگ کھڑے رہ گئے ڈاکٹر ان پر ایک متاسفانہ نگاہ ڈال کر آگے بڑھ گیا۔

اور پھر ایک مشکل ترین دور شروع ہوا ڈاکٹروں نے اپنی سرتوڑ کوششیں شروع کردیں۔ اریج کو فوراً ہاسپٹل میں ایڈمٹ کردیا گیا، مختلف ٹیسٹوں کی تیاریاں ہونے لگیں۔ فوری طور پر علاج تجویز کرنے کے لئے ہنگامی میٹنگ رکھی گئی اور ایک طرف اریج درد سے تڑپتی بلکتی یا پھر نیند کے انجکشن کے زیر اثر سوئی رہتی اور دوسری طرف ازھار اپنی بہن کی لاچاری اور بے بسی دیکھ دیکھ کر رو پڑتی۔

اریج جو مکمل صحت اور خوبصورتی کا پیکر تھی بے فکری سے ماڈلز اور فلموں گانوں کو ڈسکس کرتی تھی اب وہی اریج پاگلوں کی طرح چیختی خدا سے فریاد کرتی ''میرے خدا میرے معبود مجھ پر رحم کر''۔ اسی رب کو پکارتی جس کے حکموں کو وہ دنیاوی اور فانی لذتوں میں بھلا چکی تھی جس کا کوئی بھی حکم بجالانے میں اُسے سو دقتیں پیش آتی تھیں اور معصیت میں سو لذتیں ملتیں۔ مگر اب وہ درد سے بے حال ہوتی نجات ڈھونڈتی۔

''ڈاکٹر...... ڈاکٹر...... مجھے اس درد سے نجات دلادو...... میری آنکھیں تک نکال لو...... میرے خون کا ایک ایک قطرہ لے لو...... لیکن مجھے اس موذی درد سے بچالو خدا کے لئے ڈاکٹر...... خدا کیلئے۔''

اور پھر ڈاکٹر نے تجویز کردہ علاج کے تحت اسے دوائیں دینی شروع کیں جس کے اثر سے اریج چند گھنٹوں کے لئے بالکل چاق و چوبند لگتی مگر ساتھ ہی آہستہ آہستہ اس کے سر کے بال جھڑنے لگے وہ چمکدار بال جنہیں وہ مصنوعی بال لگا کر مزید خوبصورتی عطا کرتی، مگر حقیقت میں وہ لعنتیوں میں شمار ہوتی...... اور وہ بھنویں معدوم ہونے لگیں جنہیں وہ گھنٹوں بیٹھ کر بناتی تھی، وہ آنکھیں جنہیں اریج غیر محرموں کو متوجہ کرنے کے لئے ہزاروں کاوشوں سے سنوارتی اب پلکوں سے محروم ہو چکی تھیں اور کراہت بھرا منظر بن چکی تھیں۔

اریج ڈھیلے ڈھالے لبادے میں ملبوس بیڈ پر پڑی رہتی اور اس کے چہرے پر ہر دم گئے وقت کا پچھتاوہ ہوتا یا آنے والے ایام کی دہشت اور ازھار کو دیکھتے ہی اسے اپنا گزرا ہوا کل یاد آنے لگا اور وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رو پڑتیں۔ ازھار اب بالکل بدل چکی تھی، گزرے ہوئے کل کا پرتو بھی نہ تھا اس کے چہرے پر، دن رات وہ اریج کی تیمارداری کرتی یا نماز و استغفار میں مشغول رہتی۔

دن گزرتے گئے اور اریج کی حالت بھی حد سے زیادہ بگڑتی گئی، مرض اپنے پنجے اس کے جسم میں آخری حد تک گاڑ چکا تھا، اس کی حالت بہت مشکل سے سنبھلتی، اس رات بھی وہ ایک طویل دورے سے نبرد آزما ہو کر آرام کر رہی تھی، ازھار نے نائٹ بلب کی روشنی میں ایک نظر اریج کی طرف دیکھا، نیم تاریکی میں وہ طے نہ کرسکی کہ اریج جاگ رہی ہے کہ نہیں۔ نہایت آہستگی سے وہ اٹھی اور نماز کے لئے وضو کرنے کی نیت سے اس نے اپنا قدم اٹھایا ہی تھا کہ اس کی سماعت سے اریج کے بے حد نحیف سی آواز ٹکرائی۔ ''ازھار......''۔

ازھار تیزی سے پلٹی اور اریج پر جھک گئی ...... ''اریج...... کیسی طبیعت ہے اب تمہاری''۔ فکر مندی اس کی آواز سے ظاہر ہو رہی تھی۔

اریج تھکی تھکی نظروں سے ازھار کی طرف دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی ''ازھار میرا ایک کام کروگی''؟ ''ضرور کیوں نہیں تم کہو تو سہی''۔ ازھار پیار سے اس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولی۔ اریج چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولی ''میں چاہتی ہوں کہ میری کہانی ہر گھر تک پہنچے ہر تعلیم گاہ میں پہنچے تاکہ پھر کوئی لڑکی اریج یا ازھار نہ بنے''۔ ازھار کی چپ محسوس کر کے اریج نے پھر اسے پکارا: ''بولو ازھار کیا تم میری یہ خواہش پوری کروگی؟''۔ ازھار نے آہستہ سے اپنا سر اثبات میں ہلایا اس کا ماتھا عرقِ ندامت سے نم تھا۔

اریج کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد بولی ''میری عبرت بھری داستان ہر اُس گھر میں جانی چاہئے جہاں ماں باپ اپنی بیٹیوں پر اندھا اعتماد کرتے ہیں، وہ اعتماد جس کو کچل کر ہم لڑکیاں روشنی کے دھوکے میں اندھیروں کو گلے لگاتی ہیں۔''

اریج نے چند لمحے اپنی سانسوں کو مجتمع کیا پھر اپنی بات مکمل کی ''اور پھر جب ہم ان اندھیروں میں منہ کے بل گرتی ہیں تب ہم واپسی کا راستہ کھو چکی ہوتی ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے جو فرائض ہمارے ذمے ہیں اُن میں تو ہم نے کوتاہی کی ہی ہے مگر ''انوثت'' (نسوانیت) کی جو امانت تھی ہمارے پاس اس میں بھی خیانت کی ہے۔'' اریج نے ازھار کی طرف دیکھا جو اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ کر رو رہی تھی پھر اذیت بھری آواز میں بولی ''لیکن جب اللہ کا قہر ٹوٹتا ہے تو اس کی جبروت پر ایمان تو گمراہ سے گمراہ شخص کو بھی لانا پڑتا ہے۔'' ازھار نے اس کے بدلتے لہجے پر چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اس کی طرف دیکھا مگر کچھ کہا نہیں۔

''ازھار وہ ہمیں ہر نعمت دیتا ہے، صحت دیتا ہے، حسن کی دولت سے بھی نوازتا ہے اور بدلے میں ہمارا خالق ہم سے صرف اپنی عبادت کا حق چاہتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے...... نہیں وہ بہت عظیم و مقدس ہے اور قادر مطلق ہے وہ چاہے تو ہمیں اپنی ربوبیت کے مطابق اپنے احکام کی تعمیل کرنے پر مجبور کرسکتا ہے مگر وہ تو صرف ہماری بندگی دیکھ رہا ہے کہ میرے اتنا نوازنے پر میرے بندے مجھے کیا دیتے ہیں اور پھر جو بندہ گناہوں میں ڈوب کر اپنی عاقبت سے بے فکر ہو جاتا ہے اسے اللہ ایک ہی جھٹکے میں کسی ننھے سے ذرے سے بھی زیادہ حقیر بنا دیتا ہے پھر اس کا نہ دنیا میں کوئی والی و حامی ہوتا ہے اور نہ آخرت میں اسے نجات ملتی ہے...... اور ازھار...... فرعون کے آخری لمحے کی توبہ اس کی کون سی نجات کا باعث بنی؟''۔

اریج ایک سوالیہ نشان بنی اُسے تک رہی تھی...... اور ازھار کے ذہن میں پہلے کبھی دادی جان سے سنی ایک آیت کا ترجمہ گونج رہا تھا۔ ''آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خوامخواہ سزا دے اگر تم شکر گزار بنے رہو اور ایمان کی روشنی پر چلو۔ اللہ تو بڑا ہی قدر دان ہے اور سب کے حال سے خوب واقف ہے۔'' (النساء 147)

کیا آپ پہلے شرعی پردہ نہیں کرتی تھیں......؟

اور اب کرلیا ہے!!

......کیوں؟......کب؟......کیسے؟

آپ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ کسی خاص بات نے آپ کو بے پردگی کے سیلاب سے نکل کر پردے والی زندگی کی طرف پلٹنے پر مجبور کردیا ہے۔

''خواتین کا اسلام'' اسی خاص بات کو جاننا چاہتا ہے، لیجئے قلم اٹھایئے اور ''بے پردگی سے پردہ کی طرف'' آنے کی روداد لکھ بھیجئے۔

ممکن ہے آپ کی تحریر دوسروں کی ہدایت کا سامان بن جائے......

تحریر آپ کے نام سے شائع کی جائے گی۔

نوٹ: صرف اپنے بارے میں لکھئے دوسروں کی کہانی یا کتاب سے اقتباس قبول نہیں ہوگا

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

بالوں کے مسائل:

ع،م چوک اعظم۔ بنتِ محمد یونس۔ ساجد عمر حویلی لکھا۔ خنساء معبود خانپور۔ بنتِ بشیر احمد ڈیرہ اسماعیل خان۔ بنتِ نذیر ڈسکہ۔ ص،س کراچی۔ اختِ شاہد ساہیوال۔ بنتِ شوکت فیصل آباد۔ فاطمہ ناز لاہور۔ بنتِ فاروق احمد جہانیاں۔ بنتِ منظور حسین کراچی۔ عائشہ بنتِ مصطفیٰ بہاولپور۔ الف سرگودھا۔ بہن قیصر شریف لاہور۔ س م ی اسلام لاہور۔ بنت حافظ محمد امین لاہور۔ زوجہ نعمان کراچی۔ بنت جاوید رحیم یار خان۔

آپ تمام بہنوں اور بھی بہت سی خواتین کے ساتھ بالوں کا مسئلہ بہت پریشان کن صورتحال اختیار کر گیا ہے۔ اس صورتحال پر کس طرح قابو پایا جاسکتا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون میں میں نے تفصیلی روشنی ڈالی ہے ان شاء اللہ ان ہدایات پر عمل کر کے یقیناً آپ اپنے بالوں میں نمایاں تبدیلی محسوس کریں گی۔

بال کیوں گرتے ہیں؟

اس فرسودہ بحث سے پہلو بچاتے ہوئے کہ بالوں کی کتنی قسمیں ہیں وغیرہ وغیرہ، یہ اب اس دور میں سب کو اندازہ ہوجاتا ہے کہ بال چکنے، خشک اور نارمل کیسے ہوتے ہیں، اپنے بالوں کا سب کو خود ہی اندازہ ہوجاتا ہے بس اس کی صحیح طریقے سے دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔

خواتین گرتے بالوں کو دیکھ کر جس ذہنی اذیت میں مبتلا ہوجاتی ہیں، اس مشکل کو نہ تو بانٹا جاسکتا ہے اور نہ ہی چھپایا جاسکتا ہے۔ بہرحال اس کا بنیادی سبب ضرور تلاش کرنا چاہئے تاکہ آئندہ کے لئے اس پر قابو پایا جاسکے۔ عمومی طور پر اس کا سبب وہ تناؤ بھری زندگی ہے جو آج کل ہم بسر کر رہے ہیں۔ داخلی بیماریاں، ادویات کا ردِعمل اور غذائی عدم توازن جیسے عمومی اسباب ہیں۔ عورتوں کے بال ان کی زندگی کے مختلف ادوار میں جب ان میں ہارمونز کی تبدیلی آتی ہے جھڑتے ہیں، ماہانہ نظام کی خرابی یا زچگی کے کچھ ماہ بعد عورتوں کے بال بھاری تعداد میں جھڑتے ہیں۔ سن یاس جب شروع ہوتا ہے اس وقت بھی گرتے ہیں۔ سر کی جلد کا بیکٹیریا یا فنگل انفکشن بھی بالوں کے نقصان کی وجہ بن سکتا ہے، پرانا نزلہ یا خشکی بھی وجہ ہوسکتی ہے۔

ہر بال کی اپنی اوسط عمر چار سال ہوتی ہے جب اس کی زندگی ختم ہوجاتی ہے اور یہ گر جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بال لے لیتا ہے۔ جب بال گرنے کی مقدار نئے بال اگنے کی مقدار سے بڑھ جاتی ہے تو زیادہ چھدرا پن پیدا ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ بالوں کو بہت زیادہ کس کر باندھنا یا ہر وقت باندھے رکھنا کہ ان کی جڑوں کو ہوا نہ لگے۔ زیادہ دیر تک ہیر رولرز کا مسلسل استعمال یا اکثر ہیر ڈرائرز یا اکثر ان کو بلیچ کرنا بالوں کی ساخت کو متاثر کرتے ہیں لہٰذا بال کمزور ہو کر گر جاتے ہیں۔ بہت جلدی جلدی شیمپو بدل بدل کر استعمال کرنا۔ بعض خواتین کے بال محض ان کی اپنی بے توجہی سے گرتے ہیں۔ بالوں کو صاف کرنے اور ان کو ترتیب سے رکھنے میں لاپرواہی کرتی ہیں جب بال تھوڑے تھوڑے گرتے ہیں، اس وقت ان کو احساس نہیں ہوتا جب معاملہ بگڑ چکا ہوتا ہے تو دواؤں اور شیمپوؤں کا سہارا لیتی ہیں۔

بال سفید کیوں ہوتے ہیں؟

اکثر خطوط میں سفید بالوں کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ اب یہ کم عمری میں بھی ہوجاتے ہیں یعنی پہلے جو کہاوت مشہور تھی کہ بال دھوپ میں سفید نہیں کئے وہ اب اس طرح بدل گئی ہے کہ بال دھوپ میں ہی سفید کئے ہیں۔ بال سفید اس طرح ہوتے ہیں کہ بالوں کی تین تہوں میں سے جو دوسری اور تیسری تہہ ہے یعنی کورٹیکس کے ساتھ رنگ دار مادہ پایا جاتا ہے جو بالوں کو اپنا مخصوص رنگ دیتا ہے، مادے کا رنگ جتنا گہرا ہوگا بالوں کا رنگ بھی اتنا ہی گہرا ہوگا، عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ انحطاط کا عمل اثر انداز ہوتا ہے اور رنگ دار مادے کی تشکیل بند ہوجاتی ہے چنانچہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بال سفید ہوجاتے ہیں ایسے کئی اسباب ہیں جو وقت سے پہلے رنگ دار مادہ بننے کے عمل کو متاثر کر دیتے ہیں۔ ذہنی تناؤ، مجموعی طور پر خراب صحت، بہت پرانا نزلہ یا بعض اوقات موروثی طور پر بھی بال جلدی سفید ہوتے ہیں، اس کو جینیٹکس کا معاملہ بھی کہہ سکتی ہیں۔ کیمیکل ڈائز اور پرمننٹ جو آج کل لوگوں کے زیرِ استعمال ہیں وہ بھی بالوں کی صحت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ مسلسل ڈائنگ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بال خشک کمزور اور جلد سفید ہوجاتے ہیں۔

سکری یا ڈینڈرف:

بال بھی جلد کی طرح آپ کی داخلی صحت کے بیرومیٹر ہوتے ہیں۔ صحت مند خون کی گردش آپ کے بالوں کی صحت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ جسم میں جب نامیاتی مادوں کی کمی ہونے لگتی ہے تو اس کا سب سے پہلے اثر بالوں پر پڑتا ہے۔ سر کی جلد چونکہ زیادہ حساس ہوتی ہے لہٰذا وہاں سکری یا خشکی نمودار ہوتی ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں شدید قسم کی خارش اس کی سنگین صورت ہے، اس سے بال مزید تیزی سے گرنے لگتے ہیں۔ سکری چونکہ متعدی مرض ہے اور ایک سے دوسرے فرد تک پہنچ سکتا ہے اس لئے ایسی خواتین کو اپنا برش، کنگھی، تولیہ اور تکیہ تک الگ رکھنا چاہئے۔

گرتے بالوں کو روکئے:

اس میں آپ کو احتیاطیں اور مختلف بالوں میں مفید کچھ گھریلو تدابیر بتاؤں گی جن پر ان شاء اللہ عمل کر کے کسی حد تک اس مشکل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ بالوں کا علاج ہمیشہ انتہائی دھیمے انداز میں کرنا چاہئے۔ جب بھی بال گرنے کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو بال بہت کمزور ہوجاتے ہیں چنانچہ برش کا استعمال یا لاپرواہی سے کنگھی کا استعمال صورتحال کو اور بھی سنگین کر دیتا ہے۔ ایسی کیفیت میں سخت قسم کا مساج بھی ممنوع ہوتا ہے کیونکہ اس سے مزید نقصان ہوتا ہے۔ بال گرتے ہوں تو کھلے دندانوں والی کنگھی استعمال کریں اور اسے بھی مخصوص اس وقت جب بال سنوارنا مقصود ہو۔ برش کا استعمال ایسی صورت حال میں بند کر دینا چاہئے۔ بالوں کو جھٹک کر نہیں سوکھانا چاہئے، جڑیں کمزور ہوتی ہیں بلکہ تھوڑی دیر تولیہ سر پر نرمی سے لپیٹے رکھئے نہ ہی گیلے بالوں میں برش کریں، بالوں کو دھونا کبھی بھی نقصان نہیں پہنچاتا۔ بلکہ تیز قسم کے شیمپو ضرر پہنچاتے ہیں، بالوں کو ہفتہ میں کم از کم دوبار دھویا جائے۔ سر کا مساج روزانہ لیکن خوب ملائمت سے کرنا چاہئے، سر کی جلد کو متحرک کرنے کے لئے انگلیوں کی پوریں دائرے کی شکل میں مساج کے لئے حرکت میں لائیں۔ کنگھی یا برش کو غلط طریقے سے کرنے سے بھی خشکی ہوجاتی ہے، اس لئے اس طرح کرنا چاہئے کہ اس کے دندانے سر کی جلد کو چھوئیں تاکہ چکنائی پیدا کرنے والے غدود متحرک ہوسکیں۔ ساتھ ہی یہ کہ اگر آپ کے بال ضرورت سے زیادہ چکنے ہیں تو برش کا بے جا استعمال بند کر دیں۔ اپنی خوراک میں انڈے، دودھ اور مچھلی اور سبز پتوں والی سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں۔ مساج کے

لئے بہت زیادہ تیل بھی نہیں لگانا چاہئے کہ بالوں کی جڑوں میں ہوا نہ لگے۔نہ ہی بہت کس کر بال باندھنا چاہئے۔

طریقے: جب بال بہت بے رونق اور خشک ہوں یا بہت گرتے ہوں تو رات کو کیسٹر آئل کو سر کی جلد پر ہلکے ہلکے مساج کریں اور اگلی صبح بال دھولیں، کیسٹر آئل ان بچھڑ ے رنڈ چکنائی ہے جو بالوں کو جوانی کی تب و تاب دیتا ہے۔ایک اور طریقہ آزمائیں کہ سر کی جلد پر کیسٹر آئل کی مالش کر کے پھر گرم پانی میں ایک بڑا تولیہ بھگو کر اسے نچوڑ کر سر کے گرد لپیٹ لیں ایسا کرنے سے کیسٹر آئل اچھی طرح جلد میں جذب ہو جاتا ہے۔ابلی ہوئی چائے کی پتی کو مزید تازہ پانی ڈال کر ابالیں خوب جوش دینے کے بعد اس چائے کو ٹھنڈا کر کے بالوں کو شیمپو کرنے کے بعد آخری مرتبہ اس سے دھوئیں اس سے بالوں میں چمک آجائے گی۔سکری کے لئے نیم گرم ناریل کے تیل سے ہلکا سا مساج کر کے رات کے وقت سو جائیں پھر اگلی صبح ایک لیمو کا رس سر پر لگانے کے بعد ایک گھنٹہ کے وقفہ سے شیمپو کرلیں۔مہندی ایک قدرتی کلینزنگ ایجنٹ ہے، بالوں کی صحت بحال کرتی ہے کنڈیشن اور چمک دیتی ہے اور مضبوط بناتی ہے۔خالی مہندی میں وہ فوائد نہیں حاصل ہو سکتے جو اس میں دوسرے اجزا ملانے سے ہوتے ہیں۔

مہندی **3** چائے کے چمچے۔دہی **200** گرام۔انڈے **2** عدد۔لیمو کا رس **1** عدد۔کافی **2** چائے کے چمچے۔

ان سب اجزاء کو یکجا کر کے سر پر اچھی طرح لگا کر ایک گھنٹہ رہنے دیں پھر دھولیں اس کو شیمپو اور کنڈیشنر کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں، اس کے مہینے بھر تک متواتر استعمال سے بالوں میں نمایاں فرق محسوس کریں گی۔آجکل بازاروں میں ہربل شیمپو بھی دستیاب ہوتے ہیں جو بالوں کی اقسام کے مطابق ہوتے ہیں۔

اورنج بلاسم (چکنے بالوں کے لئے)۔کیمو مائل (خشک بالوں کے لئے)۔وائلڈ چیری (نارمل بالوں کے لئے)۔روز میری (سکری کے لئے)۔

انڈے کی سفیدی میں **2** چائے کے چمچے لیمو کا رس ڈال کر لگانے سے بالوں میں خصوصی کنڈیشنگ اثرات پیدا ہوتے ہیں۔سیکا کائی، ریٹھا، آملہ یا سرسوں کی کھلی اپنے بالوں کو دیکھیں کہ اس میں سے جو سر کے بالوں کو سوٹ کرے استعمال کریں۔

دوائیں: جہاں تک دواؤں کا تعلق ہے بالوں کے گرنے کے اسباب اگر معلوم کر کے خود ہی اندازہ لگالیں کہ اصل وجہ کیا ہو سکتی ہے جن کے ردِ عمل میں بال کمزور ہو رہے ہیں تو اس کی وجہ ہر ممکن حد تک دور کرنے کی کوشش کریں۔ بالوں میں اگر جوئیں ہو جائیں تو ''اسٹے فس اگریا **(STAPHISAGARIA Ø)**'' کے قطرے پانی میں ملا کر محلول تیار کرلیں اس سے سر دھوئیں عموماً جوئیں ختم ہو جاتی ہیں۔گرتے بالوں کے لئے **Sepia IM** کی ہفتہ میں ایک خوراک **4-5** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں، سفید بالوں کے لئے **Acidphos Ø** کے **10-10** قطرے دن میں **2** مرتبہ ایک گھونٹ پانی ملا کر پئیں۔ایک حکیمی دوائی ہے خارش سفید **12** گرام میں روغن کمیلہ **5** تولہ ملا کر رکھ لیں اور اس کی مالش سے خشکی سے نجات مل جاتی ہے۔سفید بالوں کے لئے مربہ آملہ ایک دانہ روزانہ **2-3** مہینے تک کھانے سے سفید بال نکلنا عموماً بند ہو جاتے ہیں۔

آپ کا دسترخوان

سعدیہ رضا چوہدری

بیف وِد چلی اینڈ جنجر (Beef with chilli & genger)

اشیاء: گائے کا گوشت (پسلی والا حصہ) ½ کلو۔ ادرک (باریک کٹی) ¼ پیالی۔لہسن (پسا ہو) **1** چمچ۔لال مرچ (ثابت گول والی) **5-6** عدد۔پیاز (باریک کٹی) **2** عدد درمیانی۔کری پاؤڈر ½ چائے کی چمچ۔ٹماٹر (موٹے کٹے ہوئے) **2-3** عدد۔شملہ مرچ (چوکور کٹی) **2** عدد درمیانہ سائز۔ ہری مرچ **4-5** عدد۔ پودینہ تھوڑا سا۔ نمک حسب ذائقہ۔آئل **1** کپ۔ پیاز (لچھے دار کٹی ہوئی) **2** بڑی۔

ترکیب: سب سے پہلے دیگچی میں آئل ڈالیں پھر اس میں باریک کٹی پیاز، لہسن اور ثابت لال مرچ شامل کریں۔ جب پیاز ہلکا براؤن ہو جائے تو گوشت شامل کردیں۔گوشت کو اُس کے ہی پانی میں گلائیں پھر اس میں ہری مرچ، ٹماٹر اور شملہ مرچ ڈالیں ساتھ ہی ادرک بھی شامل کردیں۔سبزیاں شامل کرنے کے بعد دیگچی کا ڈھکنا بند نہ کریں ورنہ سبزیاں نرم ہو جائیں گی۔جب گوشت گل جائے تو اُتار لیں اور پودینہ باریک کاٹ کر ڈال دیں۔اس ڈش کو نان کے ہمراہ سرو کریں۔

کڑھی گوشت

اشیاء (برائے قورمہ): گائے یا بکرے کا گوشت ½ کلو۔ ادرک (پیسٹ) 1½ چائے کی چمچ۔ آئل ½ کپ۔لہسن (پیسٹ) 1½ چائے کی چمچ۔ پیاز (درمیانی) **2** عدد۔سرخ مرچ (پسی ہوئی) **2** چائے کی چمچ۔نمک حسب ذائقہ۔ ہلدی ½ چائے کی چمچ۔خشک دھنیا (پسا ہوا) 1½ چائے کی چمچ۔گرم مصالحہ 1½ چائے کی چمچ۔ ہری مرچ **2-3** عدد گارنیشنگ کے لئے۔

ترکیب: سب سے پہلے دیگچی میں تیل ڈالیں پھر اس میں پیاز ڈال کر گولڈن براؤن کرلیں۔اس کے بعد اس میں لہسن اور ادرک ڈال کر بھونیں۔پھر اس میں گوشت شامل کردیں اور اسے **5-10** منٹ تک بھونیں۔پھر باقی کے تمام مصالحے ملا دیں۔ان کو تھوڑا سا بھوننے کے بعد اس میں اتنا پانی شامل کریں کہ گوشت گل جائے۔جب گوشت گل جائے تو دیگچی کو چولہے سے اتار کر ایک طرف رکھ دیں۔

اشیاء (برائے کڑھی): میتھی قصوری تھوڑی سی۔ دہی ½ کلو۔بیسن ½ چائے کی چمچ۔ہلدی ½ چائے کی چمچ۔ سفید زیرہ (ثابت) **1** چائے کی چمچ۔سرخ مرچ (ثابت گول والی) **4-5** عدد۔تیل ¼ کپ۔

کڑھی بنانے کی ترکیب: دہی کو ایک باؤل میں ڈال کر اچھی طرح پھینٹیں۔ پھر اس میں بیسن، ہلدی اور سات کپ پانی ڈال کر پکائیں۔کڑھی تیار کرتے وقت اس میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد چمچ چلاتی رہیں ورنہ کڑھی میں گٹھلیاں پڑ جائیں گی۔کڑھی کو گاڑھا ہونے تک پکائیں۔ پھر اس میں قورمہ ڈال کر چمچے سے مکس کریں۔ پھر ایک فرائنگ پین میں آئل ڈالیں جب آئل گرم ہو جائے تو اس میں سفید زیرہ اور ثابت سرخ مرچ شامل کردیں اور کڑھی گوشت کو بگھار لگائیں۔ جب کڑھی گوشت تیار ہو جائے تو قصوری میتھی چھڑک کر اتار لیں۔ مزیدار کڑھی گوشت تیار ہے اسے آپ بوائل چاولوں یا چپاتی کے ہمراہ سرو کر سکتی ہیں۔

برمیز چکن

اشیاء: مرغی کا گوشت (بڑے ٹکڑے) **1** کلو۔ادرک (پیسٹ) **1** ٹیبل اسپون۔لہسن (پیسٹ) **1** ٹیبل اسپون۔ پیاز (درمیانی) **2** عدد۔ٹماٹر کا پیسٹ **1** کپ۔ کالی مرچ (ثابت) **7-8** دانے۔گرم مصالحہ (پسا ہوا) **1** چائے کی چمچ۔ چنے اور خشخاش (پسے ہوئے) 2½ ٹیبل اسپون۔گھی یا آئل حسب ضرورت۔نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: ایک کھلے منہ کی دیگچی میں گھی یا آئل ڈال کر گرم کریں۔اب اس میں کٹی ہوئی پیاز اور کالی مرچ ڈال کر گولڈن براؤن کرلیں جب پیاز گولڈن براؤن ہو جائے تو پیاز اور کالی مرچوں کو باہر نکال کر پیس لیں۔ پھر آئل میں مرغی ڈال کر فرائی کریں یہاں تک کہ اس میں ہلکا سا سنہرا پن آجائے۔ پھر اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ اور نمک شامل کریں۔ پھر آئل میں مرغی ڈال کر فرائی کریں یہاں تک کہ اس میں ہلکا سا سنہرا پن آجائے۔پھر اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ اور نمک شامل کریں۔ ساتھ ہی ٹماٹر کا پیسٹ، چنے اور خشخاش (پسے ہوئے) شامل کردیں اور تھوڑی دیر تک بھونیں۔اس کے بعد اس میں پسی ہوئی پیاز اور کالی مرچ والا پیسٹ شامل کر کے تھوڑی دیر دم پر رکھیں۔اس ڈش کی تیاری میں پانی استعمال نہ کریں اور اسے ہلکی آنچ پر تیار کریں۔ چاہیں تو تھوڑا دہی بھی شامل کر سکتی ہیں۔اس کی سجاوٹ باریک کٹے ہرے دھنیے سے کریں۔

اخت طاہر مسعود

بچّوں کو محنت کا عادی بنائیے

طلبہ کو جدوجہد، عزم، استقلال، مشقت، ہمت، ثابت قدمی اور مسلسل محنت کرتے رہنے کی تلقین بہت نرمی اور شفقت کے ساتھ کی جانی چاہئے۔ ان میں مقابلہ کرنے کی ہمت اور اچھے نمبر حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔ لیکن یہ کہنا کہ تم نے فلاں کلاس فیلو جتنے نمبر کیوں نہیں لئے غلط ہوگا کیونکہ اس سے بچے کے دل میں حسد اور رقابت پیدا ہوسکتی ہے اور اس کی انا اور خود اعتمادی کو ٹھیس لگ سکتی ہے۔ کسی معقول مقصد کے لئے جدوجہد کرنے سے بچوں کے اخلاق اور شخصیت پر بہت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے کاموں اور مقاصد میں کامیابی بچے میں بڑے بڑے کام کرنے اور بڑے مقاصد حاصل کرنے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے۔

بچے کو کام کی عظمت اور محنت کی برتری کا احساس دلائیں اور اسے یہ بات ذہن نشین کرائیں کہ سستی اور آرام طلبی میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ ویسے بھی بچے یہ جان کر خوش ہوتے ہیں کہ وہ بھی کچھ کرسکتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے چیزیں بنانے اور دوسروں کی مدد کرنے سے انہیں خوشی ہوتی ہے۔

عمر کے ابتدائی دور میں محنت کرنے کی موزوں تربیت میسر آجائے تو ایسے بچے بڑے ہوکر مسائل کو سمجھنے اور مشکلات کے حل ڈھونڈنے کے قابل ہوجاتے ہیں اور کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ بچے کو ایسی تربیت دی جائے کہ وہ ہر کام کو دلچسپ اور چیلنج سمجھ کر کرے اور محنت کرنے سے اسے روحانی خوشی اور سکون ہو۔

گھریلو چٹکلے

☆ گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ملا کر نہانے سے تھکن کا احساس ختم ہوجاتا ہے۔

☆ برتن دھونے کا پاؤڈر اور ریت ملا کر برتن صاف کریں تو برتن چمک جائیں گے۔

☆ اگر چینی کے برتنوں پر داغ پڑ جائیں تو اس پر نمک رگڑنے سے داغ دور ہوجائیں گے۔

☆ نیم کی پتلی ٹہنی سے مسواک کی جائے تو دانتوں میں کیڑا نہیں لگے گا۔

☆ سبزی کاٹتے ہوئے ہاتھ پر داغ پڑ جائیں تو تھوڑا سا نمک اور سرسوں کا تیل لگائیں صابن سے ہاتھ دھولیں صاف ہوجائیں گے۔

☆ اگر کپڑے پر لوہے کا زنگ یا داغ لگ جائے تو اسے لسی سے صاف کیجئے داغ دور ہوجائیں گے۔

☆ ایک چھوٹی سی سبز الائچی اور چٹکی بھر پسی ہوئی دارچینی چبا کر دودھ کا ایک گلاس پینے سے بچوں کا کم زور حافظہ تیز ہوجائے گا۔

☆ وزن بڑھانا مقصود ہو تو کیلے کا زیادہ استعمال کیا جائے اس سے وزن بڑھ جاتا ہے۔

☆ کافور اور کتھا ہم وزن پیس لیں، دن میں تین چار دفعہ منہ کے چھالوں پر لگائیں چھالے ختم ہوجائیں گے۔

☆ کھٹمل دور کرنے کے لئے گرم پانی میں پھٹکری گھول کر چھڑکیں۔

☆ جس جگہ بچھو کاٹ لے اس مقام پر شہد لگالیں تھوڑی دیر میں ٹھنڈک پڑ جائے گی۔

☆ چاندی رکھنے کی جگہ پر ایک ٹکڑا پھٹکری کا رکھ دیا جائے تو چاندی میلی نہیں ہوگی۔

☆ تیل میں لیموں کا رس ملا کر لگانے سے بال ملائم اور چمک دار ہوجاتے ہیں۔

مرسلہ: بنت عثمانی، کراچی

بقیہ: رحمتہ للعالمین

پیکر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے قدرت رکھنے کے باوجود کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا فرمایا ''میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اس کو قدرت کے باوجود معاف کردوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے میں اس کو ساتھ ملاؤں، جو مجھے محروم رکھے میں اس کو عطا کروں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحم و کرم باران رحمت کی مانند تھا جو بلا امتیاز اپنے اور پرائے کے، دوست اور دشمن کے، سب پر برسا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا کوئی گوشہ اور لمحہ ایسا نہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جلوہ گر نہ ہو، فرمایا میں رحمت مجسم بن کر آیا ہوں جو اللہ کی طرف سے اہل جہان کے لئے ہدیہ ہے (صحیح جامع صغیر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی تعلیم و تربیت میں بطور خاص پہلوئے رحمت کو مدنظر رکھا اور باہمی معاملات سمیت ہر شعبہ زندگی میں رافت و رحمت برتنے کا حکم دیا فرمایا تم زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ جب تک مسلمانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم رحمت و مودت کا دامن تھامے رکھا یہ غالب و فتح یاب رہے، آج ہم برے حالوں میں ہیں تو اس لئے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو فراموش کردیا ہے عالم اسلام کے موجودہ حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں مگر ہمارا جذبہ رحم و ہمدردی گہری نیند میں ہے ہم اس رحمت للعالمین کی امت ہیں جس نے ایک اونٹ کو بھوک سے نڈھال دیکھ کر فرمایا تھا ان بے زبانوں کے متعلق خدا سے ڈرو (ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا)

اے اہل اسلام! کیا ہم سے ان لاکھوں انسانوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا جن سے ہماری کوتاہیوں، کمزوریوں اور بے رحمیوں کے سبب جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جارہا ہے، جو بھوک پیاس سے بے حال اور شدت غم سے نڈھال ہیں، یقیناً سوال ہوگا اور ضرور ہوگا تو اس سے پہلے کہ یوم سوال آئے ہم اپنی روش بدل لیں، اپنی خطاؤں سے تائب ہوکر دنیا میں رحمت للعالمین کی تعلیمات کے سایہ رحمت میں آجائیں تاکہ آخرت میں اس شافع محشر کا سایہ شفاعت نصیب ہوجائے۔ (آمین)

خوشخبری دنیا کے گھر کو جنت نما بنانے کیلئے بہنوں کیلئے ایک عظیم کتاب
خواتین کے لئے تربیتی بیانات
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ
• خواتین کی کامیاب زندگی کے راز
• خواتین کی مثالی زندگی کی مکمل رہنمائی
• تعلیم تربیت گھریلو جھگڑوں سے نجات
قیمت 180 رعائتی قیمت 100 روپے علاوہ ڈاک خرچ
خواہشمند فوری رابطہ کریں۔ وی آئی پی بھی منگوا سکتے ہیں
ساؤتھ افریقہ میں نیکیوں کے موسم بہار رمضان المبارک میں خواتین سے کئے گئے خصوصی بیانات کا حسین گلدستہ
دارالمطالعہ بالمقابل جامع مسجد اللہ والی حاصل پور شہر ضلع بہاولپور (پاکستان) ☎ 0696-42068

اخت شہداء

ایسا کچھ کر چلو کہ

آہ وبکاہ...درد و کراہ.... غم والم.... سسکتی آوازیں...ان سب کی اب کوئی وقعت نہیں رہی ...کوئی روتا ہے تو روتا رہے...کوئی تڑپتا ہے تو تڑپتا رہے....کراہتا ہے تو کراہتا رہے....سوچ و گمان تو اب یہی رہ گئی ہے کہ ہمیں اس سے کیا مطلب یہ تو ''اُن'' کا معاملہ ہے۔

قلم ہے کہ لرز رہا ہے....دل ہے کہ خوں کے آنسو رو رہا ہے ....سوچتی ہوں کہ نہیں لکھوں...پر لکھے بغیر رہا بھی نہیں جاتا.....چلئے آج میں اور آپ تھوڑی دیر کیلئے یہ گمان کرلیں کہ نہ میں نے یہ عبارت لکھی ہے...نہ آپ نے پڑھی ہے..بلکہ ہم تھوڑی دیر کے لئے شہداء کی ماؤں کی ممتاؤں کی بپتا پرکھ لیتے ہیں ...وہ بھی کیا سوچتی ہونگی کہ ان کے لخت جگر امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جام شہادت نوش کر گئے....لیکن یہ عوام بھی کیسی بے وفا ہے کہ ان کو ان کی قربانی کی کوئی پرواہ ہی نہیں یہ ویسی کی ویسی ہی ہے...وہی پیپسی کولا کی رسیا....ملعون کافروں کے مال ومتاع پر مرنا تو اسکا شعار ہی بن گیا....اس بے حس عوام کو اپنے وفاداروں کا کوئی پاس ہی نہیں....ان کے بھائیوں کا لہو ہر جگہ ...گلی کوچوں کو سیراب کر رہا ہے پر یہ لوگ شاید کہ اللہ عزوجل کے ہاں حاضری ہی بھلا بیٹھے۔

جی ہاں..افغانستان ہو کہ شیشان.... کشمیر ہو کہ فلسطین...ہر جگہ ہمارے حق سے وفا کرنے والے..سہادت کے شیدائی ...ہماری ماؤں بہنوں کے آنچلوں کی حفاظت پر اپنی جانوں کا نذرانہ دے چلے.....اور ہم ہیں کہ...ہمیں اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں...بات وہی ہے کہ دوسروں کی تکلیف محسوس کرنے کا احساس ہی ختم ہوگیا...اسی لئے تو دین سے بے پناہ محبت کرنے والے.. اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیلئے تڑپنے والے....اسکے بندوں کی حفاظت کرنے والے ...اسکے دین کے شعائر کو نافذ کرنے کیلئے جان کی بازی لگانے والے اللہ کے محبوبوں کو قتل کرنے میں ہم یہود ونصاریٰ کے بہترین معاون بنے ہوئے ہیں....جی ہاں..ذرا ایک نظر اپنے گھر کی ایک ایک چیز پر ڈالئے کوئی نہ کوئی ایسی چیز ضرور بہ ضرور موجود ہوگی جس کی خریداری ملعون یہود ونصاریٰ کے ناپاک خزانہ کو پروان دے رہی ہوگی...

بس اس ناچیز کی یہ صدا ہے کہ...خدارا....ایسا نہ کرو....ایک ایک پیسے کو بھی ان ملعونوں کے خزانہ میں مت جانے دو کیونکہ وہ اسی سے میرے بہن بھائیوں کا خون بہاتے ہیں....ان پر ظلم ڈھاتے ہیں ....انہیں تہی دست کردیتے ہیں ....خدارا ...یہ ...پیپسی کولا ...چاکلیٹس ..آئسکریم ...اور دوسری اشیائے خورونوش ...کو آخرت کی لذات پر قربان کردو...اپنے شہداء کے خون سے وفا کر چلو.....ہاں ..ایسا کچھ کر چلو...کہ روز حشر تم پر یہ شہداء فخر کرسکیں....تمہیں داد شجاعت دے سکیں کہ اللہ پاک کی مدد کے بعد تمہاری ہی وجہ سے کفر تباہی کے دھانے پر پہنچا تھا..تمہارے ہی بائیکاٹ کی وجہ سے اسکا تیاپانچا ہوگیا تھا...

آگے قلم لکھنے سے قاصر ہے...ہاتھ ہیں کہ گویا شل ہو رہے ہیں....لکھنا چاہوں بھی تو نہیں لکھ سکتی....کہ ظلم کی وادی میں تڑپتے اپنے بہن بھائیوں کے لاشے....سسکتے بچے....مسمار گھرانے معلوم ہوتے ہیں کہ ....یوں کہتے

ہم تڑپتے رہے، سلگتے رہے، جلتے رہے مرتے رہے
مدد کو ہماری آنے سے لوگ ڈرتے رہے لرزتے رہے
نہ کسی کو ہم بے کسوں کی کمک کے لئے اکسایا گیا
ہاں کچھ لکھ لکھا کر کے اپنا فرض ادا ہوتا سمجھتے رہے؟!
ذہن نشیں کرلو تو اچھا ہے کہ بروز حشر تمہارا حساب لیتے رہے

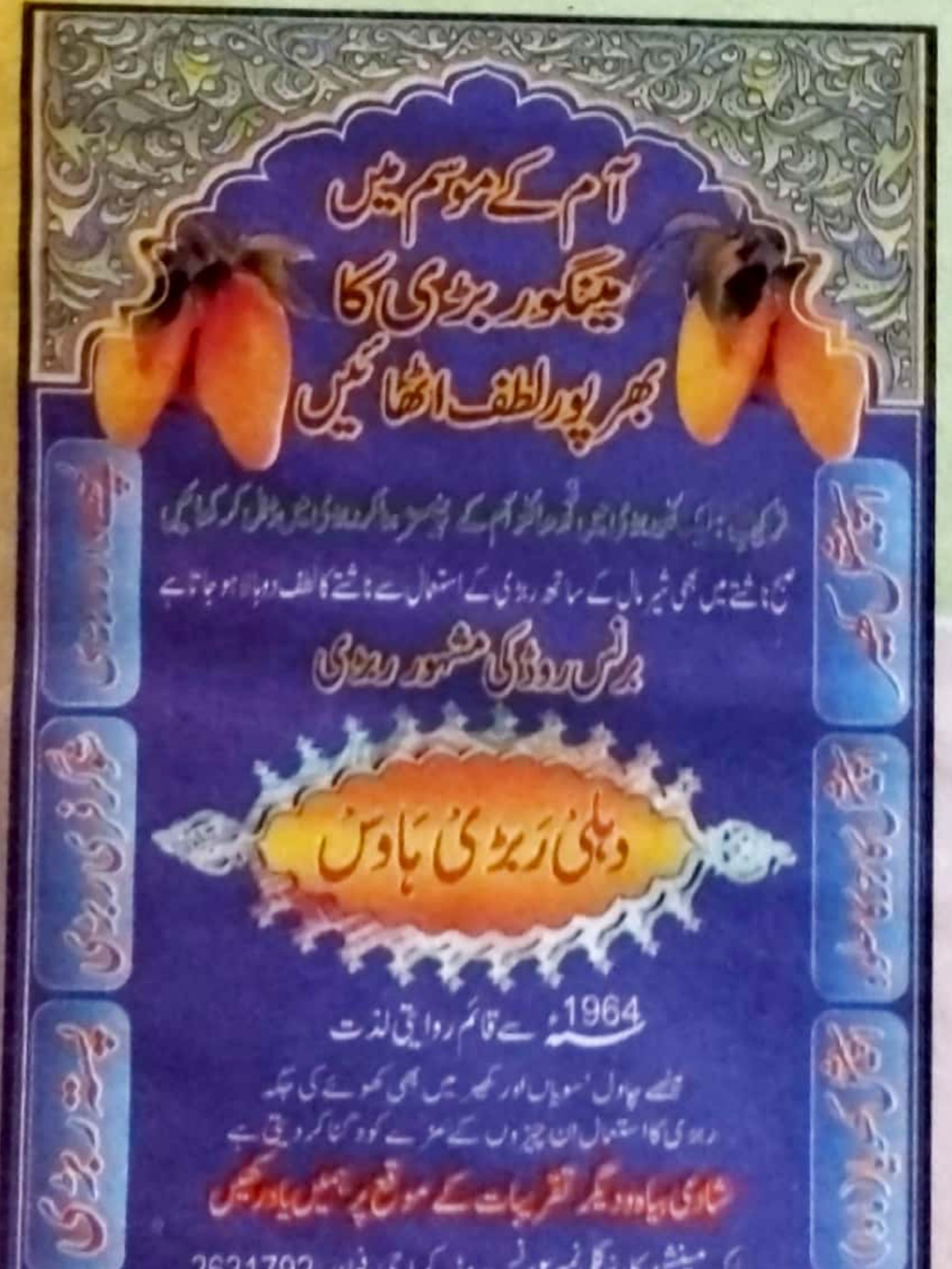

خاموشی کے فوائد

دور اندیش لوگوں نے ہمیشہ خاموش رہنے کی نصیحت کی ہے اور اس کے بے شمار فائدے بیان کئے ہیں۔ اول تو لوگوں کے دلوں میں خاموش رہنے والے شخص کا بھرم اور وقعت بہت ہوتی ہے۔ گفتگو شروع کرنے سے پہلے ان کو یہ تلاش رہتی ہے کہ یہ کس مذاق کے بزرگ ہیں اور ان کے سامنے ایسی ویسی بات کہتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ اس کو بھاری بھرکم اور سنجیدہ جیسے ممتاز خطاب سے یاد کرتے ہیں برخلاف اس کے زیادہ بولنے میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ترنگ میں آکر اکثر ایسی باتیں بھی منہ سے نکل جاتی ہیں جن کا کہنا مناسب نہیں ہوتا یا جن کے کہنے سے انسان کی عزت اور وقعت جاتی رہتی ہے۔ یاوہ گو ہرزہ سرا، بے ہودہ، چھچھورا جیسے ذلیل القاب اس قسم کے شخص کے گویا تاریخی نام قرار پاتے ہیں۔ خاموشی میں ایک فائدہ یہ بھی کہ اگر کسی کا خدانخواستہ علم کم اور لیاقت معمولی ہوئی تو ایک عرصہ تک ان کا پردہ ڈھکا رہتا ہے اور وہ بھی خواہ مخواہ پانچویں سواروں میں گنے جاتے ہیں۔ (عزیز الرحمٰن مرحوم۔ علم مجلسی)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

64

بدھ 6 ربیع الثانی 1425ھ مطابق 26 مئی 2004ء

روزنامہ اسلام

آج کی عورت کا سب سے بڑا المیہ مادیت پرستی ہے

صبر باعث راحت

DIL BOLA...
Pakola

Rs.20

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

چند بُرے اخلاق

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

قرآن کریم کی بے شمار آیات میں اچھے اخلاق کی تعریف کے ساتھ برے اخلاق کی مذمت بھی کی گئی ہے، اکثر و بیشتر برے اخلاق کی نسبت یہودیوں اور منافقوں کی طرف کر کے یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے دامنِ زندگی کو دشمنانِ اسلام والی عادتوں اور صفات کے ساتھ ملوث کرے۔ جھوٹ، وعدہ خلافی، غصہ میں آپے سے باہر ہوجانا، غیبت، حسد، تکبر اور خیانت ان قبیح اخلاق میں سے ہیں جن کی قرآن اور حدیث میں سخت مذمت بیان کی گئی ہے، یہ موقع نہیں کہ ان مذموم اخلاق کے حوالے سے قرآنی آیات ذکر کی جائیں، اس لیے ہم بالترتیب احادیث کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

جھوٹ:

جھوٹ وہ اخلاقی بیماری ہے جس نے جسدِ ملت کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے اور بہت کم افراد ہیں جو اس سے بچے ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایک فیشن اور ہماری ضرورت بن چکا ہے اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جھوٹ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا، نہ دوستی قائم رکھی جاسکتی ہے، نہ تعلقات خوشگوار ہوسکتے ہیں، نہ تجارت ہوسکتی ہے نہ دکان چل سکتی ہے، نہ سیاست اور حکومت کی جاسکتی ہے، چنانچہ ہر شعبے میں جھوٹ ہی کا چلن دکھائی دیتا ہے حالانکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''منافق کی تین نشانیاں ہیں وہ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

وعدہ خلافی:

وعدہ خلافی بھی جھوٹ ہی کی ایک صورت ہے اور مسلمانوں کے عوام و خواص میں یہ اخلاقی بیماری عام ہوچکی ہے، بڑے بڑے لوگ (یعنی جو لوگوں کی نظر میں بڑے ہوتے ہیں) وعدہ خلافی کرتے ہیں اور اسے کوئی عیب بھی نہیں سمجھتے، قرض لے کر بروقت ادا نہ کرنا، معین وقت پر تقریب کا آغاز نہ کرنا، کسی پروگرام میں شرکت کا وعدہ کر کے نہ پہنچنا، بیع و شراء کا معاہدہ کر کے پھر جانا، یہ سب وعدہ خلافی کی وہ صورتیں ہیں جن میں ابتلاء عام ہے جبکہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ خلافی کو بھی منافقت کی علامت قرار دیا ہے۔

مسلمان تو مسلمان ہمارے حضور نے کافر کے ساتھ وعدہ خلافی کو بھی بہت بڑا جرم قرار دیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے کسی ایسے ذمّی کو قتل کیا جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ثابت ہوچکا تھا تو اس نے اللہ کا ذمہ توڑا ہے لہٰذا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہوجاتی ہے۔ (ترمذی)

غصہ:

غصہ برا بھی ہوتا ہے اور اچھا بھی ہوتا ہے، اگر اللہ کی رضا کے لیے اور دین اور حق کے معاملے میں غصہ آئے تو قابلِ تعریف ہے اور اگر ناحق غصہ آئے تو قابلِ مذمت ہے، غضب اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اللہ کا کوئی حکم ٹوٹتا دیکھتے تھے تو آپ کو شدید غصہ آتا تھا، ایسے موقع پر غصہ آجانا یقیناً ایمان کی علامت ہے لیکن اگر کسی کو نفسانی خواہشات اور اغراض کی وجہ سے غصہ آئے یا غصہ تو حق بات پر ہی آئے مگر حد سے بڑھ جائے تو وہ قابلِ مذمت ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن احادیث میں غصہ کی مذمت بیان فرمائی ہے، ان میں اسی قسم کا غصہ مراد ہے، حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ وضو کرلے۔'' (ابوداؤد)

غیبت:

غیبت ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے غیبت کرنے والے کو جہنم میں بدبودار گندگی کھانی پڑے گی، وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہوگا، غیبت کی وجہ سے ایمانی انوار ختم ہوجاتے ہیں، صاحبِ غیبت کو اللہ تعالیٰ بھی اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک کہ صاحبِ حق معاف نہ کرے، یہ ایک ایسا اجتماعی مرض ہے جس کی وجہ سے باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں اور محبت کا رشتہ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے مگر ان تمام مفاسد کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت اس مرض میں مبتلا ہے نمعلوم کتنے گھرانے اور ادارے اس مرض کی وجہ سے تباہی کا شکار ہوچکے ہیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں خوب محبت اور خندہ روئی سے ملتے تھے اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی غیبت نہیں کرتے تھے اور اسے سب سے بہتر عمل سمجھتے تھے اور اس کے خلاف کو منافقوں کی عادت سمجھتے تھے۔ (احیاء علوم الدین)

حسد:

حسد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے، حسد کے گناہ کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آخری دو سورتوں میں سے پہلی سورت میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، یہود کو جو خطرناک امراض لاحق تھے ان میں سے ایک حسد بھی تھا اور یہی وہ مرض تھا جس نے انہیں ایمان سے محروم رکھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندہ کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوسکتے۔

تکبر:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کفر کے چار ارکان ہیں: تکبر، حسد، غضب اور شہوت، تکبر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھے اور سب سے بڑا متکبر وہ ہے جو قبولِ حق سے بھی انکار کردے اور جو شخص فقر کے باوجود تکبر کرے وہ از حد قابلِ مذمت ہے، ایک عالم ربانی فرماتے ہیں کہ یوں تو تواضع سارے ہی انسانوں میں ایک قابلِ تعریف صفت ہے لیکن اغنیاء میں ہو تو بہت ہی زیادہ قابلِ تعریف ہے یونہی تکبر ساری مخلوق میں قبیح ہے مگر فقراء میں زیادہ قبیح ہے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اللہ اسے چہرے کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔'' (مسند احمد)

خیانت:

خیانت نفاق کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، کسی معاشرہ میں خیانت کا عام ہوجانا اس بات کی علامت ہے کہ اب وہ زندگی کی حرارت سے محروم ہوچکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیانت سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ (ابوداؤد) اور آپ خائن مرد اور عورت کی گواہی قبول نہیں فرماتے تھے۔ (مسند احمد)

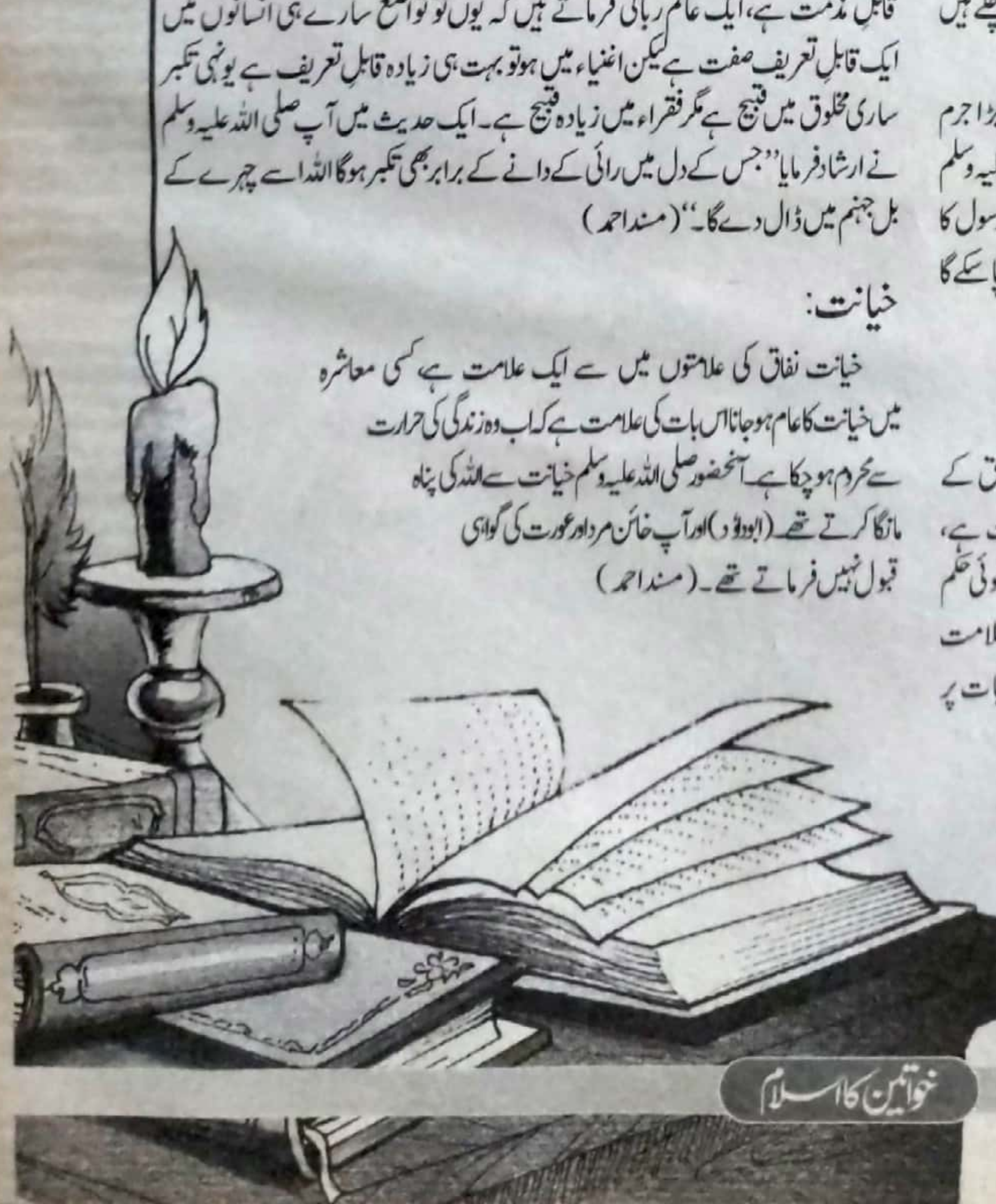

بیماریوں سے پناہ کی دعا

اللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اعوذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَ الْجُذَامِ وَ الْجُنُوْنِ وَمِنْ سَیِّءِ الاَسْقَام

اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتی ہوں برص، جذام اور پاگل پن سے اور دیگر تمام خراب بیماریوں سے۔

فائدہ: برص جذام اور جنون کے علاوہ ایسی بیماریاں جن کی وجہ سے اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو گھن آئے ان سے پناہ مانگنی چاہئے، البتہ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہوتی ہیں ان پر صبر کرنا اور اجر وثواب کا باعث ہوگا۔

تعمیرِ فکر

معاشرتی تبدیلی کیسے ممکن ہے؟

راقم نے شمارہ نمبر 54 میں بے جوڑ شادیوں کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کی تھیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ''ہمارا معاشرہ بعض اعتبارات سے بہت ہی افراط و تفریط کا شکار ہے، کچھ باتوں کو غیرت کا نام دے کر ان پر سختی سے کاربند ہیں اور بہت سی باتیں جنہیں شریعت نے لازم قرار دیا ہے انہیں چھوڑ رکھا ہے، جس کا نتیجہ معاشرتی اور اخلاقی بگاڑ کی صورت میں نکل رہا ہے۔ والدین اپنے بچوں بچیوں کے لئے مال دار، خوب صورت، اور بڑے مرتبے والا رشتہ ڈھونڈتے ہیں، اسی ڈھنڈیا میں عمریں زیادہ ہوجاتی ہیں، کبھی رشتہ ملتا ہے تو بسا اوقات میاں بیوی کی عمروں میں اس قدر فرق ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے اماں ابا معلوم ہوتے ہیں''...... اس تحریر کے بعد سے راقم کے نام بہت سی بہنوں کے خطوط موصل ہوئے ہیں جن میں انہوں نے اسی قبیل کی شادیوں کے پیش آمدہ نتائج تفصیل سے لکھے ہیں اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح والدین کی ذاتی انا کی وجہ سے بے رحم ماحول کے ہتھے چڑھے ہوئے مسلسل عذاب کی سی کیفیت سے گزر رہی ہیں...... ایک خاتون نے لکھا کہ ''میرے والدین جہاں میرا رشتہ کرنا چاہتے تھے میں نے صاف انکار کردیا کیونکہ میں دل وجان سے سمجھتی تھی کہ اس گھر کے بے دین ماحول میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ نہیں کر پاؤں گی۔ لیکن والدین نے اپنے فرض سے سبکدوشی کے خیال سے یہ جان کر کہ لڑکا کمانے والا اور پڑھا لکھا ہے زبردستی میری شادی اسی گھر میں کردی۔ شادی کے بعد میرے بچے بھی ہیں لیکن گھر کا ماحول شروع ہی سے لڑائی جھگڑے والا ہے، ہر وقت گھٹن سی رہتی ہے اس گا بُرا اثر بچوں کی شخصیت پر بھی پڑ رہا ہے۔ میں جس ماحول میں گزارہ کررہی ہوں کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ خودکشی کرلوں، سارا دن ساس اور نندوں کے طعنے اور زہریلی باتیں سننے کو ملتی ہیں رات میں میاں آتے ہیں تو انہیں سوائے ٹی وی سے دل بہلانے کے اور کوئی فرصت نہیں ہوتی'' ایک اور خاتون نے لکھا کہ ''میرے گھر کے حالات ایسے ہیں کہ طلاق لینا چاہتی ہوں، مگر طلاق لے کر جاؤں کہاں؟ میکے والے مجھے برداشت نہیں کریں گے، اور بچوں کو علیحدہ مصیبتیں جھیلنا پڑیں گی، شوہر کا بات بات پر لڑائی جھگڑا کرنا کسی عذاب سے کم نہیں، آخرت کی جواب دہی کا خوف علیحدہ ہوتا ہے، اس طرح عورت اپنے آپ کو ہی مجرم سمجھنے لگتی ہے۔ شادی کے بعد سب بری الذمہ ہوجاتے ہیں اور ہر معاملے میں لڑکی کو قصوروار ٹھہرایا جاتا ہے، کہا جاتا ہے جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں یہ صحیح ہے لیکن اسلام نے رشتہ طے کرتے وقت لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کو کیوں ضروری قرار دیا ہے، کئی سالوں سے میں پریشانیوں میں جل رہی ہوں اور میری صحت بھی برباد ہوگئی ہے طاقت کی گولیاں کھا کر گھر کے کام کاج کرتی ہوں''...... راولپنڈی سے بنتِ سلیم نے لکھا ہے کہ...... ''آج کے دور کی سب سے بڑی پریشانی غریب لوگوں کی یہ ہے کہ جب بھی کوئی رشتہ آتا ہے لڑکے والے سب سے پہلے جہیز کی بات کرتے ہیں، امیر لوگوں نے غریبوں کو بہت پریشان کر رکھا ہے، یہ فریج، ٹی وی، فرنیچر اور دوسری رسومات کیا اسلام ان کی اجازت دیتا ہے؟'' ایک اور خاتون ڈیرہ غازی خان سے لکھتی ہیں کہ ''ہم پانچ بہنیں ہیں، ہمارا کوئی بھائی بھی نہیں اور ہمارے والد کا انتقال ہوچکا ہے۔ ہم غریب ہیں اس لئے کوئی ہمارے گھر کا رخ بھی نہیں کرتا، ہم دست کاری کرکے اپنا پیٹ پالتی ہیں، ہمیں لگتا ہے کہ اس دنیا میں جیسی آئی تھیں ویسی ہی چلی جائیں گی۔ میری اپنی عمر تو گزر گئی لیکن اپنے سے چھوٹی بہنوں کے بارے میں سوچتی ہوں تو سر پکڑ کے بیٹھ جاتی ہوں، کبھی کبھی تو کہتی ہوں کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی''...... راقم نے چند خطوط میں سے انتخاب کرکے ان کے مذکورہ بالا اقتباس دئے ہیں، بعض خطوط میں تو ایسی داستانیں ہیں کہ سوچنے لگتا ہوں کہ یاالٰہی کیا یہ ہمارے اپنے معاشرے کی باتیں ہیں جو اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے؟ دراصل بات یہ ہے کہ صدیوں تک ہمارا معاشرہ ہندوؤں کے معاشرے سے مخلوط رہا، تہذیبی طور پر ہم نے ان کے تمام رسم ورواج کو قبول کیا اور انہیں اپنی ثقافت قرار دیا، جہیز، ذات پات کی تقسیم، خوشی کے نام پر غیر اسلامی رسوم، برادری کی ناک کا مسئلہ، ان تمام غیر اسلامی روایات نے ہمارے معاشرے کو آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بنا دیا ہے جس کے بھیانک نتائج خاندانی جھگڑوں کی صورت میں نکل رہے ہیں اور ان جھگڑوں کا تمام تر فائدہ اسلام دشمن قوتیں اٹھا رہی ہیں۔ گزشتہ دس سالوں کے دوران لڑکیوں کے گھروں سے بھاگنے، لومیرج کرنے، بچوں والی ماؤں کے خودکشی کرنے، چولہا پھٹنے کا بہانہ بنا کر زندہ جلا دینے اور طلاق دینے میں پریشان کن حد تک اضافہ ہوا ہے۔ روز کے اخبارات پڑھ کر دیکھ لیجئے اندازہ ہوجائے گا کہ ہم بحیثیت مجموعی کدھر جارہے ہیں، ہمارے اہل سیاست اور ارباب اقتدار کے یہ مسائل ہیں نہیں اس لئے کہ وہ بڑے بڑے مسائل پر سوچتے اور غور وفکر کرتے ہیں اور یہ جتنے بھی مسائل اوپر ذکر کئے گئے ہیں سب چھوٹے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صاحب درد اور اہل فکر حضرات کی بھی کمی نہیں، اگر گلی محلے اور شہر کی سطح پر دیانت دار لوگوں پر مشتمل ایسی کمیٹیاں بن جائیں جو اپنے ماحول میں رہتے ہوئے ایسے گھریلو اور معاشرتی مسائل کو تلاش کریں اور مل جل کر ان کے حل کی سعی کریں تو ناممکن ہے کہ مثبت نتائج نہ مل سکیں۔ اس کمیٹی کے ذمے ہو کہ وہ بے نکاحی بچیوں کے لئے رشتے تلاش کرکے ان کے نکاح کرے، گھریلو جھگڑوں کو مناسب انداز میں نمٹائے، غریب وبے کس اور نادار لوگوں کی دست گیری کرے، عمومی سطح پر دینی تعلیم کا اہتمام کرے، یوں اگر ہر شہر کے اہل خیر حضرات مل جل کر یہ ذمے داریاں سنبھال لیں تو ہماری کسی بہن اور بیٹی کو شکایت نہ ہوگی۔ اور معاشرے میں جو سیلاب کی طرح بگاڑ آرہا ہے اس کا بھی سد باب ہوسکے گا۔ والسلام **محمد احمد حافظ**

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

صبر باعثِ راحت

بنتِ مُفتی عبدالروؤف

دنیا میں ہر شخص ایک حال میں نہیں ہے...... کچھ لوگوں کو اتنی خوشیاں ملتی ہیں کہ ہنستے ہنستے آنسو نکل آتے ہیں اور کچھ کے نصیب میں اتنے غم ہیں کہ ہنسی سزا معلوم ہوتی ہے۔

دنیا غمی اور خوشی کا امتزاج ہے......شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں کے مکین کبھی نہ کبھی کسی دکھ درد سے آشنا نہ ہوئے ہوں، جہاں پھول برستے ہیں وہیں کبھی کبھار کوئی کانٹا زخم بھی دے جاتا ہے، رم جھم برستے پانی میں کبھی کبھار اولے بھی پڑنے لگتے ہیں۔ لیکن مسلمان کو اگر ذرا سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو حدیث کی رو سے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چبھ جائے تو وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو بھی تکلیف بندے کو آتی ہے جیسے بخار آجائے یا کوئی (اور) مصیبت آجائے حتیٰ کہ اتنی بات بھی پیش آجائے کہ اس نے اپنے کرتے کی آستین میں کوئی پیسہ رکھا تھا مگر رکھ کر بھول گیا، اس کی تلاش میں جو گھبراہٹ ہوئی تو یہ بھی کفارہ سیئات ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اپنے گناہوں (صغائر) سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے سرخ سونا نتھر کر صاف ہو جاتا ہے (کبیر)۔

اور انسان کو جو بھی حالتیں پیش آتی ہیں، خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہی۔ یعنی یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں یا طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے، تو جس کو ان میں سے جو بھی حالت درپیش ہو اس کو چاہئے کہ وہ اس سے احسن طریقے سے عہدہ براہ ہو جائے......اس کا طریقہ کیا ہے......؟؟

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ حیات المسلمین میں فرماتے ہیں کہ ''جس کو پہلی حالت (یعنی طبیعت کے موافق) درپیش ہو تو اس حالت کو دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہی شکر ہے۔ لیکن اگر حالت طبیعت کے موافق نہ ہو تو اس میں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت و شکوہ نہ کرے اور اگر وہ کوئی حکم (شرعی) ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر کوئی مصیبت درپیش ہے تو مضبوطی سے اس کی سہار کرنا اور پریشان نہ ہونا چاہئے یہ صبر ہے''۔

''صبر'' کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے، اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزے سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے، ایسے وقت ہمت کر کے دین کے کام کو بجالائے اور گناہ سے رُکے...... اگرچہ دونوں جگہ کتنی ہی تکلیف ہو، کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا......اسی طرح ایک اور مثال ہے کہ ''اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ فقر و فاقہ کی، خواہ بیماری کی، خواہ کسی کے مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے کی، خواہ مال کے نقصان ہو جانے کی ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ''ثواب'' ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحبِ قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کر کے بدلہ لے لینا یا دعا کرنا، اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔

''صبر علی البلاء'' کی تیسری مثال یہ ہے کہ دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے، وہاں جان کو جان نہ سمجھے مگر قانونِ عقلی اور قانون شرعی کے خلاف نہ کرے، یہ صبر کی چند مثالیں ہیں۔ جس کو جو بھی حالت درپیش ہو وہ مذکورہ حل کی روشنی میں صبر کرے اور اجرِ عظیم کا اپنے کو مستحق بنالے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اور ہم تمہارا امتحان کریں گے، کسی قدر خوف سے (جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آئے) اور کسی قدر وفقر و فاقہ سے اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مویشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور آپ (ان موقعوں پر) صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے۔ (بقرہ آیت ۱۵۵)

صبر ہی کی مثال میں ایک حدیثِ مبارک ہے: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے (سفر) میں بھیجا ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا (اور کشتی چل رہی تھی) اچانک ان کے اوپر سے کسی نے پکارا اے کشتی والو! ٹھہرو میں تم کو اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے، حضرت ابوموسیٰ نے کہا: اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو۔ اس پکارنے والے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں (روزہ رکھ کر) اپنے کو پیاسا رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں جب پیاس کی شدت ہوگی) سیراب فرمادے گا۔ (حیات المسلمین)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ایسا نہیں جو طاعون واقع ہونے کے وقت اپنی بستی میں صبر کے ساتھ ثواب کی نیت کئے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندۂ مومن کے لئے جب کہ میں دنیا میں رہنے والوں میں سے اس کے کسی پیارے کی جان لے لوں پھر وہ اس کو ثواب سمجھے (اور صبر کرے تو ایسے شخص کے لئے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں) (بخاری)...... وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بیوی ہو یا شوہر ہو یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو، اسی طرح......

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے۔ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے (ان تین میں) ایک وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جان دینے کو تیار ہو گیا پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غالب کر دیا اور اس کی طرف سے کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا۔ (عین ترغیب از طبرانی)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق ہو یا طبیعت کے خلاف۔ پہلی حالت پر شکر کا حکم ہے دوسری حالت پر صبر کا حکم ہے۔ تو صبر و شکر ہر وقت کے کرنے کے کام ہیں۔ محترم خواتینِ اسلام! اس کو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت اور راحت میں رہو گی۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صبر کرنے والا نعمتوں پر شکر کرنے والا بنا دیں۔ (آمین) وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین.

آخری قسط

مدینے کی مسافر

مُلا مُعاویہ حنفی

شوہر کی وفات کے جب عدت گزر گئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا لیکن ام سلمہ نے انکار کردیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح لے کر پہنچے...... جواب میں انہوں نے کہا مجھے چند عذر ہیں:

۱۔ میں سخت غیور ہوں

۲۔ صاحب عیال ہوں

۳۔ میرا سن زیادہ ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام زحمتوں کو گوارا فرمالیا، اب ام سلمہ کو کیا عذر ہوسکتا تھا، اپنے بیٹے عمر سے کہا اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کردو، شوال ۴ھ کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شدید صدمے کو جو ابوسلمہ کی وفات سے ہوا تھا ابدی خوشی اور راحت میں بدل دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد ''ہند بنت ابی امیہ'' صرف ام سلمہ نہ رہیں بلکہ ام المؤمنین کے منصب عالی شان پر سرفراز ہوگئیں۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جس کو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے اور میں نے دعا شروع کی تو جب میں یہ کہنا چاہتی کہ یاالٰہی! مجھے ابوسلمہ سے بہتر جانشین دے تو دل کہتا کہ ابوسلمہ سے بہتر جانشین کون ہوسکتا ہے؟ لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابوسلمہ کے جانشین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو چکیاں، گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی عنایت فرمائے، یہی سامان دیگر امہات کو بھی عنایت ہوا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روشن ضمیر، حیاء وغیرت کی پیکر، اسوۂ وحدیث رسول کی مخزن، فقیہ ونکتہ رس اور فیاض تھیں۔ صاحب اصابہ نے لکھا ہے کہ وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں داخل ہونے کے بعد اپنے آپ کو مکمل طور پر حضور کی خدمت اور حصول علم کے لئے وقف کرلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی، ایک دن بال گوندوا رہی تھیں کہ کانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پڑی

ایھا الناس! (اے لوگو!)

سنتے ہی فوراً بال باندھ کر کھڑی ہوگئیں اور پورا خطبہ کھڑے ہوکر سنا۔ یہ حضور سے محبت اور حصول علم کی تڑپ کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو جو محبت تھی اس کا اثر تھا کہ آپ کے موئے مبارک تبرکاً رکھے ہوئے تھے اور لوگوں کو ان کی زیارت کرواتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین رفیقۂ حیات اور غم خوار تھیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ قربانی کریں تو وہ شرائط صلح سے قدرے دل برداشتہ تھے اس لئے کوئی بھی شخص حلق وقربانی کی ہمت نہ کرپایا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر بہت ملال ہوا اور اپنے حرم میں آگئے۔ ام المؤمنین ام سلمہ سے اپنے رنج کا اظہار کیا، انہوں نے جواب میں کہا کہ ''آپ کسی سے کچھ بھی نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر قربانی کی اور بال منڈوائے۔ اب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اس پر تمام صحابہ نے قربانیاں کیں اور بال منڈوائے، عجلت اس قدر تھی کہ ہر آدمی حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلے کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی کس قدر مزاج شناس تھیں۔ زرقانی میں ہے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم مثال پیش نہیں کرسکتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ہم سب کی مائیں علم وفضل میں بلند مرتبے پر فائز تھیں لیکن حضرت ام سلمہ فضل وکمال میں حضرت عائشہ کے بعد سب سے بڑھ کر تھیں۔ حدیث میں حضرت عائشہ کے سوا ان کا کوئی حریف نہ تھا، ان سے ایک قول کے مطابق ۳۷۸ احادیث مروی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پُرملال کے بعد صحابہ سب سے زیادہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسائل دینیہ کے لئے رجوع کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا بھی بعض مسائل کے لئے ان سے رجوع کرتے۔ جواب صاف اور واضح دیتی تھیں انداز ایسا ہوتا کہ سائل کی مکمل تشفی ہوجاتی۔ روایات میں آتا ہے کہ علم الاسرار میں حضرت حذیفہ بن یمان کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اس علم کی عالمہ تھیں۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں اسامہ بن زید، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، سیدنا عمر، عبداللہ بن رافع، زینب بنت ام سلمہ، عکرمہ، عروہ بن زبیر، مروان بن حکم، خیرۃ (والدہ حسن بصری) ابوعثمان الہندی شامل ہیں۔

ہماری اماں جان اخلاق وعادات اور طرز بود و باش میں نہایت مثالی پیکر تھیں، انہوں نے نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی، ثواب کی متلاشی رہتیں، اچھے کاموں میں شریک رہتیں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے سے کبھی غافل نہ ہوتیں فیاض تھیں، دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتیں، غیرت مند اور خوددار تھیں۔

9ھ میں جب ایلاء کا واقعہ (جس میں کچھ عرصے کیلئے حضور نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کرلی تھی) پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ کو متنبہ کرنے آئے، حضرت ام سلمہ سے بھی آپ کی عزیزداری تھی اس خیال سے وہ اماں جان کے پاس بھی آگئے اور ان سے گفتگو کی۔ جواب میں حضرت ام سلمہ نے کہا (باقی صفحہ ۱۴ پر)

کشکول

پانچ اندھیرے اور پانچ چراغ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ دنیا میں پانچ اندھیرے اور ان کے پانچ چراغ ہیں۔

☆ دنیا کی محبت ایک اندھیرا ہے، جس کا چراغ زہد ہے۔
☆ گناہ ایک اندھیرا ہے، جس کا چراغ تقویٰ ہے۔
☆ قبر ایک اندھیرا ہے، جس کا چراغ کلمہ ہے۔
☆ آخرت ایک اندھیرا ہے، جس کا چراغ نیک عمل ہے۔
☆ اور پل صراط ایک اندھیرا ہے، جس کا چراغ یقین ہے۔

(بنت عبدالرحمٰن، لاہور)

حقیقتِ دنیا

دنیا کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص جنگل میں چلا جاتا ہے، اس نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک شیر آرہا ہے وہ بھاگنے لگا جب تھک گیا تو دیکھا آگے ایک گہرا گڑھا ہے۔ چاہا کہ گڑھے میں گر کر جان بچالے لیکن اس میں اژدھا نظر آیا۔ اب اژدھے کا خوف اور پیچھے شیر کا ڈر، اتنے میں اس کو ایک درخت کی ٹہنی نظر آئی اس کو ہاتھ ڈال دیا مگر ہاتھ ڈالنے کے بعد معلوم ہوا کہ درخت کی جڑ کو دو سیاہ و سفید چوہے کاٹ کر رہے ہیں، بہت خائف ہوا کہ اب تھوڑی دیر میں درخت کی جڑ کٹ جائے گی تو میں گر جاؤں گا اور شیر و اژدھا کا شکار بن جاؤں گا۔ اتفاقاً اس کو اوپر کی جانب ایک چھتا نظر آیا جو کہ شہد کا چھتہ تھا، یہ اس قدر شیریں شہد تھا کہ وہ اس کو حاصل کرنے اور پینے میں مصروف ہوگیا کہ نہ خوفِ شیر رہا اور نہ اندیشۂ اژدھا۔ دفعتاً جڑ کٹ گئی اور یہ گر پڑا اور شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرادیا اور اژدھے کے منہ میں جا پھنسا۔

اے عزیز من! جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر موت ہے جو پیچھے لگی ہوئی ہے اور گڑھا قبر ہے جو اس کے آگے ہے اور اژدھا اعمال بد ہیں کہ قبر میں ڈسیں گے اور دو چوہے سیاہ و سفید رات اور دن ہیں اور درخت گویا عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیائے فانی سے غافل کردینے والی لذات اور خواہشات ہیں کہ انسان دنیا کی فکر میں موت، قبر، اعمال بد کی جوابدہی وغیرہ سب کو بھول جاتا ہے، اور پھر اچانک موت آجانے پر کچھ ساتھ نہیں جاتا۔

(ام موسیٰ، لاہور)

تین اہم باتیں

عون بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ بعض بزرگ ایک دوسرے کو خط لکھتے ہوئے تین باتیں ضرور لکھتے ہیں۔ (۱) جو آخرت کے لئے عمل کرے گا اللہ اس کی دنیا بنادے گا۔ (۲) جو اپنے باطن کو درست کرے گا، اللہ اُس کے ظاہر کو سنوار دے گا۔ (۳) جو اپنے اور اللہ کے درمیان معاملات کو ٹھیک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کو درست کردے گا۔

جاہل آدمی کی چار علامتیں

(۱) بلاوجہ غصہ کرنا۔ (۲) نفس کی پیروی کرنا۔ (۳) بے موقع اور بلاضرورت مال خرچ کرنا۔ (۴) دوست دشمن کو نہ پہچاننا۔

عقل مند آدمی کی چار علامتیں

(۱) جاہل کی جہالت پر بردباری اختیار کرنا۔ (۲) نفس کو باطل سے دور رکھنا۔ (۳) موقع و محل دیکھ کر مال خرچ کرنا۔ (۴) دوست و دشمن کی پہچان کرنا۔ (بنت محمد صدیق کنجوانی)

کیا آپ جانتے ہیں؟

کچھ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت ادھم بلخی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں فرماتا؟ آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ کو جانتے اور مانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہو مگر اُن کی پیروی نہیں کرتے، قرآن مجید پڑھتے ہو مگر اُس پر عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے، جانتے ہوئے بھی کہ بہشت اطاعت کرنے والوں کے لئے ہے مگر اس کی طلب نہیں کرتے، جانتے ہو کہ دوزخ گنہگاروں کے لئے ہے مگر اس سے نہیں ڈرتے، شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اُس سے نہیں بھاگتے بلکہ اُس سے دوستی کرتے ہو۔ خویش و اقارب کو اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے۔ موت کو برحق مانتے ہو مگر عاقبت کا کوئی سامان نہیں پکڑتے بلکہ دنیا کا سامان جمع کرتے ہو۔ اپنی برائیوں کو ترک نہیں کرتے لیکن دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہو، بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ (بحوالہ موت کا منظر)

(ش اعوان، میانہ گوندل)

روزی دینے والا

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ ایک مرتبہ سفر میں جانے لگے تو اپنی بیوی سے فرمایا میں چار مہینے تک باہر رہوں گا، تمہارے واسطے کس قدر خرچ مہیا کر جاؤں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر آپ کو میری زندگی منظور ہے

حضرت نے فرمایا "تمہاری زندگی میرے ہاتھ میں...... نہیں"۔

بیوی صاحبہ نے جواب دیا "تو میری روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

حضرت حاتم چلے گئے تو ایک بڑھیا نے حضرت کی بیوی سے پوچھا کہ حضرت حاتم آپ کے واسطے کتنی روزی چھوڑ گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا" کہ حضرت حاتم خود ہی تو روزی کھانے والے تھے جو کھانے والا تھا وہ چلا گیا جو دینے والا ہے وہ یہیں ہے۔"

(اہلیہ صغیر احمد)

سچی توبہ

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی گلی سے گزر رہے تھے، ایک جوان ان کے سامنے سے گزرا اس نے کپڑوں کے نیچے شراب چھپا رکھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس جوان سے پوچھا کہ کیا لے کر جارہے ہو؟ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو خوف اور شرمندگی سے اس کا برا حال ہوگیا سوچنے لگا میں ان سے کیسے کہہ دوں کہ یہ شراب ہے، اس نے اللہ تعالیٰ سے دل میں دعا مانگی اے اللہ! مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچالے میں توبہ کرتا ہوں، آئندہ شراب نہ پیوں گا۔ اس کی توبہ قبول ہوگئی اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا امیر المومنین! اس بوتل میں سرکہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے بوتل کو ملاحظہ فرمایا تو اس میں سرکہ تھا۔

(اخت عبداللہ۔ لاہور)

بیوی کے ذمہ شوہر کے حقوق

۱۔ اطاعت کرنا (شرعی ضابطوں کے تحت)
۲۔ شوہر کی مالی وسعت سے زیادہ فرمائش نہ کرنا
۳۔ اجازت کے بغیر کسی کو گھر نہ آنے دینا
۴۔ اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا
۵۔ اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھنا
۶۔ اجازت کے بغیر شوہر کا مال خرچ نہ کرنا
۷۔ شوہر کو حقیر نہ سمجھنا اور نام لے کر نہ پکارنا
۸۔ خلاف شرع کام دیکھ کر ادب سے منع کرنا
۹۔ شوہر کی شکایت نہ کرنا
۱۰۔ شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ سختی نہ کرنا

(اُم عتیق، فتح پور از تحفہ دلہن)

انعامات باری تعالیٰ

بنتِ حیات، واہ کینٹ

"اور اگر تم گننا چاہو اللہ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔"

یہ سورۃ النحل کی آیت 18 کا حصہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ احساس دلایا ہے کہ تم میری نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے، جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے اگر ہم مسلمان غور کریں تو واقعی ہم اللہ کی نعمتوں کو گن نہیں سکتے اگر ہم اپنے جسم پر ہی غور کریں تو ہمارا ایک ایک عضو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھیں یہ تو سب نظر آنے والی نعمتیں ہیں لیکن کچھ نعمتیں ایسی ہیں جن پر ہم غور بھی نہیں کرتے مثلاً

۱۔ پلکوں کی نعمت: ہم سوچیں کہ پلکوں کی نعمت کتنی بڑی ہے کہ یہ ہماری آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں، ہماری آنکھوں کو گرد و غبار سے بچاتی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان سے آنکھوں کی خوبصورتی ہے۔

۲۔ ہونٹوں کی نعمت: ہونٹوں کی مدد سے ہم کھاتے ہیں، پیتے ہیں، اگر ہونٹ نہ ہوتے تو سوچیں ہم کیسے لگتے، اسی طرح اگر ہونٹوں پر بال ہوتے تو اس سے ہمیں کتنی الجھن ہوتی۔

۳۔ ناخنوں کی نعمت: اگر ہمارے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں پر ناخن نہ ہوتے تو ہماری انگلیاں بھدی معلوم ہوتیں، ان ناخنوں کی مدد سے ہم باریک چیز اٹھا سکتے ہیں، ایک خاتون نے اپنا واقعہ سنایا ہے کہ ان کے بچوں کی انگلیوں پر ناخنوں کے نشان تو ہیں لیکن ناخن نہیں ہیں اور ان کے ہاتھ عجیب سے معلوم ہوتے ہیں، اس نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

۴۔ چہرے مختلف ہونا: یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نے لاتعداد انسان پیدا کیے ہیں اور ہر ایک کو ایک الگ چہرہ اور خوبصورتی دی ہے، غور کریں اگر سب ایک جیسے ہوتے تو کیا ہم ہر ایک کی پہچان الگ الگ کر سکتے؟

۵۔ ہاتھوں کی لکیریں: یہ بظاہر دیکھنے میں تو ہمیں کچھ کام کی نظر نہیں آتی لیکن ہاتھوں کی لکیریں بہت بڑی نعمت ہیں، ان کی مدد سے ہم چیزوں کو پکڑ سکتے ہیں، ایک خاتون ہیں جن کی ہاتھوں کی لکیریں نہیں ہیں جب وہ کوئی چیز پکڑتی ہیں تو وہ ان کے ہاتھوں سے پھسل جاتی ہے۔

۶۔ عقل: اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے بہترین چیز عقل ہے جو اس نے اپنی تمام مخلوقات میں سے صرف حضرت انسان کو دی ہے لیکن انسان پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ناشکرا ہے وہ ان نعمتوں پر شکر نہیں کرتا کہ اے اللہ تعالیٰ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے مجھے صحیح و سلامت اعضاء والا مکمل انسان بنایا ہے اور ہمیشہ شکوے کرتا ہے کہ اے اللہ! تو نے مجھے فلاں جاب نہ دی، مجھے رہنے کے لیے کوٹھی نہ دی، سفر کے لیے پجارو نہ دی، تو نے مجھے بیٹی کیوں دی؟ جو کچھ اپنے پاس ہے اس پر اللہ کا شکر کریں اور اس بات پر بھی شکر کریں کہ اگر اس نے کچھ نہیں دیا تو ہم سے اس کا حساب بھی نہیں ہوگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نعمتوں پر شکر کرنے والا بنائے۔ آمین

بیوٹی پارلر کی لعنت

مرسلہ، اُمِّ علی رضوان ٹوبہ ٹیک سنگھ

میں اکثر بیوٹی پارلر جایا کرتی تھی اور ساتھ اپنی خالہ زاد بہن مریم کو بھی لے جایا کرتی تھی۔ ہمیں دیکھ کر محلے کی اور لڑکیاں بھی بیوٹی پارلر سے میک اپ کروانے کے لئے جانے لگ گئیں، اس طرح بہت عرصہ گزر گیا کہ اچانک میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں اسی جگہ بیوٹی پارلر میں بیٹھی ہوئی ہوں لیکن میرے چہرے کو کوئی خوفناک چیز اپنے پنجوں سے نوچ رہی ہے اور میرے ناخنوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ کھینچا جا رہا ہے اور میں چیخیں مار مار کر لوگوں کو مدد کے لئے پکارتی ہوں، کوئی میری مدد کو نہیں آ رہا، اسی خوف کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی، میں اپنے چہرے کو خوفزدہ حالت میں ہاتھ لگا کر دیکھ رہی تھی اسی اثناء میں ہمارے محلے کی مسجد میں اذانِ فجر ہو رہی تھی میں جلدی سے اٹھی اور ناخن تراش کے ساتھ اپنے لمبے لمبے ناخنوں کو تراشنے لگی، وہ ناخن تراش جو میں نے اسپیشل طور پر ناخنوں کو گول کرنے کے لئے رکھا تھا، پھر میں نے وضو کر کے فجر کی نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی کہ یا اللہ آئندہ وہ کام کبھی نہیں کروں گی جن کاموں میں تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو اور جن کاموں میں ازواج مطہرات کی زندگیوں کے طرز عمل کی خلاف ورزی ہو۔ آج ہمارے درمیان سے دین اٹھ چکا ہے، میں اپنی تمام مسلمان بہنوں اور ماؤں سے اپیل کرتی ہوں کہ خداوند کریم کا واسطہ! ان گناہوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

آج کی عورت کا سب سے بڑا المیہ مادیت پرستی ہے

محترمہ کلثوم الطاف صاحبہ کوآرڈی نیٹر "القرآن کورسز نیٹ ورک" سے گفتگو

محترمہ کلثوم الطاف صاحبہ جدید تعلیم یافتہ خاتون ہونے کے ساتھ مستند عالمہ بھی ہیں۔ اس وقت کراچی میں دو جگہ ''القرآن کورسز نیٹ ورک'' کے نام پر دینی تعلیم کے معیاری ادارے چلا رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں ان سے ''خواتین کا اسلام'' کے لئے انٹرویو کیا گیا جو قاریات کے پیش خدمت ہے

سوالات: اُمِّ محمّد

○ پہلے تو ہم آپ کا ذاتی تعارف چاہیں گی کہ کہاں پڑھیں، آپ کی تعلیم کیا ہے؟

☆ میں نے جامعہ یوسفیہ بنوریہ للبنات شرف آباد سے دورۂ حدیث کیا ہے، جبکہ جامعہ کراچی سے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی امتیازی نمبروں سے پاس کیا ہے۔ قانون سے طبعی شغف کی بناء پر ایل ایل بی بھی کیا ہے۔ آج کل ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ کی زیرِ نگرانی تخصص فی الفقہ کر رہی ہوں۔ اصلاحی تعلق حضرت مفتی صاحب ہی سے ہے۔ ۱۹۸۴ء سے درس قرآن و حدیث کے سلسلہ سے وابستہ ہوں۔ طالبات و تعلیم یافتہ خواتین ہمیشہ ہمارا ہدف رہیں۔ کبھی درس قرآن، کبھی سیمینارز اور کبھی جلسوں کے ذریعے تبلیغ و تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ مختلف علاقوں میں ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ درس قرآن وحدیث کے سلسلے جاری وساری ہیں۔

○ آپ کو "القرآن کورسز نیٹ ورک" جیسا ادارہ بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

☆ اس کی متعدد وجوہ ہیں:

۱۔ بنیادی طور پر غلبۂ اسلام کی جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اگر ہماری خواتین میں دینی شعور بیدار کر دیا جائے تو وہ اس حوالے سے کلیدی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

۲۔ آج موجودہ دور میں ہماری خواتین بالخصوص تعلیم یافتہ طبقے کو بے دینی اور بے راہ روی کی طرف لے جایا جا رہا ہے، اس کے مقابلے میں خواتین میں دینی تعلیم و تعلم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ اچھے خاصے دین دار گھرانوں کی بچیاں بھی کالجز اور یونیورسٹیز میں جا کر تقریباً بے حجاب ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات دین کی باغی بھی۔ بنیادی طور پر قصوروار ہمارا نظام تعلیم ہے جو کہ انگریز کے دور میں لارڈ میکالے نے مرتب کیا تھا۔ اس وقت سب سے بڑا سوالیہ نشان یہ ہے کہ کالجز اور یونیورسٹیز جانے والی خواتین کو دینی نیٹ ورک میں کیسے لایا جائے، اس کے لئے ایسے ادارہ کی ضرورت طویل عرصہ سے ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جو کہ اس طبقہ کی طالبات و خواتین میں کام کرے لیکن اس پورے عرصہ میں عملی طور پر کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو سکی۔

۳۔ فرق ہائے باطلہ نے عملی قدم اٹھا کر اس سلسلہ کو کیش کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے یہاں ایسی طالبات و خواتین کی کمی نہیں جو کہ دین سے جذباتی لگاؤ نہ رکھتی ہوں، انہوں نے اسلام و قرآن کی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے ان اداروں میں داخلہ لیا اور اب باقاعدہ عالمہ اور مبلغہ بن کر ان کے لئے کام کر رہی ہیں لیکن کوئی ان میں شرک و بدعت پھیلا رہا ہے، کوئی قرآن وحدیث کو سند بنا کر فقہ اور اجماع کا بالکلیہ انکار کر رہا ہے، کوئی شرک و بدعت میں اتنا سخت ہو چکا ہے کہ معاملہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی تک جا پہنچا ہے۔ کوئی باجی و ڈاکٹر صاحبہ اپنی ذاتی فقہی رائے کو تمام ائمہ مجتہدین کی متفقہ رائے پر فوقیت دینے پر مصر ہیں۔ یقیناً یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ انہوں نے دین کو علماء دین سے نہیں بلکہ از خود سمجھنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

۴۔ القرآن کورسز نیٹ ورک کے مقاصد میں سے ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے فارغ التحصیل عالمات میں خطابت کے جوہر پیدا کئے جائیں تا کہ وہ صحیح معنوں میں دین کی داعیہ بن سکیں۔ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ اگر مستند عالمات ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں علم کی روشنی پھیلائیں گی تو ہدایت ہی پھیلے گی برعکس اس کے کہ غیر علماء سے دین پڑھنے سے بجز گمراہی پھیلنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نصاب میں ''فن خطابت'' ایک مضمون کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

یہ چار بنیادی وجوہ ہیں جو کہ القرآن کورسز نیٹ ورک پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا سبب بنیں۔

○ اس ادارے کا نصاب تعلیم کیا ہے؟

☆ ہمارا نصاب تعلیم علماء و ماہرین تعلیم کا تیار کردہ ہے۔ نصابی کتب ہیں اور ان کو حل کرنے کے لئے ورک بکس، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یونیورسٹیز میں سمسٹر سسٹم کے تحت جو جدید تدریسی انداز ہے وہ اختیار کیا گیا ہے، سارا زور مسائل کی تفہیم پر ہوتا ہے اور ورک بکس میں جو MCQS (Multiple Choice Questions) اور خالی جگہیں (Fill in the

> اپر کلاس کے لوگ
> دین کی حدود میں رہنے
> کی بجائے
> دین کو اپنی حدود میں
> رکھنا چاہتے ہیں

blanks) ہیں ان کو حل کروایا جاتا ہے۔ نصابی کتب میں (۱) ترجمہ وتفسیر میں "معارف القرآن" (۲) حدیث میں اربعین نووی ودیگر کتب احادیث کے منتخب ابواب (۳) فقہ میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ کی مسائل بہشتی زیور اور اس کی ورک بک (۴) عقائد میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کی اسلامی عقائد اور اصول دین اور ان کی ورک بکس (۵) عربی میں وفاق سے منظور شدہ کتب (۶) فنِ خطابت کے لئے بنیادی مشقیں وغیرہ۔

○آپ کے ہاں کتنی خواتین زیر تعلیم ہیں؟

☆ کل 170 طالبات زیر تعلیم ہیں جبکہ دو سینٹرز کام کر رہے ہیں۔ ایک بہادر آباد اور دوسرا برنس روڈ میں۔ ان شاء اللہ تیسرے سینٹر کا حسین آباد فیڈرل بی ایریا میں افتتاح حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین صاحب جون کے پہلے ہفتے میں فرمائیں گے۔

○آپ کے ادارے سے رجوع کرنے والی خواتین کا تعلق عموماً کس کلاس سے ہوتا ہے؟

☆ ہر طبقہ سے ہوتا ہے لیکن بطور خاص ہمارا مخاطب تعلیم یافتہ طبقہ ہے، چاہے اس کا تعلق اپر کلاس سے ہو یا لوئر کلاس سے۔

○ادارے میں پردہ و حجاب کے شرعی تقاضوں کو کیسے ملحوظ رکھا جاتا ہے؟

☆ پردہ وحجاب کے شرعی تقاضوں کو دیگر بنات کے اداروں کی طرح ملحوظ رکھا جاتا ہے اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ ہماری طالبات مکمل باحجاب ہوں۔

○اپر کلاس سوسائٹی میں دینی رجحان کیسا پایا جاتا ہے؟

☆ اپر کلاس کے لوگ اپنے خول سے نکلنا نہیں چاہتے۔ میرے خیال میں دین دار تو بننا چاہتے ہیں لیکن وہ دین کی حدود میں رہنے کی بجائے دین کو اپنی حدوں میں رکھنا چاہتے ہیں۔

○خیال کیا جارہا ھے کہ آج کل مردوں کے مقابلے میں خواتین میں دینی بیداری زیادہ ھے آپ اس خیال سے کس حد تک متفق ھیں؟

☆ بات دراصل یہ ہے کہ برصغیر میں طویل غلامی سے آزادی کے بعد ہم مسلمانوں پر غلامانہ ذہنیت طویل عرصہ تک مسلط رہی، اس دوران دینی تعلیم کی اشاعت میں ہمارے مدارس تو کردار ادا کرتے رہے لیکن عمومی طور پر عوام الناس میں کوئی بیداری کی کیفیت نہیں پائی جاتی تھی۔ جوں جوں غلامی کے یہ اثرات کم ہونے شروع ہوئے، تعلیم عام ہوئی اور میڈیا نے دنیا کو ایک گلوبل ولیج (GLOBAL VILLAGE) میں سمیٹ دیا تو ہماری نئی نسل چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین

خواتین میں دینی بیداری آج، کل سے زیادہ ھے لیکن برائی کی قوتیں بھی بہت بڑھ گئی ھیں

ان میں غلبۂ دین کیلئے ایک تڑپ پیدا ہوئی۔ اس لئے میرا تجزیہ یہ ہے کہ اگرچہ خواتین میں دینی بیداری کی کیفیت آج کل سے زیادہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ المیہ یہ ہے کہ برائی کی قوتیں بھی پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ صدمہ کی بات یہ ہے کہ دینی جذبہ سے سرشار مذکورہ بالا خواتین کے جذبات کو ہم کیش نہیں کر سکے بلکہ یہ سب کچھ باطل فرقوں کی جھولی میں جاگرے۔ سبب صرف یہ ہے کہ انہوں نے اس طرف محنت کی اگر ہم محنت کرتے تو یہ ساری خواتین ہمارے نیٹ ورک میں ہوتیں۔

○آپ مرد اور عورت کی ذمہ داریوں میں کیا فرق کرتی ہیں؟

☆ جب قرآن کریم نے مرد اور عورت کی ذمہ داریوں کا تعین کردیا ہے

غلبۂ اسلام کی جدّوجہد ہر مسلمان پر فرض ھے، اگر خواتین میں دینی شعور بیدا کردیا جائے تو وہ کلیدی کردار ادا کرسکتی ھیں

تو میں اور آپ اس میں فرق کرنے والے کون ہوتے ہیں؟

○آج کی عورت مردوں سے نالاں ھے...... کیوں؟

☆ اگر عورت مادہ پرست ہے تو وہ مرد سے ہمیشہ نالاں رہے گی اور اگر عورت دین دار ہے تو وہ اپنے مرد سے ہر حال میں خوش رہے گی۔

○ایک تعلیم یافتہ مگر اخلاق سے عاری اور ایک اَن پڑھ مگر بااخلاق گھر گرہستی میں سے آپ کس کو بہتر تصور کرتی ہیں؟

☆ یہ عین ممکن ہے کہ ایک دنیوی تعلیم سے آراستہ خاتون اپنے شوہر کی نافرمان ہو لیکن اگر اسی خاتون کو دین کے زیور سے آراستہ کردیا جائے اور گھر گرہستی کے حوالے سے اسلامی احکام کے مطابق تربیت دی جائے تو وہی گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا، جبکہ ان پڑھ خاتون اپنے شوہر کی نافرمان بھی تو ہوسکتی ہے اس کے لئے بھی ہمارے نزدیک ایک ہی کسوٹی ہے اور وہ یہ کہ اگر دین کے زیور سے یہ خاتون آراستہ ہوگی تو گھر گرہستی بہتر ہوگی۔

○آج کی عورت کا سب سے بڑا المیہ کیا ہے؟

☆ آج کی عورت کا سب سے بڑا المیہ مادیت پرستی اور اس کے ذریعے اس کا استحصال ہے۔ کیا یہ امر حیرت انگیز نہیں کہ مغرب نے مردوں کے لئے تو پورا لباس رکھا ہے، لیکن عورتوں کے لئے انتہائی مختصر۔ بلیڈ اور شیونگ کریم کے اشتہار میں عورت کا کیا کام! ماچس کی ڈبیہ پر عورت کی تصویر کس لئے؟ آپ کا یہ سوال فی نفسہ ایک مضمون اور لیکچر کا متقاضی ہے، جس کی یہاں گنجائش نہیں۔

○آپ کا مستقبل میں کیا لائحہ عمل ہے؟

☆ ہمارا مستقبل کا لائحہ عمل بالکل واضح ہے کہ علماء حق کی سرپرستی میں طالبات وتعلیم یافتہ خواتین میں دینی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ سب سے زیادہ زور قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر پر ہی ہے کیونکہ اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے مالٹا جیل کی تنہائیوں میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر بہت زیادہ غور و فکر کیا تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچے کہ اصل سبب قرآن کریم سے دوری ہے، اسی لئے ہم عربی زبان کو اپنے کورس میں کلیدی حیثیت دیتے ہیں تاکہ قرآن کریم سے زیادہ قربت کا سامان پیدا ہو۔ اس بار ہمارا پروگرام جون جولائی کی چھٹیوں میں دو ماہ کا کورس شروع کرنے کا ہے، جس کا افتتاح "القرآن کورسز سینٹر" بہادر آباد میں حضرت مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ فرمائیں گے۔ کلاسز "القرآن کورسز" کے تینوں سینٹرز یعنی بہادر آباد، برنس روڈ اور فیڈرل بی ایریا میں ہوں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے لئے یہ ایک قیمتی موقع ہے کہ اہم دینی فریضے سے عہدہ برا ہوں۔

کہانی کا پلاٹ

شام ہی سے دماغ میں ایک کہانی لکھنے کی کھد بد ہونے لگی مگر رات سونے تک اتنی فرصت بھی نہ ملی کہ ایک سطر لکھ سکوں، رات کو عزم مصمم کر کے سوگئی، کہانی کا پلاٹ ساری رات خواب میں آتا رہا، ساری ترامیم دوران خواب ہی انجام پاگئیں بس اب اس کو آخری ہاتھ لگانا تھا، یعنی اپنی دانست میں کام کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔ صبح کب ہوئی پتہ ہی نہ چلا۔ چلا بھی تو ذرا دیر سے جب ہمارے میاں حضور نے فجر کے آخری وقت کا اعلان ہمارے کان میں آکر کیا۔ بہر حال جلدی سے اٹھ کر نماز پڑھی۔ ابھی ایک فرض سے فراغت ہوئی ہی تھی تو ہمارے نامور سپوت کی آواز آئی جو ماشاء اللہ پیدائشی فجر کے وقت دودھ پینے کا فرض ادا کرتے ہیں، دوسرا فرض پورا ہو گیا اور تیسرے فرض کی تیاری شروع ہو گئی، اپنی بچی کے کپڑے استری کیے کہ کہیں لائٹ نہ چلی جائے پھر پون گھنٹے کی مغز ماری کے بعد اپنی بیٹی کو اسکول بھیجنے میں کامیاب ہو گئی۔

ذہن میں کہانی سوار ہے، ہاتھ میں لکھ ڈالنے کی کھجلی ہو رہی ہے نظریں دوڑائیں لیکن!! کاپی اور قلم کہاں گیا جو ہم نے نہایت اہتمام سے رکھا تھا کہ صبح ہوتے ہی اپنا سارا پلاٹ کاغذ پر منتقل کر دیں گے، اس کی تفتیش کرتے کرتے ہماری ابدی ذمہ داری کے حق دار شوہر نامدار تشریف لے آئے اور ناشتے کا حکم صادر فرما کر باتھ روم تشریف لے گئے اور ہم اتنی ہی مستعدی سے کچن کی طرف۔ بھئی ظاہر ہے یہ تو روز کا کام ہے ان سب کاموں سے فرصت ہوتے ہی لکھوں گی۔ بقول غالب

"دل بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے"

لیجئے فراغت حاصل ہو گئی میاں بھی گئے اچھا جناب اب لکھتی ہوں مسئلہ پھر وہیں کا وہیں یعنی کاپی قلم غائب۔ اچانک یاد آیا کہ ان دونوں چیزوں کے پاؤں نہیں ہوتے یقیناً کسی پاؤں والے ہی نے غائب کی ہوں گی۔ سبحان اللہ! کیا تفتیش ہے دل ہی دل میں اپنے آپ کو داد بھی دے دی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پاؤں والے صاحب کہاں ڈال سکتے ہیں؟ بے خیالی میں نظر کچرے کی بالٹی میں پڑ گئی جہاں ہماری کاپی بمعہ قلم بصد احترام اس میں پڑی ہوئی تھی بلکہ رکھی ہوئی کہنا چاہیے۔ خیر تفتیش مکمل ہو گئی مطلوبہ مال برآمد ہو گیا مگر ملزم ابھی گرفتاری کے قابل نہیں ہے۔ مبارک ہو کیس مکمل ہو گیا۔ اب پھر لکھنے بیٹھ گئی، الہام ہونا شروع ہوا، ذہن میں جمع شدہ پلاٹ اور خیالات سیاہی کی صورت میں پھیلنے لگے۔

"باجی پوچھے کا کپڑا کہاں ہے"۔

یہ ہماری ماسی ہے جو خود ہی ہر روز نئی جگہ چیز رکھ کر جاتی ہے اگلے روز اٹھتے ہی حیرت انگیز انداز میں سوال کرتی ہے کہ میں خود سوچنے لگ جاتی ہوں کہ میں نے کپڑا کہاں رکھا تھا۔ اب ماسی بول رہی ہے اور میں منشی کی طرح اس کی سب باتیں لکھ رہی ہوں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ کیا بکواس لکھ دی ساس بہو کا مکالمہ لکھ رہی تھی اب سارا غصہ ماسی پر نکال کر پھر لکھ رہی ہوں، اب لکھنے میں کافی تیزی آگئی ہے۔ اوہ! بارش یہ بارش کی بوندیں کہاں سے آرہی ہیں نہ موسم ابر آلود اور نہ چھت کچی ہے۔ شاباش ہے ہمارے اتنے لائق بیٹے پر جو ڈیڑھ سال کی عمر میں اتنی کامیاب شرارتیں کر لیتا ہے موصوف کے ہاتھ میں پانی کی اسپرے گن ہے اور وہ امی کو حیرت زدہ دیکھ کر کافی محظوظ ہو رہا تھا اور میں اور میری تحریر دونوں رو رہے تھے۔ یہ تو میرے الہاماتی الفاظ تھے جن کی حقیقت سے میں خود نا آشنا تھی ظاہر ہے ابھی تو ذہن کے خیالات کاغذ پر جمع کرنے شروع کیے تھے اس کو بھیجنے کے لئے تو بعد میں لکھنا تھا مگر اب

اہلیہ احمر غازی

اپنی تحریر اس مصرعہ کا مصداق بن گئی تھی۔

مگر اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی

کوئی بات نہیں! بچے والی مائیں اسی طرح لکھتی ہیں، دل کو سمجھانا شروع کیا، یہ نوشتہ تقدیر ہے، اس کو چھوڑ کر پھر لکھو۔ آہ!! پھر لکھی، کیا لکھی؟؟ کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا یقین مانیے کسی جنس مخنث سے کم نہ لگ رہی تھی نہ افسانہ نہ کہانی، نہ نثر نہ نظم نہ مرثیہ، کبھی لطیفہ لگتی اور کبھی خبرنامہ کا گمان گزرتا۔ یا اللہ کیسی کھچڑی ہے بلکہ حلیم زیادہ مناسب رہے گا۔ بہر حال اب ہوش کی جگہ جوش نے لے لی ہے، میرا قلم اب بہت تیز چل رہا ہے۔ بچوں میں لڑائی ہو رہی، طوفان کھڑا ہو گیا ہے مگر میں لکھ رہی ہوں، بہن نے بھائی کو مارا ہے اور وہ اتنا بڑا منہ کھول کے رو رہا ہے کہ میں اس کے منہ کا قطر دیکھ کر حیران ہوں کہ کھانا کھاتے وقت تو اس کا منہ کبھی اتنا بڑا نہیں کھلا۔

"امی بھائی بالٹی سے پانی گرا رہا ہے۔"

ایک نئی خبر آئی ہے مگر میرا قلم ہنوز صفحہ پر سیاہی بکھیر رہا ہے، لڑائی میں شدت آگئی ہے۔ جو ساڑھے 4 سال کی بیٹی ہے وہ ذرا عمر سے نیچے آگئی ہے اور بیٹا جو ڈیڑھ دو سال کا ہے وہ ذرا بڑا ہو گیا ہے یعنی دونوں کی عمریں اور خواہشات ایک ہو گئی ہیں کسی ایک چیز پر جھگڑا ہے ایک ہی چیز دونوں کو چاہیے۔ آخر کار ہاتھ شل ہو گئے کہانی پوری ہو گئی۔ بچے لڑ لڑ کر خاموش ہو چکے ہیں شاید سمجھوتا ہو گیا ہے۔ مگر یہ مفاہمت؟ ایسی مفاہمت پہلے تو کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئی دونوں سر جوڑ کر بیٹھے ہیں۔ دبے پاؤں جا کر جو دیکھا تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا ہماری محترمہ بیٹی صاحبہ کسی ماہر نائن کی طرح اپنے بھائی کے بال کاٹ رہی تھیں اور کمال کی بات تو بیٹے کی ہے جو یوں گھٹنوں میں دیے بیٹھے ہیں کہ

سر دوستاں سلامت، کہ تو خنجر آزمائی

بہر حال دن گزر گیا، ایک بار پھر اپنے سارے فرائض

انجام دے کر فارغ ہو گئی اب سوچا کہ جلدی جلدی کہانی لفافے میں ڈال دوں تاکہ صبح میاں سے کہہ سکوں کہ دیکھئے یہ میرا خون جگر ہے مگر نہیں اس طرح بولنے سے وہ یہ سمجھیں گے کہ میری بلڈ ٹیسٹ کی رپورٹ ہے۔ خیر صبح کی صبح دیکھی جائے گی ابھی تو اس کو لفافے میں بند کرنے کا مسئلہ ہے، لفافہ بھی مل گیا مگر یہ کیا تاریخ بہت جلد اپنے آپ کو دہرا رہی ہے کہانی کی کاپی پھر غائب ہو گئی ہے لاشعوری طور پر قدم ایک بار پھر کوڑے دان کی طرف گئے۔ آہ!! یہ کیا، اب میرے اعصاب اتنے مضبوط بھی نہ تھے کہ اپنی محنت کا جنازہ دیکھ کر روتی بھی نا۔ میری کہانی کی بڑی مہارت سے جیومیٹری کی اشکال کاٹی گئی تھیں۔ خدا غارت کرے ان اسکول والوں کو کیا بچوں کو قینچی چلانا سکھادی ہے، میں نے دل ہی دل میں غصہ اسکول والوں پر نکالا۔ ہماری دختر باخبر نے بھائی کے بال کاٹنے کے بعد اپنے جذبہ قینچی کی ٹھنڈک ہماری کہانی سے پوری کی تھی۔ میں نے ان ٹکڑوں پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈالی تو خود بخود سوتے ہوئے بچوں پر نظر اٹھ گئی۔ سراپا معصومیت کا پیکر دن بھر کی تھکن کے بعد بے سدھ سو رہے تھے، جو کچھ کیا تھا وہ ان کے بچپنے کا حق تھا۔ میں نے لائٹ آف کر دی۔

اب اندھیرا ہوتے ہی ذہن کے دریچے کھلنے لگے پھر کوئی نیا پلاٹ سر ابھار رہا ہے مگر ہمارے نامور لائق و فائق پیدائشی پی ایچ ڈی آف نفسیات بیٹے نے اس کو بھانپ لیا کہ امی کے ذہن میں اسی وقت کہانیاں آتی ہیں لہٰذا اس نے احتجاجی طور پر معنی خیز آوازیں نکالنا شروع کر دیں اور میں اپنے بچے کے ساتھ ساتھ اپنے پلاٹ کو بھی تھپکنے لگی یہاں تک کہ خود بھی سوگئی۔

اسٹیج کے پیچھے

مسز جمیل کے شوہر شہر کے مشہور ترین صنعت کار تھے وہ اپنے شوہر کی وجہ سے جانی پہچانی جاتی تھیں۔ رفتہ رفتہ انہوں نے وقت گزاری کے لئے چائلڈ لیبر کے خلاف ایک فاؤنڈیشن بھی قائم کرلی۔ بہت سی اہم شخصیات انہیں خاص طور پر اپنے جلسوں میں دعوت دیتیں۔ آج بھی وہ چائلڈ لیبر (بچوں کی مزدوری) کے اہم جلسے میں بطور مہمان خصوصی مدعو تھیں۔ جس کا انعقاد ایک کالج میں ہو رہا تھا۔ پروگرام شروع ہوا اور مسز جمیل کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ وہ اپنی ساڑھی کا پلو درست کرتے ہوئے اسٹیج پر آئیں اور عوام سے یوں مخاطب ہوئیں۔

''محترم عزیزان گرامی! بچے اس کائنات کے خوبصورت پھول ہیں جس طرح مالی پودوں کی مناسب دیکھ بھال نہ کرے تو وہ مرجھا جاتے ہیں اسی طرح اگر بچوں پر مناسب توجہ نہ دی جائے تو وہ کملا جاتے ہیں...... لیکن آج آپ اس بات پر غور کریں کہ ہماری نئی نسل کہاں جا رہی ہے......؟ وہ خوبصورت بچے جو اس ملک کا مستقبل ہیں آج سڑکوں اور پارکوں میں غبارے اور انگور بیچتے نظر آتے ہیں...... کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے؟ جن بچوں نے کل ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے ان کے ہاتھوں میں شوز پالش اور برش کے بجائے کتابیں ہونی چاہئیں...... اس ملک کے مخیّر حضرات کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ہماری مالی مدد کر کے ان بچوں کو علم سے روشناس کرائیں...... اس سلسلے میں آپ حضرات ہماری فاؤنڈیشن (بنیادی ادارہ) کا ساتھ دیں اور خدارا ان معصوموں کو وقت سے پہلے بوڑھا ہونے سے بچائیں اور ہمارا ساتھ دے کر انہیں علم کی راہ پر گامزن کریں۔ شکریہ۔''

تالیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا تو تین منٹ تک جاری رہا۔ ان کی دھواں دھار تقریر سے چائلڈ لیبر کے خلاف ان کی نفرت عیاں ہو رہی تھی، ہر طرف سے ان کے مشن کی واہ واہ ہو رہی تھی، فوٹو گرافر ان کی تصویریں دھڑا دھڑ کھینچ رہے تھے۔ اس تقریب میں چند صحافیوں کو بھی خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا اُن کے جذبات سُن کر ہر کوئی ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ آخر کار شام پانچ بجے یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

اسی کالج کے باہر دس سالہ یاسر گزشتہ آٹھ ماہ سے چھولے بیچ رہا تھا، شام کو جب وہ کبھی دس، کبھی تیس اور کبھی پچاس روپے لے کر اپنی معذور والدہ کے پاس جاتا تو وہ اس کے ننھے منے ہاتھوں میں روپے دیکھ کر گھنٹوں روتی رہتی۔ لیکن دھواں دھار تقریر کرنے والوں نے اسے کچھ اہمیت نہ دی مسز جمیل کی چمکتی دمکتی گاڑی تیزی سے اس کے پاس سے گزر گئی اور وہ سب سے بے نیاز صدا لگانے لگا ''چھولے، گرما گرم چھولے، چھولے مصالحہ دار چھولے۔''

آج مسز جمیل بہت خوش تھیں کیونکہ اگلے روز ان کی مخلف پوز میں لی گئی تصویریں اور انٹرویو زینت اخبار بننے والا تھا۔

''واہ! آج لوگوں کی نظر میں میری ایک اہمیت ہے، شہرت کی اپنی ہی ایک بات ہے اگر میں کوئی عام سی انسان ہوتی اور پچاس آدمی بھی یہاں سے گزرتے تو مجھ پر ایک نظر ڈالنا پسند نہ کرتے اب میں یہاں پیدل چلوں تو لوگوں کی ایک بھیڑ سی لگ جاتی ہے۔ انسان ایک بار اگر مشہور ہو جائے تو اس کے پاس سب کچھ آجاتا ہے دولت، عزت، شہرت، محبت، فون کالز، اخباروں میں تصویریں، انٹرویوز...... یہ شہرت بھی ایک نشہ ہے جو میرے رگ و پے میں اتر جاتا ہے۔'' عُجب اور ریاکاری کی عادت میں مبتلا مسز جمیل اپنے بارے میں سوچ سوچ کر خوش ہوئی جا رہی تھیں۔

بنت محمد زبیر شائق

جمیل صاحب آج خلاف معمول پہلے ہی گھر آ گئے تھے، وہ کچھ متفکر انداز میں کمرے میں ٹہل رہے تھے گویا کہ وہ اپنی بیگم کے انتظار میں ہوں۔ مسز جمیل نے دور سے ہی اپنے شوہر کو ہیلو ہائے کہا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ کر میک اپ صاف کرنے لگیں۔ جمیل چند لمحے جائزہ لینے کے بعد خود ہی گویا ہوئے۔ ''وہ ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔'' ''ہاں ہاں کہیے میں سن رہی ہوں'' مسز جمیل نے تیسرا ٹشو نکالتے ہوئے کہا۔ ''دراصل ہماری فیکٹری میں جو تین بچے کام کرتے ہیں ان میں سے ایک بچہ جھلس گیا ہے۔ کتنی دفعہ اس...... کو کہا تھا جب ڈرم دھک رہے ہوں تو ان کے قریب مت جانا مگر اس...... کے بچے نے ایک ڈرم بھی ضائع کیا اور خود بھی جھلس گیا۔''

جمیل صاحب نہایت غصے میں اسے گالیوں سے نوازتے ہوئے بولے۔ ''آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں چار پیسے دیں اور منہ بند کریں ویسے بھی ہم جیسے لوگوں کو ان غریب غرباء، لوئر اینڈ مڈل کلاس (نچلا اور درمیانہ طبقہ) کے لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔'' مسز جمیل نخوت سے اپنے کٹے ہوئے بال سنبھالتے ہوئے بولیں۔

''اوہ! مسز! بات یہ ہے کہ اگر وہ مر گیا اور کیس عدالت میں پہنچ گیا تو پھر میری شہرت اور فیکٹری کی ساکھ خراب ہوگی۔''

''بس اتنی سی بات، ارے مرتا ہے تو مر جائے۔ ایک چھوڑ کر بیسیوں بچے ہمارے پاس کام کرنے کو تیار ہیں۔ یو ڈونٹ وری (آپ پریشان نہ ہوں) ان مسکین لوگوں کو تسلیاں دینا کچھ مشکل نہیں، میں کل ہی جا کر ان لوگوں کی ہمدردیاں اپنے ساتھ کر آؤں گی، رہی بات عدالت میں کیس کی تو اس کے لئے کچھ روپیہ استعمال میں لانا ہوگا آخر یہ خیرات ہمیں کب نفع دے گی؟ روپے میں بڑی طاقت ہے اس کے ذریعے سے ناخدا ترس عہدے داروں کو خرید کر مخالفین کی ایذا رسانیوں پر مامور کیا جا سکتا ہے۔'' مسز جمیل اتنا کہہ کر اپنی نوکرانی کو بلانے لگیں۔ بانو، بانو...... کہاں مرگئی ہے تو؟ کچھ دیر بعد ایک ڈری سہمی آٹھ نو سالہ بچی بھاگتی ہوئی آئی۔ کہاں مرجاتی ہے تو؟ کام وام کرتی نہیں، بس اٹھکیلیاں کرتی رہتی ہے کام کی نہ کاج کی دشمن اناج کی۔

سہمی سہمی بانو نے وہ جی...... وہ جی...... کہہ کر رونا شروع کر دیا۔ مسز جمیل نے ناک بھنویں چڑھاتے ہوئے اس کی چٹیا سے پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا اچھا اچھا بس کر ذرا سی بات پر ٹسوے بہانا شروع کر دیتی ہے چل دفع ہو یہ میری سینڈل جھاڑ کر اپنی جگہ پر رکھ اور گرما گرم چائے کے دو کپ بنا کر لا۔ بانو، مسز جمیل کا حکم سنتے ہی ڈر کے مارے کچن کی طرف بھاگ گئی۔

قارئین! یہ لوگ انسانی حقوق کا خول اوڑھ کر یوں انسان کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں۔ کیا موثر طریقہ ہے امیروں کے پاس غریبوں کی بغاوت کو روکنے کا، غریبوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کا کچھ حصہ انہیں ہی خیرات کی صورت میں دے کر ان کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے کبھی یہ دیکھا ہے کہ ایک شیر دوسرے خونخوار شیر کا شکار بنا ہو؟ خونخوار شیر دوسرے شیر کو کبھی نہیں کھاتا، نہ ہی باز اور شکرا اپنے ہم جنسوں پر حملہ کرتے ہیں مگر یہ شرف حضرت انسان کو ہی حاصل ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے بھائی کا خون بہانے اور راہ سے ہر طرح سے زک پہنچانے سے دریغ نہیں کرتا طاقت حقوق پر غالب آجاتی ہے۔

مسز جمیل فریش ہونے کے بعد دوبارہ کمرے میں آئیں اور اپنی سیکرٹری کو فون ملا کر چائلڈ لیبر کے خلاف تقریر لکھنے کا کہنے لگیں کیونکہ انہیں کل ایک دوسرے کالج میں تقریر کرنے جانا تھا۔

بچی کمزور ہے:

میری ایک بیٹی جس کی عمر آٹھ ماہ ہے، بہت کمزور ہے، اکثر گلا خراب رہتا ہے اور نزلہ کی شکایت بھی رہتی ہے۔ دودھ اور غذا بھی بہت مشکل سے کھلاتی ہوں، اس کا وزن دن بہ دن کم ہوتا جارہا ہے کوئی ایسی دوا تجویز کریں کہ میری بچی صحت مند ہوجائے۔

(زوجہ حاجی شہزاد احمد)

☆محترمہ آپ اپنی بچی کو ٹھنڈی چیزوں اور ٹھنڈے پانی سے پرہیز کروایئے باقی کمزوری کے لئے CECON Drops صبح وشام 2-2 قطرے منہ میں ڈال دیا کریں۔ ساگودانہ، کیلا کھلایا کریں یہ بچوں کو صحت مند کرتے ہیں اور زود ہضم بھی ہوتی ہیں۔ منقہ، جائفل، بادام اور چھوہارا ذرا سا سِل پر گھس کر کھلایا کریں بھوک بھی لگے گی اور موٹی بھی ہوگی۔ یہ تمام اشیاء اتنی لیں کہ سب ملا کر ایک چائے کے چمچے کے برابر ہوں اور صبح نہار منہ دے دیا کریں۔

نظر کمزور ہے:

ڈاکٹر صاحبہ! میری نظر کمزور ہے مجھے چار نمبر کی عینک لگی ہوئی ہے، میری خواہش ہے کہ میں لینس استعمال کرسکوں، آپ سے پوچھنا ہے کہ کیا میں عارضی طور پر لینس استعمال کرسکتی ہوں؟ (ع۔ن۔ڈی جی خان)

☆محترمہ ع۔ن صاحبہ! آپ نے لینس کے بارے میں مشورہ لیا ہے اس کو لگانے میں کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ کسی مستند آئی اسپیشلسٹ سے باقاعدہ چیک کروایئے گا صرف نمبر بتانے سے نہیں ملتے۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں Daily Wear اور Weekly Wear۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ Daily Wear لیں تاکہ روز رات کو نکال کر صاف کرلیا کریں، اس طرح آنکھیں اور Lens دونوں صاف ہوجائیں گے۔

جلدی بیماری:

میرا مسئلہ جلد کا ہے، میری عمر 23 سال ہے، 5 سال سے جلد کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ ہاتھوں اور پاؤں کی جلد بہت خراب ہوگئی ہے۔ ہاتھ پاؤں گرمی سردی میں پھٹے رہتے ہیں اور جلد کی پپڑیاں اترتی رہتی ہیں اور بہت گندے ہوگئے ہیں، کبھی کبھی خارش بھی بہت ہوتی ہے۔ ہر وقت کولڈ کریم اور ویزلین لگا کر رکھتی ہوں۔ سادے پانی سے ہی ہاتھ پاؤں دھونے سے جلد اکڑ جاتی ہے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت علاج کروایا ہے۔ دوائی کھانے سے تھوڑا فرق پڑتا ہے۔ دوائی چھوڑ دینے پر جلد پھر ویسی ہی ہوجاتی ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس بیماری کا علاج نہیں ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے بہت پریشان ہوں لیکن اپنے اللہ رحمٰن رحیم سے مایوس نہیں ہوں۔ اپنی حیثیت کے مطابق علاج کرواچکی ہوں۔ کوئی ایسی دوا بتائیں جس سے مجھے مستقل شفاء مل جائے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین (بنت عبدالحکیم۔ ممتاز آباد، ملتان)

☆محترمہ بنت عبدالحکیم صاحبہ! آپ کو چاہئے کہ جلد کو صاف ستھرا رکھنے کا پورا پورا خیال رکھیں۔ مقوی اور زود ہضم غذائیں لیں اور صبح کے وقت گھر میں ہی جو کھلی جگہ ہو وہاں چہل قدمی کرلیا کریں۔ دوا کے لئے ARSENIC ∅ BROMATUM (آرسینک برومیٹم) کے 5 قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر دن میں دو مرتبہ لیں۔ صبح اور شام اس کے علاوہ ہر ہفتے ایک مرتبہ SULPHUR IM کی ایک خوراک صبح نہار منہ لے لیا کریں۔ مرہم کے لئے HYDROCOTYLE ∅ کے دس قطرے ایک اونس ویزلین میں ملا کر لگائیں۔ ان شاء اللہ سے امید ہے آپ کو اس مرض سے جلد ہی شفا ہوگی۔

جسمانی کمزوری ہے:

☆ماسٹر طاہر خان۔ ضلع اٹک۔

معلوم ہوتا ہے آپ کی بیگم ذہنی دباؤ کا شکار ہیں، ان کو آرام وسکون کی بے حد ضرورت ہے کیونکہ وہ آپ کے بچوں کی ماں بھی ہیں اور بچوں کے ساتھ دن بھر سر کھپانا آسان نہیں ہوتا۔ ان کو کبھی نیند کی دوا نہ کھلائیں۔ عزیز رشتہ داروں کے یہاں ملنے جلنے لے جایا کریں تاکہ ان کا دل بہل سکے۔ دوا کے لئے BELLADONNA 200 (بیلاڈونا) روزانہ صبح اور شام ان کو کھلایا کریں تقریباً 3-4 قطرے ایک چمچے پانی میں۔

رسولی ہے:

بنت جان محمد ٹوبہ ٹیک سنگھ

بنتِ جان محمد صاحبہ! آپ کا خط ملا اگر آپ مجھے اپنی الٹراساؤنڈ کی تمام رپورٹیں بھی بھیج دیں تو زیادہ صحیح طریقے سے دوا تجویز کرسکوں گی کیونکہ رسولی کس مرحلے پر ہے اس کے مطابق ہی دوا دی جاسکے گی۔

نسوانی حسن کی کمی:

نادیہ بشیر، چنیوٹ۔ بنتِ محمد اسلام سکھر۔ ش۔م۔ راولپنڈی۔ منیر طاہر گوجرانوالہ۔ بنتِ فضل کریم شجاع آباد۔ بنتِ عبدالغنی رحیم یار خان۔ کلثوم بی بی ضلع گجرات۔ ارم طاہر ملتان۔ ہمشیرہ مروان وہاڑی۔ بنتِ عبدالرشید فیصل آباد۔ بہن قیصر شریف لاہور۔

☆آپ تمام قاریات کو نسوانی حسن میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ آپ تمام کی عمر 15 سے 25 سال کے درمیان ہے۔ یہ عمر اتنی نہیں ہوتی کہ یہ بہت نمایاں نظر آئیں۔ آپ میں سے اکثر غیر شادی شدہ ہیں۔ شادی کے بعد جہاں دوسری چیزوں میں تبدیلیاں آتی ہیں اس میں بھی خود بخود بڑھوتری ہوتی ہے۔ ویسے بھی میرا ذاتی خیال ہے کہ اس کو غیر محسوس طریقے سے ہی رہنے چاہئے کسی کو نظر نہ آنا ہی نسوانی حسن ہے۔ اخباروں اور رسالوں کے اشتہاروں میں شائع شدہ دوائیں اپنے اوپر آزمانا اپنی صحت اور پیسے دونوں کا ضیاع ہے۔ یہ نصیحت میں آپ اور آپ جیسی دیگر بہنوں کے لئے کررہی ہوں۔ دوا میں آپ CHIMAPHILLA 200 (چیما فیلا) لیا کریں یہ اس کام کی واحد مانی ہوئی دوا ہے۔ اکثر کیسز ٹھیک ہوجاتے ہیں، اس کو صبح اور شام 2 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پی لیا کریں۔ باقی مجموعی طاقت اور صحت کے لئے سنکارا (ہمدرد) 3 چمچے پانی میں ملا کر صبح وشام پی لیا کریں کیونکہ مجموعی صحت ٹھیک رہے گی تو اس چیز میں بھی تیزی سے فرق محسوس ہوگا۔

دعا گو ہوں:

محترمہ آسیہ بی بی مری سے آپ کا خط مجھے اتنی دیر سے ملا ہے کہ اب تک ان شاء اللہ آپ کے یہاں خیر وخوبی سے ولادت ہوچکی ہوگی۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ میں آپ کے لئے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر ام محمد

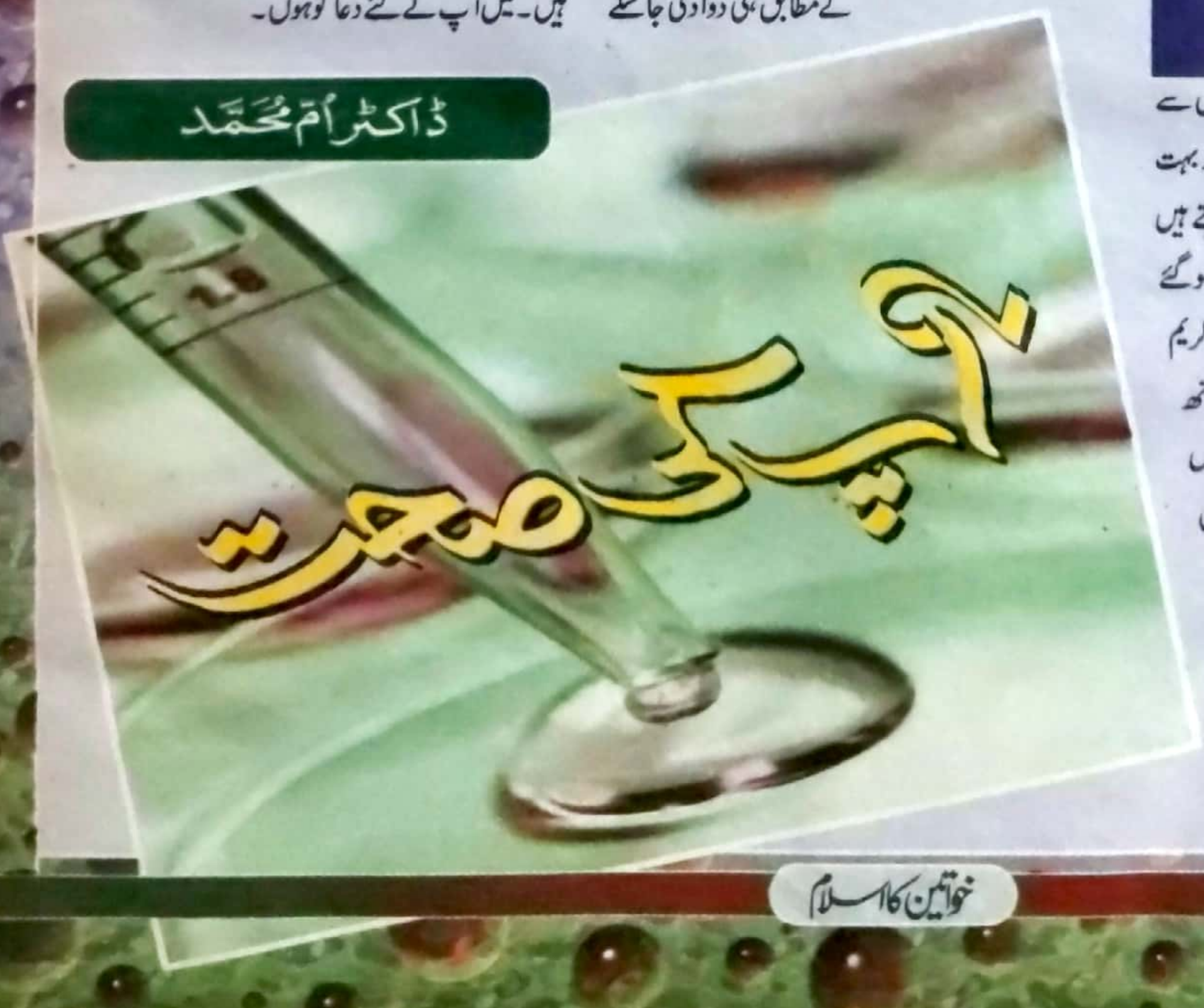

اہلیہ واصف۔ طاہرہ بٹ اوکاڑہ

آپ کا دستر خوان

قاریات! آج ہم آپ کے لئے ایسی تراکیب لے کر آئے ہیں جو پکانے میں بہت آسان اور قیمت میں نہایت سستی ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ بتاتی چلوں کہ جب میں پاکستان آئی تو مجھے یہاں آکر پتہ چلا کہ مکڈونلڈز کی تمام مصنوعات حرام ہیں، اب ظاہر ہے چونکہ ان کی عادت پڑ چکی تھی اس لئے ان کو کھانے کے لئے دل بہت للچاتا لیکن اس خواہش نفس کو آخرت کی سرخروئی کے لئے قربان کردیتی۔ ہوا یوں کہ مجھے میری ایک عزیز نے وہ تراکیب لاکر دیں جن میں شامل ہونے والی اجزاء بالکل حلال ہیں اور ذائقہ میں زیادہ لذیذ بھی۔ اب سوچا کہ آپ بھی اس لذیذ ذائقہ سے مستفید ہوجائیں اور گھر بیٹھے یہود ونصاریٰ کے ترقی پر خاک ڈالتے ہوئے پاکستان کی نقالی کو داد بھی دیتے جائیں، مکڈونلڈز، بلکہ اس سے بھی اچھے ذائقے والے برگر پیش خدمت ہیں۔

بیف برگر

اجزاء: قیمہ آدھا کلو (اس میں تقریباً ۱۲ کباب بن جائینگے)۔ نمک ۲ چائے کے چمچ۔ کالی مرچ (پسی ہوئی) ۲ چائے کے چمچ۔ لال مرچ ۱ چائے کا چمچ۔ تھائم ۱ چمچ۔ اجوائن ۱ چائے کا چمچ۔ انڈے ۲ عدد۔ ڈبل روٹی ۲ سلائس (بڑے والے)۔ تیل آدھا کپ۔ بن۔ سرسوں کا پیسٹ (مسٹرڈ پیسٹ)۔ مایونیز۔ مکھن۔ کیچپ۔ سلائس چیز۔ کھیرے۔ دودھ۔

ترکیب: نمک، کالی مرچ، لال مرچ، تھائم، اجوائن، انڈے کو قیمے میں ملادیں اور ڈبل روٹی کو ایک دفعہ دودھ میں ڈال کر نکال لیں (دودھ اتنا ہی لیں جتنے میں ڈبل روٹی دودھ کو بالکل جذب کرلے) اسکے بعد اسے بالکل توڑ کر قیمے میں مکس کرلیں اور اب قیمے کو آدھے گھنٹے کیلئے چھوڑ دیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد قیمے کے کباب آدھے کپ تیل میں تلنے کیلئے رکھ دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ بن کے نیچے والے حصے میں پہلے مکھن پھر مسٹرڈ پیسٹ اور سلاد کے پتے اور چیز رکھیے اور بن کے اوپر والے حصے پر کیچپ پھر مایونیز لگایئے۔ یقیناً اس وقت تک کباب بھی فرائی ہوچکے ہونگے لہٰذا ان کو چیز پر رکھ دیجئے پھر ان کے اوپر کھیرے رکھیے اور بن کا دوسرا حصہ اوپر رکھ دیں، مزیدار برگر تیار ہے، بسم اللہ کیجئے اور پاکستانی مشروبات کے ساتھ نوش فرمایئے۔ ساتھ میں آلو کے چپس بھی رکھ دیے جائیں تاکہ مزہ دوبالا ہوجائے۔

نوٹ: گوشت کو قیمہ بنوانے سے پہلے دھلوا لیجئے اس کے بعد اسے مشین سے دو دفعہ اتروایئے، قیمہ نکل جانے کے بعد اسے دھونے سے اجتناب کیجئے۔

چکن برگر

اجزاء: آدھا کلو چکن کے پارچے بنوالیں (یہ تقریباً چھ پیس بن جائینگے)۔ میدہ ۴ کھانے کے چمچ (بھرے ہوئے)۔ کارن فلور ۲ کھانے کے چمچ (بھرے ہوئے)۔ نمک ڈیڑھ چائے کے چمچ۔ کالی مرچ (پسی ہوئی) ڈیڑھ چمچ۔ لال مرچ (پسی ہوئی) ڈیڑھ چمچ۔ مسٹرڈ پاؤڈر ۱ چمچ۔ بیکنگ پاؤڈر ۱ چمچ۔ انڈے ۴ عدد

ترکیب: نمک، کالی و لال مرچ اور مسٹرڈ پاؤڈر ۱۔۱ چمچ چکن میں ملاکر آدھے گھنٹے کیلئے رکھ دیں۔ میدہ میں کارن فلور، بیکنگ پاؤڈر، (نمک، کالی و لال مرچ آدھا۔ آدھا چمچ) اور انڈے اچھی طرح مکس کرکے آمیزہ بنالیں، چکن کو اس میں اچھی طرح سے ڈبو لیجئے اب اسے آدھے کپ تیل میں ہلکی آنچ پر فرائی کرلیں، کباب تیار ہیں۔ بن بنانے کا طریقہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا، اس میں مکھن، کیچپ، کھیرے، سلاد، مایونیز، مسٹرڈ پیسٹ سب چیزیں بالکل بیان کردہ طریقے کے مطابق رکھی جائیں گی البتہ ایک چیز کا اضافہ کرلیں وہ یہ کہ مایونیز میں کدوکش کی ہوئی گوبھی شامل کرکے الگ سے کباب کے اوپر لگالیجئے۔

نوٹ: پارچے ایک ہاتھ کے برابر ہونے چاہئیں۔

نمکین کھجور

اشیاء: سوجی آدھا کلو۔ میدہ آدھا کلو۔ گھی دو کپ۔ سیاہ مرچ آدھا چائے کا چمچ۔ نمک آدھا چائے کا چمچ۔ خشک ادرک (سونٹھ) ایک چائے کا چمچ۔ رائی ایک چائے کا چمچ۔ لہسن پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ ادرک پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ سبز مرچیں چار عدد۔

ترکیب: میدہ اور سوجی چھان کر ملالیں ساتھ ہی ڈیڑھ کپ گھی اور نمک ڈال کر گوندھ لیں۔ رائی کے دانے توے پر بھون لیں، نصف مقدار میں کالی مرچ، نمک، رائی، ادرک، لہسن اور خشک ادرک گوندھے ہوئے آٹے میں ملادیں، اب آٹے کی باریک روٹی بنالیں۔ کھجور کی شکل میں روٹی کے ٹکڑے کاٹ لیں اور ہر ٹکڑے پر بقیہ کالی مرچ اور کٹی ہوئی سبز مرچ چھڑک دیں۔ ایک روٹی اور بیل لیں اور اس کے بھی ٹکڑے کاٹ کر مصالحہ لگے ٹکڑوں پر رکھ کر دبالیں۔ کناروں کو اچھی طرح دبانا ضروری ہے۔ پھر انہیں تل کر پیش کردیں۔

چھواروں کا حلوہ

اشیاء: چھوارے آدھا کلو۔ چینی ایک پاؤ۔ دودھ ایک سیر۔ کیوڑہ چار بڑے چمچ۔ سبز الائچی دس دانے۔ گھی یا تیل ایک پاؤ۔

ترکیب: چھواروں کو دھولیں اور چھری سے ان کے دو ٹکڑے کرکے ان میں سے گٹھلیاں نکال دیں، پھر ان کو دودھ میں بھگو دیں، ایک گھنٹہ بھگونے کے بعد ان کو اسی دودھ میں پکالیں یہاں تک کہ دودھ خشک ہوجائے، اب چھواروں کو سل پر باریک پیس لیں۔ ایک دیگچی میں گھی گرم کریں پھر اس میں الائچیاں کڑکڑائیں۔ پھر چھوارے ڈال کر ہلکی آنچ پر بھونیں اور ساتھ شکر ڈال دیں جب شکر اور چھوارے یک جان ہوجائیں تو ان میں کیوڑہ ڈال کر اتارلیں اور اوپر بادام ڈال دیں۔ لیجئے چھواروں کا مزیدار حلوہ تیار ہے۔

کیلے کا میٹھا

اشیاء: کیلے چار عدد۔ میدہ چار کھانے کے چمچ۔ دودھ دو بڑے چمچ۔ چینی حسب ذائقہ۔ انڈہ ایک عدد۔ گھی حسب ضرورت۔

ترکیب: کیلے، انڈہ، دودھ اور چینی کو پھینٹ لیں، پھر اس میں دودھ اور میدہ ملاکر مزید پھینٹیں، گاڑھا رکھیں۔ کڑاہی میں گھی گرم کریں۔ اس تیار شدہ آمیزے کو ہلکی آنچ پر چھوٹے چھوٹے پکوڑوں کی شکل میں تلیں، اس طرح سے گلگلوں کی شکل کی مٹھائی تیار ہوجائے گی، اب اسے گرم گرم اتار کر باریک چینی چھڑک دیں اور پیش کریں۔

چٹنی آلو بخارا

اشیاء: آلو بخارے آدھا کلو۔ سرکہ ایک پاؤ۔ کالی مرچ سات عدد۔ چینی 100 گرام۔ لونگ تین عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: ایک کپڑے میں کالی مرچیں اور لونگ معمولی سے پیس کر پوٹلی بنائیں۔ آلو بخارے دھو کر صاف کریں اور ایک برتن میں آلو بخاروں کے ساتھ مصالحے والی پوٹلی ڈال کر چولہے پر رکھ دیں۔ ہلکی آنچ پر آلو بخاروں کو نرم کریں، پھر ایک کپڑے میں ڈال کر ان کا تمام رس نچوڑ کر ایک برتن میں رکھ دیں اور اس کے ساتھ ہی آلو بخاروں کی گٹھلیوں کے ساتھ لگا ہوا گودا بھی الگ کرلیں۔ پھر اس میں سرکہ، نمک اور دار چینی ڈال کر دوبارہ چولہے پر رکھ دیں اور ہلکی آنچ پر پندرہ منٹ تک پکائیں، اس کے بعد چولہے سے نیچے اتار دیں اور کھلے منہ والی شیشے کی صاف بوتل میں ڈال کر محفوظ کرلیں۔ ٹھنڈے ہونے پر دسترخوان کی زینت بنائیں۔

والدین کے نام

همشیرہ قاری حسین احمد قریشی۔ آزاد کشمیر

کیا آپ نے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات وممنوعات کے بارے میں بتادیا ہے؟...... کیا آپ نے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کے بارے میں بتادیا ہے؟...... کیا آپ نے اپنے بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق زندگی بسر کرنے کا پابند بنادیا ہے؟...... کیا آپ نے اپنے بچوں کو نیکی و بدی میں فرق سے آگاہ کردیا ہے؟...... کیا آپ نے اپنے بچوں کو حلال روزی کے فوائد اور حرام کمائی کے نقصانات سے آگاہ کردیا ہے؟...... کیا آپ نے بچوں کو ناانصافی، دوسروں کی حق تلفی، دوسروں کے مال پر نگاہ رکھنے دوسروں کی تذلیل کرنے اور دوسروں پر ظلم و جبر کرنے جیسے گناہوں سے باز رہنے کے لئے تیار کردیا ہے؟ کیا آپ نے اپنے بچوں کو نفسانی خواہشات، عریانی، فحاشی اور بے حیائی جیسی لعنتوں کے نقصانات سے آگاہ کردیا ہے؟ کیا آپ نے اپنے بچوں کو جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کے گر سکھائے ہیں؟

اگر آپ نے ان باتوں سے غفلت کی ہے تو فوراً یہ تمام تعلیمات اپنے بچوں تک پہنچائیں، اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے معاشرے کو سنوارنے میں اپنا کردار ادا کریں، اپنی اور اپنے بچوں کی آخرت کو سنواریں۔

تین شہیدوں کی بیوی

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم صحابیہ ہیں جنہیں اپنی زندگی میں تین شہیدوں کی رفاقت نصیب ہوئی۔ ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکر تھے جن سے انہیں شدید محبت تھی، وہ طائف میں شہید ہوئے تو عاتکہ نے ان کی شہادت پر بڑا پر درد مرثیہ لکھا۔ جس کا ایک شعر یہ ہے

فالیت لا تنفک عینی حزینۃ

علیک و لا ینفک جلدی اغبرا

ترجمہ: میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر کے بعد حضرت عمر نے ۱۲ ہجری میں ان سے شادی کرلی، ان کی شہادت ہوئی تو ان پر بھی دردانگیز مرثیہ لکھا۔ حضرت عمر کی شہادت کے بعد ان سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کرلی، وہ بھی شہید ہوئے تو ان کا مرثیہ بھی لکھا۔

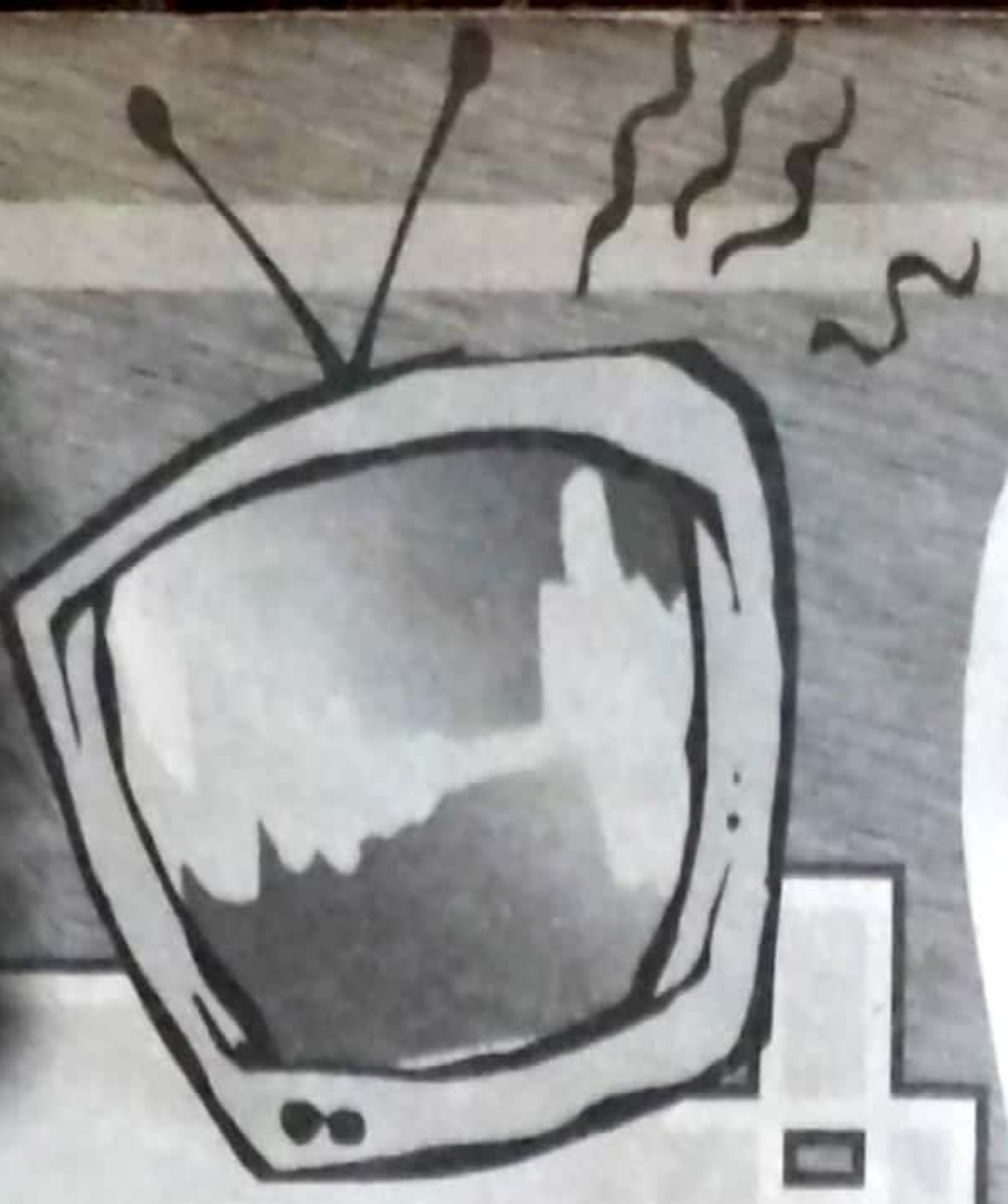

بچوں کو ٹی وی سے دور رکھیں

بچوں میں ٹیلیویژن کا شوق بڑھتا جارہا ہے۔ بچوں کو ٹیلیویژن اور ڈش کی وبا سے کیسے بچایا جائے؟ کیونکہ یہ چیز بچوں کے لئے ناقابل تلافی نقصانات کا پیش خیمہ ثابت ہورہی ہے مثلاً بچوں کی پڑھائی میں عدم دلچسپی، وقت کا زیاں، بچوں کی آنکھوں پر ٹیلیویژن سے نکلنے والی برقی شعاعوں کے مضر اثرات اور سب سے بڑھ کر آخرت کا نقصان، بے ہنگم جنسی خیالات، بدزبانی، اخلاقی برائیاں وغیرہ وغیرہ۔ بعض بچے تو اتنی دلچسپی سے کے جسے ریاضت کہنا چاہئے اور اتنے قریب سے ٹیلیویژن دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں کہ ان کی گردن کے پٹھے متاثر ہوجاتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لئے ٹیلیویژن ایک نشے کا سا اثر رکھتا ہے، ایسا نشہ جسے چھڑانا والدین کے لئے دن رات کی پریشانی بن جاتا ہے۔

دراصل ٹیلیویژن ہیروازم کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے کہ ناپختہ ذہن اس کا اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اس دور میں جبکہ تعلیم ایک بنیادی جزو ہے۔ اس شعبہ میں بڑا مشکل مقابلہ ہے اسکول میں تعلیم اور طریقہ تعلیم خاصہ بدل چکا ہے۔ کتابوں کے انبار ہیں، بے انتہا مطالعہ کرنا ہے بے شمار ہوم ورک ہے، پرسوں ٹیسٹ ہے، اگلے ماہ امتحانات ہیں، سمسٹر سسٹم ہے وغیرہ، ٹیلیویژن کو تفریح اور معلومات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے مگر اصل میں یہ ذہنی آلودگی پھیلانے کا باعث بن گیا ہے، دنیا بھر کے والدین کو اب یہ فکر لاحق ہوچکی ہے کہ بچوں کو ٹیلیویژن کے مضر اثرات سے کیسے بچایا جائے مگر ہم مسلمان شاید اب بھی اپنی اور بچوں کی اصلاح کے لئے اور علاج کے لئے فواحش کے اسی ملغوبہ سے کوئی جڑی بوٹی ڈھونڈ رہے ہیں۔ جبکہ حال یہ ہوچکا ہے کہ اب تو اس کی مضرتوں بلکہ فتنہ سامانیوں سے وہ ملک بھی پناہ مانگ رہے ہیں جنہوں نے اس فتنہ گر کو وجود اور رواج بخشا ہے۔ خدا جانے ہم کب تک ان کا تھوکا ہوا چاٹیں گے اور اسی میں شفا سمجھے گے۔

میر سادہ ہیں بہت بیمار ہوئے جس کے سبب

اُسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

میری بہنوں! آیئے آج سے عزم کرلیں کہ اپنے گھر میں ٹی وی (جو دنیا اور آخرت کی خرابیوں کا باعث بنتا ہے) نہیں دیکھیں گے۔ اپنے اور تمام نونہالوں کو ٹی وی سے بچائیں گے۔

اخت محمد ابوبکر عثمانی تلہ گنگ

بقیہ: مدینے کی مسافر

"خطاب کے بیٹے! تم ہر معاملے میں دخل دینے لگے؟ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو؟"

چوں کہ جواب نہایت خشک تھا، اس لئے حضرت عمر اٹھ کر چلے آئے اور صبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ کر یہ واقعہ کہہ سنایا۔ جب حضرت ام سلمہ کا قول نقل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے۔

ابوامیہ سہیل بن مغیرہ کے گھر پیدا ہونے والی خاتون محترم "ہند" کا سفر زندگی بہت طویل رہا، باپ کے گھر سے شوہر کے گھر پہنچیں تو ام سلمہ کہلائیں، پہلے شوہر کی وفات کے بعد حرم نبوت میں داخل ہوئیں تو "ام المومنین" ہونے کا شرف و اعزاز حاصل کیا۔ ۶۳ ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ ہم سب کی محترم ومقدس اماں جان کی قبر مبارک پر اللہ تعالیٰ کی اربوں کھربوں رحمتیں نازل ہوں۔

سسرال

سسرال خوابوں اور امنگوں کی وہ سرزمین ہوتی ہے جہاں آرزوؤں کے پھول کھلتے ہیں۔ ان کھلتے ہوئے پھولوں کو سرد و گرم سے بچانے کے لئے مالن یعنی لڑکی کو بڑے صبر و تحمل اور بردباری سے کام لینا پڑتا ہے۔ شاخ پر گلاب کا پھول کس قدر حسین لگتا ہے مگر یہ پھول ریشم کی ڈال پر نہیں بلکہ کانٹوں بھری شاخ پر کھلتا ہے اور اپنی خوبصورتی اور دلکشی سے ہمارا دل موہ لیتا ہے بالکل اسی طرح ہماری یہ زندگی پھولوں کانٹوں یعنی دکھ سکھ کا حسین امتزاج ہے کہ

بن جائیے شاخِ نشیمن پہ کھلتا ہوا گلاب
حسن پہ فقط نظر نہ ہو، رکھئے کانٹوں کا بھی حساب

یہ ایک حقیقت ہے کہ سسرال والے پھولوں، خوشبوؤں اور آرائشوں سمیت دل و نظر فرشِ راہ کیے بڑی دھوم دھام سے جس لڑکی کو بہو بنا کر لاتے ہیں اس سے ان کی بہت سی امیدیں وامنگیں وابستہ ہوتی ہے۔ بس جب لڑکی کو پہلی بار سسرال والے پھولوں کا ہار پہناتے ہیں تو وہ یہیں سمجھ لے کہ وہ درحقیقت پھولوں کا ہار نہیں بلکہ ذمہ داریوں کی وہ کٹھن راہ ہے جسے لڑیوں میں پرو کر گلے میں ڈال دیا گیا ہو۔ اب اسے ایک نئی ہمت اور نئے عزم سے نئے چیلنج کا سامنا ہے جہاں میکے کا کوئی فرد کام نہ آئے گا بلکہ اس کی اپنی خوبیاں ہی اسے معتبر بنائیں گی۔ شادی ہوئی اور لڑکی نے ایسی سلطنت میں قدم رکھ دیا جہاں بادشاہ و ملکہ کوئی اور ہے یعنی ساس و سسر۔ وہ بہو مثل بیٹی بن کر آئی ہے اسے نہ بادشاہ و ملکہ بننا ہے اور نہ شہزادی میکہ میں وہ بیشک شہزادی ہوگی مگر سسرال میں یہ پوسٹ اسے اتنی آسانی سے ملنے کی نہیں، ہاں ذرا دل جیت لیجئے پھر دیکھئے میکہ کی عارضی شہزادی کیسے حقیقی شہزادی و ملکہ بنتی ہے، فی الحال اسے ساس و سسر کی صورت میں والدین مل گئے ہیں، ان کا اسی طرح عزت واحترام کرے جیسے اپنے والدین کا کیا کرتی تھی۔

جن لڑکیوں کا میکہ مضبوط ہوا یا کمزور دونوں ہی کو میکہ ایسے پس پشت ڈال دینا چاہئے جیسے طارق بن زیاد اپنی کشتیاں جلا کر اسپین فتح کرنے آیا تھا کہ اب پلٹ کر میکہ کی طرف جانا نہیں یعنی ناکام ہو کر اور فاتح کے لئے تو ہر شاہراہ کھلی رہتی ہے۔

اہلیہ سرور نیاز عالم

سسرال میں مل جل کر کام کرنے میں طبیعتوں اور ماحول کا بڑا فرق نظر آئے گا اس لئے سسرال کے ماحول اور مزاج کو بدلنا نہیں بلکہ اپنے مزاج کو اس سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ خود کو ان کے ماحول پر ڈھال لینا ہے، اپنے اور ان میں کوئی فرق نہ کرے جہاں سسرال میں کوئی خرابی دیکھے اسے فوراً ختم کرنے کی نہ سوچے بلکہ برداشت کرے اور دھیرے دھیرے خامیوں کا حل ڈھونڈے مگر انتہائی ٹھنڈے دماغ سے، کچھ نظر انداز کرنے کی بھی عادت اپنالے کہ صحت پانے کے لئے کڑوی کسیلی گولی کو حلق سے اتارا جاتا ہے۔ اسی طرح زندگی کا صحیح حسن پانے کے لئے اوروں کی کڑوی باتوں کو برداشت کرنا بھی ضروری ہے۔ سسرال کی کوئی بات میکہ نہ پہنچائے اور آپس کے معاملات حتی الامکان خود ہی نبٹائے کہ اسے اب یہیں رہنا ہے نہ صرف گھر میں بلکہ دلوں میں بھی جگہ بنانی ہے اب میکہ سسرال کا بھرم ہے اور میکہ میں بھی سسرال کے دم سے عزت ہے۔ چھوٹے موٹے اختلافات کہاں نہیں ہوتے۔ لڑکیاں اپنی ماں سے الجھتی ہیں وہاں ماں بھی اپنی بیٹی کو تیز نگاہ سے سرزنش کرتی اور لڑکی منہ بناتی ہے پھر ہمدردی پا کر کہ ہماری ہمدردی میں ہمیں ڈانٹا جا رہا ہے، مسکرانے لگتی ہے بس یہی رویہ سسرال میں رکھنا چاہئے کہ ساس و سسر کی باتیں کچھ ناگوار تو گزرے گی مگر ضبط کرے جواب دینے سے بہتر ہے کہ خاموش رہا جائے کہ خاموشی ہزار بلا کو ٹالتی ہے۔ مشکلیں ہی آسانیاں پیدا کرتی ہیں اور کامیاب و کامران بناتی ہیں۔

دل کے داغوں سے ہوا کرتی ہے روشن زندگی
سوز پنہاں سے جلا کرتے ہیں قسمت کے چراغ

کچھ کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ سسرال والوں سے دور ہی رہو تو اچھا ہے مگر اتنا تو سوچیں ہم اس رویہ سے اپنے بچوں کو کس قدر قریبی وخونی رشتوں سے دور کر دیتے ہیں ہم اپنے لئے نہ سہی کم از کم اپنے بچوں کو دادا، دادی و پھوپھی، چچا و چچی کی محبت و پیار کا احساس تو ہونے دیں ایسا نہ ہو کہ بچے ان رشتوں سے دور ہو کر خاندان سے ہی بیزار ہو جائیں۔

المیہ

موٹر سائیکل سوار بالکل چت پڑا ہوا تھا۔ اُس کے گرداب اچھا خاصا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا، وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں وقفے وقفے سے ہلکی سی سسکاری بھرتا، اُس کی دائیں ٹانگ بری طرح کچلی گئی تھی اور سر فٹ پاتھ سے ٹکرا گیا تھا، دو عینی شاہدین سے لوگ ایکسیڈنٹ کے بارے میں معلوم کر رہے تھے۔ آدھا روڈ گھر چکا تھا ہر طرف ہارنوں کی پی پاں سنائی دے رہی تھی۔ ہجوم میں سب لوگ افسوس و تاسف کا اظہار کر رہے تھے مگر اتنی جرأت اپنے اندر کوئی نہیں پاتا تھا کہ اس شدید زخمی کو اٹھا کر ہسپتال لے جائے، زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ سرکاری ایمبولینس کو فون کر دیا گیا ہے مگر بیس منٹ گزرنے کے باوجود اس کا کچھ اتہ پتہ نہیں تھا۔

ہمشیرہ عبدالصمد کراچی

جی ہاں یہ ہمارے شہر کا المیہ ہے کہ بے ہنگم، بے قابو ٹرک، قانون سے بالاتر منی بسیں اور نشئی سفاک بس ڈرائیور راہ گیروں اور موٹر سائیکل سواروں کو ایسے کچل کر فرار ہو جاتے ہیں جیسے جیتے جاگتے انسانوں کو نہیں، کیڑے مکوڑوں کو کچل دیا ہو اُس پر ستم یہ کہ ہسپتال والے بھی اس کو طبی امداد دینے سے انکار کر دیتے ہیں کہ یہ پولیس کیس ہے اور پولیس پنجے جھاڑے تیار ہوتی ہے کہ جو زخمی کو لے کر آئے اسی کو اندر کر لیں۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ بس اور کوچ ڈرائیورز قانون سے مستثنٰی ہیں پچھلے سال ایک بس فٹ پاتھ پر چڑھ دوڑی اور اسٹاپ پر کھڑی بس کا انتظار کرتی پانچ طالبات کو کچل ڈالا جس کی وجہ سے وہ دم توڑ گئیں، بس ڈرائیور حسب معمول فرار ہو گیا یا پولیس نے اپنی کڑی نگرانی میں فرار کروا دیا۔ ہماری انتظامیہ اتنا بھی نہیں کر سکتی کہ بسوں، منی بسوں کو متعین بس اسٹاپ پر ہی رکوالے۔ اسکول و کالج اور آفس کے اوقات میں مرد خواتین کے کمپارٹمنٹ میں گھس جاتے ہیں مگر قانون کے رکھوالے تماشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ رہی سہی کسر بے ہودہ ریکارڈنگ پوری کر دیتی ہے۔

دور دراز سے آئے ہوئے اجڈ ڈرائیورز جن میں مقامی نہ ہونے کے برابر ہیں ان کو پیدل چلنے کے لئے بھی ابھی ہدایات کی ضرورت ہوتی ہے یہ لوگ اتنی بڑی بڑی بسیں جس طرح چلاتے ہیں ہم اور آپ روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ سچ ہے جہاں عدالتیں اپاہج ہوں، انصاف بکتا ہو، جہاں قانون کا ڈنڈا صرف غریب مسکین کے لئے حرکت میں آتا ہے۔ وہاں امیر المومنین کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور ان کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

قطرے سے گہر تک

سیما انجم، کراچی

میں نے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لیا، میرون بنارسی ساڑھی اور میچنگ جیولری سے شخصیت میں ایک خوبصورت نکھار آگیا تھا، مناسب میک اپ سے وجود متاثر کن لگ رہا تھا، میں شادی میں جانے کے لئے مکمل تیار تھی، میاں صاحب بھی جلدی میں تھے باتھ روم نہانے چلے گئے۔ میں شادی میں جلدی جانے کی بے قراری میں ان کے باتھ روم سے نکلنے سے پہلے اپنا برقع زیب تن کر چکی تھی بس نقاب لگانا باقی تھا شوہر صاحب میری تیاری دیکھ نہیں پائے۔ ہم گھر والوں کے ساتھ شادی میں چلے گئے وہاں مرد، عورتیں سب اکٹھے تھے، میں نے ہال میں جا کر اپنا عبایا اتارا اور رشتے داروں اور ملنے والوں سے ملاقات کرنے لگی، بے پردگی کی حالت میں کچھ ہوش نہ تھا کہ کتنی نامحرم نظروں نے مجھے دیکھا۔

میرے شوہر فرید ایک ایئر لائن کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں۔ اس لئے بیرون ملک سفر پر جانا ہوتا رہتا ہے، امریکا کا ویزا لگا تو نیو یارک جانے کا اتفاق ہوا وہاں ان کے دوست قاسم کے گھر قیام ہوا، دوست کی اہلیہ رضوانہ بہت ملنسار اور پُر خلوص عورت ہے، جب میں اس کی رہائشگاہ پر پہنچی تو اُس نے اپنا سارا جسم ایک بڑی چادر میں لپیٹا ہوا تھا میں سمجھی شاید فرید کو دیکھ کر کر رہی ہے لیکن جب اس کا دیور آیا تو اس وقت بھی وہ اُسی حلیے میں رہی، اس کی دس سالہ بیٹی نے بھی اسکارف پہنا ہوا تھا، مجھے یہ سب کچھ بہت متاثر کن لگا، میرا دوپٹہ جو لاپروائی سے گلے میں پڑا ہوا تھا میں نے سر پر اوڑھ لیا، پھر میں نے ارادہ کیا کہ پاکستان واپس جا کر ان شاء اللہ سر پر دوپٹہ ضرور رکھا کروں گی۔

پردہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھلائی چاہتا ہے وہ ہمیں ماں سے بھی ستر گنا زیادہ چاہتا ہے۔ دوپٹہ میں نے سر پر رکھنے کا اہتمام تو شروع کر دیا لیکن ابھی بھی کچھ کمی باقی تھی اب شادی میں جاتی تو عبایا اتارتے وقت ذہن میں آتا کہ گھر سے ہال تک تو سب نامحرم تھے اس لئے عبایا پہنے رہی اب یہاں سینکڑوں نامحرموں کے سامنے برقع اتار رہی ہوں تو کیا یہ میرے محرم ہیں؟ یہ تکرار اب میرے ذہن میں ہر وقت رہتی۔ مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرعی پردے سے متعلق کتاب فرید کئی سال پہلے لائے تھے میں نے شیلف میں سجا کر رکھی تھی اب دماغ کے اٹھتے سوالات کے جوابات میں نے اُس کتاب میں ڈھونڈے۔ حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی ان آیات کا حوالہ دیا "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجئے اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنین کی عورتوں سے کہ نیچی کرلیا کریں اپنی چادریں تھوڑی سی، اس سے جلدی پہچان ہو جایا کریگی اور (ان کو) کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے گی۔" انہوں نے لکھا ہے کہ جو عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں تو یہ علانیہ گناہ ہے یعنی کھلی بغاوت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میری پوری امت معافی کے لائق ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے معافی کے لائق نہیں۔"

دل و دماغ میں ایک جنگ چھڑ چکی تھی، نفس کہتا ارے اپنے تمام کزنز، اپنے بہنوئیوں اور اپنے ملنے والوں سے پردہ کروگی یہ کتنا مشکل کام ہے، پھر دوسرا خیال آتا کہ اللہ کا حکم تم پر واضح ہو چکا اب تم کیا دنیا کے رشتوں کو استغفر اللہ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑا سمجھو گی۔ پھر فروری 2003 میں اللہ تعالیٰ نے میری زندگی کو سب سے خوبصورت موڑ سے نوازا، میری پھوپھی زاد بہن نے اپنے شوہر کے ساتھ میرے گھر مہینہ بھر قیام کیا فرید انہیں لینے اسٹیشن گئے اور جب مہمان گھر پہنچے تو الحمد للہ میں ایک بڑی چادر میں اپنا وجود چھپا چکی تھی کیونکہ میرے پورے خاندان میں شرعی پردے کا ذکر تک نہیں تھا اس نے مجھے حیرت سے دیکھا کہ باجی کو کیا ہو گیا یہ تو بڑے ڈھنگ سے تیار ہو کر سامنے آتی تھیں، میں نے اُس سے کہا پہلے جو جسم کی سجاوٹ عارضی خوشی دیتی تھی اور اللہ کی نافرمانی کر کے یہ خوشی لیتی تھی اب میں اپنے رب کی مرضی سے اپنا تن سجاؤں گی۔

شادیوں میں اب بھی جاتی ہوں لیکن عبایا پہننے سے پہلے اپنے میاں کا انتظار کرتی ہوں وہ میرا بناؤ سنگھار دیکھ کر تحسین بھری نظر ڈالتے ہیں پھر میں عبایا پہن کر شادی میں چلی جاتی ہوں وہاں اسی پردے میں رہتی ہوں لوگوں کی بہت باتیں سنتی ہوں لیکن ان کی پرواہ نہیں کرتی۔ اب میرے دل سے وہ بے چینی بے قراری ختم ہو گئی ہے اور اب میں یہ اچھی طرح محسوس کر رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جس نے دامن تھام لیا تو پھر وہ اپنے بندے کو تنہا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے شوہر کو دین کے معاملے میں استقامت بخشے اور میرے شوہر کی دلی تمنائیں پوری کرے جس نے قدم قدم پر میرا ساتھ دیا۔ میں اپنی بہنوں سے التجا کرتی ہوں کہ شادی کی محفلوں میں عبایا اتارتے وقت میری طرح ایک پل کو سوچئے گا ضرور! ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں میری طرح یہ خیال ڈال دے، دین میں فکر کی ضرورت ہے، آج آپ کی یہ سوچ اور عمل ان شاء اللہ آپ کو آخرت میں ضرور سرخرو کرے گا۔

کتابِ زندگی!

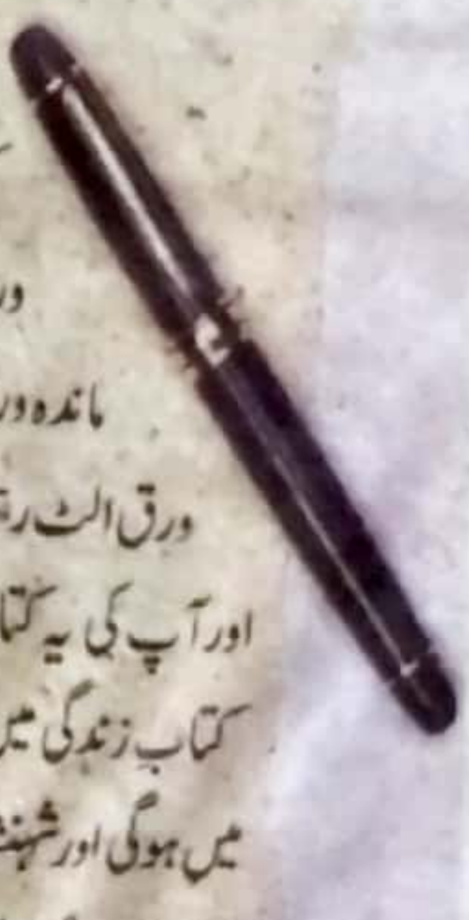

کتابِ زندگی کے ورق برابر الٹ رہے ہیں، ہر آنے والی صبح ایک نیا ورق الٹ دیتی ہے، یہ الٹے ہوئے ورق برابر بڑھ رہے ہیں اور باقی ماندہ ورق برابر کم ہو رہے ہیں، ایک دن وہ ہوگا جب آپ اپنی زندگی کا آخری ورق الٹ رہی ہوں گی جونہی آپ کی آنکھیں بند ہوں گی یہ کتاب بھی بند ہو جائے گی اور آپ کی یہ کتاب محفوظ کر دی جائے گی۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کتابِ زندگی میں آپ کیا درج کر رہی ہیں، کل یہی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہوگی اور شہنشاہِ واحد و قہار آپ سے کہے گا۔ "پڑھ اپنا اعمال نامہ آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے"۔ (سورۃ بنی اسرائیل)
نیکیوں کی طرف قدم بڑھایئے اللہ آپ کو ہرگز مایوس نہ کرے گا۔

بنتِ بشیر گجر، ملتان

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

65
بدھ 13 ربیع الثانی 1425ھ مطابق 2 جون 2004ء

گھریلو زندگی میں بڑی بہن کا کردار

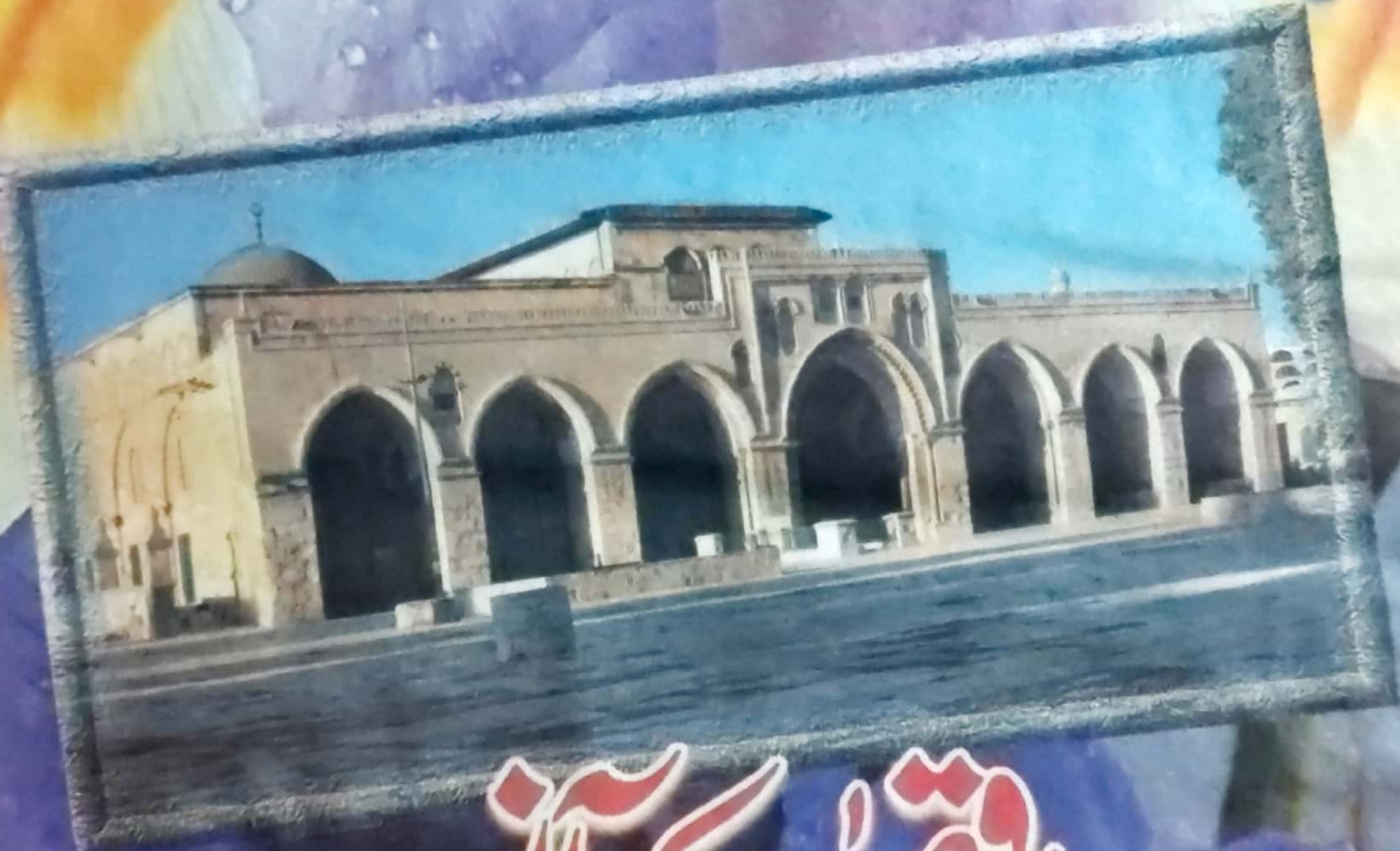

اقصیٰ کے آنسو

DIL BOLA...
Pakola

Rs.20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام

درسِ قرآن و حدیث

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اسلام ''س، ل، م'' کے مادہ سے ماخوذ ہے اس مادہ سے جتنے بھی الفاظ بنے ہیں وہ سب صحت اور عافیت پر دلالت کرتے ہیں، مثال کے طور پر ''سلامتی'' یہ ہے کہ انسان آفت اور مصیبت سے محفوظ رہے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ''سلام'' بھی ہے کیونکہ وہ ان تمام عیوب اور نقائص سے محفوظ ہے جو مخلوق کو لاحق ہوتے ہیں، لغت میں اسلام کا معنی ہے سلامتی میں داخل ہو جانا، شریعت کی اصطلاح میں ''اسلام'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی جائے، نماز قائم کی جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے، رمضان کے روزے رکھے جائیں، اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کیا جائے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اسلام پانچ معانی میں استعمال ہوا ہے۔

* اس دین کے نام کے طور پر جسے نظریۂ حیات کے طور پر قبول کیا جائے۔ سورۂ آل عمران میں ہے ''بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔'' (۱۹)
* توحید کے معنی میں، سورۂ مائدہ میں ہے ''تورات کے مطابق وہ انبیاء فیصلے کرتے تھے جو عقیدہ توحید رکھتے تھے۔'' (۴۴)
* بمعنی اخلاص، سورہ بقرہ میں ہے، ''جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہا اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کیا میں رب العلمین کے لئے اسلام لا چکا ہوں۔ (یعنی میں خالص اسی کے لئے عبادت کرتا ہوں)''۔ (۱۳۱)
* اطاعت اور فرمانبرداری کے معنی میں، سورۂ آل عمران میں ہے ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ خوشی یا زبردستی سے اللہ کے فرمانبردار ہیں۔'' (۸۳)
* زبان سے اقرار کے معنی میں سورۂ حجرات میں ہے ''دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے (یعنی صرف زبان سے اقرار کیا ہے دل میں ایمان نہیں اترا۔'' (۱۴)
* بعض حضرات کہتے ہیں کہ زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے پر بھی اسلام کا اطلاق ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث جن میں کسی بھی انداز سے ''اسلام'' کا ذکر آیا ہے ہم ان میں سے چند احادیث یہاں ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے (اسلام کے اعمال میں سے کون سا عمل بہتر ہے) تو آپ نے فرمایا ''(بھوکوں کو) کھانا کھلاؤ اور ہر کسی کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو''۔ (بخاری)

* حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے تو انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر کر رونا شروع کر دیا، جب وہ بہت دیر روتے رہے تو ان کے بیٹے نے عرض کیا، ''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں خوشخبری نہیں سنائی تھی؟ حضرت عمرو اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ہم لوگ جس عمل کو سب سے افضل سمجھتے ہیں وہ ہے اللہ کے سوا کسی کے معبود نہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی شہادت! (پھر فرمایا کہ) میری زندگی تین احوال سے گزری ہے، ایک زمانہ وہ تھا جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے نفرت نہ تھی اور میری سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ مجھے موقع ملے تو آپ کو (معاذ اللہ) قتل کر دوں، اگر اس حالت میں میرا انتقال ہو جاتا تو میں یقیناً اہل جہنم میں سے ہوتا، جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں، جب آپ نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا، آپ نے دریافت فرمایا اے عمرو! تم نے یوں کیوں کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، آپ نے شرط کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں، آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام، زمانہ کفر کے گناہ مٹا دیتا ہے، اسی طرح ہجرت اور حج کی برکت سے بھی سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں (اسلام قبول کرنے کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا اور میری نظر میں آپ سے زیادہ کسی کی عظمت نہ تھی، آپ کی عظمت ہی کی وجہ سے مجھے کبھی آپ کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی، اگر مجھ سے آپ کے سراپا کے بارے میں پوچھا جائے تو میں بیان نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں نے آپ کو کبھی آنکھ بھر کر دیکھا ہی نہیں، اگر اس حالت میں مجھے موت آ گئی تو مجھے امید ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوں گا، پھر (میری زندگی کا تیسرا دور وہ تھا جس میں) ہمیں ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ میں ان کے انجام کے بارے میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہو گا، پس جب میں انتقال کر جاؤں تو نہ تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے والی جائے اور نہ ہی آگ (یعنی آگ میں پکائی گئی اینٹیں وغیرہ) جب تم مجھے دفن کر چکو تو میرے اوپر کچھ مٹی ڈال دو اور مری قبر کے ارد گرد اتنی دیر کھڑے رہو جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ میں تم سے مانوس ہو جاؤں اور یہ سوچ سکوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں''۔ (مسلم)

* حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسلام اپنے ابتدائی دور میں غریب تھا، عنقریب اپنے ابتدائی دور کی طرح وہ دوبارہ غریب ہو جائے گا پس خوشخبری ہے غریبوں کے لئے۔'' (مسلم)

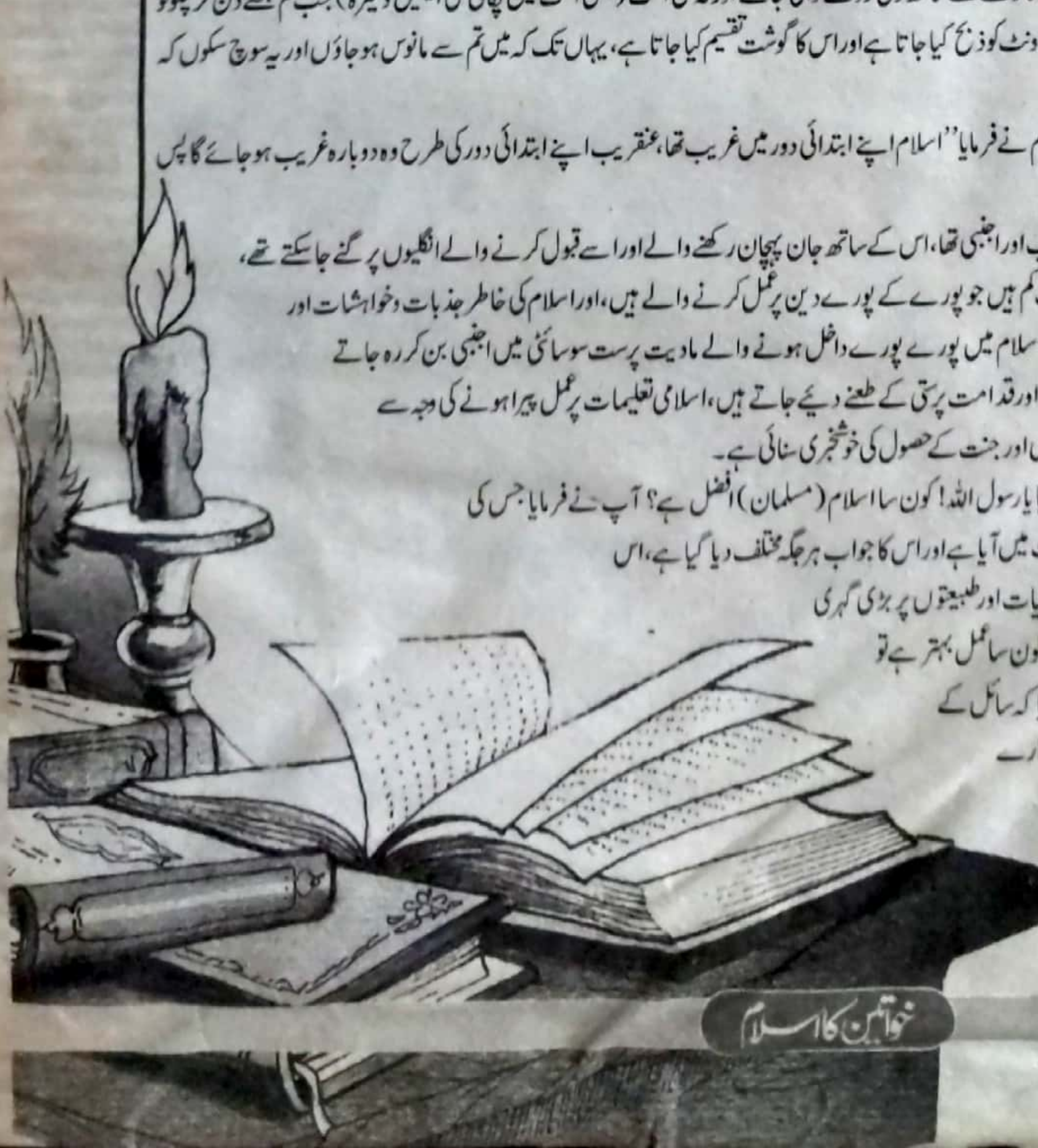

عربی زبان میں غریب اجنبی کو کہتے ہیں، اسلام کا جب ظہور ہوا تھا تو وہ غریب اور اجنبی تھا، اس کے ساتھ جان پہچان رکھنے والے اور اسے قبول کرنے والے انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ اجنبیت کا وہ دور اب دوبارہ واپس آ رہا ہے، ایسے لوگ بہت کم ہیں جو پورے کے پورے دین پر عمل کرنے والے ہیں، اور اسلام کی خاطر جذبات و خواہشات اور مفادات اور تعلقات کی قربانی دینے پر آمادہ ہیں صورتحال کچھ ایسی بن گئی ہے کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہونے والے مادیت پرست سوسائٹی میں اجنبی بن کر رہ جاتے ہیں، ان پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں، ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور انہیں دقیانوسیت اور قدامت پرستی کے طعنے دیئے جاتے ہیں، اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع اور استہزاء کا نشانہ بننے والوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاءِ الٰہی اور جنت کے حصول کی خوشخبری سنائی ہے۔

* حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا اسلام (مسلمان) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (بخاری)۔ یہ سوال متعدد احادیث میں آیا ہے اور اس کا جواب ہر جگہ مختلف دیا گیا ہے، اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم، حالاتِ زمانہ اور انسانی نفسیات اور طبیعتوں پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، فقر و فاقہ کے دنوں میں آپ سے جب سوال کیا گیا کہ اسلام کا کون سا عمل بہتر ہے تو آپ نے فرمایا کہ غرباء اور مساکین کو کھانا کھلانا، اسی طرح اگر آپ نے محسوس فرمایا کہ سائل کے اندر حب مال کی بیماری پائی جاتی ہے تو آپ نے اس کے علاج کے طور پر فرمایا کہ تمہارے لئے بہترین عمل یہ ہے کہ تم اللہ کے بندوں پر خرچ کرو، بھوکوں کو کھلاؤ اور جو لباس کے محتاج ہیں انہیں لباس پہناؤ، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالات اور اشخاص کے اعتبار سے اعمال کی قدر و قیمت گھٹتی بڑھتی ہے بہترین مسلمان وہ ہے جو ہر دور میں اسلام کے سارے ہی احکام کو زندہ رکھنے کی کوشش کرے۔

نفس کو تقویٰ سے آراستہ فرما

رَبِّ أَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَ زَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَ مَوْلَاھَا. (مسند احمد)

اے میرے رب! میرے نفس کو تقویٰ سے آراستہ فرما اور (اس کی گندگیاں دور فرما کر) اس کو پاکیزہ بنادے، تو ہی سب سے اچھا پاکیزہ بنانے والا ہے، تو ہی اس کا والی اور مالک و مولیٰ ہے۔

اصل نام کیوں؟

تعمیرِ فکر

محترم قارئین و قاریات نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ پچھلے چند شماروں سے خواتین کا اسلام میں ایک بڑی تبدیلی دیکھنے میں آرہی ہے اور وہ ہے خواتین کے اصل نام۔ مطلب کہ اُمّ فلاں یا بنت فلاں کے پہلو بہ پہلو ثمینہ، فاطمہ، عائشہ جیسے نام بھی نظر آرہے ہیں اور یہ یقیناً خواتین کا اسلام کی سابقہ پالیسی کے مکمل برعکس ہے۔ اس پر بعض خواتین کی طرف سے دبے اور کھلے لفظوں میں احتجاج بھی سامنے آیا ہے جبکہ بعض نے اس سلسلے کو تحسین کی نظروں سے دیکھا ہے۔ ہمیں بھی اندازہ تھا کہ ہماری محترم قاریات کی طرف سے اس قسم کا ردعمل سامنے آئے گا۔ خواتین کا اسلام کی ایک قاریہ محترمہ ام کلیم اللہ نے لکھا ہے...... ''جب سے آپ نے خواتین کے نام چھاپنے شروع کیے ہیں اس میں وہ بات نہیں رہی، اب اس میں وہ انفرادیت ختم ہوگئی ہے، آپ کہیں گے کہ خواتین کے بے حد اصرار پر ہم نے ان کے نام شائع کرنے شروع کیے ہیں تو ایسی ہی نرمی اور لچک تو ہمارے آج کے معاشرے میں پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے خواتین چھوٹی چھوٹی باتوں سے بالآخر بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کروا دیتی ہیں، یوں لگتا ہے جیسے آپ اسلام کی اس جنگ میں ہار گئے ہیں''...... شورکوٹ سے بنت صفدر علی نے لکھا ہے کہ ''محترم! کیا اسلام میں بچپن کی تعلیم اور ہے اور بڑے ہونے پر اسلامی تعلیم کا نصاب بدل دیا جاتا ہے؟ ایک طرف تو بچوں کا اسلام میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ عورت کے نام کو پوشیدہ رکھنا بہتر ہے دوسری طرف جب ''خواتین کا اسلام'' میں عورتوں کے نام شائع کیے جاتے ہیں تو اس تضاد کے کیا معنی؟ اگر آپ کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کے نام میں پوشیدگی محض اولویت کے لئے تھی تو میں یہ کہوں گی کہ خلافِ اولیٰ کا آپ سے سرزد ہونا نظر انداز کردینے کے قابل ہرگز نہیں کہ آپ ہدایتِ نسواں کا بیڑا اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لئے آگے بڑھ ہی چکے ہیں۔''...... ''خواتین کا اسلام'' کی ٹیم کو اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ ہماری محترم قاریات میگزین کو صرف عقیدت کی نظروں سے نہیں دیکھتی ہیں بلکہ تنقیدی نگاہوں سے بھی پرکھتی ہیں، ان کے خیال میں جہاں کوئی مشکوک اور قابلِ اعتراض بات نظر آئے تو ہمارا احتساب بھی کرتی ہیں۔ اور ان شاء اللہ جب تک یہ احتساب جاری رہے گا ہم کجی سے بچے رہیں گے...... یہ صحیح ہے کہ خواتین کا اسلام کی پالیسی یہی رہی کہ خواتین کے اصل نام نہ دئے جائیں مگر اس سلسلے میں معاملہ یہ آپڑا کہ ''بنت مولانا فلاں'' یا ''بنت مفتی......'' یا ''اخت حکیم......'' لکھنے سے جو مقصود تھا وہ فوت ہوگیا۔ مقصود تو یہ تھا کہ خواتین کی عرفیت مستور رہے مگر اس طرح لکھنے سے وہ معروف ہوگئیں دوسرا یہ کہ بعض مردوں نے اپنی ذاتی شہرت کے لئے مثلاً یوں لکھنا شروع کردیا ''اہلیہ حکیم فلاں'' پنجاب کے ایک حکیم صاحب اسی طرح لکھ لکھ کر اپنے مضمون بھجواتے رہے، ان کا طرز تحریر کسی طور بھی خواتین والا نہیں تھا، ایک مرتبہ انہوں نے خود مضمون لکھا مضمون نگار کے طور پر لکھا ''اہلیہ حکیم فلاں'' اور ساتھ میں اپنی طرف سے اہلیہ کی سفارش کے لئے رقعہ بھی لکھ دیا ہم نے جو دیکھا تو مضمون اور رقعے کے طرز تحریر میں کسی قسم کا فرق نہیں تھا۔ دوسری طرف اگر کوئی خاتون اپنا نام مثلاً فاطمہ لکھ بھیجتی ہے اور ساتھ شہر کا نام بھی تو بھی اس کے بارے میں معلوم نہیں ہوگا کہ یہ کون خاتون ہیں اس لئے کہ اس نام کی بہت سی خواتین اس شہر میں ہوں گی۔ جہاں تک شرعی معاملہ ہے تو شریعت اس سلسلے میں ہمیں بالکل منع نہیں کرتی، اگر ایسا ہوتا تو ہم صحابیات امہات المؤمنین اور تاریخ اسلام کی مشہور خواتین کے نام نہ جان پاتے ہمارا اصل نام نہ دینا صرف اور صرف احتیاط پر مبنی تھا مگر جب دیکھا گیا کہ اس صورت میں احتیاط کی بنسبت بے احتیاطی زیادہ ہے تو پھر حضرات اکابر علماء اور مفتیان کرام سے مشورہ کیا گیا کہ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ ساری تفصیل سامنے آنے کے بعد اکابر علما نے یہی فرمایا کہ اصل نام دے دئے جائیں لیکن خواتین کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو اپنا اصل نام چھپوائیں چاہیں تو بنت یا اخت کی عرفیت سے مضمون بھیجیں دونوں صورتوں میں محترم خواتین کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔ امید ہے جن خواتین کو اشکال ہوا ہے وہ ہماری اس صراحت کے بعد مطمئن ہوجائیں گی۔ یہاں یہ بات واضح کردینا ضروری ہے کہ اگر اکابر علماء ہمیں اصل نام دینے سے منع فرمائیں گے تو بلا تامل یہ سلسلہ بند کردیا جائے گا۔

والسلام محمد احمد حافظ

صاحبِ ایمان بن جائیں

اگر ہم آدمی ہوتے ہوئے انسان بن جائیں
تو پھر تاریخِ عالم کے لئے عنوان بن جائیں
بتوں کو توڑ دیں اور چھوڑ دیں آئین افرنگی
خدائی میں خدا کا آخری فرمان بن جائیں
ہماری ٹھوکروں میں سلطنت ہو سارے عالم کی
مسلمانو! اگر ہم صاحب ایمان بن جائیں

جانباز مرزا

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

خواتین کے دینی مسائل

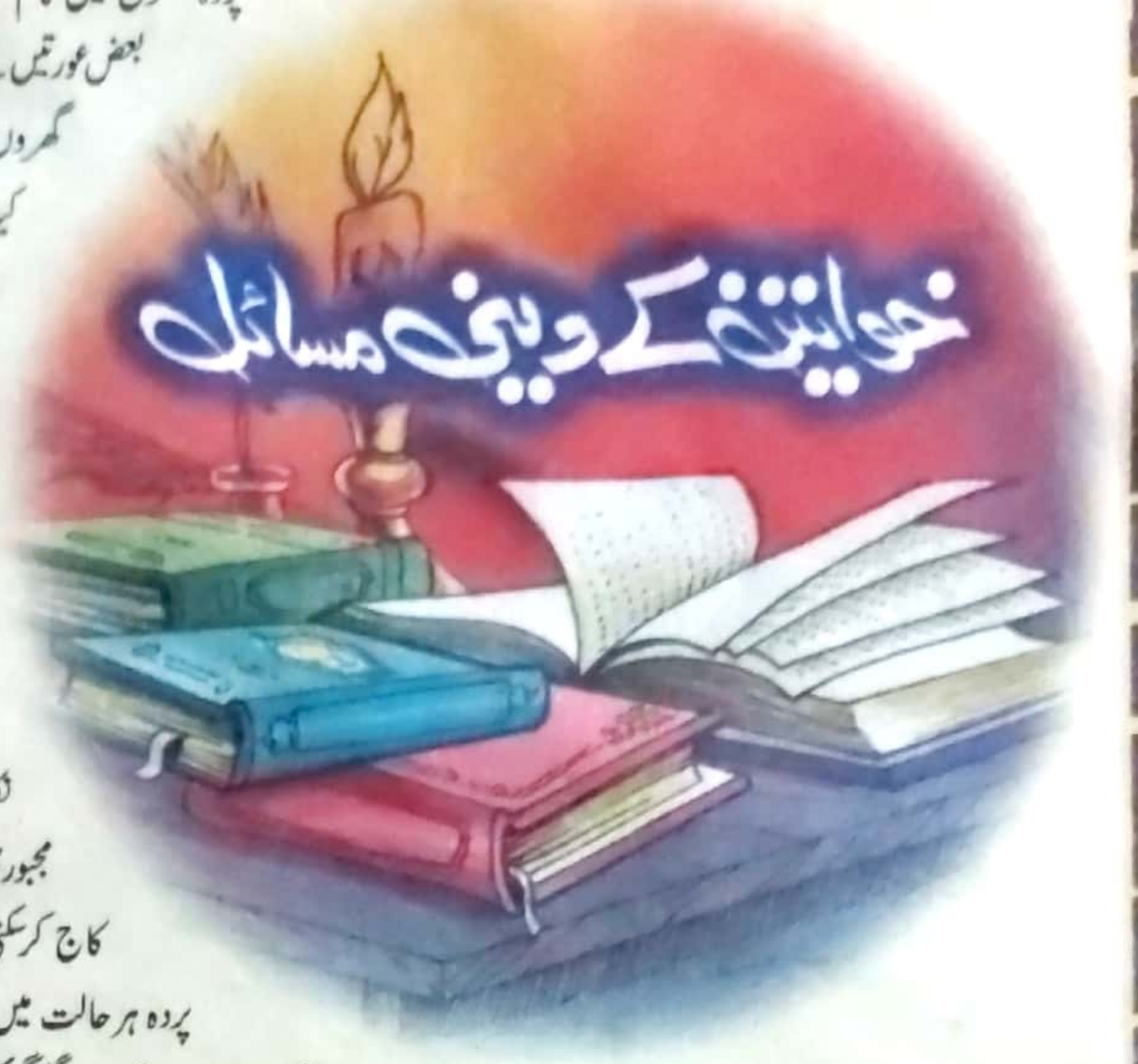

عورتوں کے لئے نرسنگ کا پیشہ:

سوال: کیا نرسنگ کا پیشہ جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کن شرائط سے؟ (بنت محمد نواز خان)

جواب: عورتوں کے لئے نرسنگ کی تعلیم حاصل کرنا اور اس کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ عورتوں کی تعلیم گاہیں الگ ہوں، عورتوں کو عورتیں ہی تعلیم دیں، مردوں سے کوئی اختلاط نہ ہو، نہ کہیں بے پردگی کی نوبت آئے۔

لڑکیوں کے لئے اسکول کی تعلیم:

سوال: لڑکیوں کا اسکول کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ اسکول کی تعلیم حاصل کرنا بھی جائز ہے۔

لڑکیوں کا دینی مدارس میں پڑھنا:

سوال: کیا لڑکیوں کا دینی مدارس میں جاکر تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے؟

جواب: بنیادی تعلیم حاصل کرنا مسلمان لڑکیوں کے لئے بھی ضروری ہے، لیکن اس کے لئے باقاعدہ کسی جامعہ میں داخلہ لینا یا اصطلاحی معنوں میں عالمہ بننا ضروری نہیں۔ ضرورت کی حد تک اس قدر تعلیم کافی ہے کہ لڑکی ناظرہ قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھ سکے، اس کے ساتھ اردو تعلیم بھی اس قدر دے دی جائے کہ وہ دینی کتابیں دیکھ کر اپنی ضررت کے مسائل سمجھ سکے۔ دینی کتابوں میں تعلیم الاسلام، بہشتی زیور اور تحفہ خواتین کا پڑھا دینا لڑکیوں کے لئے بہت مفید اور ضرورت کی حد تک کافی ہے۔

عورتوں کا گھروں سے باہر کام کرنا:

سوال: دیہاتوں میں عموماً مردوں کے ساتھ عورتیں بھی بے پردہ فصلوں میں کام کرتی ہیں، اسی طرح بعض عورتیں بے پردہ دوسروں کے گھروں میں کام کرتی ہیں، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟

جواب: معاشی ذمہ داریاں شریعت نے مرد پر عائد کی ہیں، مجبوری کے بغیر عورت کا گھر سے نکلنا جائز نہیں، بامر مجبوری گھر سے نکل کر کام کاج کرسکتی ہے، مگر چہرے کا پردہ ہر حالت میں ضروری ہے اور کسی نامحرم مرد سے بلاضرورت گفتگو بھی جائز نہیں۔

بیعت کا مقصد:

سوال: بیعت یا اصلاحی تعلق قائم کرنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ کن لوگوں سے یہ تعلق قائم کیا جاتا ہے؟ اس وقت حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ کے جانشین کون کون ہیں؟ (ایضاً)

مولانا مفتی محمد ابراهیم صادق آبادی

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وذروا ظاھر الاثم وباطنہ (اور چھوڑ دو ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ) ظاہری باطنی گناہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق جوڑنے کا نام اصلاح نفس اور تزکیۂ باطن ہے، چونکہ تجربہ و مشاہدہ ہے کہ نفس و شیطان کی چالوں کو سمجھنا اور باطنی گناہوں سے ازخود بچنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں، اس لئے کسی کامل شیخ کا دامن تھامنا ضروری ہے، اسی کا نام اصلاحی تعلق ہے، اس کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہونا ضروری نہیں، خط و کتابت کے ذریعے بھی بیعت ہوکر یا اصلاحی تعلق کی اجازت حاصل کر کے انسان اپنی اصلاح کرا سکتا ہے۔ شیخ کے انتخاب میں احتیاط ضروری ہے، من جملہ دیگر شرائط کے اس میں ایک شرط یہ بھی ضروری ہے کہ جماعت اہل حق میں سے کسی مستند شیخ سے اجازت یافتہ ہو۔ الحمدللہ ایسے مشائخ اب بھی موجود ہیں، ان کا وجود بسا غنیمت ہے۔ حضرت کے خلفاء و مجازین کی مکمل فہرست انوار الرشید جلد سوم میں موجود ہے۔

نجاست کو کپڑے سے پونچھنا:

سوال: لیکوریا کی بیماری ہے تو نماز کے وقت استنجا کرنے کی بجائے کپڑے سے استنجا خشک کرلیا جائے یا پانی کا استعمال ضروری ہے؟ اسی طرح خون استحاضہ چلنے کی صورت میں بھی استنجا کرنا ضروری ہے یا صرف وضو کرلینا کافی ہے؟ (ایضاً)

جواب: دونوں صورتوں میں پانی سے استنجا کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ بدن پر نجاست لگ جانے کی صورت میں دھونا ضروری ہوتا ہے، کپڑے سے پونچھنے سے وہ جگہ پاک نہیں ہوتی۔ اگر رطوبت یا خون چاندی کے روپے سے زائد جگہ پر پھیل گیا تو نماز نہ ہوگی گوکہ پونچھنے سے بظاہر وہ جگہ پاک صاف ہی ہوجائے اور اگر روپے کے برابر یا اس سے کم ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے بہر صورت اسے دھولینا چاہیے۔ البتہ اگر اتنی جلدی جلدی عارضہ ہوکہ نماز ختم ہونے سے پہلے پہلے دوبارہ بدن اور جسم ناپاک ہوجاتا ہو تو تفصیل لکھ کر دوبارہ مسئلہ معلوم کریں۔

تعلیم کے لئے خواتین کا گھر سے نکلنا:

سوال: کوئی ہنر مثلاً سلائی کڑھائی یا تعلیم وغیرہ کے لئے خواتین کا اکیلے گھر سے نکلنا جائز ہے یا نہیں؟ ساتھ چلنے والا کوئی محرم مرد نہ ہو تو کیا کریں؟ (ایضاً)

جواب: بہتر تو یہ ہے کہ عورت کی تعلیم گھر میں ہو، اگر گھر سے نکلنا پڑے تو محرم مرد کا ساتھ ہونا ضروری ہے یا تعلیم گاہ قریب ہو تو چند عورتیں مل کر بھی آجاسکتی ہیں، لیکن اکیلی عورت کا گھر سے نکلنا موجب فتنہ ہے، اس لئے ناجائز ہے۔

عورت کے لئے ڈاکٹری کی تعلیم:

سوال: آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ عورت کے لئے ڈاکٹری کی تعلیم جائز ہے مگر پردے کے ساتھ اور اس شرط سے کہ خواتین کے لئے تعلیمی ادارے ہوں، پاکستان میں تو ایسا نہیں ہے کیا اس صورت میں ڈاکٹری کی تعلیم جائز نہیں؟ (ایضاً)

جواب: ڈاکٹری کی تعلیم ہو یا کوئی سا ہنر اور پیشہ، عورت کے لئے اس کا جواز مشروط ہے پردہ کے ساتھ۔ پردہ کے بغیر عورت کی جان محفوظ ہے نہ ہی عزت و آبرو، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیم کے بہانے اجنبی مردوں سے اختلاط نہ ہو اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ خواتین کے لئے تعلیمی ادارے الگ سے قائم کئے جائیں، اگر پاکستان میں ایسا نہیں ہے تو یہ کوئی ایسا عذر نہیں جس کے سبب مرد و عورت کے اختلاط ایسی بے حیائی کو انگیز لیا جائے۔ ملک میں زیر تعلیم لڑکیوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، کیا یہ ان کا بنیادی حق نہیں کہ ان کے لئے الگ ادارے قائم کئے جائیں؟ اگر لڑکیوں کے والدین اور سرپرستوں میں اس کا احساس بیدار ہو اور وہ عوامی سطح پر یہ مسئلہ اٹھائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آزاد خیال بے دین حکمران بھی یہ مطالبہ ماننے پر مجبور ہوجائیں۔

عورت کا مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا:

سوال: خاتون کا مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: عورت کا علاج لیڈی ڈاکٹر سے کروانا ضروری ہے۔ کہیں مجبوری کا موقع ہو مثلاً لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہو یا مرض اس نوعیت کا ہو کہ مرد ڈاکٹر کی طرف رجوع کئے بغیر چارہ نہ ہو تو اس سے علاج کرانا جائز ہے۔

دو خواتین کی آپس کی باتیں

مولانا احسان اللہ شائق

عابدہ: زاہدہ باجی میں نے آپ کو نماز میں مردوں کی طرح رکوع کرتے ہوئے دیکھا کیا آپ ہمیشہ مردوں کی طرح رکوع کرتی ہیں؟

زاہدہ: عابدہ آپ کیا کہہ رہی ہیں کیا عورتوں کے رکوع کا طریقہ مردوں سے الگ ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو مردوں اور عورتوں سب ہی کو نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اب عورتوں کا رکوع مردوں سے الگ ہو یہ کیا بات ہوئی؟

عابدہ: جی باجی میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے، جس میں لکھا ہے کہ دونوں کے رکوع میں فرق ہے یہ بات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

زاہدہ: اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

عابدہ: باجی اس کی وجہ میں نے یہ سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ عورتیں پردہ کا اہتمام کریں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بار بار پردہ کا حکم فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو نماز میں بھی یہ بات پسند ہے کہ عورتیں ایسے سمٹ کر نماز پڑھیں کہ جس سے جسم کے اعضاء کھلنے کے بجائے مستور ہی رہیں اور ایک دوسرے سے لگے رہیں۔

زاہدہ: اچھا عابدہ یہ تو بتاؤ کہ صرف رکوع میں یہ فرق ہے یا کسی اور مسئلہ میں بھی؟

عابدہ: نہیں باجی ایسے گیارہ مسائل ہیں جن میں مرد و عورت کی نماز میں فرق ہے۔

زاہدہ: اچھا عابدہ یہ بھی بتاؤ وہ کون کون سے مسائل ہیں؟

عابدہ: اچھا باجی میں تفصیل سے بتاتی ہوں۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے جبکہ عورتوں کو ہر حال میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے۔

(۲) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں جبکہ عورتوں کو سینے پر۔

(۳) مردوں کو دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنی چاہئے نہ حلقہ بنائے اور نہ کلائی کو پکڑے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھکنا چاہئے کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جائیں۔

(۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے ملا کر رکھنی چاہئے۔

(۶) مردوں کو رکوع کی حالت میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ اور عورتوں کو ملی ہوئی رکھنی چاہئیں۔

(۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے، بازو بغل سے جدا رکھنے چاہئیں اور عورتوں کو ملا کر رکھنے چاہئیں۔

(۸) مردوں کے سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہونی چاہئیں اور عورتوں کی زمین پر بچھی ہوئی ہوں۔

(۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنے چاہئیں اور عورتوں کو نہیں یعنی عورتیں پاؤں دائیں طرف نکال دیں گی۔

(۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے۔ اور دونوں پیر داہنے طرف نکال دینے چاہئیں اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے ہی قرأت کرنی چاہئے۔

زاہدہ: عابدہ تم نے تو میری آنکھیں کھول دیں یہ باتیں تمہیں کہاں سے معلوم ہوئیں۔

عابدہ: باجی میں نے ایک کتاب پڑھی ہے۔ خواتین کی نماز کے احکام۔ اس کتاب میں ان مسائل کے علاوہ اور بھی بہت سے کارآمد مسائل ہیں اس لئے خواتین کے لئے بہت ہی مفید کتاب ہے میرا تو مشورہ یہ ہے کہ ہر خاتون یہ کتاب اپنے پاس رکھے۔

زاہدہ: عابدہ بہت بہت شکریہ، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطاء فرمائے اچھا یہ تو بتاؤ اس کتاب میں جو مسائل ہیں اس میں کسی بڑی کتاب کا حوالہ بھی ہے۔

عابدہ: جی باجی یہ جو مرد و عورت کی نماز میں فرق ہے یہ سب باتیں تو حدیث کے حوالہ سے لکھی گئیں اس کے علاوہ بھی دوسرے جتنے مسائل ہیں سب مستند کتب سے ماخوذ ہیں۔

زاہدہ: اچھا عابدہ پھر ہمیں دوسری خواتین کو یہ مسائل بتانے چاہئے ورنہ میں تو بہت سی خواتین کو دیکھتی ہوں کہ وہ مردوں ہی کی طرح نماز پڑھتی ہیں۔

عابدہ: جی باجی میرا بھی یہی خیال ہے کہ خواتین کو بھی اس طرف متوجہ کرنا ضروری ہے کہ وہ دینی مسائل سیکھا کریں۔ دینی کتب و رسائل کا مطالعہ کیا کریں اور اگر کتابوں سے تشفی نہ ہو تو اپنے محارم کے ذریعہ مفتی صاحبان سے مسائل دریافت کیا کریں۔

زاہدہ: عابدہ آج کی ملاقات تو بہت خوب رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسی بابرکت نشست مقدر فرمائیں جس میں دینی معلومات حاصل ہوں، آخرت کی طرف رغبت بڑھے۔

عابدہ: باجی آج تو واقعی مجھے بھی خوشی ہو رہی ہے کہ آج کی ملاقات میں چائے پانی اور دنیا کی فضول باتوں کے بجائے مسائل کی باتیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، آمین۔

زاہدہ: ملاقات کے وقت چائے پانی کوئی بری بات ہے؟

عابدہ: نہیں باجی میرا مقصد یہ ہے کہ ملاقات میں صرف چائے پانی اور دنیوی باتیں ہی نہ ہوں بلکہ مہمان نوازی کے ساتھ کچھ دینی باتیں ضرور ہونی چاہئیں ورنہ حدیث کی رو سے یہ مجلس باعث حسرت ہوگی۔

کشکول

حکمت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن عرض کی ”اے پروردگار! دنیا میں اگر چار چیزیں ہوتیں اور چار نہ ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔ 1: زندگی ہوتی موت نہ ہوتی۔ 2: جنت ہوتی جہنم نہ ہوتی۔ 3: دولت ہوتی تنگدستی نہ ہوتی۔ 4: صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی۔“

غیب سے آواز آئی۔ 1: زندگی ہوتی موت نہ ہوتی تو میرا دیدار کیسے ہوتا۔ 2: جنت ہوتی جہنم نہ ہوتی تو میرے عذاب سے کون ڈرتا۔ 3: دولت ہوتی تنگدستی نہ ہوتی تو میرا شکر کون ادا کرتا۔ 4: صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی تو مجھے کون یاد کرتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عاجزی سے عرض کی اے پروردگار! بے شک آپ کے ہر کام میں حکمت ہے۔

(اخت وسیم افضل کیانی۔ آزاد کشمیر)

قیمتی باتیں:

۱: ستارے آسمان کا زیور ہیں اور تعلیم یافتہ انسان زمین کا زیور ہیں۔

۲: طنز عینک کی مانند ہے جس میں اپنے سوا ہر چیز نظر آتی ہے۔

۳: گناہ پر شرمندہ ہونا عبادت پر غرور کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

۴: دولت کے بھوکے کو کبھی سکون نہیں ملتا۔

۵: دنیا کی سب سے بڑی غریبی بے عقلی ہے۔

۶: گناہ کا آغاز مکڑی کے تار کی مانند نازک ہوتا ہے اور انجام جہاز کے رسے کی مانند مضبوط ہوتا ہے۔

۷: آزادی کی تکلیف غلامی کے آرام سے بہتر ہے۔

۸ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔

۹: گناہ کسی نہ کسی صورت میں دل کو بے قرار رکھتا ہے۔

۱۰: جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ اس کی ستر حاجتیں پوری کرتا ہے۔

(مراسلہ: س۔ ج۔ چوٹیا)

شیطان سے حفاظت کی تدبیر

حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب رات شروع ہو تو تم اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک دیا کرو کیونکہ اس وقت شیاطین (فتنہ پھیلانے کے لئے) زمین میں پھیلتے ہیں۔ جب ایک گھڑی گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ دیا کرو اور اپنے (گھر کے) دروازے بھی بند کر لیا کرو اور (ان کو بند کرتے وقت) اللہ کا نام لے لیا کرو۔ کیونکہ اس طرح بند شدہ دروازہ شیطان نہیں کھول سکتا۔ اپنے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور (ان کو ڈھانپتے وقت بھی) اللہ کا نام لے لیا کرو، چاہے کچھ بھی ملے برتنوں پر رکھ لیا کرو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (ایسا نہ ہو کہ کسی جن یا چوہے کی شرارت کی وجہ سے کسی چیز کو آگ لگ جائے)۔

(مرسلہ: خولہ بنتِ سلیمان)

انمول موتی:

☆ مصیبتوں میں مت گھبرایئے کیونکہ ستارے اندھیرے میں ہی چمکتے ہیں۔

☆ بہترین یادداشت وہ ہے جس میں انسان اپنی نیکیاں اور دوسروں کی برائیاں بھول جاتا ہے۔

☆ پستی کو حقیر مت جانو کیونکہ اس نے بلندی کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔

☆ سب سے بڑی غلطی اپنی غلطیوں سے بے خبری ہے۔

☆ اس بادل کی طرح رہو جو پھول، کانٹے پر یکساں برستا ہے۔

☆ لوگ بیماری کے ڈر سے غذا تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن عذاب الٰہی کے ڈر سے گناہ نہیں چھوڑتے۔

(اخت احسن نواز۔ کراچی)

ثمرۂ شرم وحیا:

شرم وحیا انسان کی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہے، اس کی برائیوں کو دفن کر دیتی ہے اور اس کی خوبیوں کو اجاگر کرتی ہے جبکہ جس کی شرم وحیا ختم ہو جائے، اس کی خوشی فنا ہو جاتی ہے جس کی خوشی اور مسرت ختم ہو جائے وہ لوگوں پر بوجھ بن جاتا ہے۔ اور لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں، جس کو نفرت ملتی ہے اس کو اذیت پہنچتی ہے، جس کو اذیت پہنچتی ہے وہ غمگین ہو جاتا ہے اور جسے غم ملتا ہے وہ اپنی عقل وحواس کھو بیٹھتا ہے اور جس کی عقل پر بن آئے تو سمجھو وہ خود اپنی ذات کا سب سے بڑا دشمن اور مخالف بن جاتا ہے۔ جس کے پاس حیا نہیں اس کی کوئی دوا نہیں، جس کے پاس وفا نہیں اس کے پاس حیا نہیں، جس کی کسی سے دوستی نہیں اس کے پاس وفا نہیں! اور جس کی شرم وحیا ہی ختم ہو جائے پھر وہ جو کرے کم ہے جو کہے کم ہے۔ (ماخوذ روضۃ العقلاء)

(ف۔ ر۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

خواہش:

☆ پینے کی خواہش ہے تو غصے کو پیو۔

☆ کھانے کی خواہش ہے تو غم کھاؤ۔

☆ کچھ لینے کی خواہش ہے تو بزرگوں کی دعا لو۔

☆ بیٹھنے کی خواہش ہے تو اچھے لوگوں میں بیٹھو۔

☆ کچھ دینے کی خواہش ہے تو اللہ کی راہ میں دو۔

☆ بولنے کی خواہش ہے تو اچھی باتیں بولو۔

☆ جینے کی خواہش ہے تو اچھے مسلمان بن کر جیو۔

☆ مرنے کی خواہش ہے تو شہیدوں کی موت مرو۔

(بنتِ عبدالستار (کرلہ) جہلم)

یاد رکھیے

طبلے کی تھاپ پر، باجے کی آواز پر، سرگی کی کیں کیں پر، گھنگروؤں کی جھنکار پر، گلوکاروں کے گانے کی آواز پر...... جھومنے والی ماؤں کے بطن سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، محمد بن قاسم رحمہ اللہ، محمود غزنوی رحمہ اللہ، صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، ٹیپو سلطان رحمہ اللہ، قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، مولانا حق نواز رحمہ اللہ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمہ اللہ، مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ، پیدا نہیں ہوتے بلکہ ان کے بطن سے بدکار لوگ پیدا ہوتے ہیں۔

(مرسلہ: حافظہ صدیقہ بنت محمد صدیق۔ سرگودھا)

تین قسم کے نافرمان:

تین قسم کے لوگوں کی نماز، روزہ وغیرہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی آسمان پر نہیں جاتی۔

۱۔ وہ غلام جو اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگ جائے، اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی، جب تک واپس آکر مالک کی فرمانبرداری میں نہ لگ جائے۔

۲۔ وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو اس کی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک اپنے شوہر کو راضی نہ کر لے۔

۳۔ سکران (شرابی جو نشہ کی حالت میں رہتا ہے) اس کی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ شراب چھوڑ کر توبہ نہ کر لے۔

(ام فلح مدنی۔ نوشہرہ)

گھریلو زندگی میں

بڑی بہن کا کردار

ایک گھرانہ ماں باپ اور اولاد پر مشتمل ہوتا ہے۔ باپ گھر کا سربراہ کہلاتا ہے اور ماں منتظمہ اور ان کی اولاد ان کی معاون ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں والدین اپنے بچوں کی نشوونما، تعلیم و تربیت اور ان کی شادی بیاہ کے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں اور ان سب امور کی تکمیل وہ اپنا فرض سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہ ساری زندگی بچوں کی نشوونما اس امید پر کرتے ہیں کہ اولاد بڑی ہوکر ان کی خدمت کرے گی۔ لہٰذا اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کی عزت و احترام کرے اور ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ گھریلو زندگی میں جہاں بڑے بھائی کے کچھ فرائض ہوتے ہیں وہاں بڑی بہن کے بھی کچھ فرائض ہیں۔ بڑی بہن ماں کی معاون و مددگار ہوتی ہے اور اپنی ماں کی عدم موجودگی میں گھر کا نظام سنبھالتی ہے۔ ماں کے ساتھ کھانا پکانے، کپڑے دھونے، گھر کی صفائی ستھرائی، کپڑے استری کرنے، گھر کو سجانے یا کوئی تبدیلی لانے، مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے اور بہن بھائیوں کی دیکھ بھال میں مددگار رہوتی ہے۔

بڑی بہن اپنے چھوٹے بہن بھائیوں سے قریب ہوتی ہے۔ چھوٹے بہن بھائی کئی بار اُس سے اپنے مسائل کا حل پوچھتے ہیں۔ بڑی بہن چھوٹے بہن بھائیوں کو پڑھنے کے لئے بیٹھنے کی تلقین کرتی ہے بلکہ اس کا مناسب انتظام کرتی ہے اور وہ اپنے بہن بھائیوں کے لئے ایک مثالی نمونہ ہوتی ہے۔ اس لئے اسے اپنے دینی عقائد و اخلاقیات کی پابندی کرنی چاہئے، رہن سہن میں سادگی اختیار کرنی چاہیے تاکہ چھوٹے بہن بھائی اُس کی نقل کریں۔ اچھے اخلاق اپنائے، وعدے کا پاس کرے جھوٹ سے اجتناب کرے۔ بڑی بہن گھر کے اخراجات کا بجٹ بنانے میں ماں کی مدد کرتی ہے۔ وہ ماں کے مسائل کو سمجھتی ہے اس لئے جائز ضروریات کی ہی خواہش کرتی ہے اور اس طرح چھوٹوں کے لئے اچھی مثال بنتی ہے۔ گھر کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا ماں باپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرنا، بڑوں سے ادب سے پیش آنا، چھوٹوں پہ شفقت کرنا، جھگڑا کرنے میں کبھی پہل نہ کرنا بلکہ جھگڑے کو سلجھانے کی کوشش کرنا، اپنی آواز کو دھیمی رکھنا، گفتگو کے لئے اچھے الفاظ کا انتخاب کرنا، حسد نہ کرنا، دوسروں کی خواہشات کا احترام کرنا، نماز کی پابندی رکھنا، غیر محرم سے بے تکلف گفتگو سے بچنا بڑی بہن کی ذمہ داری ہے تاکہ چھوٹی بہنوں پہ اچھا اثر قائم ہو۔

بڑی بہن کو چاہئے کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو وقت دے، اُن سے گپ شپ لگائے، ان سے کہانیاں سنے، سکون کی باتیں کرے، سہیلیوں اور دوستوں کے قصے، کلاس کی باتیں، اپنے استاد یا استانی کے ساتھ روزمرہ کی روداد سنائے اور ان کے روزمرہ کے معاملات سے باخبر رہے اور جہاں ضروری ہو وہاں ان کو تنبیہ کردے۔ بے جا سختی سے پرہیز کرے، نماز کے اوقات میں اُن سے نماز پڑھوائے، اور وقتاً فوقتاً اُن سے مسنون دعائیں سنتی رہے اور یاد بھی کراتی رہے، چھوٹے بہن بھائیوں کو ان کی پوری بات کہنے کا موقع دے اور

نام نہیں لکھا

دلچسپی سے سنے۔ جہاں ضروری سمجھے تو کسی اہم معاملے کو ماں کے علم میں بھی لائے اس طرح کہ چغلی کی شکل نہ بنے۔ بچے بڑوں کو اپنی باتیں سنا کر اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرتے ہیں۔ خوشیوں کے موقع پر اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے بہن بھائیوں کی خوشی میں شریک ہو، انہیں اچھے مشورے دے، بہنوں کی سہیلیوں سے ملتی رہے۔ اپنی بہنوں کو صحابیات کے واقعات سناتی رہے، بہنوں اور اس کی سہیلیوں سے گپ شپ بھی لگائے، دینی احوال کے بارے میں اُن سے گفتگو کرے اور اُنہیں پوری امت کے دین کے بارے میں فکر کرنے والا بنائے اور ان سب باتوں میں وہ اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھے۔

گر تم میں سمجھ ہو تو...

کہتی ہے کیا تیرے دل کی صدا
دھڑکنیں تیرے دل کی ہیں کس کی گواہ
سحر کا اُجالا ہے کس کا کرم
کس نے کیا دن کو شب سے جدا
ہے کس کی صناعی کا شاہکار یہ
فلک نے جو اوڑھی ہے نیلی ردا
یہ چڑیاں جو ہیں چہچہاتی ہوئی
کس کا یہ دم بھرتی ہیں سدا
افق سے ابھر کر یہ کہتا ہے سورج
سوچو! مجھے بخشی کس نے ضیاء
آبشاروں میں ہے کیسی خوش کن نوا
جھرنوں میں جھنکار ہے دل رُبا
دریا کی روانی میں بھی ہے کھنک
رِم جھم برستی ہے کالی گھٹا
کس کی ہیں یہ خوش کن نوائیں
ہے اُن نواؤں میں کس کی ثناء
گلوں کی مہک نے لہک کر کہا
کلیوں نے بھی یہ چٹک کر کہا
شگوفوں نے یہ سر اٹھا کر کہا
شجر نے بھی یہ لہلہا کر کہا
بناتا نہیں بے سبب کچھ خدا
گر تم میں سمجھ ہو تو سوچو ذرا!!

مرسلہ: ع۔ س کراچی

کیا آپ پہلے شرعی پردہ نہیں کرتی تھیں؟!!!

کیوں؟..... کب؟..... کیسے؟.....

اور اب کرلیا ہے!!

آپ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ کسی خاص بات نے آپ کو بے پردگی کے سیلاب سے نکل کر پردے والی زندگی کی طرف پلٹنے پر مجبور کردیا ہے۔

''خواتین کا اسلام'' اسی خاص بات کو جاننا چاہتا ہے، لیجیے قلم اٹھایئے اور ''بے پردگی سے پردہ کی طرف'' آنے کی روداد لکھ بھیجیے۔

ممکن ہے آپ کی تحریر دوسروں کی ہدایت کا سامان بن جائے......

تحریر آپ کے نام سے شائع کی جائے گی۔

نوٹ: صرف اپنے بارے میں لکھیے دوسروں کی کہانی یا کتاب سے اقتباس قبول نہیں ہوگا

اقصیٰ کے آنسو

ڈوبی آواز کو جلدی سن لیتا ہے۔
اللہ! تیرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے نکلنے والی یہ بات پوری ہو چکی ہے کہ عنقریب امتیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں صحابہ کرام نے پوچھا کہ اس وقت ہم تھوڑے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت تعداد میں زیادہ ہوں گے لیکن سیلاب کے تنکوں کی مانند ہوں

اے دعا! ہاں! عرض کر عرش الٰہی تھام کر

ہفت روزہ ضرب مومن کے ایک شمارے میں مسجد اقصیٰ کی تصویر دیکھی، تصویر پر لکھا تھا ''اقصیٰ کے آنسو''

بضمن عشق تاویلیں کہاں ہیں
میرے صدموں کی تفصیلیں کہاں ہیں
چڑھے آتے ہیں لشکر ہاتھیوں کے
میرے مولا ابابیلیں کہاں ہیں

مسجد اقصیٰ تیرے آنسو دل میں اتر گئے ہیں، سینوں میں غم کے دریا مچل گئے ہیں، حرف قلم تک آ کے تڑپ گئے ہیں، مسجد اقصیٰ ہمیں معاف کر دے کہ ہم خطا کار ہیں ہم تیری تقدیس و حرمت سے بے خبر نہیں، تیرے حال سے بے خبر ہیں ہم تیرے بارے میں قرآن مجید کے ان الفاظ کو جانتے ہیں۔
''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔'' مسجد اقصیٰ تو اتنی مقدس اور بابرکت ہے کہ کتاب فرقان نے تیرے حرم شریف کو ''بارکنا حولہ'' کہا ہے تو وہ پاک مقام ہے جہاں سے سردار انبیاء، محبوب کبریا شب معراج کو آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ مسجد اقصیٰ تو اس مبارک خطے میں ہے جس میں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر کئی نبی مبعوث ہوئے تاریخ بتاتی ہے کہ تیرے فرش خاک پر بہت سے انبیاء نے اپنی نور نبوت سے چمکتی پیشانیاں خدا کے حضور رکھی ہیں۔ مسجد اقصیٰ تو حرمین شریفین کے بعد تمام اہل اسلام کی محبت و عقیدت کا مرکز ہے، مسجد اقصیٰ میرے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے ان تین مقامات میں سے ایک شمار کیا ہے، جن کے لئے سفر کرنا باعث ثواب ہے مسجد نبوی اور بیت اللہ کے بعد تیرے حرم پاک میں نماز پڑھنا دنیا کی تمام دوسری مساجد و مقامات میں پڑھی جانے والی نمازوں سے

کبریٰ غلام رسول

افضل ہے۔ مسجد اقصیٰ تیرے پاک صحن میں یہودیوں کے ناپاک قدم پہنچ گئے ہیں مگر ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں میں کوئی ایک بھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جانشین نہیں، صلاح الدین ایوبی جیسا جوان نہیں جو ان قدموں کو کاٹ ڈالنے کی جرأت کرے۔ مسجد اقصیٰ میرے اور مجھ جیسے بے شمار مسلمانوں کے ہاتھ خدا کی بارگاہ میں تیری آزادی کی دعا کے لئے اٹھے ہیں کہ ہم کمزور ہے بس انسانوں میں کچھ اور کرنے کی طاقت نہیں بجز دعاؤں کے کوئی چارہ نہیں، سوائے خدا کے کوئی چارہ ساز نہیں۔ مسجد اقصیٰ تو بھی اپنی بے نوا صداؤں کو حرف آرزو دے کر ''انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ'' کا پیکر ہو کر ہمارے سنگ آ جا کہ مل کر اپنی دعاؤں کو باب قبولیت تک لے جانے کی سعی کریں کہ وہ ٹوٹے دلوں کی پکار، مظلوموں کی فریاد اور اپنے بے بضاعت بندوں کی لہو میں ڈوبی آواز کو جلدی سن لیتا ہے۔

اے اللہ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا خوف دور کر دیں گے اور تمہیں وہن کی بیماری لگ جائے گی، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہن کیا ہے فرمایا ''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔'' اللہ یہ سیلاب میں بہنے والے تنکے تیرا سہارا چاہتے ہیں تیری رحمت کے امیدوار ہیں انہیں کنارے کی جانب موڑ دے، انہیں دنیا سے بے رغبت کر کے فکر آخرت عطا کر دے، مولا کریم بڑا کڑا وقت ہے بڑے جانگسل لمحات ہیں امیدوں کا دامن تھام کر تیرے دربار میں آئے ہیں ہمارے لہو لہو حال کی خبر لے۔

اے سمیع و مجیب! تیرے در کے سوا کوئی در نہیں کہاں جا کے بیٹھ جائیں، بن تیرے کوئی دینے والا نہیں کہاں کاسۂ گدائی رکھیں، کوئی رحیم نہیں کس سے رحم کی اپیل کریں، کوئی کریم نہیں کس سے کرم کا سوال کریں، کوئی سننے والا نہیں کسے حال دل سنائیں، کوئی دیکھنے والا نہیں کسے تن داغ داغ دکھائیں۔ اللہ ہمارا تیرے سوا کوئی نہیں تو ہماری خطاؤں اور لغزشوں سے صرف نظر کر کے ہمیں اپنا کر لے۔

اے مختار کل! ہماری خواہشیں شمار کر، ہماری نیک تمنائیں دیکھ، ہم تجھ سے تیرے دین کی سرخروئی و سربلندی کے لئے ہمت و جرأت چاہتے ہیں، ہمیں طاقت ایمانی سے نواز دے، ہمیں اپنی تائید و حمایت دے کر دشمن کے مقابل کر دے۔

اے خدائے قادر و عادل! تو نے آتش غرور کو ابراہیم خلیل علیہ السلام کے لئے گلزار کر دیا، سمندر میں خشک راستہ بنا کر موسیٰ کلیم اللہ کو فرعون کی فرعونیت سے بچالیا اور ابرہہ نے کعبۃ اللہ کی طرف بری نگاہ سے دیکھا تو ننھی ابابیلوں کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا، بدر میں جب **313** تھے تو تو نے مٹھی بھر خاک کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کا سبب بنا دیا، آج ہم تعداد میں اس مٹھی بھر خاک کے زروں سے زیادہ ہیں تو ہمیں ان **313** والا جذبہ و اخلاص عطا کر کے ہمارے ہاتھوں سے قبلہ اول کی آزادی ممکن کر دے، ہمیں کعبۃ اللہ کی حفاظت کے قابل کر دے، ہمیں امت مسلمہ کے رستے زخموں کا مرہم کر دے۔

اے صاحب عفو و کرم! تیرا رحم تیرے غضب پر غالب ہے، ہمیں مغضوب نہ ٹھہرانا ہم حقیر تنکے تیرا عتاب سہنے کی سکت نہیں رکھتے، ہماری کج رویوں اور نادانیوں کو معاف کر دے، اللہ تو ہمیں مومنانہ صدق وصفا دے کر ہمیں غالب کر دے، ہمیں غم والم کی تیز دھوپ سے بچالے، ہماری پیشانیوں پہ چمکتے عرق ندامت کو گوہر آبدار کر دے، ہمارے عجز و نیاز سے جھکے سروں اور آس و امید سے اٹھے ہاتھوں کی لاج رکھ لے۔

الٰہی شعائر اسلامی کی پامالی، مساجد کی بدحالی اور امت مسلم پر جاری غیر انسانی و کربناک مظالم پر آسمان رو رہا ہے، زمین لرزاں ہے اور ہم بے بسی و بے حسی کی تصویر ہیں اللہ تو ہمیں مثال جسد واحد کر دے "انما المؤمنون اخوۃ" کا مظہر کر دے۔ مولا! تیری بارگاہ جلیلہ میں ہم تنگ بے مایہ کی کچھ حیثیت نہیں مگر تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف لے کر آئے ہیں تو ہماری ذلت کو نہیں نسبت کو دیکھ تو ہم خستہ حالوں کو آسود کر دے، ہماری مایوسیوں کو امید کے چراغوں میں بدل دے، ہم شکستہ رشتوں کو اپنی محبت سے جوڑ دے، ہمیں دولت اتحاد و مودّت دے کر "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کا نمونہ کر دے۔

اے رحیم و مہربان اللہ! درد و آلام کے جھکڑ چار سو پھیلے ہیں انہیں تھم جانے کا اشارہ کر دے، اس دور ابتلاء کے خاتمے کا سامان کر دے، جنگ و جدل کی مہیب آوازوں کو امن و امان میں بدل دے، امت مسلمہ کے بے راہبر قافلے کو نیک قیادت عطا کر دے اور آہ پر سوز کے نالوں کو فلک تک جانے کا راستہ دے دے۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے
اے دعا! ہاں! عرض کر عرش الٰہی تھام کے
اے خدا! اب پھیر دے رخ گردش ایام کے

●●●●

اِسلامی مُعاشرے مِیں طَبقۂ نِسواں کی توقِیر

مہوش کرن

اکثر معاشرے نے مغربی معاشرے کے رنگ ڈھنگ کو ترقی پسندی کی علامت سمجھ کر اپنا لیا ہے۔ اسلام عورت کی تعلیم پر پابندی نہیں لگاتا اور نہ ہی اس سے اس لحاظ سے بالکل مقید و مجبور کرتا ہے، لیکن اسلام عورت کو اس طرح بے لگام بھی نہیں چھوڑتا جہاں عورت غلط معنوں میں آزاد و خود مختار ہو جائے۔ عریانی، بے حیائی اور بے تکلفی اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے۔ جہاں عورت کو معاشرے میں ایک گھر اور خاندان کے لئے نور ہونا چاہئے وہاں وہ چراغ محفل بن کر کلبوں اور میڈیا کی زینت بن چکی ہے۔

اسلام نے عورت کے چار مقدس رشتے مقرر کیے ہیں۔ وہ بیٹی ہے، بہن ہے، بیوی ہے اور ماں ہے۔ یہ چاروں رشتے از حد مقدس ہیں اور ان کی عظمت کا پاس نہ رکھنے والا اخلاقی لحاظ سے ایک قابل نفرت ہستی ہے۔

اسلام نے عورت اور مرد دونوں کی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے، اپنے دائرۂ کار میں علیحدگی سے عورت نہ صرف تعلیم حاصل کر سکتی ہے بلکہ اس تعلیم کو دوسروں کی بہتری کا ذریعہ بھی بنا سکتی ہے۔ مگر آج کی تعلیم یافتہ عورت کھلم کھلا مرد کی مساوات کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اسلام نے ان دونوں فریقوں کو جو مساوات عطا کی ہے وہ احترام انسانی، باہمی سلوک، رواداری، عزت و تکریم اور محبت و شفقت کی مساوات ہے یعنی مرد عورت کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے جیسا وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہ اسے محکوم نہ سمجھے بلکہ دل سے اس کا احترام کرے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مساوات خانگی اور معاشرتی ہے، دفتری، کاروباری اور بازاری نہیں۔

اسلام ہر مقام پر عورت کے حق کا تحفظ کرتا ہے لیکن جب ہم اپنی زندگی کو اسلامی لائحہ عمل کے مطابق ترتیب ہی نہیں دیں گے تو لازماً عورت اپنے حق سے محروم رہ جائے گی۔ آج کی عورت مکمل طور پر یہ فراموش کر چکی ہے کہ وہ چاہے کتنی بھی بہادر اور مضبوط کیوں نہ بن جائے اسے سائبان اور تحفظ کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے اور یہ ضرورت چاہے معاشرتی طور پر تسلیم کرنا ضروری نہ بھی ہو لیکن چونکہ مذہب اس کی تاکید کر رہا ہے تو یہ ضروری امر طے پایا اور اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہوگی کہ ایک اکیلی عورت زیادہ دیر دنیا کے مسائل و مصائب کے سامنے ڈٹ نہیں سکتی اور دنیا والوں کے طعنے اس کی نرم و شگفتہ ہستی کو پگھلا کر ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، مگر افسوس کہ دنیاوی معاملات میں الجھ کر وہ اپنے اس مقام کو کھو بیٹھی ہے جو اسلام نے اسے عطا کیا تھا جس کی وجہ سے وہ سرچشمۂ پاکیزگی بننے کے بجائے تلخیوں، بے اطمینانی اور نامرادی کا باعث بن کر رہ گئی ہے۔

اسلام نے طبقۂ خواتین کو جو توقیر بخشی، اس سے متاثر ہو کر دوسری قوموں نے بھی عورتوں کو کسی حد تک معزز سمجھا۔ جب بحیثیت مجموعی مسلمان زوال پذیر ہوئے تو مسلم معاشرے میں عورت اس مقام سے گر گئی جو اسے اسلام کی بدولت ملا تھا۔ اسلام نے عورت کو جو معتبر اور قابل قدر کردار عطا کیا تھا، مسلمانوں نے اسے ملحوظ خاطر نہ رکھا غیروں کی نقالی شروع کر دی۔ بہت سے مسلمان خاندانوں نے بلکہ

بے شک اسلام عورت کو خواتین کی دنیا میں کام کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو ملازمت کے ذریعے بروئے کار لانے سے نہیں روکتا مگر مردوں کے ساتھ مل کر دفتروں میں کام کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔

اسلام نے پردے کو عورت کے لئے ضروری قرار دیا ہے لیکن اشد ضرورت کے وقت گھر سے باہر جانے پر کوئی پابندی نہیں۔ عورت کی خوبصورتی تبھی نکھار پاتی ہے جب وہ نگاہوں کو حیا کا مسکن بنالے اور سادگی کو سرتاپا اپنا لے۔ سر بازار زیب و زینت کا اظہار، نیم

بوجھ

محتشم حسن

''کیا ہوا؟ کوئی بات بنی''۔ عارف صاحب نے تفتیشی انداز میں شمسہ کی والدہ سے پوچھا۔

''ہاں! کچھ آثار تو نظر آرہے ہیں کل ہی شام شمسہ فون پر اپنے کلاس فیلو سے بات کر رہی تھی، میں نے باتوں باتوں میں کریدنے کی کوشش کی تھی، بس اتنا بتایا کہ لیکچر نوٹس کے بارے میں بات کر رہی تھی، مجھے لگتا ہے آگے چل کر کچھ سلسلہ چل نکلے گا۔''شمسہ کی امی نے مفصل مگر پُرامید جواب دیا۔

''ہاں! سلسلے تو یوں ہی شروع ہوا کرتے ہیں۔''

عارف صاحب اپنی بیٹی شمسہ کی وجہ سے پریشان تھے۔ وہ ایک جوان بیٹی کے والد تھے اور اس کی شادی کی فکر انہیں کھائی جارہی تھی۔ اچھے رشتے ملنا آج کل مشکل ہیں۔ اسی لئے اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے انہوں نے شمسہ کو شہر کی بڑی یونیورسٹی میں داخلہ دلایا تھا۔ ہوسکتا ہے وہاں کسی کلاس فیلو سے دوستی ہوجائے اور وہ خود ہی اپنی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرلیں۔

پورے دو سال گزر گئے تھے مگر ان کو کچھ تبدیلی نظر نہیں آرہی تھی اسی لئے ان کی فکر بڑھتی جارہی تھی۔

⁂......⁂......⁂

''ارے سنئے! مبارک ہو۔'' شمسہ کی امی خوشی سے چلا کر بولیں۔

''بھئی کس بات کی مبارکباد''۔ عارف صاحب چشمہ صاف کرتے ہوئے بولے۔

''وہ لوگ آنے والے ہیں''۔ شمسہ کی امی جلدی سے بولیں۔

''کون لوگ آنے والے ہیں؟''عارف صاحب کا تجسس بڑھ رہا تھا۔

''کئی دنوں سے شمسہ خوش نظر آرہی تھی، میں نے پیار سے کریدنے کی کوشش کی، اس کی اپنے کلاس فیلو آصف سے دوستی ہوگئی ہے، ایک سال سے وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں، بالآخر انہوں نے ایک دوسرے کو اپنانے کا فیصلہ کر ہی لیا، اب دونوں کا آخری سال چل رہا ہے، اس سال کے آخر میں دونوں فارغ ہوجائیں گے، آصف کی جاب لگ جائے گی، اور پھر دونوں شادی کے بندھن میں بندھ جائیں گے، بس یہی بات کرنے آصف کے گھر والے کل شام ہمارے یہاں آرہے ہیں۔''شمسہ کی امی دیوانگی سے بولیں۔

عارف صاحب نے بھی ٹھنڈی آہ بھری، گویا ان کے کاندھوں کا بوجھ ہلکا ہونے والا تھا۔

⁂......⁂......⁂

''یار تم بھی اپنی بیٹی کو کسی اچھی یونیورسٹی میں داخل کرادو، وہیں اس کا کوئی جوڑ وغیرہ مل جائے گا تمہارا سر کا درد ختم ہوجائے گا میری طرح آرام کرو گے۔'' عارف صاحب نے اپنے دوست کو مخلصانہ مشورہ دیا۔

''کیسی باتیں کرتے ہو یار تم بھی، تمہیں پتہ ہے میری بیٹی دیندار ہے، شرعی پردہ کرتی ہے، میں خود اتنا دیندار نہیں ہوں مگر اپنی بیٹی کو فحاشی کے اڈے میں کیسے بھیج دوں، اور پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہاں کے جوڑ مضبوط ہوتے ہیں۔'' احمد صاحب چیخ کر بولے۔

''تم بھی دقیانوسی، اجڈ ملاؤں کی سی بات کرتے ہو۔ بھئی اتنی تعلیم دلائی ہے، برے وقتوں میں ڈگری کام آئے گی۔ آج کل لڑکیوں کو زیادہ اچھی جاب مل جاتی ہے۔'' عارف صاحب بے فکری سے بولے۔

''تم کچھ بھی کہہ لو میرا دل نہیں مانتا۔'' احمد حسن بولے۔

''ٹھیک ہے، تمہاری مرضی، ہم نے تو دوست سمجھ کر مشورہ دے دیا۔'' عارف صاحب نے پسپائی کے انداز میں کہا۔

⁂......⁂......⁂

عارف صاحب، احمد حسن سے گلے لگتے ہی رو پڑے، احمد حسن نے اپنے دوست کے آنسو پوچھے اور بولے''رو کیوں رہے ہو یار؟ خیریت تو ہے۔ مجھے بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے؟''

''بس یار تم سے بہت دنوں کے بعد ملاقات ہوئی ہے نا، پچھلی ملاقات یاد آگئی تو رونا آگیا۔'' عارف صاحب ٹشو سے آنسو صاف کرکے بولے۔

''پچھلی ملاقات کا رونے سے کیا تعلق؟'' احمد حسن حیرانگی سے بولے۔

''تم نے کہا تھا نا کہ یونیورسٹی کی شادی کی کیا گارنٹی۔'' ''ہاں کہا تو تھا، تو پھر''۔

''ایک سال ہوا شمسہ کو طلاق ہوگئی۔''

''ارے نہیں یہ کیسے ہوا؟ کوئی اولاد وغیرہ''۔

''ہاں ایک گود کی بچی ہے، ویسے بھی طلاق ضروری ہوگئی تھی۔''

''کیوں؟ پہلے خود ہی شوہر ڈھونڈنے کے لئے یونیورسٹی میں داخل کرایا اور اب کہہ رہے ہو کہ طلاق ضروری ہوگئی تھی۔''

''لڑکا قادیانی تھا۔'' ''تم کو پہلے سے پتہ نہیں تھا؟'' احمد حسن بولے۔

''ان لوگوں نے ظاہر ہی نہیں ہونے دیا، بعد میں شمسہ کو پتہ چلا تو میں بھی بے چین ہوگیا۔ وہ لوگ چاہتے تھے کہ لڑکی قادیانی ہوجائے، لیکن یار میں اتنا بھی بد دین نہیں کہ اپنی بیٹی کو مرتد بنادوں۔''

''اوہ اب شمسہ بیٹی کیا کر رہی ہے۔''

''تمہیں پتہ ہے اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں، سارے گھر کا بوجھ اور اوپر سے بیٹی اور نواسی کا بوجھ سہار نہیں سکتا۔ شمسہ کو ایک جگہ جاب مل گئی ہے شام کو ٹیوشن پڑھاتی ہے اور اپنی بچی کی دیکھ بھال کرتی ہے۔''

''اوہ میرے خدا''۔ احمد حسن نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو یونیورسٹی میں داخل نہیں کرایا، انہوں نے صبر کیا اور بیٹی کو بوجھ نہیں سمجھا تو اللہ نے ایک دیندار رشتہ بھیج دیا، لڑکے کی آمدنی کم سہی مگر صحیح العقیدہ، بااخلاق ہے اور ان کی بیٹی گھر کی چاردیواری میں خوش اور مطمئن ہے اور اب احمد حسن، عارف صاحب کی مثال سے دوسروں کو ان کی بیٹیاں یونیورسٹی میں داخل کرانے سے روکتے ہیں۔

ہ بنت شبیر احمد قریشی

اگر اس کو حقوقِ نسواں کہتے ہیں تو...

آج رزلٹ نکلنا تھا، تقریب کے تمام انتظامات مکمل تھے، صرف مہمان خصوصی کا انتظار تھا۔ جیسے ہی ان کی آمد ہوئی تقریب کا آغاز ہوگیا۔ پوزیشن لینے والی لڑکیوں کو انعام دیئے جا رہے تھے اور تصاویر کھینچی جا رہی تھیں۔ ہماری کلاس میں اول پوزیشن میری تھی، میں جب انعام لینے گئی تو ٹیچر کو تصویر کھینچنے سے منع کر دیا۔

انعامات کی تقسیم کے بعد مہمان خصوصی نے تقریر کی، وہ ظاہر تو اپنے کو ''حقوق نسواں'' کی کسی تنظیم کی رکن کرا رہی تھیں لیکن مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ یہ حقوق نسواں کی دشمن ہیں، ان کی تقریر کی تہ میں چھپے بغاوت کے کانٹے میرے دل و دماغ پر چبھنے لگے۔ وہ کہہ رہی تھیں ''آج کل کے شوہر بیویوں کو بہلا کر خوشامدیں کر کے حق مہر معاف کروا لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے، یہ حدیث میں نہیں کہا گیا ڈائریکٹ اللہ نے قرآن میں کہا ہے۔ یہ حق ہمیں اللہ نے دیا ہے اسے معاف نہیں کریں، اس سے لڑکی کی حفاظت اور سیکورٹی ہے، کیا ہمارا کوئی حق نہیں، صرف خواتین ہی کیوں پابند ہیں۔ کیوں آخر کیوں؟ پردہ کریں تو ہم، آخر کیوں؟ لڑکے ہمیں نہ چھیڑیں، کیا ہم انسان نہیں، کیا وہ جانور ہیں، وحشی ہیں، وہ خود پر کنٹرول کیوں نہیں کرتے، وہ چھیڑتے ہی کیوں ہیں، پردہ والی لڑکیوں کو زیادہ چھیڑتے ہیں۔ جب میں آپ کی ہم عمر تھی تو اسی طرح دوپٹہ میں اکیلی بازار جاتی تھی، ایک دفعہ ایک لڑکے کا مجھے ذرا سا کندھا ٹچ ہوا تو میں نے اس کی اتنی انسلٹ (بے عزتی) کی، اتنا شور مچایا کہ لوگوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ پردہ والی لڑکیاں بزدلی دکھاتی ہیں، وہ بکواس کرتے ہیں تو خاموشی سے گزر جاتی ہیں تو لڑکے اور نڈر ہو جاتے ہیں، ہمارا حق نہیں کہ گھومیں پھریں صرف مردوں کو حق ہے؟ اکثر گھرانوں میں جوائنٹ فیملی سسٹم ہوتا ہے، مائیں بیٹیوں کو کہتی ہیں کزنز کے سامنے، اپنے ہزبنڈ (شوہر) کے دوست کے سامنے دوپٹہ اوڑھ کر جاؤ۔ کیوں......؟ اور اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو جاتی ہے تو بھی لڑکی کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے، تم دوپٹے کے بغیر سامنے ہی کیوں گئی؟ تم نے تنگ کپڑے کیوں پہنے تھے؟ مرد کیوں خود کو کنٹرول نہیں کرتے؟ لڑکے لڑکیوں کی دوستی میں کوئی برائی نہیں، میرے بیٹے ہیں وہ لڑکیوں کے ساتھ کالج پڑھتے ہیں، میں ان سے بھی کہتی ہوں، لڑکیوں سے باتیں کرو مگر بہنیں سمجھ کر۔ جو عورتیں گھروں میں رہتی ہیں قرآن پڑھتی رہتی ہیں، کتابیں پڑھتی ہیں، انہیں کچھ باہر کی خبر نہیں ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے۔ گھر سے باہر جاؤ تو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چلو، کسی کو چھیڑنے کی جرأت نہیں ہوگی۔''

ان کی باتیں سن کر میں حیران ہوئی جا رہی تھی، یہ تو دین سے بغاوت پر اکسایا جا رہا تھا اور بغاوت بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی۔ ہماری ٹیچر اور اکثر لڑکیوں نے ان کی تقریر کی مخالفت کی۔ ہماری ٹیچر نے کہا کہ ''لڑکے کوئی جملہ کہہ بھی دیں تو انجان بن جاؤ یہ تاثر دو کہ سنا ہی نہیں، پھر انہوں نے اپنا قصہ سنایا کہ میں اور میرے ساتھ ایک سہیلی تھی، اکٹھے اسکول جاتے، راستے میں ایک لڑکے نے کوئی جملہ کہہ دیا میری سہیلی اس پر برس پڑی۔ تمہیں شرم نہیں آتی، ماں بہنیں نہیں ہیں تمہاری، لڑکے نے کہا کیوں نہیں ہیں، لیکن تم تو ماں بہن نہیں ہو۔ بچو! اب اس لڑکی کی کیا عزت رہ گئی۔''

کتنی تعجب خیز بات ہے مہمان خصوصی کو صرف اللہ تعالیٰ کا ''حق مہر'' والا فرمان یاد رہا وہ اللہ تعالیٰ کے پردہ کے متعلق اور دوسرے احکام کو کیوں فراموش کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فتنوں سے بچنے کے لئے ہی تو خواتین کو پردہ اور چار دیواری میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ عورتوں کو سیر و تفریح کی اجازت ہوتی تو مسجدوں میں نمازیں پڑھنے کی بھی اجازت ہوتی۔ غیر محرم کو دیکھنا آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا ہے۔

بغاوت پر اکسانے والی باغی خواتین سن لیں! ہمیں ایسا حق نہیں چاہئے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کا باغی بنا دے۔ تم جسے ''حق'' اور ''آزادی'' سمجھتی اور کہتی ہو ہم اس پر لعنت بھیجتی ہیں۔

کسی بھی پل اطمینان نہیں

بادلوں کا دور دور تک نام و نشان نہیں ہے
ابھی بارش کا کوئی امکان نہیں ہے
رستے بھرے ہوئے ہیں لوگوں سے
ان میں سے مگر کوئی بھی انسان نہیں ہے
اللہ کی بجائے غیر اللہ پہ التفات
یہ کسی مسلمان کے لائق شان نہیں ہے
ہر لمحہ گزر رہا ہے گناہوں میں
لیکن کوئی بھی اس پہ پشیمان نہیں ہے
ہر گھڑی خوف ہے کچھ ہو جانے کا
اس دل کو کسی بھی پل اطمینان نہیں ہے

ہمشیرہ ڈاکٹر محمد عظیم چوہدری

صرف چند یوم میں
واضح فرق
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866
فیئر فٹنس

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

گلٹی ہے:

میری عمر تقریباً ستائیس سال ہے میرا مسئلہ یہ ہے کہ سینے میں وزنی گلٹی محسوس کرتی ہوں جس کی وجہ سے وہ لڑھکتے ہوئے نظر آتے ہیں باجی میں بہت پریشان ہوں میرا مسئلہ ضرور حل کر دیں اللہ پاک آپ کو جزائے خیر دے۔ (اخت ہارون، ملتان)۔

☆ آپ باقاعدہ کسی گائناکولوجسٹ سے رابطہ کریں جو اس گلٹی کی صحیح تشخیص کر سکیں گی پھر جو ان کی رپورٹس ہوں وہ مجھے ضرور ارسال کیجئے گا۔

چہرے کے تل:

ڈاکٹر صاحبہ میرا مسئلہ یہ ہے میری عمر 19 سال ہے میرے چہرے پر کالے رنگ کے تل ہیں میرا رنگ سفید ہے جس کی وجہ سے میرے منہ پر زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میرے مسئلے کو ضرور حل کریں گی۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (ہمشیرہ محمد طلحہ یاسر میانوالی)

☆ میری پیاری بہنا چہرے پر تل ایک قدرتی مسئلہ ہیں ان کے لئے اب تک کوئی شافی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ مگر اس پر توجہ دینے سے اتنا ضرور ہوگا کہ اس میں اضافہ نہیں ہوگا۔ لوکی میں بعض خاصیتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو ان تلوں کی افزائش کو روک دیتی ہیں ان کو پکا کر یا ابال کر کھایا کریں۔ گل منڈی ایک بوٹی ہے اس کی چائے بھی تلوں کی افزائش کا سلسلہ روک دیتی ہے۔ سن بلاک دوپہر کے وقت ضرور لگا لیا کریں اس کے علاوہ دوا میں **Thuja 200** کی صبح و شام ایک ایک خوراک **3-4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پیا کریں۔ انشاءاللہ ان ہدایات پر عمل کرنے سے آپ کو فرق محسوس ہوگا۔

جسم کے مختلف حصوں میں دردیں:

میری امی جن کی عمر **45** سال ہے ان کے گھٹنوں میں شدید درد ہوتا ہے جسم بھی پھولا ہوا ہے برائے مہربانی کوئی اچھی سی دوا تجویز کر دیں۔ (بنت حسن گوجرانوالہ) میرے کندھوں میں بہت درد رہتا ہے کبھی کبھی تو سانس لینے میں بھی دشواری ہوتی ہے (ایک بیٹی)۔ میری عمر **27** سال ہے مجھے پٹھوں اور جوڑوں میں درد رہتا ہے جو تقریباً **6.5** سال سے ہے، سردیوں میں پٹھے اکڑ جاتے ہیں (ش م وزیر آباد)۔ میری عمر **16** سال ہے میں فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں، حافظہ بھی ہوں، میرے پٹھوں میں بہت درد رہتا ہے کبھی کبھی تو لگتا ہے میرے دماغ کی کوئی رگ پھٹ جائے گی اس کے علاوہ کانوں میں بھی درد شروع ہو جاتا ہے۔ (بنت محمد گلزار شاہد۔ جھنگ شہر)

☆ آپ تمام بہنوں کو جسم کے مختلف حصوں میں درد رہتا ہے جس کی نوعیت تقریباً یکساں ہیں۔ انسان کا جگر قدرتی طور پر وٹامن بی پیدا کرتا ہے اور یہ حیاتین ب عضلات اور اعصاب کے نظام کو مستحکم و مستعد رکھتی ہے جب جسم میں اس حیاتین کی کمی ہونے لگتی ہے تو رگیں اور پٹھے کھچاؤ اور درد کی صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ تمام لیموں کا شربت اور جب موسم ہو تو کینو زیادہ کھایا کریں۔ ان سے جگر کی اصلاح ہو جائے گی۔ بہتر ہوگا کہ **Cecon tab** کی صبح، دوپہر، شام ایک ایک گولی کھا لیں۔ گوبھی اور بند گوبھی میں حیاتین ب ہوتے ہیں کبھی کبھی استعمال کیا کریں۔ گائے کا گوشت اور نمک کم استعمال کریں۔ اس کے علاوہ **Mag-phos 6x** کی چار چار گولیاں دن میں **4** مرتبہ لے لیا کریں۔

آدھے سر کا درد:

میری نواسی سمیرا جس کی عمر **14,13** سال ہے، حافظہ قرآن ہے اور ایک مدرسے میں پڑھاتی ہے ایک عرصے سے آدھے سر کے درد میں مبتلا ہے دائیں طرف درد رہتا ہے بچی بہت پریشان ہے آپ اس کے لئے کوئی دوا تجویز کر دیں۔ (ظہور احمد، ٹنڈو آدم)

☆ آپ اپنی نواسی کو **SANGUINARIA Ø** کے **10-10** قطرے صبح و شام ایک گھونٹ پانی میں ملا کر دیں۔ انشاءاللہ افاقہ ہوگا۔ ان کی نظر بھی چیک کروا دیجئے۔ پڑھائی کے لئے روشنی کا مناسب انتظام رکھا کریں۔ سرخ مرچ بہت کم کر دیں۔ چونکہ ان کا دماغی کام زیادہ ہوتا ہے اس لئے مغز بادام نو دانے، کشمش سبز **12** گرام رات کو بھگو دیں۔ صبح دودھ کے ساتھ خوب چبا کر کھا لیں۔ ہمدرد کی سوینا ایک چائے کا چمچ نہار منہ اور سوتے وقت دودھ سے لے لیا کریں۔

بستر پر پیشاب:

میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا چھوٹا بھائی جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی ہے، اسے نیند سے بیدار کیا جائے تو جلدی بیدار نہیں ہوتا، نیند میں چلنے کی عادت ہے اس سے بری عادت یہ ہے کہ بستر پر پیشاب کر دیتا ہے، آپ اس کا حل ضرور بتائیے۔ (نسرین اختر بنگلہ گیل والا)

☆ آپ اپنے بھائی کو کہیں کہ خود کسی مرد ڈاکٹر سے رابطہ کریں ماشاءاللہ بالغ ہیں اپنی بات وہ خود زیادہ بہتر طور پر بتا سکیں گے۔ ان کے لئے میرا مشورہ ہے کہ کسی عام فزیشن کے بجائے اگر نفسیاتی ڈاکٹر سے رجوع کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ بستر پر پیشاب کے لئے دوا **Benzonic acid** **Causticum 200** دونوں دوائیں صبح شام **4-4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے:

میری عمر بیس سال ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ آنکھوں کے گرد گہرے رنگ کے حلقے پڑ گئے ہیں اور میری آنکھیں بھی بوڑھی عورتوں کی طرح اندر کی طرف دھنسی ہوئی ہیں آپ اس مسئلے کا کوئی آسان سا حل ضرور بتائیے۔ (بنت ارشاد احمد اعوان۔ کوٹ مٹھن)

☆ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جانا اس کی علامت ہیں کہ آپ کی صحت خرابی کی طرف جا رہی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کی نظر کمزور ہو، اس کے لئے کسی ماہر امراض چشم سے آنکھیں چیک کروائیں۔ کھیرے کے قتلے آنکھوں پر رکھیں اور کھیرا بکثرت سلاد کے طور پر استعمال کریں اس کے علاوہ سردیوں کے موسم میں گاجروں کا جوس فائدہ مند ہوگا۔ رات میں سونے سے پہلے عرق گلاب میں روئی بھگو کر آنکھوں پر رکھیں۔ ان شاءاللہ افاقہ ہوگا۔

پرانا بخار:

مجھے تقریباً **8** سال پرانا بخار ہے جو کہ تھرمامیٹر کے اعتبار سے **99** رہتا ہے، بخار ہلکا رہتا ہے تیز نہیں ہوتا، بخار کے ساتھ جسم میں شدید قسم کے درد بھی ہوتے ہیں، بہت کمزور ہو گئی ہوں خدا کے لئے کوئی ایسی دوائی تجویز کر دیجئے جو بخار اور دردوں سے نجات دلا دے۔ (نادیہ عثمان گاؤں اوچ ضلع دیر)

☆ نادیہ عثمان صاحبہ آپ نے لکھا کہ آپ کا درجہ حرارت **99** سینٹی گریڈ رہتا ہے مگر آپ نے کبھی اُس وقت بھی اپنا ٹمپریچر نوٹ کیا ہے جب نارمل حالت رہتی ہے کیونکہ بعض دفعہ بعض جسمانی تبدیلیوں کے باعث کسی کا نارمل ٹمپریچر ہی بڑھ جاتا ہے، اور میرے خیال میں ٹائیفائڈ کے ویکسین بھی اتنے متواتر طریقے سے نہیں لگوانے چاہئیں۔ جسم میں درد اور کمزوری تو اتنا عرصہ بخار رہنے کی وجہ سے ہوتی ہے اس کے لئے مقوی اور زود ہضم غذا لیں۔ دوا میں **EUPATORIUM PERF 200** اور **RHUSTOX 200** ان کو اس طرح استعمال کرنا ہے کہ ایک دوا صبح نہار منہ **3-4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں اور دوسری دوا کے **3-4** قطرے شام کو پانی میں ملا کر پئیں۔ ساتھ ہی یہ ہدایت کہ جتنا ہو سکے اپنے آپ کو گھر کے کام کاج میں مصروف رکھنے کی کوشش کیا کریں اور خوش رہا کریں۔

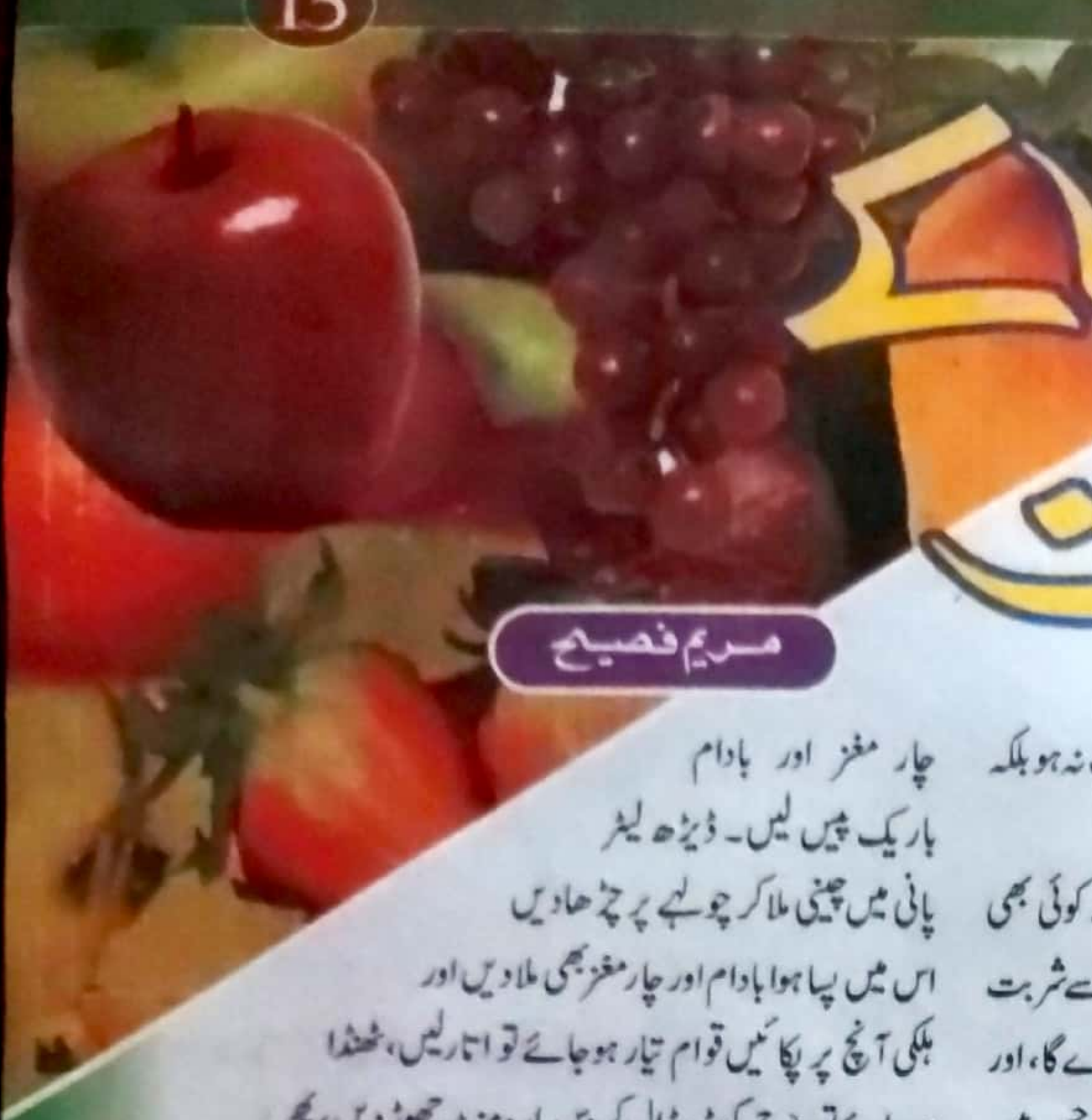

موسم گرما کے مشروبات

مریم فصیح

آج کل لوگ گھر میں بنی ہوئی چیزوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں بنسبت باہر کی۔ اسی طرح اگر گھر میں شربت، اسکوائش وغیرہ بنایا جائے تو وہ شربت، اسکوائش باہر کے کولڈ ڈرنک کے مقابلے میں زیادہ پسند کریں گے۔ شربت اور اسکوائش کے ذریعے موسمی پھلوں کا مزہ ہر وقت لیا جاسکتا ہے۔ شربت اور اسکوائش تب ہی بنانا چاہئے جب موسم کا پھل خوب ہو اور سستا ہو۔ پاکستان میں سال کے ہر موسم میں کوئی نہ کوئی پھل پیدا ہوتا اور ملتا رہتا ہے۔ اس لئے موسم کے پھل کو شربت یا اسکوائش کی صورت میں رکھا جاسکتا ہے۔

شربت اور اسکوائش بناتے وقت پیتل کے برتنوں کا استعمال نہ کریں، بلکہ اسٹیل اور ایلومینیم کے برتنوں کا ہی استعمال کریں۔ گلے سڑے، چپکے یا خراب پھل کبھی نہ لیں، چاشنی میں آئی گندگی کو رس ملانے سے پہلے ضرور نکال دیں، لوہے کی تار والی چھلنی کا استعمال بھی نہ کریں۔

مشروبات تیار کرتے وقت لازمی احتیاطیں

بہترین خاصیت کے اجزاء خریدیئے، تازہ پھل، اچھے اور تازہ گرم مصالحے وغیرہ استعمال کریں۔ شیشے کا صحیح استعمال کریں، شیشے کے سامان کو صحیح طور سے دھوئیں اور جراثیم سے پاک کریں۔ مشروب کو ہدایات کے مطابق ہلائیے نہ ہلانے سے یہ یک جان نہ ہوسکے گا اور مشروب کے اندر مختلف جگہ پر درجہ حرارت میں کمی بیشی ہوگی اور اگر ہدایات کے برعکس زیادہ ہلایا گیا تو زیادہ ٹھنڈا ہوجائے گا۔ چائے اور کافی میں یہ احتیاط لازم ہے تاکہ دونوں صحیح درجہ حرارت پر پیش ہوسکیں۔

شربتوں میں عموماً دیکھنے میں آیا کہ شربت کچھ عرصہ پڑا رہنے کے بعد جالا لگ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا ذائقہ خراب ہوجاتا ہے، اس طرح وہ شربت ناقابل استعمال ہوجاتا ہے۔

شربت چینی کو پاک اور صاف پانی میں گھولنے سے بنتا ہے مگر پھلوں کے رس، پھلوں کا نچوڑ یا ایسے ہی اس میں چینی ملانے کا نام شربت ہے۔ ان سے موسم گرما میں بڑے ذائقے دار شربت بنتے ہیں، کچھ شربت ادویات شامل کر کے بھی بنتے ہیں اور ان سے اکثر تکلیف اور دکھ دینے والے امراض سے شفا ہوجاتی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھئے کہ چینی دانے دار اور صاف ہونی چاہئے اور پھلوں کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ پانی کھارا نہ استعمال کریں بلکہ صاف ستھرا اور میٹھا پانی استعمال کریں۔

ضروری ہدایات:

شربت بنانے کیلئے چیزوں کو پکڑنے اور برتن میں بہت حفاظت سے رکھنے اور توجہ کی ضرورت ہے۔ صفائی کا بہت خیال رکھا جائے نہ صرف اس لئے کہ شربت خراب نہ ہو بلکہ شکل میں بھلا معلوم ہو اور ذائقہ بھی خوشگوار ہو۔

مٹی اور قلعی کئے ہوئے برتنوں کے بجائے کوئی بھی دھات کا برتن استعمال نہ کریں، اس طرح کرنے سے شربت کا تیزاب دھات سے مل کر ساری خوشبو ختم کردے گا، اور شربت خراب ہونے کا بھی خدشہ ہوگا۔ صاف چینی جس میں کسی قسم کے رنگ وغیرہ نہ ملے ہوں استعمال کریں۔

ابالتے وقت آنچ ہلکی رکھیں کیونکہ شربت کو اگر پانی کے ٹمپریچر کے برابر 100 ڈگری بھی رکھا جائے تو یہ خراب ہوجائے گا لہٰذا آگ نہ تو زیادہ اور نہ ہی بہت کم ہو۔ شربت کو ٹھنڈی اور صاف جگہ پر رکھنا چاہئے، لیکن ضرورت سے زیادہ بھی ٹھنڈی نہ ہو۔ شربت کو ایسے ہی برتن میں رکھیں جو اچھی طرح سے بند ہو اور اس میں ہوا کی آمدورفت بالکل نہ ہو۔

جب آپ شربت کو بوتل میں بھرنے لگیں یا پیک کرنے لگیں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ وہ اچھی طرح سے کچرے اور کیڑے مکوڑوں وغیرہ سے پاک صاف ہو۔

شربت میں خوشبو بڑھانے کیلئے شربت کے ٹھنڈے ہونے پر خوشبو ملائیں۔

آم کا شربت:

اجزاء: آم کی پھانکیں ۵۰۰ گرام۔ چینی ۲ کلوگرام۔ گلاب کا عرق ڈیڑھ کلوگرام۔ ٹاٹری ایک گرام۔

ترکیب: آم دھولیں پھر آم کے چھلکے اتار لیں۔ کانٹے سے آموں کو گودھ لیں۔ اب انہیں عرق گلاب میں ڈال کر پکائیں۔ آنچ ہلکی رکھیں تیس منٹ بعد گودے کو ململ کے صاف کپڑے میں ڈال کر خوب اچھی طرح نچوڑ لیں تاکہ گودا الگ ہوجائے۔ چینی میں پانی ملا کر چاشنی تیار کریں۔ چاشنی بن جائے تو اس میں عرق ملا کر پندرہ منٹ تک پکائیں۔ پھر ٹاٹری ڈال دیں اور جھاگ اتارتے جائیں۔ قوام گاڑھا ہوتا نظر آنے لگے تو اتار کر ٹھنڈا کرلیں اور بوتلوں میں محفوظ کرلیں۔

بادام کا شربت:

اجزاء: مغز بادام ۱۲۵ گرام۔ چار مغز ۱۲۵ گرام۔ روح کیوڑہ ایک چھوٹی شیشی۔ چینی ڈیڑھ کلوگرام۔ پانی ڈیڑھ لیٹر۔

ترکیب: بادام کی گریاں اور چار مغز الگ الگ برتنوں میں رات ہی کو بھگودیں۔ صبح بادام کی گریاں چھیل لیں اب چار مغز اور بادام باریک پیس لیں۔ ڈیڑھ لیٹر پانی میں چینی ملا کر چولہے پر چڑھادیں اس میں پسا ہوا بادام اور چار مغز بھی ملادیں اور ہلکی آنچ پر پکائیں قوام تیار ہوجائے تو اتار لیں، ٹھنڈا ہوجائے تو روح کیوڑہ ڈال کر دس بارہ منٹ چھوڑ دیں، پھر بوتلوں میں بھرلیں۔

مکس فروٹ اسکوائش:

اشیاء: سنگترے کا رس ایک کپ۔ لیموں کا رس ایک کپ۔ اناناس کا رس ایک کپ۔ انگور کا رس ایک کپ۔ پانی تین کپ۔ چینی آٹھ کپ۔ نمک ایک چائے کا چمچہ۔ پوٹاشیم میٹابائی سلفیٹ چوتھائی چمچہ۔

ترکیب: لیموں، سنگترے، اناناس اور انگور کے رس کو ایک ساتھ ملا کر باریک کپڑے میں چھان لیں۔ چینی کو پانی میں حل کریں، پانی کو بھی باریک کپڑے سے چھان لیں۔ چینی والے پانی سے ایک تار کی چاشنی بنائیں۔ چاشنی ٹھنڈی کریں۔ اس چاشنی میں نمک ملا کر اچھی طرح سے ملائیں۔ ٹھنڈے مرکب میں آدھا کپ پانی میں پوٹاشیم میٹابائی سلفیٹ گھول کر ملائیں، اسکوائش تیار ہے۔ تیار اسکوائش کو بوتلوں میں بھریں، برف ڈالیں اور پانی ڈال کر پئیں۔

آم کا اسکوائش:

آم کا رس سوا لیٹر۔ پانی ایک لیٹر۔ چینی ایک کلوگرام۔ میٹھا رنگ (زرد) ۱۲ گرام۔ پوٹاشیم میٹا بائی سلفیٹ ۲ گرام۔ ٹاٹرک ایسڈ ۲۰ گرام۔

ترکیب: چوسنے والے آم کو اچھی طرح دھولیں۔ دستانے پہن کر آموں کو ہاتھ سے دبا کر رس نکال لیں اور وزن کے مطابق رس اکٹھا کرلیں۔ کسی قلعی دار کھلے منہ کے برتن میں پانی میں چینی حل کریں۔ اس میں ٹاٹرک ایسڈ بھی حل کر کے ملادیں۔ شربت کو آگ پر رکھنے سے ٹاٹرک ایسڈ فوراً گھل جاتی ہے۔ اب اسے ٹھنڈا کر کے ململ کے کپڑے سے چھان لیں اور پھر اس میں آم کا رس ملادیں۔ پوٹاشیم میٹابائی سلفیٹ بھی حل کردیں اور رنگ بھی ملادیں، لیکن رنگ کو پہلے تھوڑے پانی میں حل کرلیں، جب تمام اشیاء اچھی طرح حل ہوجائیں تو صاف ستھری اور خشک بوتلوں میں بھریں۔

پیارے پیارے نام

لڑکوں کے نام:

حَبَّان: محبوب

حَازِمُ: صاحب ہمت

خَاشِعُ: اللہ کے لئے خشوع کرنے والا، جھکنے والا

رَسْلان: شیر

رَوَاح: خوشی، راحت

لڑکیوں کے نام:

حَیاء: حیا، ایک خاص صفت جو عفت پر دلالت کرتی ہے۔

حُوْرِیَۃ: وہ خوب صورت حور جس کا جنت میں وعدہ ہے۔

حَصِیْفَۃ: کامل العقل

خَیرِیۃ: خیر والی

دُعَاء: امید، التجا، تضرع

ام اخت راشد اللہ عزام

لپ اسٹک کے نقصان

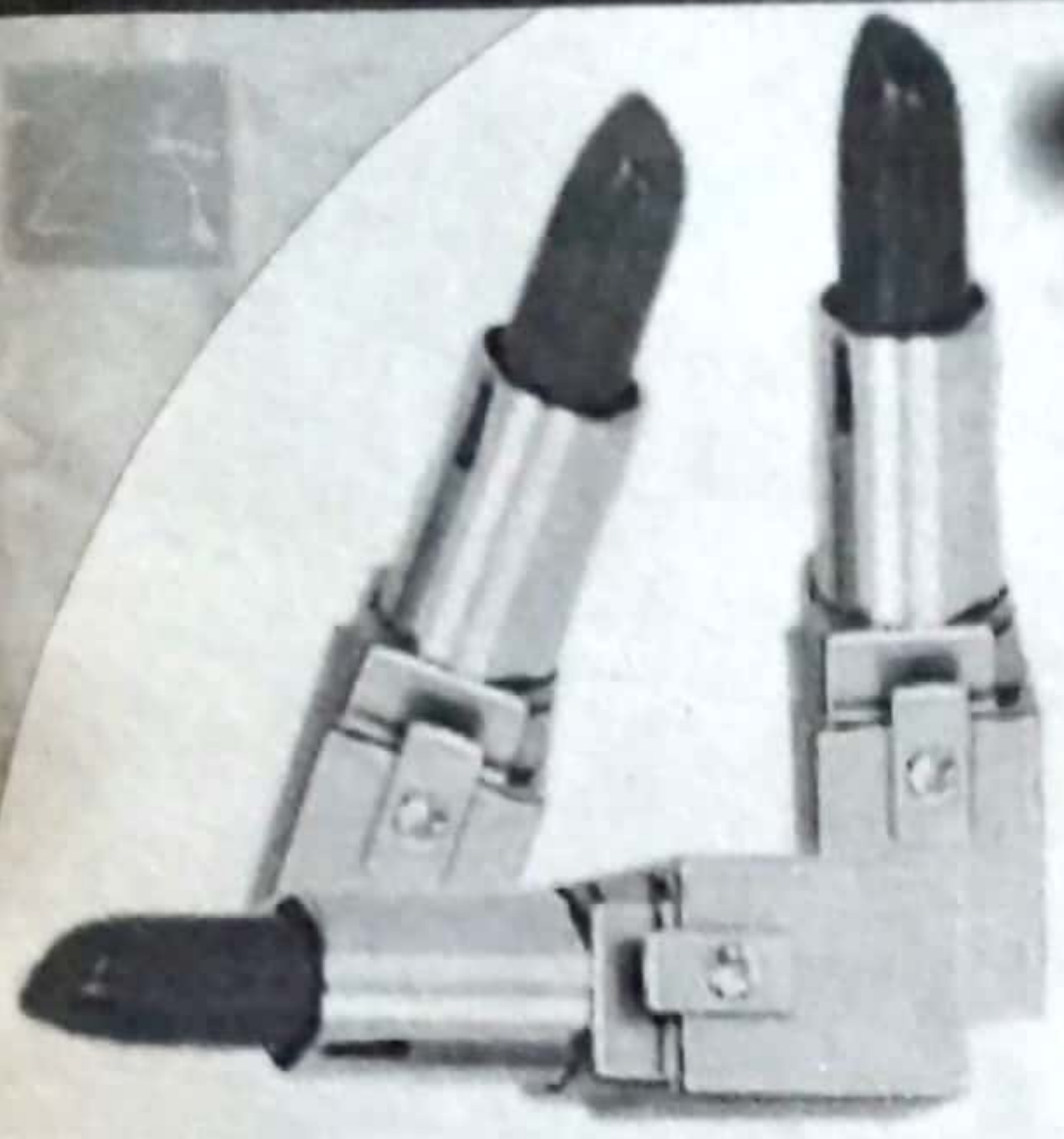

زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن ختم ہوجاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتا ہے اس امر کا انکشاف غیر ملکی جریدے کی بیوٹی رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق نوعمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں بعض اوقات ہونٹوں کے ٹشوز مستقل طور پر مرجاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق لپ اسٹک بھی ہونٹوں کے قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے وائرس جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض بھی لگتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ اسٹک لگانے کے چھ گھنٹے تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچانا چاہیے ورنہ ہونٹوں پر فنگس ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔ لہٰذا خواتین کے لئے لپ اسٹک مضر ہے (بیوٹی رپورٹ۔ دیکلی سن) اس لئے اسلام نے زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈے کھانے پینے سے منع کیا ہے۔

گھریلو چٹکلے

بنت مولانا جمیل احمد

☐ رنگ کے داغ دور کرنا: رنگ کا داغ دور کرنے کے لئے ایمونیا اور تارپین برابر وزن کے لیکر کسی برتن میں ڈالیں اور متاثرہ حصے کو دو یا تین بار اس برتن میں بھگوئیں پھر صابن سے اچھی طرح دھولیں داغ مٹ جائے گا۔

☐ برتن چمکدار بنانا: سلور کے برتن اگر کالے ہوجائیں تو ان میں دو دن کے لئے لسی ڈال دیں اور پھر تھوڑا سا سوڈا ڈال کر مانج دیں، سفید چمکدار ہوجائیں گے۔

☐ اچار مصالحے میں لونگ کا استعمال: اچار مصالحے میں لونگ ڈالنے سے پہلے اس کے اوپر کے گول والے حصے اتارلیں ورنہ لونگ کی خوشبو تیز ہونے کی وجہ سے دوسرے تمام مصالحوں کی خوشبو ماند پڑجائے گی۔

☐ اچار میں سفید مرچ کا استعمال: اچار مصالحے میں کالی مرچ کے بجائے سفید مرچ استعمال کریں، اس سے مصالحہ میں زیادہ اچھی خوشبو آئے گی اور اچار بھی جلدی خراب نہیں ہوگا۔

☐ آلو کے چپس اسٹور کرنا: آلوؤں کے باریک گول چپس کاٹ کر انہیں ابلتے ہوئے پانی میں 3 منٹ کیلئے ڈال دیں۔ ذائقے کیلئے پانی میں نمک، لیموں کا رس اور تھوڑی سی پسی ہوئی لال مرچ ڈال دیں 3 منٹ بعد آلو کے قتلوں کو نکال کر کھلی دھوپ میں کسی ململ کے کپڑے پر پھیلا دیں، سوکھ جانے کے بعد کسی پلاسٹک کے ڈبے میں محفوظ کرلیں، بوقت ضرورت فرائنگ پین میں کوکنگ آئل گرم کرکے صرف ایک منٹ فرائی کریں نہایت خستہ چپس تیار ہوجائیں گے۔

☐ پکوڑوں کو خستہ بنانا: بیسن میں دو کھانے کے چمچے چاول کے آٹے کے ملادیں، پکوڑے خستہ اور لذیذ بنیں گے۔

☐ مسور کی دال کے مضر اثرات دور کریں: مسور کی دال پکاتے وقت اگر آخری چند منٹ پہلے اس میں تھوڑا سا دودھ ڈال دیا جائے تو اس کے مضر اثرات ختم ہوجائیں گے۔

☐ سالن میں مرچیں کم کرنا: اگر کبھی گوشت یا سبزی (تقریباً آدھا کلو) وغیرہ کے سالن میں مرچیں زیادہ ہوجائیں تو بڑا چمچہ گھی کو کھلے فرائنگ پین میں یا کسی برتن میں اچھی طرح گرم کرکے سالن پر ڈال دیں پھر سالن کو دوبارہ فرائنگ پین یا اس برتن میں پلٹ دیں جس میں گھی گرم کیا تھا سالن کو ایک دفعہ ابال آنے پر چولہا بند کرکے زائد گھی نتھارلیں مرچیں کم ہوجائیں گی۔

☐ ٹوٹے گلدان اور چینی کے برتن جوڑنا: ٹوٹے ہوئے گلدان اور چینی کے برتن جوڑنے کے لئے انڈے کی سفیدی میں ان بجھا چونا ملاکر آمیزہ تیار کریں اور برتن جوڑ کر رکھ دیں تھوڑی دیر سوکھنے پر برتن جڑ جائے گا اور معلوم بھی نہیں ہوگا کہ کبھی ٹوٹا تھا۔

☐ ہونٹوں کی سیاہی دور کرنا: ہونٹوں کی سیاہی دور کرنے کے لئے کیلے کے چھلکے کے اندر کے حصے کو کھرچ لیں اور ایک چائے کا چمچہ لیموں کا رس ڈال کر ہونٹوں پر 5 منٹ تک لگا رہنے دیں دو مرتبہ ہفتہ میں یہی عمل دہرائیں آپ دیکھیں گی کہ سیاہی ختم ہوکر سرخی مائل ہونٹ نظر آنے لگیں گے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

جب اللہ کی رحمت میری طرف متوجہ ہوئی

میں پہلے پردہ نہیں کرتی تھی کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ پردہ میں رہ کر جو خواتین غلط کام کرتی ہیں وہ بہت برا ہے، جیسا کہ بعض خواتین کرتی ہیں کہ گھر سے برقعہ پہن کر نکلیں اور باہر جا کر اتار کر تہ کر کے بیگ میں رکھ لیا اور اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ چل دیں۔ اس لئے میں کہتی تھی کہ اس سے یہ بہتر ہے کہ ہم پردہ نہیں کرتیں، لیکن ایسی حرکتیں بھی نہیں کرتیں۔ ساری عمر اسی ضد میں گزار دی۔ میں سروس بھی کرتی ہوں، لیکن فیشن وغیرہ زیادہ پسند نہیں کرتی۔ چار سال پہلے کچھ سہیلیوں سے اسی بات کا ذکر چل رہا تھا، سب اپنی اپنی رائے پیش کر رہی تھیں کہ اگر ہم پردہ کر لیں، برقعہ پہن لیں تو کیا کچھ فائدہ ہے؟۔ یہاں سروس میں تو ہم کھلے منہ ہی بیٹھنا پڑے گا، اچانک ایک دوست بولی کہ اگر برقعہ پہن لیا تو کم از کم راستے بھر کے پچاس لوگوں کی نظروں سے تو بچ جائیں گی۔ صرف یہاں ہی دو چار کی نظر پڑے گی۔ بس یہ بات میرے دل کو لگی اور میں نے برقعہ پہن لیا، جب برقعہ پہن کر نقاب لگا کر اسکول گئی تو سب نے کہا لو ڈاکو آگئی، یہ پہلا جملہ تھا جس نے برقعہ کا استقبال کیا، خیر میں نے اپنے دل کو سمجھایا کہ یہ امتحان تو ہونا ہی ہے۔ شوہر کے ساتھ جانے لگی تو شوہر نے کہا اب تم میرے ساتھ جا رہی ہو برقعہ نہ پہنو۔ میں نے کہا کہ لوگوں کی نظر تو تب بھی پڑے گی۔ خیر اس پر وہ چپ ہو گئے لیکن دل میں اک کسک تھی کہ یہ پردہ بھی ادھورا ہے پورا پردہ ہونا چاہئے۔ الحمدللہ اب تقریباً 6 مہینے سے مکمل شرعی پردہ کر رہی ہوں تمام نامحرموں سے خواہ وہ رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اسکول میں بھی پورا ٹائم برقعہ پہنے رہتی ہوں، ایک دن ساتھی ٹیچرز طنزیہ کہنے لگیں کہ ابھی تو سردیاں ہیں، دیکھیں گے گرمیوں میں کیسے پہنتی ہو؟ لیکن میں نے کہا کہ طنز نہ کرو دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت دے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے پردے پر استقامت دے دی۔ گرمی لگتی ہے، لیکن قیامت کی گرمی کا سوچ کر کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ رشتہ داروں سے بھی باتیں سننی پڑتی ہیں حتیٰ کہ بہنوں سے بھی کہ انتہا پسند ہو گئی ہے، بھائی وغیرہ بھی اس کو اچھا نہیں سمجھتے کہ رشتہ داروں سے بھی پردہ کئے بیٹھی ہے۔ سسرال والے بچوں سے تصدیق کرتے رہتے ہیں کہ امی فلاں کے سامنے آتی ہیں یا پردہ کرتی ہیں؟

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اب ہدایت دے دی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اس پر قائم رکھے۔ کوئی کہتا کہ شکل اس قابل نہیں رہی کہ دنیا کو منہ دکھا سکے اس لئے پردہ کر لیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ بڑھاپے (39) سال عمر میں پردے کی سوجھی ہے، بہر حال رشتہ داروں میں سے صرف ایک رشتہ دار نے سمجھایا کہ بیٹا شکر کرو مرنے سے پہلے تو توبہ کی توفیق ہو گئی، یہ ہی بہت ہے ورنہ تو قبر میں بھی اسی بے پردگی کے ساتھ جاتے تو پتہ نہیں کیا بنتا؟ میں اس پر جو کہ پچھلی عمر بے پردگی میں گزری ہے سچے دل سے توبہ کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں کہ مجھے معاف کر دیں۔ (آمین) اب باہر نکلنا بھی کم کر دیا ہے اور الحمدللہ دین کی طرف بھی رغبت زیادہ ہو گئی، قرآن مجید ترجمے کے ساتھ پڑھتی ہوں، درس میں بھی جاتی ہوں اور اپنے بچوں اور شوہر کی اصلاح کی بھی کوشش کرتی ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ شوہر اگر سمجھدار ہو تو بیوی کے لئے دین پر چلنا آسان ہوتا ہے ورنہ بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ چھوٹے بیٹے کو حفظ میں ڈال دیا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول کر لے اور اس کے ذریعے سے ہماری بخشش فرمائیں۔ (آمین) ورنہ آج تو ہر طرف دیکھ کر زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، وہی دین والوں کا دین کی طرف بلانا اور لوگوں کا ابوجہل کی طرح مذاق اڑانا اور راہ میں رکاوٹیں ڈالنا اور دینداروں کو تنگ کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

تنویر جہاں

زیرِ لب

بدزبان بیوی کا قصہ

ایک قصہ ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی بہت ہی بدزبان تھی۔ اس بزرگ نے اس کی اصلاح کی کوشش بہت کی اور بہت ہی تدبیریں آزمائیں مگر کچھ نفع نہ ہوا۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ کم بخت! تو بہت ہی بدقسمت ہے کتنی دور سے لوگ میرے یہاں آتے ہیں اور ان کو نفع ہوتا ہے لیکن تو میرے ساتھ کتنی مدت سے ہے تجھے مجھ سے کچھ نفع نہیں ہوا۔ یہ سن کر وہ بولی میں بدقسمت کیوں ہوئی میں تو بڑی خوش قسمت ہوں کہ آپ جیسے بزرگ کے ساتھ پلے بندھی ہوئی ہوں، میرے برابر کوئی ہو تو بتائے بدقسمت تو تم ہو کہ تمہیں مجھ جیسی بری عورت ملی۔

یہاں بھی اللہ کی بندی زبان درازی سے باز نہ آئی، خاوند کو بدقسمت بنا کر چھوڑا مگر اس بدتمیزی میں بھی اعتقاد ٹپکتا ہے کہ ان کو بزرگ اور ولی اللہ بتائے جا رہی ہے اور ان کا منشا ہی وہی محبت ہے۔ (اخت حافظ محمود علی مہر۔ جیکب آباد)

ادھورا خواب

ماں! ماں! کہاں ہیں آپ؟ جلدی آئیے ناں...... کیا ہوا بیٹے ماں! مجھے نوکری مل گئی ہے۔ ماں! تمہارے بیٹے کا ادھورا خواب مکمل ہو گیا ہے۔ ماں! کتنی محنتوں کتنی تکلیفوں سے آپ نے مجھے بڑا کیا۔ کتنی آرزوؤں سے آپ نے لکھایا پڑھایا۔ ماں! مجھے وہ وقت یاد ہے جب آپ نے مجھے کھانا کھلایا اور خود بھوکی رہی لیکن اب ایسا نہیں ہوگا میں آپ کی زندگی کے آرام کا ذریعہ بنوں گا، آپ کے وہ سارے ارمان پورے کروں گا جن کی آپ نے ہمیشہ سے تمنا کی تھی، جن کی امنگیں آج تک آپ کے دل میں انگڑائیاں لے رہی ہیں۔ ساتھ ہی حامد کی چھوٹی بہن کھڑی یہ تمام باتیں سن رہی تھی، اس نے بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا! شاباش بھائی شاباش۔“

اس کے ساتھ ہی حامد کی آنکھیں کھلی تو چھوٹی بہن اُس کی چارپائی کے ساتھ کھڑی کہہ رہی تھی۔ بھائی اب اٹھ بھی جائیں! صبح ہو گئی ہے۔ اخبار اس کے چھوٹے ہاتھوں سے گرا تو حامد نے اٹھا کر دیکھا! صفحے کے فرنٹ حصے پر سب سے پہلی سرخی پر لکھا تھا ”ہم امریکا کی بدولت پاکستان سے بے روزگاری کا خاتمہ کریں گے۔“

ساتھ ہی ہمارے حکمران (صدر صاحب) کی تصویر لگی ہوئی تھی۔

اس نوجوان نے سر کو جھٹکا دے کر کہا: ”بے روزگاری اور خاتمہ“ (بنت یوسف غنی۔ پشاور)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

66

بدھ 20 ربیع الثانی 1425ھ مطابق 9 جون 2004ء

بے پردگی سے پردے والی زندگی بہتر ہے

DIL BOLA...
Pakola

Rs. 20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

بغض و کینہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

باطنی گناہوں میں سے ایک خطرناک گناہ ''کینہ'' بھی ہے، عربی زبان میں اسے ''حقد'' کہا جاتا ہے۔ عربی لغت کے مشہور امام ابن منظور رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''حقد'' یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دل میں نفرت اور عداوت چھپائے رکھے اور انتقام لینے کے لیے کسی مناسب وقت کا انتظار کرتا رہے، علامہ جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اصل میں تو حقد طلب انتقام کو کہا جاتا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص فی الحال انتقام سے عاجز ہونے کی وجہ سے غصے کو دبانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ غصہ بتدریج کینہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔''

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''کینہ، ناجائز غصہ اور حسد تینوں باطن کے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور ان تینوں کے درمیان ایک خاص ترتیب اور تلازم پایا جاتا ہے کیونکہ باطل غصے کے نتیجے میں کینہ اور کینے کے نتیجے میں حسد پیدا ہوتا ہے۔''

جن بدنصیبوں کے دل میں کینے کا مرض پیدا ہو جاتا ہے وہ اس کی آگ میں جلتے رہتے ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ جن نعمتوں کی تمنا انہوں نے کی تھی وہ ان کی بجائے دوسروں کو حاصل ہو گئی ہیں، جس عزت اور مرتبے کے وہ امیدوار تھے اس پر کوئی دوسرا فائز ہو گیا ہے تو یہ چیز ان کی اندرونی آگ کو مزید بڑھا دیتی ہے اور یوں وہ ابلیس کی خلافت اور نیابت کے حقدار بن جاتے ہیں کیونکہ ابلیس نے اپنے دل میں ایک بڑے مقام کی آرزو پال لی تھی اور خود ہی یہ طے کر لیا تھا کہ اس مقام کا مجھ سے زیادہ کوئی بھی استحقاق نہیں رکھتا، لیکن جب یہ مقام اس کی بجائے، خاکی انسان کو دے دیا گیا تو وہ جل بھن گیا اور اس نے قسم اٹھالی کہ میں انسان سے انتقام لے کر رہوں گا اور جیسے میں ہدایت سے محروم ہوا ہوں انسان کو بھی اس سے محروم رکھنے کی پوری کوشش کروں گا، اس بدبخت نے اللہ تعالیٰ سے زندگی کی مہلت نہ تو توبہ کے لئے مانگی اور نہ ہی اپنی آخرت سنوارنے کے لیے، بلکہ اس نے محض اس لئے مہلت مانگی تاکہ وہ انسانوں کو راہ راست سے ہٹا سکے، یہی وہ ابلیسی آگ ہے جو ہر کینہ ور کے سینے میں جلتی رہتی ہے، بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں کوشش کے باوجود شیطان بتوں کی عبادت میں تو نہیں لگا سکتا لیکن اس نے انہیں خطرناک باطنی گناہوں میں مبتلا کر رکھا ہے، انسانوں کے اس ابتلاء عام کو دیکھ کر شیطان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا بالخصوص جب دلوں میں بغض و حسد اور عداوت و کینہ کی آگ شعلہ زن ہوتی ہے تو وہ خوشی سے دیوانہ ہو جاتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ یہ آگ ان کے فضائل و کمالات، ان کی باہمی محبت اور برادرانہ تعلقات سمیت ہر چیز کو بھسم کر کے رکھ دے گی، اگر دل میں نفرتوں کی آگ لیے ہوئے کسی کا انتقال ہو گیا تو وہ آتشِ دوزخ کا مستحق ٹھہرے گا۔ مغفرت کے حقدار تو بس وہی ہوں گے جو ''سلیم القلب'' ہوں گے، جن کے دل نفرت اور عداوت سے پاک ہوں گے، یہ وہ خوش نصیب ہوں گے جو دنیا میں کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھتے تھے تو اللہ کی رضا اور قضا پر راضی رہتے تھے اور جب مخلوق میں سے کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھتے تھے تو تڑپ اٹھتے تھے۔

قرآن کریم میں ان کینہ وروں کا ذکر آیا ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بلند اور مسلمانوں کی روز افزوں عزت کو دیکھ کر بغض اور کینہ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے۔

سورۃ البقرہ میں ہے ''بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے، جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔''

احادیث نبویہ میں بھی اس ہلاکت خیز بیماری کی مذمت آئی ہے۔ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نصفِ شعبان کی رات بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس ایمان والوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دے دیتا ہے اور کینہ وروں کا معاملہ اس وقت تک مؤخر کر دیتا ہے جب تک کہ وہ کینہ سے باز نہ آجائیں۔'' (ترغیب وترہیب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جن لوگوں کے اندر تین بیماریاں نہ ہوں، ان میں سے جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ ۱۔ جس شخص کا اس حال میں انتقال ہو جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ ۲۔ وہ ساحر نہ ہو کہ ساحروں کے پیچھے پڑا رہے۔ ۳۔ اپنے مسلمان بھائی سے بغض اور کینہ دل میں نہ رکھتا ہو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ''چغل خوری اور کینہ دوزخ میں لے جانے والی ہیں اور یہ کہ مسلمان کے دل میں یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے دلوں کو بغض و کینہ سے محفوظ رکھتے تھے اور اسے بہت بڑی نیکی شمار کرتے تھے۔

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے، کسی نے اس خوشی کی وجہ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا ''مجھے اللہ کے ہاں اپنے دو اعمال کی قبولیت کی سب سے زیادہ امید ہے ایک تو یہ کہ میں اپنے آپ کو فضول گوئی سے بچا کر رکھتا ہوں، دوسرا یہ کہ میرا دل مسلمانوں کے بارے میں بالکل صاف ہے اور اس میں کسی کے لیے نفرت و عداوت نہیں۔

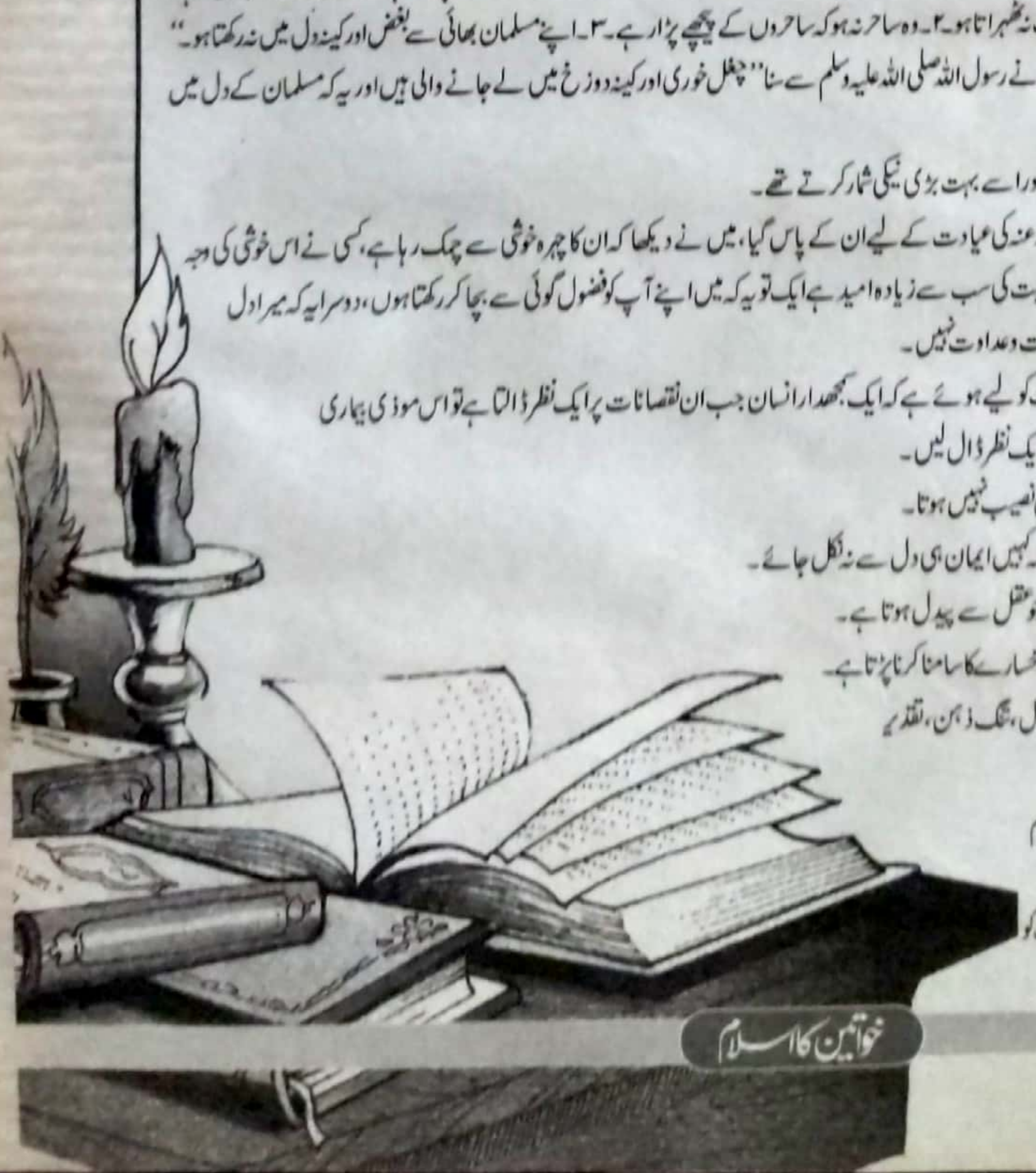

حقیقت یہ ہے کہ کینہ اپنے دامن میں اتنے دینی اور دنیاوی نقصانات کو لیے ہوئے ہے کہ ایک سمجھدار انسان جب ان نقصانات پر ایک نظر ڈالتا ہے تو اس موذی بیماری سے اپنے آپ کو بچانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ آیئے ان نقصانات پر ایک نظر ڈال لیں۔

(۱) کینہ ور کی ساری زندگی حزن و الم میں گزرتی ہے، اسے کبھی سکون نصیب نہیں ہوتا۔

(۲) کینہ ایسا خطرناک قلبی مرض ہے، جس کی وجہ سے اندیشہ یہ ہے کہ کہیں ایمان ہی دل سے نہ نکل جائے۔

(۳) کینہ ایک شیطانی وسوسہ ہے اور اس وسوسہ کو وہی قبول کرتا ہے جو عقل سے پیدل ہوتا ہے۔

(۴) کینہ ور، اللہ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اسے دنیا اور آخرت میں خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۵) کینہ ور ایک گمراہ شخص ہوتا ہے، راہ راست سے بھٹکا ہوا، تنگ دل، تنگ ذہن، تقدیر سے نابلد۔

(۶) کینہ کی وجہ سے باہمی الفت و محبت ختم ہو جاتی ہے، اختلافات جنم لیتے ہیں اور قتل و قتال تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

(۷) کینہ انسان کے عیوب کو ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی باطنی غلاظت کو کسی نہ کسی انداز میں ظاہر کر دیتا ہے۔

بارش کے لئے دعا

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثاً مُغِیْثاً مَرِیْئاً مُرِیْعاً نَافِعاً غَیْرَ ضَارٍ عَاجِلاً غَیْرَ اٰجِلٍ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر ایسی بھرپور بارش نازل فرما جو زمین کے لئے موافق اور سازگار ہو، کھیتوں میں سرسبزی اور شادابی لائے، اس سے نفع ہی نفع ہو نقصان بالکل نہ ہو، اے اللہ جلد نازل فرما دیر نہ ہو۔

تعمیرِ فکر

دعا اور مشورے کی ضرورت

''خواتین کا اسلام'' آپ کا پسندیدہ پیارا سا ہفت روزہ میگزین ہے۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اس میں ہر ہفتے نئی سے نئی اور اچھوتی چیز شامل ہو...... لیکن کبھی کبھی محسوس ہونے لگتا ہے کہ خواتین کا اسلام بہت دنوں سے ایک ہی ڈگر پر چل رہا ہے اور اس میں یکساں نیت آگئی ہے...... وہی لگے بندھے مضامین...... ایک جیسے چٹکلے...... ایک ہی انداز میں کشکول...... ''جو آپ نے لکھا'' میں ہر مرتبہ تعریفی خطوط کی بھرمار...... یقین کیجئے ہفتوں گزر جاتے ہیں کوئی تنقیدی خط پڑھنے کو نہیں ملتا...... تعریفوں کے اتنے پل بندھے ہوتے ہیں کہ خود ہمیں اپنا راستہ تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے...... کبھی کبھی خوف آنے لگتا ہے...... اس لئے کہ کوئی بھی انسان عقل و خرد، تقویٰ و تدیّن کے اعتبار سے کامل نہیں...... خیال آتا ہے کہ...... سب لوگ تعریف کر رہے ہیں کوئی لکھتا ہے ''خواتین کا اسلام'' عظیم الشان راہنما ہے...... کوئی لکھتا ہے تہذیب اسلامی کا نادر نمونہ ہے...... کسی نے لکھا ہوتا ہے تڑپتے دلوں کی آواز ہے...... مشعل راہ ہے...... دریا کوزے میں بند ہے...... زبردست کاوش ہے...... وغیرہ وغیرہ...... ظاہر ہے جب تعریفوں سے بھرے خطوط کی بھرمار ہو...... واہ واہ...... سبحان اللہ کے نعرے ہوں...... تو نفس خوش ہوتا ہے...... اینڈتا ہے...... خوب پھلتا پھولتا ہے...... سمجھتا ہے کہ میں بھی کوئی چیز ہوں...... میرے کام کی اتنی زبردست تعریف ہو رہی ہے...... معلوم ہے آپ کو؟ ایسے وقت میں اس ظالم کو قابو کرنے کی کتنی جدوجہد کرنی پڑتی ہے...... کچھ عرصہ قبل اچانک خیال آیا کہ...... یہ ساری محنت...... تگ و دو...... مغزماری پتہ نہیں اللہ کے ہاں مقبول بھی ہے کہ نہیں؟...... بس یہ سوچنا تھا کہ اپنے آپ پر جیسے ڈھیروں پانی پڑ گیا ہو...... سارے ولولے سارے جذبے ٹھنڈے پڑ گئے...... جی ہاں! ہمارا مقصد تو اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے...... اور بارگاہِ رب العزت میں تو صرف خالص چیز قبول کی جاتی ہے...... وہاں ریاکاری خود پسندی کی ملاوٹ قطعاً قبول نہیں...... خالص اور صرف خالص...... آپ نے وہ حدیث تو پڑھی یا سنی ہوگی جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک شہید، ایک عالم اور ایک تاجر لائے جائیں گے...... شہید کہے گا، یا اللہ! میں نے تیری رضا کے لئے اپنی جان دے دی...... عالم کہے گا کہ میں نے تیرے دین کا علم حاصل کیا تاکہ لوگوں کو اس کا نفع پہنچاؤں...... تاجر کہے گا کہ میں اپنا مال تیری راہ میں لٹاتا رہا...... اللہ فرمائیں گے...... تم جھوٹ بولتے ہو...... تم نے یہ سب اس لئے کیا تاکہ دنیا میں واہ واہ ہو...... اور اس کے بعد وہ جہنم میں اوندھے منہ گرا دیئے جائیں گے...... یہاں تو یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ جس چیز کو دین کی محنت کہہ رہے ہیں وہ کہیں عنداللہ مقبول ہی نہ ہو...... ہماری مائیں بہنیں خواتین کا اسلام پڑھ پڑھ کر فائدہ اٹھائیں...... اپنی دنیا بھی بنائیں اور عاقبت بھی سنواریں...... ڈھیروں ثواب کمائیں اور جنت میں بڑے بڑے محلات تیار کرالیں مگر...... مگر یہ کہ جو لوگ اس پرچے کو محنت سے تیار کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں نعمت کی بجائے وبال بن جائے...... اس بات پر کہ اپنی واہ واہ کرانے کے لئے اللہ کے دین کو استعمال کرتے رہے...... یقین جانئے! یہ بڑے ہی خسارے والی بات ہوگی...... ہاں تو! آپ سے یہ عرض کرنا تھا نمبر ایک تو یہ کہ ہمارے لئے بہت زیادہ دعا کیا کریں کہ اللہ اس دینی محنت کے سلسلے میں اخلاص کامل عطا فرمائیں اور اسے ہمارے لئے ذریعہ نجات بنا دیں...... دوسرے نمبر پر یہ کام کریں کہ آپ کے ہاتھوں میں جو تازہ پرچہ ہے اس کا اور اس سے پچھلے چند شماروں کا تنقیدی نظروں سے جائزہ لیں، کہیں زبان و بیان کی غلطی ہو، پروف ریڈنگ کی غلطی نظر آئے، کوئی شعر یا مصرعہ غلط چھپ گیا ہو، آپ کے خیال میں کوئی غیر ضروری چیز شائع ہوگئی ہو تو ضرور نشان دہی کیجئے۔ تیسرے نمبر پر ذرا یہ سوچئے کہ اب تک جو کچھ چھپ رہا ہے اس کے علاوہ کیا کچھ آپ کے میگزین میں چھپنا چاہئے...... کسی چیز کی کمی محسوس ہو...... آپ کے ذہن میں کوئی نیا سلسلہ ہو...... کوئی اچھوتا خیال آرہا ہو تو ضرور لکھ بھیجئے۔ ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ ''خواتین کا اسلام'' کو زیادہ سے زیادہ بہتر اور نفع مند بنایا جاسکے۔ والسلام **محمد احمد حافظ**

حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام عمارہ کا نام نسیبہ تھا، قبیلہ خزرج سے تعلق تھا۔ پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا، دوسرا عربہ بن عمرو سے۔ بیعت عقبہ میں شریک تھیں۔ غزوۂ احد میں شریک تھیں اور ایک نازک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار سے زبردست مدافعت کی، اتنی کہ خود زخم کھائے مگر کسی کافر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچنے دیا۔ خیبر اور فتح مکہ کے معرکوں میں شریک تھیں۔ مسیلمہ کذاب نے ان کے ایک بیٹے کو شہید کر دیا۔ معلوم ہوا تو تلوار کھینچ کر مسیلمہ کے لشکر سے انتقام لینے کے لئے چل نکلیں۔ اس دوران ۱۳ زخم آئے اور ہاتھ کٹ گیا۔ وفات کے وقت دو اولادیں چھوڑیں۔ حبیب، عبداللہ، تمیم، خولہ۔

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

پردہ کا حکم:

سوال: اگر کسی گھر میں نامحرم مردوں کی آمد و رفت ہے، جیسے عورت کے چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد یا کوئی نامحرم اسی گھر میں مقیم ہیں تو ایسے میں پردے کا کیا حکم ہے؟

(بنت محمد نواز خان)

جواب: اول تو نامحرم مردوں کا کسی کے گھر بے روک ٹوک آنا شریعت بلکہ غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے۔ گھر کے مالک کا فرض ہے کہ ان پر روک لگائے یا کم از کم اس کا پابند بنائے کہ گھر میں آتے ہوئے دستک یا آواز دے کر اپنی آمد کی اطلاع دیں تاکہ خواتین پردہ کر سکیں۔

دوسرے اگر مرد کی عقل پر بالکل پردہ پڑ گیا اور اسے اپنی عزت و آبرو کا خیال نہیں تو بھی گھر کی عورتوں پر فرض ہے کہ اپنی حد تک جو احتیاط برت سکتی ہیں برتیں۔ کبھی بے پردہ ان نامحرموں کے سامنے نہ آئیں اور نہ بلاضرورت ان سے گفتگو کریں، پردہ بہر صورت فرض ہے۔

خاوند اگر پردہ کرنے سے روکے:

سوال: (۱) خاوند بیوی کو پردہ اور دیگر شرعی فرائض کی ادائیگی سے روک دے تو بیوی کیا کرے؟ اس کا حکم مانے یا انکار کردے؟

(۲) کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ ''بیوی فرض نماز کے علاوہ کوئی عبادت بھی خاوند کی اجازت کے بغیر انجام نہیں دے سکتی۔''

(بنت اقبال۔ لاہور)

جواب: (۱) بیوی اس کا حکم ماننے سے انکار کردے **لاطاعة لأحد في معصية الله** (احمد، حاکم، طبرانی) اگر بے پردگی یا کسی دوسرے گناہ پر مجبور کرے اور ہر طرح کی تدبیر و حکمت سے سمجھانے کے باوجود اس پر بضد ہو تو ایسے بے دین اور ملحد خاوند سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۲) تلاش کے باوجود اس قسم کی کوئی حدیث کتب حدیث میں نہیں ملی اگر بالفرض ایسی کوئی روایت صحیح سند سے ثابت ہو تو بھی ظاہر نصوص کے خلاف ہونے کے سبب اس کی تاویل کی جائے گی۔

منہ دکھلائی کی رسم:

سوال: بہت سے علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب نمبر ۱ اپنی بہو بیاہ کر لاتی ہے تو نمبر ۲ دلہن کو منہ دکھلائی کے پیسے دیتی ہے اور جب نمبر ۲ اپنی بہو بیاہ کر لائے تو نمبر ۱ منہ دکھلائی کے پیسے دیتی ہے۔ اب دلہن کو تو معلوم نہیں ہوتا کہ میرے سسرال والوں نے منہ دکھلائی کتنی دی تھی؟ وہ کیا کرے؟ جبکہ کمی بیشی سود کے زمرے میں آتی ہے۔ کیا وہ قرض سمجھ کر یہ رقم لے لے پھر ادا کردے یا کوئی اور طریقہ اختیار کرے؟ (ہمشیرہ محمد ابراہیم، میانوالی)

جواب: چونکہ عموماً یہ سب کچھ معاشرے اور رواج کے دباؤ سے کیا جاتا ہے، طیب خاطر نہیں ہوتی، نیز بدلہ لینے کی نیت ہوتی ہے، اس لئے یہ منہ دکھلائی کی رسم اور اس موقع پر کچھ لینا دینا حرام ہے۔ اس کے مفاسد کی تفصیل اصلاح الرسوم مؤلفہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ ص ۷۹ پر درج ہے یہ رقم دلہن کے لئے لینا جائز نہیں۔ اگر لے لی تو توبہ واستغفار کرے اور اتنی ہی رقم لوٹادے۔ اس میں یہ انتظار جائز نہیں کہ جب دوسرے فریق کی شادی ہو تو منہ دکھلائی کے طور پر یہ رقم دی جائے بلکہ اس سے پہلے ہی جس قدر جلد ممکن ہو کسی بہانے لی گئی رقم لوٹادی جائے۔

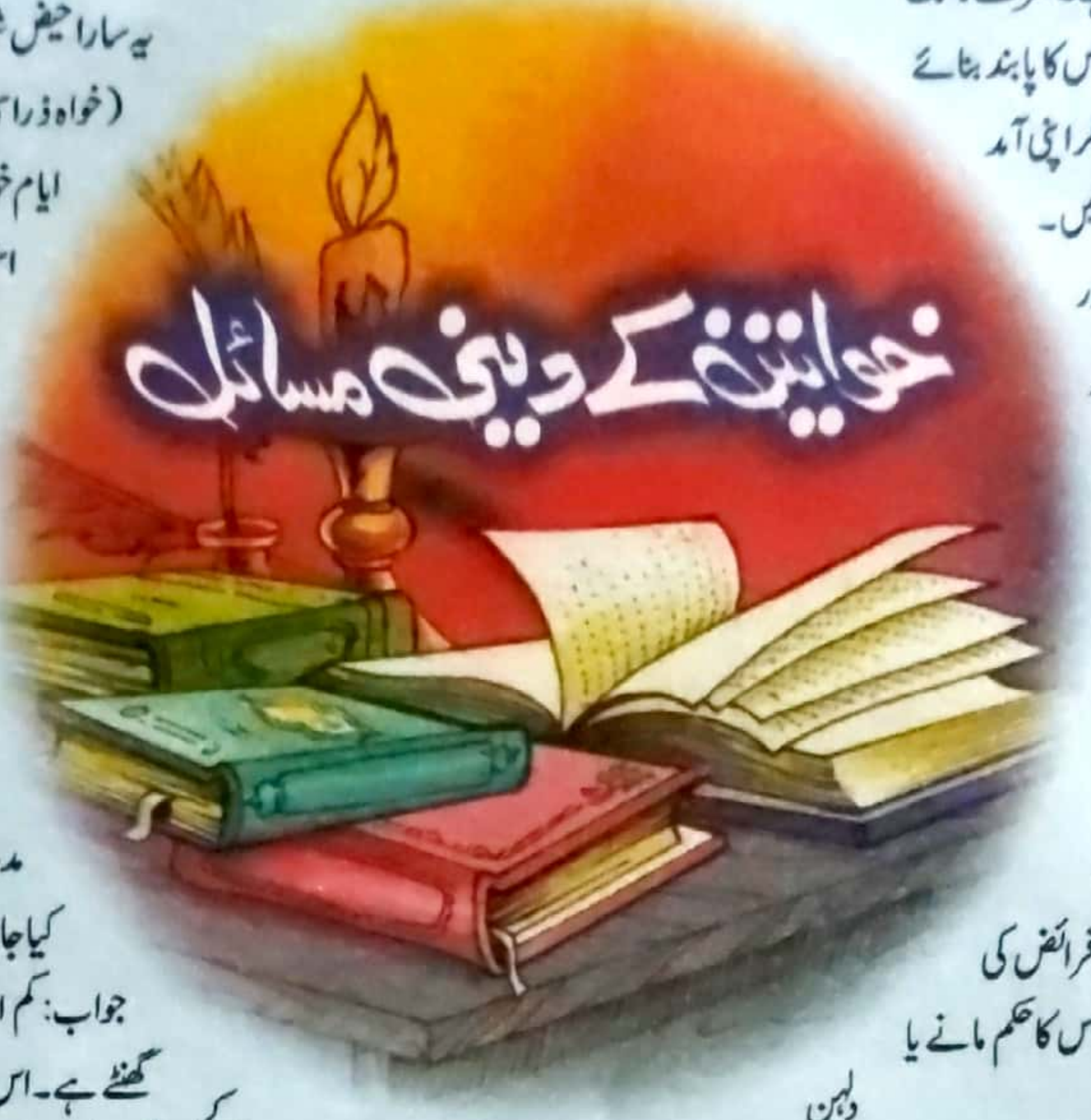

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

مشترک مال میں سے ہدیہ کرنا:

سوال: چار بہنیں یتیم ہیں تین نابالغ، ایک بالغ۔ کیا بالغ سے تحفہ لینا جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: اگر ساری بہنوں کا مال مشترک ہے تو بالغ بہن سے تحفہ لینا جائز نہیں۔ اگر مال الگ الگ ہے یا اس بات کا اطمینان ہے کہ تحفہ میں دی جانے والی چیز مشترک مال میں سے نہیں بلکہ اس کی ذاتی ہے تو لینے میں حرج نہیں۔

حیض کے بعض مسائل:

سوال: مجھے ایام حیض سے پہلے گاڑھے لیکوریا میں تھوڑا تھوڑا خون آنا شروع ہوتا ہے اس کا حکم کیا ہے؟ پھر ایام حیض کی بھی کوئی عادت مقرر نہیں۔ کبھی نویں دن پاک ہوتی ہوں کبھی دسویں دن اور کبھی گیارہویں دن، کبھی پندرہ یا سولہ دن تک بھی تھوڑا تھوڑا خون چلتا رہتا ہے ان میں ایام حیض کتنے شمار ہوں گے؟ (ایک مسلمان بیٹی)

جواب: لیکوریا میں جو خون کی تھوڑی آمیزش ہوتی ہے یہ حیض نہیں، اس کے بعد جو خون چلنا شروع ہوتا ہے وہ حیض ہے۔ یہ خون اگر ٹھیک دس دن پر یا اس سے پہلے بند ہو جائے تو یہ سارا حیض شمار کیا جائے گا۔ اگر دس دن سے بڑھ جائے (خواہ ذرا سی دیر بڑھے) تو دیکھیں اس سے پچھلے ماہ کتنے ایام خون آیا تھا؟ اتنے ایام حیض شمار کر کے بقیہ ایام استحاضہ شمار کریں اور ان کی نمازیں قضاء کریں۔ مثلاً گزشتہ ماہ آٹھ دن خون آیا تھا لیکن اس مہینے دس دن سے بڑھ گیا تو دس دن پورے ہوتے ہی نہا کر نماز شروع کردیں اور گزشتہ دو دن کی نمازیں بھی قضاء پڑھیں۔

حیض کی اقل واکثر مدت:

سوال: حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟ نیز حیض بند ہونے پر غسل کس وقت کیا جائے؟

جواب: کم از کم مدت تین دن تین رات یعنی پورے بہتر گھنٹے ہے۔ اس سے ذرا سی دیر بھی پہلے خون بند ہو گیا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات یعنی پورے ۲۴۰ گھنٹے ہے۔ اس سے ذرا سی دیر بھی بڑھ گیا تو یہ استحاضہ ہے، لہٰذا ایام عادت کو حیض شمار کر کے بقیہ ایام کو استحاضہ سمجھیں۔ خون اگر عادت سے پہلے رک جائے تو نماز کو اس کے وقت مستحب تک مؤخر رکھیں اور انتظار کریں، خون نہ آنے کی صورت میں نہا کر نماز شروع کردیں اور اگر خون عادت پر بند ہوا تو اس تاخیر وانتظار کی ضرورت نہیں۔

غسل سے پہلے وضو:

سوال: سنا ہے غسل فرض ہو تو اس سے پہلے وضو کرنا فرض ہے، اگر کسی نے وضو کر کے غسل شروع کیا لیکن غسل پورا کرنے سے پہلے وضو ٹوٹ گیا تو وضو دھرائے یا غسل جاری رکھے؟ اور اگر بار بار وضو ٹوٹے تو کیا کرے؟ (ایضاً)

جواب: غسل سے پہلے وضو کرنا فرض نہیں سنت ہے، اگر بلا وضو صرف کلی کر کے اور ناک میں پانی دے کر پورے بدن پر پانی بہادیا تو بھی غسل ہو گیا تاہم مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کر کے پھر غسل کرے، اگر دوران غسل وضو ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ دوبارہ کرلے۔ **والظاهر ان عدم استحبابه لو بقي متوضأ الى فراغ الغسل فلو احدث قبله ينبغي اعادته ولم اره فتامل.** (ردالمحتار ص ۱۸) لیکن اگر کسی کو ایسا عارضہ لاحق ہے کہ بار بار وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اس کے لئے اداء سنت کے لئے ایک بار وضو کر لینا کافی ہے۔

گھر کی زینت

اسلام نے خواتین کو عزت وحرمت کا جو مقام بخشا ہے اور اس کے تقدس کی حفاظت کے لئے جو تعلیمات دی ہیں وہ دنیا بھر کے مذاہب اور اقوام میں ایک منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔ اسلام نے ایک طرف عورت کی حرمت اور دوسری طرف اس کے جائز تمدنی اور معاشرتی حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے جو احکام عطا فرمائے ہیں ان کی حکمتوں کا احاطہ انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ مسلمان عورت اپنی عزت کے تحفظ کے ساتھ تمام ضروری تمدنی حقوق رکھنے کے باوجود تلاش معاش میں سرگرداں رہنے کے لئے نہیں بلکہ گھر کی ملکہ بننے کے لئے پیدا ہوئی ہے اسی لئے شریعت نے اس کی عمر کے کسی مرحلہ میں فکرِ معاش کا بوجھ اس کے ناتواں کاندھوں پر نہیں ڈالا۔ خال خاص صورتیں تو مستثنیٰ ہیں لیکن عمومی حالات میں شادی سے قبل اس کے معاش کی ذمہ داری باپ پر اور شادی کے بعد شوہر یا اولاد پر ڈالی گئی ہے، لہٰذا ناگزیر صورتوں کو چھوڑ کر عام طور پر اسے معاش کے لئے سڑکیں چھاننے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس کی عزت و آبرو اور اس کی حرمت و تقدس کو سلامت رکھنے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے: ”وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی.“ (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور پچھلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کرکے باہر نہ پھرا کرو۔)

ضرورت کے موقع پر عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت بھی اسلام نے دی ہے لیکن اس طرح کہ وہ پردے کے آداب وشرائط کو ملحوظ رکھ کر بقدرِ ضرورت باہر نکلے اور اپنے آپ کو ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بننے سے بچائے۔ اس غرض کے لئے مرد و عورت کے درمیان فطری تقسیم کار یہ رکھی گئی ہے کہ مرد کمائے اور عورت گھر کا انتظام سنبھالے۔ مرد کے لئے کما کر لانا عورت پر کوئی احسان نہیں اس کا لازمی فریضہ ہے، بلکہ اس معاملے میں اسلام نے عورت کو یہ فضیلت اور امتیاز بخشا ہے کہ گھر کا انتظام قانونی طور پر اس کی ذمہ داری نہیں، اخلاقی طور پر اس کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کرے لیکن اگر کوئی عورت اپنی اس اخلاقی ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو مرد اس کو بزورِ قانون اس پر مجبور نہیں کرسکتا۔ اس کے برخلاف مرد پر عورت کے لئے کمانے کی ذمہ داری اخلاقی بھی ہے اور قانونی بھی اور اگر کوئی مرد اس میں کوتاہی کرے تو عورت بزورِ قانون اسے اس ذمہ داری کی ادائیگی پر مجبور کرسکتی ہے۔

اسلام نے عورت کو یہ امتیاز اس لئے عطا فرمایا ہے کہ وہ کسبِ معاش کی الجھنوں میں پڑ کر معاشرتی برائیوں کا سبب بننے کی بجائے گھر میں رہ کر قوم کی تعمیر کی خدمت انجام دے، گھر کا ماحول معاشرے کی وہ بنیاد ہے جس پر تمدن کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے، اگر یہ بنیاد خراب ہو تو اس کا فساد پورے معاشرے میں سرایت کرجاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ایک مسلمان خاتون اپنے گھر کے ماحول کو سنوار کر ان نونہالوں کی صحیح تربیت کرے جنہیں آگے چل کر قوم و ملک کا

اُمّ لائبہ

بوجھ اٹھانا ہے تو ساری قوم خودکار طریقے پر سنور سکتی ہے اور اس طرح مرد و عورت کی عزت و آبرو کا پورا تحفظ ہوتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسا صاف ستھرا گھریلو نظام وجود میں آتا ہے جو آخرکار پورے معاشرے کی پاکیزگی کا ضامن بن سکتا ہے۔

لیکن جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کی کوئی اہمیت ہی نہ رہتی ہو اور جہاں عفت و عصمت کی بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو، ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کار اور پردہ و حیا کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ راستے کی رکاوٹ سمجھا جائے گا۔ جب مغرب میں تمام اخلاقی اقدار سے آزادی کی ہوا چلی تو مرد نے عورت کے گھر میں رہنے کو اپنے لئے دہری مصیبت سمجھا۔ ایک طرف تو اس کی ہوسناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کئے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا اس کا خوبصورت اور معصوم نام ”تحریکِ آزادیٔ نسواں“ ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چہاردیواری میں قید رہی ہو اور اب آزادی کا دور ہے اور تمہیں اس قید سے باہر آکر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہئے۔ اب تک تمہیں حکومت و سیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا ہے، اب تم باہر آکر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے مناصب تمہارا انتظار کررہے ہیں۔ ظلم یہ ہے کہ اس عورت کے لئے کام وہ ڈھونڈے گئے جو انتہائی نیچ اور گرے ہوئے ہیں، کہیں ریسپشن (استقبالیہ) پر بٹھا دیا تو کہیں ٹیلی فون آپریٹر بنا دیا اور کبھی کسی بڑے عہدیدار کا دل لبھانے کے لئے پرسنل سیکرٹری کا نام نہاد عہدہ دے دیا گیا اور پھر آہستہ آہستہ اس کو ماڈل گرل اور فلموں اور ڈراموں کی ہیروئن بنا کر ذلیل و رسوا کیا گیا۔

حالات بلاشبہ تشویشناک ہیں، لیکن ابھی ہمارا معاشرہ اس مقام پر نہیں پہنچا جہاں اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ ہزار غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود ابھی دلوں میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یومِ آخرت پر ایمان موجود ہے اور اس دولتِ ایمان کی وجہ سے ابھی دعوت و تبلیغ کے لئے لوگوں کے کان بالکل بند نہیں ہوئے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اخلاص اور حکمت کے ساتھ مؤثر انداز میں حق کی دعوت متواتر پہنچتی رہے۔

ہر گھڑی بول ہو اسلام کا ہر سو بالا

آمنہ بیگم مرحومہ

تجھ سے کچھ دور نہیں رحم کر اے ربِ رحیم
قوم کا نیر اقبال درخشاں کردے
ہر گھڑی بول ہو اسلام کا ہر سو بالا
اور جمعیتِ اعدا کو پریشان کردے
مرد میدان میں غازی ہیں نمازی ہیں ترے
قومِ مسلم پر تو اب بارشِ احسان کردے
باہم اخلاص محبت بھی ہمدردی بھی
اختلاف ان کا مٹا کر انہیں یک جان کردے
نام کو کافر و حاسد نہ رہے دنیا میں
اور مسلمان کو تو پھر سے مسلمان کردے
جاہلیت کی گھٹائیں جو اڑیں بن کر دھواں
مہر اسلام پھر عام کر درخشاں کردے
جس نے طوطی کو دیا نغمہ تو بلبل کو فغاں
آمنہؔ کو بھی جو چاہے تو غزل خوان کردے

عورت کی سب سے بڑی ذمّہ داری

بنتِ نیاز احمد

بچوں کو اچھی طرح پال پوس کر اور ان کی اچھی تربیت کرنا یہ ماں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے، پیدائش کے سلسلہ سے دنیا قائم ہے اگر یہ سلسلہ ٹوٹ جائے تو دنیا ختم ہو جائے۔ عورت کی زندگی کا مقصد بچے کے پیدا ہونے پر ختم نہیں ہوتا بلکہ بچوں کی پیدائش کے بعد ذمہ داریوں کا اصل دور شروع ہوتا ہے۔ اولاد کی پرورش ماں اور باپ دونوں پر موقوف ہے، لیکن قدرت نے ماں اور بچے کے درمیان ایسا تعلق پیدا کر دیا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کو ڈھونڈتا ہے، اس لئے ماں کو چاہئے کہ وہ اولاد کی پرورش کی طرف مکمل دھیان دے۔ پرورش کا یہ مطلب نہیں کہ ماں بچے کو خوب پیٹ بھر کر دودھ پلائے، عمدہ و نفیس لباس پہنا دے بلکہ پرورش کے اصل معنیٰ یہ ہیں کہ بچے کے دل و دماغ کی پرورش کرے، اس کے ہر کام کو اسلامی سانچے میں ڈھالے اس کے بلند حوصلے اور جذبات کی صحیح رہنمائی کرے تاکہ زندگی کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت اس میں پیدا ہو جائے اور اخلاقی لحاظ سے اس کی سیرت کی تعمیر کرے۔

بچوں کا مستقبل ماں کے ہاتھ میں ہوتا ہے، ماں کو چاہئے کہ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری رکھے۔ بچہ یا بچی بھی آئندہ کل کے ماں یا باپ ہیں ان کی اچھی تربیت ہوگی تو وہ اپنی اولاد کو بھی اچھی تربیت دیں گے، اس لئے قوم کو بگاڑنا یا سدھارنا عورت کے ہاتھ میں ہے، جو عورت اپنے بچے کو اچھی تربیت دے کر پرورش کرتی ہے وہ اپنی زندگی میں کامیاب ہے، اس نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیا اور جو عورت بچوں کی صحیح تربیت نہ کر سکی تو اس نے اپنی اولاد کو برباد کر دیا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آئندہ پیدا ہونیوالی نسلوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ اس وجہ سے عورت کو بہت فضیلت حاصل ہے اور اسی لئے کسی نے خوب کہا ہے۔

ترجمہ: اگر آج بھی ایسی ہی عورتیں ہم میں ہوں جیسے چلی گئیں تو عورتوں کو مردوں پر فضیلت حاصل ہو جائے۔

لوگ مجھے بُرا کہتے ہیں

بنتِ حفیظ الدین

میرے پاس ایک بچی پڑھتی ہے جو کہ شروع میں کافی بگڑی ہوئی عادات کی مالک تھی، پھر رفتہ رفتہ بار بار سمجھانے پر بچی نے اپنے آپ کو بہت بہتر کر لیا جس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے، اکثر لوگوں کو یہ ہی معلوم ہے کہ وہ بچی بری عادات کی مالک ہے۔ ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ بچی بہت پریشان ہے اور بہت رو رہی ہے۔ میں نے اس سے وجہ معلوم کی تو مجھے اس نے کہا کہ میں اب اتنی بہتر ہو گئی ہوں، میں نے یہ کام بھی چھوڑ دیا ہے، یہ بھی اور یہ بھی مگر پھر بھی اکثر لوگ مجھے برا ہی کہتے ہیں اور مجھے وقتاً فوقتاً معلوم ہوتا رہتا ہے کہ فلاں نے مجھے ایسے کہا، فلاں نے مجھے یوں کہا، کبھی کوئی میرے سامنے ہی میری کسی پچھلی غلطی کو دہرا کر طنز کر دیتا ہے حالانکہ میں توبہ کر چکی ہوں اور ان کو معلوم نہیں ہے اس کی وجہ سے مجھے بہت دکھ ہوتا ہے اور میں سوچ رہی ہوں کہ میں پھر سے ویسی ہی بن جاؤں جیسی تھی۔ میں نے اسے سمجھایا کہ آپ نے لوگوں کے لئے تو توبہ نہیں کی ہے، لوگ جو کچھ کہتے ہیں تو کہنے دو آپ کا کوئی نقصان تو نہیں ہو رہا بلکہ آپ کا فائدہ ہے، ان کی نیکیاں آپ کو مل رہی ہیں اور کب تک کہیں گے ایک دن خود ہی بھول جائیں گے آپ کو بدلا ہوا دیکھ کر۔ میں نے اسے تو سمجھا دیا مگر خود سوچنے لگی کہ واقعی ہم لوگ جو یہ سوچ لیتے ہیں کہ فلاں ایسا ہے فلاں میں یہ برائی ہے اور ہمیں یہ خبر نہیں ہوتی ہے کہ وہ توبہ کر چکا ہے۔ لیکن اگر یہ کتنی غلط بات ہے۔ ہم معاف تو کر دیتے ہیں اور معاف کرنے کے بارے میں لوگوں سے کہتے بھی رہتے ہیں مگر کبھی اگر اس انسان سے کوئی غلطی ہو جائے تو ہم پچھلی تمام باتوں کا طعنہ دینے لگتے ہیں کہ تم تو ایسی تھیں ویسی تھیں، تم نے یہ کیا اور یہ کیا۔ یہ ہم عورتوں کی خاص عادت ہے جو کہ بہت بری ہے۔

یاد رکھیں! نیکی کرنا آسان ہے اور نیکی کر کے اپنے ساتھ اوپر لے جانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی اور اس برائی کو اپنے معاشرے سے ختم کرنا ہوگا کہ یہ ہمارے نیک اعمال کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ اکثر ہم میں سے جو لوگ جو دین دار ہوتے ہیں اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو کہتے ہیں یہ دیندار ہو کر ایسے کرتے ہیں، ہم میں سے ہر بہن یہ تہیہ کر لے کہ ان شاء اللہ ہم نے خود بھی اس برائی کو چھوڑنا ہے اور لوگوں سے بھی ان شاء اللہ چھڑوانی ہے۔ خاص کر دین دار جو لوگ ہیں انہیں اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری ہر بات نوٹ کی جاتی ہے اور ہم اگر کسی کو کسی برائی سے منع کر رہے ہیں اور خود کسی برائی میں مبتلا ہیں تو دوسرے یہی کہتے ہیں پہلے خود تو ٹھیک ہو جاؤ پھر ہمیں کہنا۔ ہمیں لوگوں کی خامیاں نہیں خوبیاں دیکھنی چاہئیں اور اپنی خامیوں پر نظر رکھنی چاہئے، یہ بہت بہترین آزمایا ہوا نسخہ ہے اس پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ ہم بہت سی برائیوں سے بچ سکتے ہیں۔

بقیہ: بے پردگی سے پردے والی زندگی بہتر ہے

مجھے کسی کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں۔

بس میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔ اسی بات کی فکر لگی رہتی ہے۔ میں اس تبدیلی کو ناممکن سمجھتی تھی مگر سب کچھ اللہ کے فضل سے اتنی آسانی سے ہو گیا کہ میں اللہ کی رحمتوں کی بے حد شکر گزار ہوں۔ پہلے چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لئے خود خوار ہونا پڑتا تھا، مردوں کی میلی نظریں تعاقب میں رہتی تھیں۔ بلا ضرورت اچھے برے لوگوں سے منہ ماری کرنی پڑتی تھی مگر اب مجھے گھر بیٹھے ہر چیز میسر آ جاتی ہے اور میں اسی کو پا کر خوش اور مطمئن رہتی ہوں۔ رب کا شکر ادا کرتی ہوں۔ میرے اس عمل سے میرے شوہر بے حد خوش ہیں۔ اب اپنی ذمہ داریوں کو خود نبھاتے ہیں اور ہمارا بے حد خیال رکھتے ہیں۔

ہم نے اپنے بیٹے کو مدرسے میں داخل کیا ہے تاکہ شروع ہی سے اس کے ذہن اور عمل میں اسلام رچ بس جائے۔ میری خواہش ہے کہ میرا بیٹا عالم دین اور مجاہد اسلام بنے اور اللہ اسے شہادت کا رتبہ عطا فرمائیں۔ شروع ہی سے میں نے اس کے ذہن میں اس بات کو بٹھا رہی ہوں کہ بیٹا! آپ نے مجاہد بننا ہے۔ شکر ہے کہ جب کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ بیٹا آپ بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ تو وہ جھٹ سے کہتا ہے کہ مجاہد بنوں گا۔ میں آمین کہتی ہوں۔ اللہ ہم سب پر اپنا رحم فرمائے اور ہمیں سچا مسلمان بنا دے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

مشرق ومغرب:

ایک دن میں نے سورج سے پوچھا کہ تم مشرق سے نکلتے ہوئے بڑی آب وتاب میں ہوتے ہو، تمہاری کرنوں سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خوشی میں تم مسکرار ہے ہو لیکن مغرب میں پہنچتے ہی تمہیں کیا ہو جاتا ہے مُرجھائے ہوئے پھول کی طرح لگتے ہو یا پریشان مسافر کی طرح۔ سورج بولا: مجھے مشرق کی عادتیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔

ا: ماں باپ کا ادب۔ ۲: بڑوں کا احترام۔ ۳: شرم وحیا۔ ۴: پردہ۔

اس لئے میں خوش ہوتا ہوں اور مسکراتا ہوں مگر مغرب کی بے حیائی دیکھ کر ڈوب جاتا ہوں۔ پژمردہ ہو جاتا ہوں۔ میں نے پوچھا تم مغرب کے ممالک میں بھی نکلتے ہو؟ سورج ہنس کر کہنے لگا: غور سے دیکھنا! کئی کئی دن تک میرے چہرے پر دھند کا نقاب ہوتا ہے۔ (بنت تاج اینڈ بنت مشتاق۔ مظفر گڑھ)

میری بھی سنو:

پھول: میری طرح ہر ایک کے دوست بن جاؤ کہ میں دوست کے ہاتھ میں بھی خوشبو چھوڑ جاتا ہوں اور دشمن کے ہاتھ میں بھی خوشبو چھوڑ جاتا ہوں۔

شجر: میں یہ نہیں دیکھتا کہ میری آغوش میں کون ستا رہا ہے بلکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ کوئی رہ تو نہیں گیا۔

سمندر: لوگ مجھ سے خوف کھاتے ہیں مگر یہ بھی تو دیکھو کہ میرے سینے کے اندر کتنے راز چھپے ہوئے ہیں۔

شبنم: میری مدت تھوڑی سی ہے مگر ان لمحوں میں میں ہر کسی پہ محبت نچھاور کرتی ہوں، کیونکہ کسی کو محبت دینا بھی تو عبادتِ خداوندی ہے۔

بارش: کسی سے نفرت نہ کرو بلکہ میری طرح عادت اپناؤ کہ ہم قطرے متحد ہو کر پیاسی دھرتی کو سیراب کرتے ہیں کھیتوں کو نئی زندگی وشادابی دے جاتے ہیں۔

پت جھڑ: زندگی ایک دن تم سے جدا ہو جائے گی، ہر ذی روح انسان کو ختم ہونا ہے یہ دنیا فانی ہے ایک دن راکھ کا ڈھیر بن جائے گی۔

چاند: جہاں جاؤ، اچھی عادت سے لوگوں کو گرویدہ کرو تاکہ اس اچھی عادت کی پاکیزہ روشنی کی لوگ دوبارہ تمنا کریں۔ (مرسلہ: بنت محمد رمضان۔ کمالیہ)

دل:

اگر دل اداس ہو تو گونجتی شہنائیاں بھی انسان کو متوجہ نہیں کرتیں۔ دل نازک ہو تو پتھروں کی اس دنیا میں جینا بہت مشکل ہوتا ہے۔

خوش مزاجی سے امن و سلامتی حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کے دل میں خوش مزاجی ہی جگہ پیدا کرتی ہے۔

دل زیادہ نازک ہی سہی مگر دل میں اتنی استقامت پیدا کرو کہ اگر پتھر سے ٹکرائے تو اسے ریزہ ریزہ کردے۔

کشکول

انسان کا سب سے بڑا حوصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل اور زبان کو قابو میں رکھے، اگر زبان کو قابو میں رکھے گا کسی سے گستاخی اور بڑوں کے سامنے زبان دراز نہ ہوگا تو اللہ بھی اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

کسی کا دل نہ دکھاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آنسو تمہارے لئے سزا بن جائیں اور تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ۔

کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا بھی عبادت ہے۔ جو کسی کو بھی خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے خوش رکھتے ہیں۔

غنی وہ ہے جس کا دل اللہ کے سوا ہر چیز سے خالی ہو اور دھیان ہو جو کچھ بھی ہوتا ہے خوشی وغمی وہ سب اللہ کے حکم سے ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(مسز امجد بیگ۔ لاہور)

عقلمند لوگ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقل مند سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور زمینوں اور آسمانوں کے پیدا ہونے پر غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ یہ سب تو نے بے فائدہ پیدا نہیں کیا، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (لائبہ، عائشہ، سعدیہ، اسماء)

اقوالِ زرین:

ا: خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

۲: اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا نہ ہو۔

۳: طاقتور وہ شخص ہے جو غصے کو پی جائے۔

۴: ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔

۵: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کی بددعا شعلے کی طرح آسمان کی طرف جاتی ہے۔

۶: جس نے کسی مریض کی عیادت کی اُس نے رحمت خداوندی کے دریا میں غوطہ لگایا۔

۷: صبح سویرے اٹھا کرو کیونکہ صبح سویرے اٹھنا خیر و برکت کا باعث ہے۔

۹: شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

۱۰: زبانوں کو شکوہ سے روکو خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

۱۱: جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن انسان اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔

۱۲: اگر تم کمزور کو کچھ نہیں دے سکتے تو اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔

۱۳: آزادی کا ایک لمحہ غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ (اخت حافظ مصباح الرحمٰن عاصم)

کھڑے ہو کر پانی پینا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ اگر پانی کھڑے ہو کر پیا جائے تو اس کی وجہ سے معدہ اور جگر کی ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جن کے علاج میں معالجین عاجز آجاتے ہیں۔ کھڑے ہو کر پانی پینے سے پاؤں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے، اگر یہ پاؤں کی ورم شروع ہو جائے تو جسم کے تمام حصوں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے اور کھڑے ہو کر پانی پینے سے استسقاء ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر تمہیں پتہ لگ جائے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کا اتنا نقصان ہے تو وہ پانی تم حلق میں انگلی ڈال کر باہر نکال دو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کامیابی کی دلیل ہے۔ (بحوالہ سنت نبوی اور جدید سائنس)۔ (بنت محمد اکبر۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

بابا تعویذ دے دیں:

ایک بزرگ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ مجھے ایک ایسا تعویذ بنا دیں کہ میرا خاوند مجھے کچھ نہ کہا کرے انہوں نے پانی پر جھوٹ موٹ پھوک مار کر دے دیا اور کہا کہ یہ پانی بوتل میں رکھ لینا جس وقت تیرا خاوند آئے تو تُو اس میں سے تھوڑا پانی اپنے منہ میں لے کر بیٹھ جانا اور جب تک وہ چلا نہ جائے پانی منہ میں رہے پس وہ پانی پانی ہو جائے گا۔

اس نے ایسا ہی کیا کہ جب اس کا خاوند آتا تو وہ فوراً بوتل کی ڈاٹ کھولتی اور پانی منہ میں لے کر بیٹھ جاتی، کچھ عرصہ کے بعد خاوند اس کا مہربان ہو گیا۔ وہ عورت اس بزرگ کے پاس نذرانہ لائی اور کہا کہ حضرت اب تو وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔ اس بزرگ نے ہنس کر فرمایا وہ تو ایک ترکیب تھی کوئی جھاڑ پھونک نہ تھی، مجھ کو قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ تو "زبان دراز" ہے اس وجہ سے تیرا خاوند تجھ پر سختی کرتا ہے، میں نے زبان روکنے کے لئے یہ ترکیب کی تھی، بس اب زبان درازی مت کرنا باقی یہ روپیہ اور مٹھائی وغیرہ میں نہیں لیتا۔ (حوالہ حفاظت زبان) (بنت عبدالحمید۔ کوٹ عبدالمالک)۔

بات یہ بھی اہم ہے

رابعہ بنت سلیم

کسی بھی معاشرے کی بقا کیلئے مذہب اور سماجی علوم کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتی ہے جبکہ دوسری طرف سائنس و ٹیکنالوجی کی بدولت زندگی میں صرف آسانیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ بنیادی شے یہ ہے کہ معاشرے کیلئے ٹیکنالوجی سے زیادہ ضروری اخلاقیات و فلسفۂ زندگی کو سمجھنے کا شعور اور معاشرے کو بگاڑ کی بجائے سدھار کے راستے پر چلانے کے طریقے ہیں جو کہ مذہبی و سماجی علوم کی بدولت ہی ممکن ہیں اور جو معاشرے کے لئے ناگزیر بھی ہیں، اس کے برعکس سائنس و ٹیکنالوجی تو صرف آسانیاں فراہم کرتی ہے اور زندگی کو آرام دہ بناتی ہے۔

انسانی معاشرے میں اقدار اور اخلاقیات کے کچھ ضابطے ہوتے ہیں جو کہ ہمیں مذہبی و سماجی علوم کی بدولت حاصل ہوتے ہیں، سماجی تعلق اور آپس کے روادرانہ تعلق کیلئے یہ سب ضروری ہیں۔ انسانیت کو اس کے معراج تک پہنچانے کے لئے انسان کا آپس میں تعلق زیادہ ضروری ہے۔ جدید معاشرہ جس قدر سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ہوتا جا رہا ہے انسان اسی قدر انسانیت سے محروم ہوتا جا رہا ہے کیونکہ آج کا انسان مادہ پرستی کو اہمیت دیتا ہے جبکہ انسانی رواداری کی اہمیت اور انسانی زندگی کی اہمیت کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ میرے خیال میں آج سے صدیوں پہلے بہت سی قومیں گزریں اور اپنے اپنے زمانے میں ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کیے، مگر گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ وہ سب ماضی کا حصہ بنتی گئیں اور انسانوں نے نئے معاشرے تشکیل دیے، نئے طرز زندگی کو اختیار کیا، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان آج سے پہلے بھی زندگی کو پورے شعور کے ساتھ گزار رہا تھا اور یہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ ان کو فکری نشو و نما کا سامان مہیا تھا، انسانیت کی قدر تھی۔

گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ انسانوں نے سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کے اعلیٰ مدارج تو طے کیے مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان کے آپس کے رابطے کم اور مشینوں سے واسطہ زیادہ ہو گیا ہے، اس کی چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ پہلے لوگ بذریعہ خط (جو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے لکھا کرتے تھے) کے ذریعے ایک دوسرے سے آگاہ رہتے تھے یا پھر بنفسِ نفیس خود ملنے جایا کرتے تھے مگر ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے اس دور میں آپس کے ان تعلقات میں بہت دوری آگئی ہے کہ جو کام ایک فون سے ہو سکتا ہے اس کے لئے سفر کر کے جانے کی کیا ضرورت ہے یا پھر پہلے جو وقت لوگ کام سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتے تھے، اب وہ ماحول ختم ہوتا جا رہا ہے اس کی جگہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی جدید سہولتوں نے لے لی ہے۔ یعنی انسان، انسان سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی اپنی جگہ کیونکہ یہ تو قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں تسخیر کائنات کا حکم دیا ہے۔ معاشرے کو سدھارنے اور معاشرتی اقدار و روایات اور آپس کے روادرانہ تعلقات کیلئے سائنس سے زیادہ ان اخلاقی اصولوں کی ضرورت ہے جو ہمیں مذہب اور سماجی علوم کے ذریعے ہی مل سکتے ہیں۔

یہ ایجادات، سامان تعیش جہاں انسانی زندگی کو عیش و آرام کا عادی بنا رہا ہے، وہیں انسانی زندگی سے چین و سکون کو رخصت کر رہا ہے، مگر کیوں؟ یہ سوال بہت اہم ہے جس پر ہم سوچتے نہیں کہ زندگی اتنی سہولتوں سے آراستہ ہونے کے باوجود آج کا انسان ذہنی و قلبی سکون سے عاری کیوں ہوتا جا رہا ہے۔ انسان نے ان مادی آسائشات کے حصول کیلئے خود کو مشین بنا لیا ہے۔ جذبات، احساسات، انسانیت، اخلاقیات یہ سب کہیں پیچھے رہ گیا ہے، بس اک آگے بڑھنے اور زیادہ سے زیادہ سامان تعیش کا حصول ہی انسان کا مطمع نظر بنتا جا رہا ہے، ان سب کے باوجود لوگ احساس محرومی کا شکار ہیں، ایک اضطراب اور کشمکش کی کیفیت میں مبتلا ہیں کیونکہ مادی اشیاء یا آسائشات سے انسان ایک حد تک خوش ہو سکتا ہے لیکن روحانی تسکین نہیں حاصل کر سکتا، روح کی خوشی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب انسان مذہب کو لے کر چلتا ہے اور مذہب تمام اخلاقی، معاشرتی اور سماجی اصولوں کا ماخذ ہے یا کہہ سکتے ہیں کہ بنیاد ہے کیونکہ مذہب انسانیت کو بحیثیت انسان اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتا ہے۔ فی زمانہ اس سائنسی اور مادہ پرستانہ دور میں مذہب کو ثانوی درجہ دے دیا گیا ہے۔ دیگر مذاہب کی بات الگ ہے ہمارا دین اسلام انسان کو ان دنیاوی علوم اور سائنسی تجربات سے روکتا نہیں ہے بلکہ ابتدائی سائنس کا علم بھی ہمیں قرآن مجید کے ذریعے حاصل ہوتا ہے چاہے وہ فلکیات ہو یا ارضیات یا حیاتیات یا دیگر طبیعی علوم ان سب کا سرا ہمیں قرآن سے جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ لہٰذا یہ بات تو ثابت ہے کہ دین اسلام سائنسی ترقی سے نہیں روکتا ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے، فانی ہے اور ایک مخصوص مدت کے لئے ہے، اس لئے اس دنیاوی اور مادی آسائشات میں اس قدر غرق نہیں ہونا چاہئے یا اتنی اہمیت نہیں دینی چاہئے کہ حاصل زیست یہی بن جائے، ہمارے اندر سے انسانیت ہی فنا ہو جائے اور مادی علوم کے حصول کے چکر میں بھلے برے کی تمیز ہی بھلا دیں۔ انسان آج بھی وہی ہے جو کل تھا تو پھر ایسی مادہ پرستی کے دلدل میں ڈوب جانا ناگزیر تو نہیں ہے۔ ان سب سے بڑھ کر انسانیت معاشرتی اقدار اور روایات، انسانی جذبات و احساسات کی اہمیت ہونی چاہئے جب ہی ایک معاشرہ ذہنی و قلبی طور پر اطمینان کی زندگی گزار سکتا ہے ورنہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے چکر میں آج لوگ حلال و حرام کو بھلا بیٹھے ہیں، ایسا نہ ہو روزِ جزا ان کے پاس اعمال نامہ کیلئے کچھ بھی نہ بچا ہو۔ قبل اس کے اے لوگو! خود کو اور اپنی نسل کو اس مادہ پرستانہ اور خود غرضانہ ماحول سے بچالو۔

حاصل کلام یہی ہے کہ کسی بھی معاشرے کی بقا کیلئے توجہ کا ارتکاز صرف ایک طرف نہیں ہونا چاہئے۔ دین، انسانی اقدار کا احترام اور سائنس کی ترقی سب کو متوازن لے کر چلیں، نہ مادہ پرستی میں کھو کر اخلاقی زوال کا شکار ہوں اور نہ ہی سائنس و ٹیکنالوجی سے منہ موڑ لیں کیونکہ فی زمانہ کسی بھی قوم کی بقاء کیلئے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ بھی ناگزیر ہے، جہاں ایسا نہیں وہ قومیں پسماندہ اور دوسروں کے آسرے پر رہتی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاقی اصولوں، روایات و اقدار کا بھی خیال رکھنا چاہئے کیونکہ ہر معاشرے کی ترقی و فلاح و بہبود کیلئے یہ ایک لازمی جز کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے ذریعے معاشرے میں پھیلی بے حسی اور بے چینی کو ختم کیا جا سکتا ہے اور ایک متوازن شاہراہ ترقی پہ گامزن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

کیا کبھی کسی نے سوچا...
ایسا کیوں ہو رہا ہے

بنت محمد خان

بیٹی کا کردار:

والدہ: بیٹا سنو۔

بیٹی: کیا ہے؟

والدہ...... ایسا مت کرو۔

بیٹی: کیا ہر بات میں روک ٹوک لگا رکھی ہے، میں بچی نہیں ہوں۔

والدہ: بیٹا! سر میں بہت درد ہے۔ سر تو دبا دو۔

بیٹی (بڑبڑاتے ہوئے): ایک تو گھر کا کام الگ، اوپر سے یہ......

والدہ: بیٹا چائے بنا دو۔

بیٹی: آرام سے بیٹھنے بھی نہیں دیتے، چائے بنالو وہ کرلو۔

بہن کا کردار:

بھائی: باجی! کاپی پر کور چڑھا دو۔

بہن: میرے پاس ٹائم نہیں ہے جاؤ۔

بھائی: باجی! پانی دینا۔

بہن (چیختے ہوئے): پانی بھی خود نہیں پی سکتے وہ بھی تمہیں میں لا کر دوں۔

ماں: دیکھو تمہاری دوسری بہن کتنی سمجھدار ہے۔

بیٹی: کیوں امی آپ کو میں نہیں نظر آتی۔

بیوی کا کردار:

نند: بھابھی کیا آپ باہر جا رہی ہیں اور بھائی سے پوچھا ہے؟

بھابھی: تمہارے بھائی سے کیا پوچھنا میں اپنی مرضی کی مالک خود ہوں۔

بیوی (شوہر سے): اف تھک گئی، آج کھانا ہوٹل سے منگوالو، وہ آفس میں کام بھی بہت زیادہ تھا نا۔

بیوی (شوہر سے): فلاں کے شوہر نے اسے چین لا کر دی ہے وہ بھی سونے کی، ہماری شادی کو کتنے سال گزر گئے، کبھی تم نے کچھ لا کر دیا ہے مجھے؟

شوہر: آج ماں کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔

بیوی: تمہیں اپنے رشتہ داروں کی بڑی فکر رہتی ہے؟

بیوی (شوہر سے): تمہاری ماں تو سارا دن باتیں سناتی ہے، پتا نہیں کیسے رہتی ہوں میں اس گھر میں۔

بیوی (شوہر سے): سر میں شدید درد ہے، اپنی ماں سے کہو چائے تو بنائے اور سنو میرا نام نہ لینا۔

ماں کا کردار:

ماں: بیٹا! پڑھوائے، بی، سی، ڈی...... ہاہاہا کتنا اچھا بولتا ہے نا، اور وہ والا گانا تو آنٹی کو سناؤ۔

بچہ: امی امی! آئس کریم دلا دو۔

ماں: میرا دماغ مت کھاؤ مجھے کام کرنے دو اور جا کے ٹی وی دیکھو۔

ماں: (اپنی پڑوسن سے بولتی ہے) ٹی وی سے فائدہ ہے بچے ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں اور تنگ بھی نہیں کرتے، کام بھی نمٹ جاتا ہے۔

بچہ: امی ذیشان نے مارا۔

ماں: تو تم بھی دو کس کے رکھ دیتے۔

ساس کا کردار:

ساس: سارا دن بہو سوتی رہتی سارا گھر بکھرا پڑا ہے۔

ساس (گھر آئے مہمان سے): میری بہو تو کام کو ہاتھ ہی نہیں لگاتی اور باتیں بڑی بڑی کرتی ہے۔

ساس (اپنے بیٹے سے): بیٹا سارا بدن دکھ رہا ہے سارے گھر کا کام میرے سر لگا ہے۔

ساس (اپنے بیٹے سے): دیکھا اپنی بیوی کے کرتوت۔

کیا یہ اسی عورت کی زبان سے نکلے الفاظ ہیں کہ جس کی گفتگو میں جو مٹھاس تھی وہ کسی اور شے میں نہ تھی۔ آج اس نے اپنے لبوں پر کڑواہٹ کیوں سجالی ہے؟

میری پیاری ماؤ اور عزیز بہنو! اس کی وجہ کیا ہے کہ بیٹی والدین سے بدزبانی کرنے لگی، بہن اپنے فرائض سے ناآشنا، بیوی کو اپنے فرائض کی خبر نہیں اور ساس، کیا وہ اپنا حق ادا کر رہی ہے؟ ساس بہو میں رنجشیں کیوں؟ اس سب کی وجہ ہے اور ضرور ہے، وہ صرف یہ ہے کہ ہم اپنے پیارے دین اسلام سے سینکڑوں میل دور چلے گئے ہیں، جس کا نتیجہ وانجام واضح ہے۔ اب بھی منزل دور نہیں، ہم اس انجام سے بچ سکتے ہیں دین پر چل کر راحتوں کا سامان بنا سکتے ہیں، ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ ہم دین سے کٹ کر نہ رہیں بلکہ دین سے جڑ کر رہیں تاکہ ہم سب کو دنیا و آخرت کی راحتیں نصیب ہوں۔ اللہ پاک ہم سب کو دین سے جڑ کر رہنے والا بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

حافظہ س بنت جُنید مُغل

زندگی کا فلسفہ

ہر عمر اور ہر دور میں انسان کے اندر کچھ نہ کچھ سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ انسان کتنا ہی مکمل کیوں نہ ہو، اسے ہر وقت کوئی نہ کوئی چیز سیکھنے کی ضرورت بھی محسوس ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے جب بھی موقع ملے ہمیں کوئی نہ کوئی اچھی چیز سیکھنی چاہئے۔ یہ ضروری نہیں کہ اگر بعض حالات اور کچھ وجوہ کی بناء پر ہم جو چاہتے ہیں وہ کچھ نہ حاصل کر سکیں تو ہم سرے سے ہمت ہی ہار دیں اور موقع ملنے پر بھی اس کے لیے کوشاں نہ ہوں۔ اس لیے جب بھی موقع ملے، ہمیں اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے یہی زندگی کا سنہرا اصول ہے۔ اپنی مجبوریوں اور کوتاہیوں پر افسوس کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اس سے سبق حاصل کریں اور کچھ سیکھنے کی کوشش کریں۔ کچھ نہ کچھ سیکھتے رہنا ہی زندگی کا فلسفہ ہے۔

پیر جی کی بالی

''آنٹی یہ آپ کی بیٹی ہے ماشاء اللہ بہت خوب صورت ہے کیا نام رکھا ہے اس کا؟''

فاطمہ نے آنٹی کی گود سے مُنا اٹھاتے ہوئے پوچھا جس کو وہ ''کان کی بالی'' کی وجہ سے مُنی سمجھ رہی تھی۔ ''یہ بیٹی نہیں میرا بیٹا ہے علی حیدر ہے اس کا نام''۔

''یہ بیٹا ہے لیکن اس کے کان میں بالی.....؟'' یہ کہتے ہوئے اس نے دوسرے کان کو دیکھا جو کہ خالی تھا فاطمہ نے حیرانگی سے پوچھا: ''لیکن اس کے ایک کان میں بالی کیوں ہے؟''

''یہ میری نند نے ڈلوائی ہے۔''

''اُف کتنی تکلیف ہوئی ہوگی اسے..... یہ کیوں ڈلوائی ہے؟''

''یہ پیر جی کی بالی ہے، پیر جی نے کہا ہے کہ جب تک یہ اس کے کان میں رہے گی یہ مصائب سے بچا رہے گا۔''

''ابھی تک تو میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پڑھا ہے کہ صدقہ مصائب سے بچنے کے لئے ڈھال ہے، یہ آپ کی زبان سے سن رہی ہوں کہ بالی پہن لینے سے یہ معصوم مصیبتوں سے بچا رہے گا، اور جب بچے کی پیدائش پر عقیقہ کرنے جیسی سنت موجود ہے تو پھر ان من گھڑت باتوں کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔''

''ارے نہیں بیٹی وہ بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں ان کا کہا سنا ہم نہیں ٹال سکتے۔''

''اُن پیغمبروں سے بھی زیادہ پہنچے ہوئے ہیں جن پر وحی اترتی تھی، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے تو یہ ثبوت نہیں ملتا کہ پیدائش کے وقت بچے کو بالی پہنا دینے سے مصیبتیں نہیں آتیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ ''ساتویں دن جانور ذبح کرکے عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔'' ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''لڑکے کی پیدائش پر عقیقہ کرنا سنت ہے اس کی طرف سے خون بہا ادا کرو اور اس سے تکلیف دور کرو۔'' اور دوسری بات یہ کہ پیر و مرشد صرف وہی ہوتا ہے جو سنت کی اتباع کرنے والا ہو، اگر وہ اللہ والے ہوتے تو خلاف سنت بات نہ کرتے، آج کہیں عقیدے بدل گئے تو کہیں دل و دماغ۔'' فاطمہ کے ذہن میں مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب سے

بنت مُحمد

پڑھا ہوا ایک واقعہ گھومنے لگا جو اس نے بیان کرنے میں دیر نہیں لگائی۔

''انگلینڈ کے اندر یہ قانون ہے کہ جب کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو سات دن کے اندر اس کا نام رجسٹرڈ کراتے ہیں، ایک صاحب نے اپنے بچے کا نام رجسٹرڈ نہیں کرایا تو محلے کے لوگ ان کے گھر پہنچ گئے اور کہنے لگے ''آپ کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی ہے سات دن سے اوپر ہو گئے ہیں آپ نے نام رجسٹر نہیں کرایا۔'' ان صاحب نے جواب دیا ''میں نے ابھی نام رکھا ہی نہیں......'' محلے والے تعجب سے کہنے لگے ''آپ نے ابھی تک نام نہیں رکھا، پھر اس سے پوچھا آپ ہیں کون؟ اس نے جواب دیا ہم مسلمان ہیں۔ وہ بڑی حیرانگی سے بولے ہم نے تو آپ کے مذہب سے یہ طریقہ لیا ہے کہ سات دن کے اندر اندر نام رکھنا چاہئے، ساتویں دن آپ کے ہاں عقیقہ ہوتا ہے اس لئے سات دن کے اندر نام رکھنا چاہئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے مذہب کی بھی خبر نہیں......''۔

''بیٹی فاطمہ ہم نے عقیقہ بھی کیا ہے میں تو خود ان چیزوں کے حق میں نہیں بلکہ یہ تو من گھڑت نظریات ہیں جن کی کوئی بھی حقیقت نہیں، اس کو میری نند ہی لے کر گئی ہے کسی پیر کے پاس جہاں سے یہ نئی سوغات لائی ہے، اس پیر کے پاس ہر نومولود بچہ لایا جاتا ہے جس کے کان کو چھید کر بالی پہنا دی جاتی ہے اور بالی پر مخصوص قسم کا دم کیا جاتا ہے، پیر صاحب کا کہنا ہے کہ یہ پہن لینے سے کوئی جان لیوا بیماری نہیں لگتی۔''

''میرے خیال میں اس پر بھی پیر صاحب کوئی نذرانہ وغیرہ لیتے ہوں گے؟ فاطمہ نے اس سے پوچھا، ہاں کیوں نہیں اس نے جواب دیا۔ فاطمہ بولی: اسی سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ ان لوگوں نے کمانے کے ڈھنگ بنا رکھے ہیں، اگر یہ لوگ سنت کی اتباع کرنے والے ہوتے تو ایسے گم راہ کن نظریات نہ پھیلاتے، آپ میری مانیں تو یہ بالی اتار دیں اور اپنی نند کو بھی بتائیں کہ یہ راستہ گم راہی کی طرف جاتا ہے کیونکہ یہ خلاف شریعت ہے۔''

زیرِ لب

ایک بہرے کی حکایت:

ایک بہرہ اپنے دوست کی عیادت کے لئے گیا، وہ اس کو دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ یہ کم بخت کہاں آمرا، اپنی سب سنائے گا اور میری کچھ نہ سنے گا۔ چنانچہ بہرے نے مزاج پرسی کی کہ اب کیا حال ہے؟ مریض نے جھلا کر کہا ''مر رہا ہوں''۔ وہ سمجھا یوں کہتا ہے اب افاقہ ہے، تو فرمایا ''الحمدللہ'' پھر پوچھا آج کل کون سی دوا استعمال میں ہے؟ مریض نے کہا ''زہر پی رہا ہوں'' تو وہ سمجھا کہ کسی دوا کا نام لیا ہوگا، فرمایا ''اللہ تعالیٰ اسے رگ رگ میں اتار دے''، پھر پوچھا ''کون سے حکیم سے علاج کرا رہے ہو۔'' مریض نے کہا ''ملک الموت سے''۔ بہرے نے جواب دیا کہ ''اللہ تعالیٰ ان کی آمد مبارک کرے، بڑے اچھے طبیب ہیں۔'' (مرسلہ: اخت ضیب)

ٹاس:

چند طالب علم بہت دیر سے بحث کر رہے تھے کہ کھیلنا چاہئے یا پڑھنا چاہئے۔ ان میں سے ایک نے کہا میں سکے سے ٹاس کر لیتا ہوں اگر چہرہ آیا تو ویڈیو گیم کھیلیں گے اگر پشت آئی تو کرکٹ اور اگر سکہ کھڑا ہو گیا تو پڑھیں گے۔

آپریشن:

ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، وہ مرتے مرتے بچے وہ بھی اس طرح کہ ان کے جسم کے بیشتر اعضاء نکال دیئے گئے اور ان کی جگہ بندر کے اعضاء لگا دیئے گئے۔

آپریشن تھیٹر کے باہر ان کی بیوی پریشان بیٹھی تھی، نرس باہر آئی تو اس نے پوچھا ''ان کی طبیعت کیسی ہے؟''

نرس نے جواب دیا: ہوش میں آتے ہی وہ پنکھے پر جا بیٹھے ہیں نیچے اتریں تو پتہ چلے۔ (ن اخت فرید احمد۔ منڈی بہاؤالدین)

فضول خرچ بیٹی:

ایک صاحبہ اپنی فضول خرچ بیٹی کو شادی کے بارے میں سمجھا رہی تھیں دیکھو کسی غریب نوجوان سے شادی کرنے کی بجائے کسی امیر کروڑ پتی سے شادی کرلو ان شاء اللہ شادی کے بعد وہ خود ہی غریب ہو جائے گا۔

سوالات:

ماں: بیٹا امتحان کے سوالات مشکل تو نہیں تھے؟

بیٹا: امی! سوالات تو مشکل نہ تھے لیکن جوابات بہت مشکل تھے۔

اپنی جگہ

ایک صاحب دعوت ولیمہ میں بڑی رغبت سے کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا: ''جناب پانی کے لئے بھی جگہ رکھ لیں''۔ وہ صاحب ذرا وقفے کے بعد بولے ''بھائی بس کتنی ہی بھری ہوئی کیوں نہ ہو کنڈیکٹر اپنی جگہ خود بنا لیتا ہے۔''

چار دن کی چاندنی

مرسلہ، س۔ج چوہٹیا

آج صبح سے ہی زبیدہ بیگم کا ذہن پریشان تھا نجانے کیوں؟ اتنی دیر میں آصف بھی دفتر سے واپس آگیا، آتے ہی اس نے لباس وغیرہ تبدیل کیا اور کہنے لگا کہ اماں میں جویریہ سے شادی نہیں کروں گا؟

زبیدہ بیگم کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ کیا بیٹا؟ کیا کہہ رہے ہو۔ آصف! تم ہوش میں ہو؟ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور تجھے پتہ ہے کہ اس بھری دنیا میں میرا صرف ایک بھائی ہے، اگر بیٹا تو نے یہ قدم اٹھالیا تو میں ساری زندگی اپنے بھائی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گی، بیٹا ساری فیملی میں میری بدنامی ہوگی لوگ کہیں گے کہ شاہ زیب کو اس کی بہن نے چھوڑ دیا ہے۔ میں تو تجھے اچھا خاصا باشعور سمجھتی تھی لیکن بیٹا تو میری سوچ کے بالکل ہی خلاف نکلا، بیٹا! تجھے پتہ ہے ہمارے معاشرے میں جس لڑکی کی منگنی ٹوٹ جائے اس میں لوگ عیب تلاش کرتے ہیں اور وہ معاشرے پر ایک بوجھ ثابت ہوتی ہے۔ آخر اس میں کیا کمی ہے؟ وہ شرعی پردہ کرتی ہے، صوم وصلوٰۃ کی پابند ہے، انتہائی مہذیب، سگھڑ اور سلیقہ شعار ہے، سانولا رنگ کوئی عیب تو نہیں ہے، اصل حسن تو انسان کے اندر ہوتا ہے کہ اس کے اخلاق، افعال اور کردار اچھا ہو ظاہری خوبصورتی کے پیچھے پڑ کر باطنی خوبیوں کو نظر انداز کر دینا حماقت ہے، اماں نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد آصف بولا ''اماں میرا دوست شہریار ہے ناں۔ اس کی بیوی بہت اچھی ہے اور خوبصورت بھی، وہ بینک میں جاب کرتی ہے، انتہائی اپ ٹو ڈیٹ ہے اور ہائی سوچ کی مالک ہے، اس کی ایک فرینڈ ہے فائزہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت، وہ میرے پاس آفس میں آئی تھی اماں اس کے پاس گاڑی بھی ہے اور وہ خود ہی گاڑی ڈرائیو کرتی ہے، بڑے بڑے لوگوں سے اس کے تعلقات ہیں، اماں میں اسی سے شادی کروں گا چاہے جو بھی ہو۔

اماں پر اچانک بجلی گر پڑی اور حواس گم ہونے لگے، مگر اپنے آپ پر قابو پا کر کہنے لگی'' بیٹا یہ قابل رشک زندگی نہیں ہے، ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی، حسن تو چار دن کی چاندنی ہے، یہ حسن عارضی ہے ایک دن ختم ہو جائے گا۔

میرا بیٹا کچھ ہوش کر خدا کیلئے اپنی ماں کو نہ تڑپا، بیٹا ایسا مت کرنا، تیرے باپ کی روح کو تکلیف ہوگی، اس نے تجھے اس لئے نہیں پڑھایا لکھایا تھا کہ تو بڑا ہو کر اس کی عزت کو خاک میں ملا دے، بیٹا مت کرنا ایسا کام جو تیرے لئے پریشانی کا سبب بنے۔ اتنی دیر میں عائشہ نے آکر کہا کہ کھانا تیار ہے آجائیں۔ کھانا کھانے کے بعد آصف چپ چاپ باہر چلا گیا، وہ جا رہا تھا کہ اچانک اس کے کانوں سے ایک آواز ٹکرائی کہ: ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے''۔ ارشاد خداوندی ہے کہ ''اور تیرے رب کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ''۔

ایک دفعہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ تین دفعہ ان صحابی نے یہی سوال کیا اور یہی جواب ملا چوتھی دفعہ فرمایا کہ تیرا باپ۔

آصف کے کانوں سے ٹکرا کر یہ آواز اس کے دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی گئی، اس کو اپنے سامنے اپنی ماں کا غم میں ڈوبا ہوا پریشان چہرہ اور آنسوؤں سے تر دامن نظر آنے لگا، خود بخود ہی اس کے قدم مسجد کی طرف اٹھنے لگے، اس نے وضو کیا اور نماز جمعہ ادا کی اس کے بعد وہ اپنے آپ کو پرسکون اور مطمئن محسوس کرنے لگا۔ دعا سے فارغ ہو کر گھر آیا تو بہت خوش تھا، آتے ہی کہنے لگا اماں میں وہی کروں گا جو آپ کہیں گی۔

اماں میں بہت شرمندہ ہوں اور سابقہ باتوں پر معافی مانگتا ہوں۔ آنسو اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔ ماں کی مامتا کو ترس آیا اور ماں نے فوراً کہا بیٹا! بہت خوب اور اسے پیار کرنے لگی اور بتایا کہ بیٹا ابھی میں نے تیرے لئے صلوٰۃ حاجت پڑھ کر دعا کی تھی، میرے لال اللہ تعالیٰ تجھے شاد رکھے۔ پھر جلد ہی اس کی شادی جویریہ سے ہوگئی۔ جویریہ بہت ہی اطاعت گزار اور خدمت گار ثابت ہوئی ہر کام وقت پر کرنا، سب کا ادب کرنا اس کی عادت تھی، لیکن کبھی کبھی آصف کو فائزہ کا خیال آتا کہ وہ کتنی خوبصورت تھی، اسی طرح دن گزرتے گئے، ایک دن زبیدہ بیگم کی طبیعت خراب ہوگئی، آصف ان کو ہسپتال لے کر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک مریض کے منہ پر ٹانکے اور پٹیاں ہیں، اس نے جب ذرا غور سے دیکھا تو وہ فائزہ تھی، اس کا ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے چہرہ بالکل خراب ہوگیا تھا، آصف کے ذہن میں اچانک اس کی ماں کی آواز گونجی۔ بیٹا حسن تو چار دن کی چاندنی ہے۔ اس نے دل ہی دل میں کہا واقعی سچ ہے۔

ہمیں اس جہاں کی تلاش ہے

مرسلہ، بنت محمد اشرف باجوہ

جہاں سسکیاں سنائی نہ دیں
ہمیں اس جہاں کی تلاش ہے
جہاں سوچ سب کی بلند ہو
جہاں جسم نہ ہوں برہنہ
جہاں عفتیں اور عزتیں
محفوظ ہوں مامون ہوں
جہاں امن ہو پیار ہو
جہاں دامن کسی کا نہ تار ہو
جہاں فکر ہو نہ کچھ آج کی
نہ ہی کل کا کوئی ملال ہو
جہاں زندگی ہو چار سو
جہاں موت بنتی نہ جال ہو
جہاں نیکیاں ہوں عروج پر
اور بدی کا حال بے حال ہو
جہاں حق کی بات کریں سبھی
جہاں جھوٹ کا نہ خیال ہو
ہمیں اس جہاں کی تلاش ہے

سر میں درد رہتا ہے:

٭ باجی صاحبہ! میں مدرسے میں معلمہ ہوں، میرے سر میں اکثر درد رہتا ہے اور کبھی کبھی تو بہت سخت ہوتا ہے، درد سر کے اگلے حصے میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میرے سر کے بال بہت کمزور اور خشک ہیں، گرتے بھی ہیں۔ آپ نے ایک مرتبہ چہرے کے لئے گاجروں کا جوس لکھا تھا واقعی بہت اچھا ہوتا ہے لیکن اب تو گاجروں کا موسم نہیں تو کوئی اور طریقہ بتادیں تاکہ میرا چہرہ صاف ہوجائے۔ (راشدہ نذیر کاظمی، ماڈل ٹاؤن۔ ہمک)

☆ محترمہ راشدہ صاحبہ! آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کی نظر ٹھیک ہے، آپ نے چیک کروائی ہے؟ اگر نظر ٹھیک ہے تو پھر آپ بہت زیادہ سوچتی ہیں، ذہن کو بہت مصروف رکھتی ہیں۔ سلائی کڑھائی یا پڑھنے کے لئے مناسب فاصلہ اور روشنی کا خیال رکھا کریں۔ دوا میں **Ruta 200** صبح اور شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ سر کے بالوں کے بارے میں پچھلے شمارے میں تفصیلی مضمون آچکا ہے۔ ان شاء اللہ آپ بھی اس سے استفادہ کریں گی۔ چہرے کی چھائیوں کے بارے میں عنقریب شائع ہوگا۔

موسمی نزلہ زکام:

٭ باجی! جب بھی موسم تبدیل ہوتا ہے تو مجھے نزلہ زکام بہت زیادہ ہوجاتا ہے، اس وجہ سے ناک کا آپریشن بھی کروانا پڑا لیکن اب نزلے زکام کی وجہ سے سماعت بہت کمزور ہوگئی ہے، میری یادداشت بھی بہت کمزور ہے۔ (بنت اسلم، فیصل آباد)

☆ بہن بنت اسلم صاحبہ! آپ دوا **KALI MUR 6X** کی چار چار گولیاں دن میں 4 مرتبہ استعمال کریں، ساتھ ہی کان میں روغن بادام کے قطرے تین مرتبہ ڈالیں نیز 9 عدد بادام اور بارہ گرام کشمش کو رات میں پانی میں بھگودیں اور صبح نہار منہ دودھ کے ساتھ خوب چبا کر کھالیں، اس سے آپ کے نزلہ زکام اور کان میں افاقہ ہوگا۔ ساتھ ہی دماغی کمزوری بھی دور ہوگی۔

سانس کی تکلیف ہے:

٭ میری عمر ۲۳ سال ہے۔ مجھے تقریباً دس پندرہ سال سے سانس کی تکلیف ہے۔ بچپن میں نزلہ کھانسی وغیرہ بہت ہوتا تھا پھر سانس کی تکلیف شروع ہوگئی۔ ڈاکٹر نے انہیلر تجویز کئے اب انہیلر استعمال کرتی ہوں۔ اب پانچ چھ سال سے الرجی کی تکلیف شروع ہوگئی ہے، ذرا سی گرد یا خوشبو برداشت نہیں ہوتی، میرے لئے کوئی نسخہ تجویز فرمائیں تاکہ میری اس بیماری سے جان چھوٹ جائے۔ (بنت شیر گل مظفر گڑھ)

☆ محترمہ بنت شیر گل صاحبہ! آپ دوا **TECURIUM 30** اور **Bio-Plaogen No. 2** دوالیں۔ **Tecurium 30** کے دن میں 4 مرتبہ 5-4 قطرے لیں، ساتھ ہی **Bio Plaogen** کی چار چار گولیاں دن میں 4 مرتبہ استعمال کیا کریں۔ ماتھے پر روغن بادام کی مالش کیا کریں۔ بادام 7 دانے صبح نہار منہ کھالیا کریں۔ تقریباً ایک ماہ استعمال کرکے مجھے بتایئے گا۔

چہرے کے دانے:

٭ ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ چہرے پر باریک باریک دانے نکلتے ہیں کبھی موٹے موٹے دانے بھی ہوتے ہیں، خاص طور پر ماتھا تو ان دانوں سے بھرا ہی رہتا ہے۔ موٹے دانے بعد میں نشان بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ (ایک شکر گزار۔ وہاڑی) ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ بچپن میں میرے چہرے پر ہلکے بھورے رنگ کے تل تھے اب یہ تل گہرے رنگ کے اور سارے چہرے پر ہوگئے ہیں، میرے چہرے پر دانے بھی بہت نکلتے ہیں۔ (ش۔ ب بنت رستم) میری عمر 17 سال ہے پہلے میرے پورے جسم پر دانے نکلتے تھے اب چہرے پر بھی نکلنے لگے ہیں۔ (ت۔ حنیف جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی) میرے چہرے پر پیپ دار دانے بہت نکل رہے ہیں، اب ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے، کیل وغیرہ بھی ہیں۔ (سیّدہ عظمیٰ گیلانی) میرے چہرے پر کیل ہیں، اس کی دوا بتادیجئے۔ (زوجہ سیف اللہ درشک) ہم سب بہنوں کے چہرے پر دانے نکلتے ہیں پھر خود ہی ختم ہوجاتے ہیں اور نشان بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ (صائمہ انور کبیر والا)

☆ آپ تمام بہنیں چہرے پر دانوں اور کیل مہاسوں سے پریشان ہیں، دانے عموماً اندرونی نظام میں درستگی نہ ہونے کے باعث نمودار ہوتے ہیں۔ مناسب رہے گا کہ اگر اندرونی نظام میں کسی قسم کی خرابی ہے تو اس کو درست کروالیں۔ غذا میں لوکی بہت مفید ثابت ہوتی ہے دانوں کو ہروقت انگلیوں سے نہیں چھیڑنا چاہئے۔ چہرے پر مناسب طریقے سے فیشل کرلیا کریں تاکہ جلد کے میل کچیل دور ہوسکیں اور جو ماسک آپ کی جلد کو سوٹ کرے وہ ہر 10-15 دن کے بعد لگالیا کریں۔ (اس موضوع پر ایک تفصیلی مضمون عنقریب کسی شمارے میں شائع ہوگا)۔ دوا کے طور پر بربیرس ایکیوفولیم **Berberio Aquif. Ø** اس دوا کے 10-10 قطرے صبح اور رات ایک گھونٹ پانی میں ملا کر پئیں۔ تیز مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔ اس کے ساتھ گھیکوار کے پتے کا گودا بھی ان دانوں پر لگائیں جلد بہت جلد صاف ہوجائے گی۔

کمزوری اور دبلا پن:

٭ میری عمر تقریباً 20 سال ہے اور وزن 38 کلو، میں جسمانی طور پر بہت کمزور ہوں، میری کلائیاں بھی بہت پتلی ہیں، میری کلائیوں کی وجہ سے سب میرا مذاق اڑاتے ہیں، میرے لئے کوئی نسخہ تجویز کردیں کہ میری صحت اچھی ہوجائے (س، ع۔ مظفر گڑھ)۔ میری عمر 24 سال ہے میں بہت زیادہ دبلی ہوں تھوڑا سا بھی کھانا کھاؤں تو پیٹ بھر جاتا ہے۔ (بنت محمد، جھاوریاں)۔ میرا سارا جسم بہت لاغر اور کمزور ہے چہرے کی حالت بہت ہی نازک ہے، میری دوست پچکے گالوں کی وجہ سے میرا مذاق اڑاتی ہیں، پلیز کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں۔ (بنت طارق۔ سلانوالی، سرگودھا)

☆ آپ تینوں ہی کمزوری صحت اور دبلا پن کا شکار ہیں۔ میری عزیز بہنو! موٹے ہونے کے چکر میں نظام ہاضمہ ہی خراب نہ کرلیں اور پھر دبلی ہونے کی فکر میں موٹی ہوتی جائیں گی۔ غذا اعتدال میں رہ کر استعمال کریں اور ویسے بھی دبلا پتلا انسان زیادہ چاق و چوبند رہتا ہے۔ اگر آپ ایسا کریں کہ رات کو جلدی سوجائیں صبح فجر سے پہلے اٹھ جائیں اور ہلکی پھلکی چہل قدمی کریں۔ زیادہ سوچیں نہیں، اپنی غذا میں دودھ کا اضافہ کریں غرض جتنا زیادہ آپ تھک کر کھانا کھائیں گی وہ اسی قدر آپ کے جسم میں لگے گا۔ دوا میں **VEGETAL TONIC** لہنگ لیبارٹری کا صبح، دوپہر، شام استعمال کریں۔ ہر کھانے سے ½ گھنٹہ پہلے ایک چمچ لے لیا کریں۔

جلد کی خشکی:

٭ میری عمر 18 سال ہے، تقریباً تین سال سے میرے جسم پر خشکی بہت زیادہ ہے، پہلے خارش ہوتی ہے اور خشکی پیدا ہوتی ہے پھر زخم بن جاتے ہیں اور اس کے بعد شدید قسم کی خارش ہوتی ہے۔ مجھے تیزابیت کی بھی بہت شکایت ہے، مصالحہ دار چیزیں کھانے سے بہت جلن ہوتی ہے، سر میں درد رہتا ہے اور غصہ بھی بہت آنے لگا ہے۔ (ربیعہ کاشمیری)

☆ محترمہ ربیعہ صاحبہ آپ دوا **PETROLEUM 200** کے 4-4 قطرے صبح و شام ایک چمچ پانی میں لے لیا کریں یہی دوا آپ کے معدے کا مسئلہ بھی حل کردے گی ان شاء اللہ۔ سر کے بالوں کے بارے میں پچھلے شمارے میں تفصیلی مضمون آگیا ہے۔ باقی یہ کہ تیز مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔

آپ کا دستر خوان

بعض اوقات گھر کے کھانے یعنی دیسی کھانے کھاتے کھاتے طبیعت بھر جاتی ہے ایسے میں دل چاہتا ہے کہ دوسری قسم کے مزیدار کھانے کھائے جائیں۔ جس میں مرچ مصالحہ کم ہو۔ اب اگر باہر جا کر کھانا کھائیں تو پیسے بہت زیادہ لگتے ہیں اور دوسرے بے پردگی بھی ہوتی ہے اور اگر پارسل منگوائیں تو وہی مسئلہ کہ دو افراد کا منگوائیں تو قیمت زیادہ لگ جاتی ہے اتنے پیسے میں گھر میں صاف ستھرے طریقے سے پکالیں تو پورا گھر بڑے آرام سے مزے لے لے کر کھائے۔

چکن منچورین (Chicken Mauchurian)

اشیاء: مرغی ایک پاؤ کیوبز چوکور کاٹ لیں۔ دو کھانے کے چمچ کارن فلور۔ ایک کھانے کا چمچ تیل۔ ایک چائے کا چمچ چینی۔ حسب ذائقہ نمک۔

ترکیب: گوشت پر تمام چیزیں لگا کر رکھ دیں۔ آدھا کپ تیل گرم کر کے مصالحہ لگے گوشت کو تل کر نکال لیں۔ (سفید سفید رہے لال نہ ہو)۔ اب دوسرے پتیلے میں اسی تیل کو احتیاط سے ڈالیں اور اس میں ایک چمچ باریک کٹا ہوا لہسن، ادرک ڈال کر فرائی کریں۔ خوشبو آنے لگے (لال نہ ہونے پائے) تو فرائی شدہ بوٹیاں ڈال دیں، ساتھ میں ایک سبز مرچ کاٹ کر ڈال دیں۔ پھر آدھا کپ یخنی ڈال کر پکنے دیں، ہلکی آنچ رکھیں۔ ایک پیالے میں ایک کپ یخنی مرغی کی ڈالیں، آدھا کپ ٹماٹو کیچپ۔ ایک چائے کا چمچ سرخ مرچ پسی ہوئی۔ دو چائے کے چمچ چینی۔ ایک چائے کا چمچ نمک۔ دو کھانے کے چمچ کارن فلور اور ایک چائے کا چمچ سرکہ ملائیں۔ پکتے ہوئے چکن پر یہ تمام اشیاء ڈال کر انہیں پکائیں۔ جب مناسب گاڑھا ہو جائے تو تھوڑا سا سرخ فوڈ کلر (بازار میں آسانی سے دستیاب ہے) ملا کر رنگت کو خوش نما بنالیں۔ اب گرم گرم کسی شیشے کے پیالے میں ایسے ہی پیش کریں۔

اخت سیّد منور صالح

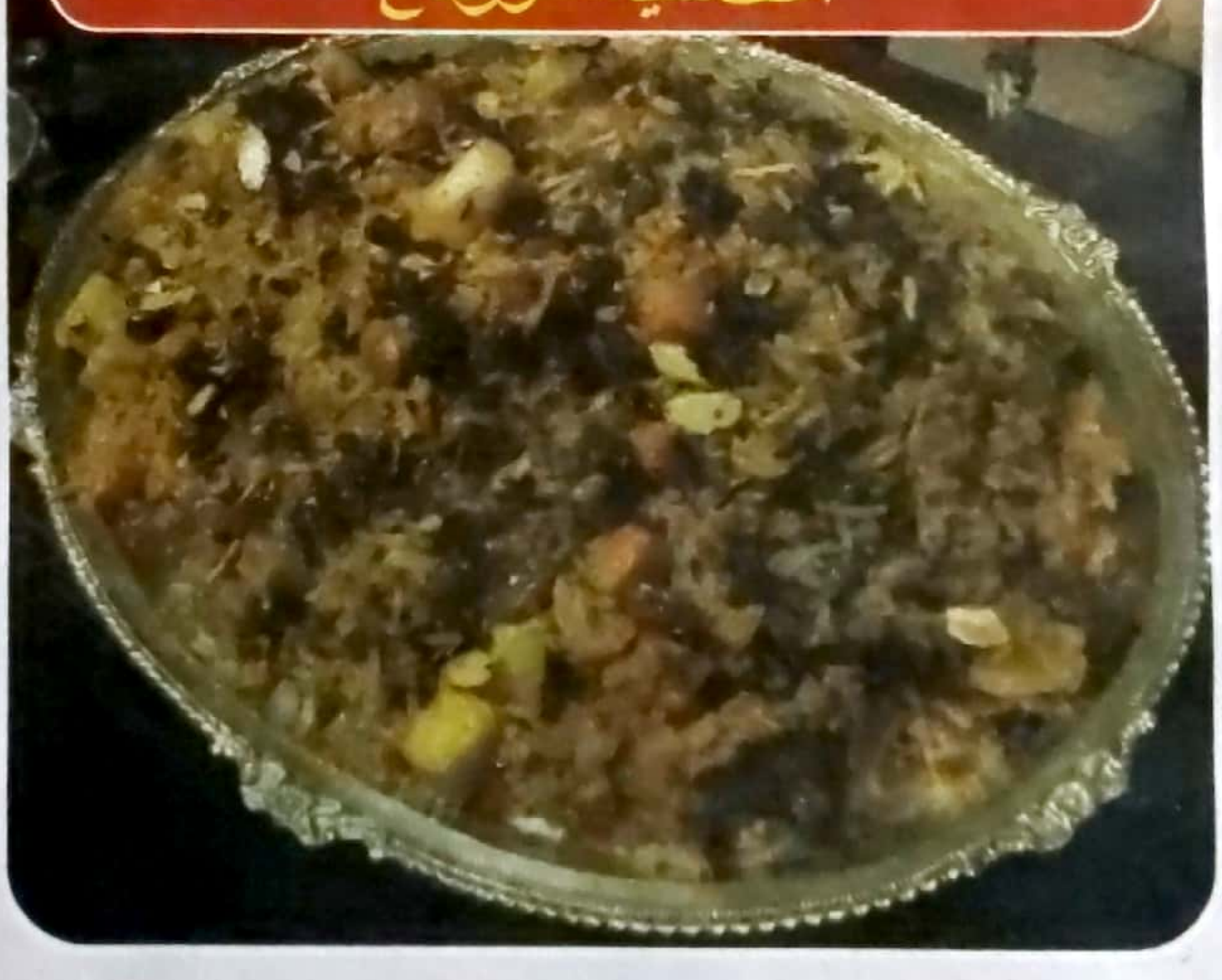

چکن شاشلک

اجزا: چکن ایک کلو (بغیر ہڈی کے کیوبز بنالیں)۔ لہسن پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ ادرک پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔ سویا ساس ایک کھانے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ چینی ایک چائے کا چمچ۔ تیل دو کھانے کے چمچ۔ لال مرچ کٹی ہوئی آدھا کھانے کا چمچ۔ ٹماٹر تین عدد۔ شملہ مرچ تین عدد چوکور کاٹ لیں۔ (چوکور کاٹ کر گودا نکال لیں اور ایک پیالے میں ساس بنالیں) پیاز تین عدد۔ (چھیل کر چوکور ٹکڑے کر کے الگ الگ کرلیں)

شاشلک کی ساس بنانے کے لئے: ٹماٹر کا بچا ہوا گودا۔ لال مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سویا ساس ایک چائے کا چمچ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔ ٹماٹو ساس دو کھانے کے چمچ۔

سبزیوں میں ڈالنے کے لئے: سویا ساس ایک کھانے کا چمچ۔ چینی آدھا چائے کا چمچ۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ۔ تیل ایک کھانے کا چمچ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے چکن ایک جگہ رکھ کر کسی بھاری چھری کے ساتھ ہلکا ہلکا کچل لیں تا کہ سب ٹکڑے ایک جیسے ہو جائیں پھر ان میں اوپر دی گئی ساری اشیاء اچھی طرح ملا کر آدھے گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ ایک بڑا فرائنگ پین لے کر ہلکا سا تیل ڈال کر بوٹیاں پھیلا کر رکھیں ہلکی آنچ میں دونوں اطراف سے سیک لیں۔ اب دوسرے فرائنگ پین میں ذرا سا تیل ڈال کر سبزیاں ڈال دیں۔ سویا ساس، سرکہ، چینی، نمک اور کالی مرچ ڈال کر جلدی جلدی چمچ چلا کر تین منٹ بعد سبزیاں نکال کر چکن بوٹی میں ڈال دیں۔ اب اسی فرائنگ پین میں ٹماٹر کا گودا، سویا ساس، ٹماٹو ساس، نمک اور لال مرچ ڈال کر ہلکا سا پکا کر ساس بنالیں۔ سادے چاول ابال کر دم کے لئے رکھ دیں۔ شاشلک جب کھانے کے لئے نکالنا ہو تو ایک کڑاہی میں چار کھانے کے چمچ تیل گرم کریں، تین جوے لہسن کے باریک باریک کاٹ کر تیل میں گولڈن براؤن کرلیں، ابلے ہوئے چاول ڈال کر جلدی جلدی تل کر نکال لیں۔ ایک پھیلے ڈش میں اطراف میں چاول رکھیں درمیان میں تیار کی ہوئی شاشلک اوپر سے ساس ڈال کر گرم گرم پیش کریں۔

چکن چاؤمن

اجزاء: چکن بغیر ہڈی آدھا کلو۔ چکن کیوبز دو عدد۔ سویا ساس تین کھانے کے چمچ۔ سفید سرکہ تین کھانے کے چمچ۔ کارن فلور ایک چائے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ ہری پیاز کے پتے ایک پیالی (باریک کٹی ہوئی)۔ چینی ایک چائے کا چمچ۔ پیاز ایک عدد۔ بند گوبھی ایک پھول (باریک کٹی ہوئی)۔ کالی مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ شملہ مرچ تین (باریک کٹی ہوئی)۔ ادرک، لہسن پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ نوڈلز ایک پیکٹ۔ تیل چار کھانے کے چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے چکن میں ایک چمچ سویا ساس نمک اور کارن فلور ملا کر آدھے گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ ایک بڑی دیگچی میں خوب ڈھیر سارا پانی گرم کریں جب پانی کھولنے لگے تو نوڈلز ڈال دیں ساتھ میں ایک چمچ تیل ڈال دیں جب نوڈلز گل جائیں تو چھلنی سے چھان لیں اور فوراً ہی ٹھنڈے پانی سے نوڈلز کو اوپر نیچے کر کے دھو لیں اور ایک چائے کا چمچ تیل ملا دیں تا کہ نوڈلز چپک نہ جائیں، ایک بڑی کڑاہی میں تیل گرم کریں۔ پیاز ڈال کر ہلکی گلابی کرلیں۔ ادرک لہسن ڈال کر بھون کر چکن ڈال دیں۔ جب پانی خشک ہو جائے تو سبزیاں اور کیوبز ڈال دیں۔ پھر سویا ساس، سرکہ، نمک، کالی مرچ، میدہ اور چینی ڈال کر پانچ منٹ تک بھون لیں پھر نوڈلز ڈال کر مکس کریں اور پتے ڈال دیں اور گرم گرم کھانے کے لئے پیش کر دیں۔

اگ فرائیڈ رائس (Egg Fried Rice)

اجزاء: دو پونڈ باسمتی چاول۔ ایک پاؤ مرغی کیوبز (چوکور) کاٹ لیں۔ انڈے چھ عدد۔ چار عدد ہری پیاز کی پتیاں۔ تیل ایک کپ۔ سویا ساس آدھا کپ۔ مرغی کی یخنی دو کپ۔ کالی مرچ پسی ہوئی ایک چمچ۔ گاجر ایک عدد۔ بند گوبھی ایک عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: تمام سبزیاں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ ابلتے ہوئے پانی میں چاول دھو کر ڈالیں اور ادھ گلا نچوڑ لیں۔ پھر تیل گرم کر کے مرغی کا گوشت فرائی کریں اور یخنی ڈال دیں۔ یخنی آدھی سے بھی کم 1\4 کپ رہ جائے تو سبزیاں اور سب مصالحے ڈال دیں۔ یخنی خشک ہو جائے تو چاول ڈال کر ملائیں، انڈے ابال لیں سخت ہونے چاہئیں۔ پھر انڈے کٹر سے کاٹ لیں اور چاولوں پر ڈال دیں۔ ہری پیاز کی پتیاں ڈال کر دم پر رکھیں تھوڑی دیر بعد اتار کر گرم گرم پیش کریں۔

کھانا کیسے محفوظ رکھا جائے؟

اُمِ ذیشان وحسان

آج ہم آپ کو کھانے کی مختلف چیزوں کو بہت دنوں تک محفوظ رکھنے کا طریقہ بتائیں گے، جن پر عمل کرکے آپ کم وقت اور کم خرچ میں زیادہ فائدہ اٹھاسکتی ہیں۔ اکثر گھروں میں ڈیپ فریزر کی سہولت موجود ہے۔ تو لیجیے:

ٹماٹر: آج کل منڈی میں ٹماٹر کافی سستے داموں میں دستیاب ہیں۔ اکثر گھروں میں ٹماٹر کھانا پکانے میں استعمال ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ٹماٹر خرید کر پلاسٹک کی تھیلی میں ڈیپ فریزر میں رکھ دیں، ۲۴ گھنٹے گزر جانے کے بعد ٹماٹر سخت ہوجائیں گے اب تھوڑے سے ٹماٹر نکال کر ایک پیالے میں پانی لے کر اس میں بھگودیں، ۲ یا ۳ منٹ کے بعد ان کا چھلکا الگ ہونے لگے گا، اب پانی پھینک دیں اور ٹماٹروں کا چھلکا اتارلیں، ٹماٹروں کو پیالے میں رہنے دیں۔ ایک سے دو گھنٹے بعد ٹماٹر بالکل نرم پڑ جائیں گے اور پانی چھوڑ دیں گے، اب ان ٹماٹروں کو پانی سمیت بلینڈر مشین میں ڈال کر اچھی طرح پیس لیں، جب باریک پیسٹ بن جائے تو برف جمانے کی ٹرے (Cube Tray) میں ڈال کر دوبارہ فریزر میں رکھ کر جمالیں چند گھنٹوں تک یہ پیسٹ برف کی طرح جم جائے گا پھر ان کو ٹرے میں سے نکال کر پلاسٹک کی صاف تھیلی میں رکھ کر فریزر میں رکھ لیں لیجیے کم خرچ میں ٹماٹر پیسٹ تیار ہے۔ اب کھانا پکاتے وقت حسب ضرورت ۲ یا ۳ ٹماٹر کیوب یا جتنے ضرورت ہوں ڈال دیں بقیہ ٹماٹر جو ڈیپ فریزر میں رکھے ہیں ان کو بھی مندرجہ بالا طریقے سے پیسٹ کرکے کیوب بنا کر رکھ لیں اس طرح ٹماٹروں کی کم مقدار کافی دنوں تک استعمال کی جاسکتی ہے۔

گاجر: گاجر موسمی سبزی ہونے کے باعث سارا سال دستیاب نہیں ہوتی، اس کو محفوظ کرکے سارا سال استعمال کرنے کا طریقہ بہت آسان ہے۔ گاجریں چھیل کر اچھی طرح دھولیں اور جس طرح چاہے کاٹ لیں اور صاف پلاسٹک کی تھیلی میں ڈال کر فریزر میں رکھ لیں اور جب کبھی سبزی پکانی ہو یا چائنیز کھانے بنانے ہوں تو سارا سال گاجر کٹی ہوئی اور دھلی ہوئی میسر ہوگی۔

مٹر: مٹر کو بھی چھیل کر فریزر میں پلاسٹک کی تھیلی میں محفوظ کرلیں اور جب چاہے دھوکر استعمال کریں۔

لیموں: لیموں کا موسم بھی سارا سال نہیں ہوتا، جب موسم ہوتا ہے تو لیموں سستے داموں ملتے ہیں، لیموں کا رس نکال کر برف جمانے والی ٹرے میں جمالیں اور جب چاہے تھوڑی دیر پہلے نکال لیں اور استعمال کریں۔

پیاز: اکثر بہنیں پیاز سنہرا کرکے پہلے سے کسی ڈبے میں یا مرتبان میں رکھ لیتی ہیں، اس طرح کھانا پکاتے وقت سہولت رہتی ہے اور وقت کی بچت ہوتی ہے۔

دہی: دہی خرید کر اس کو پھینٹ لیں اگر گاڑھا ہے تو پینے کا پانی تھوڑا سا ملا کر پتلا کرلیں اور کیوب ٹرے میں جما کر پلاسٹک کی تھیلی میں رکھ لیں۔

لیجیے کھانا پکانے کے لوازمات گھر میں موجود ہیں، اگر اچانک مہمان آجائیں تو پیاز کاٹ کر سنہرا

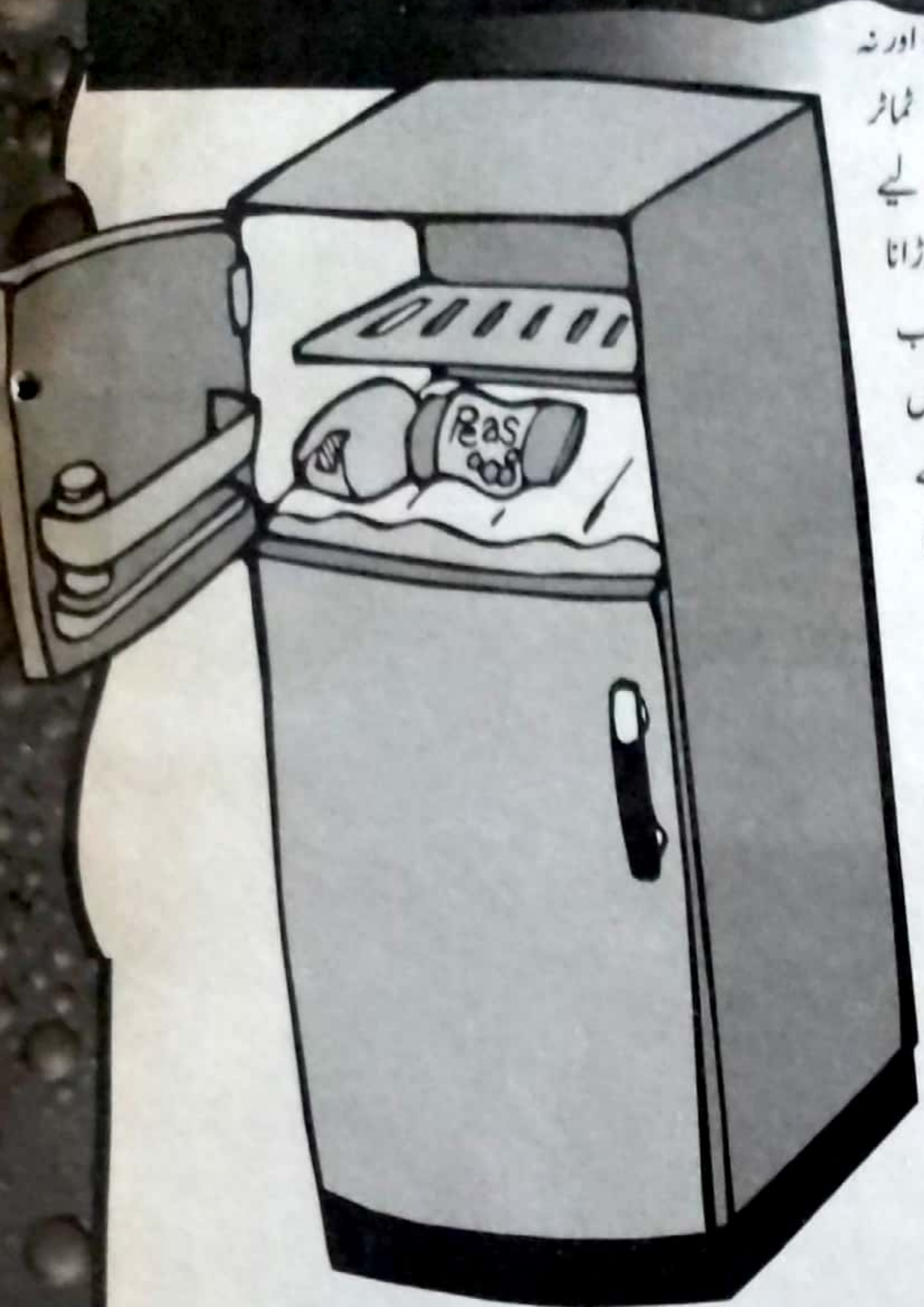

کرنا پڑے گا اور نہ دہی اور ٹماٹر منگانے کے لیے کسی کو دوڑانا پڑے گا، سب کچھ گھر میں موجود ہے فٹافٹ کھانا تیار کرسکتی ہیں، بس ذرا سی محنت اور وقت لگانے سے بہت آسانیاں ہوجاتی ہیں۔

پودینے کی اور املی کی چٹنی: ان دونوں چٹنیوں کو زیادہ دن محفوظ رکھنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔ اگر کافی مقدار میں چٹنی بنالیں اور اس کو ٹرے میں برف کی طرح جما کر پھر پلاسٹک کی تھیلیوں میں ڈیپ فریزر میں محفوظ کرلیں تو یہ خراب ہونے سے محفوظ رہتی ہے اور بوقت ضرورت استعمال میں لائی جاسکتی ہے۔ کھانے سے دو گھنٹے پہلے کسی پیالے میں بقدر ضرورت چٹنی کے کیوب نکال لیں جب نرم پڑ جائیں تو کھانے کے ساتھ پیش کریں۔ یہ دونوں چٹنیاں عام طور پر رمضان کے مہینے میں تقریباً روزانہ دسترخوان پر اپنی بہار دکھاتی ہیں۔ روز روز چٹنی بنانے میں کافی وقت لگتا ہے، مندرجہ بالا طریقہ اپنا کر وقت کی بچت کی جاسکتی ہے۔

مری بیٹی ذرا خود کو چھپالے

اثر جون پوری

اگر تو خود کو باپردہ بنالے — ترے کردار میں ہوں گے اُجالے
کما لے دولتِ عقبیٰ کما لے — بہار جنت الفردوس پالے
مری بٹیا ذرا خود کو چھپالے

جو حصہ جسم کا ظاہر رہے گا — وہ حصہ نار دوزخ میں جلے گا
بھلا بے پردگی سے کیا ملے گا — نہ کر خود کو جہنم کے حوالے
مری بٹیا ذرا خود کو چھپالے

بہت مجبوریاں ہیں میں نے مانا — ترقی یافتہ ہے یہ زمانہ
اگر ہے ناگزیر اسکول جانا — تو کم سے کم کوئی برقع بنالے
مری بٹیا ذرا خود کو چھپالے

اگرچہ صاف نظریں پاک ہے دل — مگر تیر نظر سے چاک ہے دل
تجھے معلوم ہے بے باک ہے دل — کہیں عفت کے پڑجائیں نہ لالے
مری بٹیا ذرا خود کو چھپالے

نہ اخباروں کی زیب داستاں بن — نہ پھر بے پردہ یوں، مت بے اماں بن
تو اپنی عفتوں کی پاسباں بن — کوئی پھر تجھ پر کیوں کیچڑ اُچھالے
مری بٹیا ذرا خود کو چھپالے

تو ہے امت میں شاہ دو سرا ﷺ کی — سو پیرو بن جناب فاطمہؓ کی
کہ رکھ لے لاج اماں عائشہؓ کی — ذرا اپنا عمل ان سے ملا لے
مری بٹیا ذرا خود کو چھپالے

بے پردگی سے پردے والی زندگی بہتر ہے

بے پردگی سے پردے کی طرف

اُمِ عبداللہ کوئٹہ

تمام بہنوں کے نام پیغام ذرا سوچئے تو؟

کہ

☆ہم کون ہیں؟

☆کس لئے پیدا کیے گئے؟

☆اور ہمارا انجام آخر کیا ہوگا؟

دراصل یہی سوالات ''پردہ کیوں، کب اور کیسے کیا؟'' کا جواب ہیں۔ اگر ہم ان سوالات کا جواب پالیں گے تو (بے پردگی سے پردے والی زندگی بہتر ہے) کا ثبوت مل جائے گا۔

پہلے سوال کا جواب یہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ ایک خدا کو ماننے والے اور اسی کے حکم پر عمل کرنا ہمارا دین ہے۔

میں نے پردہ کیوں کیا؟ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پردہ فرض ہے۔ جب یہ بات قرآن پاک اور حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے نماز، روزہ فرض ہے اور اسے چھوڑ دینے کا عذاب بہت سخت ہے۔ جب ہم مسلمان ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر بلا چوں وچراں کے عمل کرنا ہم پر فرض ہے۔ اگر پردہ صرف دل اور نیت صاف ہونے کا نام ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امہات المومنین کو نابینا صحابی سے بھی پردہ کرنے کی ہدایت نہ کرتے۔

خواتین کا اسلام جب سے پڑھنا شروع کیا تو میری سوچیں ایک دم سے اس طرح بدلتی چلی گئیں کہ ہر عمل اور ہر بات جو ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں ایک چبھنے والا سوال بن کر دل و دماغ کو پریشان کرنے لگا۔ نماز پابندی سے پڑھنے کی عادت تو پہلے سے تھی مگر دل اور روح پاکیزہ نہ تھی۔ میں بھی اوروں کی طرح واجبی سا پردہ کرلیا کرتی تھی۔ محرم اور نامحرم کا تصور بھی ذہن میں نہ تھا۔ شادی بیاہ کی تقریبات ہوں یا خاندان میں ہلا گلا کے مواقع، سب بڑی تیاری سے انجام پاتے تھے۔ مگر اسکے ساتھ ساتھ نماز روزے کی ادائیگی کے باوجود بھی دلی سکون نہ ملتا تھا۔ عجیب سی خلش روح کو بے چین رکھتی تھی۔ اللہ نے بڑا رحم کیا میری شادی ایسے شخص سے ہوگئی جس کے اعمال تو بہت زیادہ دینی نہ تھے مگر سوچیں اور دل ہر وقت دین اور اچھے عمل کی طرف مائل رہتے تھے۔ آہستہ آہستہ اچھے دیندار لوگوں میں بیٹھنے ''ضرب مومن'' اور ''خواتین کا اسلام'' پڑھنے سے ہم نے اپنے گھر سے ٹی وی جیسے زہریلے اژدہے کو نکال دیا۔ اب زیادہ تر وقت دینی کتب کا مطالعہ کرنے میں گزرنے لگا۔ پردے کے متعلق حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''شرعی پردہ'' پڑھی، دل بے چین ہوگیا۔ راتوں کو نیند نہیں آتی تھی۔ نماز میں آنسو ایسے بہتے چلے جاتے تھے جیسے برسات میں پرنالہ بہتا ہے۔ احساس ندامت اور گناہوں کے سوا دامن میں کچھ نہ تھا۔ اللہ سے یہی دعا ہوتی تھی۔

یا اللہ! آپ میری دستگیری کیجئے۔ میرے اس حال پر رحم فرمایئے، مجھے گناہوں کی دلدل سے نکال دیجئے۔ اے میرے رب کریم! آپ تو سب سے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔ مجھے صراط مستقیم پر چلادیں۔ مجھے اتنی طاقت دے دیں کہ میں اپنے دل کے بتوں کو توڑ دوں۔ اسے صرف اللہ کا گھر بنادوں۔ آپ ہی میری مدد کیجئے...... اللہ نے میری دعائیں سن لیں۔ میں اکثر سوچتی تھی کہ یا اللہ میری اولاد بھی کیا انہی اندھیروں میں گم ہوجائے گی جن میں ہم بھٹکتے رہے؟ دل کہتا تھا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے دین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسی بات نہ کی نہ کہی جس پر خود عمل نہ کرتے ہوں۔

میں سوچتی تھی جب تک میں خود اپنے دین پر عمل نہیں کروں گی۔ اپنی اولاد کو کیسے برائی سے روکوں گی۔ بس میں بھی معاشرے کی خودساختہ روش پر چلنے کے لئے مجبور تھی۔ دل میں وہ ہمت اور طاقت نہیں آتی تھی کہ میں اس قید کو توڑ دوں۔ مگر اللہ نے بڑا رحم کیا۔ میرے شوہر کہنے لگے لوگوں کی کب تک پرواہ کرتی رہوگی۔ ہمیں اللہ کی ناراضی سے ڈرنا چاہئے۔ تم جو کچھ کرنا چاہتی ہو کر گزرو۔ اللہ سے مدد مانگو، سب حالات ٹھیک ہوجائیں گے۔

دوسرا سوال ہم کس لئے پیدا کیے گئے ہیں؟ دل نے جواب دیا اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاریں۔ مگر آدھی زندگی گزر گئی جس نے پیدا کیا، لاکھوں نعمتوں سے نوازا اسی کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اس کی دی ہوئی ایسی گراں قدر نعمت اولاد کو بھی اسی جہنم میں جھونکتے رہے جن میں ہم خود جھلس رہے ہیں۔

اپنی ان سوچوں کو دل ودماغ میں بھر کر اور اپنے غفور الرحیم رب سے ہدایت مانگتے ہوئے ندامت کے آنسو آنکھوں میں بھرے ایک رات عشاء کی نماز کے بعد میں سوگئی۔ خواب میں دیکھا کہ میں، میرے شوہر اور بچے انتہائی تاریک اندھیرے میں کہیں جارہے ہیں۔ عجیب سا طوفان ہے اور ایک انتہائی ڈراؤنی شکل والا شیطان ہمارا راستہ روکتا ہے۔ سامنے آگ ہی آگ ہے۔ میں اور میرے شوہر بچوں کو ساتھ لئے ایک چھوٹے سے کمرے میں پناہ لیتے ہیں۔ مگر وہ شیطانی صورت وہاں بھی آجاتی ہے اور کمرے کو چاروں طرف سے آگ لگادیتی ہے۔ اچانک میری نظر قرآن پاک پر پڑتی ہے جو ایک کونے میں اوپر رکھا ہے۔ میں جھٹ قرآن پاک اٹھا کر اپنے سینے سے لگالیتی ہوں اور سورۂ یٰسین زبانی پڑھنا شروع کرتی ہوں جو کہ مجھے زبانی یاد ہے۔ یٰسین شریف پڑھ پڑھ کر آگ پر پھونکتی جاتی ہوں تو آگ بجھ جاتی ہے اور وہ شیطان وہاں سے ہٹ جاتا ہے۔ پھر میں قرآن پاک کا غلاف اپنے چہرے پر ڈال لیتی ہوں تو مجھے ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور ایسی روشنی ہے کہ آج تک میں نے نہیں دیکھی اور جب غلاف ہٹاتی ہوں تو پھر سے اندھیرا ہوجاتا ہے۔

میں خوف سے ایک دم بیدار ہوئی تو میرے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ فجر کی اذان ہورہی تھی میں نے اٹھ کر وضو کیا، بڑے اہتمام سے نماز ادا کی جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دل ایسے بھر آیا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ استغفار کیا اور پکا عہد کیا اے اللہ اب مجھے آپ ہدایت دے دیجئے، میں نے اپنے دل کے خودساختہ بت توڑ دیے ہیں۔ آپ اپنے فضل وکرم سے میرے دل کو گناہوں سے پاک کردیجئے مجھے صراط مستقیم پر چلادیجئے۔ مجھے روشنی کا رستہ دکھادیجئے۔ اللہ نے میری دعائیں قبول کرلیں۔ صدق دل سے مانگی ہوئی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اللہ نے مجھ پر اپنا رحم وکرم کردیا۔ اللہ اپنے بندوں سے کہتا ہے: ''اے بندے تو میرے پاس اگر چل کر آتا ہے تو میں تیرے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔ اللہ تو اپنے بندے سے ماں سے 70 گنا زیادہ محبت کرتے ہیں تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اسے پکاریں اور وہ نہ سنے۔ اللہ ہم سب پر اپنا رحم وکرم کرے۔

مجھے ایسے لگا جیسے میرے کندھوں سے پہاڑوں کا بوجھ ہٹ گیا ہو۔ دل وروح کو ایسا سکون ملا جو کبھی نہ ملا تھا۔ بس اسی دن سے میری نئی زندگی کا آغاز ہوگیا۔

تیسرا سوال تھا کیسے یعنی پردہ کیسے کیا؟ اس تیسرے سوال کا جواب میرا تیسرا سوال ہی ہے۔ یعنی ہمارا انجام آخر کیا ہوگا؟ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ ہمیں واپس اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ موت اور پھر اس کے بعد اخروی زندگی ہی ہمارا انجام ہے۔ موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس آخرت کی زندگی کا سامان بھی تو تیار کرنا ہے۔ مگر ہم اپنے اس انجام کو بھولے بیٹھے ہیں۔ اس لئے سامان سفر اور اعمال نامے کی فکر ہی نہیں ہے۔ توبہ واستغفار کے بعد اللہ نے میرے دل میں اس بات کی بھی فکر پیدا کردی کہ آدھی زندگی یعنی زندگی کے تیس سال میں نے اس انجام سے بے خبر رہ کر گزار دیے۔ نامۂ اعمال تو نافرمانیوں اور گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ کیا منہ لے کر اللہ کے پاس جائیں گے؟ اب نیک عمل کرنے کی فکر لاحق ہوگئی اور میں نے انجام یعنی موت کو شدت سے یاد کرنا شروع کردیا اور وقت کی کمی کے احساس سے نیکیاں حاصل کرنے اور نیک عمل کرنے کا نسخہ استعمال شروع کردیا ہے۔ اللہ اور زیادہ عمل کرنے کی ہمت اور توفیق دے۔ (آمین)

توبہ واستغفار کے بعد ہی اسی دن سے جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، پھپھا، خالو سب سے شرعی پردہ شروع کردیا ہے۔ ان سب کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اللہ سے یہی دعا کرتی تھی کہ یا اللہ جس طرح تو نے مجھے توفیق دی ہے دلوں پر تیری ہی بادشاہی ہے ان کے دلوں کو بھی تو ہی سمجھادے۔ میں نے اپنے نفس کو لگام ڈال دی ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے بازار جانے سے توبہ کرلی ہے۔ اپنی پسند وناپسند کو اس بات پر خوش کردیا ہے کہ جو حاصل ہوجاتا ہے وہی سب سے بہتر ہے۔ میں ٹیچنگ کرتی ہوں مگر گھر سے باہر بھی شرعی پردہ اتنی آسانی سے ہوجاتا ہے کہ اللہ کا جتنی بار بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اللہ کی طرف چلتے چلے جائیں وہ سب تکلیفیں دور کردیتا ہے۔ راستے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ نے بڑی مدد کی، آہستہ آہستہ سب اس بات کو قبول کرچکے ہیں۔ میرے والدین میرے قریبی رشتہ دار میری اس تبدیلی سے حیران ہیں، مگر میں بہت خوش اور بے حد مطمئن۔ (باقی صفحہ ۲۶ پر)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

67
بدھ 27 ربیع الثانی 1425ھ مطابق 16 جون 2004ء

نئی نسل کی تفریح طبع

شیطانی روح کی غذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

حسد

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

حسد ایک بدترین بیماری اور مہلک گناہ ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کے پاس دین یا دنیا کی نعمت دیکھ کر دل میں جلنا اور یہ آرزو کرنا کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے، حسد کرنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم اور تقدیر پر اعتراض کرتا ہے کہ اس نے یہ نعمت فلاں کو کیوں عطا کی مجھے کیوں نہیں دی، سب سے پہلے حسد کا گناہ ابلیس نے کیا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت عطا کی گئی، وہ انسان کی یہ عظمت و توقیر برداشت نہ کر سکا اور جل بھن گیا، یہ حسد ہی کی بیماری تھی جس نے یہود کو ایمان جیسی عظیم دولت اور نعمت سے محروم رکھا، وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ آخری نبی بنی اسرائیل میں مبعوث ہوگا لیکن جب ان کی امید کے برخلاف جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو گئے تو وہ حسد میں مبتلا ہو گئے سورہ نساء میں ہے "اللہ نے لوگوں کو جو اپنا فضل نبوت عطا کر رکھا ہے، کیا اس پر یہ حسد کرتے ہیں۔"

حق واضح ہو جانے کے باوجود وہ خود بھی ایمان سے محروم رہے، اور جو لوگ ایمان قبول کر چکے تھے ان کے بارے میں بھی وہ یہ تمنا کرتے رہے کہ اے کاش یہ ایمان کے نور سے محروم ہو کر دوبارہ کفر کی تاریکی میں لوٹ آئیں، اس تمنا کی بنیادی وجہ بھی ان کا حسد ہی تھا، گویا ان کی حالت "خود تو ڈوبے ہیں تجھے بھی لے ڈوبیں گے صنم" کا مصداق تھی، سورۂ بقرہ میں ہے "بہت سے اہل کتاب اپنے دل کے حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں حالانکہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی نظر میں مرض حسد کے خوفناک ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے قرآن کریم کی آخری دو سورتوں میں سے پہلی سورت میں مسلمانوں کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد احادیث میں حسد کی مذمت اور حسد سے بچنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ حسد سے بچے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگلی امتوں کی مہلک بیماری یعنی بغض و حسد تمہاری طرف چلی آرہی ہے، یہ بالکل صفایا کر دینے والی اور مونڈ دینے والی ہے (پھر اپنا مقصد واضح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا) میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ بالوں کو مونڈ دینے والی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈ دیتی ہے اور اس کا بالکل صفایا کر دیتی ہے۔" (احمد۔ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک تفصیلی حدیث کے آخر میں ہے "کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔" (نسائی)۔

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگ اس وقت تک خیر میں رہیں گے جب تک کہ آپس میں حسد سے بچے رہیں گے۔" (ترغیب و ترہیب)

حسد کے بارے میں چند صحابہ کرام، علماء اور حکماء کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "برے اخلاق میں سے حسد سے زیادہ عدل والا خلق کوئی نہیں جو کہ محسود تک حسد کے اثرات پہنچنے سے پہلے حاسد کو ختم کر دیتا ہے۔" یہ بھی آپ ہی کا قول ہے کہ "میں حاسد کے سوا ہر شخص کو خوش کر سکتا ہوں، حاسد تو صرف نعمت کے زوال پر ہی خوش ہوتا ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے "اے آدم کے بیٹے! تم اپنے بھائی سے کیوں حسد کرتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی کرامت و شرافت کی وجہ سے نعمت عطا کی ہے تو تم ایسے شخص سے کیوں حسد کرتے ہو جسے اللہ نے عزت و کرامت بخشی ہے اور اگر کسی اور وجہ (آزمائش وغیرہ) سے اسے کچھ عطا کیا گیا ہے تو تم ایسے شخص سے کیوں حسد کرتے ہو جس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔"

سلف میں سے کسی کا قول ہے کہ آسمانوں پر سب سے پہلا جو گناہ ہوا وہ حسد تھا کیونکہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا اور زمین پر بھی سب سے پہلا گناہ جو ہوا وہ حسد تھا یعنی آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے نے دوسرے پر حسد کیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔"

ایک حکیم کا قول ہے کہ جو شخص اللہ کے فیصلے پر راضی ہوا سے کوئی پریشان نہیں کر سکتا اور جو اللہ کی عطا پر قناعت کرے وہ حسد میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

حسد میں بہت سارے نقصانات ہیں۔

۱۔ حسد اللہ کو ناراض کرنے کا ذریعہ ہے کیونکہ حاسد اللہ تعالیٰ کو عادل نہیں سمجھتا۔

۲۔ حسد سے دل میں حسرتیں پیدا ہوتی ہیں، جسم بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اور شفا کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

۳۔ حاسد کو لوگ نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں، وہ خود بھی سب کو اپنا دشمن سمجھتا ہے چنانچہ اس کا کوئی بھی دوست نہیں ہوتا۔

۴۔ حسد، دل میں بغض اور کینہ کی پرورش کرتا ہے۔

۵۔ حسد، اخلاقی گراوٹ اور نفس کی خست اور کمینگی کی دلیل ہے۔

اگر کوئی شخص حسد کی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو اس سے شفایابی کے کئی علاج علماء نے بیان کیے ہیں۔

۱۔ اللہ کی طرف رجوع کرے، اسلامی تعلیمات پر عمل کرے، محنت اور ریاضت کرتے ہوئے نفس کا تزکیہ کرے۔

۲۔ حسد کے برے نتائج اور نقصانات کے بارے میں غور و فکر کرتا رہے۔

۳۔ بتکلف ہی سہی، محسود کے لئے دعاء خیر کا معمول بنا لے۔

۴۔ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اور یہ جان لے کہ میں اللہ کے فیصلوں پر کبھی غالب نہیں آ سکتا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاسد کے شر سے بچنے کے لئے محسود کو چند اسباب اختیار کرنے چاہئیں۔

(۱) حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور اس کی طرف متوجہ رہے۔

(۲) تقویٰ اختیار کرے اور شریعت پر عمل کرنے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔

(۳) دشمن کی کمینی حرکتوں کے جواب میں صبر کرے، دشمن کے شر سے بچنے کے لئے صبر سے مؤثر چیز کوئی نہیں۔

(۴) اللہ پر توکل کرے، جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے، اللہ اسے کافی ہو جاتا ہے۔

(۵) حاسد کے بارے میں زیادہ غور و فکر نہ کرے، نہ اس سے خوفزدہ ہو اور نہ ہی اسے زیادہ اہمیت دے۔

(۶) جہاں تک ممکن ہو صدقہ خیرات کرے کیونکہ مصائب و آلام کو دفع کرنے میں صدقہ بڑی عجیب تاثیر رکھتا ہے۔

(۷) آخری سبب ہے تو ذرا مشکل، لیکن حاسد کی آتش حسد بجھانے اور اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں بڑا مؤثر ہے، وہ یہ کہ جوں جوں حاسد کے حسد میں اضافہ ہوتا جائے یہ اس کے ساتھ صدقہ اور احسان کا معاملہ بڑھاتا جائے، خود رب کریم نے بھی قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا ہے، سورہ فصلت میں ہے: "نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتے، برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی شخص تمہارا قلبی دوست بن جائے گا جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے بڑے نصیب والوں کے سوا کوئی نہیں پا سکتا۔"

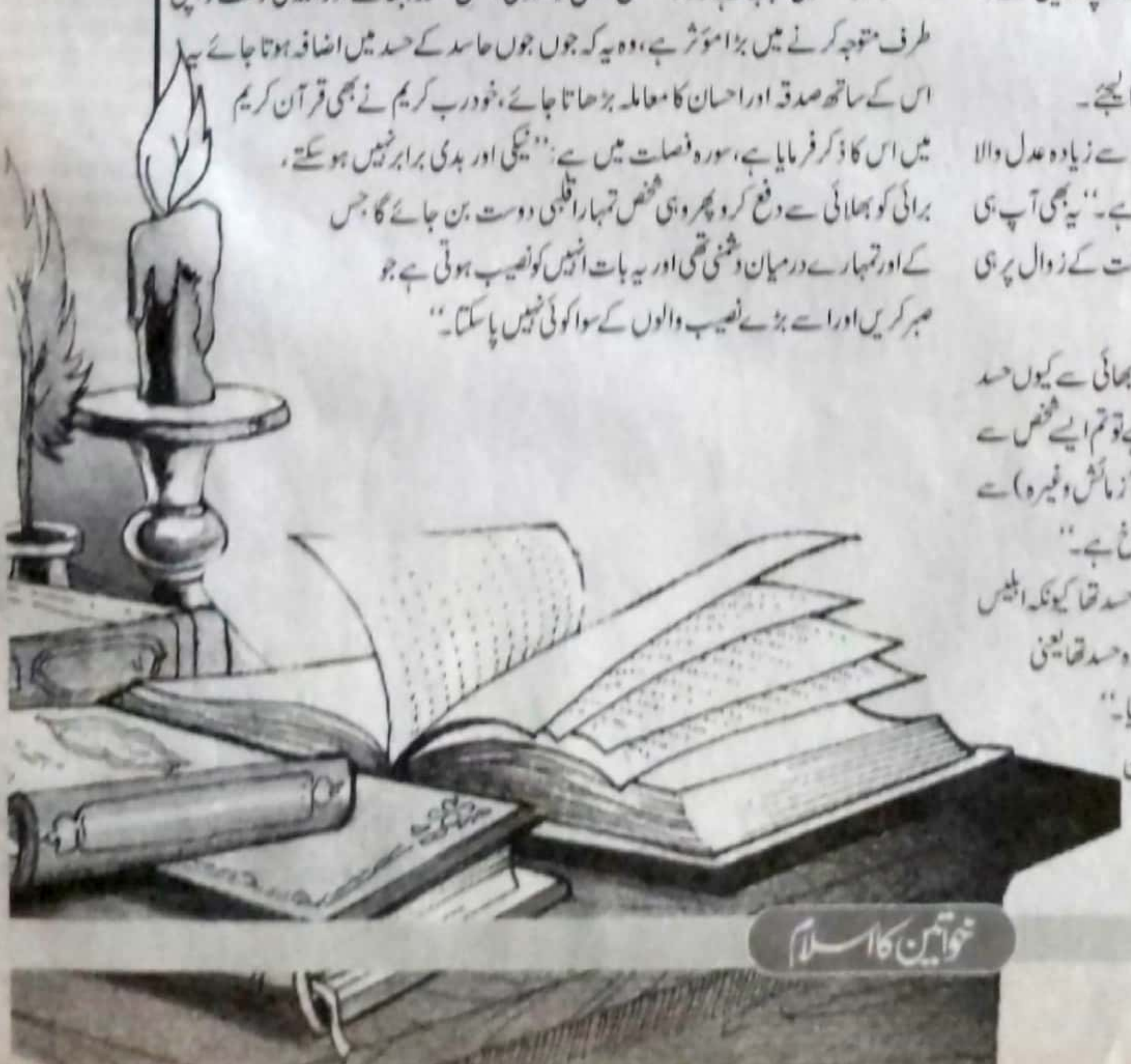

گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت کی دُعا

" بِسمِ اللہِ تَوَکَّلتُ عَلَی اللہِ لَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ" یُقَالُ حَسْبُکَ هُدِیْتَ وَکُفِیْتَ وَ وُقِیْتَ وَ یَتَنَحّٰی عَنْهُ الشَّیْطَانُ. (جامع ترمذی)

ترجمہ:"میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں، اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ کے حکم سے ہی ہو سکتی ہے۔" اس وقت عالم غیب سے اس آدمی کے لئے کہا جاتا ہے" تیرا یہ عرض کرنا تیرے لئے کافی ہے۔ تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا۔

تعمیرِ فکر

فتنوں کا دور

آج جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں تو کراچی بھر کی فضا پر عجیب سی خاموشی طاری ہے۔ گزشتہ تقریباً ایک مہینے سے پورا شہر قتل و غارت گری کا مرکز بنا ہوا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جن بھوت ہے جو شہر پر حملہ آور ہے۔ حیدری مسجد کا واقعہ، ضمنی الیکشن پر انسانی جانوں کا ضیاع، امریکی قونصلیٹ کے قریب زوردار بم دھماکہ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کی مظلومانہ شہادت، اور اس کے بعد ایک امام بارگاہ میں خوف ناک بم دھماکہ اور دو درجن جانوں کا اتلاف...... پھر ان واقعات کے بعد احتجاج، توڑ پھوڑ جلاؤ گھیراؤ...... جس کے نتیجے میں درجنوں گاڑیاں، بینک اور عوامی املاک تباہ کر دی گئیں...... لگتا ہے عمل اور ردعمل کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل نکلا ہے، اب یہ معلوم نہیں کہ کہاں جا کر رکے گا۔ ان واقعات پر طبیعت افسردہ اور دل وحشت زدہ ہے...... اب تک جو کچھ ہوا ان میں سے سب سے بڑا سانحہ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی صاحب کا قتل ہے، حضرت مفتی صاحب جید عالم، شیخ الحدیث، مجاہد فی سبیل اللہ، صوفی، مربّی اور ہمارے فکری رہنما تھے، ان تمام اوصاف نے مل کر انہیں مرجع خاص و عام بنا دیا تھا۔ وہ اصابتِ رائے میں معروف تھے اور انہیں اپنی بات کہنے میں کبھی ہچکچاہٹ نہیں ہوئی۔ دین کے معاملے میں ان کی بے باکی، دلیری اور حق گوئی سے علماء و طلبہ اور مجاہدین اپنے آپ کو مضبوط اور توانا محسوس کرتے تھے۔ گویا وہ تمام دینی طبقات کے لئے ایک مضبوط فصیل تھے آج یہ فصیل نہایت بے دردی کے ساتھ گرا دی گئی ہے۔

اس وقت ہم بحیثیت مجموعی جن حالات سے گزر رہے ہیں چاہے عالمی سطح کے ہوں یا ملکی اور شہری سطح کے، نہایت اعصاب شکن ہیں۔ اس طرح کے حالات میں شیطان سب سے پہلے انسان کے ایمان وعقیدہ پر حملہ آور ہوتا ہے اور اُسے تقدیر الٰہی کا شاکی بنا کر شرک کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ اس کے بعد شیطان کا کام آسان ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں کو طرح طرح کی خرافات میں مبتلا کر کے ایمان و اسلام سے بے گانہ کر دیتا ہے۔ یہی وقت ہوتا ہے جب ہر کلمہ گو پر لازم آتا ہے کہ وہ پوری استقامت کے ساتھ ایمانی تقاضوں کو پورا کرے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور کے متعلق ہمیں رہنمائی دی ہے۔ آج کے جس پُرفتن دور سے ہم لوگ گزر رہے ہیں اس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پیش گوئیاں فرمائی ہیں اور فتنوں سے محفوظ رہنے کی ترکیبیں اور طریقے بھی بتا دیئے ہیں۔ محدثین نے تقریباً حدیث کی تمام کتابوں میں "کتاب الفتن" کا علیحدہ باب باندھ کر ان تمام پیش گوئیوں کو جمع کر دیا ہے، جن کا مطالعہ کر کے ہر مسلمان ان فتنوں سے آگاہی حاصل کر کے اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ پُرفتن دور میں ایمان پر مضبوطی سے جمے رہنے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چناں چہ حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "فتنہ کے زمانے میں عبادت کا ثواب اتنا ہوگا جتنا کہ میری طرف ہجرت کرنے کا ثواب ہے۔" (مسلم) ایک دوسری حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال (نیک) میں جلدی کرو، ان فتنوں کے پیش آنے سے پہلے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے کہ آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا کہ اپنے دین کو دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا (مسلم)...... فتنوں کے ظہور کے وقت کیا کیا جائے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایت موجود ہے، حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کے قریب آجانے کا ذکر فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت لوگوں میں بہتر شخص کون ہوگا؟ فرمایا! جو اپنے مواشی میں رہے، ان کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہے گا اور وہ آدمی جو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چل کھڑا ہو وہ دشمنان اسلام کو ڈراتا ہو اور دشمن اس کو ڈراتے ہوں (یعنی وہ فتنہ کو چھوڑ کر دشمنان اسلام سے لڑے)۔ (ترمذی) اسی طرح دیگر احادیث بھی ہیں۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دور میں فتنوں کی بہتات ہو اس دور میں مسلمانوں پر اولاً فتنوں سے اپنے آپ کو بچا کر ایمان و اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنا لازم ہے، ثانیاً اگر انسان میں طاقت ہو تو ان فتنوں کو ختم کرنے میں حتی الوسع اپنا کردار ادا کیا جائے...... دور حاضر میں عین یہی کیفیت ہے جو احادیث میں بیان کی گئی، آج کے ذرائع ابلاغ مسلمانوں کو فتنوں میں ڈالنے کے لئے طرح طرح کے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں ان سے بچنے کا واحد ذریعہ قرآن وحدیث کی ہدایت و رہنمائی ہے اور بس، اللہ تعالیٰ ہم بے کسوں کے حال پر رحم فرمائیں اور ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ فرما کر ایمان و اسلام کی سلامتی عطا فرمائیں آمین یا رب العالمین۔ والسلام **محمد احمد حافظ**

اپنے ہاتھوں سے کوڑے مارے

(۱) حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے کوڑے نہیں مارے سوائے اس مجرم کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کچھ برائی کی تھی اس نالائق کو خود اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی گئی کہ فلاں شخص حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے تو آپ نے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس نالائق کی زبان کاٹوں گا تا کہ آئندہ یہ نالائق اس قابل ہی نہ رہے کہ کسی صحابی کو برا کہے۔

خط و کتابت کا پتہ "**خواتین کا اسلام**" دفتر روزنامہ اسلام **ناظم آباد 4 کراچی**
ای میل:islamforwomen@hotmail.com فیکس:021-6622240 فون:021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

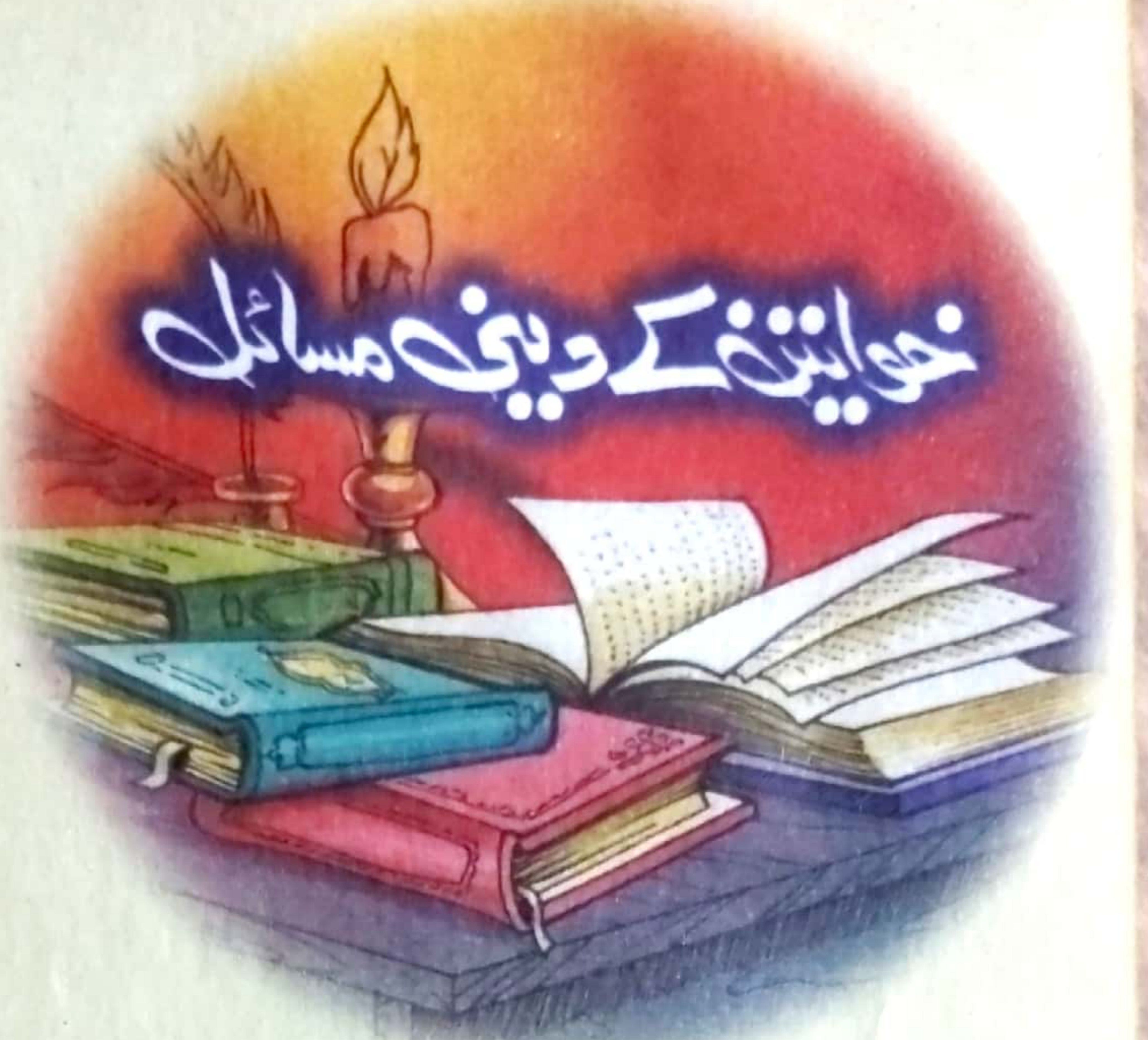

خواتین کے دینی مسائل

کس غسل سے پہلے وضو مسنون ہے:

سوال: اگر غسل فرض نہ ہو ویسے ہی نظافت وصفائی کے لئے غسل کیا جائے تو اس میں بھی پہلے وضو کرنا ضروری ہے یا غسل سے ہی وضو بھی ہو جائے گا؟ (ایضا)

جواب: غسل میں ہی وضو بھی ہو جاتا ہے، غسل کے بعد دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں بلکہ حدیث میں اس پر وعید آئی ہے: من توضا بعد الغسل فلیس منا (طبرانی فی المعاجم الثلاثۃ باسناد ضعیف) باقی رہی بات غسل سے پہلے وضو کے مسنون ہونے کی تو حسب تصریح فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ یہ حکم صرف غسل جنابت کے ساتھ مخصوص ہے۔

رطوبت:

سوال: آپ نے ''خواتین کا اسلام'' میں لکھا تھا کہ عورتوں کو جو سفیدی آتی ہے وہ مثل پسینہ پاک ہے۔ عرض ہے کہ پسینہ تو بہت زیادہ بھی آتا ہے۔ یہ سفیدی کتنی مقدار تک پاک اور معاف ہے؟ نیز اس میں کنواری لڑکی اور شادی شدہ کا کچھ فرق ہے یا ایک ہی حکم ہے؟

جواب: یہ سفیدی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ پسینہ والا حکم صرف اس رطوبت کا ہے، جو فرج خارج پر ظاہر ہو اندر سے نہ آئی ہو، یہ مطلقاً پاک ہے خواہ کتنی ہی مقدار میں ہو فرج داخل کی رطوبت میں اختلاف ہے اور رحم سے نکلنے والی رطوبت بالاجماع نجس اور ناقض وضو ہے۔ اس میں کنواری اور شادی شدہ کا حکم یکساں ہے؟

آگ کے ذریعے بالوں کی صفائی:

سوال: اگر عورت کے بازوؤں پر بال ہوں، کوئی آلہ استعمال کرنے کی بجائے تیز آگ سے یہ بال جھلسا دیئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (ایضا)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جواب: جائز ہے مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ بدن جلنے نہ پائے۔

اگر سر کے بال چھوٹے بڑے ہوں:

سوال: اگر سر کے بالوں کی نوکیں اوپر نیچے ہوں تو ان کو کاٹ کر برابر کر دینا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔

بھنوؤں کے درمیان اگر بال آجائیں:

سوال: اگر دونوں بھنوؤں کے درمیان بال آجائیں تو ان کو صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر بھنوؤں کے کچھ بال لے لئے جائیں (اتنے نہ کہ وہ بالکل باریک ہو جائیں) تو جائز ہے یا نہیں؟ (ایضا)

جواب: دونوں کام ناجائز ہیں۔ ہاں بھنوؤں کے بال بہت گھنے ہوں اور دیکھنے میں بھدے معلوم ہوں تو قدرے بال لے کر عام حالت کے موافق کر دینا جائز ہے۔

پانی میں ہاتھ ڈال دیا:

سوال: وضو یا غسل کے لئے پانی رکھا ہے اس میں بے وضو یا جنبی نے ہاتھ ڈال دیا تو کیا حکم ہے؟ نیز چلو بھر پانی سے کیا مراد ہے؟ (ایضا)

جواب: اگر ہاتھ دھلا ہوا نہیں اور بالغ آدمی نے ہاتھ ڈال دیا تو یہ پانی مستعمل ہو جائے گا جو خود پاک ہے مگر اس سے وضو یا غسل جائز نہیں البتہ اگر برتن نہ ہو اور ہاتھ پاک ہو، نیز اس پانی کے علاوہ اور پانی بھی نہ ہو، اس مجبوری پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اس سے وضو وغسل درست ہے۔ چلو بھر پانی سے مراد لپ بھر یا مٹھی بھر کی مقدار ہے۔

اذان سے پہلے وضو:

سوال: لیکوریا کی مریضہ کسی کے ہاں مہمان گئی اور احتیاطاً اذان سے پہلے استنجا اور وضو کر لیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ (ایضا)

جواب: وضو جب تک قائم ہے اس سے جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتی ہے۔ ہاں اگر معذور ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت نیا وضو کرے (خواہ اذان سے پہلے کرے یا بعد میں بشرطیکہ نماز کا وقت شروع ہو چکا ہو) وقت کے اندر جس قدر نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھتی رہے۔ وقت نکلتے ہی یہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ اب نئی نماز کے لئے نیا وضو کرے۔

معذور کا وضو:

سوال: ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ اگر سورج طلوع ہونے کے بعد وضو یا غسل کر لیا جائے تو لیکوریا کی مریضہ رطوبت چلتے رہنے کے باوجود اس وضو سے ظہر کی نماز ادا کر سکتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ (ایضا)

جواب: یہ رعایت صرف معذور کے لئے ہے جسے کسی وقت رطوبت اس کثرت سے چل پڑے کہ اس کے بغیر اختصار کے ساتھ فرض نماز بھی ادا نہ کر سکے یعنی نماز کے پورے وقت چلتی رہے، اتنا وقفہ بھی نہ مل سکے کہ استنجاء وضو کر کے جلدی سے فرض نماز (جس میں صرف فرائض و واجبات ادا کئے جائیں) ادا کر سکے۔

سفید بال چننا:

سوال: اگر سر میں سفید بال نکل آئیں تو ان کو چٹی وغیرہ سے چننا جائز ہے یا نہیں؟ نیز جسم کے کسی حصہ پر مسا ابھرا ہوا ہو تو اسے دوا یا تیز گرم لوہے سے زائل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضا)

جواب: جوانی کی عمر میں بال سفید ہونا شروع ہوں تو ہاتھ یا چٹی سے سفید بال چننا جائز ہے اور بڑھاپے کے سبب سفید ہوں تو چننا جائز نہیں کما قال صلی اللہ علیہ وسلم: لاتنتفوا الشیب مامن مسلم یشیب شیبۃ فی الاسلام الا کانت لہ نوراً یوم القیامۃ. (سنن ابی داؤد) (سفید بال مت اکھاڑو جس مسلمان کے بال زمانہ اسلام میں سفید ہوتے ہیں روز قیامت اس کے لئے نور ہوں گے) مسے کا ازالہ جائز ہے خواہ دوا سے کرے یا گرم لوہے سے۔

موسیقی شیطانی روح کی غذا

بنت سبز علی خان

اسماء: دیکھو زینب اگلے ہفتے میرے بھائی کی شادی ہے اس لئے تم ضرور آنا۔ اسماء نے زینب کی طرف کارڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔

زینب: اچھا یہ بتاؤ کہ شادی میں خلاف سنت تو کوئی کام نہیں ہوگا، نا؟

اسماء: ارے نہیں کوئی خلاف سنت کام نہیں ہوگا بس تھوڑی سی موسیقی اور گانے ہوں گے۔

زینب: کیا واقعی موسیقی اور گانے بھی ہوں گے؟

اسماء: ہاں! ویسے بھی تو اسلام میں گانے گانا کوئی منع تو نہیں ہے اور موسیقی تو روح کی غذا بھی ہے۔

زینب: یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟

اسماء: ہاں بالکل کیا قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں گانوں سے منع کیا گیا ہو؟

زینب: ہاں، بالکل۔

اسماء: لیکن مجھے تو کوئی ایسی آیت نہیں ملتی جس میں گانوں سے منع کیا گیا ہو۔

زینب: ٹھیک ہے غور سے سنو میں تمہیں بتاتی ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے گانے سے منع فرمایا ہے ان میں سے ایک مقام یہ ہے۔ **ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا، اولٓئک لھم عذاب مھین O** اس آیت میں ''لہوالحدیث'' کے بارے میں عبداللہ بن مسعود، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کا کہنا ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ اللہ سے غافل کرنے والی چیزوں کے خواہشمند ہیں یعنی وہ گانا سننا اور سنانا اور اسی طرح دوسری چیزیں پسند کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل راہِ حق سے بھٹکانے بلکہ دین متین کا مذاق اڑانے کے برابر ہے کیونکہ دین کا مقصد انسان کو اللہ سے جوڑنا ہے اور اس کی عبادت میں لگانا ہے اور گانا وغیرہ بالکل اس کی ضد اور اس کے خلاف ہے لہٰذا ایسے لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ جس چیز پر عذاب کی بات کی جاتی ہے وہ ناجائز ہوتی ہے، اس لیے گانا سننا اور سنانا حرام ہے۔

بہرحال قرآن کریم کی اس آیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کافی ارشادات سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گانے، موسیقی، ڈھولک، سارنگی، ہارمونیم، بانسری، ڈسکو میوزک سب ناجائز ہیں، ان میں مشغول ہونا اور دوسروں کو ترغیب دینا بلاشبہ گناہ ہے۔

اسماء: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان چیزوں سے منع فرمایا؟

زینب: ہاں بالکل بتاتی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ میں (دنیا) میں بانسریاں یعنی آلات موسیقی توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (نیل الاوطار) اس حدیث سے واضح ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد جہاں کفر و شرک کو مٹانا اور توحید کی دعوت دینا ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ بھی تھا کہ آپ دنیا سے گانا بجانا ختم کردیں اور تمام آلات موسیقی توڑ دیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ناچ گانا مٹانے کیلئے تشریف لائے اور ہم ناچ گانے میں مشغول ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے مقصد کی مخالفت کریں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس امت میں زمین میں دھنسنے، صورتیں بگڑنے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا ''جب گانے والیاں عام ہوجائیں گی اور شراب حلال سمجھی جائے گی۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی گانے والی باندی کے پاس اس لیے بیٹھے کہ اس کا گانا سنے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (ابن عساکر)

اور بہت سے لوگ موسیقی کو روح کی غذا قرار دیتے ہیں یہ کہنا بھی سراسر غلط اور عظیم گناہ ہے، جو چیز حرام ہو وہ روح کی غذا نہیں ہوسکتی، اس لیے موسیقی شیطانی روح کی غذا ہوسکتی ہے مگر انسانی روح کی نہیں۔

اسماء: تمہارا بہت بہت شکریہ کہ تم نے قرآن و حدیث کی رو سے مجھے گمراہی کے اندھیرے سے نکالا اور اب میں اپنے بھائی کی شادی بالکل سادگی سے کروں گی۔ جس میں گانوں کا نام و نشان بھی نہ ہوگا اور نہ کبھی ایسی محفلوں میں شرکت کروں گی۔ ان شاء اللہ۔

علم اور دولت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دولت اور علم کے متعلق دریافت کیا گیا کہ علم بہتر ہے یا دولت؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علم بہتر ہے، اس لئے کہ دولت قارون و فرعون کو ملی اور علم پیغمبروں کو ملا۔ انسان کو دولت کی حفاظت کرنا پڑتی ہے، علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ صاحب دولت کے دشمن بہت ہوتے ہیں اور صاحب علم کے دوست بہت ہوتے ہیں، دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے جبکہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ دولت مند بخیل اور صاحب علم سخی ہوتا ہے۔ دولت کو چور چرا سکتا ہے جب کہ علم کو کوئی نہیں چرا سکتا۔ دولت غرور سکھاتی ہے جب کہ علم حلم و بردباری سکھاتا ہے۔ دولت کی حد ہوتی ہے لیکن علم کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

زیادہ کھانے والا:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے جو اپنے پیٹ کو زیادہ بھرے گا، اس کا گوشت بھی زیادہ ہوگا، جس کا گوشت زیادہ ہوگا اس کی شہوات بھی زیادہ ہوں گی، جس کی شہوات زیادہ ہوں گی اُس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے، جس کے گناہ زیادہ ہو گئے اس کا دل سخت ہو جائے گا، جس کا دل سخت ہو گیا وہ دنیا کی آفات و زینت میں غرق ہو جائے گا۔

جلد بازی:

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے مگر پانچ موقعوں پر (جلدی کرنی چاہئے)۔

مہمان کے آنے پر کھانے کا اہتمام کرنے میں۔

کسی کے فوت ہو جانے پر کفن دفن کا اہتمام کرنے میں۔

لڑکی کے بالغ ہو جانے پر اس کی شادی کرنے میں۔

قرضہ ادا کرنے میں۔

گناہ کا ارتکاب ہو جانے پر توبہ کرنے میں۔ (ماخوذ از تنبیہہ الغافلین) (اخت وسیم افضل کیانی۔ آزاد کشمیر)

بہترین شخص کون ہے؟

❋ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو اور آخرت کی طرف زیادہ مائل ہو۔

❋ تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہو اور اپنے اہل و عیال کا بہت خیال رکھتا ہو، اور یاد رکھو کہ عورتوں کی عزت صرف کریم ہی کر سکتا ہے اور عورتوں کی توہین کمینہ ہی کرے گا۔ جو اپنی عورتوں کے معاملے میں اچھا ہو وہ سب سے اچھا ہے۔

❋ سب سے بہتر اسلام اس شخص کا ہے جس کے اخلاق بلند ہوں اور وہ شریعت کے مسائل و احکام سے بھی واقف ہو۔

❋ جو شخص اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا زیادہ خیال رکھتا ہے وہی سب سے بہتر آدمی ہے۔

❋ بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی ابتدا ہوتی ہو اور شر کا احتمال بھی نہ ہو اور بدترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی توقع نہ ہو اور اس کے شر سے امن نہ ہو۔

❋ امت کا بہترین شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے مانگے اور لوگوں کو خدا کا محبوب بنانے کی کوشش کرے۔

❋ بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

❋ سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے دیدار سے تم کو اللہ تعالیٰ یاد آئے، جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو، جس کے عمل سے تمہاری رغبت آخرت کی طرف بڑھنے لگے۔

❋ بہترین دوست وہ ہے جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو وہ تمہاری مدد کرے، اور جب تم اللہ تعالیٰ کو بھلا دو تو وہ یاد دلائے۔

❋ بہترین شخص وہ ہے جس کو سب سے بہتر قرآن پڑھنا آتا ہو، شرعی مسائل سے واقف ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو اور صلہ رحمی میں سب سے آگے ہو۔

❋ بہترین عورت وہ ہے کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو سرور پیدا ہو اور جب اس کو حکم دے وہ اطاعت کرے اور شوہر کی مخالفت دل میں بھی نہ کرے اور نہ معاملات میں۔

(بنت جمیل احمد چوٹیا)

اقوال سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان کو ہمیشہ اس قسم کے خوف دامن گیر رہتے ہیں۔

+ اللہ تعالیٰ کا خوف کہ وہ اس سے ایمان کی دولت واپس نہ لے لے۔

+ فرشتوں کا خوف کہ وہ اس کے گناہوں کو نہ لکھ لیں۔

+ شیطان کا خوف کہ وہ اسے جال میں نہ پھنسا لے۔

+ دنیا کا خوف کہ وہ اسے آخرت سے غافل نہ کرے۔

+ بیوی بچوں کا خوف کہ ان میں پھنس کر وہ اللہ تعالیٰ کو نہ بھول جائے۔ (از اقوال زرین کا انسائیکلو پیڈیا ص: ۲۷۹) (اخت حافظ محمد سلیم اختر سمراء)

صبر و شکر اور استقامت:

صبر و شکر اور استقامت ایسے انمول موتی ہیں جن کی ہر زمانے میں ہر ایک کو ضرورت رہی ہے۔ آج کے دور میں تو اس کی اشد ضرورت ہے خصوصاً خواتین بہت زیادہ بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ کرتی ہیں، ذرا ذرا سی بات پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتی ہیں اور کبھی والدین کی ناشکری کرتی ہیں کبھی شوہر کی۔ حدیث شریف میں ہے جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ رب العزت کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر عورتوں پر سے ہوا تو فرمایا ''اے عورتوں صدقہ کیا کرو مجھے عورتوں کی اکثریت جہنم میں دکھائی گئی ہے۔'' عورتوں نے عرض کیا'' کیوں یا رسول اللہ'' فرمایا تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔

سوچنے کی بات ہے کہ یہ دنیا تو فانی ہے اور اس عارضی چند روزہ زندگی میں اگر کچھ مشکلات و آفات پیش آئیں تو وہ بھی عارضی ہی ہیں اس لئے ان پر صبر کر کے ہم اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکتے ہیں اور اگر تھوڑی نعمت مل جائے تو اس پر شکر ادا کر کے اس میں برکت پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہر دکھ و تکلیف میں ''ان اللہ مع الصابرین'' پر غور کریں جب اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہو تو پھر بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اگر کوئی خوشی میسر آئے تو اس پر شکر ادا کریں نعمت و احسان میں اضافہ ہوگا۔ خوشی ہو یا غم ہر حال میں احکامات دینیہ کو مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین

(بنت شعیب خان۔ کراچی)

کھانے پینے کے آداب:

۱۔ کھانے کی برکت ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا)۔

۲۔ بسم اللہ پڑھ کر کھائیں داہنے ہاتھ سے کھائیں۔

۳۔ بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائیں نہ پئیں کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔

۴۔ جب آپ کے ہاتھ سے کوئی لقمہ گر جائے تو جو گندگی وغیرہ لگ جائے اس کو ہٹا کر لقمہ کھا لو اور شیطان کے لئے مت چھوڑو۔

۵۔ جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی انگلیاں چاٹ لو۔

۶۔ برتن کے درمیان سے نہ کھاؤ بلکہ کناروں سے کھاؤ کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔

۷۔ آپس میں ایک ساتھ مل کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔

۸۔ جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اتار دو اس سے تمہارے قدموں کو آرام ملے گا۔

۹۔ اونٹ کی طرح ایک سانس میں پانی مت پیو بلکہ دو یا تین سانس میں پیو۔

۱۰۔ جب پانی پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب پی کر منہ سے برتن ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔

۱۱۔ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھو اگر شروع میں بھول جاؤ تو یاد آنے پر ''بسم اللہ اولہ وآخرہ'' پڑھ لو۔

۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیا کرتے تھے۔

۱۳۔ برتن میں نہ سانس لو نہ پھونک مارو۔

۱۴۔ کھڑے ہو کر مت پیو۔

۱۵۔ ٹیک لگا کر مت کھاؤ۔

(مرسلہ: طالبہ مدرسہ مریم جمشید روڈ کراچی)

کشکول

خاموشی رنگ لے آئی

زوجہ محمد آصف نواب شاہ

تمہیں کوئی کام ڈھنگ سے کرنا نہیں آتا یہ وقت اتنی گرم چائے پینے کا ہے۔ شاہد بے حد غصے میں تھا اور ٹیبل پر کپ پٹخ کر چلتا بنا۔ صائمہ دم بخود کھڑی رہ گئی اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ جبکہ شاہد نے خود گرم چائے منگوائی تھی اور انہیں تیز گرم چائے پسند تھی وہ ایسی ہی پیتے تھے لیکن آج دیر سے اٹھے تھے دفتر کو دیر ہو رہی تھی اس لئے غصہ آ رہا تھا۔ اس پر اتار کر چلے گئے صائمہ نے چاروں طرف نظر دوڑائی ہر چیز سلیقے سے رکھی تھی سوائے ان چیزوں کے جو شاہد نے تیاری کے دوران پھیلا دی تھیں پھر اس کی نظر یک دم اسعد اور صالحہ پر جا کر رک گئی وہ دونوں کمرے کے دروازے کے قریب ہی دم سادھے کھڑے تھے چوں کہ وہ دونوں برآمدے میں کھیل میں مصروف تھے، اپنے ابو کی آواز سن کر ہی اندر آئے تھے، وہ چند سیکنڈ خالی نظروں سے دونوں کو دیکھتی رہی اس کا دماغ سن تھا پھر یک دم وہ اپنے بچوں کی طرف بڑھی ان دونوں کو پیار کیا، ننھی صالحہ بولی امی ابو کو غصہ کیوں آیا تھا؟ وہ جلدی سے سنبھل کر بولی بیٹی چوں کہ ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس لئے غصہ آیا تھا لیکن امی آپ کی طبیعت جب خراب ہوتی ہے آپ کو تو غصہ نہیں آتا ابو کو کیوں آتا ہے؟ بیٹی میں تو گھر پر ہوتی ہوں آرام کر لیتی ہوں اور آپ کے ابو کو بیماری میں دفتر جانا پڑتا ہے صحیح بات ہے ناں بیٹا۔ وہ بولی جی امی، چونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ بچوں کے ذہن میں اپنے ابو کے بارے میں کوئی غلط خیال باقی رہے اس طرح بچوں کی شخصیت پر برا اثر پڑتا ہے وہ بولی بیٹا آپ دونوں کھیلو مجھے برتن بھی دھونے ہیں، کھانا بھی پکانا ہے پھر نازیہ، نازش، طلحہ اسکول سے آجائیں گے شاباش جا کر کھیلو۔ وہ دونوں کھیلنے لگے اور وہ برتن دھونے کے ساتھ سوچوں میں گم ہوگئی۔ اس کی شادی کو نو برس ہو چکے تھے پانچ بچے تھے تین لڑکیاں دو لڑکے۔

جب اس کی شادی کو ایک ہی ہفتہ ہوا تھا اس کے شوہر کا شادی کے بعد پہلا دن تھا دفتر جانے کا، وہ جلدی سے ناشتہ تیار کر لائی شاہد نے ناشتہ کیا پھر برتن لے کر چلی گئی تھوڑی ہی دیر میں اُسے شاہد کی زوردار آواز سنائی دی تھی اس کے ہاتھ کانپ گئے وہ جلدی سے واپس پلٹی "موزے کہاں رکھے ہیں" کوئی کام نہیں کرنا آتا دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے، چلی جانا اپنی ماں کے گھر مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ بتانا چاہتی تھی موزے جوتوں میں ہیں لیکن آنسوؤں کی وجہ سے آواز نہ نکل سکی۔ شاہد نے جوتے اٹھائے تو موزے موجود تھے وہ موزے جوتے پہن کر چلے گئے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ وہ سارا دن روتی رہی، کسی طرح بھی اس کے آنسو رک نہیں رہے تھے چونکہ اس نے پہلی مرتبہ غصہ دیکھا تھا۔ جب آنسو بند نہ ہوئے تو اس نے وضو کر کے دو نفل پڑھ کر اللہ سے دعا کی یا اللہ میری مدد فرما میں کمزور ہوں، ناداں ہوں مجھے اپنے شوہر کی صحیح طریقے سے خدمت کی توفیق نصیب فرما پھر وہ پرسکون ہوگئی۔ چونکہ اسے معلوم تھا شوہر کا درجہ بہت بڑا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی) جب شام کو اس کے شوہر گھر آئے تو وہ صبح کی بات بھول چکے تھے، وہ بھی ایسے ملی خوش ہو کر جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ ایک دفعہ جمعہ کا دن تھا وہ باورچی خانے میں اپنی ساس کے لئے ناشتہ پکا رہی تھی۔ اچانک اسے اپنے شوہر کی زوردار آواز سنائی دی۔ صائمہ تم بہری ہو بچی رو رہی ہے، کیسی پھوہڑ عورت ہے جس کو بچے سنبھالنا بھی نہیں آتے۔ وہ بھاگ کر آئی اور بچی کو لیا، شاہد بولا لے جاؤ اس کو یہاں سے میری نیند خراب کر دی ایک تو دن ملتا ہے سونے کا اس میں بھی سونے نہیں دیتی ہیں ماں بیٹی خود تو سارا دن سوتی رہتی ہیں۔ وہ آنسو ضبط کرتے ہوئے باہر نکل گئی زباں سے کچھ نہ کہا چونکہ وہ جانتی تھی زبان سے ایک لفظ بھی نکالا تو قیامت آجائے گی، اس طرح تو لڑائیاں شروع ہوتی ہیں جبکہ اُسے سارا دن بیٹھنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی گھر کا کام، بچی کو سنبھالنا، پھر اپنی ساس کی خدمت چونکہ وہ بیمار رہتی تھیں۔

آج اس کے شوہر گھر آئے تو بے حد خوشگوار موڈ میں تھے اور بچوں کے لئے آئسکریم بھی لائے تھے سب بچوں کو بلا کر آئسکریم دی، صائمہ جلدی سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی چونکہ اسے صبح والی بات یاد آگئی تھی اسے خطرہ تھا کہیں آنسو نہ نکل جائیں چونکہ اس نے کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا، شاہد بھی دوسرے کمرے میں آگیا اور بولا کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟ وہ بولی نہیں تو۔ شاہد بولا مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہے میں بے جا تم پر غصہ کرتا رہا لیکن تم نے بھی برداشت کر کے دکھایا۔ صائمہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو شاہد واقعی شرمندہ تھا۔ وہ مسکرانے لگی اسے مسکراتے دیکھ کر شاہد بھی مسکرا دیا۔ آج صائمہ بے حد خوش تھی چونکہ اس کی خاموشی رنگ لے آئی تھی۔

نوجوان

ہمارا مستقبل

ثمینہ سلیمان

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

آج ہر نوجوان اداس ہے وہ غصے، جھنجھلاہٹ محرومی اور اضطراب میں کھویا ہے۔ حوادث کے تھپیڑوں میں گھرا بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔

اک جانِ ناتواں ہے، ہر سو عذابِ زندگی

کوئی لڑکیوں کے تعاقب میں دیوانہ ہے، تشدد اور توڑ پھوڑ کا رجحان غالب ہے، کسی کو جھنجھلاہٹ نے گھیرا ہوا ہے اور کوئی چمکتی ہوئی کاروں اور نوٹوں کی گڈیوں کا اسیر ہو کر رہ گیا ہے صرف اور صرف ان ہی خواہشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے چور راستے تلاش کرتا ہے۔

انسانی فطرت کے جذبہ خود نمائی کو فروغ جتنا آج کے دور نے دیا ہے پہلے اس کا تصور محال تھا۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ پہلا سبب، سیاست دانوں نے سبز باغ دکھا کر ان کے ہاتھوں سے کتابیں چھین کر کلاشنکوف دے دی۔ دوسرا سبب، منشیات کا بے روک ٹوک استعمال۔ تیسرا سبب، گھر گھر کیبل کے ذریعے فحاشی اور ذہنی عیاشی مہیا کر دی گئی جس نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو مفلوج کر دیا اور ان کے شیطانی نفس کو ہوا دی..... چوتھا سبب علمائے سوء نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور مذہب کے نام پر خوب گم راہی کے گڑھوں میں دھکیل دیا۔

ہمارے معاشرے کے وہ طبقات جو علم و عمل اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے نوجوانوں کی ذہنی تربیت کر سکتے ہیں ان میں والدین، اساتذہ کرام، سیاستدان، اور علماء کرام شامل ہیں لیکن جب ان کے قول و فعل کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کیا نوجوانوں کی شخصیت کا گلا گھونٹنے میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں ہے؟

آج کا انسان اپنے مقصد حیات کے شعور سے محروم ہو گیا ہے اسی لئے وہ آج کے نوجوان کی رہنمائی صحیح خطوط پر کرنے میں ناکام ہے۔ وہ خود سائنسی ایجادات، انکشافات اور ان سے حاصل ہونے والی آسائشات کی بھاگ دوڑ میں اس قدر تھک گیا کہ اب اپنی اولاد کی تربیت و رہنمائی کی سکت ہی نہ رہی کیونکہ نیکی، ہمدردی، ایثار، سچائی، دیانت اور ایسے ہی اخلاقی قدروں کو اب زوال آ گیا ہے اور ان صفات کو دقیانوسیت کا نام دیا جانے لگا ہے۔ کیونکہ ان کا اپنا ایمان ہی زوال پذیر ہو گیا ہے۔ وہ مشینوں کے شور و غل میں خود بھی روپیہ بنانے والی مشین بن کر رہ گئے ہیں۔ والدین کو پیسہ کمانے سے فرصت ہی نہیں، مشینی زندگی نے ان سے وہ وقت بھی چھین لیا جو ان کی اولاد کا حق تھا۔ اولاد سے سامنا کرنے کا نہ تو وقت رہا اور نہ حوصلہ لہٰذا یہاں جو کام بڑے بڑے حکام کرتے ہیں وہ گھر کے حاکم نے کرنا شروع کر دیے یعنی اپنے بچوں کو آسائشوں اور غیر اخلاقی دلچسپیوں میں گم کر دیا تاکہ وہ یہ سوچ ہی نہ سکیں کہ ہمارا باپ کہاں ہے؟ اگر یہ بات صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور شاگرد اپنے استاد سے جبکہ اولاد اپنے والدین سے تو پھر دورِ جدید کے ان معماروں پر قوم جتنا بھی ماتم کرے کم ہے۔ سیاست دان تو بڑے لوگ (دنیاوی نظر میں) ہوتے ہیں اس لئے معاشرے کی برائیوں کا کچرا دور کرنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔

جہاں تک معاشرے کی ذمہ داریوں کی بات ہے تو یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ خود گناہوں میں ڈوبے ہوئے بااختیار افراد کیوں آج کے نوجوانوں کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہیں۔ بیشتر تقاریب میں مقررین نوجوانوں کو مستقبل کا معمار اور سرمایہ حیات وغیرہ کہتے ہیں، کیا ان کے یہ جملے بے معنی اور کھوکھلے نہیں لگتے۔ یہ کتنے بڑے دوغلے پن اور تضاد کا شکار ہیں، کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ آم کے درخت پر انگور کے خوشے ہوں، ناریل کے درخت سے آپ کھجور توڑیں۔

یہی ہیں قوم کے دشمن، اسلام کے دشمن، انسانیت کے دشمن اور ایسے ہی لوگوں کو قرآن پاک میں منافق کہا گیا ہے اور انہیں جہنم کی آگ کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ یہ لوگ جنہیں اللہ نے حکومت کرنے کا اعزاز بخشا، یہ انعام الٰہی تھا اور بحیثیت مسلمان آزمائشی دور بھی مگر آج انہوں نے کیا کیا؟ ایک ضعیف اور ناتواں ملک کو نوچ نوچ کر لوٹ رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ آنے والے کل کو ہمارا ملک ترقی یافتہ شمار ہوگا۔ ایسے حکمرانوں پر ماتم نہ کریں تو کیا کریں؟

یہ موضوع نہایت طویل نوعیت کا ہے معاشرے کے بگاڑ کا ناسور گھن کی طرح ہمیں چاٹ رہا ہے، آج ہم اپنی ہی بداعمالیوں کی گرفت میں ہیں۔ اگر معاشرتی برائیوں کو ترتیب وار دیکھنا اور ان کا جائزہ لینا چاہیں تو ہزاروں صفحات کالے ہو جائیں مگر صد افسوس..... لاحاصل۔ ویسے بھی! بقول شاعر

جنہیں میں کہہ نہیں سکتا، جنہیں تم سن نہیں سکتے
وہی باتیں ہیں کہنے کی وہی باتیں ہیں سننے کی

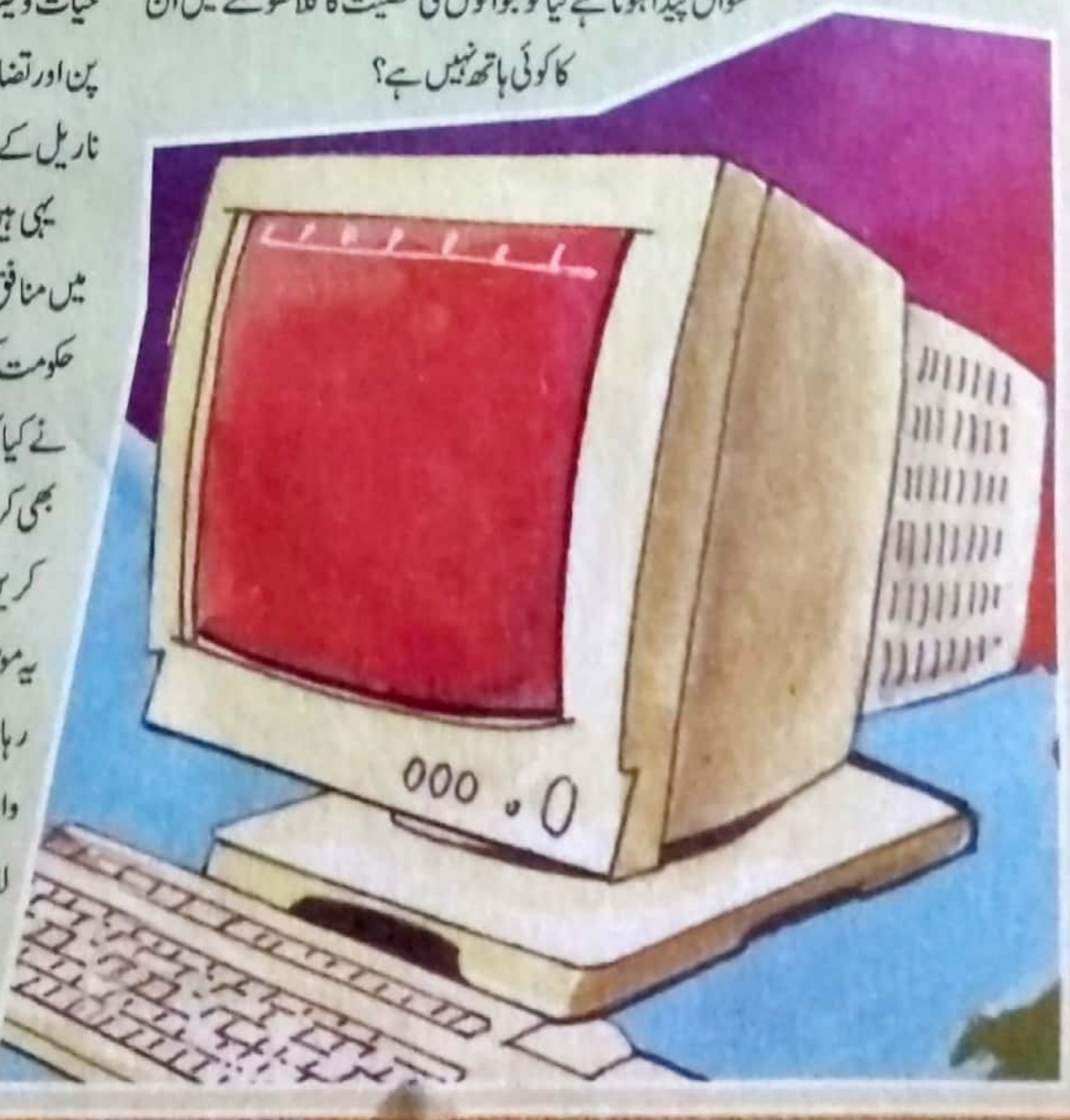

نئی نسل کی تفریح طبع

مومن

بچوں کی تربیت کا بہترین زمانہ بچپن ہوتا ہے کیونکہ اس زمانے میں اُن کا ذہن سفید کپڑے کی مانند ہوتا ہے۔ سفید کپڑا ہر رنگ قبول کرلیتا ہے، جبکہ رنگین کو رنگنا دشوار ہوتا ہے۔ یہی کیفیت بچوں کی ہے، آج ہم اپنی نئی نسل کو تفریح طبع کے لئے جو چیزیں مہیا کررہے ہیں، وہ اُن کو تباہ کررہی ہیں۔ مثلاً آج سیرگاہیں کلبوں کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ جہاں نوجوان بچے، بچیاں بے پردہ زیب و زینت کے ساتھ پھر رہی ہوتی ہیں۔ اگر سیرگاہوں کی تفریح ملاحظہ کرنی ہو تو شام کو خصوصاً چھٹی کے دن کسی سیرگاہ کا رخ کریں، وہاں آپ کو بہت سے عجوبے دیکھنے کو ملیں گے۔ سورج سارے دن کی ڈیوٹی کے بعد مالک کائنات کے حضور حاضری دینے کی تیاری کررہا ہوتا ہے اور بندگانِ خدا دن بھر کی خطاؤں کی معافی کے لئے مساجد میں سربسجود ہونے کی تیاری کرتے ہیں اور ہماری نسل نو، کافر تہذیب کے دلدادہ بچے، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نیم عریاں لباس میں، انگریزی کٹنگ کئے ہوئے، پتہ نہیں چلتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی، ناچتے کودتے شیطان کو خوش کرنے کے لئے سیرگاہوں کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: ''میری امت کے سب لوگوں کو خدا بخش دے گا مگر جو لوگ اعلانیہ گناہ کرتے ہیں، اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔'' (بخاری)

والدین اپنے بچوں کو وقت گزاری کے لئے اخبارات و میگزین مہیا کرتے ہیں کیونکہ میڈیا قوم کے نقطۂ نظر، ماحول اور کلچر کی من حیث القوم نمائندگی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں، آزاد مسلم ملک میں رہتے ہیں۔ ہمیں اس کے ذریعے اپنی نئی نسل کی نمائندگی کرنی چاہئے مگر بدقسمتی کہیئے کہ ہمارے روزنامے قتل و غارت اور عصمت دری کے واقعات سے بھرے ہوتے ہیں اور باقی صفحات عورتوں کی رنگین و فحش تصاویر کے لئے مختص ہیں، اور یہی حال دیگر میگزین اور رسائل وجرائد کا ہے۔ ان میں ایسی تصاویر اور مضامین ہوتے ہیں جن میں بچوں کی ذہنیت خراب کرنے کے لئے پوری وضاحت موجود ہوتی ہے خصوصاً آج کی انگلش میڈیم نسل، انگریزی ادب میں بہت دلچسپی لیتی ہے جو کہ نری تباہی ہے۔ اسی طرح ٹی وی، ڈش، کیبل، نیٹ وغیرہ تفریح طبع سمجھ کر استعمال کئے جاتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی میں ان کے فوائد بھی ہیں۔ مگر اس میں ''اِثْمُھُمَا مِنْ نَفْعِھِمَا'' والی بات ہے کہ ان کے نفع سے نقصان زیادہ ہے۔ اس کا پہلا اثر لباس پر پڑا ہے۔ عورتیں بے پردہ ہوگئیں، لباس میں عریانیت آگئی، مردوں کے ٹخنے ڈھانپے ہوئے اور لڑکیوں کے ٹخنے تو ٹخنے، پنڈلیاں تک برہنہ ہوگئیں، ہیئر کٹنگ میں عورتوں اور مردوں میں فرق کرنا مشکل ہوگیا۔

''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرنے والی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت رکھنے والے ہیں۔'' (سنن ابی داؤد)

ہمارے معاشرے میں شرم و حیا کا فقدان ہوگیا ہے، عشقیہ ڈراموں نے یہ نوبت پہنچا دی ہے کہ لڑکی خود والدین سے کہتی ہے کہ فلاں لڑکے سے میری شادی کردیں، والدین کو اگر اعتراض ہو تو دھمکیوں پر اتر آتی ہے کہ میں خود شادی کرلوں گی یعنی ''لَو میرج'' یا خودکشی کرلوں گی اور والدین بچارے ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن'' کی عملی تفسیر بن کر رہ جاتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات آئے دن اخبارات میں آتے رہتے ہیں۔ تیسری بات بڑوں کا احترام جاتا رہا ہے مزاحیہ ڈراموں نے بچوں کی یہ کیفیت کردی ہے کہ اپنے بڑوں اور بزرگوں تک کو جھڑک دیتے ہیں کہ ''دنیا کہاں چلی گئی مگر آپ کی حالت ایسے ہی رہے گی''۔

حدیث نبوی ہے کہ: ''جو چھوٹے پہ رحم نہ کرے اور بڑے کا احترام نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (سنن ابی داؤد)

اس کے علاوہ بچوں میں جرائم کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ جس میں ٹی وی ڈراموں اور فلموں میں جنسی جذبات بھڑکانے والے عوامل کارفرما ہیں جو ہماری نئی نسل کو تباہی کے اندھے کنویں کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

کمپیوٹر کا شمار جدید ترین ٹیکنالوجی میں ہوتا ہے، اس سے مغربی دنیا کے ساتھ ساتھ مشرقی ممالک بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، اس کے تمام فوائد کے باوجود ہمارے پاس کمپیوٹر کے بارے میں تلخ حقائق بھی موجود ہیں۔ پاکستان کی محدود شرح خواندگی کی وجہ سے اکثر والدین کمپیوٹر کے غلط استعمال سے لاعلم ہیں، وہ مطمئن ہیں کہ اُن کے بچے جدید تعلیم سے روشناس ہورہے ہیں جبکہ انہیں علم نہیں کہ اس مشین کا 90 فیصد استعمال فحش و عریاں ویب سائٹس کھولنے کے لئے کیا جاتا ہے، عیسائی اسے تبلیغ کے لئے استعمال کررہے ہیں، اس کے علاوہ اسرائیل نے ایک ایسی ویب سائٹ جاری کی ہے جو قرآن پاک کے متعلق غلط سلط معلومات فراہم کرتی ہے جو کہ مسلم قوم کے لئے مہلک ثابت ہوسکتی ہے۔ ٹیلی فون ایک ایسی ایجاد کردہ نعمت ہے جس سے سیکنڈوں میں پوری دنیا میں رابطہ کیا جاسکتا ہے لیکن اگر اسے غیر محتاط ہاتھوں میں تھما دیا جائے تو اس کے نقصان اور تباہی کے اثرات سے گھر کے گھر اجڑ سکتے ہیں، جانیں تلف ہوسکتی ہیں، ہماری نوجوان نسل کو اس میں بھی تفریح نظر آتی ہے۔ فلموں، ڈراموں کے متاثرہ لڑکے اور لڑکیاں ٹیلیفون کے ذریعے عشق لڑاتے ہیں اور اس طرح کے بعض تعلقات کے تو بہت عبرتناک نتائج نکلتے ہیں، کالج کے زیرتعلیم ایک نوجوان نے یونہی کسی فرم کا نمبر گھمایا اور کسی لڑکی سے رابطہ ہونے پر عشقیہ گفتگو ہونے لگی، دونوں نے اپنے فرضی نام بتائے ہوئے تھے، بات میل ملاقات تک پہنچی، ایک جگہ مخصوص کرکے دونوں اگلے دن مقررہ وقت پر پہنچ گئے۔ مگر جب ایک دوسرے پر نظر پڑی تو دونوں شرم سے زمین میں گڑ گئے، کیونکہ دونوں بہن بھائی تھے، اُس دن کے بعد لڑکا تو ایسا غائب ہوا کہ آج تک لاپتہ ہے۔

اب یہاں اہم نقطہ یہ ہے کہ یہ سب تفریح طبع جو ہم اپنی نئی نسل کو مہیا کررہے ہیں، اس میں قصور ان اشیاء کا ہے یا خود ہمارا؟ کوئی بھی چیز بذاتِ خود بری نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اس کے اچھے اور برے نتائج کا موجب بنتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنی اولاد کو اچھے اور نیک کاموں کی طرف لگانا اور برائی سے روکنا ہمارا فرض ہے۔ اسلام ہمیں تفریح طبع سے نہیں روکتا مگر تفریح کے نام پہ غیر مسلم تہذیب کی اندھی تقلید سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری نئی نسل کو شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

میں رشتوں سے گھبرا گئی ہوں

''میں اندر آجاؤں؟'' میں کلاس میں دروازہ بند کر کے کام میں مصروف تھی کہ آواز آئی۔

''ہاں ضرور'' میں نے کہا اور اپنے کام میں پھر مصروف ہوگئی۔ وہ کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی پھر کہنے لگی۔

''میں میں آپ کے پاس بہت ضروری کام سے آئی ہوں۔''

''ہاں بتایئے''۔ میں نے اسے نظر بھر کر دیکھا۔ وہ میری اچھی شاگرد تھی۔

''مس میں نے مفتی رشید احمد صاحب کی کتاب ''شرعی پردہ'' پڑھی تھی اور پھر پردہ کرلیا، ابھی ایک مہینہ ہی ہوا ہے۔ میں بی ایس سی کا فائنل امتحان اگلے مہینے دوں گی۔ آپ سے صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ میں دین میں آگے کیسے بڑھوں۔ خالی پردہ کرنے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔''

''ہاں یہ تو ٹھیک ہے مگر یہ بتائیں کہ آپ کے پردہ کرنے پر گھر والوں نے کیا کہا؟''

''سخت مخالفت کی، ہم چھ بہنیں اور تین بھائی ہیں۔ بڑی بہن کی شادی ہوئی تھی طلاق ہوگئی۔ اب وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہمارے گھر میں رہتی ہیں۔ امی کہتی ہیں کہ اتنی لڑکیوں کی شادیاں کرنی تو پہلے ہی سے مشکل ہیں اور اب تم پردہ کر کے بیٹھ جاؤ۔ کون تمہیں دیکھے گا، کون شادی کرے گا؟'' وہ آنکھیں نیچی کیئے دھیمی آواز میں کہتی چلی گئی۔

''آپ بہشتی زیور پڑھنا شروع کردیں۔'' میں نے اچانک اس سے کہا۔

''جی؟''

''اس میں حیران ہونے کی بات نہیں، بہشتی زیور اسلام کا آئین ہے اس میں مسلمان خواتین کے لئے زندگی گزارنے کے قوانین ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کو دین پر چلنے میں بہت مدد ملے گی۔''

''میں کس سے پڑھوں؟''

''کسی سے بھی پڑھ لیں''۔

''مس آپ پڑھادیں، میں تو کسی کو نہیں جانتی۔''

''میں ضرور پڑھا دیتی مگر مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور پھر آپ تو ایک مہینے کے بعد کالج سے چلی جائیں گی۔ پھر کیسے پڑھیں گی؟'' میں نے جان چھڑانے کی خاطر کہا۔ مگر وہ تو فیصلہ کر کے آئی تھی، کسی طرح نہیں مانی۔

''مس آپ کو میں روز فون کرلیا کروں گی، آپ وقت بتادیں میں فون پر پڑھ لوں گی۔''

اور پھر ہر روز رات کو وہ فون کرتی اور بہشتی زیور پڑھتی، اس کا پیارا سا نام ''صائمہ'' تھا۔ اس کو پڑھنے میں بھی بہت مشکلات کا سامنا تھا۔ گھر چھوٹا سا تھا، ٹی وی چلتا رہتا تھا اور وہ بھی پوری آواز میں، مگر وہ دوسرے کمرے میں دروازے کے پیچھے بیٹھ کر پڑھتی۔ اکثر پڑھنے کے دوران کسی نہ کسی کو فون کرنا ہوتا تو وہ اجازت لے کر بند کر دیتی۔

پروفیسر قمر انجم

''مس میں بہت پریشان ہوں، میری بہن کی بات پکی ہوگئی ہے، اب شادی کی تیاریاں ہیں میں پردہ کر کے شادی میں کیسے جاؤں گی؟ اور وہاں تو مووی بھی بنے گی اور گانے بھی ہوں گے حالانکہ ایک طرف مرد اور ایک طرف عورتیں بیٹھی ہوں گی مگر سب ہوں گے تو ایک ہی ہال میں اور اگر میں نے کہہ دیا کہ میں شادی میں نہیں جاؤں گی تو قیامت آجائے گی۔''

''اچھا تو یوں کرو کہ دلہن کے لئے جو الگ سے کمرہ ہوتا ہے وہاں بیٹھی رہنا اپنی بہن کے پاس، دلہن کے لئے کھانا آئے گا تم بھی کھا لینا اور مووی وغیرہ بنانے والے بھی وہاں نہیں آئیں گے۔''

ترکیب کارگر رہی، صائمہ نے برقعہ نہیں اتارا اور بہن کے ساتھ ہی بیٹھی رہی۔ یوں کئی مسائل آئے جو اللہ کے کرم سے حل ہوتے چلے گئے مگر وہ ہر مسئلے پر پریشان ہوجاتی تھی۔ اس کے نئے بہنوئی نے تو بہت ہنگامہ کیا۔ جب بھی اس کی بہن والدین کے گھر آتی وہ کہتا کہ صائمہ کو بھی میرے سامنے بلاؤ۔ وہ نہ جاتی تو بہن کو خوب باتیں سناتا۔ بہن جب اکیلی گھر آتی تو اسے اللہ کا واسطہ دیتی کہ میرا گھر تباہ ہوجائے گا تم میرے شوہر کے سامنے ایک دفعہ تو آجاؤ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو اس کا دل مضبوط کرنے کے لئے بھیج دیا تھا وہ جب بھی بہنوئی، بہن گھر آتے چپکے سے گھر کی چھت پر بنے چھوٹے سے کمرے میں جا کر بیٹھ جاتی۔ مفتی صاحب کے وعظ ساتھ لے جاتی وہاں نمازیں پڑھتی اور وعظ بھی، آخر تھک ہار کر بہنوئی نے مطالبہ کرنا ہی چھوڑ دیا۔

''مس اب بتائیں کیا کروں؟'' اس کی روتی ہوئی آواز آئی۔

''کیوں بھئی اب کیا ہوگیا ہے؟''

''لڑکے والے آئے تھے۔'' اس نے بمشکل کہا۔

''پھر؟''

''انہوں نے پسند کرلیا ہے اور کہہ کر گئے ہیں کہ اگلی دفعہ لڑکے کو ساتھ لائیں گے وہ بیٹی سے یعنی مجھ سے مل لے گا۔''

''امی نے کیا کہا؟'' ''انہوں نے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر سامنے نہ آئیں تو پھر دیکھ لینا۔ مس میں اب کیا کروں؟''۔ وہ رودی۔

''بھئی رونا تو بند کرو، اور یہ کرو کہ استخارہ کرنا شروع کردو۔''

''استخارہ؟ اس سے کیا ہوگا؟ میری سہیلی نے استخارہ کیا تھا مگر کچھ مہینے بعد طلاق ہوگئی۔''

''کیسے کیا تھا؟''

''رات کو عشاء کے بعد دو نفل پڑھے تھے اور سورہ فاتحہ کا ورد کرتی رہی، پھر اس کی گردن سیدھے ہاتھ کی طرف مڑ گئی تو اس نے ہاں کردی۔''

''اس کی گردن میں درد نہیں ہوا؟ بھئی استخارہ اس طرح نہیں ہوتا؟''

''تو پھر امی جن بزرگ کو جانتی ہیں ان سے نکلوالوں؟''

''استخارہ خود کرنا پڑتا ہے اور استخارہ کیا جاتا ہے نکلوایا نہیں جاتا۔''

''جی کیسے کروں؟''

''عشاء کے بعد دو نفل پڑھ کر استخارہ کی سنت والی دعا جو بہشتی زیور میں ہے، مانگ لو اور بس۔''

کہا جاتا ہے کہ آج کا زمانہ بہت فارورڈ ہے، اس زمانے میں جو خلل تیزی سے پھیلتا جارہا ہے اسے ہم ذہنی دباؤ کے نام سے جانتے ہیں، ذہنی دباؤ تشویش سے جنم لیتا ہے اور تشویش کی ماں اندیشوں اور واہموں کو کہا جاتا ہے، یوں دیکھیں تو ہم میں سے اکثر لوگ اندیشوں اور وہموں کے ہاتھوں اپنی خوشیوں اور سکون کو تباہ کر کے ذہنی تناؤ یا دباؤ کا شکار ہو چکے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوگا جو یہ کہے کہ میں مکمل طور پر خوش ہوں۔ مجھے کسی قسم کی کوئی پریشانی، کوئی فکر، کوئی تشویش یا کسی بھی قسم کا ذہنی دباؤ کا سامنا نہیں ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں ہر کوئی پریشان ہے کوئی مال کی وجہ سے کہ آمدنی کم ہے گزارا نہیں ہوتا اور جس کے پاس مال ہے تو وہ یہ سوچتا ہے کہ میں اپنے مال کو زیادہ کیسے کروں؟ کوئی اولاد کی وجہ سے پریشان ہے کہ میں اولاد کی پرورش کیسے کروں، کوئی گھر کی وجہ سے پریشان ہے غرض یہ کہ ہر کوئی کسی نہ کسی طرح پریشان ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر کوئی فکر، وہم، تشویش اور پریشانی میں بری طرح پھنس جائے اور اس کے سحر سے نکل نہ سکے یا اس کے پیش آنے سے بچنا چاہے تو پھر وہ کیا کرے؟

جواب صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ مشکلات کے پیش آنے پر خود کو اس کا روگی بنانے کی بجائے اس سے بچ نکلنے کا راستہ تلاش کرنا چاہیے۔ ماہرین نفسیات ڈپریشن سے بچنے کے لئے بتاتے ہیں کہ اپنی قوت برداشت میں اضافہ کیجئے کسی بات پر فوری ردعمل کی

''نہیں بھئی۔ کچھ نہیں کرنا۔ میرا مطلب ہے جو مرضی آئے کرو، بولو، ہنسو، کھیلو، کودو، جو جی میں آئے کرو۔''

''کیا مجھے خواب میں پتہ چل جائے گا؟''

''ضروری نہیں، ہوسکتا ہے کہ خواب میں صاف صاف نظر آجائے، کالے، پیلے رنگ نظر آنے سے کچھ نہیں ہوگا، پھر یہ کہ ہوسکتا ہے تمہارا دل مطمئن ہوجائے اور یقین ہوجائے کہ یہ لوگ اچھے ہیں۔ مگر زیادہ تر ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حالات ویسے ہی بنادیتے ہیں۔ اگر وہ لوگ تمہارے حق میں اس دنیا میں اور آخرت میں اچھے ہوں گے تو شادی خود بخود ہوجائے گی کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ اچھے نہیں ہوں گے تو شادی نہیں ہوگی۔''

''مس اگر وہ لوگ مجھے بہت اچھے لگے تو کیا پھر بھی استخارہ کروں؟ استخارہ کرنے سے شادی نہ ہوئی تو بھی مجھے تو بہت افسوس ہوگا''۔

''یہ تو عجیب قسم کا ڈر ہے۔ استخارہ کی دعا کا ترجمہ کیا ہے؟ تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی ہو کہ یا اللہ اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ کام بہتر ہے میرے لئے میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تو تجویز کردیجئے اس کو میرے لئے اور آسان کردیجئے اور پھر برکت دیجئے میرے لئے اس میں۔ اور اگر ہو علم میں آپ کے کہ یہ کام برا ہے میرے لئے میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تو ہٹا دیجئے اس کو مجھ سے اور ہٹا دیجئے مجھ کو اس سے اور نصیب کردیجئے مجھ کو بھلائی جہاں کہیں بھی ہو پھر راضی رکھئے مجھ کو اس پر۔ یہ دعا کے الفاظ ہیں، اگر تمہارے خیال میں وہ لوگ اچھے ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہوں کہ وہ اچھے نہیں تو تمہیں تو اللہ پر بھروسہ ہونا چاہئے۔ پھر یہ کہ اگر شادی نہ ہوئی تو بھی اللہ تعالیٰ سے تم کہہ تو رہی ہو کہ مجھے فیصلے پر راضی رکھئے۔ مجھے کبھی بھی کسی قسم کا افسوس نہ ہو کہ ہاں کیوں نہ کہی، اور پھر مجھے ان سے بہتر لوگ عطا کردیجئے۔ عالم الغیب تو اللہ تعالیٰ ہیں نا اور وہ ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ یعنی صائمہ سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔''میں نے اسے سمجھایا۔

''اور جب دعا کے الفاظ یہ ہیں تو اگر استخارہ بزرگ کریں گے تو وہ تو اپنے لئے دعا مانگیں گے نہ کہ تمہارے لئے۔''

''جی میں آج سے ہی شروع کردوں گی۔''

اور پھر اس کے اتنے رشتے آئے جتنے کل بہنوں کے ملا کر بھی نہیں آئے تھے۔ ہر دفعہ وہ استخارہ کرتی۔ کسی کو والدین ناپسند کردیتے، کوئی خود ہی کہہ دیتا کہ ہمارے ہاں ایسا سخت پردہ نہیں کیا جاتا۔ حتیٰ کہ ایک امام صاحب کا رشتہ بھی آیا جن کے گھر والے کہنے لگے کہ صرف بھائیوں کے سامنے آجانا اور ہم کچھ نہیں کہیں گے۔

''مس ایک بہت ہی عجیب بات ہوئی ہے۔ کل دس بجے میں کھانا پکا رہی تھی کہ ایک خاتون آگئیں، میں نے اسی حال میں دروازہ کھول کر اندر بٹھالیا۔ امی تھوڑی دیر کے لئے باہر گئی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں میں آٹا لگا ہوا تھا، بال بھی منہ پر بکھرے ہوئے تھے، کپڑے بھی گھر کے ہی تھے۔ وہ بیٹھی مجھے کام کرتا دیکھتی رہیں اور جب امی آئیں تو انہیں کہہ کر چلی گئیں کہ آپ کی بیٹی مجھے بہت پسند آئی ہے کل شوہر کے ساتھ آؤں گی رشتہ لے کر۔ وہ تو چلی گئیں اور امی نے خوب ڈانٹ سنائی کہ حلیہ تو درست کرلیا ہوتا۔ مگر اب کیا کروں؟''

''استخارہ اور کیا''۔

''مس وہ لوگ آج آئے تھے۔ ان کا بیٹا بھی ساتھ تھا اور وہ بہت اچھی جگہ نوکری کرتا ہے۔ وہ خود اور ان کی بیٹی شرعی پردہ کرتی ہیں۔ امی سے انہوں نے کہا ہے کہ میرا بیٹا جہیز کے سخت خلاف ہے۔ ہمیں کچھ نہیں چاہئے اور میرا بیٹا فوٹو بھی نہیں دیکھے گا اسے میری پسند پر اعتبار ہے، اور مس ان کے بیٹے سے میرے بھائی کی پرانی دوستی ہے۔ پیچھے محلے میں ہی رہتے ہیں، مگر آج تک ہمارے گھر کوئی نہیں آیا تھا، بھائی ان کی بہت تعریف کررہے تھے۔''

''سبحان اللہ! اللہ کی کیا شان ہے مگر ابھی استخارہ نہ چھوڑنا۔''

''مس ان کی امی کہہ کر گئی ہیں کہ ہم شادی ایک سال میں کریں گے۔ بیٹا اوپر گھر پر کمرے بنوا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دلہن ہمارے ساتھ رہے۔ اگر آپ انتظار کرسکیں تو ٹھیک ورنہ اگر کوئی اور زیادہ اچھا رشتہ آگیا تو اس سے کردیجئے گا۔''

''امی نے کیا کہا؟''

''وہ بہت خوش ہیں، ابو بھی بہت خوش ہیں، ہاں کردی ہے۔''

اور پھر صائمہ کی شریعت کے مطابق نہایت سادگی سے شادی ہوگئی۔ آج میری شاگرد پیارے پیارے ننھے منے بچوں کی ماں ہے اور نہایت پرسکون۔ خوشیوں سے بھرپور زندگی گزار رہی ہے۔

ڈپریشن کیوں ہوتا ہے؟

اہلیہ مفتی محمد فصیح

بجائے معاملے کو اس وقت جوں کا توں چھوڑ دیں اور اس تناؤ سے نکلنے کے لئے ماحول کو بدلیں اگر غصہ آئے تو بدلہ لینے کی بجائے یہ سوچیں کہ ہم دن بھر میں کتنی نافرمانیاں اس رب کی کرتے ہیں، اسے بھی تو ہم پر غصہ آتا ہوگا اگر وہ ہمارے اوپر اپنا غصہ اتارے تو ہم کیا کرسکیں گے، لہٰذا اس کو چاہئے کہ اپنے غصہ کو دبالے اس سے اس کے گھر کے ماحول میں تناؤ کم ہوگا۔ اگر سب کے ساتھ اس نے لڑائی شروع کی تو ہر کوئی ڈپریشن کا شکار ہوجائے گا۔ آپ کی ذرا سی کوشش سے جس سے آپ مشتعل ہوئے نہ صرف نجات ملے گی بلکہ غصے کا سبب بننے والے مسئلے کا بہترین حل بھی ذہن میں آجائے گا یہ بات آپ کے ذہنی تناؤ کو دور کرے گی اور آپ سکون کے ساتھ دشوار معاملات کا بھی حل تلاش کرسکیں گے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ دوسروں سے زیادہ توقعات نہ باندھیں کیونکہ جب یہ پوری نہ ہوں تو ذہن پر اس کے شدید اثرات پڑتے ہیں اس وجہ سے جذبات مشتعل ہوجاتے ہیں اور غصہ کی وجہ سے معاملہ بگڑ جاتا ہے اور آپ کے تعلقات کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوست، احباب اور عزیز واقارب سے توقعات وابستہ نہ کی جائیں ایسا ضرور کریں لیکن جب توقعات پوری نہ ہوں تو غصے میں آکر دوسروں کو مورد الزام ٹھہرانے کی بجائے صرف یہ سوچ لیں کہ ہوسکتا ہے ایسا کرنے میں دوسرے کی بھی کوئی مجبوری ہوگی۔ کوشش ضرور کریں اور توقعات بھی کوششوں کا ہی حصہ ہیں لیکن نتائج کو قبول کرنے کی عادت ڈالیں۔ ضروری نہیں کہ نتائج ہمیشہ توقعات کے مطابق ہی ہوں اگر ایسا کیا جائے تو توقعات پوری نہ ہونے پر بھی ممکنہ ڈپریشن سے خود کو دور رکھنا عین ممکن ہے۔

ڈپریشن کیوں ہوتی ہے؟

اس کی مختلف وجوہات ہیں:

۱۔ روزمرہ کے مسائل اور الجھنیں آپ کو تفکرات اور ڈپریشن میں مبتلا کردیتی ہیں۔

۲۔ دوسروں سے میل ملاپ رکھتے ہوئے خصوصاً ساس، نندوں سے اگر تعلقات صحیح نہ ہوں تو یہ بھی ڈپریشن کا باعث ہے۔

۳۔ سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتیں جو آپ کو بری لگتی ہیں، وہ بھی آپ کو ڈپریشن میں مبتلا کردیتی ہیں۔

۴۔ اولاد کی نافرمانی، دولت کی کمی، رشتہ نہ ہونا وغیرہ وغیرہ غرض کہ جو بات آپ کو بری لگے وہ آپ کو ڈپریشن میں مبتلا کردیتی ہے۔

ڈپریشن کا علاج:

ہماری زندگی میں ہمارے رویے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں بعض اوقات درپیش مسائل بھی ہمارے رویوں کو اپنے تابع کرلیتے ہیں انہی کے بدولت زندگی میں سکون ہوتا ہے رویے انسان کا فطری تقاضا ہیں لیکن اگر آپ سمجھتی ہیں کہ ذہنی تناؤ میں اضافے کا اہم سبب ہمارے رویے ہیں تو ان پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

☆ نماز خشوع خضوع سے پڑھیں۔

☆ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اللہ تعالیٰ ہی آپ کو آپ کے مسائل سے نکال سکتا ہے۔

☆ مسائل میں پوشیدہ حل تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

☆ پریشانی لاحق ہو تو توجہ ہٹانے کی کوشش کریں۔

☆ ماضی کی بجائے حال پر نظر رکھیں اور ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھ کر مستقبل کی پیش بندی کریں۔

☆ حالات پر افسردہ ہونے کی بجائے اعتراف کریں کہ اس ڈپریشن کا سبب کیا ہے اور اس صورت حال سے نکلنے کے ممکنہ حل کون کون سے ہوسکتے ہیں؟

☆ بزرگوں سے صلاح مشورے کریں، شوہر سے مسئلہ کا تذکرہ کرکے حل پر غور کریں۔

اگر ان باتوں پر غور کرکے عمل کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ڈپریشن سے نجات نہ مل سکے اور آپ خوش وخرم زندگی نہ گزار سکیں۔

(گزشتہ شمارے میں ''پیر جی کی بالی'' کہانی لکھنے والی خاتون کا پورا نام شائع ہونے سے رہ گیا۔ پورا نام بنت محمد زبیر شائق ہے۔)

اور آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

پرانی خارش:

ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر تقریباً پچاس سال سے اوپر ہے مجھے سات آٹھ سال سے خارش شروع ہوئی ہے۔ خارش زیادہ تر سر، منہ اور گردن کے علاوہ آنکھوں کے گرد ہوتی ہے، آنکھوں میں جلن بھی ہوتی ہے جواب جلدی دیجئے گا خدا آپ کی اور آپ کے بیٹے محمد کی عمر دراز کرے۔ (ام حیدر بٹیہ سیگڑانوالہ بھکر)

☆ محترمہ ام حیدر صاحبہ! پہلے تو آپ کی دعاؤں کا بے حد شکریہ۔ بس آپ لوگ ہمیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آپ کو جو خارش ہے وہ دراصل خون کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر خشک خارش ہے تو Sulphur 200 اور اگر تر خارش ہے تو Graphites 200 صبح شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ڈال کر پئیں۔ دیسی علاج کے طور پر گلوئے سبز نیم کوفتہ 6 گرام، پودینہ سبز 6 گرام اور آلو بخارا 3 دانے ایک گلاس پانی میں جوش دے کر چھان کر صبح نہار منہ پی لیا کریں۔ اگر گندھک کا صابن بآسانی مل سکے تو استعمال کرلیں۔ آنکھوں کے لئے CINERARIA MARITIMA SCHAIABE کا استعمال کریں۔

خونی بواسیر:

ڈاکٹر صاحبہ میری عمر 18 سال ہے مجھے 4 سال سے قبض کی شکایت ہے تقریباً سات مہینے ہوگئے مجھے خونی بواسیر بھی ہوگئی ہے، میرے چہرے پر پیپ دار دانے اور کیل نکلتے ہیں، میرے سر کے بال بھی خراب رہتے ہیں۔ طویل خط ہے۔ (بنت حافظ محمد امین۔ لاہور)

☆ بنت حافظ محمد امین لاہور! بواسیر کے لئے دوا HAMAMELIS 200 صبح اور شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملاکر پئیں ساتھ ہی اسی دوا یعنی HAMAMLIS □ کے قطرے سادہ ویسلین میں ملاکر مرہم سا بنالیں اور اس مقام پر لگائیں۔ قبض بالکل نہ ہونے دیں۔ پانی بہت زیادہ پئیں، گائے کے گوشت اور تیز مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں، آپ کے خاص مسئلے کے لئے دوا CHIMAPHILLA 200 اکثر بتاتی رہتی ہوں۔ پچھلے شماروں سے استفادہ کرلیا کریں، چہرے کے بالوں پر عنقریب مکمل مضمون شائع ہوگا۔

دانتوں کی بدبو اور درد:

میری والدہ صاحبہ کو دانتوں کی بیماری ہے، دانتوں میں مسلسل درد رہتا ہے، پیپ اور ریشہ بھی آتا ہے (بنت جاوید ضلع بھکر)

ڈاکٹر صاحبہ! میرے دانت بہت پیلے ہیں اور منہ سے بدبو بھی آتی ہے، برائے مہربانی کوئی اچھی سی دوائی تجویز کردیں۔ (بنت زاہد اٹک)

☆ آپ دونوں دوا Dentonine Lotion جو Medicare کا ہوتا ہے مسوڑھوں اور دانتوں پر اچھی طرح دن میں تین مرتبہ لگائیں، ساتھ ہی دوا SILICEA 30 دن میں تین مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی ملاکر پئیں۔

بچوں کے حفاظتی ٹیکے:

ڈاکٹر صاحبہ! ہمارے بیٹے ماشاء اللہ بالکل صحیح اور تندرست ہیں، ایک کی عمر چھ ماہ ہے اور ایک کی عمر تین ماہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حفاظتی ٹیکے لگواؤ، لیکن ہمارے گھر والے نہیں مانتے کہ حفاظتی ٹیکوں کا کوئی فائدہ نہیں چھوڑو انگریزی دوائیوں کو۔ کیا حفاظتی ٹیکے ضروری ہیں ان کے بغیر کوئی نقصان تو نہیں؟ ہمیں جلد بتائیں اللہ آپ کا مددگار ہو۔ آمین (ام احمد، ام ذوالکفل۔ سونڈھ ضلع ٹوبہ)

☆ آپ نے اپنے خط میں حفاظتی ٹیکوں کے بارے میں پوچھا ہے۔ بچے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتے ہیں یہ پھول ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہی اچھے لگتے ہیں، ان کو اگر کسی قسم کی خدانخواستہ کوئی بیماری ہوجائے تو نہ صرف بچے بلکہ تمام گھرانہ ہی پریشان ہوجاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ پہلے زمانے میں بچوں کو کون سے ٹیکے لگتے تھے اور اس وقت بھی بچے بھلے چنگے ہوتے تھے۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ تمام چیزوں میں تبدیلیاں آجاتی ہیں، پہلے کی طرح اب صاف غذا اور آب و ہوا بچوں کو میسر نہیں۔ بیماریاں بھی طرح طرح کی ہونے لگی ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کو بروقت ٹیکے لگوائے جائیں۔ جب ایک سہولت موجود ہے تو خوامخواہ اس کو استعمال نہ کرکے اپنے آپ کو پریشانی میں کیوں ڈالیں۔ برا وقت بتاکر نہیں آتا مگر حفاظتی اقدامات کرلئے جائیں تو کیا مضائقہ۔ انسان اپنے طور پر تو بچوں کو ساری عمر کے لئے محفوظ کرلیتا ہے باقی اللہ تعالیٰ کی مرضی اللہ تعالیٰ نے بھی اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ آپ اور ہماری بہت سی بہنوں کی وجہ الجھن ہے کہ ان کے بزرگ ان ٹیکوں کو نہیں مانتے، ان کو احترام اور ادب سے سمجھائیں کہ کم از کم ضروری ٹیکے جو 9 ماہ تک کے ہوتے ہیں وہ ضرور لگوائیں۔

گردوں کا مسئلہ:

☆ محترمہ اہلیہ حافظ عبداللہ صاحبہ! میں آپ کی والدہ کے لئے تہہ دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد از جلد صحت کاملہ سے نوازے۔ ہومیو پیتھک دواؤں کے ساتھ ایلو پیتھک دوائیں بھی ضرورت شدیدہ کے وقت استعمال کی جاسکتی ہیں، کوئی حرج نہیں۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں ایک ہی دوا کئی امراض کا احاطہ کرتی ہیں، اس لئے ہر مرض کے لئے علیحدہ علیحدہ دوا لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ نے اپنی والدہ کے گردوں کا مسئلہ لکھا ہے تو آپ سے یہ کہنا ہے کہ آپ نے جو صورت حال لکھی ہے وہ کافی سیریس ہے اور محض خط پر اکتفا کرتے ہوئے دوا تجویز نہیں کی جاسکتی، بہتر یہ ہے گا کہ آپ اپنے قریبی معالج سے رابطہ کریں۔ اخبار میں جو گوجرانوالہ سینٹر کا پتہ آیا ہے اس کے بارے میں مجھے ذاتی طور پر علم نہیں۔

بخار اور جسم میں درد:

ڈاکٹر صاحبہ! تین سال سے میری امی کو دائیں طرف بازو، گردن، آدھی کمر اور ٹانگ میں شدید درد ہے۔ ہر روز بخار ہوجاتا ہے کبھی ہلکا اور کبھی تیز۔ دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہیں۔ اب تو کان میں، آنکھ میں اور چہرے کے دائیں طرف ہڈی میں بھی درد ہے۔ مہربانی کرکے میری امی کے لئے کوئی اچھا سا نسخہ تجویز فرمادیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتادیں کہ یہ ادویات کہاں سے ملیں گی۔ بڑی نوازش ہوگی۔ (بنت محمد یونس۔ احمد پور)

☆ آپ اپنی والدہ کو دیسی مرغی کی ہڈیوں کی یخنی پلایا کریں صرف نمک اور کالی مرچ کے ساتھ۔ اور کیلشیم کے لئے Cac 1000 ایک گولی روزانہ پانی میں گھول کر پلائیں، ساتھ ہی دوا SANGUNARIA 200 صبح اور شام 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کردیں۔ یہ دوائیاں ہومیو پیتھک اسٹور سے مل جاتی ہیں پہلے والی دوائی میڈیکل اسٹور سے ملے گی۔

گلے اور چیسٹ میں گلٹیاں:

ڈاکٹر صاحبہ! سب سے پہلے بہت سی دعائیں، اس کے بعد عرض ہے کہ میرے دو (2) مسائل ہیں۔ میرا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میری چیسٹ میں دو گلٹیاں ہیں جو درد بھی کرتی ہیں۔ میرے جبڑے کے نیچے بھی گلٹیاں ہیں۔ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شاید انہی گلٹیوں کی وجہ سے میرے دل میں شدید گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ذرا سی بات بھی ہوجائے تو میرا دل گھبرانے لگتا ہے۔ طبیعت خراب ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد کریں، میری زندگی بچالیں۔ میں خدا سے بھی دعا گو ہوں۔ (ن۔س۔ فیصل آباد)

☆ پیاری بہن! آپ باہمت بنیں اور حقیقت کا سامنا کریں۔ ضروری نہیں کہ گلٹی ہے تو وہ خدانخواستہ کینسر ہی ہو۔ آپ اس طرح رہیں گی تو لازماً گھر والے پریشان ہوں گے۔ آپ اپنا مکمل چیک اپ کسی لیڈی ڈاکٹر سے کروائیں کیونکہ بعض دفعہ یہ باریک باریک نسوں کا گچھا سا بن جاتا ہے جو گلٹی محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بہتری کی امید رکھیں۔ آپ ضرور کسی سے اپنا چیک اپ کروا کر اپنی رپورٹس مجھے ارسال کریں، جو کیفیت ہوگی اس پر دوا تجویز کروں گی۔ اس کے بغیر میں کوئی دوائی تجویز کرنے سے قاصر ہوں۔

آپ کا دسترخوان

پستہ قلفی: ہمشیرہ نوید احمد گوندل

اشیاء: دودھ ایک کلو۔ بالائی ۲۵ گرام۔ قلاقند ۱۰۰ گرام۔ پستے ۱۰۰ گرام۔ چینی ۲۵۰ گرام۔ اراروٹ چار چمچ کھانے کے۔ کسٹرڈ پاؤڈر ایک چمچ کھانے کا۔ الائچی چار سے چھ عدد۔

ترکیب: دودھ ابال لیں، دودھ ابل جانے پر الائچی پیس کر ڈال دیں اور چینی بھی ڈال دیں اور پھر اراروٹ اور کسٹرڈ پاؤڈر دودھ میں ڈالتے جائیں اور چمچ چلاتے جائیں تا کہ پھٹکیاں نہ بنیں اور ایک منٹ تک پکا کر فوراً اتار لیں۔ جب دودھ نیم گرم ہو جائے تو اس میں قلاقند اور بالائی اچھی طرح ملا کر ڈال دیں اور باریک کٹے ہوئے پستے ملا کر باؤل یا سانچے میں ڈال دیں، جب قلفی کا دودھ ٹھنڈا ہو جائے تو فریزر میں رکھ دیں، جم جانے پر مہمانوں کو پیش کریں۔

بینگن کے دہی بڑے:

اشیاء: بینگن ایک پاؤ (باریک سا چھلکا اتار کر گولائی میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیں)۔ آئل یا گھی حسب ضرورت۔ دہی آدھا کلو۔ بیسن ایک پاؤ۔ ہلدی ½ کھانے کا چمچ۔ سرخ مرچ ایک کھانے کا چمچ۔ سوڈا (کھانے کا) ایک چٹکی۔ نمک حسب ذائقہ۔ زردے کا رنگ ایک چٹکی۔ سفید زیرہ ایک کھانے کا چمچ (بھنا ہوا)۔ چاٹ مصالحہ ایک کھانے کا چمچ۔ ہری مرچ دو عدد (کٹی ہوئی)۔ ہرا دھنیا تھوڑا سا (باریک کاٹ لیں)۔

ترکیب: بیسن میں ہلدی، سوڈا، زردے کا رنگ، سرخ مرچ، سفید زیرہ ملا کر گاڑھا پیسٹ بنا لیں۔ تیل گرم کریں اور بیسن میں بینگن کے ٹکڑے لپیٹ کر تل لیں۔ دہی کو اچھی طرح پھینٹ لیں۔ اس میں نمک، بھنا ہوا زیرہ اور تھوڑی سی پسی ہوئی اورک بھی ملا لیں اور بیسن کے پکوڑے بھی اس میں ڈال کر ملا لیں۔ اوپر چاٹ مصالحہ چھڑک دیں۔ ہری مرچ، ہرا دھنیا ڈال کر پیش کریں۔

لوبیا کی سلاد:

اشیاء: سرخ لوبیا (بیج) ۱۰۰ گرام۔ مولی (درمیانہ سائز) ایک عدد۔ گاجر (درمیانہ سائز) دو عدد۔ چقندر ایک عدد (ابال لیں)۔ کھیرا (بڑا) ایک عدد۔ ٹماٹر (بڑے) دو عدد۔ پیاز ایک عدد۔ ہری مرچ دو عدد۔ لیموں کا عرق چند قطرے۔ دھنیا کے پتے حسب ذائقہ۔ سلاد یا پالک (تازہ پتے) ایک پاؤ۔ چاٹ مصالحہ آدھا کھانے کا چمچ۔ سیاہ مرچ آدھا کھانے کا چمچ۔ تیل یا گھی حسب ضرورت۔

ترکیب: سرخ لوبیا کو تازہ پانی میں دو گھنٹے کے لیے بھگو کر رکھ دیں اور پھر دھو لیں۔ تیل گرم کریں اور اس میں نمک، سرخ مرچ، کالی مرچ ڈال کر چند منٹوں کے لئے لوبیا کو تل لیں۔ ایک ٹرے میں پالک یا سلاد کے پتے بچھا لیں۔ اب تمام سبزیاں، مولی، گاجر، ٹماٹر، پیاز، چقندر کو چھیل کر باریک ٹکڑوں میں کاٹ لیں اور ہری مرچ کو لمبے اور بڑے ٹکڑوں میں کاٹ کر تمام سبزیوں اور لوبیا کو ایک برتن میں ڈال کر اچھی طرح ملا لیں۔ اب اس آمیزے کو ٹرے میں ڈالیں اور اوپر سے ہرا دھنیا لیموں کا عرق حسب ضرورت چھڑک کر تازہ اور ذائقہ دار سلاد مہمانوں کو پیش کریں۔ یہ سلاد ڈائٹنگ کرنے والوں کے لئے بطور لنچ بے حد مفید ہے۔

نان خطائی سائرہ سلطانہ، خان گڑھ

اجزاء: میدہ دو کپ۔ ڈالڈا کوکنگ آئل آدھا کپ۔ چینی آدھا کپ (باریک پیس لیں)۔ انڈے کی زردی ایک عدد۔ بیکنگ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے ڈالڈا کوکنگ آئل کو اچھی طرح گرم کریں اور پھر اس میں چینی ڈال کر حل کر لیں اس کے بعد میدہ اور بیکنگ پاؤڈر چھان کر ڈالڈا کوکنگ آئل اور چینی والے آمیزے میں ڈال دیں اور ٹھنڈا ہونے پر ہاتھ سے آٹے کی طرح گوندھ لیں۔ اسے پکنے کے لئے رکھنے سے پہلے دس منٹ کے لئے اوون کو 180 سینٹی گریڈ پر آن کر لیں۔ پھر گوندھے ہوئے آمیزے کی اپنی پسند کے مطابق گول چھوٹی ٹکیاں بنا کر بیکنگ ٹرے پر رکھ دیں اور انڈے کی زردی پھینٹ کر ان ٹکیوں کے اوپر لگا دیں اور پکنے کے لئے اوون میں رکھ دیں۔ پندرہ سے بیس منٹ تک پکانے کے بعد نکال لیں۔ نان خطائی تیار ہیں انہیں سہ پہر میں چائے کے ساتھ مہمانوں کو پیش کریں اور خود بھی کھائیں۔

مینگو آئسکریم

اجزاء: آم دو عدد (پکے ہوئے)۔ چینی حسب ذائقہ۔ دودھ دو گلاس۔ کھویا ایک چھٹانک۔ ڈبل روٹی دو سلائس۔ سبز الائچی دو عدد۔ ایسنس حسب پسند (خوشبو کے لئے)۔

ترکیب: آم چھیل کر قاشیں بنا کر شکر میں ڈال دیں اب اس میں چینی، سبز الائچی، سلائس، دودھ اور کھویا ڈال دیں خوشبو کے لئے اپنی پسند کا ایسنس بھی ڈال سکتی ہیں۔ اب اس آمیزے کو بلینڈر میں ڈال کر اچھی طرح بلینڈ کریں۔ یہ گاڑھا سا آمیزہ تیار ہو جائے گا۔ اب اس آمیزے کو قلفیوں والے سانچے یا کپ میں ڈال کر فریزر میں رکھ دیں۔ دو گھنٹے بعد فریزر سے نکال کر گرم گرم موسم میں اس پُر لطف ٹھنڈی میٹھی ڈش کا لطف اٹھائیں۔

بھاپ پر پکا ہوا کیک بنت تقی اول۔ فیصل آباد

اجزاء: انڈے دو عدد۔ میدہ ایک چھٹانک۔ گھی ایک چھٹانک۔ چینی ایک چھٹانک۔ میٹھا سوڈا ایک چٹکی بھر۔

ترکیب: انڈے پھینٹ کر اور تمام اشیاء ملا کر یکجا کر لیں اس مرکب کو ایک سانچے میں بٹر پیپر یا عام کاغذ وغیرہ پر گھی یا آئل لگا کر سانچے میں بچھا دیں پھر اس میں سارا مرکب ڈال کر ایک خالی دیگچی میں رکھ کر دیگچی کا منہ بند کر دیں اور چولہے پر ہلکی آنچ پر رکھ دیں جب کیک پک کر سرخ ہو جائے تو اتار کر سانچے سے نکال لیں: (چولہے پر تقریباً ۲۵،۳۰ منٹ پکائیں مگر آنچ نہایت دھیمی رکھیں)۔

یہ تو سادہ کیک بنانے کا طریقہ ہے اس میں تل، بادام، پستہ یا اخروٹ وغیرہ ملا کر بھی بنا سکتے ہیں۔ (اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی ڈالنا ہو وہ مرکب تیار کرتے وقت ڈال دیں باقی سب وہی طریقہ ہے)۔

گرمیوں کا تحفہ

آم جہاں بہت لذیذ، میٹھا اور خوب صورت ہوتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے اس میں انسانوں کے لیے صحت کا راز بھی پوشیدہ رکھا ہے۔ آم میں کافی غذائیت اور توانائی ہوتی ہے۔ آدھا کلو آم کے رس سے آدھے کلو دودھ جتنی غذائی کیلوریز حاصل کی جاسکتی ہیں۔ آم میں وٹامن اے کی خاص مقدار ہوتی ہے اور وٹامن بی اور سی بھی پائے جاتے ہیں۔ آم میں Carotenoids دوسرے تمام پھلوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ مختلف بیماریوں خصوصاً سرطان اور دل کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوتے ہیں۔ آم میں ریشہ (Fiber) کی بہت زیادہ مقدار ہوتی ہے اور بہت تھوڑی مقدار کاربوہائیڈریٹ کی بھی پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آم میں کیلشیم، آئرن، پوٹاشیم اور تھوڑی مقدار پروٹین کی بھی ہوتی ہے۔ دنیا بھر کے غذائی ماہرین کے مطابق ہماری روزانہ کی خوراک میں پھل اور سبزیاں شامل ہونی چاہئیں، جن میں وٹامن اے، بی اور سی کی خاصی بڑی مقدار ہوتی ہے، کیوں کہ یہ وٹامنز دل اور سرطان کے امراض کے خلاف انسانی جسم میں قوتِ مدافعت پیدا کرتے ہیں، اس لحاظ سے آم ہمارے لیے قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔

آموں کی اقسام:

پاکستان میں آم کی ایک ہزار سے زائد اقسام پائی جاتی ہیں، قلمی آم کی 149 اقسام اور دیسی آم کی ایک ہزار کے قریب اقسام ہیں۔ قلمی آم کی اقسام میں سندھڑی، چونسہ، سنہری، دسہری، لنگڑا، زعفران، بڑاپام، بمبئی الفانسو، محمد فضلی، کیسرود، کچا میٹھا بھاگل پوری، لال پتہ، طوطاپری، کلسٹر، مالدا، دل پسند، بھائی، سبز پوش، زردالو، باٹلی، کلکٹر، ثمر بہشت، بیگن پلی، سوارنریکا، بادامی، نیلم، انور رٹول، سرولی، گلاب خاص، فجری اور کالا پہاڑ قابلِ ذکر ہیں۔ آم کی سب سے اعلیٰ خوش ذائقہ اور خوب صورت قسم ''سندھڑی'' آموں کے بادشاہ کے طور پر مشہور ہے۔ سندھڑی آم کا اصل رنگ پیلا ہے۔ یہ دوسرے آموں کے مقابلے میں بڑا خوب صورت اور بہت میٹھا ہوتا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں ''سندھڑی'' سندھ کی پہچان ہے۔ (مرسلہ بنت عبدالوحید خان)

زیرِ لب

عزت:

شوہر (اپنی بیوی سے): تمہارے دل میں میرے لئے کتنی عزت ہے؟

بیوی: اگر آپ چارپائی پر بیٹھیں تو میں نیچے بیٹھ جاؤں گی۔

شوہر: اگر میں نیچے بیٹھ جاؤں تو۔

بیوی: تو میں ایک گڑھے میں بیٹھ جاؤں گی۔

شوہر: اگر میں گڑھے میں بیٹھ جاؤں تو؟

بیوی: (غصے سے) تو میں اوپر سے مٹی ڈال دوں گی۔

سر جھکاتے ہیں:

۲۔ میرے ابا جان کے آگے سب سر جھکاتے ہیں۔

تمہارے ابا کیا کرتے ہیں؟

ان کا ہیئر کٹنگ سیلون ہے۔

نقلی دانت:

۳۔ نانی اماں منے سے: جب کھانسی آیا کرے تو منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیا کرو۔

منا: نانی اماں فکر نہ کریں میرے دانت آپ کی طرح نقلی نہیں۔ (ر، حیات۔ واہ کینٹ)

کھوپڑی

میڈیکل کالج کے پروفیسر نے لڑکوں سے کہا یہ انسانی کھوپڑی ہے۔ بتاؤ مرد کی ہے یا عورت کی؟ طالب علم نے جواب دیا عورت کی ہے۔

پروفیسر نے کہا! شاباش لیکن تم نے اتنی جلدی کیسے معلوم کرلیا؟

طالب علم نے جواب دیا: جناب اس کھوپڑی کے گھسے ہوئے جبڑے سے۔

روٹی:

گداگر نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آواز لگائی ''ملے گا کچھ اللہ کے نام پر؟''

اندر سے آواز آئی: ''صاحب گھر پر نہیں ہیں۔''

گداگر بولا: ''میں نے روٹی مانگی ہے صاحب نہیں۔'' (بنت شیر محمد خان، بنت رمضان۔ لاہور)

بتیسی:

لاہور کے انارکلی بازار میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ اپنے دانتوں سے اپنی آنکھ کو کاٹ سکتا ہے۔ لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ ایک دوسرے شخص نے اس سے کہا کہ اگر وہ ایسا کرکے دکھادے تو انعام کے طور پر وہ اس کو ایک ہزار روپے دے گا۔ پہلے شخص نے اطمینان سے مصنوعی بتیسی نکالی اور اپنی آنکھ کو کاٹ کر بتیسی واپس منہ میں رکھ لی۔ دوسرے شخص نے انعام کے طور پر ایک ہزار روپے تو دے دیئے مگر ساتھ ہی احتجاج کرتے ہوئے کہا ''یہ غلط طریقہ ہے۔ بتیسی منہ سے نہیں نکالنی چاہیئے۔''

''اگر یہ غلط طریقہ ہے تو پھر میں بتیسی نکالے بغیر بھی ایسا کرکے دکھاؤں گا مگر اب کے دو ہزار روپے لوں گا'' مظاہرہ کرنے والے نے کہا

دوسرے شخص نے منظور کرلیا۔ پہلے شخص نے اطمینان سے اپنی پتھر کی مصنوعی آنکھ نکالی اور اسے دانتوں سے کاٹ کر واپس اپنی جگہ فٹ کردیا اور بولا: ''نکالو دو ہزار روپے۔'' (مسز مظفر، ن۔ رمضان لاہور)

طفیلی

ایک طفیلی کسی دعوت میں بن بلائے چلا گیا، مہمان نے اس سے پوچھا۔ آپ کا دولہا سے کیا رشتہ ہے؟ وہ میرے دوست کے دوست ہیں۔ طفیلی نے جواب دیا۔

مہمان نے ایک پلیٹ میں شوربے میں پانی ڈال کر اسے پکڑا دیا وہ بولا یہ کیا؟ مہمان نے جواب دیا۔ یہ شوربے کے شوربے کا شوربہ ہے۔

ضروری کام

ایک پروفیسر رات گئے تک سوچتے رہے کہ انہیں کون سا ضروری کام کرنا تھا۔ رات 2 بجے انہیں یاد آیا کہ آج جلدی سونا تھا۔

میں پردے کے مفہوم سے ناآشنا تھی

اہلیہ میجر سید تنویر احمد

جی ہاں! پہلے میں شرعی پردہ نہیں کرتی تھی، میں ایک آرمی آفیسر کی اہلیہ ہوں، آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ شادی سے پہلے میں کالج لائف میں نقاب کرتی تھی مگر صرف اس وجہ سے کہ میں باہر کے لوگوں کی گندی نظروں اور جملوں سے بچ سکوں۔ صحیح معنوں میں میں پردہ کے مفہوم سے ناآشنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بے خبر تھی۔

پھر جب میری شادی ہوئی تو مجھے صحیح ماحول نہ مل سکا کیونکہ آرمی کا ماحول ہی ایسا ہے پارٹیز میں مخلوط مجالس وغیرہ اور سب جونیئر سینئر آفیسرز کا ایک دوسرے کی فیملی کو سلام اور بات چیت کرنا وہاں استقبال کے زمرے میں آتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ میں اس ماحول کی عادی ہوگئی۔ بس دل میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ یہ سب آرمی آفیسرز جنہیں ہم بھائی کہتے ہیں کیا وہ یقیناً ہمارے بھائی ہی ہیں؟ حالانکہ کسی کے باطن کی کسی کو کیا خبر، خیر 6 سال اسی طرح گزر گئے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹے سے نوازا اور میں اس کی پرورش بھی بالکل دنیاوی طرز پر کرنے لگی۔ میرا بیٹا بہت شرارتی تھا اور ذرا بڑا ہوا تو نافرمان بھی ہونے لگا۔ اسی اثناء میں میرے شوہر کی پوسٹنگ ایران بارڈر پر ہوگئی اس وقت میرا بیٹا تقریباً 3 سال کا تھا۔ وہاں فیملی رکھنے کی اجازت تھی ہم بھی ان کے ساتھ ہولئے۔ جب میرا بیٹا سمجھنے اور سیکھنے کے قابل ہوا تو میرے شوہر اور میں نے یہ طے کیا کہ اس کو اسکول میں داخل کرایا جائے تو اس کے لئے میں پھر کراچی اپنے والدین کے پاس آکر رہنے لگی اور بیٹے کا داخلہ بھی کرادیا اور وہ اسکول جانے لگا تو ہم دونوں میاں بیوی مطمئن ہوگئے۔ کراچی آکر جب میں اپنی پھوپھی کے گھر گئی تو ان کے گھر کا ماحول مجھے کچھ مختلف لگا، کزنز کا ہر وقت سر پر دوپٹہ لینا اور فل آستین کی قمیصیں پہننا وغیرہ۔ میں نے ان سے کچھ دریافت تو نہیں کیا مگر یہ ساری چیزیں مجھے متاثر کرتی رہیں۔ پھر اسی اثناء میں مجھے پتہ چلا کہ پھوپھی کے گھر درس کا اہتمام بھی ہوتا ہے، میں نے وہاں جانا شروع کردیا۔ درس میں تفسیر قرآن سن کر میرے دل کو بہت سکون ملا۔ وہاں میری ملاقات ایک خاتون سے ہوئی جو آج میری سب سے اچھی دوست ہیں اور میں ان کی ہمیشہ ممنون رہوں گی کہ انہوں نے میری زندگی کی ڈگر ہی بدل ڈالی، سب سے پہلے انہوں نے میری نماز درست کرائی پھر آہستہ آہستہ مجھے حجاب کرنے پر آمادہ کیا۔ یہ ساری تبدیلیاں مجھے بڑی خوشگوار محسوس ہونے لگیں۔ میں نے پھر کزنز کی دیکھا دیکھی برقعہ لیا، ابھی میں نے چہرے کا پردہ نہیں شروع کیا تھا کہ میری ان ہی دوست نے مجھ سے کہا کہ تم چہرہ بھی ڈھانکنا شروع کردو۔ آپ جانتے ہیں کہ اچھے دوست کی ہر بات ماننے کو دل چاہتا ہے۔ میں ان سے اتنی محبت کرنے لگی تھی کہ دل چاہتا تھا ان کی کسی بات کا انکار نہ کروں اور ان کا انداز بھی اتنا نرالا ہے کہ بندہ خود بخود قائل ہونے لگتا ہے۔ میرے دل میں ان کی کتنی عزت واحترام ہے شاید وہ اس سے بے خبر ہیں مگر میں ان کو بہت چاہتی ہوں۔

پھر ہمارے درس کی کلاس میں سورۃ النور کی تفسیر شروع ہوئی، اس میں اللہ تعالیٰ نے جو پردہ کے احکام دیئے ہیں وہ مجھے معلوم ہوئے۔ باہر والوں سے تو میں الحمدللہ پردہ کرنے لگی تھی مگر جو رشتے دار وغیرہ تھے ان سے کرنے میں ابھی جھجک تھی کہ وہ لوگ کیا سوچیں گے اور کچھ گھر کا ماحول بھی ایسا تھا جیسا کہ آج کل عام گھرانوں کا ہوتا ہے۔ میں کافی عرصے سے دوسری اولاد کی خواہش مند تھی چونکہ میرا بیٹا 5 سال کا ہوگیا تھا۔ درس کے اختتام پر ہم سب کا یہ معمول ہوتا تھا کہ جس کو مسائل درپیش ہوتے تھے وہ باجی سے دریافت کرلیتی تھی۔ ایک دن باجی ذرا فرصت سے بیٹھیں تو میں نے ان سے کہا کہ باجی میری دوسری اولاد نہیں ہوتی آپ میرے لئے دعا کریں۔ انہوں نے اسی وقت مجھے دعا دی اور کہا کہ تم مجھ سے نوٹس لے لینا ان میں جو دعائیں ہیں وہ پڑھتے رہنا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ باجی نے وقت دیا تو میں ان کے گھر نوٹس لینے پہنچ گئی۔ اس آدھے گھنٹے کی ملاقات میں، میں بالکل بدل گئی۔ باجی نے فرمایا کہ رزق میں برکت نہ ہونا اور اولاد کا نہ ہونا گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے تو ایسا ہونے پر کثرت سے استغفار کی جائے، پھر میں نے اپنے گناہوں پر ایک نظر ڈالی تو مجھے اپنی بے پردگی کا اور لوگوں سے بے تکلف ہونے کا گناہ سب سے زیادہ معلوم ہونے لگا۔ وہاں سے اٹھنے سے پہلے ہی میں نے دل میں بالکل اخلاص کے ساتھ نیت کرلی کہ میں بھی شرعی پردہ کروں گی اور اللہ تعالیٰ سے صرف یہ کہا کہ یا اللہ میں نے نیت تو کرلی ہے اور اب دروازے کھولنا آپ کا کام ہے، میرے لئے اس میں آسانی پیدا فرما دیجئے۔ اب میں موقع ڈھونڈنے لگی کہ شوہر کو اس بات پر کس طرح آمادہ کروں کیونکہ زیادہ مسئلہ سسرال کا ہے میکے کو تو مجھے خود بدلنا ہے۔ پھر ہمت کر کے میں نے شوہر سے بات کی انہوں نے مجھے باخوشی اجازت دے دی مگر ساتھ ہی یہ خدشہ ظاہر کیا کہ میرے گھر والے میرے گھر آنا چھوڑ دیں گے۔ مگر میں نے اس بات پر ان کو قائل کرلیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا بڑا گھر دیا ہے ان شاء اللہ مشکل نہیں ہوگی مگر پھر بھی ان کی تسلی کے لئے میں نے ان کی بڑی بھابھی اور ممانی سے خود بات کی (کیونکہ یہ دو گھرانے ہی ہم سے زیادہ گھلے ملے ہوئے ہیں) ان لوگوں نے میری قدر کی اور میرا ساتھ دیا۔ یہ سب کچھ مجھے اللہ ہی کی مدد سے حاصل ہوا، میں تو صرف اسی بات پر یقین رکھتی ہوں۔

میرے میکے اور سسرال میں سے کچھ لوگوں نے ادھر ادھر کی باتیں بھی کی لیکن میں ان کو قصوروار نہیں سمجھتی کیونکہ ان لوگوں کو دین کے معاملے میں زیادہ آگاہی نہیں ہے۔ بس میں نے ایک جملے کو دل میں بٹھالیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت، بندوں کی محبت پر غالب آجائے تو دنیا اسی طرح ناراض رہتی ہے۔ الحمدللہ میرے شوہر اور میرے ننھے سے بیٹے نے میرا بھرپور ساتھ دیا، اب اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرا بیٹا میری ان باتوں کو سمجھتا ہے اور مجھ سے اس موضوع پر بات چیت بھی کرتا ہے، میں کوشش کررہی ہوں کہ اسے بھی دینی ماحول دے سکوں، آپ سب میرے لئے دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ثابت قدمی عطا فرمائے۔ (آمین)

جن سے پردہ فرض ہے

پردے کی شرعی اہمیت جاننے کیلئے مطالعہ کیجئے

حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا

انقلاب آفریں وعظ

"شرعی پردہ"

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

68

بدھ 4 جمادی الاول 1425ھ مطابق 23 جون 2004ء

مجھے کیا چاہیے؟

طبقۂ نسواں کے عالمی حقوق

چہرے اور جلد کی حفاظت

سیپ کے بند موتی

DIL BOLA...
Pakola

Rs.20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

حماقت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

عقل و دانش، اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں حماقت اور بیوقوفی ایک وبال ہے، جس کا نقصان خود احمق کو بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے لوگ بھی اس کے نقصان سے محفوظ نہیں رہتے۔ اہلِ علم نے حماقت کی مختلف تعریفیں کی ہیں، ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''حماقت یہ ہے کہ فساد اور خرابی کا علم ہونے کے باوجود کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا'' امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''احمق اس شخص کو کہا جائے گا جو قبح اور فساد کا علم ہونے کے باوجود ایسا عمل کرے جو اسے نقصان دے'' مناوی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ ''عقل میں فساد کو حماقت کہا جاتا ہے'' ابن جوزی رحمہ اللہ نے حماقت اور دیوانگی میں فرق یہ کیا ہے کہ ''احمق وہ ہوتا ہے جس کا مقصد صحیح ہوتا ہے مگر وہ اس کے لیے غلط وسیلہ اور طریقہ اختیار کرتا ہے جبکہ دیوانہ اسے کہا جائے گا جس کے اختیار کردہ وسیلہ اور مقصود دونوں میں خلل ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک بے وقوف رئیس کا پرندہ اڑ گیا تو اس نے فوری طور پر شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا (وہ یہ نہ جان سکا کہ پرندہ کو شہر سے باہر نکلنے کے لیے دروازے سے گزرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ فضا ہی میں پرواز کرسکتا ہے) اب ان رئیس صاحب کا مقصود تو صحیح تھا کہ وہ پرندہ پکڑنا چاہتے تھے مگر انہوں نے اس کے لیے طریقہ غلط اختیار کیا۔''

قرآن کریم کی وہ تمام آیات جن میں غور و تدبر کرنے اور عقل سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے یا یوں کہا گیا ہے کہ ''اس میں نشانیاں ہیں عقل والے کے لیے'' یا ''عبرتیں ہیں غور و تدبر کرنے والوں کے لیے'' تو یہ آیات عقل و دانائی کی فضیلت اور عظمت پر دلالت کرتی ہیں، اس کے برعکس جن آیات میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو سوچتے سمجھتے نہیں، تو ان آیات سے بے وقوفی کی قباحت سمجھ میں آتی ہے، سورۂ فرقان میں ہے ''مجھے بتلایئے کہ جس شخص نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے کیا آپ اس پر وکیل ہوں گے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں، نہیں یہ تو بس چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔'' سورۂ اعراف میں ہے ''اور ہم نے جہنم کے لیے بہت سارے جن اور انسان پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں مگر ان سے سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں، وہ تو چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی نہیں غافل اور بے خبر۔''

یہ عجیب بات ہے کہ ہر دور کے احمق اپنے آپ کو عقلمند اور اہلِ عقل کو بے وقوف سمجھتے رہتے ہیں، منافقوں ہی کو دیکھ لیجئے جو دھوکہ اور فراڈ، بزدلی اور مفاد پرستی کو اپنی دوراندیشی بتاتے تھے اور صحابہ کرام کے ایمان واخلاص، ایثار و احسان اور قول و فعل کی یکسانیت کو بے وقوفی بتاتے تھے، سورۂ بقرہ میں ہے ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسے لوگ (صحابہ) ایمان لے آئے تو وہ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف ایمان لے آئے؟ (اللہ فرماتے ہیں) سن لو! یہی (منافق) ہی بے وقوف ہیں لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔''

احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں بھی حماقت کا ذکر ملتا ہے مثلاً ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ''مجھے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا گیا ہے ایک وہ آواز جو مصیبت کے وقت ہو جس میں چہرے کو نوچا جائے اور گریبان پھاڑ دیا جائے، دوسرے شیطان کی آواز۔''

کتاب وسنت کے بعد حماقت کے بارے میں صحابہ کرام اور علماء وصلحاء کے چند اقوال اور آثار کا بھی مطالعہ کر لیجئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سورۂ انفطار کی وہ آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے ''اے انسان! تجھے اپنے کریم رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈالے رکھا'' تو انہوں نے جواب میں کہا ''الحمق یا رب'' (اے رب حماقت نے تیرے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا تھا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ہر شخص کے اندر کچھ نہ کچھ حماقت ہوتی ہے، اسی کے ساتھ وہ زندگی گزارتا ہے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''احمق شخص کے اندر کوئی دوسری صفت پائی جائے یا نہ پائی جائے مگر دو عادتیں اس میں ضرور ہوں گی ایک یہ کہ وہ جواب فوراً دیتا ہے (غور و فکر کی ضرورت محسوس نہیں کرتا) دوسری یہ کہ وہ کثرت سے چہرہ پھیرتا ہے۔''

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تم ایک ہی نشست میں کسی شخص کی عقل کا معیار جاننا چاہو تو اس کے سامنے کوئی ایسی بات بیان کرو جس کی کوئی اصل نہ ہو، اگر تم دیکھو کہ اس نے خوب توجہ سے بات سنی ہے اور اسے قبول بھی کر لیا ہے تو جان لو کہ وہ احمق ہے اور اگر وہ اس پر اعتراض کرے تو اسے عقلمند سمجھو۔''

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ''احمق کے سامنے تربیت اور ادب کی باتیں کرنا ایسے ہے جیسے حنظل (ایلوا) کی جڑوں میں پانی دینا، اسے جتنا زیادہ سیراب کیا جائے گا اس کی کڑواہٹ میں مزید اضافہ ہوگا۔''

ابن ابی زیاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نصیحت کی تھی ''میرے بیٹے! اہلِ عقل سے دوستی لگانا اور ان کی صحبت اختیار کرنا اور احمقوں سے بچ کر رہنا کیونکہ میرا تجربہ یہ ہے کہ میں جب کبھی احمقوں کی مجلسوں میں بیٹھا میں نے اپنی عقل میں کچھ نقصان اور فتور محسوس کیا۔''

ابو حاتم بن حیان رحمہ اللہ کا ارشاد ہے ''حماقت کی چند علامتیں ہیں، جواب دینے میں سرعت، تحمل، تدبر اور سنجیدگی سے پہلوتہی، بہت زیادہ ہنسنا، کثرت سے منہ پھیرنا، نیک انسانوں کی برائی کرنا، بروں سے میل ملاپ رکھنا، اگر تم احمق سے اعراض کرو تو اس کے ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں اگر تم اس پر توجہ دو تو وہ دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے، اگر تم اس کے سامنے بردباری سے کام لو تو وہ تم پر مزید جری ہو جائے گا، اگر تم اس کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ برائی کرے گا اگر تم انصاف کرو تو وہ ظلم کرے گا۔''

خلیل بن احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ لوگ چار قسم کے ہیں ایک وہ شخص جو صاحبِ علم ہے اور اسے اس کی خبر بھی ہے تو یہ عالم ہے اس سے علم حاصل کرو، دوسرا وہ جو صاحبِ علم تو ہے مگر اسے اس کی خبر نہیں، یہ شخص نسیان کا شکار ہے اسے یاد دلاؤ تیسرا وہ شخص جو کچھ نہیں جانتا اور اسے احساس ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا تو یہ طالب ہے اسے تعلیم دو، چوتھا وہ شخص جو بے علم ہے مگر اسے اپنے بے علم ہونے کا احساس نہیں یہ احمق ہے اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔

امام ابواسحٰق فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر تمہیں یہ اطلاع ملے کہ کوئی غنی فقیر ہوگیا، یا فقیر غنی ہوگیا ہے یا زندہ انتقال کر گیا ہے تو تم ان سب باتوں کی تصدیق کر دو لیکن اگر تمہیں یہ بتایا جائے کہ کوئی احمق، عقلمند ہوگیا ہے تو اس اطلاع کی تصدیق نہ کرو۔''

ابراہیم نظام رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ ''حماقت کی حد کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم نے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کی کوئی حد نہیں'' مختصر یہ کہ حماقت بہت بڑی آفت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہئے کہ اس کے شر سے بچا کر رکھے، قرآن کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت سے حماقت کے شر سے بچا جا سکتا ہے۔

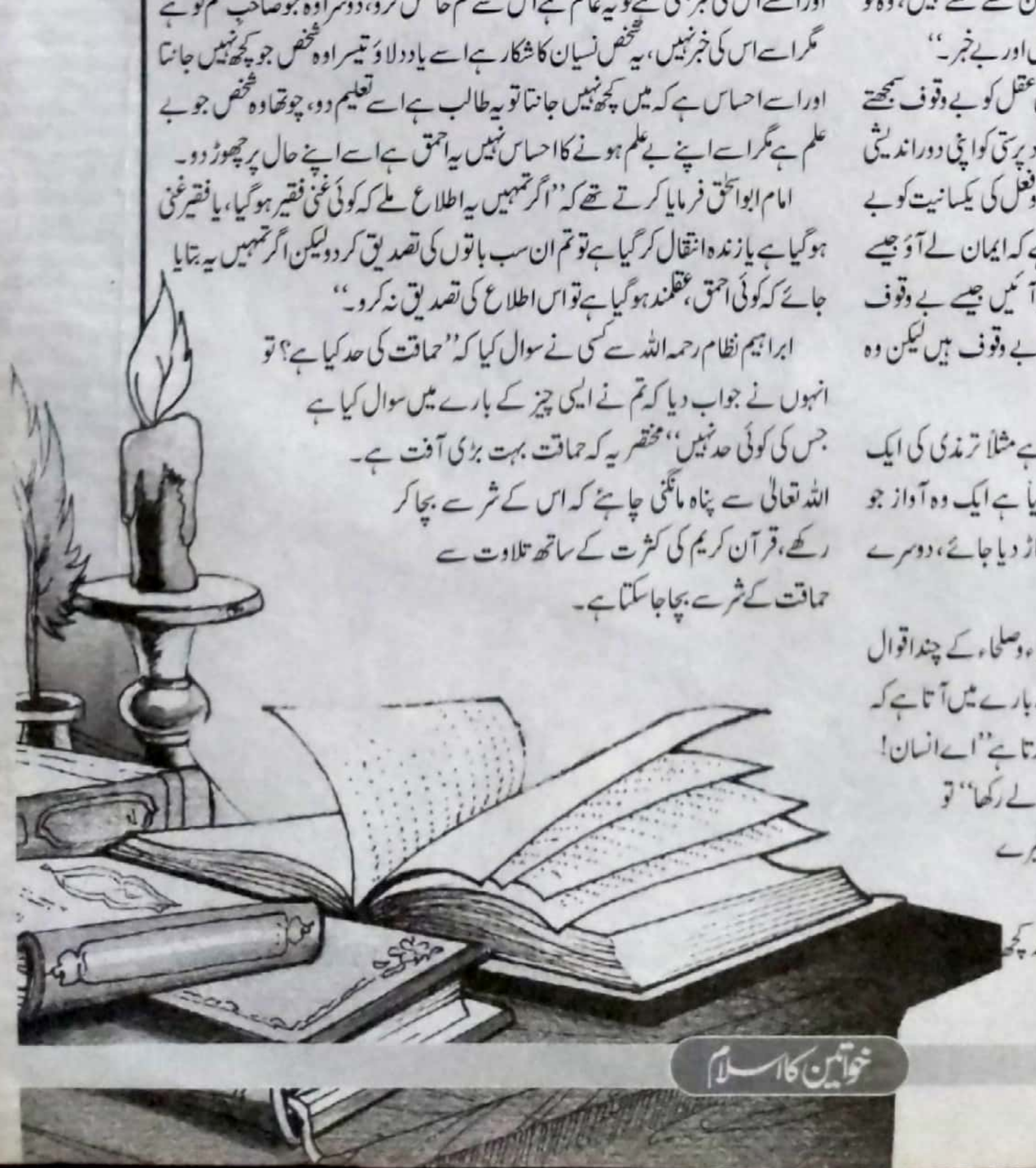

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درود کا ہدیہ بھیجئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ابوداؤد)

ترجمہ: اے پروردگار! اپنی خاص نوازش اور عنایت ورحمت فرما نبی امی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو تمام مؤمنین کی مائیں ہیں اور ان کی نسل پر اور ان کے سب گھر والوں پر جیسا کہ تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، (اے اللہ!) تیری ذات ہر طرح کی حمد وستائش کی مستحق ہے اور عظمت وکبریائی تیری ہی صفت ہے۔

دعا

تعمیر فکر

شوقِ علم

دینِ اسلام نے حصول علم ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے فریضہ قرار دیا ہے۔ عہدِ رسالت مآب میں خواتین کی دینی تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے خاص اجتماعات میں تشریف لے جاتے اور انہیں دین کی باتیں بتاتے اور ان میں وعظ ونصیحت فرماتے...... دوسرا طریقہ یہ تھا کہ صحابیات ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتیں اور مسائل دینیہ کا علم حاصل کرتیں، کبھی براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات بھی کرتیں۔ صحابیات میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ، ام المؤمنین ام سلمہ، اسماء بنت یزید، ام ابوالدرداء، زینب بنت ابوسلمہ، شفاء بنت عبداللہ عدویہ، عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ،...... اور دیگر بہت سی صحابیات فقیہ، مفتیہ اور عالمہ کے طور پر معروف ہیں۔ ان کے ذریعے سے محض طبقۂ خواتین میں ہی اشاعت علم نہیں ہوئی بلکہ حضراتِ صحابہ نے بھی ان سے بھرپور استفادہ کیا ہے...... مورخین اور اصحاب سیر نے بے شمار خواتین کے تحصیل علم کے متعلق ایسے ایسے واقعات تحریر کئے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ بعض خواتین نے تو طویل طویل سفر کر کے قرآن وحدیث کا علم حاصل کیا ہے...... ام احمد فاطمہ بنت نفیس الدین ملکِ شام کی رہنے والی تھیں، وہ یہاں سے طرابلس پہنچیں تاکہ اپنے چچا سے علم حدیث کی تحصیل کریں...... ام محمد زینب بنتِ احمد بن عمر کا وطن بیت المقدس تھا...... وہ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے اپنے دور کے معروف علماء ومحدثین سے حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے پہنچتی تھیں۔ امام ذہبی نے ان کو کثرتِ اسفار کی بناء پر ''المعمرۃ الراحلۃ'' کے لقب سے یاد کیا ہے بڑے بڑے علماء ومحدثین ان کے پاس روایتِ حدیث کے لئے حاضر ہوتے تھے...... آپ اندازہ لگایئے کہ ایک ایسے دور میں جب سفری سہولتیں نہ ہونے کے برابر تھیں، جب ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے کے لئے دنوں اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہنچنے کے لئے مہینوں لگ جاتے تھے...... مشقت، صعوبت اور پرخطر حالات کا پورے سفر میں سامنا رہتا تھا، ایسے دور میں محض علم دین حاصل کرنے کے لئے طویل سفر کرنا عزیمت سے خالی نہیں تھا۔ کبھی کبھی انسان سوچتا ہے کہ اس طرح کے واقعات بس پہلے لوگوں کے ہیں۔ آج کے دور میں کون اتنی مشقت اٹھاتا ہے اور پھر ''دین کا علم'' حاصل کرنے کے لئے؟...... لیکن چند دن قبل ہمارے ایک محترم کرم فرما نے حالیہ دور کا ایک عجیب وغریب واقعہ سنا کر حیرت کے دریا میں ڈبو دیا۔ یقین کیجئے کہ ابھی تک یقین نہیں آرہا لیکن بات تو اپنی جگہ حقیقت ہے۔ میرے محترم دوست بتا رہے تھے کہ یہاں کراچی میں دو بہن بھائی ہیں۔ بھائی ماشاء اللہ عالم ومتقی ہیں...... علم وفتویٰ میں انہیں رسوخ حاصل ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ حضرت مفتی رشید احمد قدس سرہ کے شاگرد رشید ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں دین ودنیا کی دونوں دولتوں سے نواز رکھا ہے۔ زمانہ طالب علمی میں جب وہ مدرسہ میں پڑھتے تھے تو ان کی ہمشیرہ محترمہ کو بھی شوق ہوا کہ وہ بھی دین کا علم حاصل کریں...... چناں چہ طے ہوا کہ چھٹی کے وقت بھائی فون کے ذریعے اپنے گھر اطلاع دے دیا کریں گے اور ہمشیرہ دوسری طرف سے فون کر کے اپنے بھائی سے اس دن کا پڑھا ہوا سبق لیا کریں گی، دوپہر کی چھٹی ہوتی ادھر بھائی اطلاع کرتے ادھر بہن کتاب کھول کر فون ملا لیتیں اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک فون پر سبق چلتا رہتا...... یہ سلسلہ ایک عرصے تک چلتا رہا کہ شوقِ علم میں دیوانہ بہن فون پر اپنے بھائی سے سبق پڑھتی رہیں...... یوں لمحے دنوں میں اور دن مہینوں اور سالوں میں تبدیل ہوتے رہے...... آج یہ خاتون اس مقام پر ہیں کہ بے شمار خواتین دینی مسائل کے لئے ان سے رجوع کرتی ہیں، وہ چاہیں تو فتویٰ جاری کر سکتی ہیں۔ حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ جن کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں کہ مدارسِ بنات کے متعلق ان کی رائے نہایت ہی احتیاط پر مبنی تھی اور آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ خواتین کو گھروں کے اندر ہی دینی تعلیم دی جائے، انہوں نے ان خاتون کو (کڑی شرائط کے ساتھ) مدرسۃ البنات کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی...... ممکن ہے بہت سے لوگوں کے لئے یہ طرز تعلیم حیرت کا باعث نہ ہو مگر یہ سوچئے کہ آج کے دور میں جبکہ مادیت کا دور دورہ ہے اور ہمارا معاشرہ ماڈرن اور الٹراماڈرن طبقات میں ضم ہو رہا ہے اور دینی معاشرت کو کوسوں دور چھوڑ رہا ہے۔ دینی تعلیم کا اتنا شغف یقیناً عزیمت کی اعلیٰ ترین مثال ہے...... اصل علم تو دین کا ہے جو انسان کو ''انسان'' بناتا اور اس پر معرفتِ الٰہی کے دروازے کھولتا ہے۔ یہی علم ہے جس کے نفع مند ہونے کی خبر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور ایسے علم سے بار بار پناہ مانگی ہے جو نفع مند نہیں۔ علم غیر نافع وہ ہے جو انسان کو رب تعالیٰ سے دور کرے، جو انسان کو خواہشات اور شہوات کا اسیر بنائے...... آج کے انسان کو جس علم کی ضرورت ہے وہ ہے قرآن اور حدیث کا علم، تفسیر اور فقہ کا علم جس سے دور رکھنے کے لئے دور حاضر کا استعمار پوری تگ ودو میں مصروف ہے۔ مگر دیکھنے میں آرہا ہے کہ جیسے جیسے طاغوت کی سازش پروان چڑھ رہی ہے اسی نسبت سے مسلمانوں میں دینی بیداری بھی پیدا ہو رہی ہے، لیکن ابھی اس کی رفتار ذرا کم ہے۔ آج کی خاتون کو ثابت کرنا ہے کہ وہ اللہ کی سچی بندی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں بردار امتی ہے، اسے پوری استقامت کے ساتھ اس بات پر ڈٹ جانا ہے کہ وہ دین وشریعت پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کر سکتی اور اس دین کی نصرت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینا ہے چاہے یہ نصرت علم دین سیکھنے کے ذریعے ہو، اپنی اولاد کی دینی تربیت کے واسطے سے ہو یا اپنے آپ کو دین پر مکمل عمل پیرا ہونے میں ہو۔ جب تک دین کے لئے طلب، تڑپ اور لگن پیدا نہ ہوگی تب تک اس کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔ والسلام

محمد احمد حافظ

میری ٹھوکر میں

ہر اذیت رہِ ایمان میں سہی ہے برسوں
میں نے حق بات سرِ دار کہی ہے برسوں
سگِ دنیا مری غربت کا علو کیا جانیں
کجکلاہی مری ٹھوکر میں رہی ہے برسوں

سالار کمال پوری

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

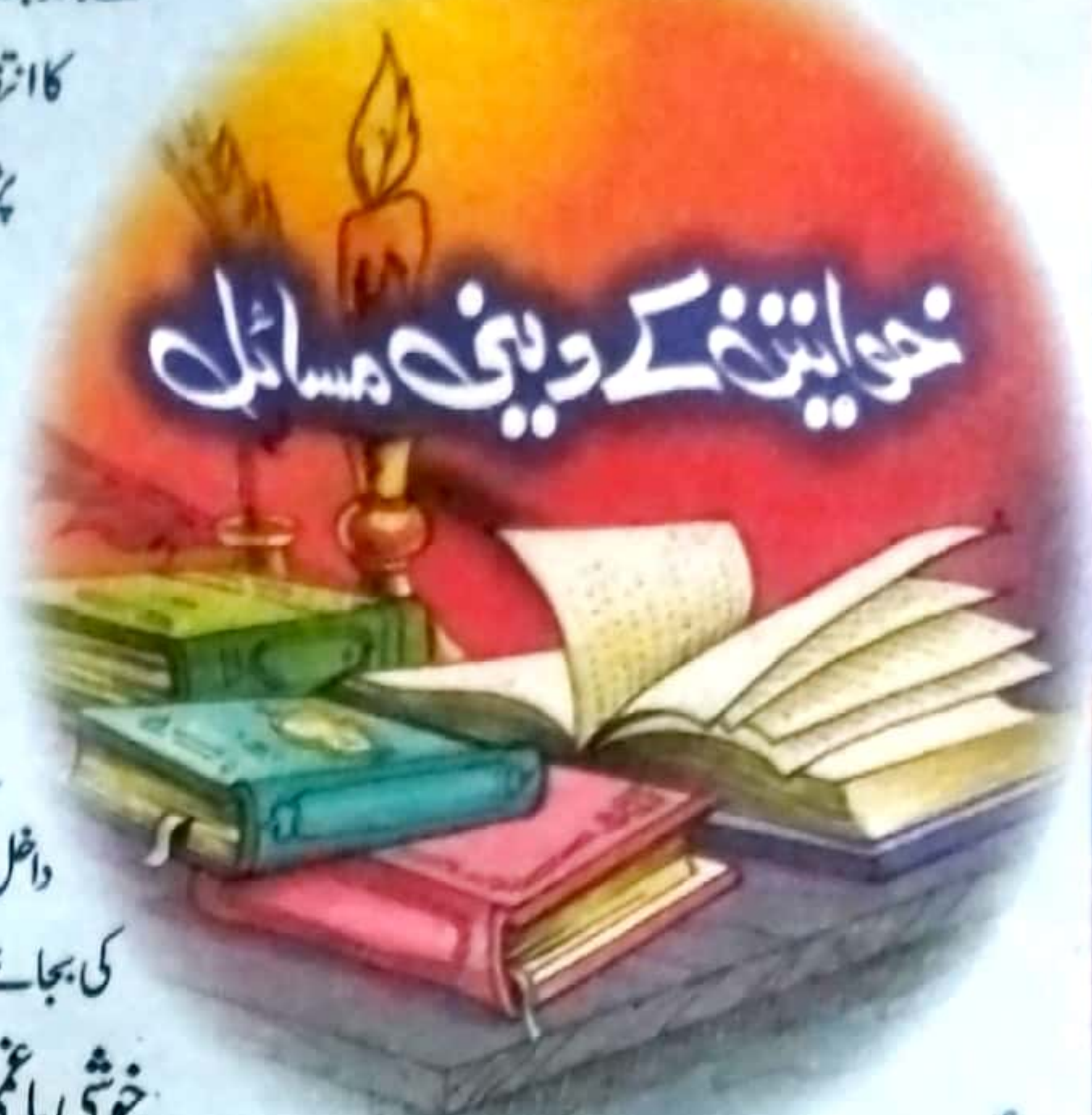

قرآن یاد کر کے بھلانا:

سوال: کسی نے قرآن مجید کی کوئی سورت یاد کی پھر وہ بھول گئی تو اسے پھر سے یاد کرنا ضروری ہے؟ اگر کوشش کے باوجود یاد نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: قرآنی سورت یاد کر کے قصداً بھلا دینا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں اس پر وعید آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورة من القرآن أو اية اوتيها رجل ثم نسيها. (ابوداؤد)

(مجھ پر امت کے گناہ پیش کئے گئے جن میں اس سے بڑا گناہ میں نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص نے قرآن مجید کی ایک سورت یا آیت یاد کرنے کے بعد بھلادی) اس لئے اسے یاد کرنے کی کوشش لازم ہے، اگر کوشش کے باوجود یاد نہ ہو تو اگر ناظرہ تلاوت کرتا رہے تو اس وعید سے نکل جائے گا۔ بھولنے سے مراد اس درجہ کا بھلانا ہے کہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکے۔ والنسيان عندنا ان لا يقدر ان يقرأ بالنظر كذا فى شرح شرعة الاسلام. (مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ۴۲۳)

نماز میں سورۂ فاتحہ کا تکرار:

سوال: سورۂ فاتحہ کے کتنے الفاظ دوبارہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟ (ایضاً)

جواب: اگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی رکعت میں الدین کی ی تک سہواً دوبارہ پڑھ لیا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا کہ اس میں تین تسبیح کی مقدار سورت پڑھنے میں تاخیر ہوگئی۔ (کذا فی احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۱) اگر قصداً اتنی مقدار کا تکرار کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔

عورتیں نماز کس وقت پڑھیں؟:

سوال: کہیں پڑھا تھا کہ عورتیں اذان سے پہلے بھی نماز پڑھ سکتی ہے، اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو کتنے منٹ پہلے پڑھ سکتی ہیں؟ (ایضاً)

جواب: پڑھ سکتی ہیں، بشرطیکہ وقت شروع ہو چکا ہو لیکن ان کے حق میں افضل یہ ہے کہ فجر کی نماز ہمیشہ صبح صادق ہونے کے بعد جلد منہ اندھیرے پڑھیں اور بقیہ نمازوں میں مردوں کا انتظار کریں جب وہ جماعت سے فارغ ہوں تو یہ نماز پڑھیں: (الا الحاج بمزدلفة) فالتغليس افضل كمرأة مطلقا و فى غير الفجر الا فضل لها انتظار فراغ الجماعة. (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۶، بحر ج ۱ ص ۲۴۷ نهر ج ۱ ص ۱۶۲ وغيرها)

بعض جگہ مردوں کی جماعت بہت دیر سے ہوتی ہے ان کی فراغت کا انتظار کرتے کرتے مکروہ وقت داخل ہونے کا اندیشہ ہونے لگتا ہے، ایسی جگہ انتظار کرنے کی بجائے خواتین مستحب وقت میں اپنی نماز ادا کریں۔

خوشی یا غمی میں عورتوں کا گھر سے نکلنا جائز ہے یا نہیں؟:

سوال: (۱) کسی محرم یا نامحرم کے گھر فوتگی ہو جائے تو خواتین اس کے ہاں جا سکتی ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر اس جگہ کوئی کام خلاف شرع ہو رہا ہو جیسے تصویر بے پردگی وغیرہ تو جانا جائز ہے یا نہیں؟

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

(۳) عورتوں کے ساتھ بچوں اور بچیوں کا جانا بھی جائز ہے یا نہیں؟

(۴) شادی کی مجلس میں عورتوں کی شرکت جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ وہاں منکرات بھی ہوں۔

(۵) شادی کی مجلس منکرات سے پاک ہو تو کیا حکم ہے؟ اس میں محرم یا نامحرم کا کوئی فرق ہے؟

(۶) شادی میں بچوں کو لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) خواتین کسی محرم یا نامحرم کے گھر عیادت، تعزیت، ملاقات وزیارت یا مبارک باد دینے کے لئے جا سکتی ہیں یا نہیں؟

(۸) مسئلہ لکھتے ہوئے یہ تفصیل بھی مدنظر رہے کہ خواتین کی مخصوص ضروریات خواتین ہی پوری کر سکتی ہیں مثلاً ولادت، مرض، موت، غسل میت کے لئے عورتوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ان مواقع میں کبھی مردوں کا سامنا بھی ہو جاتا ہے، ان سے پردہ کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ (یکے از ساکنان اٹک)

جواب: عورتوں کے لئے اصل حکم تو قرار فی البیوت (گھروں میں بیٹھے رہنے) کا ہے، مگر ضرورت کے تحت گھر سے نکل سکتی ہیں، جیسے معاشی مجبوری، اپنے حق کی وصولی، دوسرے کے حق کی ادائیگی، خوشی یا غمی کے موقع پر بھی عورت اپنے محرم رشتہ داروں کے ہاں جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ خاوند کی اجازت سے جائے۔ اگر سفر تین دن کی مسافت کا ہو یا اس سے کم ہو لیکن راستہ پرامن نہ ہو تو خاوند یا محرم ساتھ ہو۔ شرعی پردہ کا پورا اہتمام ہو۔ بناؤ سنگھار اور خوشبو کے بغیر نکلے، لباس بھی بھڑکدار اور جاذب نظر نہ ہو، کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

ان تمہیدی سطور کے بعد سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں:

(۱) صرف محرم رشتہ داروں کے ہاں جا سکتی ہیں اور وہ بھی شرائط بالا کی پابندی کرتے ہوئے، نامحرموں کے ہاں جانا جائز نہیں گو کہ خاوند کی اجازت ہو۔

(۲) قطعاً ناجائز ہے۔

(۳) جوان بچیوں کو تو لے جانا مناسب نہیں، چھوٹے بچے بچیاں اپنے والدین یا سرپرستوں کے ہمراہ جا سکتے ہیں۔ ہاں اگر پیچھے گھر میں جوان بچیوں کی حفاظت ونگہداشت کا مناسب انتظام نہ ہو تو انہیں ساتھ رکھنا ضروری ہے۔

(۴) جہاں منکرات ہوں وہاں کسی کا جانا جائز نہیں، ہاں کوئی ایسا باہمت مسلمان ہو (خواہ مرد ہو یا عورت) جو وہاں جا کر ان منکرات کو ختم کرا سکے تو وہ ضرور جائے۔

(۵) شادی ہر قسم کے منکرات سے پاک ہو، کوئی کام اس میں خلاف شرع نہ ہو تو محرم کے گھر جانا جائز ہے۔

(۶) جو مجلس منکرات سے پاک ہو وہاں بڑوں کے ساتھ بچے بھی جا سکتے ہیں۔

(۷) محرم خواتین جا سکتی ہیں۔

(۸) ان تمام ضروریات کے لئے خواتین نکل سکتی ہیں خواہ ضرورت مند محرم ہو یا نامحرم۔ شرعی حدود کی پابندی بہر کیف ضروری ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی۔ اگر نامحرم کا سامنا ہو تو فوری چہرہ چھپا لیا جائے اور بلاضرورت اس سے کوئی بات بھی نہ کی جائے۔

بسوں اور ریل گاڑیوں میں نماز کا مسئلہ:

سوال: آج کل بسوں ویگنوں اور ریل گاڑیوں کا سفر عذاب سے کم نہیں۔ چھوٹی گاڑیوں میں گانے بجانے اور وی۔سی۔آر کی لعنت چھائی ہوئی ہے اور ان میں نماز کا کہیں کوئی انتظام نہیں ہوتا، کیا ان میں سفر کرنا جائز ہے، نماز کا وقت آجائے تو کیا کیا جائے۔ (ایضاً)

جواب: گاڑیوں میں نماز کی سہولت کا فقدان اور گانے بجانے بلکہ وی سی آر کی لعنت اندوہناک المیہ ہے تاہم ایسی گاڑیوں میں سفر جائز ہے۔ تصاویر اور شیطانی آوازوں کی طرف متوجہ ہونا جائز نہیں۔ نظر نیچی رکھتے ہوئے ذکر ودعاء یا تلاوت وتسبیح میں مشغول رہیں۔ هكذا سمعت من شيخى قدس الله سره۔ اس طرح گناہ سے بچ جائیں گے اور وقت بھی عبادت میں صرف ہوگا۔

اگر کوشش کے باوجود بس اور ویگن والے نماز کے لئے نہ روکیں تو جیسے تیسے ممکن ہو سیٹوں پر بیٹھے اشاروں سے نماز ادا کرلیں پھر گھر پہنچ کر نماز کا اعادہ کرلیں۔ ریل گاڑی میں ایسی مجبوری نہیں۔ اس میں معمولی کوشش سے نماز صحیح طریقے سے ادا کی جا سکتی ہے۔ قیام اور استقبال قبلہ ریل میں بھی فرض ہے۔ اگر کھڑے ہونے میں گرنے کا اندیشہ ہو تو کسی چیز کو پکڑ کر یا سہارا لگا کر کھڑے ہوں۔ ہاں ضعف یا بیماری کے سبب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر قبلہ رخ کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر دوران نماز ریل گھوم گئی تو نماز میں ہی قبلہ کی طرف گھوم جائیں۔

شجرۃ الدر

موتیوں کا درخت

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن

یہ کسی نایاب درخت کا نام نہیں ہے بلکہ ایک بلند ہمت اور بہادر مسلم خاتون کا نام ہے جس نے عیسائیوں کے حملہ کے دوران اپنے شوہر کے انتقال کے بعد اس خوبصورتی کے ساتھ عنان حکومت کو سنبھالا کہ دشمن کی شکست تک بادشاہ کی موت کی خبر کسی کو کانوں کان نہیں ہونے دی اور فرانس کے عیسائی بادشاہ لوئیس نہم کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ اس کے شوہر کا نام ایوب بن محمد تھا جو ''ملک صالح'' کے لقب سے ملقب تھا اور ۱۲۴۰ء سے ۱۲۴۹ء تک مصر کا حکمران رہا۔

☆......☆......☆

معرکۂ حطین میں صلاح الدین ایوبی نے عیسائیت کو جس ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا تھا اس کی کسک عیسائی آج تک محسوس کرتے ہیں۔ عیسائیوں نے اس تاریخی شکست کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا اور فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے صلیبی لشکر تیار کرکے مصر پر حملہ آور ہونے سے پہلے ''الملک الصالح'' شاہ مصر کے نام ایک دھمکی آمیز خط روانہ کیا جس میں ڈرانے دھمکانے کے انداز میں لکھا کہ اسپین میں عربوں کا جو عبرتناک انجام ہوا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ شاہ مصر کی طرف سے جوابی خط میں لکھا گیا:

''اما بعد...... تمہارا خط ملا تم نے اپنے لشکر کی کثرت اور فوجیوں کی بہادری سے ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر تم اس بات کو بھول گئے ہو کہ ہم تلوار کے دھنی ہیں۔ ہم میں اگر ایک مجاہد شہید ہوتا ہے تو اس کی جگہ لینے کیلئے دوسرا تیار ہوتا ہے اور ہم اپنے خلاف سرکشی کرنے والے کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا کرتے ہیں۔ تم نے ہماری تلواروں کی کاٹ اور جنگوں کی عظمت کو یاد رکھا ہوتا تو ایسا خط نہ لکھتے۔ تمہیں ایسے دن سے ڈرنا چاہئے جس کی ابتداء وانتہاء تمہارے لئے ندامت اور پچھتاوے کا پیغام لئے ہوئے ہوگی۔ وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کیسے (عبرتناک) ٹھکانے کی طرف لوٹیں گے!''

اس خط نے عیسائیوں کے دلوں میں آتش غیض وغضب کو مزید بھڑکا دیا اور فرانس کا بادشاہ صلیبی ٹڈی دل کے ساتھ عالم اسلام پر حملہ آور ہو گیا اور مصر کے شمالی شہر ''دمیاط'' پر قبضہ کرلیا۔ دمیاط میں اپنی پوزیشن مستحکم کرنے میں اسے چھ ماہ لگ گئے۔ مصری لشکر بھی اپنی تیاریاں مکمل کر چکا تھا اور مجاہدین اپنے قائد کی طرف سے جہاد کے لئے پیش قدمی کے اشارے کے منتظر تھے۔ صلیبی فوجیں مصر کے بڑے شہر منصورہ پر حملہ کی تیاری میں اور شاہ مصر بہ نفس نفیس اپنی فوجوں کی قیادت کیلئے منصورہ میں موجود تھا اسی دوران وہ داعیٔ اجل کو لبیک کہتا ہوا اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ شاہ مصر کی بیوی شجرۃ الدر کیلئے یہ بڑا مشکل وقت اور اس کی زندگی کا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ ملک پر صلیبی دشمن بھرپور حملہ کر چکا تھا اور ملک کا فرمانروا اچانک انتقال کرکے اپنی بیوی کیلئے بے پناہ مسائل پیدا کر گیا تھا۔ اسے پریشانی اور گھبراہٹ مین کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اس وقت گھر میں وہ اکیلی تھی اس کا بیٹا بھی کسی مہم پر نکلا ہوا تھا، وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے آپ سے ہمکلام ہوئی: میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اتنے بڑے لشکر جرار کا کیسے مقابلہ کروں؟ امتحان کی اس مشکل ترین گھڑی میں کس سے مدد طلب کروں؟ اگر اسلامی لشکر کے قائدین اور سپاہیوں کو اپنے سپہ سالار اور بادشاہ کی موت کا پتہ چل گیا تو ان کے ارادے کمزور پڑ جائیں گے۔ ان کی صفوں میں انتشار برپا ہو جائے گا، جس کا نتیجہ یقینی اور شرمناک شکست کی صورت میں سامنے آئے گا۔ شجرۃ الدر نے بہت سوچ وبچار کے بعد یہ فیصلہ کرلیا کہ بادشاہ کے انتقال کی خبر کو چھپا لیا جائے اور لوگوں کو اسکا علم نہ ہونے دیا جائے اور اس فیصلہ کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تمام امور مملکت ملکہ کو اپنے ہاتھ میں لینے پڑیں گے اور فوجی قیادت اور جنگی اقدامات بھی ملکہ کو خود ہی کرنے پڑیں گے۔ اس نے تاریخ کے اس نازک موڑ پر فیصلہ کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی اور قوم کے سامنے ایک بیمار قائد اور حکمران کی ترجمان بن کر تمام مسائل کا حل سوچ لیا۔ چنانچہ بادشاہ کی بیماری کا اعلان کروا دیا گیا اور لوگوں تک یہ خبر پہنچا دی گئی کہ بیماری کی شدت کے پیش نظر بادشاہ کسی سے ملاقات کے قابل نہیں اور بادشاہ کی لاش کو حنوط کے ذریعے محفوظ کرکے صندل کے تابوت میں اس طرح بند کرا دیا کہ یہ محسوس نہ ہو سکے کہ اس کے اندر کیا ہے اور اس طرح شجرۃ الدررات کے اندھیرے میں دریائے نیل کے راستے کشتی کے ذریعے اپنے شوہر کی لاش کو قاہرہ منتقل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ صندل کی لکڑی سے بنا ہوا صندوق اپنے پیٹ میں کیا چھپائے ہوئے ہے۔ یہ پراسرار تابوت اپنے تمام رازوں کے ساتھ قاہرہ کے شاہی محل میں لایا جا چکا تھا اور یہ ایسا راز تھا جسے نہ تو کشتی کے ملاح جانتے تھے اور نہ ہی شاہی محافظ اس سے باخبر تھے۔ بیگم شجرۃ الدر منصورہ کے شاہی محل میں موجود تھی اور زندگی حسب سابق رواں دواں تھی۔ اس عورت کے عزم وہمت کو داد دینی پڑتی ہے کہ اس نے اسلامی فوجوں کو شکست سے بچانے کے لئے کتنا عظیم الشان فیصلہ کیا تھا۔ شاہی حکم کے انتظار میں فائلیں اور خطوط بادشاہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے محل میں لائے جاتے اور بیگم شجرۃ الدر بہ کمال ضبط وتحمل انہیں وصول کرتی اور ان پر احکام صادر کرتی۔ یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا اور وہ وزراء اور کارکنوں کو یہ تأثر دینے میں کامیاب رہی کہ ہر حکم بیمار بادشاہ کے مشورہ سے جاری ہو رہا ہے۔ شجرۃ الدر لشکر اسلام پر پوری نگاہ رکھے ہوئے تھی اور بڑی مہارت سے جنگی اقدامات تجویز کر رہی تھی۔ دشمن کے لشکر پر بھی اس کی پوری نگاہ تھی اور ہر لحہ کی خبر رکھ رہی تھی۔ اس نے براہ راست دشمن پر حملہ آور ہونے کی بجائے چھاپہ مار جنگ کا راستہ اپنایا۔ لشکر اسلام چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں فدائی کارروائی کے بعد نہایت کامیابی کے ساتھ واپس اپنے مستقر پر آجاتا اور دشمن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے لگا۔ چھاپہ مار مجاہدین عیسائیوں کے مورچوں پر اچانک حملہ آور ہوتے، ان کے خیموں میں آگ لگا دیتے، فوجیوں کو قتل کر ڈالتے جس سے عیسائی فوجیوں میں خوف و ہراس پھیلنے لگا اور صلیبی لشکر انتشار کا شکار ہونے لگا۔ شجرۃ الدر نے دشمن کی فوجوں کی اس صورتحال سے بھرپور فائدہ اٹھانے کیلئے بڑے حملہ کا فیصلہ کرلیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں دو بدو جنگ شروع ہوگئی، جس میں مجاہدین اسلام کے شانہ بہ شانہ منصورہ کے بوڑھے، جوان، بچے حتی کہ خواتین اسلام شامل ہوئے اور راستوں اور گلیوں میں ہر طرف میدان جنگ قائم ہو گیا اور منصورہ کے گلی کوچے صلیبیوں کیلئے قبرستان بن گئے۔ مسلمانوں نے تلواروں، لاٹھیوں، ڈھیلوں اور پتھروں سے اسلحہ کا کام لیا اور فرانسیسی لشکر بدترین اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ شاہ فرانس لوئیس نہم اور اس کی کابینہ پابہ جولاں منصورہ کے شاہی محل میں لائے گئے اور شجرۃ الدر کے حکم سے انہیں جنگی مجرموں کی حیثیت سے قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ آخرکار مذاکرات ہوئے اور لوئیس نہم پر تمام جنگی اخراجات کا جرمانہ عائد کیا گیا اور اس تاوان کی ادائیگی کے بعد اسے رہائی ملی۔ ایک عورت کے ہاتھوں یہ فرانس اور اس کے صلیبی حکمرانوں کی بدترین شکست تھی جو اپنے دامن میں مسلم خواتین کیلئے ایک واضح پیغام لئے ہوئے تھی کہ مشکل حالات میں اپنی ذہانت اور ہمت وجرأت سے کام لے کر کس طرح بچے تلے فیصلے کئے جاسکتے ہیں اور قومی وحدت کو پارہ پارہ ہونے اور فوج کی صفوں میں انتشار پیدا ہونے کو روک کر قوم و ملک، اپنی عفت وعصمت اور سب سے بڑھ کر اسلام اور اہل اسلام کو کس طرح بچایا جاسکتا ہے!

کشکول

کل اور آج کے مسلمان

☼ وہ صبح نماز کے لئے اٹھتے تھے ہم چائے پینے کے لئے۔

☼ وہ صبح قرآن پڑھتے تھے ہم اخبار پڑھتے ہیں۔

☼ وہ عمر بھر نیکیوں کی تلاش میں رہتے تھے، ہم مال ومتاع کیلئے سرگرداں۔

☼ ان کے دن کی ابتداللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتی تھی جبکہ ہمارے دن کی ابتدا چغلی اور غیبت سے۔

☼ ان کی عورتیں گھر کی زینت تھیں ہماری عورتیں بازار کی۔

☼ کل کا مسلمان مسجد میں جا کر خوش ہوتا تھا اور آج کا مسلمان بازار اور سینما میں جا کر۔

☼ کل اولاد ماں باپ کا کہنا مانتی تھی اور آج ماں باپ اولاد کا کہنا مانتے ہیں۔

☼ کل کوئی جرم کرتا تو اس کو سزا ملتی جبکہ آج مجرم دندناتے پھرتے ہیں۔

☼ کل ہندو مسجد کے نزدیک باجا بجاتے تو مسلمانوں کی نماز میں خلل پڑتا تھا جبکہ آج مسلمان خود مسجدوں کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر پر بیہودہ گانے لگاتے ہیں نہ نماز میں خلل پڑتا ہے اور نہ مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

☼ وہ خدا پرست تھے، قانون پرست تھے جبکہ ہم نفس پرست اور قانون کو توڑنے والے ہیں۔

کیا ایسا ہی ہے، کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟ (بنت محمود۔ اسلام آباد)

انسان کے تین دوست

انسان کے تین دوست تھے علم، دولت، عزت۔ ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آ گیا۔ علم نے کہا مجھے درس گاہوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے، دولت کہنے لگی مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلات میں تلاش کیا جاسکتا ہے، عزت خاموش رہی، علم اور دولت نے عزت سے خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہنے لگی جب میں کسی سے بچھڑ جاتی ہوں تو دوبارہ نہیں ملتی۔ (فاطمہ اقبال۔ سندھ)

شوہر کے حقوق

عورت پر اس کے شوہر کے بہت سارے حقوق ہیں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پا گئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''جب عورت پانچوں وقت کی پابندی سے نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔'' ایک صحابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی عورت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا وہ عورت بہتر ہے کہ شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کرے اور جب وہ حکم دے تو وہ عمل کرے۔ وہ اپنی جان کے بارے میں اس کی مخالفت نہ کرے اور اس کی مرضی کے خلاف اس کے مال سے خرچ نہ کرے۔ بہت سی عورتیں شوہر سے بڑھ چڑھ کر باتیں کرتی ہیں اور اس کے سامنے منہ پھلائے رکھتی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں اس کو ناراض کر دیتی ہیں یہ بہت بری حرکت ہے۔ شوہر کو ناراض رکھنے کا اتنا بڑا وبال ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تین آدمیوں کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ان کی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے۔ اول بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے مالک کے پاس واپس آ کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ دے دے۔ وہ عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو۔ تیسرا وہ شخص جو نشہ میں مدہوش ہو جب تک اسے ہوش نہ آجائے''۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں کما حقہ شوہر کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ (اخت سرفراز۔ کوٹ پنڈی داس)

شفاعت کا سبب

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ''جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرما دیں گے اور اس کے گھرانے میں سے دس ایسے آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔'' (ترمذی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تلاوت نصیب فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ دن رات اس کو اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنے میں مصروف رہتا ہے''۔ (بخاری شریف)۔ (اہلیہ اکرم۔ سرگودھا)

پوشیدہ ہے

❖ عورت کی حیا	اس کی فطرت میں
❖ عورت کی وفا	اس کے خلوص میں
❖ عورت کی ہمت	اس کے صبر میں
❖ عورت کی عزت	اس کی آبرو میں
❖ عورت کی طاقت	اس کے عزم میں
❖ عورت کی شرافت	اُس کے جذبات میں
❖ عورت کا حسن	اُس کے اخلاق میں
❖ عورت کا غم	اُس کے آنسوؤں میں
❖ عورت کی خوشی	اُس کی چاہت میں
❖ عورت کی عظمت	اُس کے وقار میں

(مرسلہ: بنت شبیر احمد۔ سرگودھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب میری امت میں یہ برائیاں پیدا ہوں گی تو ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے۔''

❁ جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنالیا جائے گا۔

❁ امانت کو مال غنیمت سمجھا جانے لگے گا۔

❁ زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جانے لگے گا۔

❁ خاوند بیوی کا فرمانبردار ہوگا لیکن ماں کا نافرمان۔

❁ آدمی دوستوں سے بھلائی کرے گا والدین پر ظلم وستم۔

❁ آدمی کی عزت اس کی شرارت کی وجہ سے کی جائے گی۔

❁ نااہل رہنما بن جائیں گے۔

❁ نشہ آور چیزوں کا استعمال عام ہو جائے گا۔

❁ مساجد میں شور وغل برپا کیا جائے گا۔

❁ مرد ریشمی لباس پہننے لگیں گے۔

❁ بزرگوں پر لعن طعن اور زبان درازی کی جائے گی۔

❁ گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا دور دورہ ہوگا۔

جب یہ سب کچھ ہونے لگے تو لوگوں کو چاہئے کہ وہ ہر وقت قہر الٰہی کے منتظر رہیں، خواہ وہ سرخ آندھی کی شکل میں ہو یا زلزلے کی صورت میں یا صورتیں مسخ ہو جانے کی شکل میں۔ (بنت شفیق۔ آزاد کشمیر)

غلطی ہے

❖ اس خیال میں رہنا کہ ہمیشہ تندرست اور خوبصورت رہوں گی۔

❖ اس نیت سے گناہ کرنا کہ دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دوں گی۔

❖ اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اپنی اولاد سے توقع رکھنا۔

❖ دوسروں کی موت کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے بری سمجھنا۔

❖ اپنی آمدن سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا امیدوار رہنا۔

(ام عمر۔ بہاولنگر)

ہائے گرمیاں

ہمشیرہ ڈاکٹر محمد عظیم چوہدری

گرمیوں کا موسم آتے ہی فحاشی اور بے حیائی کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جو سردیوں تک جاری رہتا ہے۔ وہ بھی مجبوری کے تحت کیونکہ اگر سردیوں سے بچاؤ کے لئے ''فیشن زدہ'' عورتوں نے جرسیاں وغیرہ نہ پہنیں تو وہ ٹھنڈ لگنے سے مر بھی سکتی ہیں ''نازک مزاج جو ہوتی ہیں'' اور اگر وقت سے پہلے مرگئیں تو فیشن کیسے کریں گی کیونکہ مرنے کے بعد تو صرف کفن ہی پہننا پڑے گا ''ہائے کتنی بڑی مجبوری ہے، کاش اس وقت تھوڑی سی مہلت مل جائے تو کفن کا بھی کوئی خوب صورت سا ڈیزائن بنالیں'' بات کہاں سے چلی اور کہاں پہنچ گئی۔ یہی تو خرابی ہے باتوں میں۔ بہرحال ہم اپنے موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔ گرمیوں کا موسم آتے ہی ماڈرن عورتیں اپنے ''کپڑوں سے باہر ہوجاتی ہیں'' باریک ململ، لان اور کاٹن کے ملبوسات اگرچہ اس موسم کا تقاضا ہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ پردے کا خیال ہی نہ رکھا جائے اور دھڑلے سے بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دیا جائے۔

گرمیوں کے اکثر ملبوسات ایسے ہوتے ہیں جو کہ شمیض کے بغیر پہنے ہی نہیں جاسکتے لیکن خدا گواہ ہے کہ عورتوں کی اکثریت اس اہم بات کو ''اہم'' نہیں سمجھتی، ایک تو بغیر شمیض (سلپ) کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں اور اوپر سے قمیض کی (جو کہ آج کل ''قمیضی'' ہوکر رہ گیا ہے) آستین بھی آدھی ہوتی ہیں جو کہ روزِ محشر ان کے لئے ''آستین کا سانپ'' ثابت ہوں گی۔ کچھ ''مہذب'' قسم کی عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنہوں نے تین تکونی رومال سے اپنا ناک منہ تو ڈھانپا ہوتا ہے لیکن نیچے گلے میں دو میٹر کا دوپٹہ اور انتہائی باریک کپڑے پہنے باقی جسم کی نمائش کررہی ہوتی ہیں۔ اچھا بھئی اب ساری عورتیں ایسی بھی نہیں ہوتیں کچھ فیشن زدہ خواتین شمیض کا بھی اہتمام کرتی ہیں مگر شرط ہے کہ لباس نہایت باریک ہو، تاکہ کروشیے سے بنی ہوئی شمیض واضح نظر آئے جو کہ جال نما ہوتی ہے۔ اب دکھ اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر خواتین اپنے بھائیوں، والدین یا پھر شوہر کے ساتھ ہوتی ہیں، مگر نجانے ان لوگوں کی غیرت کہاں غارت ہوگئی ہے، جن کو اپنے ساتھ چلتی ہوئی جسم کی نمائش کرتی عورتیں نظر نہیں آتیں ''انہیں نظر بھی کیسے آئیں کیونکہ وہ تو خود لوگوں کی عورتوں کو دیکھنے میں محو ہوتے ہیں'' نہایت دکھ کی بات تو یہ بھی ہے کہ اکثر اسکولوں اور کالجوں میں کچھ ٹیچرز اس قسم کی بھی نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر طالبات بھی شیر ہوجاتی ہیں۔ گرمیوں میں ایک طرف تو سورج کی تپش اور گرمی کی وجہ سے ہائے ہائے نکل رہی ہوتی ہے اوپر سے اگر ایسی عورتیں نظر آجائیں تو منہ سے اچانک نکلتا ہے ''ہائے گرمیاں''۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صحیح معنوں میں دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اپنے بچوں کو بہادر بنائیے

بنت فیاض محمود

''بچوں کی تربیت میں سب سے زیادہ اہم کردار ماں کا ہوتا ہے، اگر مائیں پختہ عزم کرلیں کہ ہماری اولادیں بڑی ہوکر سارے عالم میں مٹتے ہوئے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کی محنت کریں تو (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس ارادہ کو وجود دیں گے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ وجود دینا چاہیں اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہمارے کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی خاصیت ہے کہ جس کے دل میں اس کی حقیقت اتر جائے اسے دنیا کی تمام طاقتوں سے بے خوف کردیتی ہے پھر اگر دل ڈرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر نازل ہونے والے عذاب سے ڈرتا ہے۔ لہٰذا مائیں اپنے بچوں کے دلوں میں بچپن ہی سے ایمان بھرنے کی کوشش کریں اس کے لیے پہلے خود مؤمنات بنیں یعنی خود کو ایسے ماحول کا عادی بنائیں جہاں ایمان و یقین کے تذکرے ہوتے ہوں، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو، جنت کا شوق اور جہنم کا خوف پیدا ہوتا ہو اور اسی چیز کی ترغیب اپنے بچوں کو دیں تاکہ بڑے ہوکر انہیں مال کمانے، دنیا بنانے کا شوق نہ رہے اور وہ صرف ایک عزم لے کر بڑے ہوں کہ کسی طرح پورا دین پورے عالم میں پھیل جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں مسلمانوں نے مختلف موقعوں پر جو شجاعت، بہادری، دلیری کے کارنامے عالم اسلام کو دکھائے ان میں ان کی ماؤں کا بڑا حصہ ہے چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے لڑکے کی شہادت پر عمل، حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی اپنے چاروں بیٹوں سمیت جنگ میں شرکت اور ان کو ترغیب وغیرہ۔ اس قسم کے بے شمار واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اس وقت مائیں اپنے بچوں کی کیسی تربیت کرتی تھیں اور اُن کو بہادر بنانے کی کس طرح کوشش کرتی تھیں۔ لہٰذا مائیں آج بھی اگر اپنے بچوں کو بچپن ہی سے بھوت، جنات، کتے، کالی بلی سے، اندھیرے سے نہ ڈرائیں حتی کہ نہ خود سے نہ اس کے باپ سے نہ استاد کی مار سے۔ (البتہ ماں باپ اور استاد کی عزت دل میں بٹھانا ضروری ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ جب ان کی اولاد بڑی ہوگی تو وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی سپر طاقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے اور انہیں دعوت دینے کی صلاحیت رکھے گی۔ آفرین ہے قرون اولیٰ کی ماؤں پر کہ ان کی اولاد سے شجاعت و بہادری کے وہ زبردست کارنامے سرزد ہوئے جو آج محال نظر آتے ہیں۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ایسا ناقص عمل نہ کریں جو بچوں کے لئے مضر ہو اور اُن کو بزدل بنادے کہ وہ زندگی میں آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رکھتے ہوں کہ کوئی بھی دقت پیش آئے تو وہ کانپ اٹھیں اور کسی طاقتور سے مقابلہ پڑجائے تو وہ لرز جائیں۔ آپ سوچئے جب منزل کی طرف اٹھتا ہوا ہر قدم ڈگمگا جائے تو پھر منزل تک کوئی کیسے پہنچ سکے سکتا ہے؟

(بحوالہ ''مثالی ماں'')

شورش کاشمیری

تیری لحد کو سلام پہنچے

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آشتی نہیں ہے
زمیں کی رونق چلی گئی ہے افق پر مہر مبین نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انسان سوچتا ہوں کہاں گیا ہے؟
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے زباں سے زورِ بیاں گیا ہے؟
یہ کون اٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے، عوام پہنچے
تیری لحد پر خدا کی رحمت، تیری لحد کو سلام پہنچے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے!

حضرت مفتی نظام الدین رحمہ اللہ کی شہادت کے حوالے سے انتخاب: بنت نثار احمد، لائنز ایریا

مجھے کیا چاہیئے؟

بنت عبدالرؤف سکھروی

سرِ طاقِ جاں نہ چراغ ہے
پسِ بام و شب نہ سحر کوئی

اس کی زندگی کی راتیں نیند کی زبوں حالی کا شکار تھیں۔ اس کے دنوں کا ہر پل سکون اور چین کا متلاشی تھا...... مگر آہ! کہاں کی نیند اور کہاں کا سکون و آرام...... یہ چیزیں تو بے مول ہوتی ہیں...... اگر وہ اپنی ساری دولت بھی لٹا دیتی تب بھی وہ ان چیزوں کو حاصل نہ کر پاتی...... اب اس کا وجود اُس ٹمٹماتے چراغ کی اداس روشنی کی طرح ہو چکا تھا جو ہر آن لرز رہی ہو...... اور اپنی بے قراری کا اظہار کر رہی ہو...... اف اللہ! سکون کہاں ہے؟؟ چین کس جہان کی نعمت ہے...... یہ میرے در و دیوار پر بے سکونی اور بے کلی کٹے ہوئے پروالے پرندے کی طرح کیوں ڈولتی رہتی ہے؟ یہ اداس اداس سے موسم! کیوں میرے آس پاس بکھرے رہتے ہیں؟...... یہ وحشتیں اور تنہائیاں! کیوں میرے اردگرد ہمہ وقت رقصاں رہتی ہیں......؟ ان سے نجات کیوں نہیں ملتی...... اس نے سوچتے سوچتے ایک سرد آہ بھری اور دکھتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا...... سامنے دیوار پر لگے قیمتی وال کلاک کی سنہری سوئیاں دن کو رات میں بدلنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں...... یہ نیند بھی آخر کیا شے ہے؟ اس نے خود کلامی کی۔ آخر مجھے ہی کیوں نہیں آتی...... میرے سارے ملازمین کتنے پرسکون رہتے ہیں اور رات کو ایسے بے خبر سوتے ہیں کہ پھر صبح کی خبر لاتے ہیں...... ان کے پاس ہے ہی کیا؟ ایک چھوٹا سا "میری خیرات" میں دیا ہوا کوارٹر...... دو پلنگ، دس بارہ بچے...... دو چار برتن...... پھٹے پرانے کپڑے......! کیا ہے ان کے پاس؟ نہ لاکھوں کا بینک بیلنس...... نہ قیمتی گاڑیاں...... نہ بڑا سا بنگلہ...... نہ ایک سے بڑھ کر ایک کپڑے...... وہ تو ہمیشہ "اترن" پہن کر یوں مسکراتے ہیں جیسے ابھی ابھی دوبئی سے نیا سوٹ امپورٹ کیا ہو...... وہ بچا کھچا کھانا اس طرح کھاتے ہیں جیسے لال قلعہ کی کوئی ڈش ہو...... دنیا کی ہر آسائش سے بے نیاز ہو کر وہ کتنے سکون میں ہیں اور ایک میں ہوں کہ دنیا کی ہر بڑی سے بڑی نعمت مجھے حاصل ہے...... لیکن کیا حاصل؟ میں اپنے لاکھوں کروڑوں کے بینک بیلنس سے ایک ذرا دیر کی میٹھی نیند بھی حاصل نہیں کر پاتی...... آخر یہ نیند مجھے ہمیشہ کے لئے کیوں نہیں اپنی آغوش میں لے لیتی......؟ نہ رہے گا بانس...... نہ بجے گی بانسری...... مگر ہاں بانس کے ہوتے ہوئے بھی تو بانسری یہاں بجتی کب ہے؟ جی ہاں...... "چین کی بانسری" تو کب کی ٹوٹ چکی...... اب بجاؤں بھی تو میں کیا بجاؤں بھلا!!!۔ اور کوئی نہیں تو ان پرندوں کو دیکھ لیجئے ان جانوروں کو ان ننھی مخلوقات کو دیکھ لیجئے ہر ایک چین کی بانسری بجاتا نظر آ رہا ہے...... اور ان کے سارے راوی "چین ہی چین" لکھ رہے ہیں...... مگر میری چین کی بانسری گم ہو گئی ہے اور میرے راوی کا قلم ٹوٹ چکا ہے......۔

میرے اردگرد اور سامنے تا حد نگاہ تک پھیلے ہوئے وسیع سبزہ زار کی ساری ہری بھری گھاس مجھے ایک طویل "لینڈ اسکیپ" میں آگ کا دریا دکھائی دیتی ہے ٹھنڈی ہواؤں میں بھی کانٹوں جیسی چبھن ہے...... شاید کائنات کی ہر شے کو مجھ سے نفرت سی ہو گئی ہے...... کوئی چیز بھی مجھ سے انسیت کا اظہار نہیں کرتی۔

وہ تھوڑی دیر کھڑکی کے اُس پار تکتی رہی...... اور پھر قریب چلی آئی...... پورے کمرے میں سورج ڈوبنے کی ہلکی ہلکی مدھم سی سرخ اور سنہری روشنی پھیلی ہوئی تھی...... اور اس روشنی کے حاشیے سرمئی ہوتے جا رہے تھے...... سوچتے سوچتے وہ نہ جانے سوچوں کی کون سی وادیوں میں نکل گئی...... یکدم چشمِ تصور نے اس کے سامنے وہی منظر دوبارہ وا کر دیا جو اس نے کتابِ زندگی کے ان اوراق میں کہیں دفن کر دیا تھا جن کو وہ ہمیشہ کے لئے فراموش کر چکی تھی...... مگر اب ان اوراق سے ماضی کی گرد آہستہ آہستہ دور ہونے لگی...... اور آناً فاناً وہی دبلی پتلی نازک سی لڑکی اس کے تصور کی چوکھٹ پر آ کھڑی ہوئی، جو پچھلے کئی سالوں سے ماضی کی گرد کے طوفان میں گم ہو چکی تھی...... وہی لڑکی جس نے مجھے ایک مرتبہ ایسی راہ پر چلنے کی دعوت دی تھی جو میرے لئے یکسر اجنبی تھی...... اس نے مجھے وہ راستہ دکھانے کی کوشش کی جس پر میں کبھی چلی ہی نہیں...... اور اس نے مجھے وہ پگڈنڈی کا سرا دکھایا جس پر بقول اس کے دنیا اور آخرت کی ہر عظمت اور کامرانی میرے قدموں کی دھول بن جاتی۔

ملیح چہرے اور گہری گہری سیاہ آنکھوں والی سفید دوپٹہ اوڑھے وہ لڑکی! مجھے اس لائبریری میں ملی تھی جس کا افتتاح چند ہی روز پہلے میرے ہاتھوں ہوا تھا...... اب میں اس کو کہاں ڈھونڈوں؟ اور کیوں ڈھونڈوں؟ کوئی وجہ جی ہاں! آپ سمجھ جائیے کہ زمانے کی بے رحم گردش اور لوگوں کی بے انصافیوں اور بے اعتنائیوں سے دلبرداشتہ ایک خوبصورت اور امیر ترین عورت کو اب اس معصوم فرشتے کی تلاش ہے جو اس کو اُس وقت نصیحت کر رہی تھی جب اس کا حسن جوبن پر اور دولت مندی عروج پر تھی۔ دنیا کی ہر نعمت اس کے قدموں پر سَر رکھے ہوئے تھی...... تب اس نے حقارت سے ایک نظر اُس کو دیکھا تھا اور کہا تھا "فضول مشغلوں کے لئے میرے پاس فرصت نہیں ہوا کرتی"۔ ادھر لمحہ بھر کو سیاہ سمندروں میں ہلچل سی مچی تھی اور پھر ہر طرف سکوت چھا گیا تھا۔

بھلا ہم جیسوں کے پاس کہاں وقت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی طرف دھیان دینے کا اور (نعوذ باللہ) دین و شریعت پر عمل کرنے کا اور بھی کتنے کام کرنے کو ہوتے ہیں اور پھر سوسائٹی میں اپنی الگ سا کھ بنا کر اس کو ملیامیٹ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے اور مگر آج!...... میں سوچ رہی ہوں کہ "مجھے بھی دینِ اسلام کی سدا بہار کلیوں سے خوشبو بکھیرنی تھی اور میں بھی اس میں حصہ دار ہوتی تو شاید رفعتوں کی انتہا میرا مقدر ہوتی۔"

اب بھی کچھ کھویا نہیں ہے کیونکہ احساس جاگ چکا ہے۔ اور جب احساس جاگ جائے تو ماضی کے اوراق پر مٹی ڈال کر دفن کر دینا ہی فائدہ مند ہوتا ہے تاکہ ماضی کی الجھنوں میں مستقبل کی رسی ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے سو! جو ہوا سو ہوا...... اب میرے ہر مرض کی دوا، ہر بے سکونی کا سکون، ہر بے کلی کا مداوا اور ہر قسم کا آرام و راحتِ قلب دینِ اسلام پر عمل کرنے میں، شرعی پردہ میں، نماز میں روزہ، ذکر، تلاوت اور دوسرے اچھے اعمال میں ہے...... اب میں نے راز پا لیا ہے اور اس معمہ کو حل کر لیا ہے جو عرصہ سے مجھ سے حل نہیں ہو رہا تھا...... آج کی اداس شام نے میرے مقدر کے گھور اندھیروں کو نگل لیا ہے۔ اب مجھے چاہیے" آہِ سحر گاہی، چراغِ محبت مِنَ اللہ۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم"۔

کسی زخم ور کی تلاش میں میرے تارِ جاں ہیں کھنچے ہوئے
مری عمر یونہی گزر چلی، میرے دل میں درد نہیں ہوا

طبقۂ نسواں کے عالمی حقوق

کبریٰ غلام رسول

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً سو سال قبل حقوق نسواں کی تحریک ایام طفولیت سے نکل کر اس قابل ہو چکی تھی کہ اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرے۔ 1911ء میں اس کے چیدہ چیدہ مطالبات کسی حد تک تسلیم کر لئے گئے، لیکن یہ تحریک رکی نہیں بلکہ گزرتے وقت کے ساتھ منظم طریقے سے آگے بڑھتی رہی، اسی اثناء میں دوسری جنگ عظیم کا فتنہ برپا ہو گیا جس کی وجہ سے فوج کا کثیر حصہ لقمہ اجل بن گیا اور انگریزی معاشرہ مردوں سے خالی خالی لگنے لگا اس صورتحال سے نپٹنے کے لیے اس کافر و شاطر قوم نے ایک طرف تو ایشیائی ممالک کے باشندوں کو روزگار کے نام پر حکومتی اداروں سمیت ہر شعبہ زندگی میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا جو کہ وقت و حالات کی ضرورت تھی، لیکن کم عقل عورت نے اسے اپنے شرف و مرتبہ سے منسوب کر لیا اور مل جل کر اپنے حقوق و آزادی کو قانونی طور پر منوانے کے لیے سرگرم عمل ہو گئیں، بالآخر یہ آواز شہروں اور ملکوں سے نکل کر اقوام متحدہ کے ایوانوں میں جا ٹھہری اس طرح یہ معاملہ اعلیٰ سطح پر زیر غور آیا اور لمبی بحث و تمہید کے بعد اقوام مغرب کی متفقہ رائے سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 1979ء میں طبقہ نسواں کے عالمی حقوق کا قانون Convention of UNO on the Elimination of all kings of descrimination against women کے نام سے منظور کر لیا۔ عام طور پر اسے سی ڈی اے ڈبلیو (CEDAW) کہا جاتا ہے اور اس کا مطلب خواتین سے تمام قسم کے امتیازات کے خاتمے کا منشور ہے۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ حقوق کے نام پر عورت ذات کو ہر دو مقاصد کے لیے استعمال کرنا آسان ہو گیا یعنی وہ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی بھی ہے، اس کے ساتھ سیاست، معیشت، ملازمت اور دفاتر میں بھر پور کام بھی اس کے ذمے ہیں۔ نیز اسے بے راہ روی پر لگانے کی ترکیبوں، حیاء سے تہی دست کرنے کی کوششوں، رنگوں اور روشنیوں میں اس کے سراپے کو جاذب نظر بنانے کے ہنر اور اس کے وجود سے بازاروں کو آباد کرنے کے فن کو اس کی آزادی سے تعبیر کیا گیا، پاکستان نے سی ای ڈی اے ڈبلیو پر 1990ء میں مہر تصدیق ثبت کی اور حقوق نسواں کی اس نئی راہ پر گامزن ہو گیا جس نے آگے چل کر نسلوں اور قوموں کو تباہ کرنا تھا۔ 2001ء تک اس قانون پر بشمول اسلامی ملکوں کے 168 ممالک نے دستخط کیے۔

خواتین سے متعلق اس کنونشن کی منظوری کے بعد دنیا بھر میں حقوق نسواں کا غلغلہ اٹھا اور عورت کی نسوانیت و تقدس کے پرخچے اڑاتا آگے بڑھنے لگا۔ عورت کے اس حقوق و آزادی کے نعرے کو قریہ قریہ بستی بستی پہنچانے کے لیے باقاعدہ و باضابطہ وومن رائٹس کمیشن بنائے گئے، ان کا قیام اب بھی جاری ہے اور ان کا مہذب و معروف نام این جی اوز ہے۔ ان این جی اوز نے خواتین کو ان کے بنیادی حقوق دلانے، انہیں امتیازی سلوک سے مرد کی برابری تک لانے اور ہر قسم کی آزادی دینے کے لیے کلیدی رول ادا کیا۔ اس وقت مغرب میں اعلیٰ سے ادنیٰ تک کوئی کام عورت کی شمولیت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، اس طرح وہ عورت جو اپنے حقوق منوانے اور آزادی کی جنگ لڑنے نکلی تھی وہ حق تلفی اور غلامی کا شکار ہو گئی، اس پر فرائض کے انبار رکھ دیئے گئے اور وہ مسائل و ذلت کی دلدل میں اترتی چلی گئی، اب وہ اس سے گلوخلاصی چاہتی ہے مگر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتی، اسے نہ کوئی جائے پناہ نظر آتی ہے نہ ہی نجات دہندہ دکھائی دیتا ہے۔ سی ای ڈی اے ڈبلیو اور اس کی سرپرستی میں قائم ادارے نہ تو عورت کو باوقار مقام دے سکے ہیں اور نہ وومن رائٹس کی آڑ میں قائم این جی اوز کے مثبت اثرات کسی بھی معاشرے پر مرتب ہو سکے ہیں نہ عورتوں پر جاری ظلم و تشدد رک سکا ہے اور نہ ہی ان کے معاشرتی استحصال میں کمی آئی ہے نہ اس کی تعظیم و توقیر میں اضافہ ہوا ہے نہ یہ مرد کی ہوس کا نشانہ بننے سے محفوظ ہو سکی ہے نہ گھر کی چھت اس کے لیے سائبان ثابت ہوئی ہے اور نہ اسے فکر معاش سے آزادی ملی ہے۔

حقوق نسواں کے علمبردار معاشرے میں عورت آج بھی پاؤں کی جوتی سمجھی جاتی ہے، جسے دن میں سو مرتبہ بدلا جا سکتا ہے۔ آج بھی اسے نان و نفقہ کی ضمانت دے کر باوقار زندگی کا مژدہ نہیں سنایا گیا۔ آج بھی مغربی بازاروں میں عورت مرد کی ہوس کا شکار ہے۔ آج بھی اسے جبری مشقت پر مجبور کیا جاتا ہے۔ آج بھی یہ جبر کے بوجھ تلے دبی ہوئی بے بس مخلوق ہے اور اس کی عزت و حرمت آج بھی مفقود ہے محفوظ نہیں ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس کے لیے ماضی و حال اور مستقبل کے تینوں ادوار تلخ گھونٹ ہی ثابت ہوئے ہیں۔

عقل و فہم سے بالاتر بات یہ ہے کہ سی ای ڈی اے ڈبلیو کے قوانین اور این جی اوز کی سر توڑ کوششیں بار آور کیوں نہیں ہو سکیں اگر ہو سکی ہیں تو دکھائی کیوں نہیں دیتیں؟ کیا یہ قابل غور نقطہ نہیں کہ اگر عورت کی تعظیم و توقیر اس کے حقوق کا تحفظ اور اس کو پیش آمدہ مسائل کا حل ہی ان کے قیام کا مقصد ہے اگر عورت کو تعلیم، صحت اور بہتر معیار زندگی کا شعور دینا، انہیں معاشرتی و گھریلو مسائل سے نجات دلانا، مرد کی حاکمیت سے آزاد کروانا اور اس کی خواہش کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لوازمات مہیا کرنا ہی ان کا مطمح نظر ہے تو پھر عورت کے بارے میں دنیا بھر کے اعداد و شمار دل دہلا دینے کی حد تک اس کی مظلومیت کی تصویر کیوں ہیں؟ اگر ان اعداد و شمار کو انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو عورت کے لیے کی جانے والی تگ و دو، بلند و بانگ دعوے جھوٹے اور اس کے تحفظ و برابری کے نعرے کھوکھلے معلوم ہوتے ہیں۔

ایک انٹرنیشنل رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں 70 فیصد خواتین غربت کی سطح پر زندگی بسر کر رہی ہیں یعنی 70 فیصد خواتین بنیادی ضرورتوں ہی سے نہیں پیٹ بھر کھانے سے بھی محروم ہیں۔ اسی طرح خواتین کی کل آبادی میں سے 7 کروڑ خواتین فاقوں سے نبرد آزما ہیں اور اس غربت و افلاس کی وجہ سے گھر گھر کام کرنے پر مجبور ہیں، اسٹیٹ آف ہیومن رائٹس کی رپورٹ 2003ء کے مطابق گھروں میں کام کرنے والی خواتین میں سے 25 فیصد جنسی اور 35 فیصد جسمانی تشدد کا شکار ہوئیں جبکہ 45 فیصد نے ذہنی اذیت جھیلی۔

ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گھروں میں کام کرنے والی 93 فیصد خواتین طاقت اور دولت کے زیر اثر بیدردی سے روندی جاتی ہیں۔

آئی ایل او کے مطابق سال 2003ء کے دوران لیبر فورس میں خواتین کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ دنیا میں موجود 2 ارب 80 کروڑ مزدوروں میں ایک ارب 10 کروڑ خواتین شامل ہیں جبکہ غربت کی سطح پر کام کرنے والے 55 کروڑ مزدوروں میں 60 فیصد خواتین ہیں۔

عالمی ادارہ صحت اپنی رپورٹ میں رقمطراز ہے کہ 15 سے 49 سال کی تقریباً 6 لاکھ خواتین دوران زچگی طبی سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔ 20 فیصد مردوں کے تشدد کا نشانہ بنتی ہیں اور 40 لاکھ خواتین ہر سال جسم فروشی کے جہنم میں دھکیل دی جاتی ہیں۔

یہ تو حقوق نسواں کی جہد و ثمرات کی طویل داستان کا مختصر اور دردناک پہلو ہے، مگر اس سے بھی زیادہ افسوس اور دکھ کا مقام یہ ہے کہ سی ای ڈی اے ڈبلیو اور نام نہاد این جی اوز کا سحر مسلمان عورت کو اسیر کر رہا ہے اور وہ بیانگ دہل مغرب کی عورت کو ماڈل قرار دیتی اور اس کے طرز زندگی کو پسندیدہ کہتی ہے۔ دوپٹہ، گھر اور مذہب سے دست برداری کو اپنی فلاح مانتی اور ملازمت کو ترقی کا فارمولا گردانتی ہے وہ دھیرے دھیرے اس حقیقت کو فراموش کر رہی ہے کہ چادر اس کے حیاء کی علامت اور مذہب کی پیروی دنیا و آخرت میں اس کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ گھر اس کی جنت اور چار دیواری ایک حصار ہے جو اسے زمانے کے سرد و گرم اور فتنہ و مصائب سے بچا کر اپنے دامن میں پناہ دیتا ہے۔

ان مسلمان بہنوں سے میری عاجزانہ درخواست ہے کہ ازراہ کرام وہ اپنی آنکھوں سے چکا چوند اور لبرل ازم کی دبیز پٹی اتار کر دیکھیں کہ مغربی عورت نے حقوق و آزادی کے نام پر کیا حاصل کیا ہے؟ اور ضمیر کو بیدار کر کے سوچیں کہ سی ای ڈی اے ڈبلیو کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی عورت کھلے جسم، بلکتی آنکھ اور سسکتی روح کے ساتھ عبرت کا نشان کیوں ہے؟

اس کے نرم و ملائم ہاتھوں میں تیشۂ فرہاد کیوں ہے؟

اس کے نازک وجود کے لیے دربدری کا عذاب کیوں ہے؟

اسے ہوس کی کند چھری سے ذبح کیوں کیا جا رہا ہے؟

کوئی ہے جو اس کا جواب دے؟؟

سیپ کے بند موتی

طاہرہ اکرم

ٹھیک چار بجے گھڑی نے الارم بجایا۔ زبیدہ بیگم نے الارم بند کیا اور کلمہ طیبہ پڑھتی ہوئی اٹھ بیٹھیں۔ وضو بنا کر تہجد پڑھنے لگیں۔ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد وہیں جائے نماز پر تسبیح پڑھنے میں مشغول ہوگئیں کچھ دیر بعد مساجد سے اذان فجر کی مترنم آوازیں بلند ہوئیں اور "الصلوٰۃ خیر من النوم" کی پرکیف پکار پر ان کا سر اللہ کے حضور جھک گیا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد زبیدہ بیگم اپنے بیٹے کے کمرے کی طرف گئیں، دروازے پر دستک دیتے ہوئے بیٹے کو نماز کے لیے جگانے لگیں۔ تین دفعہ دستک دینے پر بھی حسب معمول کوئی جواب نہ آیا تو وہ اپنی پوتی ردا کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ ردا کے دروازے کو کھلا پا کر وہ اندر داخل ہوئیں اور اسے پیار سے نماز کے لیے جگانے لگیں۔ ردا نے نیند میں خلل پر کھردرے لہجے میں کہا "کیا ہے دادو ابھی تین بجے تو اسٹڈی کر کے سوئی ہوں اور آپ ابھی پونے چھ بجے جگا رہی ہیں۔ خدا کے لیے اگر آپ خود آرام سے نہیں سو سکتیں دوسروں کو تو آرام کرنے دیں۔" زبیدہ بیگم جو اس طرح کے جملوں کی عادی ہو چکی تھی، اٹھی اور اپنے کمرے میں جا کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگیں۔

کامران علی زبیدہ بیگم کے اکلوتے بیٹے تھے، بیوہ ہونے کے بعد انہوں نے کامران علی کو بہت محنتوں سے پالا۔ بیٹے نے بھی شہر کا کامیاب وکیل بن کر ان کی محنت کا صلہ لوٹا دیا۔ دونوں ماں بیٹا اپنی زندگی میں بہت خوش تھے۔ بیٹے نے کچھ ہی عرصے بعد شہر میں ایک خوبصورت گھر بنوایا اور اپنی ماں کو اپنے ساتھ شہر لے آئے۔ اب زبیدہ بیگم کے دل میں بیٹے کی شادی کا ارمان جاگا، انہوں نے اپنی مرضی کرنے کی بجائے بیٹے سے اس کی مرضی پوچھی۔ کامران علی نے تھوڑا جھجکتے ہوئے غزالہ کا نام لیا۔ غزالہ کو وہ کالج کے زمانے سے جانتے تھے۔ وہ بہت امیر والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ غزالہ کے والد بھی شہر کے کامیاب ترین وکیل تھے اور کامران علی کے استاد بھی تھے۔ یوں تھوڑی سی رسمی ملاقات کے بعد زبیدہ بیگم غزالہ کو بیاہ کر اپنے گھر لے آئیں۔ کامران علی غزالہ سے شادی پر بہت خوش تھے۔ زبیدہ بیگم بھی بیٹے کا گھر بسنے اور اتنی خوبصورت بہو کے ملنے پر بہت خوش تھیں، لیکن یہ خوشی عارضی ثابت ہوئی۔ آہستہ آہستہ زبیدہ بیگم کو احساس ہونے لگا کہ ان کی حیثیت اب اس گھر میں ماں کی نہیں بلکہ کسی پرانے سامان کی سی ہے۔ جس کی گھر میں موجودگی ہی غنیمت ہے ورنہ انہیں گھر کے کسی معاملے میں حکم تو دور کی بات رائے دینے کا بھی اختیار نہیں۔

کامران علی جو ماں کے حکم کو عبادت کا درجہ دیتے تھے اب آہستہ آہستہ ماں سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دو پیارے پیارے بچے دیئے تھے۔ عدنان اور ردا۔ جب تک بچے چھوٹے تھے زبیدہ بیگم انہیں اٹھاتی، پیار کرتی تھیں، لیکن جیسے جیسے بچے بڑے ہوئے غزالہ نے انہیں دادی سے دور رکھنا شروع کر دیا۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ زبیدہ بیگم کے دقیانوسی خیالات کا اثر بچوں پر پڑے۔ وہ بچوں کو شہر کے اونچے انگریزی اسکول میں پڑھا رہے تھے۔ آج جب کمپیوٹر کا دور ہے تو بچے پرانے زمانے کے قصے کہانیوں میں کیوں کھوئے رہیں؟ بچے بھی مکمل طور پر ماں کے زیر اثر تھے اور ویسے بھی اب کامران علی کو بچوں اور گھر کے اندرونی معاملات کو دیکھنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ وہ جوانی کی عمر میں بچوں کے لیے بہت پیسہ کمانا چاہتے تھے۔ عدنان تھوڑا سمجھدار ہوا تو انہوں نے اسے مزید تعلیم کے لیے باہر بھیج دیا۔ ردا اب کالج جانے لگی تھی۔ غزالہ نے اپنی سوسائٹی کو دیکھتے ہوئے سوشل ویلفیئر کے کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔ زبیدہ بیگم اب پہلے سے زیادہ بوڑھی ہوگئی تھیں۔

زبیدہ بیگم ردا کو یوں بے حجابانہ کالج آتے جاتے دیکھتیں تو ان کا دل خون کے آنسو روتا۔ غزالہ اور کامران صاحب کا دیر دیر تک پارٹیوں میں رہنا اور اپنے گھر سے غفلت انہیں شدید کھٹکتی۔ وہ کبھی کبھار دبے لفظوں میں دونوں کو سمجھاتی تو غزالہ سختی سے اپنے ذاتی معاملات میں مداخلت سے منع کر دیتی اور کامران صاحب پھر بھی تھوڑا نرمی سے انہیں جدید دور کے تقاضے سمجھاتے "اماں! اب یہ وہ وقت نہیں رہا کہ لوگ آگ کے اردگرد بیٹھ کر ایک دوسرے کو کہانیاں سنائیں۔" اب یہ پارٹیاں اس نئے دور کا حصہ ہیں اگر ہم معاشرے کے ساتھ نہ چلیں تو دقیانوس کہلائیں۔

ردا مخلوط ادارے میں تعلیم حاصل کر رہی تھی اور اس کے دوستوں میں لڑکیوں کے علاوہ لڑکے بھی شامل تھے۔ جن سے وہ گھنٹوں ٹیلی فون پر باتیں کرتی۔ ایک دن زبیدہ بیگم نے اسے پاس بٹھا کر سمجھانا چاہا تو ردا نے وہ ہنگامہ کھڑا کیا کہ آخر کامران صاحب کو بیچ بچاؤ کرانا پڑا۔ اس پر غزالہ بیگم کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے اپنے شوہر کو صاف کہہ دیا کہ اپنی ماں کو سمجھا دیں میں نے تو جیسے تیسے وقت گزار دیا، میں بالکل برداشت نہیں کروں گی کہ میرے بچوں کے ذاتی معاملات میں کوئی دخل اندازی کرے۔ اب آپ کا کیا خیال ہے کہ ہماری بچی برقعہ ٹانگ کر کالج جائے اور سوسائٹی میں ہماری ناک کٹوائے!!

زبیدہ بیگم اٹھ کر اپنے کمرے میں گئیں اور جائے نماز بچھا کر اللہ کے حضور خوب گڑگڑا کر دعا مانگی کہ اے میرے مولا تو مجھے برداشت دے اور میرے بچوں کو ہدایت دے۔ انہیں راہ مستقیم پر چلا۔ ان کی خطاؤں کو معاف فرما۔ تو ہی ہدایت دینے والا ہے۔ اگر تو ہدایت نہ دے تو دوسری کوئی طاقت ہدایت نہیں دے سکتی اور تیرے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔

گھر کو یوں برباد ہوتے دیکھ کر زبیدہ بیگم بیمار پڑ گئیں۔ ایک دن طبیعت ذرا سنبھلی تو باہر برآمدے میں آ کر بیٹھ گئیں۔ شام کا وقت تھا اور پرندے اپنے گھونسلوں کو واپس ہونے لگے۔ پرندوں کو واپس جاتا دیکھ کر زبیدہ بیگم سوچنے لگیں "اے اللہ! تو نے ان پرندوں کو ایک خاص فطرت پر پیدا کیا۔ یہ صبح وقت پر اٹھتے ہیں۔ تیری حمد و ثناء کرتے ہیں۔ دانہ دنکا چگتے ہیں اور شام کو گھروں کو واپس پلٹ جاتے ہیں اور ایک انسان ہے جس کو تو نے اچھے برے میں تمیز سکھائی اور دو راستے بتا کر اس دنیا میں بھیج دیا۔ اب انسان جو راستہ اختیار کرے گا اسی کے مطابق صلہ پائے گا، لیکن انسان کتنا ناشکرا ہے۔ اپنی فطرت سے ہٹ کر اپنی مرضی کرتا ہے اور بالآخر خسارے کا سودا کرتا ہے۔

اچانک دروازے کی گھنٹی بجی۔ زبیدہ بیگم نے دیکھا کوئی نوکر گھر میں نہیں اور غزالہ اور کامران بھی شاید باہر کہیں گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ لاٹھی کا سہارا لے کر اٹھیں اور دروازہ کھولا۔ باہر دیکھا تو ردا کھڑی تھی اور اس کے ساتھ محلے کے غفور صاحب تھے انہوں نے ردا کو اندر کرتے ہوئے زبیدہ بیگم کو سلام کیا اور کہا یہ لیجیے آپ کی بچی۔ اللہ نے آج آپ کی عزت بچالی۔ زبیدہ خاتون کی ٹانگیں لرزنے لگیں۔ ابھی وہ کچھ پوچھنا ہی چاہ رہی تھیں کہ غفور صاحب چلے گئے۔

انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ردا اندر گھر میں جا چکی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے کمرے میں گئیں تو ردا بستر پر اوندھے منہ گری رو رہی تھی۔ انہوں نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا تو ردا بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگی۔ دادی اماں نے اسے سینے سے لگایا، اسے دلاسہ دیا تو ردا کو کچھ تسلی ہوئی۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو ردا نے روتے روتے ساری بات بتائی کہ کالج کے کچھ لڑکے کافی دنوں سے اسے تنگ کر رہے تھے، لیکن آج ایک لڑکے نے اس سے بدتمیزی کی تو اس نے اس لڑکے کو تھپڑ کھینچ مارا۔ جس پر ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ کالج کے دوسرے لڑکوں کا گروپ پہنچ گیا غرض ایک عجیب منظر تھا۔ ردا اس صورت حال کو دیکھ کر گھبرا گئی، لیکن اچانک وہاں پولیس آگئی۔ اتنے میں کسی نے اسے بازو سے کھینچا اور بھیڑ سے نکال باہر لایا۔ وہ محلے کے غفور صاحب تھے۔ انہوں نے اسے گھر تک پہنچایا۔ اللہ نے اسے بچا لیا تھا ورنہ اگر معاملہ پولیس تک پہنچ جاتا تو کیا ہوتا۔ آج ساری عزت خاک میں مل جاتی۔ (باقی صفحہ ۱۴۸ پر)

ہاں! ہم اب بدل گئے

اُمِّ صہیب

نسرین میری بہو بنے گی، طاہرہ نے نسرین کی فریم شدہ تصویر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ آپا ابھی نسرین بچی ہے جب بچے بڑے ہو جائیں گے تو بات کریں گے اور پھر وقت کا کیا پتہ ہم میں سے کون اپنی بات پر قائم رہتا ہے۔

بھئی تم کچھ بھی کہو میری طرف سے بات پکی ہے میں ہمیشہ اپنی بات پر قائم رہوں گی۔ بہن کی محبت دیکھ کر میں نے خاموشی اختیار کر لی، نسرین میری سب سے بڑی بیٹی ہے، وہ بچپن میں تھی ہی اتنی خوبصورت کہ جو بھی دیکھتا اسے پیار کیے بغیر نہیں رہتا، طاہرہ تو اس کی دیوانی تھی، دن بھر اسے اپنے پاس رکھتی، اپنے بیٹے سے زیادہ وہ نسرین سے پیار کرتی تھی۔ نسرین کی ایک بڑی سی تصویر فریم کروا کر اس نے اپنے گھر میں لگا رکھی تھی۔

حالات نے کروٹ بدلی اور طاہرہ اپنی فیملی کے ساتھ امریکا منتقل ہو گئی، یوں میری بہن نسرین کو روتا چھوڑ کر سات سمندر پار جا بسی، جاتے جاتے وہ اپنا وعدہ یاد دلانا نہ بھولی، شروع شروع میں کافی گرمجوشی رہی خطوط اور فون کالز کا تبادلہ ہوتا رہا، ایک دوسرے کی خیر خیریت خوشی وغمی کی خبریں ملتی رہیں پھر آہستہ آہستہ ان خبروں کی رفتار میں کمی آتی گئی۔ وہاں جا کر طاہرہ نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی وہ کروڑ پتی بن گئی، میں وہیں کی وہیں رہی۔ میں نے تنگدستی کے باوجود نسرین کو اچھی تعلیم دلوائی میری بہن کا بیٹا ڈاکٹر بن رہا تھا اس لئے میں چاہتی تھی کہ نسرین تعلیم میں اس سے پیچھے نہ رہے۔ نسرین کے بڑے ہوتے ہی رشتوں کی لائن لگ گئی میں ہر رشتے کو صرف اس لئے منع کرتی رہی کہ نسرین طاہرہ کی امانت ہے۔ میں ہر خط میں اپنی بہن سے آنے کا کہتی لیکن ہر بار وہ مصروفیت کا بہانہ بنا دیتی۔ ایک دفعہ میں فون پر رونے لگی تو اس نے کہا ٹھیک ہے، ایسا کرو تم لوگ آ جاؤ میں خرچ بھجوا دیتی ہوں۔

یوں میں اپنی آنکھوں میں سپنے سمائے نسرین کو لے کر امریکا چلی گئی۔ مجھے وہاں جا کر احساس ہوا کہ میری بہن اب پہلے جیسی نہیں ہے، اس نے نسرین کو نظر بھر کر بھی نہ دیکھا، اس کے انداز میں ایک عجیب سا بیگانہ پن تھا جسے میں کوئی نام نہیں دے سکتی، میں اس کی بے رخی کو اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیتی ایک مہینہ گزرنے کے باوجود طاہرہ نے شادی کے موضوع پر کوئی بات نہ کی میں جب کبھی اشاروں میں ذکر کرتی تو وہ میری بات سنی ان سنی کر دیتی۔

ایک دفعہ اچانک رات کے وقت میری آنکھ کھل گئی، پیاس کی شدت سے میرا گلہ خشک ہو رہا تھا، پانی پینے کے لئے کوریڈور سے گزرتے ہوئے کمرے سے آنے والی آواز نے میرے قدم روک لئے۔ میری بہن اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی، کمال کرتے ہیں آپ بھی بھلا بچپن میں کی گئی باتوں کو بھی کوئی اہمیت ہوتی ہے۔ میرا بیٹا ایک پسماندہ ملک سے آئی ہوئی غریب لڑکی سے ہرگز شادی نہیں کرے گا۔

بیگم تم بیٹے سے پوچھ کر تو دیکھو، ہرگز نہیں وہ کیا جانے ان سب معاملات کو طاہرہ نے ترخ سے کہا۔ پھر بھی بیگم کچھ تو خیال کرو بچپن میں تم نے منور سے وعدہ کیا تھا (منور میرا نام ہے)۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آپ اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں آپ کو اپنے اور ان کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں نظر آ رہا ہے؟ آج وہ پہلی دفعہ آئی ہے تو ہمارے خرچے پر، شادی کر دوں گی تو ہر سال دونوں ماں بیٹی کو ملوانے کے لئے خرچ بھیجنا پڑے گا۔

اس سے آگے سننے کی مجھ میں تاب نہیں تھی شدت غم سے میرے قدم من بھر کے ہو رہے تھے بڑی مشکل سے دیوار کا سہارا لے کر کمرے میں آئی پھر تکیے میں منہ دے کر میں پھوٹ پھوٹ کر رو دی آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ایک ساتھ گزارے وہ سارے لمحات کسی فلم کی طرح آنکھوں کے گرد گھومنے لگے۔ وہ مجھ سے بڑی ہونے کے ناطے ہمیشہ ہی میرا خیال رکھتی۔ شرارت میں کرتی اور مار وہ کھاتی، اچار چھپ چھپ کر میں کھاتی ڈانٹ اس کو پڑتی اور اگر وہ کبھی اماں کے پاندان سے چھالیہ چھپا کر کھاتی تو میں فوراً اماں سے شکایت لگا دیتی پھر بھی وہ مجھ سے ناراض نہ ہوتی اسی طرح ہنستے کھیلتے بچپن گزرا۔ شادی ہوئی بچے ہوئے لیکن ہماری محبت میں کمی نہ آئی، امریکا آنے سے پہلے وہ میرے گلے لگ کر کتنا روئی تھی۔ نسرین کو بار بار پیار کرتی اسے چومتی اور پھر رونے لگ جاتی۔

کاش کے جس دن میں اُسے ایئر پورٹ چھوڑنے گئی تھی اسی دن سمجھ جاتی کہ آج کے دن قائم ہونے والی یہ دوری اب کبھی ختم نہ ہوگی کاش کہ اس دن اڑتے جہاز کو دیکھ کر میری آنکھوں سے جو آنسو رواں ہوئے تھے انہیں اسی دن پونچھ لیا ہوتا۔

کیا پیسے میں اتنی طاقت ہے جو سالوں پر محیط محبتوں کو لمحے میں مٹا دیتا ہے۔ شاید کہ میری بہن کو معلوم نہیں اس کے پاس بہت پیسہ ہے اور وہ پیسے سے سب کچھ خرید سکتی ہے لیکن آج کے بعد وہ اس پیسے سے اپنی بہن کا پیار نہیں خرید سکے گی۔

دوسرے ہی دن میں نے اپنی واپسی کا فیصلہ سنایا اور نسرین کو لے کر واپس پاکستان آ گئی۔ نہ میں نے اس سے کوئی رابطہ رکھا اور نہ اس نے میری کوئی خبر لی۔ یہ ایک سچی کہانی ہے جو میری امی اور خالہ کی ہے کوکہ وہ دونوں ہی اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ لیکن امارت اور غربت کا فرق آج بھی ہم دونوں خاندانوں کے بیچ دیوار بنا ہوا ہے۔

چہرے اور جلد کی حفاظت

چہرے اور جلد کی حفاظت

چہرہ ہماری اندرونی جسمانی کیفیت کا پتہ دیتا ہے۔ ہماری شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ لوگ سب سے پہلے چہرے سے ہی متاثر ہوتے ہیں۔ مگر ان دانوں اور کیل مہاسوں کا کیا کیجئے کہ عین اس وقت نمودار ہوتے ہیں جب عمر کا بہترین حصہ گزر رہا ہوتا ہے۔ اس جاں سوز مصیبت سے کیسے چھٹکارا پایا جائے۔ آیئے اس پر تفصیلی نظر ڈالتے ہیں۔

اسباب:

ہمارے ملک میں گرم آب و ہوا کی وجہ سے جلد کی بیماریوں کو اولیت حاصل ہے۔ جب بلوغت کی عمر آتی ہے تو ہارمونز کے نظام میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے اور ردعمل کے طور پر کیل مہاسے نکل آتے ہیں۔ اگر اسی وقت ان کا مناسب طریقے سے علاج کرلیا جائے تو یہ خود ہی ساری زندگی کے لئے آپ کی جان چھوڑدیں گے۔ ایام میں خرابی، ہاضمہ کی خرابی، خون کی کمی، بچے کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں، اپنی جلد سے غفلت برتنے کی صورت میں یہ دانے نمودار ہوتے ہیں۔ ان سے قدرتی اور نرم طریقے سے نمٹنا چاہئے، اگر پریشانی میں آپ کا عمل سخت ہوگا تو ان کا ردعمل بھی مزید سخت ہوگا۔ سنِ یاس کے دور میں شدید قسم کے ذہنی اور جذباتی دباؤ کا شکار خواتین بھی جلد کے مسائل سے دوچار ہوجاتی ہیں۔ فطرت نے جلد کی تشکیل اس طرح کی ہے کہ یہ اپنا آپ برقرار رکھ سکے لیکن داخلی اور خارجی عوامل اس کی صحت کا توازن خراب کر کے متاثر کرتے ہیں۔ جب چکنائی پیدا کرنے والے غدود زیادہ فعال ہوجاتے ہیں تو جلد بہت زیادہ چکنی ہوجاتی ہے جب یہ غدود ضرورت سے کم کام کرتے ہیں تو نتیجتاً جلد خشک ہوجاتی ہے یا پھر رطوبت کی کمی ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں اپنی جلد کی قسم کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ عدم توازن دور کیا جاسکے۔ یہ بات اب آپ طے کریں کہ آپ کی جلد کیسی دکھائی دیتی ہے اور کیسی محسوس ہوتی ہے۔ جلد کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

نارمل جلد:

یہ جلد نہ تو زیادہ چکنی ہوتی ہے اور نہ خشک، اس کی ساخت نرم ہوتی ہے نارمل اسکن رکھنے والے افراد میں دوسری قسم کی جلد رکھنے والوں کے برعکس بہت جلد بڑھاپے کے اثرات نظر آتے ہیں، لیکن اگر وہ اپنی جلد کی دیکھ بھال سے غفلت نہ برتیں تو یہ مرحلہ بہت دور رہتا ہے۔ روزانہ کلینزنگ، ٹوننگ اور نورشنگ (صفائی، بیرونی نشوونما اور غذائیت) ہی نارمل جلد کی مناسب دیکھ بھال ہے۔

چکنی جلد:

اس قسم کی جلد میں چکنائی کے غدود زیادہ متحرک رہتے ہیں۔ اس میں جلد کے مسام زیادہ کشادہ رہتے ہیں، ساتھ ہی جلد ہر وقت بلیک ہیڈز (کالے دانوں) اور کیل مہاسوں اور پھنسیوں کی زد میں رہتی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ کلینزنگ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ مسام چکنائی سے لبریز ہوکر بند نہ ہوجائیں۔

ڈاکٹر اُمِ محمد

خشک جلد:

خشک جلد والے افراد کی تعداد مجموعی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی جلد میں چکنائی اور رطوبت کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی مگر ایسی جلد سردیوں میں کافی پریشانی کا باعث ہوتی ہے کیونکہ یہ جلد ہی پھٹ جاتی ہے اور چھلکے سے اترنے لگتے ہیں۔ ایسی جلد کو مائسچرائزر کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔

ملی جلی جلد:

اس قسم کی جلد میں کچھ حصہ چکنا جبکہ بقیہ خشک یا نارمل رہتا ہے۔ پیشانی، ناک اور ٹھوڑی جسے ٹی زون (T-Zone) کہتے ہیں کی جلد چکنی اور باقی جسم کی جلد خشک ہوتی ہے۔ ایسی جلد کو ٹون اپ کرنے کے لئے اسکن ٹانک ضرور استعمال کریں، ان میں چھائیوں، بلیک ہیڈز اور کیل مہاسوں کا خطرہ رہتا ہے۔

جلد کے لئے روزانہ ایک سوال پیش نظر رکھئے اور خود سے پوچھئے کہ ''کیا میری جلد کو آج کوئی خوراک ملی ہے؟''

جب اس بات کو سوچیں گی تو خود بخود خیال آئے گا کہ گھر کے روزمرہ کے کاموں اور بچوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے لئے کتنا وقت نکالا ہے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کی جلد ایک خوشگوار تاثر دے، جس سے آپ بھی مطمئن ہوں تو اس کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کو بنیادی اصول کے طور پر اپنا لیجئے۔

۱۔ اپنی جلد کو روزانہ دوبار صاف کریں۔
۲۔ تیز دھوپ سے بچیں۔
۳۔ کم از کم آٹھ گلاس پانی روزانہ پئیں۔
۴۔ جلد کی مناسبت سے ایک بار فیس ماسک استعمال کریں۔
۵۔ ہلکی پھلکی ورزش کریں۔
۶۔ اچھی صحت بخش غذا۔ تازہ پھلوں اور سبزیوں کا استعمال اور آٹھ گھنٹے کی بھرپور نیند لیں۔

روزانہ کا بیوٹی روٹین اپنی جلد کے حساب سے منتخب کریں کیونکہ ہر چیز ہر ایک کو سوٹ نہیں کرتی اور فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ فطرت ہمیں اپنا جسم بہتر رکھنے کے لئے جو وسائل مہیا کرتی ہے وہ بے ضرر اور بھرپور ہیں وہ دیرپا خوبصورتی برقرار رکھنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ بہت بڑی مقدار میں میسر ہیں۔ صحت مند جلد ہر طرح کی بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے۔ (جاری ہے)

آپ کا دسترخوان

طاہرہ بٹ اوکاڑہ
اہلیہ خرم

فروٹ کیک:

اجزاء: میدہ 125 گرام۔ انڈے پانچ عدد۔ ایسنس (خوشبو) چند قطرے۔ مکھن 100 گرام۔ گاجر کا مربہ 50 گرام۔ بادام کی گریاں 25 گرام۔ کشمش 25 گرام۔ بیکنگ پوڈر 1 چچ۔ چینی 125 گرام۔

ترکیب: ایک برتن میں انڈے پھینٹ کر مکھن، پسی ہوئی چینی، بیکنگ پوڈر، کشمش، بادام کی گریاں اور پستہ کی گریاں کتر کر، مربہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر، خوشبو اور میدہ ڈال کر مکس کریں اور اس آمیزے کو پندرہ منٹ تک پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد کاغذ پر گھی لگائیں اور سانچے کے چاروں اطراف بھی گھی لگا کر درمیان میں آمیزہ ڈال دیں اور اوون میں پون گھنٹہ تک رکھ کر پکائیں، سرخ ہو جانے پر باہر نکال لیں، فروٹ کیک تیار ہے۔

رچ آئلینڈ کیک:

اجزاء: مکھن 3,4 کپ۔ چینی 2 کپ۔ انڈے 6 عدد۔ کھویا 3,4 کپ۔ بادام کٹے ہوئے 1 کپ۔ ایسنس چند قطرے۔ ثابت بادام 8 عدد۔ میدہ 1 کپ۔

ترکیب: مکھن اور چینی کو اچھی طرح مکس کریں پھر ان میں انڈے ڈال کر خوب پھینٹیں۔ یہاں تک کہ پوری طرح انڈے اور چینی حل ہو جائیں۔ اب اس میں کھویا ملائیں، اس کے بعد ایسنس اور کٹے ہوئے بادام شامل کر کے اچھی طرح مکس کریں۔ اب تھوڑا تھوڑا میدہ شامل کریں پھر سانچے میں چکنا کاغذ بچھائیں اور اس میں آمیزہ انڈیل دیں۔ ساتھ ہی ثابت بادام بھی ڈال دیں اور ایک گھنٹے کیلئے رکھ دیں۔ پھر سانچے کو 180 ڈگری (درجہ حرارت) پر پکنے کے لئے رکھ دیں جب پک جائے تو اس پر اپنی پسند سے کریم کے ساتھ ڈیزائن بنا لیں، لیجئے رچ آئلینڈ کیک تیار ہے۔

لذیز رس ملائی:

اجزاء: کریم 125 گرام۔ دودھ 2 لیٹر۔ چاول کا آٹا ڈیڑھ چمچ۔ سبز الائچی دس عدد۔ چینی 75 گرام۔ بیکنگ پوڈر ایک بڑا چمچ۔ لیموں ایک عدد۔

ترکیب: ایک لیٹر دودھ کو کسی برتن میں ڈال کر چولہے پر رکھیں اور خوب پکا کر گاڑھا کریں۔ پھر اس میں کریم، پسی ہوئی چینی چار چمچ اور الائچی کے دانے ڈال کر خوب اچھی طرح مکس کر دیں۔ اب ایک لیٹر دودھ میں لیموں نچوڑ دیں۔ یہ گرم دودھ جب پھٹ جائے تو پنیر نکال کر پانی نچوڑ دیں۔ اس کے بعد پنیر میں بیکنگ پوڈر اور چاول کا آٹا ملا کر خوب اچھی طرح آپس میں یک جان کریں اور حسب منشاء چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا لیں۔ باقی چینی میں تھوڑا سا پانی ملائیں اور چولہے پر رکھ کر شیرہ تیار کر لیں۔ پھر چولہے سے نیچے اتارنے سے قبل پنیر کی گولیاں ڈال کر ہلکی آنچ پر چند منٹوں کیلئے پکائیں اور نکال کر پہلے سے تیار شدہ گاڑے دودھ والے آمیزے میں ڈال دیں۔ لذیذ رس ملائی تیار ہے۔

چاکلیٹ ویلوٹ آئس کریم:

اجزاء: دودھ 400 ملی لیٹر۔ کارن فلور 2 بڑے چمچ۔ چاکلیٹ 2 چمچ۔ تازہ کریم 300 گرام۔ چینی 2 بڑے چمچ۔ ونیلا ایک چھوٹا چمچ۔ بادام 10 عدد۔

ترکیب: کریم کو ہلکا سا پھینٹ لیں پھر اس میں دودھ ملا کر کارن فلور اور چاکلیٹ خوب مکس کریں، پھر چینی ڈال کر آگ پر چڑھا دیں گاڑھا ہونے پر اتار لیں۔ ٹھنڈا ہو جانے پر ایسنس یعنی ونیلا ملائیں اور آئس ٹرے میں انڈیل کر فریزر یا فریج میں رکھ دیں۔ جب آئس اچھی طرح جم جائے تو اسے فریج سے نکال لیں اور پیالے میں ڈال کر اچھی طرح پھینٹیں، پھر دوبارہ فریج میں رکھ دیں خوب جم جائے تو پھر نکالیں اور تیسری مرتبہ اسے پھینٹیں اور پھر فریج میں رکھ دیں۔ اب آئس کریم تیار ہے۔ جب مہمانوں کے سامنے پیش کریں تو کم از کم دس منٹ پہلے فریج سے باہر نکال کر رکھ لیں۔

بریڈ اینڈ بٹر پڈنگ:

اجزاء: دودھ 3/1 لیٹر۔ انڈے 2 عدد۔ کشمش 50 گرام۔ ڈبل روٹی کے ٹکڑے 4 عدد۔ مکھن حسب ضرورت۔ چینی 4 چچ۔ جائفل سفوف حسب پسند۔

ترکیب: ڈبل روٹی کے ٹکڑوں کو چھوٹے چھوٹے کر لیں اور کسی ٹرے میں ڈال دیں۔ اب اس پر آدھی چینی اور کشمش چھڑک دیں کچھ دیر پڑا رہنے دیں پھر باقی چینی اور کشمش ملا دیں۔ دودھ اور انڈے جو کہ اچھی طرح پھینٹے ہوئے ہوں اس آمیزے میں شامل کر دیں، ان تمام چیزوں کو اچھی طرح مکس کریں۔ جب دیکھیں کہ یہ ایک مرکب کی شکل اختیار کر چکا ہے تو اسے آدھا گھنٹہ چھوڑ دیں اس کے بعد جائفل اس تیار شدہ آمیزے پر چھڑک دیں اور پکانے کے لیے اوون میں رکھ دیں ایک گھنٹے کے بعد نکال لیں۔ خوش ذائقہ پڈنگ تیار ہے۔

لاہوری حلوہ:

اجزاء: چنے کی دال آدھا کلو۔ گھی 2 کپ۔ چینی 2 کپ۔ سبز الائچی 10 عدد۔ دودھ 1 کلو۔ بادام پستہ حسب پسند۔ زعفران ½ چائے کا چچ۔ کھویا 100 گرام۔ ناریل 1 کپ۔

ترکیب: دال کو دودھ میں دو گھنٹے کیلئے بھگو دیں، پھر اسی دودھ میں ابال لیں۔ جب دال گل جائے تو نکال کر پیس لیں۔ پھر دوبارہ اسی دودھ میں پسی ہوئی دال اور کھویا ڈال کر دودھ خشک کر لیں۔ دیگچی میں گھی ڈال کر کڑکڑائیں۔ اس میں سبز الائچی اور ناریل ڈال کر بھون لیں۔ جب اچھی طرح بھن جائے تو اس میں دال اور ساتھ چینی ڈال دیں جب اچھی طرح بھن جائے تو چولہے سے اتار کر ٹرے میں پھیلا دیں اور اس پر بادام، پستہ، زعفران پھیلا کر اوپر سے اچھی طرح دبا دیں۔ حلوہ تیار ہے ٹکڑوں کی صورت میں کاٹ کر کھائیں اور خوب لطف اٹھائیں۔

دودھ کے پراٹھے

اجزاء: آٹا ایک کلو (سفید)۔ دودھ آدھا کلو (ابلا ہوا ٹھنڈا)۔ گھی 2 کھانے کے چچ (آٹے میں ڈالنے کے لئے) نمک حسب ذائقہ۔ پانی حسب ضرورت۔

ترکیب: دودھ کو ایک برتن میں ڈال کر اتنا پانی شامل کریں کہ اس سے آٹا گوندھ لیں۔ اب ایک برتن میں آٹا نکال کر اس میں نمک اور گھی (دو چچ) ملا لیں اور پھر دودھ سے آٹا گوندھ لیں۔ دو گھنٹے کیلئے آٹا رکھا رہنے دیں اور پھر پیڑے بنائیں اور ان میں گھی لگا کر رول کی شکل بنا لیں۔ پھر دوبارہ پیڑے کی طرح بنا کر بیلیں۔ توا پہلے سے گرم کرنے کے لئے رکھ دیں۔ اب اس پر ایک ایک پراٹھا ڈالیں جب ایک طرف سے پک جائے تو اوپر گھی ڈال کر پلٹ دیں اور دوسری طرف سے بھی پکائیں دودھ کے پراٹھے تیار ہیں۔

چائے یا انڈے کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

آلو کے بونڈے:

اجزاء: آلو ایک کلو ابال کر بھرتہ بنا لیں۔ بیسن ایک پاؤ۔ رائی چائے کا آدھا چچ۔ ہری مرچ باریک کٹی ہوئی چار عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔ سفید زیرہ بھنا ہوا ایک چائے کا چچ۔ ہرا دھنیا ایک گھٹی (باریک کٹا ہوا)۔ لال مرچ پسی ہوئی ایک کھانے کا چچ۔

ترکیب: سب سے پہلے ابلے ہوئے آلوؤں میں سارا مصالحہ ملا دیں اور چھوٹے چھوٹے کوفتوں کی طرح پیڑے بنا لیں۔ ایک پیالے میں بیسن گھول لیں اس میں بھی تھوڑا نمک اور لال مرچ ملا دیں۔ ایک ایک پیڑے کو بیسن میں ڈبو کر ہلکی آنچ میں ڈیپ فرائی کریں اور املی کی چٹنی کے ساتھ پیش کریں۔

آج کے سوالوں کے جواب

اہلیہ آزاد بھٹی چکوال

مس کلاس میں داخل ہوئیں سب بچے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ چلیں بچوں اب اسلامیات کی بک نکالیں آج آپ کا ٹیسٹ ہوگا۔

ہم کون ہیں؟ (صرف) نام کے مسلمان

ہمارا دین کیا ہے؟ کبھی اسلام تھا آج کل تو.........

ہمیں کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے مگر (افسوس) بندے شیطان کے ہیں۔

ہماری آخری کتاب کا کیا نام ہے؟ قرآن مجید بس اتنا ہی پتہ ہے آگے نہیں معلوم۔

نمازیں کتنی ہیں؟ مس دادی اماں سے یا مولوی سے پوچھ کر بتائیں گے۔

کلمے کتنے ہیں؟ مس صرف ایک کلمہ آتا ہے وہ بھی پہلا اور اس وجہ سے کہ ریلوے اسٹیشن پر لکھا ہوا ہے آتے جاتے نظر پڑ جاتی ہے۔

ہمیں کس سے ڈرنا چاہیے؟ مس ڈرنا تو اللہ سے چاہیے لیکن آج کل سب امریکا سے ڈرتے ہیں۔

روزے کا مہینہ کون سا ہے؟ مس جس مہینے میں (افطاری) شام کے وقت خوب کھایا پیا جاتا ہے۔

اب اردو کی بک نکالیں

الف سے کیا بنتا ہے؟ امریکا، بری بات ہے اللہ بنتا ہے۔ نہیں مس امریکا بنتا ہے کیونکہ ہماری کتابوں میں یہی لکھا ہے۔

چار موسموں کے نام بتائیں؟ ٹی وی، ڈش، کیبل، وی سی آر

دہشت گردی کو جملے میں استعمال کریں؟ جو اسلام کی راہ میں لڑتا ہے اللہ کے دشمنوں کو مارتا ہے اس کو مارنے کا حکم دینے والے کہتے ہیں دہشت گردی ختم ہو رہی ہے۔

زلزلے کیوں آتے ہیں؟ مس ہمارے گناہوں کی وجہ سے مگر ہم سمجھتے نہیں ہیں؟

گھریلو چٹکلے

ع اخت زبیر احمد

☆ چاولوں کی رنگت: چاولوں کو ابالتے وقت ان میں ایک چمچہ لیموں کا رس ڈال دیا جائے تو چاولوں کی رنگت نہایت صاف ہو جاتی ہے اور چاول خوشبودار ہو جاتے ہیں۔

☆ بکثرت بالائی: دودھ میں سنگھاڑے کا آٹا ملا کر جوش دینے سے بالائی بکثرت اترتی ہے۔

☆ چائے کی بدمزگی: چائے کے پانی کو اگر زیادہ کھولایا جائے تو چائے بدمزہ ہو جاتی ہے۔

☆ شیشے کی بوتلیں: سرکے اور نمک سے شیشے کی بوتلیں اور صراحیاں خوب صاف ہو جاتی ہیں۔

☆ چاقوں کی صفائی: کچا آلو کاٹ کر چاقو پر ملنے سے چاقو صاف ہو جاتا ہے۔

☆ جوتوں کی چمک: سیاہ بوٹ پالش میں ذرا سا سرکہ ملا دیا جائے تو جوتوں پر خوب چمک آتی ہے۔

☆ غالیچے کی صفائی: غالیچے کو جھاڑو سے نہیں بلکہ برش سے صاف کرنا چاہیے۔

☆ گدلا پانی: اگر کہیں گدلا پانی پینا پڑے اور صاف پانی دستیاب نہ ہو تو پانی کے گھڑے میں پھٹکڑی کی ایک چھوٹی سی ڈلی ڈال دیں تو پانی صاف ہو جائے گا۔

☆ پودوں کی کیڑوں سے حفاظت: پودوں کے گملوں میں کبھی کبھی ٹھنڈی چائے چھڑک دی جائے تو مٹی میں کیڑے نہیں پڑتے۔

☆ چاندی کی حفاظت: الماری کے اس خانہ میں جہاں چاندی رکھی ہو۔ کافور کے دو چار ٹکڑے رکھ دینے سے چاندی کا رنگ میلا نہیں ہوگا۔

بقیہ: سیپ کے بند موتی

دادی اماں نے اس کے سر میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا بیٹا! ایک جوہری تھا جو قیمتی موتیوں کا کاروبار کرتا تھا۔ جو لوگ خریدار ہوتے وہ خود اس کے پاس آتے اور موتی خرید کر لے جاتے۔ ایک دن اس نے سوچا کیوں نہ موتیوں کو بازار میں جا کر بیچے، اس طرح اس کا کاروبار زیادہ چلے گا۔ اس نے موتیوں کو خوبصورت طشتریوں میں سجا کر بازار میں لا رکھا۔ اب تمام علاقے کے لوگ آتے جاتے اس کے موتیوں کو دیکھتے اور دل خوش کرتے۔ اس کے موتیوں کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ جو صاحب استطاعت نہ بھی ہوتا تو وہ بھی تھوڑی دیر کھڑا ہو کر ان موتیوں کو ضرور دیکھتا۔ دراصل موتی تھے بھی بہت قیمتی اور خوبصورت، نظر کو خیرہ کر دینے والے۔ جو لوگ تھوڑے زیادہ للچاتے وہ موتیوں کو ہاتھ میں لیتے ان کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہوتے اور قیمت پوچھتے بھاؤ تاؤ کرتے اور چلے جاتے۔ اس بات نے جوہری کو بہت طیش دلایا۔ اب وہ ہر ایک سے غصے میں بات کرتا۔ آخر ایک سمجھدار شخص نے آکر اسے سمجھایا کہ تم نے جس مقصد کے لیے موتی بازار میں رکھے تھے وہ مقصد پورا ہو گیا۔ اب تمہیں غصہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ظاہر ہے جب تم ایک چیز کو خوب سجا کر بازار میں پیش کرو گے تو ہر آنے جانے والا اس کو دیکھے گا۔ اس کو چھو کر پرکھے گا اور اب یہ اس کی مرضی کہ وہ ان کو خریدے یا نہ خریدے۔ اس بات نے جوہری کی آنکھیں کھول دیں۔

میری بیٹی! ''لڑکیاں سمندر کی تہہ میں موجود سیپ میں بند موتی کی طرح ہوتی ہیں۔ جب تک سیپ کے اندر رہتی ہیں محفوظ رہتی ہیں جیسے ہی سیپ سے نکل کر بازار میں پہنچتی ہیں تو ان کو لوگوں کی للچاتی نظروں سے کوئی نہیں بچا سکتا۔''

ردا جو پہلے ہی آج کے واقعے سے سخت خوفزدہ تھی۔ دادی اماں کی باتوں سے زمین میں گڑھی جا رہی تھی۔ اس نے جھک کر دادی اماں کے پاؤں پکڑ لیے۔ دادی اماں مجھے معاف کر دیں۔ میں واقعی غلطی پر تھی۔ آپ اللہ سے دعا کریں وہ مجھے معاف فرما دے۔ زبیدہ بیگم نے اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے اسے اٹھایا اور کہا جاؤ مغرب کی اذان ہو رہی ہے۔ وضو کر کے نماز پڑھو اور اللہ سے معافی مانگو وہ غفور الرحیم ہے ضرور معاف کرے گا اور ہاں شکرانے کے نفل ادا کرنا نہ بھولنا۔

صبح کی نماز پڑھ کر دادی اماں حسب معمول ردا کے کمرے میں اسے جگانے گئیں.........لیکن یہ کیا؟ آج ردا بستر کی بجائے جائے نماز پر سجدہ ریز تھی۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر کھڑکی سے پردہ ہٹایا۔ جہاں افق پر چھایا اندھیرا چھٹ رہا تھا اور روشنی پھیل رہی تھی۔ واقعی اب صبح قریب تھی۔

باسکٹ اور گملے بنائیں

بنت شبیر قریشی کراچی

گھی/تیل کے ڈبے جب خالی ہو جائیں تو سارا ڈھکن کاٹ کر ہتھوڑی سے کنارے برابر کریں اور اندر سے چکناہٹ صاف کر لیں۔ دیواروں کے رنگ سے ملتی جلتی پھول دار شیٹ لیں۔ شیٹ کو فرش پر پھیلائیں اور ڈبا شیٹ کے درمیان میں لٹا دیں۔ ڈبے کو پکڑ کر رکھیں اور شیٹ کو ایک طرف سے رول کر کے سلوشن ٹیپ چپکائیں۔ اب دوسری طرف کی شیٹ بھی ڈبے پر رول کر کے ٹیپ چپکائیں۔ او پر والی شیٹ کو ڈبے کے اندر موڑ دیں، اس کو چپکانے کی ضرورت نہیں۔ اب ڈبا الٹا رکھیں اور شیٹ کا ایک سرا موڑ کر ٹیپ چپکائیں، پھر اس کے سامنے والا سرا موڑ کر ٹیپ لگائیں، آخر میں دائیں بائیں والے سروں کو بھی موڑ کر ٹیپ لگا دیں۔ اب اس خوبصورت باسکٹ میں پلاسٹک کی تھیلی رکھ کر صحن اور کمروں میں رکھیں۔ اس کے علاوہ ڈبوں پر ایک ہی رنگ کے ''اینمل کلر'' برش سے کر کے اندر پلاسٹک کی تھیلی میں مٹی ڈال کر پودے بھی لگائے جا سکتے ہیں۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

میں نے شرعی پردہ کیوں کیا؟

اُمِّ عمر

میں پریزنٹیشن کانونٹ ہائی اسکول پشاور میں پڑھتی تھی۔ یہ میری والدہ کا خواب تھا کہ ان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، یہ اسکول اس وقت شہر کا تقریباً سب سے مہنگا اسکول تھا۔ میری والدہ نے اپنے خاندان کی روایات کے برعکس ایف۔اے تک تعلیم حاصل کی تھی اور اس میں ان کی ذاتی محنت اور شوق ہی تھا ورنہ ہمارے ماموں لڑکیوں کی تعلیم کے سخت مخالف تھے۔ اب امی اپنے شوق کی تکمیل اپنے بچوں کے ذریعہ پورا کرنا چاہتی تھی۔ وہ خود بہت دین دار خاتون تھیں اور اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت سے بھی ہرگز غافل نہ تھیں مگر غالباً انہوں نے کبھی اس پہلو سے نہیں سوچا تھا کہ بچہ اگر دین کی طرف راغب ہو تو بھی بے دینی کے ماحول میں شیطان کشش دکھاتا ہے اور یہی میرے ساتھ بھی ہوا۔ ہماری ٹیچرز اور اسٹوڈنٹس میں سے کوئی بھی پردہ نہیں کرتی تھیں۔ دین کے نام پر اسلامیات کا صرف ایک پیریڈ ہوتا تھا۔ اس میں بھی کسی لڑکی نے کھڑے ہو کر عبارت پڑھ لی اور ٹیچر نے لاپرواہی سے نوٹس بنوا دیے، اسلامیات کی ٹیچر کی دینی حالت یہ تھی کہ ایک مرتبہ پڑھاتے پڑھاتے بولیں کہ میں سوچتی ہوں ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین یہ تو کہتے تھے کہ ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان (پھر تمسخر سے بولیں) مگر بات تو تب تھی کہ کہتے ہماری جانیں آپ پر قربان۔“ خیر یہ بھونڈا مذاق سراسر ان کی لاعلمی کا نتیجہ تھا۔ یہ حالت تو اسلامیات کی ٹیچر مس فہمیدہ کی تھی۔ اس سے باقی اساتذہ اور طالبات کا دین سے دوری کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

جب میں کلاس 8th میں آئی امی نے مجھ سے برقعہ اوڑھنے کے لئے کہا تو میں نے خوب رونا دھونا مچایا مگر امی بھی دین کے معاملے میں بچوں کی ایک نہ سنتی تھی، خیر امی نے اپنی خواہش پوری کی وہ اس طرح کہ پہلے اس مشنری اسکول جس کے اندر چرچ بھی تھا اور کرسچن اسٹاف اور بے دینی کا ماحول، وہاں سے ہٹا کر شہر کے اسکول میں داخل کرایا اور برقعہ اوڑھوا دیا۔ اب میں نے اپنے اللہ کی طرف رجوع کیا، زندگی میں پہلی بار تہجد پڑھی اور دعا مانگی کہ ”اللہ میاں! امی کے دل میں ڈال دے کہ میرا برقعہ اتروا دیں۔“ امی سے تو برقعے کے خلاف بالکل کہنا ہی چھوڑ دیا مگر دعا کی قبولیت کے اوقات میں، میں نے یہ دعا مانگی۔ جب سے میں کالج میں داخل ہوئی تھی دو مرتبہ میرا برقعہ گم ہوا۔ امی نے تنگ آکر چادر اوڑھوائی جس کو احتیاط سے میں اپنے گلے میں رکھتی تھی جبکہ برقعوں کا یہ حشر کرتی تھی کہ صبح کالج جاتے ہی ایک بڑی سی الماری میں جو چادروں کے لئے مخصوص تھی اس میں پھینک دیتی، دونوں برقعے اسی طرح گم ہو گئے اور میں بہت خوش ہوئی۔ B.Sc کیا پھر کمپیوٹر پروگرامنگ کی۔ اس کے بعد وہاں کے مقامی ہسپتال میں کمپیوٹر پروگرامر کی حیثیت سے تقرری ہوئی۔ اس کے بعد کمپیوٹر کی مزید تعلیم کے لئے اسلام آباد چلی گئی۔ الحمدللہ اس پورے دورانیے میں نماز، روزے اور قرآن کی تعلیم (تلاوت کی حد تک) جاری رہی۔ چھٹیوں میں پشاور گئی اور اچانک بس شادی کی تیاریاں ہو گئیں۔ بہت شور مچایا کہ تعلیم باقی ہے M.Sc کرنا ہے مگر شادی ہو گئی اور میں کراچی آگئی۔

یہاں کا تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا تھا۔ ہر چیز ہی الٹی تھی، ہم تو چادر اوڑھنے کو بھی بے پردگی سمجھتے تھے مگر یہاں ساڑھی پہننا لازمی تھا، ہر شادی شدہ خاتون دعوت میں ساڑھی پہنے گی۔ میرا سسرال حیدرآبادی ہے۔ ساڑھی کا بلاؤز بہت چھوٹا اور آستین آدھی۔ کچھ دن تو چلتا رہا تین چار مہینے گزرے تھے میں نے اپنی ساس سے کہا کہ میں بلاؤز بڑے پہننا چاہتی ہوں، آستین بھی پوری ہوں۔ میرے سوال پر حیرت سے بولیں ”کیوں؟“ میں نے کہا اس میں بے پردگی اور عریانی ہوتی ہے۔ وہ خود بھی اس وقت ساڑھی پہنے ہوئی تھیں، غصے سے بولیں۔ تمہیں یہاں کے ماحول کا پتہ تھا تم نے شادی کیوں کی؟ اگر تم کو سعید پسند نہیں ہیں تو تم خلع لے لو اور اگر سعید تمہیں پسند نہیں کرتے تو طلاق دے دیں۔

ظاہر ہے وہ بڑی خاتون تھیں میں چپ کی چپ رہ گئی کہ میں نے کیا گناہ کر ڈالا۔ شریف خاندان تو موت پسند کرتے ہیں لیکن ایسی بات زبان پر نہیں لا سکتے، مجھے تکلیف تو بہت ہوئی ان کے جواب سے۔ میری نندیں بھی ساس کی ہاں میں ہاں ملانے لگیں۔ میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ مگر اللہ بھلا کرے میرے دیور کا وہ سب سن رہے تھے کہنے لگے اس میں کیا برائی ہے۔ خیر ساس کے ڈر سے بلاؤز تو کبھی بڑا نہ بن سکا، مگر ایک خلش اور بے چینی کا آغاز ہو گیا تھا۔ یہ رات کے دو دو بجے تک کی تقریبات بری لگنے لگیں کہ روز فجر کی نماز قضا ہو جاتی تھی۔ کبھی رات کو فنکشن نہ ہوتے تو لازماً انڈین فلم سب گھر والے دیکھتے، کوئی چارہ نہ تھا۔ اب میں نے قرآن کا سہارا پکڑا، اس کو پڑھتی تھی اور ترجمہ بھی ساتھ ساتھ پڑھتی جاتی تھی اور کوشش کر کے اب وہی ماحول بنانا اور ڈھونڈھنا چاہتی تھی جو میری امی نے گھر کا پرسکون ماحول بنایا ہوا تھا۔ مغرب کے بعد کھانا اور عشاء کی نماز ادا کر کے سو جانا۔ فجر اور پھر قرآن پاک کی تلاوت۔ یہاں تو رمضان میں بھی روزے کا وقت گزارا نہ جائے تو انڈین فلم لگا کر وقت کاٹا جاتا تھا۔ میں بچوں کو اس ماحول سے بچانا چاہتی تھی۔ مجھ سے کہا جاتا گرمیاں ہیں روزے نہ رکھو دسمبر میں رکھ لینا۔ خود بھی جس کا کوئی ضروری کام ہوتا یا عید کی شاپنگ وغیرہ تو روزے نہ رکھے جاتے۔ میں نے کبھی ایسا ماحول نہیں دیکھا تھا، کوئی مہمان آئے تو نماز ادا کرنا معیوب سمجھا جاتا اور مجھے بھی روکا جاتا کہ بعد میں پڑھ لینا، لیکن اب قرآن کے ترجمے کے مسلسل مطالعہ نے مجھے ایک نئی روشنی سے متعارف کروا دیا تھا۔ میرا دل مجھے مضبوط محسوس ہونے لگا، اکثر سر پر دوپٹہ اوڑھنے لگی۔ آخر میری آزمائش ختم ہوئی اور اسی گھر کی الگ منزل میں ہم شفٹ ہو گئے، قرآن کا مطالعہ زیادہ زور و شور سے جاری ہو گیا اور اچانک میں نے شرعی پردے کا اعلان کر دیا۔ شوہر سب سے پہلے ناراض ہوئے تو میں نے کہا کہ شوہر کی اطاعت بھی اللہ کے حکم پر ہی کی جاتی ہے اور پردہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ میں پردہ نہیں چھوڑوں گی۔ خاندان والوں نے بھی مخالفت کی، سہیلیوں نے بھی خوب خوب سنائیں، سہیلیوں کی مخالفت کا ایک واقعہ بتاتی چلوں۔

بے پردگی کے دنوں میں ہم سہیلیوں نے ایک سہیلی کے گھر ون ڈش پارٹی رکھی اس پارٹی میں سب کے بچے اور شوہر صاحبان بھی تھے۔ کھانے بھی مزے کے تھے، خوب مزہ آیا۔ اب جبکہ میں پردہ کر چکی تھی۔ ون ڈش کا پروگرام فون پر بنانے کے بعد جب میری سہلیاں آئیں اور مردوں کے لئے الگ انتظام تھا تو خوب برسیں، ایک نے کہا میرے شوہر ناراض ہوں گے کہ کیا ہم برے ہیں۔ ایک نے کہا یوں کرو بس بڑی سی چادر اوڑھ کر منہ چھپا کر آجاؤ۔ میں نے انکار کر دیا۔ وہ کھانا اٹھا کر مردوں کے پورشن میں لے گئیں، میں بالکل اکیلی رہ گئی۔ کھانے کے بعد سب لوگ چلے گئے، میں اور میرے بچے رہ گئے، میں بہت دل گرفتہ تھی، بہت زیادہ روئی پھر قرآن پڑھنے بیٹھ گئی اور میرے سامنے یہ آیت تھی۔ ”اور میرا راستہ یہی ہے سیدھا راستہ ہے پس اس کی پیروی کرو دوسری راہوں کی پیروی نہ کرنا، یہ راہیں تمہیں میری راہ سے جدا کر دیں گی۔ (سورۃ الانعام آیت 153)

اس کے بعد میرے دل کو ایک گنا سکون مل گیا اس کے کچھ عرصہ بعد ہوا یوں کہ میں اشرف المدارس جا کر بیان سننے لگی، بعد میں پتہ چلا کہ جامعہ احسن العلوم میں ہر سال شعبان، رمضان میں دورۂ تفسیر ہوتا ہے 45 دن کا۔ الحمد... شرکت کرنے سے بدعات چھوٹیں اور عقائد کی تصحیح ہوئی۔

میری والدہ میرے پردے سے بہت خوش ہوئیں۔ پچھلے سال گرمیوں کی چھٹیوں میں پشاور گئی تو وہ پردے پر گفتگو کرتے ہوئے میرے بے پردگی کی پرانی باتوں کو افسوس سے یاد کرنے لگیں تو میں شرمندہ ہوتی تھی۔ بس یہ ان کی اور میری آخری ملاقات تھی یہاں آئی تو اطلاع آئی کہ امی کا انتقال ہو چکا ہے۔ بہت باہمت اور مستقل مزاج خاتون تھیں ہماری اصلاح کیلئے دعا اور دوا دونوں استعمال کرتی رہیں۔ اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ماں باپ کو چاہئے کہ بچہ اگر دین پر عمل نہ کرنا چاہے تو ہتھیار نہ ڈالیں سمجھاتے رہیں۔ الحمدللہ کراچی میں مدرسوں کے ساتھ ساتھ دینی اسکول بھی موجود ہیں۔ ان اسکولوں میں پرنسپل سے لے کر چوکیدار تک کا سارا عملہ باشرع ہوتا ہے۔ ان اداروں کا رزلٹ بھی اے ون آتا ہے۔ اگر غلطی سے کوئی خلاف شرع بات ہو جائے تو فوراً نوٹس لیا جاتا ہے۔

الحمدللہ دین کے معاملے میں میرے بچے میرے دستِ راست ہیں، میرے گھر میں نہ تصویر نہ مجسمہ یا تصویر والا کھلونا ہے اور نہ ہی ٹی وی جیسی خرافات، اسی طرح سالگرہ وغیرہ جیسی رسمیں بھی نہیں ہوتیں۔ مگر مجال ہے کہ کسی کے ماتھے پر بل بھی آئے حالانکہ پورا سسرال ایک طرف ہے اور ہم ایک طرف۔ یہ سب اللہ کا فضل ہے، جس کے دل کو چاہے اپنی رحمتوں کی طرف پھیر لیتا ہے۔ اللہ پاک نیکیوں پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین

● ● ● ●

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

69

بدھ 11 جمادی الاول 1425ھ مطابق 30 جون 2004ء

خوش قسمت گھرانا

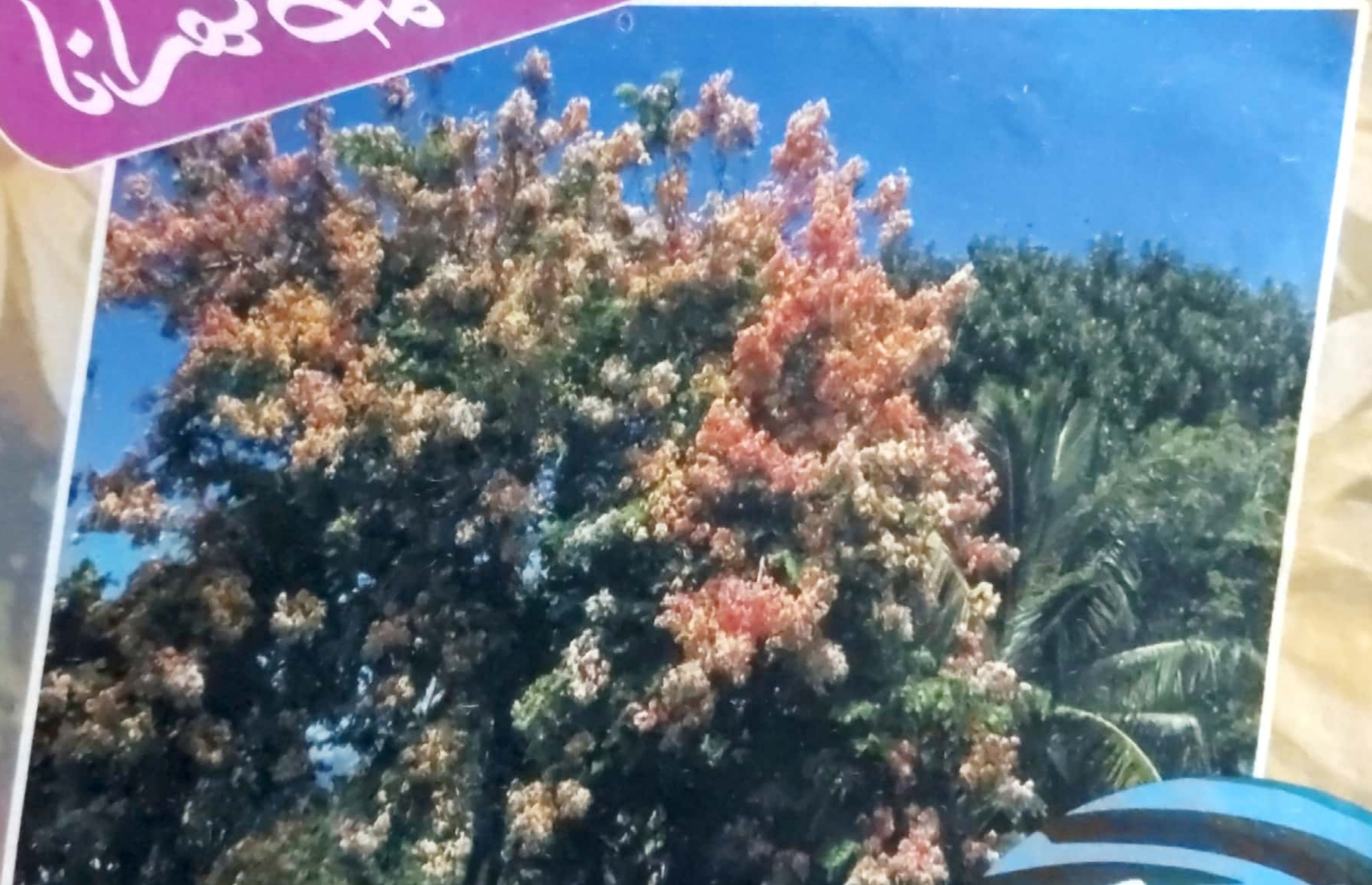

گلشن کی بہاریں

قبل اس کے کہ پانی سر سے گزر جائے

DIL BOLA... Pakola

Rs.20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

خیانت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

خیانت، امانت کی ضد ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔" (انفال/ ۲۸)

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خیانت اور نفاق دونوں ایک ہی ہیں مگر خیانت کا اطلاق عہد اور امانت کے اعتبار سے کیا جاتا ہے اور نفاق کا اطلاق دین کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں خیانت کا لفظ چار معانی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ معصیت، سورۂ بقرہ کی آیت: ۱۸۷ میں ہے "اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرو گے۔" یعنی اپنے کو معصیت میں مبتلا کرو گے۔

۲۔ عہد شکنی، سورۂ انفال کی آیت ۵۸ میں ہے کہ "اگر تمہیں کسی قوم سے خیانت (عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دو۔"

۳۔ ترکِ امانت، سورۂ نساء کی آیت: ۱۰۵ میں ہے "اور تم خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو"۔ یہ آیت کریمہ طعمہ بن ابیرۃ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو منافق تھا اور اس نے خیانت کا ارتکاب کیا تھا۔

۴۔ دین میں مخالفت، سورۂ تحریم کی آیت: ۱۰ میں ہے (حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام دونوں کی بیویاں) دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی (یعنی دین میں مخالفت کرتے ہوئے ایمان قبول نہ کیا)۔

خیانت کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیانت سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے آپ کی مسنون دعاؤں میں سے ایک اہم دعا ہے جو تمام خواتین و حضرات کو یاد کر لینی چاہئے، یہاں ہم اس کا مفہوم درج کر رہے ہیں "اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیوں کہ وہ بہت برا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بہت برا راز دان دوست ہے۔" (ابوداؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی تھی کہ بہترین زمانہ ختم ہونے کے بعد خیانت کرنے والوں کی کثرت ہو جائے گی۔ صحیح بخاری میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "سب سے بہترین زمانہ میرا ہے پھر ان لوگوں کا جو میرے بعد آئیں گے پھر ان کے بعد والوں کا، حضرت عمران کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ آپ نے اس کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا، آپ نے فرمایا تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو خائن ہوں گے، اور ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکے گا، وہ خواہ مخواہ گواہی دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے حالانکہ ان سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہو گا، وہ نذر مانیں گے مگر اسے پورا نہیں کریں گے اور ان کے اندر موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔" اس پیشنگوئی میں بیان کی گئی علامات یوں تو "خیر القرون" کے بعد بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں لیکن جیسے جیسے قیامت قریب آ رہی ہے، یہ علامات گھنگور گھٹاؤں کی طرح پورے معاشرے پر چھاتی جا رہی ہیں، یوں لگتا ہے کہ کوئی مرد اور عورت بھی ان سے محفوظ نہیں رہے گا، حکومت و سیاست، عدلیہ اور انتظامیہ کے پورے نظام پر نظر ڈالیں تو خیانت کا تسلط اور اثرات دکھائی دیں گے، کوئی بھی تو ایسا نہیں جسے یہ احساس ہو کہ یہ عہدہ و اقتدار، کرسی اور منصب میرے پاس امانت ہے اور اس میں خیانت حرام ہے، دفتر میں وقت پر پہنچنے کی پابندی نہیں کی جاتی، جب چاہیں جائیں اور جب چاہیں چھٹی کر لیں، دفتر میں ضروری نہیں کہ سارا وقت عوام کی خدمت ہی میں صرف کیا جائے بلکہ زیادہ تر وقت گپ شپ، سودے بازی اور رشوت کے لین دین میں ضائع ہو جاتا ہے، اگر کوئی افسر بالا تک پہنچنے میں کامیاب ہو بھی جائے تو ضروری نہیں کہ اس کا کام ہو ہی جائے اکثر کو ٹرخا دیا جاتا ہے ہاں اگر کوئی رشوت دینے کی سکت رکھتا ہو یا اس کے پاس تگڑی سفارش ہو تو اس کا نہ صرف کام کر دیا جاتا ہے بلکہ اسے چائے بھی پیش کی جاتی ہے۔ تجارت اور کاروباری معاملات کو دیکھیں تو یوں لگتا ہے کہ تاجروں اور دکانداروں نے یہ بات کسی عقیدے کے طور پر ذہن نشین کر لی ہے کہ خیانت کے بغیر کاروبار چل ہی نہیں سکتا، ہر کوئی ڈنڈی مارنے کی کوشش کرتا ہے، کم تولنے، ملاوٹ کرنے، نمبر دو کو نمبر ایک کے نام سے بیچنے کی بیماری عام ہے، جان بچانے والی دوائیوں سے لے کر روز مرہ کے استعمال کی اشیاء تک ہر جگہ خیانت ہوتی ہے، مالک، ملازم سے اور ملازم مالک سے خیانت کرتا ہے، اپنے گھروں میں جھانک کر دیکھیں تو یہاں بھی خیانت کی نحوست ڈیرہ ڈالے دکھائی دے گی، شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے خیانت کر رہی ہے، اس خیانت نے والدین اور اولاد کے مقدس رشتے تک کو نہیں بخشا پھر حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ جو امین ہیں، انہیں خائن کہا جا رہا ہے اور جو خائن ہیں انہیں امین بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی پیشنگوئی فرما دی تھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جب جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا قرار دیا جائے گا، امانتدار کو خائن اور خائن کو امانتدار سمجھا جائے گا۔" (ابن ماجہ)

یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ نااہلوں کو عہدوں سے نوازا جاتا ہے اور جو اہل اور حقدار ہیں انہیں محروم رکھا جاتا ہے تو یہ بھی خیانت ہی کی ایک صورت ہے بلکہ کسی بھی محکمہ اور ادارہ میں خیانت تب عام ہوتی ہے جب وہاں نااہل اور زر پرست مسلط ہو جاتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی قیامت کی نشانی بتایا تھا صحیح بخاری میں ہے کہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کب آئے گی تو آپ نے فرمایا "جب امانت کو ضائع کیا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو"، عرض کیا گیا کہ امانت کو ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا "جب عہدے نااہلوں کے حوالے کئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔" ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے بھی خیانت کرنے سے باز نہیں آتے جبکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکوں کے ساتھ بھی خیانت کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، کہا جاتا ہے کہ جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے، جو شخص جنگ میں بھی اخلاقی اصولوں اور روایات کی پاسداری کرے گا وہ کیسے جنگ کر سکے گا، ہم یورپ خصوصاً امریکی فوج کو دیکھ رہے ہیں جو اخلاقیات کے ٹھیکیدار ہونے کے دعوے کرتے نہیں تھکتے کہ وہ عراق اور افغانستان بلکہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف اخلاقی اقدار کا کیسے خون کر رہی ہے لیکن نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کے اس دور میں جبکہ متمدن قومیں بھی جنگ میں سب کچھ جائز ہونے کا فتویٰ دے رہی تھیں، آپ جب اپنے صحابہ کو جہاد کے لئے روانہ فرماتے تو انہیں خاص طور پر تاکید فرماتے "اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا." (جاؤ جنگ کرو مگر خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، کسی مقتول کی بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا) (صحیح مسلم) ایک حدیث میں آپ نے فرمایا جو غیر مسلم (ذمی) کے ساتھ خیانت اور عہد شکنی کرے گا قیامت کے دن میں اس ذمی کی طرف سے وکیل بن کر پیش ہوں گا۔

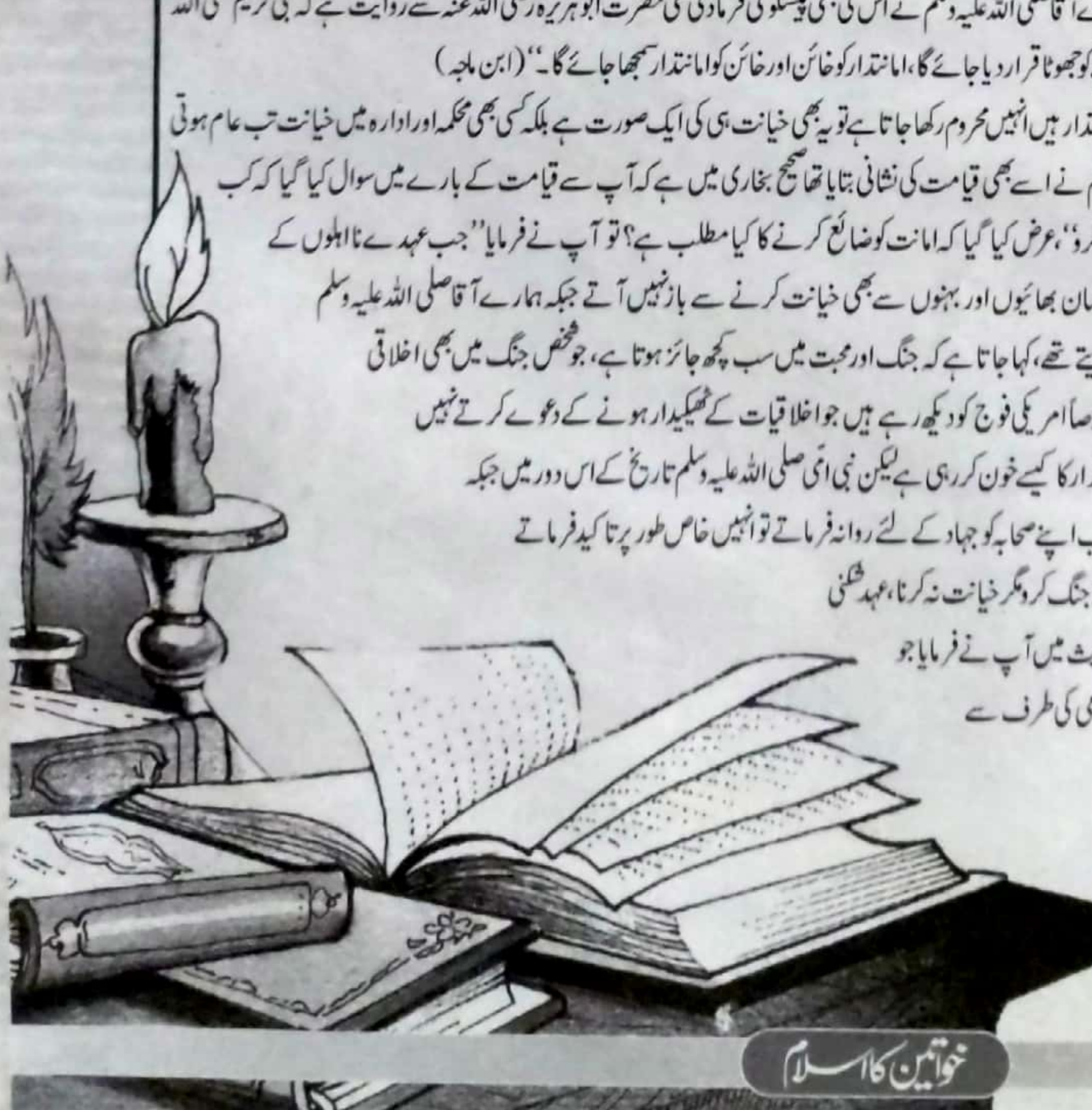

اللہ اکبر! کہاں یہ مبارک اور پیاری تعلیمات ہیں جو ذمی اور دشمن کے ساتھ بھی خیانت کی اجازت نہیں دیتیں اور کہاں ہم ہیں جو اپنے کلمہ گو بھائی بہنوں بلکہ اللہ اور رسول کے ساتھ بھی خیانت کو روا رکھے ہوئے ہیں، اسی لئے ہر دن کا نیا سورج ہماری ذلت اور رسوائی کی نئی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درود کا ہدیہ بھیجئے

اَللّٰھم صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ علٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاھِیم. (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ! اپنی خاص عنایت ونوازش اور محبت ورحمت فرما اپنے خاص بندے اور رسول (حضرت) محمد پر جیسی تونے نوازش وعنایت اور محبت ورحمت فرمائی (اپنے خلیل حضرت) ابراہیم پر اور خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد پر جس طرح تونے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔

تعمیرِ فکر

اصحاب فکر کو آگے بڑھنا ہوگا

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم اور رحمت ہے کہ وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں لکھے گئے مضامین کو قارئین کی توجہ کا باعث بنا دیتے ہیں۔ لوگ پڑھتے ہیں اور اس لکھے ہوئے کو اپنے دل کی آواز سمجھتے ہیں۔ چار پانچ شمارے قبل راقم نے ''معاشرتی تبدیلی کیسے ممکن ہے؟'' کے زیرِ عنوان چند گزارشات پیش کی تھیں، یہ گزارشات کیا تھیں! بس اپنے دل کا ایک درد تھا جسے عام کرنے کی حقیر سی کوشش تھی...... الحمدللہ اس کے ردعمل میں درجنوں خطوط آئے ہیں اور لکھنے والوں نے جواباً نہایت قابل قدر جذبات کا اظہار کیا ہے...... دل کو ایک گونہ تسلی ہے کہ الحمدللہ ابھی ہمارے معاشرے میں دلِ دردمند رکھنے والوں کی کمی نہیں...... اس گئے گزرے دور میں بھی نیک طینت اور پاکیزہ فطرت کے حامل لوگ موجود ہیں...... ان لکھنے والوں نے اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے پیش کیا ہے کہ ہم بے سہارا لڑکیوں کا سہارا بننے کے لئے تیار ہیں...... وہ چاہتے ہیں کہ ہندوانہ رسم ورواج اور نام نہاد خاندانی ''روایات'' کی چادر اتار پھینکیں اور امت کو وہ نمونہ دکھا دیں جو خیر القرون میں ہمارا طرہ امتیاز تھا...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاشرتی دستور تھا کہ کسی مسلمان خاتون کو بے سہارا نہیں رہنے دیتے تھے۔ ایک خاتون کا شوہر اگر میدان جنگ میں شہید ہوگیا یا گھر میں رہتے ہوئے انتقال کر گیا تو صحابہ میں سے کوئی نہ کوئی عدت گزرنے کے بعد ان خاتون کو پیغام نکاح بھجوا دیتا تھا۔ آج جب ہم صحابیات کی سیرت وسوانح اٹھا کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض خواتین نے ایک کے بعد ایک، دو تین تک شادیاں کی ہیں، ایسے میں بسا اوقات عمر کا تفاوت بھی ہوتا تھا لیکن جانبین کا مقصد نیک ہوتا تھا...... مرد کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ میں اس خاتون کا سہارا بن جاؤں اور خاتون کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ شوہر کی موجودگی میں وہ دنیوی آفات ومصائب سے اور شیطانی دھوکوں سے بچی رہے گی...... بہرحال بہت سے مرد حضرات نے خاندانی طعنوں اور ملامتوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے آپ کو اس نیک مقصد کے لئے آمادہ وتیار کیا ہے...... لیکن ساتھ ہی دوسرا مسئلہ یہ آپڑا ہے کہ وہ لوگ اپنی ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں کہ اس کارِ خیر کو بھی ہم لوگ ہی انجام دیں...... ہمیں اس سے بالکل انکار نہ ہوتا اگر مکانی بُعد درمیان میں حائل نہ ہوتا۔ اصل بات جو عرض کی گئی تھی کہ گلی محلے اور شہر کی سطح پر ایسی کمیٹیاں بن جائیں جو اہل درد اور صاحب بصیرت غیر سیاسی افراد پر مشتمل ہوں اور علاقے کی کوئی بڑی دینی شخصیت ایسی کمیٹی کی سرپرستی کرے، کمیٹی کے افراد ان کی رہنمائی میں اپنے علاقے کے معاشرتی مسائل کو حل کریں...... وہ دیکھیں کہ کہاں کہاں مناسب رشتے نہ ملنے کے باعث بچیاں والدین کی دہلیز پر بیٹھی ہوئی ہیں ان کے لئے مناسب رشتے تلاش کئے جائیں...... بعض جگہ یہ بھی ہوتا ہے کہ والدین اپنی پڑھی لکھی بیٹی کے لئے بہت اونچے رشتے کے متلاشی ہوتے ہیں اس دوران عمرِ عزیز کا پہیہ تیزی سے چکر کاٹتا رہتا ہے اور ہوش اس وقت آتا ہے جب بیٹی کے سیاہ بالوں میں سفیدی نمودار ہونے لگتی ہے۔ ایسے والدین کو اگر معززین علاقہ مناسب انداز میں سمجھانے کی کوشش کریں تو بھی بہتری کے کافی آثار ہیں۔

کہنے یا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کام محض ایک فرد یا ایک ادارے کا نہیں بلکہ اس بارے میں عمومی سطح پر ذمے داری کے احساس کو عام ہونا چاہئے۔ راقم کے پاس بسا اوقات ایسے خطوط آتے ہیں جن میں لڑکی والوں کی طرف سے لکھا ہوتا ہے کہ آپ ہمارے لئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کر دیں۔ لیکن چوں کہ طرفین کے مکمل احوال و کیفیات سے واقفیت نہیں ہوتی اس لئے محض دعاء خیر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ علاقے کی سطح پر چوں کہ اکثر لوگ ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں اس لئے یہ کام ان کے لئے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ جن حضرات نے خط لکھے ہیں (جن میں سے اکثر دوسری شادی کے خواہاں ہیں) ان سے بھی یہی گزارش ہے کہ وہ اس کارِ خیر کا آغاز اپنے ماحول سے کریں اس کے ساتھ ساتھ یہ دھیان بھی رکھیں کہ دین وشریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔ ممکن ہے بہت سے لوگ وقتی طور پر دین کے تقاضوں پر عمل کر لیں لیکن جب نبھانے کی نوبت آئے تو فرسودہ روایات کے پابند معاشرے کی طرف سے طعن وطنز کے تیروں کا مقابلہ نہ کر پائیں یا وہ اپنی ازدواجی زندگی میں انصاف کے پہلو کو برقرار نہ رکھ سکیں۔ کسی کام کو انجام دینے سے پہلے سوچنے پرکھنے کے ہزار مواقع ہوتے ہیں لیکن جب اس کام میں ہاتھ ڈال لیا جائے تو پھر نتائج و حوادث سے بے پرواہ ہو کر اُسے کر گزرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین وشریعت کے تقاضوں پر صحیح انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)۔

مسلمان عورت سے

ماہر القادری

تری حیات ہے کہ کردار رابعہ بصری
ترے فسانہ کا موضوع عصمت مریم
نہ دیکھ! رشک سے تہذیب کی نمائش کو
کہ سارے پھول یہ کاغذ کے ہیں خدا کی قسم
وہ ہی ہے راہ ترے عزم شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ کے نقشِ قدم

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301

خوش قسمت گھرانا

مُلا معاویہ حنفی

جب عرب کی زمین پر اسلام کا آفتاب جہاں تاب طلوع ہوا تو پڑوس میں واقع ملک روم و فارس کی حیثیت آج کے امریکا اور کل کے روس جیسی ہی تھی، دونوں مادی اعتبار سے بڑی طاقتیں تھیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پُر ملال ہوا تو اس وقت اسلامی سلطنت کی حدود روم و فارس کو چھو رہی تھیں یہ گویا دونوں بڑی طاقتوں کے لئے خطرے کی گھنٹی تھی کہ اب عن قریب اسلام کے جھنڈے ان کی سرزمین پر لہرانے والے ہیں چناں چہ رومی بادشاہت نے طے کیا کہ اس کی حدود میں جو شخص بھی مسلمان ہوگا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ ظاہر ہے یہ سفاکانہ فیصلہ تھا اور اس فیصلے کے نتیجے میں بعض مسلمانوں کو مظلومانہ شہید بھی کر دیا گیا۔ تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حیات تھے، آپ کی غیرت وحمیت نے اس بے جا غرور اور گستاخی پر مبنی جرأت کو سخت ناپسند فرمایا اور صفر ۱۱ ہجری میں ایک بڑے لشکر کی تیاری شروع فرمائی اور حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو سپہ سالار مقرر فرماتے ہوئے حکم دیا کہ وہ بلقاء اور داروم کی فلسطینی سرزمین کو سواروں کے ذریعے روند آئیں۔

اس کارروائی کا مقصد یہ تھا کہ رومی عیسائیوں کو خوف زدہ کر کے ان پر اسلام کی شوکت وسطوت کا رعب بٹھا دیا جائے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف معاندانہ کارروئی سے روک دیا جائے۔ یہ آخری لشکر تھا جو رسول اللہ نے اپنی شدید علالت کے باوجود کفار کے خلاف بھجوایا۔ تب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ یا انیس سال تھی۔ حضرت اسامہ کے والد حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے جنہوں نے معرکہ موتہ میں قابل رشک شہادت پائی تھی۔

حضرت ام ایمن برکہ زید بن حارثہ کی بیوی اور اسامہ کی والدہ تھیں۔ حبشہ کی رہنے والی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں ان کے انتقال کے بعد حضرت آمنہ کے پاس آگئیں، جب حضرت آمنہ کا بھی انتقال ہوگیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ غلامی میں شامل ہوگئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں پرورش و پرداخت کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ طفولیت میں جب آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئیں تو ام ایمن بھی ہمراہ تھیں۔ ان کا پہلا نکاح عبید بن زید سے ہوا، جب انکی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن برکہ کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے فرمادیا۔ حضرت زید بن حارثہ کی کہانی بھی سن لیجیے...... ان کے والد یمن کے معزز قبیلے بنو قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ بنی معن سے تھیں جو قبیلۂ طے کی ایک شاخ تھی۔ حضرت زید ابھی صغیر السن تھے۔ جب ان کی والدہ انہیں ہمراہ لے کر اپنے میکے گئیں۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا تو بردہ فروش سوار زید کو ان کی والدہ سے چھین کر لے گئے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کر دیا۔ یہاں سے حکیم بن حزام نے انہیں خریدا اور اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا۔ ادھر ان کے والد حارثہ بن شرجیل اپنے لختِ جگر کے گم ہونے پر بہت رنجیدہ تھے، دل آتشِ غم سے بھڑک اٹھتا اور آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے۔ حارثہ نے بیٹے کی جدائی میں درد بھرے مرثیے کہے، جنہیں پڑھ کر آدمی آج بھی درد و غم میں ڈوب جاتا ہے۔ اس مرثیے کے دو شعر یوں ہیں۔

تذكرينه الشمس عند طلوعها
و تعرض ذكراه اذا قارب الطفل
وان هبت الاروح هيجن ذكره
فيا طول ماجزني عليه و باوجل

"آفتاب طلوع ہوتے وقت اس کی یاد دلاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو پھر اس کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ باد بہاری کی لپٹ اس کی یاد کو برانگیختہ کر دیتی ہے۔ آہ! مجھے کس قدر شدید رنج والم ہے"۔

بعد میں جب معلوم ہوا کہ میرا لختِ جگر مکہ میں ہے تو اپنے بھائی کعب بن شرجیل کو ساتھ لے کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور یوں عرض پرداز ہوئے۔

"اے ابن عبداللہ! اے ابن عبدالمطلب! اے قوم کے رئیس زادہ آپ اہل حرم اور اس کے مجاور ہو، مصیبت زدوں کی دست گیری کرتے ہو، قیدیوں کو کھانا دیتے ہو، ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہمارے لڑکے کو آزاد کر دیجیے۔"

رسول اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بلایا اور انہیں اختیار دے دیا کہ چاہیں تو اپنے ابا کے ہمراہ چلے جائیں، چاہیں تو میرے ساتھ رہیں مگر انہوں نے اپنے ابا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

باپ اور چچا نے کہا کہ "تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتے؟"

تو جواباً کہا کہ

"ہاں! اس پاک ذات میں مجھے ایسے محاسن نظر آتے ہیں کہ میں آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ وفاشعاری دیکھی تو زید کے لئے اپنے دل میں موجود محبت سوا ہوگئی، ہاتھ پکڑا اور بیت اللہ میں مقام حجر پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا:

"زید آج سے میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث ہوں گا وہ میرا وارث ہوگا۔"

یہ سن اور دیکھ کر باپ اور چچا کے افسردہ چہرے گلِ شگفتہ کی طرح کھل اٹھے اور اپنے بیٹے کو ایک کریم آقا کی آغوش میں دے کر واپس چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کے بعد زید، زید بن محمد کے طور پر مشہور ہوگئے۔

حضرت ام ایمن حضور کی کنیز تھیں جو والدہ ماجدہ کی طرف سے ترکے میں ملی تھیں ان کے پہلے شوہر وفات پا چکے تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص جنتی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کو ام ایمن سے نکاح کرنا چاہئے۔ حضرت زید جو آقا کی خوش نودی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، نے ان سے نکاح کرلیا، انہی کے بطن سے "اسامہ" پیدا ہوئے۔ ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن سے دیکھ بھال کرتی آرہی تھیں، حضور انہیں بہت عزیز رکھتے اور اپنی ماں برابر قرار دیتے۔

آغازِ اسلام میں ہی حضرت زید کے ہمراہ اسلام قبول کرلیا تھا، جب کفار مکہ نے اہل اسلام پر تشدد کی انتہا کر دی تو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں، وہاں سے واپس مدینہ منورہ طرف ہجرت کی، غزوۂ خیبر میں بھی شرکت کی۔ حضرت ام ایمن سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ راویوں میں حضرت انس بن مالک، حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید مدنی داخل ہیں۔ ام ایمن، زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو بارگاہ نبوت میں حد درجے محبوبیت حاصل تھی۔ تینوں ہی رسول اللہ کے گھریلو فرد سمجھے جاتے تھے۔ حضرت ام ایمن نے عہد عثمانی میں وفات پائی، حضرت زید بن حارثہ موتہ کے معرکے میں تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ ایک لاکھ کے لشکر سے زبردست مقابلہ کیا اور خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت اسامہ بن زید نے امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافتِ راشدہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

حلیمہ سعدیہ

میں جنوبی دہلی کے ایک ہندو سینی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔ میرے والد ڈی، ڈی، اے میں چیف اکاؤنٹینٹ ہیں۔ میرے تین بھائی ہیں۔ تینوں اعلیٰ پوسٹوں پر الگ الگ منسٹریوں میں افسر ہیں۔ میں نے انگریزی میں ایم اے اور ماس کیمونی کیشن میں ڈپلومہ کیا ہے۔ میں بھی ملک کی ایک اہم وزارت میں سیکرٹری کی پوسٹ پر کام کرتی ہوں۔ میں نے اپنے لیے اسلامی نام حلیمہ سعدیہ تجویز کیا ہے، اگر چہ مجھے اس نام سے بہت کم لوگ یاد کرتے ہیں۔

حکومتِ ہند نے اپنے ملازمین کو غیر ملکی زبانیں سکھانے کے لیے ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا تھا، جس میں دفتر کی طرف سے مجھے عربی زبان سیکھنے کے لیے بھیجا گیا۔ عربی سکھانے والے اکثر مسلمان اساتذہ تھے۔ انہوں نے عربی کے ساتھ اردو بھی سکھانی شروع کی۔ ہمارے والد صاحب اچھی اردو جانتے ہیں اور بہت اچھی اردو بولتے ہیں، اس لیے مجھے اردو سیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ ہمارے اساتذہ میں ایک استاذ ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب تھے۔ انہوں نے تمام اسٹوڈنٹس کو عربی پڑھانے کے ساتھ ساتھ اسلام کا تعارف بھی کرایا اور تھوڑی سی عربی کی شد بد ہو جانے کے بعد ہمیں قرآنِ حکیم سے عربی پڑھوانے لگے۔ ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب جو اس وقت دہلی یونی ورسٹی میں پروفیسر تھے، انہوں نے ہم بھی عربی پڑھنے والوں کو ہندی اور انگریزی میں اسلام پر لٹریچر فراہم کیا۔ شیخ محمد کلیم صدیقی کی کتاب ''آپ کی امانت'' بھی لا کر دی۔ واقعی وہ درد کی زبان میں لکھی گئی کتاب ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد میری قرآن شریف سے دلچسپی بڑھ گئی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے ڈاکٹر صاحب کو خوشخبری دی کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا۔ اس کے بعد میں اسلام کی معلومات اور نماز وغیرہ سیکھنے کے لیے مرکز نظام الدین جانے لگی، جہاں پر جنوبی ہندوستان کے ایک عالم دین کے گھر جا کر میں نماز وغیرہ یاد کرتی اور بھی چند مسلمانوں سے میرے تعلقات ہو گئے تھے، ان کے گھر پر میرا آنا جانا ہو گیا۔

میری زندگی کا سب سے دردناک پہلو یہ ہے کہ میں نے قرآنِ حکیم عربی سیکھنے کے لیے ایک کتاب سمجھ کر پڑھا۔ یہ تو قرآنِ کریم کا احسان ہے کہ اس سے مجھے اللہ تعالیٰ اور اپنے مالک کی پہچان تو ہو گئی اور ظاہری طور پر مجھے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کی بھی توفیق ہو گئی، مگر قرآنِ پاک کی باتوں پر جو یقین ہونا چاہئے تھا اور مرنے کے بعد دوزخ کی آگ اور گناہوں کی سزا پر جو ڈر ہونا چاہئے تھا، وہ بالکل نہیں ہوا۔ میں کلمہ پڑھتی ہوں اور اس خیال سے پڑھتی ہوں کہ شاید پڑھتے پڑھتے اندر اتر جائے، مگر مجھے صاف محسوس ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرے گلے سے نیچے نہیں اترتا، جیسے صرف زبان سے ہی مسلمان ہوں، دل سے مسلمان نہ ہوں۔ مجھے دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا تو بڑی حیرت کی بات لگتی ہے، مگر لا الہ الا اللہ کہہ کر جس طرح ہر چیز کی نفی کی کیفیت اندر اترنی چاہئے، اس کا کوئی ادنیٰ حصہ بھی میں اپنے اندر نہیں پاتی۔ نہ دوزخ کا خوف، نہ مرنے کے بعد حساب و کتاب کا ڈر، جیسا اس کا حق ہے، میں اپنے اندر نہیں پاتی، مثال کے طور پر میں مسلمان ہوں تو نماز میرے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کی ہے اور نماز نہ پڑھنے یا کم از کم قضا کرنے پر مرنے کے بعد کی سزا کی خبر پر مجھے ظاہری طور پر یقین ہے تو مجھے ہر حال میں نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا چاہئے، مگر میرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتی رہتی ہوں کہ موقع ملے۔ ماں باپ، بہن بھائی سے چھپ کر نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو پڑھتی ہوں، اگر موقع نہ ملے تو کبھی کبھی قضا بھی ہو جاتی ہے۔ گویا گھر والوں کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف اور دوزخ کی آگ سے زیادہ ہے۔ یہ بھی کوئی ایمان ہے۔ میں نماز پڑھتی ہوں۔ آدمی نماز پڑھتا ہے، سجدے میں جاتا ہے، مجھے سجدے میں جانا بہت اچھا لگتا ہے اور شاید میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ سکون اور لذت سجدے میں محسوس کرتی ہوں، بلکہ میں سجدے کی حالت میں اپنے کو سب سے زیادہ اچھی بھی لگتی ہوں۔ میری خواہش ہوتی ہے کہ جس طرح سجدے کی حالت میں ہر انسان اس دنیا میں آیا ہے، اسی حالت میں میری موت آئے، مگر جس طرح انسان کو اپنی تمام تر کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ اپنے پورے وجود کو اپنے عظمت والے رب کے حضور بچھا دینا چاہئے، اس طرح کا سجدہ مجھے آج تک ایک بار بھی نصیب نہیں ہوا۔ میں کبھی ساری ساری رات بے چین رہتی ہوں کہ اس حالت میں اگر موت آگئی تو یہ تو منافق کی موت ہو گی۔ **یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم** (القرآن، آل عمران: ۱۶۷) ''وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔'' شاید یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

میرے گھریلو حالات ایسے نہیں کہ میری شادی کسی مسلمان سے ہو، اس لیے میں نے گھر والوں سے ابتدا ہی میں شادی کے لیے معذرت کر لی تھی، مگر اب مجھے حقیقی ایمان حاصل کرنے کے لیے اس طرف توجہ ہو گئی ہے۔ میں سوچتی ہوں کسی سچے مسلمان سے شادی کر لوں کہ اس کے ساتھ رہ کر مجھے حقیقی ایمان نصیب ہو جائے۔ مرکز نظام الدین کے ایک عالم صاحب سے میں نے کہا تھا۔ انہوں نے مجھے ایک صاحب سے ملوایا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے شادی کرنے کو تیار ہوں اور آپ پر کسی طرح کی ظاہری پابندی بھی نہ ہو گی۔ اگر آپ گھر والوں کو دکھانے کے لیے مندر جانا چاہیں گی، بلکہ آپ کہیں گی تو میں آپ کو مندر چھوڑ کر آیا کروں گا، مجھے بہت مایوسی ہوئی کہ یہ شخص جب خود آدھا ہندو بننے کو تیار ہے، تو مجھے ایمان کہاں سے آ جائے گا، میں نے معذرت کر لی۔ میں صرف ایسے آدمی سے شادی کرنے کو سوچ سکتی ہوں جو مجھے اسلام کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر زبردستی عمل کرائے۔

میں نوکری چھوڑ دوں گی۔ میں عورتوں کے لیے نوکری، روزگار کرنا بلکہ گھر سے باہر رہنا بوجھ سمجھتی ہوں۔ عورت بچے بھی پالے، گھر کا کام بھی کرے اور نوکری بھی کرے......؟ اللہ نے اس کا جسم کمزور بنایا ہے۔ اس کے لیے ملازمت بالکل غیر فطری ہے۔ میں پردے کو عورت کی بنیادی ضرورت سمجھتی ہوں۔ میں دفتر میں رہ کر تو غیر مسلم عورتوں کے لیے بھی پردے کو بڑی نعمت سمجھتی ہوں۔ عورت اگر بے پردہ رہے گی تو اس کو مردوں کی ہوس بھری نگاہوں کو سہنا پڑے گا۔ یہ عورت کے لیے بڑی ذلت اور شرمندگی کی بات ہے۔ ایک گائے گاڑی میں جتنا پسند نہیں کرتی، نہ جانے عورتوں کو کیا ہو گیا ہے جانوروں سے بھی گئی گزری ہو گئیں۔

یوں تو اللہ کا کرم ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں، بلکہ میں نے ظاہری طور پر کلمہ پڑھا ہے، اس روز سے قرآن شریف پڑھنے کے سلسلے میں ناغہ نہیں ہوا۔ اللہ کا شکر ہے عم کا پارہ مکمل، سورۂ ملک، سورۂ مزمل، سورۂ رحمٰن، سورۂ یٰسٓ اور سورۂ الم سجدہ مجھے حفظ یاد ہیں۔ سوتے وقت سورۂ ملک اور الم سجدہ اور صبح سویرے سورۂ یٰسٓ شریف تو روزانہ پڑھتی ہوں۔ آدھی سورۂ کہف بھی مجھے یاد ہو گئی ہے۔ ان شاء اللہ جلدی پوری یاد ہو جائے گی۔ جمعہ کے روز سورۂ کہف اور صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھتی ہوں۔ کبھی کبھی میں جمعرات کے روزے بھی رکھتی ہوں، مگر بغیر ایمان کے اعمال کس کام کے؟ میں قرآنِ حکیم میں اعرابیوں (عرب دیہاتیوں) کا حال پڑھتی ہوں۔ **قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔** ''(القرآن، الحجرات ۴۹:۱۴)

''دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ (اے نبی!) تم کہہ دو تم لوگ ایمان نہیں لائے ہو، بلکہ کہو کہ ہم (ظاہری طور سے) اسلام لائے، اس لیے کہ ایمان تمہارے دلوں میں اب تک داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔'' (ترجمہ آیت مذکورہ)

سچی بات یہ ہے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ آیت صرف میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، ورنہ ایمان کے ساتھ مکمل اطاعت ضروری ہے۔

میرا خیال ہے کہ مسلمان بہنیں اسلام کی نعمت کی قدر نہیں پہچانتیں۔ وہ بھی اس ننگی تہذیب کے زہر میں اپنا ذائقہ کھو بیٹھی ہیں۔ بعض مسلم محلوں میں جا کر پہچاننا مشکل ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا محلہ ہے۔ بے پردگی، بلکہ بے حیائی اور حد درجہ عریانیت فیشن کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اسلام سے پہلے کی عورتوں کے حالات اور تاریخ ضرور پڑھنی چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے اسلام کا عورتوں پر احسانات کا احساس ہو گا اور دینِ فطرت کی کچھ قدر معلوم ہو گی۔ (ماخوذ از ماہ نامہ ''ارمغان شاہ ولی اللہ'' پھلت، اپریل ۲۰۰۴ء)

کالے جادو کے تعویذ

اہلیہ محبوب الرحمٰن

ابھی دیکھو تمہارے ابا جان کیسے بالکل ٹھیک تھے اچانک بیمار ہوگئے اور بیٹھے بٹھائے 50 ہزار کا خرچہ ہوگیا اور پریشانی علیحدہ، ہر ہفتے کی ڈاکٹروں کی فیس اور دوائیں وہ خرچ ابھی بھی ہو رہا ہے اور آج تم بھی کہہ رہی ہو کہ تمہارا درد سے برا حال ہے، یہ درد ویسے ہی نہیں ہو رہا مجھے تو اب یہ لگ رہا ہے کہ اس گھر پر کسی نے جادو کروادیا ہے کہ سب ہی باری باری بیمار ہوتے جا رہے ہیں، مسعود کو دیکھو اس کا بخار ابھی نہیں اترا، میری مانو کسی عامل کا پتہ کرو وہ جادو کا توڑ کرے تب ہی گھر سے بیماری ختم ہوگی، بہو میری مانو اور اس میں دیر بالکل نہ کرو۔ جی ہاں امی جان مجھے بھی اب یہ ہی لگتا ہے کسی نے کچھ کروادیا ہے جو گھر کے حالات اس قدر خراب ہو رہے ہیں، بیماریاں علیحدہ، صائمہ اور نعیم جو ہر وقت لڑتے ہیں ان کی وجہ سے جو پریشانی ہو رہی ہے وہ الگ ہے، سارے گھر کا ہی برا حال ہے سمجھ نہیں آتا کیا کروں، کل ہی ان کی آوازوں کے شور سن کر ساتھ والی آگئی وہ بھی یہی کہہ رہی تھی، اس نے ایک عامل بابا کے بارے میں بتایا ہے مگر وہ بھی ساتھ کئی ہزار کا خرچ بتا رہی تھی کالے بکرے اور باقی چیزیں علیحدہ۔ تم پیسوں وغیرہ کی فکر نہ کرو بس جادو کا توڑ ہوجائے تو بہت بڑی بات ہے یہ بیماری اور پریشانی تو ختم ہو۔

''کس کی بیماری اور کون سے پیسے آپ دونوں کس سلسلے میں اس قدر پریشان ہیں؟'' سرمد جو ابھی نماز پڑھ کر آیا تھا وہاں ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ سرمد بیٹے تم ہی کسی عامل کا پتا کر کے بتاؤ جو جادو کا توڑ کرنے والا ہو۔

وہ کس سلسلے میں؟ سرمد پوچھنے لگا اور سرمد کی والدہ نے اس کو ساری بات بتادی کہ ہم دونوں کو یہ یقین ہو چلا ہے کہ اس گھر پر کسی نے جادو کر دیا ہے اس کا اثر ختم ہوگا تو گھر کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ اوہ امی جان مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی مسجد میں ایک عالم صاحب نے بتایا ہے کہ امی جان کے پرس میں اور ابو جان کی الماری میں کچھ چیزیں پڑی ہیں وہ اگر گھر سے باہر نکال دیں بلکہ سمندر میں پھینک دیں تو گھر کے حالات سب ٹھیک ہو جائیں گے۔

مگر میرے پرس اور تمہارے ابو کی الماری میں ہے کیا؟ جس کی وجہ سے اس قدر پریشانی ہے کہیں وہ کالے جادو کے تعویذ تو نہیں ان عالم صاحب نے یہ نہیں بتایا۔ امی جان پریشان ہو کر کہنے لگیں۔

''نہیں وہ تو کالے جادو کے تعویذ سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔'' بیٹا اب تم ہی میرا پرس اٹھا کر لاؤ مجھے تو ڈر لگنے لگا ہے دیکھو تو سہی اس میں ہے کیا جن کا عالم صاحب کو پتا چل گیا۔ سرمد پرس لینے کے لئے اندر چلا گیا۔ ''دیکھا بہو میں نہ کہتی تھی کہ ضرور کسی نے کچھ کروادیا ہے اسی لئے تو ہزاروں روپیہ دنوں میں ختم ہو رہا ہے اور پتا بھی نہیں چلتا کدھر جا رہا ہے۔'' سرمد پرس اٹھا لایا امی جان آپ کھولیں۔

''نہ بیٹا تم خود ہی کھولو مجھے تو خوف سا محسوس ہو رہا ہے۔''

سرمد نے پرس کھولا اور اندر سے پرائز بانڈز نکالے یہ ہیں وہ جن کی وجہ سے گھر میں پریشانی ہے اور ابو جان کی الماری میں پڑے ہوئے فکس ڈپازٹ (جو ایک مخصوص رقم بینک میں جمع کروانے سے ہر ماہ نفع ہوتا ہے) کے کاغذات یہ سب سود ہے اور سود کا لین دین، معاملہ اور کاروبار کرنے والے کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کی جنگ ہے اور جس کے ساتھ اللہ کی جنگ ہو وہ گھر کس طرح بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقے کو بڑھاتا ہے''، اسی لئے سودی کاروبار کا پیسہ جس طرح آرہا ہے اسی طرح ختم ہو رہا ہے کبھی ڈاکٹروں کی فیسوں اور دوائیوں کی شکل میں اور دوسرے معاملات علیحدہ۔ اللہ نے سود کے پیسے کو ختم ہی کرنا ہے اسی لئے تو یہ گھر میں بیماریاں اور پریشانیاں ہیں جتنی حرام کی آمدنی ہے وہ گھر سے نکل رہی ہے کوئی خیر نہیں، کوئی برکت نہیں یہ فکس ڈپازٹ، انشورنس، بیمہ پالیسی پرائز بانڈز یہ سب سود ہی ہیں بلکہ کالے جادو کے تعویذ۔ اگر گھر میں سکون، خیر اور برکت لانی ہے تو ان چیزوں کو نکالنا ہوگا آپ کا کیا خیال ہے دادی جان۔

دادی جان امی کو دیکھتے ہوئے کہنے لگیں میرا خیال ہے بہو ان عالم صاحب کی بات مان لیتے ہیں کیونکہ سکون اور صحت سے بڑھ کر زندگی میں کوئی بھی نعمت نہیں۔

سُنّت کی اہمیّت

بنت مولانا محمد سلیمان جٹ

علامہ زین الدین بن رجب فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ان کے پاس ایک ایسا شخص آیا جو کفن چور تھا مگر اب وہ اس قبیح حرکت سے باز آچکا تھا اور توبہ کر کے نیکی کی زندگی گزار رہا تھا۔ علامہ زین الدین نے اس سے پوچھا: تم مسلمانوں کے کفن چراتے رہے ہو اور تم نے مرنے کے بعد ان کی حالت دیکھی ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم نے ان کے چہرے کھولے تو ان کا رخ کس طرف تھا؟ اس نے جواب دیا اکثر چہرے قبلے کے رخ سے پھرے ہوئے تھے۔ حضرت زین الدین کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ دفن کرتے وقت تو مسلمان کا چہرہ قبلہ رخ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا تو امام اوزاعی نے پہلے تو تین بار ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا پھر فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی زندگی میں سنتوں سے منہ پھیرنے والے تھے۔ (بحوالہ الخزینہ)

آیئے ہم اپنی زندگی پر نظر دوڑائیں، اپنے طور طریقوں پر سوچیں، اپنے گھر کی بناوٹ، اٹھنے بیٹھنے کی ہیئتوں کی فکر کریں، کھانے پینے، رہنے سہنے کے اطوار، بولنے کے طریقوں، چلنے پھرنے کے ڈھنگ اور تعلیم و تعلم کے طرز پر غور کریں۔ ہمسایوں سے اپنے رویے، عزیز و اقارب سے برتاؤ، اہل محلّہ اور اہل شہر سے سلوک، نیز اپنی اولاد کی بے حس چال چلن اور بھائی بندوں کی ناشائستہ روش کو نگاہ بھر کر دیکھیں، کیا وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کہیں مغرب کی تہذیب و تمدن کے شکار تو نہیں، اگر ہیں تو آیئے ان کی اصلاح کے لئے کمر باندھیں اور معاشرے میں یہ جذبہ پروان چڑھائیں کہ ہر مسلمان اپنی نظام ہائے زندگی کا ہر کام ''غیروں کی طرف دیکھ کر کرنے اور ان کی نقالی سے یکسر بے خبر ہو کر کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق کرنے میں فخر محسوس کرے کیونکہ اتباع سنت ہی میں دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کا راز مضمر ہے۔

کشکول

نجوم ہدایت:

❁ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس اگر ان کی پیروی کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔''

❁ خلفائے راشدین کے متعلق ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرا اور میرے خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرنا تمام مسلمانوں پر ضروری ہے۔ جس نے ان تمام سے محبت رکھی کامیاب ہوا اور جس نے کسی سے بغض رکھا وہ ہلاک ہوا۔

❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کردو اور جس نے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین (بنت عبدالرزاق۔ حضرو)

بچوں کی پسندیدہ باتیں:

☆ وہ رو کر مانگتے ہیں اور اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

☆ وہ مٹی سے کھیلتے ہیں یعنی غرور و تکبر کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

☆ وہ لڑتے جھگڑتے ہیں، پھر صلح کر لیتے ہیں یعنی دل میں حسد، بغض اور کینہ نہیں رکھتے۔

☆ جو مل جائے کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں، ان میں جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کی حرص نہیں ہوتی۔

☆ مٹی کے گھر بناتے ہیں اور کھیل کر گرا دیتے ہیں گویا یہ پیغام دیتے ہیں کہ یہ دنیا مقام بقا نہیں مقام فنا ہے۔ (ن بنت سجاول خان، میرپور خاص)

عورت:

❁ عورت ایک عظیم ہستی ہے اگر ماں کے روپ میں ہے تو اس کے پاؤں تلے جنت ہے۔

❁ عورت ایک بیوی کے روپ میں ہے تو اس کے دل میں خاوند کے لئے پیار ہی پیار ہے۔

❁ عورت کائنات کی بیٹی ہے، اس پر غصہ نہ کرو۔

❁ جہاں عورت کا احترام ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔

❁ عورت کو کمزور کہنا اس کی توہین ہے۔ عورت ایک مضبوط چٹان ہوتی ہے۔

❁ عورت ایک محافظ ہے جو ہمیشہ اپنی آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔

❁ عورت اس نرم نازک ٹہنی کی مانند ہے جو ایک معمولی جھونکے سے جھک تو جاتی ہے، لیکن اسے طوفان بھی توڑ نہیں سکتا۔

مردوں اور عورتوں کے غصہ میں فرق:

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے، اس واسطے ان کی ناراضگی اور غصہ کا اثر مارنے پیٹنے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور عورتوں کی فطرت میں حیاء و برودت (ٹھنڈک) رکھی گئی ہے، اس واسطے ان کی ناراضگی کا اثر جلدی ظاہر نہیں ہوتا ہے ورنہ در حقیقت اس ناراضگی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔ پس ان کو ایسے موقعوں پر بھی غصہ آ جاتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ ان کی عقل میں نقصان ہے تو ان کے غصے کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ چیخنے چلانے کی بہ نسبت خاموش غصہ دیرپا ہوتا ہے اور چیخنے چلانے والوں کا غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے اور میٹھا اور خاموش غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے، اس کو کینہ بھی کہتے ہیں، کینے کا منشاء غصہ ہے، سوایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ ہے تو خاموش غصے میں دو عیب ہیں۔ جبکہ کینے میں ایک عیب یہ ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بعد میں رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے اور کینہ ٹھنڈے غصے میں ہوتا ہے اور ٹھنڈا غصہ عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ کئی گناہوں کا سبب ہوتا ہے۔ اس لئے عورتوں کو زیادہ غصے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (بحوالہ تحفہ زوجین) (فاطمہ بنت مولانا عبدالودود، کراچی)

عیب جوئی:

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر کھڑے لوگوں سے مخاطب تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! جو ابھی صرف زبان سے ایمان لائے ہو اور اسے اپنے دلوں میں پختہ نہیں کیا، تم اپنے مسلمان بھائیوں کے پچھلے گناہوں اور عیبوں کے پیچھے نہ پڑ جاؤ بلکہ ان کی پردہ پوشی کرو کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جو بندہ اپنے بھائی کے عیبوں کو ظاہر کرتا ہے تو میں اس کے عیب ظاہر کر دوں گا، بے شک وہ سات پردوں میں ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔ (بنت محمد صدیق گجر، کنجوالی)

فن اور رزق حلال:

آپ ادیب ہیں یا ڈاکٹر، معمار ہیں یا طبیب، استاد ہیں یا شاگرد جب تک آپ اپنے فن میں کھو نہیں جاتے، آپ کمال حاصل نہیں کر سکتے، اگر آپ نے اپنے فن میں کھو جانے کی بجائے اس کو فروخت کر کے صرف دولت کمانے کا ذریعہ بنایا ہے تو آپ میں اور ڈاکو میں کوئی خاص فرق نہیں۔

بددیانتی:

ہمارا خالق، ہمارا مالک اور ہمارا پروردگار ہمارے ارادوں اور رازوں سے آگاہ ہے۔ وہ علیم اور بصیر ہے، پھر بھی ہم اس کے حضور صدق دل اور نیک نیتی سے جبیں نیاز نہیں جھکاتے تو جب ہم اس ذات اقدس کے سامنے بھی بددیانتی کرتے ہیں تو اس کے بندوں کے ساتھ ہم کب دیانتداری سے پیش آئیں گے؟ (بنت عزیز اللہ خان نیازی۔ میانوالی)

وقت کی قدر کرو:

وقت بہت قیمتی خزانہ ہے، یہ ایک بار ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ ہاتھ نہیں آتا۔ وقت ایک ایسی زمین ہے جس میں محنت کے بغیر کچھ پیدا نہیں ہو سکتا، اگر محنت کی جائے تو یہ زمین پھل دیتی ہے اور اگر اسے بے کار چھوڑ دیا جائے تو اس میں کانٹے دار جھاڑیاں اگنے لگتی ہیں۔ (بنت محمد ارشد کوٹ عبدالمالک)

فیشن ہو تو ایسا:

آنکھوں میں چمک کاجل کے بغیر بھی پیدا ہو سکتی ہے...... اگر آنکھوں میں حیاء ہو۔

ہونٹ بغیر سرخی کے بھی پرکشش ہو سکتے ہیں...... اگر وقت پر کھولے جائیں۔

قد بغیر ہیل کے بھی لمبا ہو سکتا ہے...... اگر شخصیت میں بلندی ہو۔

چہرے کا رنگ بغیر میک اپ کے بھی صاف نظر آتا ہے...... اگر دل کا رنگ صاف ہو۔

الٰہی سیم و زر کے زیوروں سے مجھ کو نفرت ہو
میرا زیور حیا داری میری پوشاک عصمت ہو

(میری ڈائری کا ایک ورق) (شمشیر عائشہ۔ فیصل آباد)

دنیا کی بہترین عورت:

ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی عورت ہے، کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت، خیر بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے، سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرۃ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے؟ فرمایا ''ہاں بتائیے'' فرمایا ''دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود غیر محرم کی طرف دیکھے اور نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فاطمۃ بضعۃ منی) فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ (ماخوذ: خواتین کے تربیتی بیانات) (مرسلہ: ام حافظ محمد انجم۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

قبل اس کے کہ پانی سر سے گزر جائے

موجودہ دور میں مسلمان نوجوان نسل کی اکثریت کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے۔ خصوصاً تعلیمی اداروں اور ان میں پڑھنے والے بچوں کے غیر اسلامی طور طریقوں کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے۔ بہت سے بچے ایسے ہیں جن کو کلمہ، نماز کے متعلق کوئی خبر ہی نہیں، خصوصاً آج جو پوری قوم کو انگریزی بولنے کا خبط ہوگیا ہے تو اس بیماری نے فروبیل، سٹی اسکول، بیکن ہاؤس، Antel اور Tic جیسے غیر اسلامی بے حیائی کے اڈوں کو فروغ دیا ہے۔ اسی طرح سینٹ جوزف اور سینٹ پیٹرک جیسے کرسچن مشنری کے زیر اہتمام چلنے والے اسکولوں میں امت مسلمہ کی نئی نسل کو بڑے فخر سے داخل کروایا جاتا ہے اور پیسے پانی کی طرح بہائے جاتے ہیں۔ صرف اور صرف اس لئے کہ ہمارے بچوں کو انگریزی آجائے، ایسے اداروں سے انگریزی سیکھنے والے نوجوان غلامانہ ذہن لے کر نکلتے ہیں اور مزید انگریز کے غلام بنتے چلے جاتے ہیں، ان اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے افراد لارڈ میکالے کے مشن یعنی: ”ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنے تہذیبی ورثے اور اقدار و روایات کے بارے میں شدید احساس کمتری کا شکار بنا کر ان کے دلوں پر مغرب کی ہمہ جہت بالا دستی کا سکہ بٹھا دیا جائے۔“ کی جیتی جاگتی تصویر بن جاتے ہیں، وہ سوچنے لگتے ہیں کہ دنیا میں ترقی کے لئے اپنے فلسفۂ حیات، اپنی تہذیب وتمدن اپنی اسلامی فکر اور معاشرتی اقدار کو چھوڑ کر انگریز کے نقش پا کو اپنانا ہوگا، وہ اپنے ماضی کو حقارت اور انگریز کے مستقبل کو حسرت سے دیکھنے لگتے ہیں اور پھر ان کی تہذیب وتمدن کو اپنا کر پٹر پٹر انگریزی بولتے ہوئے کاٹھے انگریز بن کر خود کو ان کے برابر سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ انگریز کبھی بھی ہمیں اپنے برابر نہ سمجھیں گے جیسا کہ ایک عیسائی پادری نے برصغیر کے نظام تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ”ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ مسلمان عیسائی بن جائیں کیونکہ عیسائی بننا بہت مرتبے کا کام ہے مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کو مسلمان نہ رہنے دیا جائے۔“

آج کل تو مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کے لئے ایک نیا فتنہ یعنی موجودہ نصاب تعلیم میں جو کچھ تھوڑا بہت اسلامی مواد رہ گیا تھا اس کو بھی نکال دیا گیا ہے تاکہ مسلمان گھرانوں کے بچے اپنی تہذیب وتمدن، اپنی معاشرت، اپنی تاریخ، اپنے انجام کار یعنی فکر آخرت اور اپنے دین وایمان سے ایسے غافل ہوجائیں کہ عیسائی، ہندو، یہودی اور مسلم کا فرق بھول جائیں، یہ بڑی خوفناک سازش ہے اور اسلامی غیرت وحمیت رکھنے والوں کو اس کے خلاف موثر قدم اٹھانا چاہئے، حالات سے قطع نظر کرکے، اپنے اپنے آشیانوں میں بے فکر ہوکر شب وروز گزارنے والوں سے عرض ہے کہ

چمن بچاؤ غم آشیاں کا وقت نہیں

اگر اس خطرے کا احساس نہ کیا گیا تو اس چمن کے اجڑنے کا خوفناک المیہ پیش آسکتا ہے۔ پہلے تو جنگیں صرف سرحدوں پر لڑی جاتی تھیں اب امت مسلمہ کو ہر میدان میں دشمن سے جہاد اور مقابلہ کرنا ہوگا اس کے لئے پڑھے لکھے غیرت ایمانی رکھنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ ہم کیوں ایسے لوگوں سے توقع کریں نصاب کی اصلاح کی جن کو کلمہ طیبہ کا مطلب ومفہوم بھی صحیح سے معلوم نہیں۔ آج امت کے زوال کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ امت کا بڑا حصہ اُس نظام تعلیم کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ جس کے کرتے دھرتے وہ کوّے ہیں جو ہنس کی چال چلنے کے شوق میں اپنی چال بھی بھول چکے ہیں۔ جبکہ دینی مدارس جو دینی علوم اور اسلامی اقدار وروایات کے تحفظ کے لئے سرکاری خزانے پر بوجھ بنے بغیر شب و روز سرگرم عمل ہیں اُن

اہلیہ بدر اختر

حضرات کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ دین کے معاملے میں تقلید کی مخالفت کرنے والے یہ افراد دنیاوی معاملات میں کفار کی اندھی تقلید کرنے پر کیوں تلے رہتے ہیں۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی اندھی تقلید کی وجہ سے انگریزی زبان انٹرنیشنل زبان کی حیثیت حاصل کرچکی ہے، میں انگریزی زبان کی اہمیت سے انکار نہیں کرتی کیونکہ ہمیں بحیثیت مسلمان تمام دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانا ہے خصوصاً جو لوگ تبلیغی جماعتوں کے ساتھ باہر کے ممالک میں جاتے ہیں یا باہر کی جماعتیں پاکستان میں آتی ہیں تو ان سے بات چیت کرنے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے انگریزی آنی ضروری ہے۔

میں مختلف مدارس کے ارباب اختیار خصوصاً جامعۃ الرشید اور صفہ ایجوکیشنل سوسائٹی والوں سے پُر زور اپیل کرتی ہوں کہ خدارا دنیاوی تعلیم کے میدان کو بھی خالی نہ چھوڑیں ورنہ دشمن جو وہاں بسیرا ڈال چکا ہے پختہ قیام کرلے گا۔ امت کی کامیابی کی ضمانت صرف علمائے حق ہیں وہ جس میدان میں بھی قدم رکھتے ہیں فتح کے جھنڈے گاڑھ لیتے ہیں۔

ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے، ہمارے مرد آپ کے کام میں تعاون کریں گے۔ آپ دینی جذبہ رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو اپنے ساتھ جوڑ لیں اور مندرجہ ذیل شعبوں میں کام کریں۔

1: **The Truth Saviour** کے نام سے تعلیمی ریسرچ کا ادارہ قائم کریں جو ابتدائی جماعتوں سے لے کر اعلیٰ جماعتوں تک نصابی کتب تیار کرے۔ انگریزی کا معیار اعلیٰ رکھا جائے تاکہ والدین اپنے بچوں کو شوق سے داخل کروائیں کیونکہ بچے والدین کی وجہ سے بے دین اداروں میں پڑھ کر اپنا اصل مستقبل تباہ کرلیتے ہیں جبکہ والدین اپنے بچوں کا دنیاوی مستقبل اچھا بنانے کے شوق میں اپنی آخرت تباہ کرلیتے ہیں۔

2: **The Truth** یعنی اصل سچائی کو فروغ دینے کے لئے اساتذہ کی تربیت کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہی اساتذہ بچے کے عقائد، نظریات، افکار، خیالات، عادات، اقدار، معاشرت اور اعمال کو سنوارنے یا بگاڑنے کا سبب بنتے ہیں۔ پڑھانے کے لئے معلم اعظم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تعلیم وتربیت کو نمونہ بنایا جائے۔ اسی طرح تربیت والدین کے شارٹ کورسز کروائے جائیں۔ ماہانہ میٹنگ کرکے سکھایا جائے کہ ایک باعمل مسلمان استاد خواہ انگریزی پڑھائے یا ریاضی وہ ہر روز اپنے شاگردوں کو کوئی دین کی بات بھی ضرور سکھائے گا خواہ اپنی زبان سے سکھائے یا عمل سے۔ پھر باعمل استاد کی ہر بات میں الگ ہی لطف اور وزن ہوتا ہے کہ شاگرد غیر ارادی طور پر عمل کرنے لگتے ہیں۔

اس پروگرام کو اتنے بڑے پیمانے پر چلانے کی کوشش کی جائے کہ پاکستان کے کونے کونے تک آکسفورڈ سسٹم کی بجائے ہمارا اسلامی سسٹم متعارف ہوجائے اور ہر کوئی **The Truth** کی سچائی کا قائل ہوجائے۔

ہمارے بچے ہمارا اپنا نصاب تعلیم پڑھ کر باعمل حفاظ، علماء، ڈاکٹر، انجینئر، تاجر، استاد، سیاست دان، مبلغ، مجاہد اور داعی بن سکیں، وہ لوگوں کی غلامی سے نکل کر صرف ایک اللہ کی غلامی میں آجائیں۔

جھوٹا نصاب تعلیم رائج ہونے سے پہلے آپ سچائی کو بچانے کے لئے کچھ کرلیں۔ اب سوچنے کا وقت نہیں ہے پہلے ہی بہت دیر ہوچکی ہے ہماری کئی نسلیں ضائع ہوکر شیطان کا نوالہ بن گئی ہیں، کم از کم اب ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لئے تو کچھ کرجائیں کیونکہ ہمارا مستقبل انہی سے روشن ہونے کی امید ہے، ان کی تعلیم وتربیت صحیح ہوگی تو آئندہ ہمارے سیاستدان اور حکمران ملک کو موجودہ ذلت ورسوائی سے نکال کر فخر سے جینا سکھادیں گے۔

میں چونکہ تقریباً دس سال سے شعبہ تعلیم سے منسلک ہوں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہماری نسل نو کے بگاڑ میں بنیادی چیز بے مقصد نصاب تعلیم اور غیر تربیت یافتہ بے عمل اساتذہ کی تقرری تھی یہاں تک کہ کئی اسلامی اسکولوں کی ٹیچرز بھی لمبے ناخن رکھتیں، تصاویر اسکول میں لاکر دکھاتیں، ڈراموں، فلموں، گانوں، اداکاروں اور لغو قسم کی گفتگو میں حصہ لیتی تھیں ایسے اساتذہ کی باتیں بچوں پر کیا اثرات ڈالیں گی؟ جب سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھ عطا فرمائی ہے تو دل بہت دکھتا ہے کہ آج دنیا کی ہر قوم خواہ یہودی ہو یا عیسائی یا ہندو سب کے سب اپنے اپنے مقصد کے حصول کے لئے محنت کررہے ہیں، ان کا بچہ بچہ اپنے مقصد سے واقف ہے اور اس کے لئے تگ و دو کررہا ہے، فنڈز اکٹھے کئے جارہے ہیں مگر ہم کیا پورا عالم اسلام خواب غفلت کے مزے لے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پانی سر سے اونچا ہونے سے پہلے بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

نصاب تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت کہاں ہے

آج کل اس موضوع پر بڑے بڑے سیمینار منعقد کیے جارہے ہیں اور سارا زور اس بات پر صرف کیا جارہا ہے کہ نصاب تعلیم سے اسلامی احکامات وآیات جہاد کے علاوہ تاریخ پاکستان و تاریخ اسلام کے اہم واقعات کو نکال دیا جائے۔ ہم امریکی اشاروں پر اپنا سب کچھ تو پہلے ہی داؤ پر لگا چکے ہیں اب نصاب تعلیم کو بھی ان کی مرضی کے مطابق ڈھال دیا گیا ہے۔

نصاب تعلیم میں تبدیلی واصلاحات کی اگر ضرورت تھی تو وہ سب سے پہلے میڈیکل کا شعبہ ہے۔ میڈیکل کالجوں میں طلبہ و طالبات کو دوران تعلیم زچگی سے متعلق مسائل و معاملات سکھائے جاتے ہیں۔ طالبات کیلئے تو یہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ لیڈی ڈاکٹرز ہی خواتین کے گائنی پرابلمز و دیگر بیماریوں کا بہتر علاج کرسکتی ہیں، لیڈی ڈاکٹرز اپنے گھر والوں، محلے والوں، غرض بے شمار خواتین کو فرسٹ ایڈ سہولتیں دے سکتی ہیں، جبکہ یہی ٹریننگ مرد حضرات یعنی طلبہ کو بھی دی جاتی ہے، کتابوں کی حد تک انسانی جسم کی ساخت، پیدائش وامراض سے متعلق آگاہ کرنے کی غرض سے یہ شاید ضروری ہوں مگر باقاعدہ مشاہدہ وتجربہ کے ذریعے طلبہ کو دایہ گیری کا کام سکھانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ ہر ڈاکٹر سب سے پہلے اپنی ذات سے گھر والوں کو فیض پہنچاتا ہے کیا یہ ڈاکٹر اپنے گھروں میں اپنی بہن، بیٹی کے بچے خود پیدا کراتے ہیں، اپنی ماں، خالہ، نانی کے امراض نسواں کا علاج خود کرتے ہیں؟ پھر قوم کی بیٹیوں کو اتنا ذلیل ورسوا کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ مجبوراً سول یا جناح ہسپتال میں جانے والی خواتین کو مرد حضرات کے حوالے کردیا جائے؟ مریض خواتین کو بھی احتجاج کرنا چاہئے اور میڈیکل نصاب تیار کرنے والوں کو بھی اس بے غیرتی کا نوٹس لینا چاہئے۔ خواتین کے ان مسائل کیلئے ہمیشہ خواتین ٹرینڈ موجود رہی ہیں اور آج کل تو لاکھوں کی تعداد میں لیڈی ڈاکٹرز موجود ہیں، مردوں کو اس فیلڈ میں آنے کی قطعی ضرورت نہیں...... جس کا کام اسی کو ساجھے۔

آج کل میڈیکل کالجوں میں بھی نوجوان دین کی طرف بہت راغب ہورہے ہیں، اس کھلی بے غیرتی و بے حیائی کے خلاف انہیں بھی احتجاج اور کوششیں کرنی چاہئے، جس طرح ان کی ماں، بہن ان کے لئے محترم ومقدس ہیں اسی طرح دیگر خواتین بھی واجب الاحترام ہیں۔ آج معاشرے میں عورتیں

مسز ابراهیم صدّیقی

جانوروں سے بھی بدتر بنادی گئیں کہ کھلے عام تخلیق کے مراحل سے گزریں۔ ایسے موقعوں پر تو اکثر جانور بھی کونوں کھدروں میں چھپ کر یہ مراحل سرانجام دیتے ہیں۔

اکثر پرائیوٹ ہسپتالوں میں اگرچہ ڈیلیوری کیسز تو لیڈی ڈاکٹر ہی اٹینڈ کرتی ہیں مگر ایکسرے، ای سی جی، الٹراساؤنڈ وغیرہ کے لئے مرد عملہ ہی خدمت پر مامور ہوتا ہے۔ خواتین کو بھی اپنے اس حق کا بھرپور استعمال کرنا چاہئے کہ وہ ہسپتالوں میں اپنی تمام ضروریات کیلئے خواتین عملہ ہی طلب کریں اور کبھی مردوں کے سامنے بلاضرورت اپنا ستر نہ کھولیں خصوصاً گردن سے ران تک جسم مرد ڈاکٹر کے بجائے لیڈی ڈاکٹرز کو دکھائے جائیں۔ اکثر پیدائش کے موقع پر آپریشن کے وقت بیہوشی کیلئے مرد ڈاکٹر ہی مسلسل موجود ہوتے ہیں۔

آخر اس شعبے میں خواتین کی قلت کیوں ہے؟ اس شعبے میں خواتین کی خدمات حاصل کرنی چاہئے اور مریضوں کو بھی پہلے سے تسلی کرلینی چاہئے تاکہ موقع پر پریشانی نہ ہو۔

ایک خاتون امریکا سے اپنی آپ بیتی میں لکھتی ہیں کہ مجھے ڈیلیوری کے سلسلے میں ہسپتال جانا پڑا تو وہاں لکھوادیا کہ میں مسلم ہوں اور مجھے خواتین پر مشتمل عملہ چاہئے۔ ہسپتال کے جس حصہ میں ان کو رکھا گیا وہاں سوئیپر سے لے کر تمام عملہ خواتین پر مشتمل تھا اور پورے عرصہ کوئی مرد اس جگہ نہیں آیا۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور یہاں اگر خواتین کو اتنا حق بھی نہ ملے تو ہماری بدنصیبی و بے غیرتی کی انتہا ہے۔ دراصل لوگوں نے بولنا، احتجاج کرنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ سمجھ لیا ہے کہ جس طرح مل رہا ہے چلنے دو اصلاح ناممکن ہے۔ اگرچہ مشکلات پیش آئیں مگر کوشش تو ضرور کرتے رہنا چاہئے۔

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے
کوئی پھول چادر چڑھاتا رہے گا
کوئی شمعِ تربت جلاتا رہے گا
تعلق جو دُنیا سے جاتا رہے گا
نہ رشتہ رہے گا نہ ناطہ رہے گا
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے
عزیز و اقارب سب آیا کریں گے
کوئی روئے آنسو بہایا کریں گے
ہمیں آنسوؤں میں ڈبویا کریں گے
پڑے بے خبر ہم تو سویا کریں گے
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

انتخاب، اُمِ سعد زبیر چشتیاں

ایک ماں اپنے شہید بیٹے کی قبر پر

اے غریب ماں کے غریب الوطن بیٹے!
تیری تربت کے سینے سے
صدا آتی ہے ہر دم یہ
غلامی میں ہے گر جینا
تو موت اچھی ہے جینے سے
سنو لوگو! ہاں میں ماں ہوں
میر الختِ جگر ہے یہ
یہ تربت اس کی جنت ہے
یہ مٹی بیش قیمت ہے
سلاطین کے خزینوں سے
ظلام بحر کی ظلمت ہو یا وہ
دشتِ غربت ہو
زمانے کے مظالم ہوں
یا تاریکی کہن میں ہو
یہ تربت ہی تو میری ہے
یہی میرا وطن بھی
آشیانہ بھی چمن بھی ہے
سنو لوگو! ہاں میں ماں ہوں
میر الختِ جگر ہے یہ
یہ ہے خوشبو، حلاوت ہے، نمو ہے
شہیدانِ وطن کا یہ لہو ہے
چراغ دید ہے یہ سرخرو ہے
میرے بیٹے!
میری دعا ہے، میری صدا ہے
خدا تجھے روشناس کردے
آبِ کوثر کی لذتوں سے
تو سبز پرندوں کی صورتوں میں
لالہ وگل کے راستوں سے
اڑان بھرتے
تو قندیلوں میں، عرش کے سائے میں
آرام کرنا
سفر جو تو نے شروع کیا تھا
تمام کرنا

بنت سعد اللہ کھوسہ، اٹک

گلشن کی بہاریں

گ، ف مدثر رانجھا

آج ان کے گھر میں بہت خوشیاں منائی جا رہی تھیں ہر طرف سے مبارک بادیں وصول ہو رہی تھیں، مٹھائیاں تقسیم کی جا رہی تھیں کیونکہ آج بارہ سال بعد ان کے گھر میں خوبصورت بیٹی کی صورت میں اولاد ہوئی تھی، اس سے پہلے ان کی کوئی اولاد نہ تھی گھر کا ہر فرد بہت خوش تھا۔ معاویہ نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر اللہ کا شکر ادا کیا، فاطمہ بھی اپنے جگر گوشہ کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی، دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے جس نے ان کے گلشن میں بہار پیدا کر دی تھی۔ اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے آپریشن تھیٹر کے باہر اماں دعا کر رہی تھیں یا اللہ توصیف کو بیٹا دینا اگر اب کی دفعہ اس کے ہاں بیٹی ہوئی تو توصیف طلاق دے دے گا کیونکہ وہ مجھ سے اور اپنی بیوی شہلا سے کہہ چکا ہے کہ بس اب کی دفعہ بیٹی ہوئی تو میرا ناطہ شہلا سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ یا اللہ! اچھی خبر سنانا۔ یا اللہ بیٹا دینا اماں رو رہی تھیں تقریباً ایک گھنٹہ بعد نرس نے بتایا کہ اللہ نے خوبصورت سی بیٹی دی ہے...... اماں یہ سن کر پریشان ہو گئی توصیف جیسے آگ بگولہ ہو گیا ابھی وہ منہ سے کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ اماں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، توصیف پاگل تو نہیں ہو گئے ابھی تو شہلی کو ہوش بھی نہیں آیا خبردار ہسپتال میں کوئی ہنگامہ نہ کھڑا کرنا، توصیف ماں کے کہنے پر رک گیا دوسرے دن شہلا کو ہوش آ گیا۔ بیٹی کو دیکھ کر وہ دعا کرنے لگی یا اللہ! میں تو ہر حال میں خوش ہوں لیکن...... اس کے ساتھ ہی وہ گہری سوچ میں ڈوب گئی نجانے توصیف کیا کریں گے...... یا اللہ میرا گھر بسائے رکھنا...... اس کے آنسو نرم نرم گالوں پر چھلک پڑے یا اللہ رحم کرنا...... شہلا کو اسپتال سے چھٹی ہو چکی تھی اور وہ اپنے گھر پہنچ گئی تھی، دوسری صبح توصیف کمرے میں داخل ہوا اور کہنے لگا شہلا میں تمہیں طلا...... ابھی اس نے لفظ مکمل نہیں کیا تھا کہ شہلا نے ان کے پاؤں پکڑ لیے خدارا! ایسے مت کیجئے ادھر توصیف کی نیت بدل چکی تھی اس کا ارادہ نیک ہو چکا تھا اس نے فوراً شہلا کو آغوش میں لیتے ہوئے کہا پیاری شہلی میں تمہیں طلاق کبھی نہیں دوں گا اور نہ تم سے کبھی ناطہ توڑ سکتا ہوں عجیب سی فضا قائم تھی اچانک کمرے میں سناٹا چھا گیا شہلا نے ایک دم خاموشی توڑتے ہوئے کہا توصیف یہ آپ...... کیا یہ آپ کہہ رہے ہیں بالکل بالکل شہلی میں توصیف ہی کہہ رہا ہوں پھر دونوں میں برسوں سے بچھڑی ہوئی دلکش مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوا۔ لیکن آپ یہ تو بتائیں کہ یہ تبدیلی کیسے آئی آپ کے رویہ میں نرمی کیسے ہوئی؟ شہلا نے پوچھا:

بس شہلی! اچانک آج صبح شاہ صاحب سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے اپنے دوست کی مجھے طویل داستان سنائی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے دوست نے بھی بیٹیوں کی وجہ سے اپنی بیگم کو طلاق دے دی تھی اور بعد میں اس نے چار شادیاں کیں لیکن بیٹا تو کجا ان کے مقدر میں ایک بیٹی بھی نہ ہوئی اور جس بیوی کو انہوں نے چھوڑا تھا اس کی کہیں اور شادی ہوئی اللہ نے اس کو خوبصورت بیٹا دیا اب وہ بہت پچھتا رہا تھا کہ اس نے بیٹے کیلئے تین بیٹیاں بھی گنوا دیں لیکن اب کیا ہو سکتا تھا اپنی مطلقہ بیوی کی گود میں کھیلتے ہوئے بچے نے انہیں اور بھی غمزدہ کر دیا اور اسی غم میں اس نے خودکشی کر لی۔

شہلی شاہ صاحب تفصیل کے ساتھ اور پر درد انداز گفتگو میں یہ داستان سنائی۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہوئے اور میں نے فوراً شاہ صاحب کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کر لی کہ آئندہ کبھی بھی ناشکری نہیں کروں گا اور اب شہلی میں تم سے معافی مانگتا ہوں جو میں نے تمہیں تکلیف دی ہے توصیف اشک بار تھا اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا خدا کی قسم! اللہ نے بیٹیوں کو فضول نہیں بنایا، اگر بیٹے پھول ہیں تو بیٹیاں اس کی کلیاں ہوتی ہیں...... اگر بیٹے ستارے ہیں تو بیٹیاں اس کی کہکشاں ہیں، اگر بیٹے چاند ہوں تو بیٹیاں اس کی روشنی ہیں اور اگر بیٹے گلشن ہوں تو بیٹیاں اس کی بہاریں ہوتی ہیں تو توصیف نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے جونہی شہلی کی طرف دیکھا تو اسے یوں لگا کہ جیسے گلشن میں فصل بہار آ گئی ہو۔

بنت بشیر احمد اعوان

اب کوئی مسئلہ نہیں

☆ڈاکٹر صاحبہ! میں روزنامہ اسلام کی مستقل قاریہ ہوں، میری عمر 24 سال ہے میرے ساتھ بہت سے مسائل ہیں، آپ کا مشہور کالم پڑھا تو دل پکار اٹھا کہ اپنے مسائل بھی لکھوں۔ ڈاکٹر صاحبہ! مجھے بے خوابی کی شکایت ہے۔ سونے کا بہت مسئلہ ہے۔ (ا۔ب۔ت۔ پنوعاقل)

حل: محترمہ ا۔ب۔ت صاحبہ! ڈاکٹر کی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے خط مختصر لکھا کریں اور صرف ایک مسئلہ بھیجا کریں خیر بے خوابی کا جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے تو اکثر تو خواب اس لیے نہیں آتے کہ دن کو بہت زیادہ تھکاوٹ ہوجاتی ہے کہ سوتے ہی بہت گہری نیند آجاتی ہے اور خواب رات کے پہلے حصے ہی میں نظر آجاتے ہیں جو صبح ہونے تک بھول جاتے ہیں، اس کے لئے دن میں دو چار گھنٹے سوجایا کریں۔ سونے کا جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے تو سونے کو صندوق میں رکھ کر تالا لگادیا کریں اور اسے اسٹور میں رکھا کریں۔ اس کے علاوہ سونے کی زکوۃ بھی دیتی رہا کریں، ان شاء اللہ سونے کے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

☆ڈاکٹر صاحبہ! میں کچن یونیورسٹی کی ہونہار طالبہ ہوں، میری جلد خراب ہے، جلد کی حفاظت کا کوئی طریقہ بتادیں۔ میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔ (ن بنت جاپان، سرگودھا)

حل: محترمہ! جیسا کہ نئے سال کے افتتاح پر، سب بچے ہی کتابوں کو نئی جلد کرواتے ہیں اسی طرح آپ بھی کریں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جلد کسی اچھے دکاندار سے کروائی جائے اور جب جلد گیلی ہو تو اسے کھولیں نہیں۔ یہ جلد کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔ شکریہ!

☆ڈاکٹر صاحبہ! میں تلوں کے مسائل سے دوچار ہوں، کبھی تل آجاتے ہیں اور کبھی تل ختم ہوجاتے ہیں، میرا سارہ چہرہ خراب ہوگیا ہے۔ (بنت مولا بخش، کامرہ)

حل: بنت مولا بخش صاحبہ! ہر چیز کا ایک موسم ہوتا ہے، اس طرح تلوں کا بھی ایک موسم ہوتا ہے۔ یہ بھی اپنے موسم میں آجاتے ہیں اور موسم ختم ہونے پر چلے جاتے ہیں۔ ویسے لوگ تو انہیں کافی شوق سے کھاتے ہیں، ان کو اکثر لوگ چینی کے ساتھ کھاتے ہیں، اس کے علاوہ بیکری کی کافی چیزوں میں استعمال ہوتے ہیں، ویسے آپ کا خیال غلط ہے کہ تل کھانے سے چہرہ خراب ہوا ہے۔ آپ کے ساتھ کوئی اور مسئلہ ہے۔ امید ہے اگلی مرتبہ تفصیل سے لکھیں گی۔

☆ڈاکٹر صاحبہ! میں سینے کے مسائل سے دوچار ہوں، سانس لینے میں بھی مشکل ہوتی ہے۔ (بنت زیتون، گلگت)

حل: محترمہ بنت زیتون صاحبہ! جب انسان کوئی نیا کام شروع کرتا ہے تو اس کے ساتھ واقعی بہت سے مسائل ہوتے ہیں اور کپڑے وغیرہ سینا تو ویسے بھی ذرا مشکل کام ہے، سب کے لئے آپ اچھے قسم کی مشین استعمال کریں اور گرمی میں بیٹھ کر کپڑے سلائی مت کریں، اس طرح گرمی میں کام کرنے سے اکثر سانس کا مسئلہ ہوتا ہے۔

☆ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر 16 سال ہے، دسویں جماعت میں پڑھتی ہوں، پڑھائی بالکل نہیں ہوتی، سر کے مسائل بہت سے ہیں، ان سے بچنے کا کوئی طریقہ بتادیں۔ (ش۔ب، سرگودھا)

حل: محترمہ ش۔ب صاحبہ! آپ نے وضاحت نہیں کی کہ آپ کے سر (جناب) کی عمر کتنی ہے اور وہ کن کن مسائل سے دوچار ہیں، آپ انہیں کسی اچھے مرد ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں یا لے کر جانے کی کیا ضرورت ہے وہ خود ہی چلے جائیں گے۔ ہم تو آپ کے سر کی لمبی زندگی کے لئے دعا گو ہیں، لیکن دسویں کا جو نصاب آیا ہے۔ سروں نے اب بچنا کہاں ہے؟

☆ڈاکٹر صاحبہ! کچھ دنوں بعد میری شادی ہے، دانوں کی وجہ سے بہت پریشان ہوں، پلیز کوئی حل تجویز فرمادیں۔ (ش۔ر۔لیہ)

حل: محترمہ ش۔ر صاحبہ! آپ نے وضاحت نہیں کی کہ کون سے دانوں کا مسئلہ ہے۔ گندم کے یا مکئی کے۔ ویسے گندم کی فصل تو ان دنوں عروج پر ہے۔ ہر طرف گندم ہی گندم نظر آرہی ہے۔ شاید آپ کے ساتھ مکئی کے دانوں کا مسئلہ

بقیہ: آپ کی صحت

اگر ان کی اصل وجوہ دور کرکے ان کی بیوٹی تھراپی کے ذریعے علاج کریں تو آپ مستقل طور پر ایک شاداب جلد کی مالک بن سکتی ہیں۔ جلد کی روزانہ کی صفائی وغیرہ جو پچھلے ہفتے شائع ہوئی تھیں، ان پر سختی سے عمل کریں۔ غذا میں تیز مرچ مصالحے اور چکنائی اسی فیصد کم کردیں۔ پھل اور سبزیوں کو زیادہ استعمال کریں۔ سلاد۔ جوس اور تازہ پانی بہت استعمال کریں۔ بھرپور نیند لیں۔ ڈپریشن سے دور رہیں۔ کیل مہاسوں کی موجودگی میں میک اپ سے پرہیز کریں۔ دن میں 3-4 مرتبہ چہرہ تازہ اور ٹھنڈے پانی سے دھوئیں۔ چہرے کو دھونے کے بعد تولیے سے پونچھے بغیر خشک ہونے دیں۔ کیل مہاسوں کو ناخن سے نہ کھجائیں۔ عناب کا عرق خون صاف کرنے کے لئے بہت مفید رہتا ہے۔ مختلف جلد کے لئے مختلف ماسک ہوتے ہیں، جن کے استعمال سے جلد صاف رہتی ہے اور مختلف بیماریوں سے بھی نجات رہتی ہے اور رنگت میں بھی نکھار آتا ہے۔ یہ اب آپ پر منحصر ہے کہ آپ اپنی جلد کے حساب سے کون سے ماسک کا انتخاب کرتی ہیں۔

1۔ چائے کا ایک چمچہ شہد اور ایک انڈے کی سفیدی کو اچھی طرح ملا کر چہرے اور گردن پر خوب گاڑھا لیپ کیجئے۔ یہ لیپ 10-15 منٹ تک لگا رہنے دیں پھر دھودیں۔

2۔ ایک چمچہ خمیر اور ایک چمچہ شہد آدھا کپ گرم دودھ میں ملا کر کسی گرم جگہ ڈھک کر رکھ دیں، جب یہ دودھ پھٹ جائے تو اسے ماسک کی طرح استعمال کریں۔

3۔ کھانے کے دو چمچے پپیتا لیں۔ اس میں 10 قطرے لیموں کے جوس کے ڈالیں اور اسے 20 منٹ اسی طرح پڑا رہنے دیں، پھر اس کو چہرے پر لگائیں۔

4۔ خشک مٹر کے دانے دھو کر سائے میں رکھ دیں اور خشک ہونے دیں، جب خشک ہوجائے تو اس کا سفوف بنا کر بوتل میں محفوظ کرلیں۔ جب استعمال کرنا ہو تو اس میں حسب ضرورت عرق گلاب اور کسی بھی موسمی پھل کا جوس ملا کر پیسٹ بنا کر چہرے پر لگائیں۔ یہ جلد کو صاف کرتا ہے اور مساموں کو بند کرتا ہے۔

5۔ شہد اور خوبانی پر مشتمل ماسک بازار میں تیار ملتے ہیں، اس کا مسلسل استعمال بالوں کی افزائش روک دیتا ہے۔

6۔ اگر کہنیوں، انگلیوں اور پیروں پر سیاہ نشانات پڑ گئے ہیں تو ان پر لیموں کا چھلکا لے کر ان پر پھٹکری تھوڑی سی چھڑک کر رگڑیں، نشان ختم ہوجائیں گے۔

گرمیوں کے موسم کے لحاظ سے ملتانی مٹی میں عرق گلاب، لیموں کا عرق اور اسکن ٹانک ملا کر چہرے، گردن اور ہاتھ پاؤں پر لگائیں (اس سے نہ صرف کیل مہاسے صاف ہوتے ہیں بلکہ بلیک ہیڈز بھی صاف ہوجاتے ہیں) جب یہ مٹی کا لیپ سوکھ جائے تو ان کو صاف پانی سے دھو کر ہلکی سی سینیشنگ کریم سے مساج کریں، اس کے لئے ہومیو پیتھی کی **Face Cure** کریم بہت مناسب رہتی ہے۔

جلد پر نمودار باریک باریک مسّے انجیر کے کچے پھل کا دودھ لگانے سے ایک ہفتے میں صاف ہوجاتے ہیں۔

ایک ابٹن ہے جو جلد کے مختلف مسائل کو حل کرتا ہے، اس کو کسی حکیم کے ذریعے بنوا کر استعمال کریں۔ نسخہ مندرجہ ذیل ہے۔

نشاستہ گندم 10 تولہ۔ بالچھڑ 1 تولہ۔ ناگر موتھا 1 تولہ۔ چھیڑ چھبیلا 2 تولہ۔ دلدار ہلدی 2 تولہ۔ برادہ صندل سرخ 2 تولہ۔ روغن بادام 5 تولہ۔ گل انار 2 تولہ۔

ہومیو پیتھک دوا کے طور پر **Berberis Aq.** ∅ کے 10-10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں ملا کر صبح وشام لیں۔ اگر کوئی اور اندرونی خرابی ہو تو علاج کروائیں۔

ایک بوٹی گل منڈی 6 گرام لے کر گرم پانی میں بھگودیں اور صبح مل کر چھان کر پی لیں۔ کیل مہاسوں میں مفید ہیں۔

ایک ایلو پیتھک دوا **IMEDEEN** بھی داغ دھبوں اور چھائیوں کے لئے مفید ہے۔

آپ کی صحت

چہرے اور جلد کی حفاظت

(گذشتہ سے پیوستہ)

کلینزنگ (CLEASING):

بیوٹی روٹین میں سب سے پہلے کلینزنگ ہونی چاہیئے تاکہ مساموں کو بند کرنے والی آلودگی اور ذرات کو اچھی طرح صاف کردے۔ کیکٹس کا کلینزر، لیموں کے بیس کے ساتھ سب سے بہتر رہتا ہے۔ ہمارے گاؤں دیہات شہروں سب جگہ مختلف اقسام کے کیکٹس باسانی پائے جاتے ہیں۔ کیکٹس میں مائیچر کو تحفظ دینے کی مثالی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس کلینزر کا مساج نہایت آرام سے کرنا چاہیئے اس کی رگڑ جلد پہ اوپر کی طرف اور باہر کی طرف انتہائی ہلکے ہلکے انداز میں عمل میں لائی جائے۔ کلینزنگ کے عمل میں اپنی گردن کو بھی نہ بھولیں اس کو بھی شامل رکھیں۔ ہمیشہ گیلی روئی استعمال کریں تاکہ یہ جلد کی رطوبت نہ جذب کرلے۔ یہ کلینزنگ صبح اور پھر رات کو بستر پر جانے سے پہلے کریں۔ لیموں نہ صرف قدرتی کلینزر ہے بلکہ ایک قدرتی بلیچ بھی ہے جس کے استعمال سے کچھ جلد کی رنگت صاف ہونے لگتی ہے۔ لیموں اور کیکٹس کا استعمال جلد پر جھریوں اور سلوٹوں کے حملوں کی روک تھام کرتا ہے۔

ٹوننگ (TONING):

دوسرا قدم ٹوننگ کا ہے۔ ٹوننگ کلینزر کے آخری مرحلے کے اثرات ڈائل کرکے گرد کو تحلیل کرتی ہے اس سے جلد کی بیرونی سطح میں خون کی گردش بحال ہوتی ہے۔ اس عمل کے لئے بازار میں دستیاب کوئی بھی اسکن ٹانک لوشن استعمال کریں۔ طریقہ یہ ہے کہ ایک برتن میں اسکن ٹانک کی تقریباً آدھی بوتل انڈیلئے، اس میں روئی کے چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھگو کر فریج میں رکھ دیں۔ ٹھنڈے لوشن میں بھیگے ہوئے روئی کے ٹکڑے چہرے پر لگانے کے لئے موزوں رہتے ہیں۔ روئی کے ان ٹکڑوں (پیڈز) کو تھپتھپانے کے انداز میں چہرے پر لگائیں، انہیں پھینکنے سے پہلے چہرے پر رکھ کر دبائیں اور چہرے اور گردن پر اوپر کی طرف رول کریں، ٹانگ اور مرجھائی ہوئی جلد کے لئے پودینے اور شہد کے بیس کے ساتھ اسکن لوشن کا استعمال انتہائی عمدہ اور سودمند رہتا ہے۔ اسکن ٹانک جلد کو کس دیتا ہے اور مساموں کو مضبوط کرتا ہے۔

نورشنگ (NOURSHGING):

جب آپ سوتی ہیں تو جلد مردہ خلیوں کی جگہ نئے یعنی صحت مند خلیے تبدیل کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ روزانہ رات کو کوئی نورشنگ کریم ترجیحاً سنگترے سے بنی کریم چہرے کے اوپر کی طرف اور تھوڑی سے نیچے کی طرف لگائیں، اس سے اکڑے ہوئے پٹھے نرم ہوجائیں گے اور خون کی گردش تیز ہوگی اگر جلد زیادہ خشک ہے تو یہ عمل دو مرتبہ کریں۔ ایک اچھی نورشنگ کریم کو اسکن فوڈ بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ جلد کی نشوونما کے ساتھ ساتھ جلد کی کارکردگی کو بھی بہتر بناتی ہے۔ کمفرے COMFERY بابونہ، تل وغیرہ کی حامل نورشنگ کریموں کو استعمال کرنے سے جلد کی رنگت اور ساخت بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ بابونہ اعلیٰ درجہ کے ملائم کنندہ نباتات میں سے ہے، اس کا تیل کھردری اور موٹی جلد کو نرم و ملائم بناتا ہے۔

اب تک کے مضمون میں میں نے چہرے کی جلد کی اقسام کے بارے میں بتایا تھا، اب آپ بہنوں کو درپیش چہرے کے مسائل کو حل کرنے کی تدابیر بتاتی ہوں، میں طوالت کے خوف سے جلدی بیماریوں کی وجوہات بیان نہیں کررہی ویسے بھی ان جھریوں، کیل، مہاسوں اور داغ دھبوں، روئیں کی اصل وجوہ

ڈاکٹر ام محمد

کو جاننے سے زیادہ ان کے جلد از جلد تدارک میں آپ کو دلچسپی ہوگی۔

چہرے کی جھائیاں (FRECKIES):

اگر آپ کی جلد پر جھائیاں پڑنے کا رجحان پایا جاتا ہے تو جب بھی دھوپ میں نکلنا پڑے جلد پر سن بلاک یا سن سکرین ضرور لگائیں۔ لیموں اور ہلدی کا پیسٹ بنا کر لگانے سے جھائیاں مدھم پڑجاتی ہے۔ املوٹ (جسے چینی پھل بھی کہا جاتا ہے) اس درخت کے تازہ پتے لے کر انہیں دھوپ میں سکھا کر پیس لیں، اب 30 گرام سفوف لے کر عمدہ قسم کی سفید ویسلین میں ملادیں اور کسی صاف بوتل میں محفوظ کرلیں روزانہ رات کو سوتے وقت یہ کریم لگا کر سوجائیں، صبح نیم گرم پانی سے دھولیں ایک مہینے میں ان شاء اللہ آپ کو یہ شکایت ختم ہوجائے گی۔

آنکھوں کے سیاہ حلقے:

اگر آپ کا یہ مسئلہ بے خوابی، تھکاوٹ یا کمزوری کے باعث سے ہو تو اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں، اس کے ساتھ روزانہ رات کو آنکھوں کی صفائی کسی ای ہائیڈریٹ جیل سے کریں۔ جیل کا استعمال روئی سے کریں پھر بادام سے تیار کردہ کریم کو آہستگی سے لگا کر مساج کریں۔

(بادام کی کریم آپ بھی بناسکتی ہیں 6 عدد بادام ایک چائے کا چمچ بالائی اور ½ چائے کا چمچ لینولین لے کر بہت باریک پیسٹ بنا کر لگائیں) بادام عمدہ اسکن فوڈ ہے۔ کلینزنگ کے بعد آنکھوں کے گرد لگائی جانے والی کریم کو 10 منٹ بعد گیلی روئی سے صاف کردیں۔ بازار میں دستیاب سی وٹامن ماسک جولیکوئیڈ کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ بھی مناسب رہتا ہے۔ دراصل سی وٹامن ایک مائیچرائزر ہے جو جلد کو نئی قوت دیتا ہے۔ آنکھوں کے نیچے سوجن ہو تو چائے اور کافی کی مقدار نہایت کم کردیں۔ صبح کے وقت ایک گلاس نیم گرم پانی میں ایک لیموں کا رس ڈال کر پئیں۔ اس کے علاوہ اس مقام پر کوئی بھی گاڑھی کریم نہ لگائیں نہ کسی کریم کو زیادہ دیر رہنے دیں۔ ان کا ابھار کم کرنے کے لئے آلو کے قتلے یا کھیرے کا جوس بھی لگایا جانا مفید ہوتا ہے۔

عرق گلاب 100 گرام۔ روغن بادام 15 گرام۔ پھٹکری 15 گرام۔ 4 انڈوں کی سفیدی، ان سب کو پکا کرلئی سی بنالیں اور سوتے وقت لگائیں، صبح خوب مل کر دھولیں۔ یہ مرکب جھائیاں دور کرتا ہے۔

پھیلاؤ کے نشانات:

ایام حمل میں پیٹ کی جلد پھیل جاتی ہے اور جلد پر نشانات چھوڑ دیتی ہے، ان کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ مستقل نہ بن جائیں۔ خوبانی کا عرق اور شہد ہم وزن لے کر اس کا مساج جلد پر پھیلاؤ کے نشانات کو کم کرتا ہے، کھجانے کی صورت میں مزید نقصان ہوگا۔

روئیں:

بال جب چہرے یا ہاتھوں پر غیر ضروری انداز میں بڑھنے لگیں تو انتہائی پریشان کن مسئلہ ہوجاتا ہے اور اس سے جلد از جل نجات کے لئے خواتین بعض اوقات ایسے طریقے بھی آزمالیتی ہیں جو مزید پریشانی کا باعث ہوجاتا ہے خصوصاً نوجوان لڑکیوں کو سوچ سمجھ کر اپنی جلد پر چیزیں آزمانی چاہئیں۔ ایام کی خرابی جیسا کوئی مسئلہ ہو تو اس کو ڈاکٹر کی مدد سے حل کریں۔ اس کے علاوہ ایک دیسی نسخہ ہے کہ 6 ماشہ بے بجھا چونا اور 6 ماشہ ہڑتال پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملا کر جہاں کے بال صاف کرنا ہو اس جگہ لگائیں۔ 2-3 مرتبہ کرنے سے مستقل طور پر بال صاف ہوجائیں گے، اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ احتیاطاً پہلے اس کا پیسٹ بنا کر چہرے پر براہ راست نہ لگائیں، پہلے کان کے پیچھے کی جلد پر لگائیں تاکہ دیکھا جاسکے آپ کو یہ الرجی تو نہیں کرتا جلد سرخ تو نہیں ہوتی اگر مناسب رہے تو پھر چہرے پر لگائیں۔

سیاہ دانے (BLACK HEADS):

جن خواتین کے چہرے پر سیاہ دانے نکلتے ہیں وہ اپنے چہرے کو مندرجہ ذیل طریقے سے تیار کردہ ابٹن سے دھوئیں۔ بیسن 8 اونس۔ جو کا آٹا 8 اونس۔ بادام کی کھلی 8 اونس۔ اراروٹ کا آٹا 4 اونس۔ گلیسرین میں اس کو گھول کر چہرے پر لگائیں۔

کیل مہاسے:

کیل مہاسوں کا اور جوانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

پلاؤ کی قسمیں

مریم فصیح

بہت سے لوگ بریانی نہیں کھاتے اور سادہ چاول پسند کرتے ہیں اگر ان کو پلاؤ بنا کر دے دیا جائے تو وہ خوش ہوجاتے ہیں۔ پلاؤ کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ آج ہم آپ کو چار پانچ قسم کے پلاؤ بنانا سکھائیں گے۔ آپ ان کو بنائیں اور گھر والوں سے داد حاصل کریں۔

سادہ پلاؤ:

اجزاء: بکری کا گوشت ایک کلو۔ باسمتی چاول آدھا کلو (دھوکر 15 منٹ بھگولیں)۔ ادرک ایک چھوٹا ٹکڑا۔ لہسن بغیر چھلا ہوا ایک ٹکڑا (یخنی کیلئے)۔ نمک حسب ذائقہ۔ دھنیا ثابت ایک کھانے کا چمچ۔ سونف ایک چائے کا چمچ۔ سفید زیرہ آدھا چائے کا چمچ۔ بڑی الائچی دو عدد۔ تیز پات دو عدد۔ پیاز دو عدد (ثابت رکھیں)

ترکیب: ایک دیگچی میں گوشت چار یا پانچ گلاس پانی اور یہ ساری چیزیں سوائے پیاز، لہسن اور ادرک کے باقی تمام اشیاء پوٹلی میں باندھ کر ڈالیں۔ ڈال کر ہلکی آنچ پر یخنی تیار کرلیں جب گوشت گل جائے تو یخنی تیار ہے۔

پلاؤ سگھارنے کی لئے اجزاء: پیاز چار عدد (باریک کٹی ہوئی)۔ ادرک، لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ۔ چھوٹی الائچی چھ عدد۔ ہری مرچ چار عدد۔ سیاہ زیرہ آدھا چائے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔ تیل ایک پیالی۔

ترکیب: ایک دیگچی میں تیل ڈال کر پیاز گولڈن براؤن کرلیں جب گولڈن براؤن ہوجائے تو آدھی نکال کر اخبار پر پھیلادیں تاکہ خستہ ہوجائے۔ تیار کی ہوئی یخنی سے گوشت نکال لیں اور یخنی چھان لیں۔ پیاز اور لہسن کو دبا دبا کر سارا عراق نکال لیں، آدھی تلی پیاز میں ادرک، لہسن، دہی، سیاہ زیرہ، ہری مرچ اور چھوٹی الائچی ڈال کر ہلکا سا بھون کر گوشت ڈال دیں۔ دوبارہ تھوڑا سا بھون لیں اور یخنی ڈال دیں، جب یخنی میں جوش آجائے تو بھیگے ہوئے چاولوں کا پانی نکال کر ڈالیں۔ نمک اور سرکہ ڈال کر چمچ چلا کر ڈھکن ڈھانک دیں۔ جب پانی خشک ہونے لگے تو دیگچی کو توے کے اوپر ہلکی آنچ میں دم پر رکھ دیں۔ جب بھاپ اوپر آجائے تو پلاؤ تیار ہے۔ پیش کرتے وقت تلی ہوئی پیاز پلاؤ کے اوپر ڈال دیں، دہی کے رائتے اور اچار ساتھ رکھیں۔ جب بھی اس طریقے سے چاول پکائیں دھیان رکھیں کہ چاول کا پانی تقریباً ایک ڈیڑھ انچ اوپر ہونا چاہیے اس سے چاول کھلے کھلے پکیں گے۔

ایرانی پلاؤ:

اجزاء: چاول باسمتی آدھا کلو۔ دال چنا آدھا پاؤ۔ دہی آدھا پاؤ۔ قیمہ آدھا کلو۔ پیاز دو عدد۔ گرم مصالحہ ثابت دو چائے کے چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ لال مرچ ایک چائے کا چمچ۔ تیل ایک پیالی۔

ترکیب: دال صاف کرکے رات کو بھگو دیجئے، صبح پانی نکال دیجئے، چاول صاف کرکے بھگودیں۔ ایک گھنٹے بعد پانی نکال دیں۔ پتیلے میں تیل گرم کرکے پیاز تل لیں۔ دال ڈال کر بھون لیں، دو منٹ بعد ایک لیٹر پانی ڈال دیجئے۔ ڈھکن سے بھاپ نکلتی نظر آئے تو چاول، نمک اور گرم مصالحہ ثابت ڈال دیجئے۔ آنچ ہلکی رکھیں، پانی خشک ہوجائے تو آنچ مزید دھیمی کرکے سوتی کپڑا بھگو کر پتیلے کا ڈھکن لپیٹ کر پتیلے کے منہ کو مضبوطی سے بند کردیجئے اور پتیلے پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں۔ بیس منٹ بعد اتار لیں۔ اب قیمہ تیار کرلیں، پہلے پیاز فرائی کریں، پھر اس میں قیمہ اور مصالحہ ڈال دیں، قیمہ اچھی طرح بھون لیں۔ ایک پیالی پانی ڈال دیں، جب قیمہ تیار ہوجائے تو قیمہ اور چاولوں کی تہہ لگالیں۔ چاہیں تو آلو اور کھیرے کے ٹکڑے تل کر اس میں ڈال دیں اور کچھ ٹکڑے چاولوں کے اردگرد رکھ کر ڈش سجا لیجئے اور پیش کیجئے۔

ناریل پلاؤ:

اجزاء: چاول نصف کلوگرام۔ ناریل کا دودھ ایک کلو۔ گھی آدھا پاؤ۔ انڈا ایک عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔ پیاز دو عدد۔ گرم مصالحہ ثابت دو چمچ۔ ناریل آدھا پاؤ۔ کشمش ایک چھٹانک۔ بادام گری ایک چھٹانک۔

ترکیب: باسمتی چاول صاف کرکے بھگو دیجئے، ایک گھنٹہ بعد پانی نکال دیجئے، پتیلے میں تیل یا گھی گرم کرکے پیاز تل لیں۔ پھر ناریل کا دودھ، نمک، گرم مصالحہ شامل کردیں۔ ابال آنے پر چاول ڈال کر ڈھکن بند کردیں اور آنچ ہلکی رکھیں، چند منٹ بعد ڈھکن اٹھا کر دیکھیں، اگر پانی خشک ہو رہا ہو تو پہلے سے تلی ہوئی کشمش، ناریل اور بادام کی گریاں باریک کاٹ کر دم دیئے ہوئے چاولوں پر پھیلادیں، مزیدار ناریل پلاؤ تیار ہے۔

بڑیوں کا پلاؤ:

بڑیاں ایک پاؤ۔ چاول آدھا کلو۔ گھی ڈیڑھ پاؤ۔ پیاز دو عدد۔ گوشت آدھا کلو۔ دال ماش آدھا پاؤ۔ نمک حسب ذائقہ۔ دال چنا ایک چھٹانک۔ سرخ پسی مرچ ایک کھانے کا چمچ۔ دال مونگ ایک چھٹانک۔ گرم مصالحہ دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: گوشت دھو کر اور پتیلے میں ایک کلو تک پانی اور نمک ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیے، پانی تین پاؤ رہ جائے تو اتار لیجئے، یخنی تیار ہے۔ گوشت الگ کرکے ہڈیاں نکال کر پھینک دیں اور گوشت کو سل پر باریک پیس لیجئے۔ دالیں صاف کرکے رات کو ہی بھگو دیں، صبح کو پانی نکال کر دالیں بھی پیس لیجئے، اب دالیں پسا ہوا گوشت، ایک چمچ سرخ مرچ، نمک، گرم مصالحہ ڈال کر ملا دیجئے اور اس آمیزے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر دھوپ میں رکھ کر اچھی طرح خشک کرلیں۔ چاول صاف کرکے بھگو دیجئے، ایک گھنٹے بعد پانی نکال دیجئے، پتیلے میں پیاز سرخ کرکے پانی کا چھینٹا دے کر آہستہ آہستہ پیاز کا رنگ نکال لیجئے، اب اس میں بڑیاں ڈال کر سرخ کرلیں۔ دو منٹ کے بعد یخنی ڈال دیں اور ڈیڑھ پیالی پانی مزید ڈال دیں۔ ایک چمچ سرخ مرچ، گرم مصالحہ اور نمک ڈال کر پکائیں، جب پتیلے سے بھاپ نکلنے لگے تو چاول ڈال کر پکائیں، پانی خشک ہونے لگے تو کپڑے کو ڈھکن پر لپیٹ کر دم دے دیجئے، پلاؤ تیار ہے گرم گرم بڑیوں کا پلاؤ پیش کریں، رائتے اور سلاد کے ساتھ اور داد تحسین وصول کریں۔

افغانی پلاؤ:

چاول آدھا کلو۔ گوشت آدھا کلو۔ پیاز ایک پاؤ۔ لہسن ایک عدد۔ ثابت دھنیا دو بڑے چمچ۔ گاجر ایک پاؤ۔ زیرہ دو بڑے چمچ کشمش آدھا پاؤ۔ گرم مصالحہ ثابت دو بڑے چمچ گھی آدھا پاؤ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سرخ مرچ ایک چمچ۔

ترکیب: گاجر کے کشمش جتنے ٹکڑے کاٹ لیجئے، کشمش صاف کرلیجئے، اب گاجر اور کشمش کو گھی میں تل لیں، چاول صاف کرکے ایک گھنٹے کیلئے بھگو دیں۔ دیگچی میں گھی ڈال کر پیاز اور لہسن بھون کر ایک پاؤ پانی ڈال کر گوشت، نمک، مرچ ثابت دھنیا، زیرہ شامل کرکے ہلکی آنچ پر پکائیں، پانی خشک ہونے پر ایک درمیانہ چمچ گھی ڈال کر گوشت بھون لیجئے۔ اب تقریباً ایک کلو پانی ڈال کر یخنی پکائیں، جب پانی آدھا کلو رہ جائے تو اتار لیجئے، یخنی بہت ہی ہلکی آنچ پر پکائیں۔ اب دوسری دیگچی میں ایک چھوٹا پیاز کاٹ کر تیل میں تل لیں، خوب سرخ کریں۔ اب اس میں یخنی چھان کر شامل کردیں، بوٹیاں الگ کرلیجئے، چاول نچوڑ کر پتیلے میں ڈال کر ڈھکن بند کردیجئے، جب چاول ایک کنی رہ جائیں تو اس دوران یخنی جذب ہوجائے گی۔ دوسری دیگچی میں ایک تہہ چاول، دوسری تہہ گوشت کی اور اوپر پھر چاول بچھا کر گاجر اور کشمش کی تہہ جما کر بیس منٹ کیلئے گیلے کپڑے سے دم دے دیجئے۔ خوش رنگ اور خوش ذائقہ پلاؤ تیار ہے۔ محنت تو ہوتی ہے مگر تعریف کی صورت میں پھل بھی ملتا ہے اور نئی چیزیں بنانے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

انگور

بنت عبدالرشید

انگور ایک لذیذ اور خوش ذائقہ پھل ہے۔ قرآن مجید نے انگور کو ''رزق حسن''، یعنی ایسا رزق جس میں انسان کے لئے بھلائی، نفع اور برکت ہی برکت ہو، قرار دیا ہے۔ مسلم ماہرین طب نے تجربات و مشاہدات کے بعد قدرت کے اس بے بہا عطیے کے جو خواص و فوائد معلوم کیے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ یہ دماغ کو تقویت دیتا ہے۔

۲۔ اس سے بینائی روشن اور تیز ہو جاتی ہے۔

۳۔ دل کو فرحت و نشاط کی دولت سے بہرہ ور کرتا ہے۔

۴۔ جسم کو مضبوط، فربہ اور طاقتور بناتا ہے۔

۵۔ انگور خود زود ہضم ہے اور نظام انہضام کی اصلاح کر کے اسے طاقتور بناتا ہے۔

۶۔ یہ قبض کشا ہے۔ اس کے کھانے سے جسم قبض کے نتیجے میں جنم لینے والی بیماری سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۷۔ انگور میں جسم کے بند مسام کھول دینے کی خاص تاثیر ہے۔ مسام کھلنے کے بعد بہت سے مضر صحت جراثیم اور فاسد مادے پسینے کے ذریعے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں اور یہ صورت حال جسم کو صحت مند بنانے کی ضامن ہے۔

۸۔ اس کے استعمال سے خون صاف ہوتا ہے، نیا، سرخ اور صالح خون پیدا ہوتا ہے۔

۹۔ چہرے کے رنگ کو نکھار کر اسے شاداب اور باوقار بنا دیتا ہے۔

۱۰۔ اس کے کھانے سے رکا ہوا پیشاب کھل جاتا ہے۔

۱۱۔ اس کی یہ بھی تاثیر ہے کہ بدن میں رکے ہوئے فضلات اور جوڑوں میں جمے ہوئے زہریلے اجزاء کو خارج کر دیتا ہے۔

۱۲۔ زکام، نزلے اور کھانسی جیسے تکلیف دہ عوارض سے بچنے کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔

۱۳۔ جوڑوں کے دردوں میں مبتلا مریض اسے استعمال کر کے افاقہ حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۴۔ گردے اور مثانے کو فاسد مادوں سے پاک کر دیتا ہے۔

۱۵۔ بچوں کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

گھریلو چٹکلے

بنت عبدالرشید، شکر گڑھ

☆......اگر لیموں کو تیل لگا کر فریج میں رکھ دیا جائے تو یہ سوکھتے نہیں ہیں۔ ☆......موتیا اور چنبیلی کی جڑوں میں لسی یا چھاچھ ڈال دیں یا پھر دودھ کی دیگچی دھو کر اس کا پانی ان پودوں کی جڑوں پر ڈالیں تو بہت زیادہ پھول آئیں گے۔ ☆......پھلوں سے زیادہ رس حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ رس نکالنے سے قبل انہیں تھوڑا سا گرم کر لیا جائے۔ ☆......پلاؤ میں اگر زیادہ دم لگ جانے کی وجہ سے چاول سخت ہو جائیں یا کنی رہ جائیں تو اس میں دودھ یا پانی کا چھینٹا دیجئے، اگر اس دودھ یا پانی میں ذرا سا نمک بھی گھول لیا جائے تو بہتر ہے ایسا کرنے سے چاول ملائم ہو جائیں گے۔ ☆......اگر کریم سوکھ جائے تو اس میں تھوڑا سا گلاب کا عرق ڈال دیجئے تو وہ ٹھیک ہو جائے گی اور دوبارہ کام آسکے گی۔ ☆......اگر مچھلی کا کانٹا گلے میں پھنس جائے تو ایک چمچ لیموں کا رس پییں۔ اس سے یہ ہوگا کہ کانٹا آسانی سے باہر نکل آئے گا۔ ☆......اگر فریج میں سلاد اور سبز دھنیا رکھنا ہو تو کبھی پلاسٹک کے لفافے میں نہ رکھیں بلکہ کاغذ کے لفافے میں رکھنے سے یہ زیادہ عرصہ تازہ رہیں گے۔ ☆......اگر سالن میں مرچیں زیادہ ہو جائیں تو کھٹائی مثلاً ٹماٹر یا دہی ڈال دیں مرچ کم ہو جائے گی۔ ☆......اگر سالن میں نمک زیادہ ہو جائے تو اس میں چھالیہ ڈالیں نمک کم ہو جائے گا۔ ☆......اگر آلو کے چپس بنانے ہوں تو چپس کاٹنے کے بعد ان کو نمک اور سرکہ ملے پانی میں ڈبو دیں، جب تلنے ہوں تو پانی نچوڑ لیں، خستہ اور کرارے چپس بنیں گے۔ ☆......کچے ٹماٹر اگر جلدی لال کرنے ہوں تو ان کو اخبار میں لپیٹ کر رکھیں۔ ☆......ٹھنڈے پانی میں رکھے ہوئے لیموں کئی ہفتے تازہ رہتے ہیں، پانی دو دن بعد بدل دیں۔ ☆......لیموں اگر سوکھ جائیں تو ان کو گرم پانی میں دو گھنٹے ڈبو دیں، دوبارہ تازہ ہو جائیں گے۔

زیرِ لب

آنکھیں بند کرنا:

ماں (بیٹی سے): بیٹی! تم آنکھیں بند کر کے املی کیوں کھا رہی ہوں؟

بیٹی: امی جان! میں نے مس سے وعدہ کیا تھا کہ اب املی کی طرف دیکھوں گی بھی نہیں؟ (بنت ڈاکٹر محسن شاہ، ملتان)

آلو بخارا:

استاد: (شاگرد سے) آلو بخارا کسے کہتے ہیں؟

شاگرد: جس آلو کو بخار ہو گیا ہو۔

بے بس:

استاد: (شاگرد سے) بے بس کے معنی بتاؤ؟

شاگرد: جس کے پاس بس نہ ہو اسے بے بس کہتے ہیں۔

چیئر مین کے معنی:

استاد: (شاگرد سے) چیئر مین کسے کہتے ہیں؟

شاگرد: جناب کرسیاں بنانے والے کو۔

عینک کی تعریف:

استاد: (شاگرد سے) عینک کی تعریف کرو۔

شاگرد: عینک اس چیز کو کہتے ہیں جو آدمی کی ناک پر بیٹھ کر پکڑ لیتی ہے۔ (بنت سبز علی خان، کراچی)

گنوں کی کاشت:

افیونیوں کو مٹھائی کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ دو افیونی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے، ایک بولا یار گنوں کی کاشت کریں گے بڑا مزہ آئے گا تڑاق سے توڑا اور چوسنے لگے۔ دوسرا بولا ہاں یار بڑا لطف رہے گا تڑاق پڑاق توڑا اور چوس لیا۔ اس پر پہلے والے نے بگڑ کر کہا کہ میں نے تو ایک ہی گنا توڑا تھا تو نے دو کیوں توڑ لئے دوسرا بولا ہمارا کھیت ہے چاہے سو کھائیں تو کون ہے روکنے والا تو بھی کھا لے۔ بس جناب اسی بات پر لڑائی شروع ہو گئی۔ غرض لڑائی اتنی بڑھی کہ مقدمہ قاضی کے یہاں پہنچا۔ قاضی نے انہیں اس حماقت کی اس طرح سزا دی کہ دونوں سے کہا پہلے اس کاشت کا سرکاری محصول تو داخل کر دو۔ پھر مقدمہ کی سماعت ہو جائے گی، چنانچہ جناب اس نے پہلے تو دونوں سے محصول داخل کروا لیا پھر دونوں سے کہا کہ دیکھو خبردار برابر گنے توڑا کرو، یہ فیصلہ کر دیا۔ (ماخوذ از حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات ص ۲۶۲) (کاوش محمود۔ کراچی)

جو آپ نے لکھا

دل کو تسکین ملتی ہے:

"خواتین کا اسلام" ہمارے لیے ایک ایسا پھول ہے جو ہر مرتبہ مسکراتا ہوا ہم تک پہنچتا ہے۔ پھر ہمیں اس کے مضامین پڑھ کر بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ دل کو تسکین ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خواتین کا اسلام کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

خدا کرے اس میگزین کو ایسا عروج نصیب ہو زمانے میں
کہ آسمان بھی اس کی رفعتوں پہ ناز کرے

(ش بنت عبدالمالک مرحوم، حیدرآباد)

طویل غیر حاضری کے بعد:

میں آپ کی خدمت میں طویل غیر حاضری کے بعد پھر حاضر ہوئی ہوں، یہ غیر حاضری دراصل میرے غصے کا اظہار تھا کہ آپ نے میری پہلی تحریریں نہیں شائع کی۔ اب سوچا کہ میرے غصہ کرنے سے آپ کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ آپ کا وقت بچے گا۔ سوچ رہے ہوں گے کہ وقت کیسے بچے گا؟ تو وہ ایسے کہ میرا خط پڑھنے میں جو وقت ضائع ہونا تھا اس کی بچت ہو جاتی۔ خیر یہی سوچ کر میں نے دوبارہ لکھنے کی ٹھانی۔ (ہمشیرہ حافظ سید سلطان، فیصل آباد)

عجیب سی خوشی:

شمارہ 60 ہاتھ میں ہے، اس کو پڑھ کر عجیب سی خوشی محسوس ہوئی کیونکہ یہ 12 ربیع الاول کے بارے میں تھا اور اس میں میرا مراسلہ "فضائل درود شریف" بھی تھا، جس پر میرا نام نہ تھا، لیکن مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔ اس کے بعد کچھ عجیب بات معلوم ہوئی، وہ یہ کہ کچھ لڑکیوں کے نام شائع ہوئے یعنی سمیہ اور کلثوم اور فاطمہ لیکن مجھے معلوم ہے یہ غلطی سے ہوا ہوگا۔ ظاہر ہے انسان اتنا کام کرے گا تو بھول بھی ہوگی ہی۔ (اخت عبداللہ، لاہور)

☆اب خواتین کے اصل نام بھی شائع کیے جاتے ہیں، غلطی سے ایسا نہیں ہوا۔ آپ کا نام غلطی سے رہ گیا ہوگا۔

مؤثر کردار:

"خواتین کا اسلام" شمارہ نمبر 60 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ پیارے نبی کی پیاری باتیں دل و دماغ کو روشن کر گئیں جس سے ذہنوں پر لگا زنگ اتر گیا۔ حسن خلق پر بے حد سادہ اور دلکش انداز میں مولانا اسلم شیخوپوری صاحب نے اپنے مشاہدے اور احادیث کے آئینے میں درس قرآن کو لفظوں میں ڈھالا جو قابل ستائش ہے۔ اخت اقبال اور اہلیہ محمد فصیح صاحبہ سے گزارش ہے کہ ہمیں مختلف مشروب بنانے کی تراکیب بتائیں خصوصاً انہیں محفوظ رکھنے کا کوئی اچھا سا طریقہ بتائیں۔ جس طرح کیبل، ڈش اور فحش رسالوں کے اثرات گھر گھر پہنچ چکے ہیں اسی طرح ہماری دعا ہے کہ خواتین کا اسلام ان سب کے توڑ کیلئے گھر گھر پہنچ جائے۔ ہمارے ہاں اکثریت ایسے گھرانوں کی ہے جہاں اسلامی روایات کا احترام کیا جاتا ہے الحمدللہ اس کے فروغ کیلئے خواتین کا اسلام مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔ (اہلیہ سیف الرحمٰن، ملتان)

بہترین اندازِ خدمت:

"ضربِ مؤمن" روزنامہ "اسلام" اور ان کے تحت جاری ہونے والے رسائل خواتین کا اسلام، بچوں کا اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ لوگوں کے خلوص کے باعث اسلام اور مسلمانوں کی بہترین انداز میں خدمت کر رہے ہیں۔ آپ سب لوگوں کی خدمت اسلام کو اللہ رب العزت قبول فرمائے اور آپ کو اپنی رضا و خوشنودی سے نوازے، آمین۔ (ب، ٹیکسلا)

سیاہ دلوں کو ایمان سے منور کرتا رہے:

میں اپنی تحریر "معیوب نہیں قد کا پستہ ہونا" شاملِ اشاعت دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس حوصلہ افزائی پر آپ کی اور رسالے کی انتظامیہ کی شکر گزار ہوں۔ آخر میں اس دعا کے ساتھ اپنے خط کا اختتام کرتی ہوں کہ رب کائنات اس رسالے کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور یہ رہتی دنیا تک ہمارے سیاہ دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور کرنے میں معاونت کرتا رہے۔ آمین۔ (ح بنت معین الدین۔ کراچی)

اندھیرے میں اجالے کی مانند:

خواتین کا اسلام ایک بہترین رسالہ ہے۔ یہ آج کے فتنے کے دور میں خواتین کو راہِ راست پر لانے کا ایک عظیم راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس رسالے کو بہتر سے بہتر بنانے اور چلانے کی ہمت عطا فرمائے۔ خواتین کا اسلام ہمارے لئے دھوپ میں سائے کی مانند ہے اور اندھیرے میں اجالے کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ اس رسالے کے ذریعے سے تمام مسلم اور غیر مسلم خواتین کو سیدھا راستہ دکھائے۔ آمین۔ (اہلیہ عبدالقادر۔ بہ سلطان پور)

اللہ تعالیٰ کی قدرت:

میں نے یہ سنا تھا کہ بیل پر اور بینگن کے اندر اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ظاہر ہوا...... لیکن میری خواہش تھی کہ میں بھی اس طرح کی کوئی چیز دیکھوں، میں نے اس کے لئے دعا بھی کی، پس اچانک ایک دن میری نظر آسمان پر پڑی تو میں نے بادلوں سے لفظ "اللہ" بنا ہوا بالکل واضح اور صاف دیکھا، یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ (گل نسرین۔ میانہ گوندل)

اخلاص اور کوششوں کا منہ بولتا ثبوت:

خواتین کا اسلام کے تمام سلسلے پسند ہیں، اس سے ان شاء اللہ پورے ملک میں انقلاب آئے گا۔ اس کے ہر ہر لفظ سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ٹپکتی ہے، اس نے سارے رسائل و اخبارات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اس کی اتنی کم مدت میں اتنی ترقی کرنا آپ حضرات کے اخلاص اور کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس نے ہماری زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا ہے، ڈھیر ساری دعائیں دل سے نکلتی ہیں۔ ہم نے قلم اٹھانے کا حوصلہ کیا ہے آپ ہمارے اس حوصلے کو پست نہ کریں بلکہ اور ہمت بڑھائیں۔ (اخت محمد عثمان حسن زئی، بنتِ گل زیب خان، بنتِ عبدالعزیز صدیقی، بنتِ گل محمد خان۔ کراچی)

آہ! مفتی صاحب ہم نے آپ کی قدر نہ کی

م۔غ، کراچی

۳۰ مئی ۲۰۰۴ء کی صبح اہلِ کراچی کے لیے ایک بہت ہی بدقسمت صبح تھی۔ دن شروع ہوتے ہی معلوم ہوا کہ آج ایک بہت ہی عظیم ہستی ہم سے جدا ہوگئی اور صد بدقسمتی تو اس پر کہ سفاک قاتل بھی ہمارے ملک اور ہمارے ہی شہر کے باسی ...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج مفتی صاحب رحمہ اللہ کیلئے دل پر ہاتھ رکھ کر لکھ رہی ہوں۔ آنکھیں نمناک ہیں، لیکن ان آنسوؤں کا کیا فائدہ جبکہ زندگی میں حضرت کی قدر نہیں کی۔ آج امتِ مسلمہ کی ایک غم گسار شخصیت، مسلمان بیٹیوں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے داعی اور ان کو دعائیں دینے والی ہستی ہم سے رخصت ہوگئی ہے، ان کی دعاؤں سے ہم محروم ہوگئی ہیں، آہ! حضرت آپ تو منزل کو پا گئے، لیکن ہمیں اکیلا چھوڑ گئے۔ بار بار کان میں حضرت مفتی صاحب شہید رحمہ اللہ کے بیان کے الفاظ گونج رہے ہیں، کتنا پیارا اور ٹھہرا ہوا انداز تھا، کس قدر علمی و عملی نوعیت کی آپ کی تقاریر ہوتی تھیں۔ لیکن اب کیا فائدہ جو اس وقت قدر نہ کی۔ یہ ہم سب کی بدقسمتی ہے اور میرے مخاطبین خصوصاً وہ لوگ ہیں جو ہر وقت علمائے کرام سے یہی شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ امت کے حالات خراب ہیں اور علماء کچھ نہیں کر رہے۔ ارے علماء کرام ہی تو کر رہے ہیں، وہی تو اپنی جانوں پر کھیل کر حق کی آواز بہانگِ دہل بلند کر رہے ہیں، اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک راہِ حق میں بہا دیتے ہیں، ابھی ماضی قریب کی تاریخ کو دیکھ لیں مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ، مفتی عبدالسمیع شہید رحمہ اللہ نے اپنی جانیں راہ خدا میں لٹائیں، پھر حضرت شہید لدھیانوی رحمہ اللہ نے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا اور اب حضرت مفتی نظام الدین شامزئی صاحب بھی اپنے اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے منزلِ مقصود کو پا گئے اور ہماری زبانیں یہی کہتی رہ گئیں کہ "علماء کچھ تو کریں"۔ شاید ہماری ناقدری ہی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ نفوس کو اپنے پاس بلا لیا۔ جو لوگ ساری زندگی دوسروں کو بھلائی کی طرف بلاتے رہے ہوں ان سے شکوہ اور ان کی بے توقیری کوئی کیسے کر سکتا ہے۔ یہ سمجھ نہیں آتا۔ دل میں خیال آتا ہے کہ "شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔" اگلے ہی لمحے "موت العالم موت العالم" کا مقولہ ذہن میں آ جاتا ہے۔ اب تطبیق کس طرح ممکن ہے سمجھ نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت مفتی صاحب شہید رحمہ اللہ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلا دے۔

اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ ووسع مدخلہ ونور مرقدہ۔ (آمین)

بے پردگی سے پردے کی طرف

درمیان گرداب کے حاصل کنارہ ہوگیا

میں ایک بے دین گھرانے میں پیدا ہوئی۔ میرے پیدا ہونے سے بہت پہلے ہی ٹی بی (ٹی وی) کی لعنت گھر میں موجود تھی، یعنی پیدا ہوتے ہی مجھے اللہ کی بغاوت پر اکسایا جانے لگا، ہمارے گھر کا رہن سہن تقریباً کسی طرح بھی مسلمان ہونے کی عکاسی نہیں کرتا تھا۔ میں نے شرعی پردہ کیوں کیا؟ اور کیسے کیا اس سے پہلے میرے گزشتہ حالات سنئے، گناہوں کا احساس تو ہوتا تھا لیکن رہنمانہ ہونے کی وجہ سے ہم اندھیروں میں بھٹکتے رہے۔ اس کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ تین بہنوں کی شادی بے دینوں میں ہوگئی۔ دل میں اللہ کی طرف سے گناہ چھوڑنے کا داعیہ پیدا ہوتا جو ٹھنڈے ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جاتا، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ گناہ کون کون سے ہوتے ہیں اور کیسے چھوڑے جاتے ہیں...... میں سیرو تفریح کی دلدادہ تھی، سب مجھے بچی سمجھتے تھے اور خود بھی شرارتی ہونے کے باوجود حساس تھی، روائتی پردہ تو سب بہنیں کرتی تھیں لیکن سب سے چھوٹی عمر میں میں نے کیا۔ ایک مرتبہ میں، باجی بہنوئی وغیرہ لاہور کے باغوں کی سیر کو چل دیئے۔ باغ میں پہنچتے ہی باجی نے نقاب کھول دیا۔ ہم چھوٹی دونوں بہنوں کو حکم ملا نقاب اتاردو، کچھ آگے چل کر باجی نے نقاب کھینچ دیا، جسے میں نے جلدی سے ٹھیک کرلیا۔ دراصل باجی کو اکسانے والے بہنوئی تھے، ان سے رہانہ گیا تو مثال کے لئے لاہور کی بے حیالڑکیاں دکھانے لگے۔ ؎ حیا مرچکی ہے حسینوں کی تائب...... جنازہ سڑک پر لئے جارہے ہیں۔

جب ہم نہ مانیں تو بہنوئی نے حیا کو تار تار کرنے والی وہ بات کہی جو شاید صدیوں تک نہ بھولے کہ ”مجھے تمہارے ساتھ چلتے ہوئے شرم آرہی ہے“ (یعنی پردہ کی حالت میں) پھر کیا تھا گناہ سے بغاوت نے جنم لیا۔ کچھ رعایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اچھا جہاں لڑکے نہ ہوں وہاں نقاب اتاردینا، ہم مان گئیں لیکن بعد میں کہنے لگے کیا مذاق بنایا ہوا ہے کہیں نقاب کرلیتی ہو کہیں اتاردیتی ہو۔ غیرت نے ایک دفعہ پھر انگڑائی لی، پھر کہیں بھی نقاب نہ اتارا، پھر ہمیں ایک ایسے باغ میں لے گئے جو نگوں کا باغ لگ رہا تھا خالص یورپ کا نظارہ پیش کررہا تھا۔ میں وہاں اپنے آپ کو غیر محفوظ اور اکیلا محسوس کررہی تھی، اتنا خوف، کوفت اور اجنبیت محسوس کررہی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ مجھے تنگ نظر اور ڈرپوک گردانتے ہوئے میرا مذاق اڑایا گیا اور ساتھ میں طنزیہ قہقہے اور جلی کٹی باتیں بھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس سب کے باوجود ہم وہاں بہت ہی کم دیر ٹھہرے لیکن وہ بہت ہی تلخ لمحے تھے جن کی تلخی میں ابھی تک محسوس کرتی ہوں۔ واپسی پر پردہ پر گفتگو ہوتی رہی جس کے دوران میں نے صاف طور پر بہنوئی سے کہہ دیا کہ آپ تو اس پردہ کی بات کرتے ہیں مجھے تو آپ سے بھی پردہ کرنا چاہئے (مجھے اپنے اس فقرہ سے یاد پڑتا ہے کہ شاید مجھے شرعی پردہ کا کسی حد تک علم تھا لیکن صحیح استحضار نہیں تھا) شاید وہ قبولیت کی گھڑیاں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی دلدل سے نکال لیا۔ اس سب کے باوجود ابھی میرا سیر کرنے کا شوق ختم نہیں ہوا تھا گو ٹھنڈا ضرور پڑ گیا تھا کہ سب سے بڑی باجی ہمارے گھر آئیں اور سیر و تفریح کا منصوبہ تشکیل دیا گیا۔ بڑی باجی چھوٹی باجی سے دو ہاتھ آگے نکلیں، باغ میں پہنچنے کے ساتھ ہی میری چادر کھینچتے ہوئے بولیں کہ یہاں کون ہے اتاروا سے...... بڑی بی! بس ایسے بہت سے دل خراش واقعات نے گناہوں سے بیزار کردیا۔ میں ابھی شیطان کی

بنت عبدالرؤف

چالوں میں الجھی ہوئی تھی کہ چھوٹی بہن نے پردہ کرلیا۔ میں نے شیطانی چالیں اس کے بھی گوش گزار کیں لیکن وہ ہر مشکل کو بے معنی کہتے ہوئے مجھے بے غیرت، بہانے باز اور نجانے کیا کچھ القابات سے نوازتی رہی، چھوٹا بھائی بھی اس کے ساتھ شامل ہوگیا اور میری خوب بے عزتی کی (یعنی غیرت جگائی)۔ ایک دن ہم دونوں اپنے استاذ صاحب سے نقاب ہی کی حالت میں پڑھ رہی تھیں۔ پھر میں اپنے ماموں کی بیٹی سے بات کرنے کے لئے چھت پر گئی اس نے سب سے پہلا سوال یہی کیا کہ کیا تم نے بھی شرعی پردہ کرلیا ہے؟ تو میں نے اثبات میں مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ہاں! اس طرح میری بہن اور بھائی مجھے پردہ کروانے میں کامیاب ہوگئے۔

اس کے بعد بہت جلد ہمیں حضرت والا مفتی رشید صاحب رحمہ اللہ اور حضرتِ والا حکیم محمد اختر مدظلہ کی شکل میں رہنما مل گئے، شرعی پردہ تو کرلیا تھا لیکن پردہ کی روح ان بزرگوں کے مواعظ پڑھنے کے بعد حاصل ہوئی، گھومنے پھرنے سے شدید نفرت ہوگئی، حضرت حکیم صاحب کو پڑھنے کے بعد مردوں کو دیکھنا بھی چھوڑ دیا، عورتوں میں مردوں کو دیکھنے کا بہت برا مرض ہے مزید یہ کہ اسے گناہ بھی نہیں سمجھتیں۔ میں تو عورتوں سے کہتی ہوں کہ بخدا اگر مردوں کو دیکھنا نہ چھوڑو گی تو ایک دن پردہ کی نعمت سے محروم ہوجاؤ گی اصل پردہ نہ دیکھنا اور نہ دکھانا غیروں کو، نہ سوچنا اور نہ پرانے خیالوں سے مزے لینا۔ اگر اس میں سے کسی چیز کی کمی ہے تو پردہ کی روح فنا ہے۔ ان باریک گناہوں سے بچنے کے لئے اصلاحی تعلق قائم کریں اور حضرت حکیم صاحب اور حضرت مفتی رشید صاحب کی کتابوں اور کیسٹوں کو کبھی بھی پڑھنا اور سننا نہ چھوڑیں حضرت حکیم اختر صاحب کی یہ کتابیں تو فوری طور پر لیں۔ جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات، تقویٰ کے انعامات، نظر کی حفاظت، ولی اللہ بنانے والے چار اعمال۔ الحمدللہ ان بزرگوں کی برکت سے غیر مردوں سے سخت لہجہ میں بات کرتی ہوں، باہر جانے سے حد درجہ احتیاط کرتی ہوں اگر جانا ہو تو ٹوپی والا برقعہ استعمال کرتی ہوں۔ کسی مرد سے کوئی چیز پکڑنی ہو تو ہاتھ پر کپڑا ڈال لیتی ہوں۔ جوتا ایڑھی کے بغیر والا پہنتی ہوں تاکہ دوسروں کو شور نہ سنائی دے، آہستہ آواز سے بولنے کی کوشش کرتی ہوں کہ غیر مرد میری آواز نہ سنیں، اللہ تعالیٰ مجھے ریا سے بچائے صرف اس لئے لکھ رہی ہوں کہ آپ پردہ کا مفہوم سمجھیں، اس کے علاوہ پردہ میں اتنا سکون، مزہ اور آسانی ہے کہ بیان سے باہر ہے، ہر فیشن سے نجات مل جاتی ہے پردہ کا مزہ تو پردہ کرنے والیاں ہی جانتی ہیں۔ جیسے حضرت والا فرمایا کرتے تھے۔

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

پی لیتیں تو جان لیتیں یا اب جان لیں، بدنظری اور اختلاط وغیرہ سے بچنے کے لئے میں نے اور چھوٹی بہن نے عالمہ بننے کا ارادہ بھی ترک کردیا گو کہ کچھ اور وجوہ بھی تھیں۔ گھر میں میں الحمدللہ حضرت والا کی کتابوں کیسٹوں سے بہت فائدہ حاصل کررہی ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ شرعی پردہ کو رواج دیں کیونکہ بے پردگی یورپ وغیرہ کا غلیظ تحفہ ہے۔ ٹوپی والا برقعہ ضرور استعمال کریں بدنظری سے پرہیز کریں۔ الحمدللہ میری دو باجیوں نے بھی پردہ کرلیا ہے، باقی ایک باجی، امی، بھانجیوں اور تمام مسلمان عورتوں کے لئے شرعی پردہ کی دعا فرمادیں۔

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

70

بدھ، 18 جمادی الاولیٰ 1425ھ مطابق 7 جولائی 2004ء

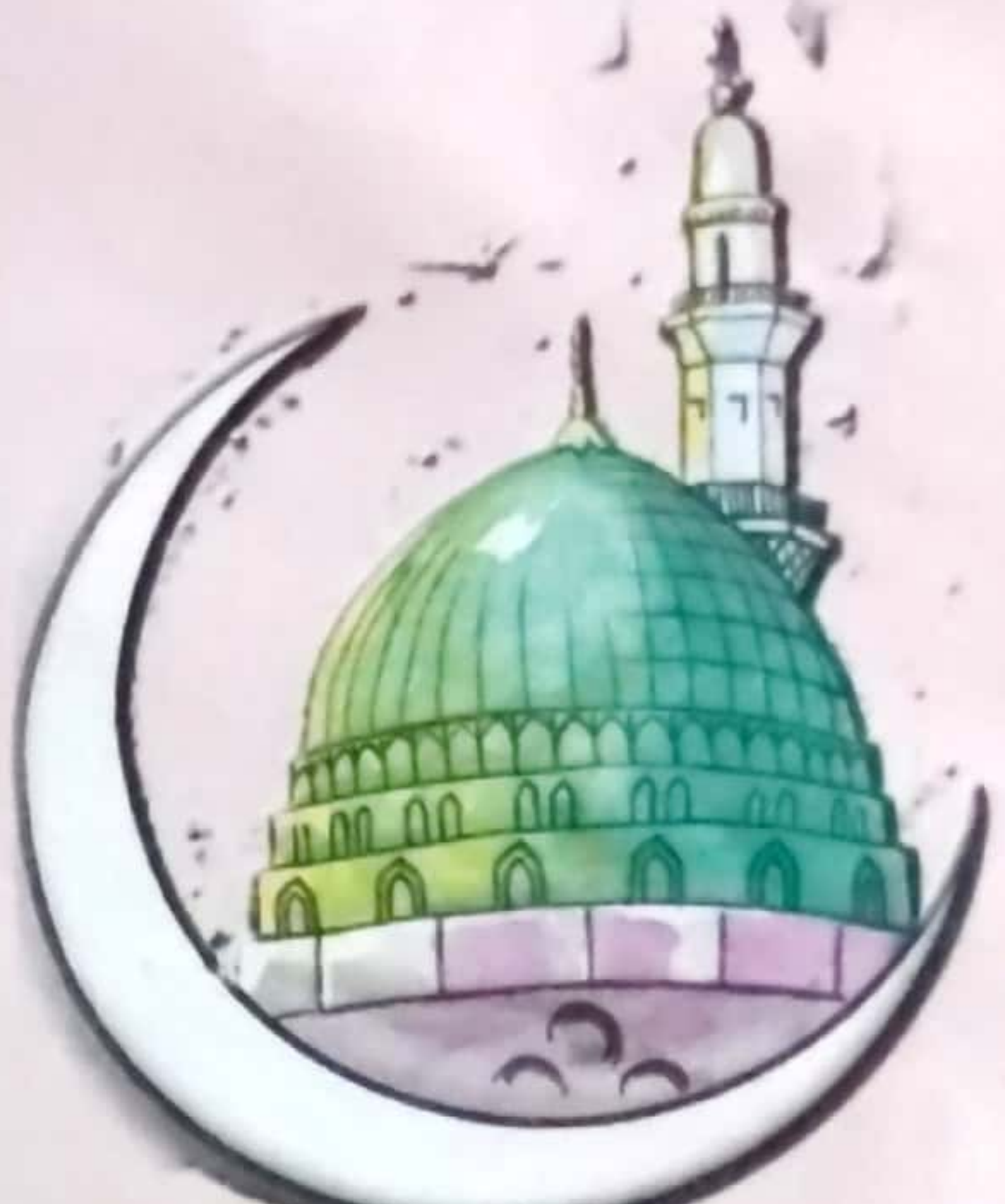

نبی پیارا ادائیں پیاری

گھریلو ناچاقیوں کا حل کہاں ہے

آپ کرائے دار تو نہیں

DIL BOLA... Pakola

Rs.20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو خیر کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

سورۂ آل عمران ہی میں دوسری جگہ ہے: ''تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لئے نکالا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔''

معروف اور منکر ایک دوسرے کی ضد ہیں، معروف ہر ایسے عمل کو کہا جاتا ہے جسے شریعت، عقل اور عرف کے اعتبار سے انسان اچھا سمجھیں اور منکر ایسا عمل ہوتا ہے جو ان تینوں اعتبار سے قبیح ہو لیکن اگر عقل اور عرف خدانخواستہ، شریعت سے ٹکرائیں تو فیصلہ کن حیثیت شریعت کو حاصل ہوگی، بگڑی ہوئی عقل اور فساد زدہ عرف اور معاشرہ کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ معروف کو منکر اور منکر کو معروف قرار دے دے اسی لئے ''لسان العرب'' میں ''معروف'' کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ''یہ ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق ہر ایسے عمل پر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کے تقرب اور انسانوں کے ساتھ احسان پر مشتمل ہو اور شریعت نے اس کی تعریف کی ہو۔'' اور منکر کا اطلاق ہر ایسے عمل پر ہوتا ہے جس کی شریعت نے قباحت اور حرمت بیان کی ہو اور اس سے منع کیا ہو۔ امام ابوحامد غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء علوم الدین'' میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو دین کا قطبِ اعظم اور مقصدِ عظیم قرار دیا ہے جس کی خاطر تمام انبیاء علیہم السلام کو بھیجا گیا، اگر اس کی بساط لپیٹ دی جائے اور اس کا علم و عمل نہ رہے تو کارِ نبوت معطل ہو جائے گا، دیانت مضمحل ہو جائے گی، ضلالت عام ہو جائے گی، جہالت کا غلبہ ہو جائے گا، ہر طرف فساد پھیل جائے گا، آبادیاں ویران ہو جائیں گی، انسان ہلاک ہو جائیں گے لیکن انہیں اپنی ہلاکت کا علم قیامت سے پہلے نہیں ہو سکے گا، اس کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ بڑے دکھ کے ساتھ کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ ہمیں جس بات کا اندیشہ تھا وہ رونما ہو چکی ہے، اس قطبِ اعظم کا علم اور عمل ختم ہو کر رہ گیا ہے اس کی حقیقت مٹ گئی ہے، دلوں پر مخلوق کی محبت اور خوف چھا گیا ہے خالق کی طرف توجہ نہیں رہی، لوگ نفسانی خواہشات اور شہوات کی اتباع میں حیوانوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں، روئے زمین پر ایسے سچے مومن بہت کم رہ گئے ہیں جو اللہ کے لئے ملامت کرنے والوں کی ملامت خاطر میں نہ لاتے ہوں۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اس دکھ کا اظہار صدیوں پہلے اس وقت کیا تھا جب ایسے لوگ موجود تھے جو حق اور سچ کی خاطر اپنی جان پر کھیل جاتے تھے جن کی حق گوئی کی درخشاں مثالیں مردہ دلوں میں زندگی کی امنگ پیدا کر دیتی تھیں، آج تو صورتحال اس سے کہیں زیادہ ابتر ہے کیونکہ دنیا کا زیادہ سے زیادہ حصول مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بن کر رہ گیا ہے، کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب خواہشات کی غلامی اور شہوات کی بندگی اختیار کر چکے ہیں، مخلوق کو ناراض کرنے کے مقابلے میں اللہ کو ناراض کرنا بہت آسان سمجھا جاتا ہے، مروت، مصلحت، حکمت اور سیاست جیسے خوشنما الفاظ کے پردے میں بدنیتی، ضمیر فروشی اور حق پوشی کا کاروبار پورے زور و شور سے چل رہا ہے، بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھا کر معروف کو منکر اور منکر کو معروف ثابت کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، جب تاویلاتِ فاسدہ کے ذریعے شر کو خیر اور خیر کو شر ثابت کر دیا جائے گا تو نہ امر بالمعروف کی ضرورت رہے گی اور نہ ہی نہی عن المنکر کی، کورچشموں کو ہر طرف ''سب اچھا'' دکھائی دے گا، سود کا نام پرافٹ ہوگا اور موسیقی روح کی غذا قرار پائے گی، ہر فیشن زمانے کی ضرورت ہوگا اور یہود و ہنود کی دوستی کو مصلحت کہا جائے گا، فلمیں دیکھنا ''حقائق'' جاننے کے لئے ضروری ہوگا اور تھوڑی سی شراب ''جسمانی فٹنس'' کے لئے مفید سمجھی جائے گی، آزادیٔ نسواں کے نام پر بے حجابی کو سندِ جواز دے دی جائے گی، تعلیمی، معاشرتی اور دفتری ضروریات کے تحت مرد و زن کا اختلاط ''فقیہ شہر'' کے خیال میں معیوب نہیں ہوگا گویا نہ بانس رہے گا اور نہ ہی بانسری بجے گی، یہی وہ پرفتن دور ہے جس کے آثار بہت حد تک واضح ہو چکے ہیں اور رہی سہی کسر پوری کرنے کی سرکاری سطح پر بھرپور کوششیں ہو رہی ہیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ کی طرح نامور محدث امام نووی رحمہ اللہ کو بھی یہی شکوہ تھا، وہ صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کا اکثر حصہ طویل زمانے سے ضائع ہو چکا ہے اور اس زمانے میں اس کے بہت تھوڑے سے نشانات باقی رہ گئے ہیں حالانکہ یہ شریعت کا عظیم باب ہے اور تمام معاملات کی اصلاح اور درستگی کا مدار اسی پر ہے، جب خباثت کی کثرت ہو جائے گی اللہ کا عذاب صالح اور طالح ہر ایک پر آئے گا، جب لوگ ظالم کا ہاتھ نہیں روکیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی فتنہ یا دردناک عذاب آجائے، لہٰذا جو لوگ آخرت کے طالب اور رضا الٰہی کے حصول کے آرزومند ہیں انہیں اس باب کو خصوصی اہمیت دینی چاہئے کیونکہ اس کا نفع بہت زیادہ ہے خاص طور پر اس وقت جب کہ اس کا بڑا حصہ مٹ چکا ہے۔'' (صحیح مسلم شرح نووی)

امام نووی اور امام غزالی رحمہ اللہ جیسے حضرات ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' پر جو اس قدر زور دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خود قرآن اور حدیث میں اس پر بڑا زور دیا گیا ہے اس موضوع سے متعلق دو آیات کا ترجمہ آپ اسی مضمون کے شروع میں پڑھ چکے ہیں، چند احادیث بھی سن لیجئے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، قبل اس کے کہ تم دعائیں کرو لیکن تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بنی اسرائیل میں جو پہلی خرابی پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک (نیک) شخص کسی (گناہوں میں مبتلا شخص سے ملتا تو اسے سمجھاتا کہ اللہ سے ڈرو اور جو کچھ کر رہے ہو وہ چھوڑ دو اس لئے کہ یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے، پھر جب دوبارہ اس سے ملتا تو اس کے گناہ اسے اس کے ساتھ خورد و نوش اور اٹھنے بیٹھنے سے مانع نہ ہوتے جب وہ ایسے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک جیسے کر دئے...... آخر میں آپ نے فرمایا ''اللہ کی قسم! تم نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا اور ظالم کا ہاتھ روکتے رہنا، اسے حق کی طرف مائل کرتے رہنا اور حق تک محدود رکھنے کی کوشش کرتے رہنا۔ (مسند احمد)

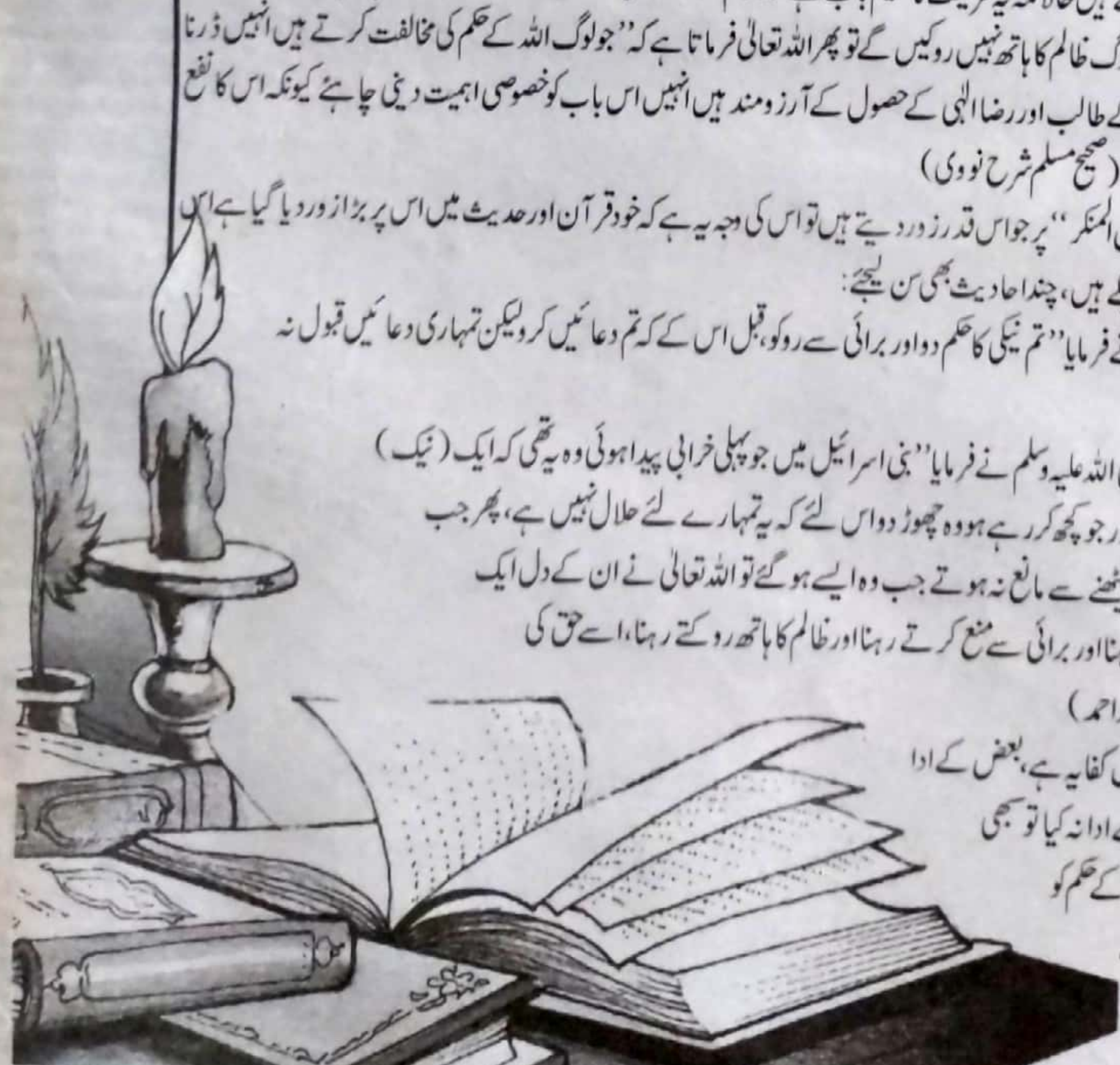

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے، بعض کے ادا کرنے سے باقی کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی نے بھی اسے ادا نہ کیا تو بھی گناہ گار ہوں گے۔ ظاہر ہے امام نووی رحمہ اللہ کا مقصد اجتماعی سطح پر اس کے حکم کو بیان کرنا ہے ورنہ گھر اور خاندان کی سطح پر ہم میں سے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اس فریضہ کو ادا کرے، اس فریضہ کو ادا کر کے ہی ہم اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔

میری ہر دشواری آسان فرما

اللّٰھُمَّ الْطُفْ بِی فِی تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ فَاِنَّ کُلَّ عَسِیْرٍ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ وَ اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدنیا والْاٰخرۃ۔ (طبرانی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میری ہر دشواری کو آسان فرما کر مجھ پر مہربانی فرما، ساری دشواریوں اور مشکلوں کو آسان کرنا تیرے لئے بہت آسان ہے اور میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں، دنیا اور آخرت میں سہولت اور آسانی کے لئے اور عافیت کے لئے۔

تعمیرِ فکر

گھریلو ناچاقیوں کا حل کہاں ہے

پیروں کے آستانوں میں یا اللہ و رسول کی اطاعت میں

میاں بیوی خاندان کی بنیادی اکائی سمجھے جاتے ہیں، عقدِ نکاح کے بعد دونوں کا تعلق استوار ہوتا ہے جو اس دنیا میں موت تک قائم رہتا ہے۔ یہ سارا عرصہ دونوں کو مل جُل کر گزارنا ہوتا ہے...... اس حقیقت سے کسی کو جائے فرار نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی طبیعت اور مزاج مختلف بنائے ہیں۔ طبیعتوں کا اختلاف اور مزاجوں کا سرد و گرم ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ خاندانی زندگی میں دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کا دوسرے سے الجھ جانا انہونی بات نہیں مگر اس الجھاؤ کا طویل ہو جانا خطرناک ہوتا ہے۔ آج کے دور میں خاندانی جھگڑے اتنے عام ہوگئے ہیں کہ معمولی بات پر مار پٹائی، طلاق اور قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ آپ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں درجنوں خبریں میاں بیوی کے جھگڑوں کی ہوں گی...... جھگڑے ہوتے ہیں تو لوگ ان کے حل کے لئے تگ و دو کرتے ہیں...... زیادہ تر پیروں فقیروں کے پاس بھاگتے ہیں...... آپ پیروں فقیروں کے آستانوں پر چلے جائیں آدھے سے زیادہ مرد و خواتین خاندانی جھگڑوں کو ختم کرانے کے لئے تعویز لینے آئے ہوں گے۔ کسی کی بیوی روٹھ کر میکے گئی ہوگی اور کسی کا خاوند دوسری عورت کے دام زُلف کا اسیر ہوگا، کسی کو شکایت ہوگی کہ اس کی نند نے تعویذ کر دئے اور کوئی کہے گی کہ میرے اوپر ساس نے کالا جادو کروا دیا ہے۔ پیر صاحب بھی اپنے آستانے پر راجہ اندر بنے بیٹھے کسی کو پانی دم کر کے دے رہے ہوں گے، کسی کو تعویذ اور کسی کو دھاگے پڑھ کے دے رہے ہوں گے۔ آنے والے مجبوروں کا کچھ بنے نہ بنے پیر صاحب کی تو چاندی ہو جاتی ہے، دم درود کا نذرانہ تو ہے ہی غیر محرم عورتوں کو دیکھ دیکھ کر آنکھیں سینکنے کا بہانہ بھی بن جاتا ہے۔ نام نہاد پیروں نے جنوں بھوتوں کی بھی عجیب و غریب ڈراؤنی قسم کی کہانیاں گھڑی ہوتی ہیں جو اپنے مریدوں اور سائلوں کے سامنے بیان کر کر کے انہیں خوب ڈراتے دھمکاتے اور ان سے پیسے بٹورتے ہیں۔ کتنے ہی گھر انہی پیروں فقیروں کے چکروں میں تباہ ہو چکے ہیں، کتنے ہی پیروں کے واقعات ہیں کہ اسی دم درود کے چکر میں گناہوں کی دَل دَل میں جا گرے ہیں جہاں سے واپسی کا امکان کم ہی ہوتا ہے...... خیر بات بہت دور نکل گئی عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ ہماری سادگی کی بھی انتہا ہے کہ ہم قرآنی آیات کے ورد کرنے، وظیفے پڑھنے اور چلے کاٹنے کے لئے طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اگر کوئی پیر صاحب کہہ دیں کہ چالیس دن تک روزانہ آدھی رات کے بعد تم قبرستان جا کر فلاں وظیفہ پڑھو گے تو اولاد ہوگی تو اس کے لئے فوراً تیار ہو جائیں گے لیکن اگر کوئی یہ کہہ دے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو، اپنے مال کی زکوٰۃ دو، تقویٰ اور پاکیزگی اختیار کرو، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو جو مانگنا ہے اللہ سے مانگو، تو طبیعت پر بہت گراں گزرتا ہے۔ الحمدللہ یہ بندہ پورے یقین و اعتماد سے کہتا ہے کہ اگر کسی گھر میں حرام داخل نہ ہوتا ہو، زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات کا اہتمام ہو، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو پامال نہ کیا جاتا ہو، اس کے احکام کی تعمیل کی جاتی ہو، طہارت و پاکیزگی کا اہتمام ہو تو اس گھر میں جن، بھوت پریت، آسیب کا کبھی ڈیرا نہیں ہو سکتا، نہ ہی اس گھر میں لڑائی دنگا فساد ہوگا، آپس کی ناچاقی، ایک دوسرے کے خلاف بُغض و کینہ، دوسرے کو پریشان اور رسوا کرنے جیسے ناپاک جذبات قطعاً پیدا نہیں ہوں گے۔ گھریلو ناچاقیاں اسی وقت ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو پامال کیا جاتا ہے۔ آج کا انسان جب گھریلو پریشانیوں سے تنگ آتا ہے تو پیروں فقیروں کے پاس بھاگتا ہے کہ وہ کوئی ''وظیفہ'' بتائیں...... پیر بتائے کہ روز ایک لاکھ مرتبہ ''یَا عَزِیزُ'' پڑھنا ہے تو کیا اس طرح پڑھ لینے سے مسئلے کا حل ہو جائے گا؟ جبکہ گھر میں ٹی وی چل رہا ہے، عورتیں بے پردہ ہیں، حرام کی کمائی دھڑا دھڑ پیٹ کا ایندھن بن رہی ہے...... ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ بعضے پریشان حال اور پراگندہ لوگ یارب یارب پکارتے ہیں لیکن ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں...... اس لئے کہ ان کا کھانا حرام، پینا حرام، پہننا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کیا کرو اس سے بلائیں اور بیماریاں دور ہوتی ہیں'' لیکن ہمارے بھولے بھالے مسلمان کا عمل یہ ہے کہ وہ یتیموں مسکینوں اور غریبوں کو تو اپنے دروازے سے دھکے دے کر بھگاتا ہے جبکہ ایک تعویذ حاصل کرنے کے لئے عاملوں کی تجوریاں بھرنے کے لئے تیار رہتا ہے...... یہ مسلمان کی سادگی نہیں کہ وہ قرآن کی آیتوں کو گھول کر پی گیا، تعویذ بنا کر گلے کا ہار بنا لیا، نئی دکان بنائی یا مکان تعمیر کیا تو ''برکت'' کے لئے سیپارے پڑھوا لئے، گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو گیا تو سورۂ یٰسین کا ورد کرا لیا...... کوئی مر گیا تو اُسے بخشوانے کے لئے سوا لاکھ گٹھلیوں پر درود پڑھوا لیا...... لیکن اگر کچھ نہ کر سکا تو قرآن کے پیغام پر غور و فکر نہ کر سکا، اسے دل کی گہرائیوں اور دماغ کی وسعتوں میں جگہ نہ دے سکا...... کبھی یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ میرا رب مجھ سے کیا کہتا ہے...... ہا!...... میری قوم کتنی سادہ مزاج ہے۔ محترم قارئین و قاریات! جائزہ لیجئے غلطی کہاں ہے؟ ہمارا کردار و عمل کیا ہے؟ دین کے تقاضے کیا ہیں؟ سوچئے کہ قرآن کی سورتیں بھوت پریت کو بھگانے کے لئے اتریں تھیں یا ان کا مقصد کچھ اور بھی تھا؟...... اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین یارب العالمین۔ والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

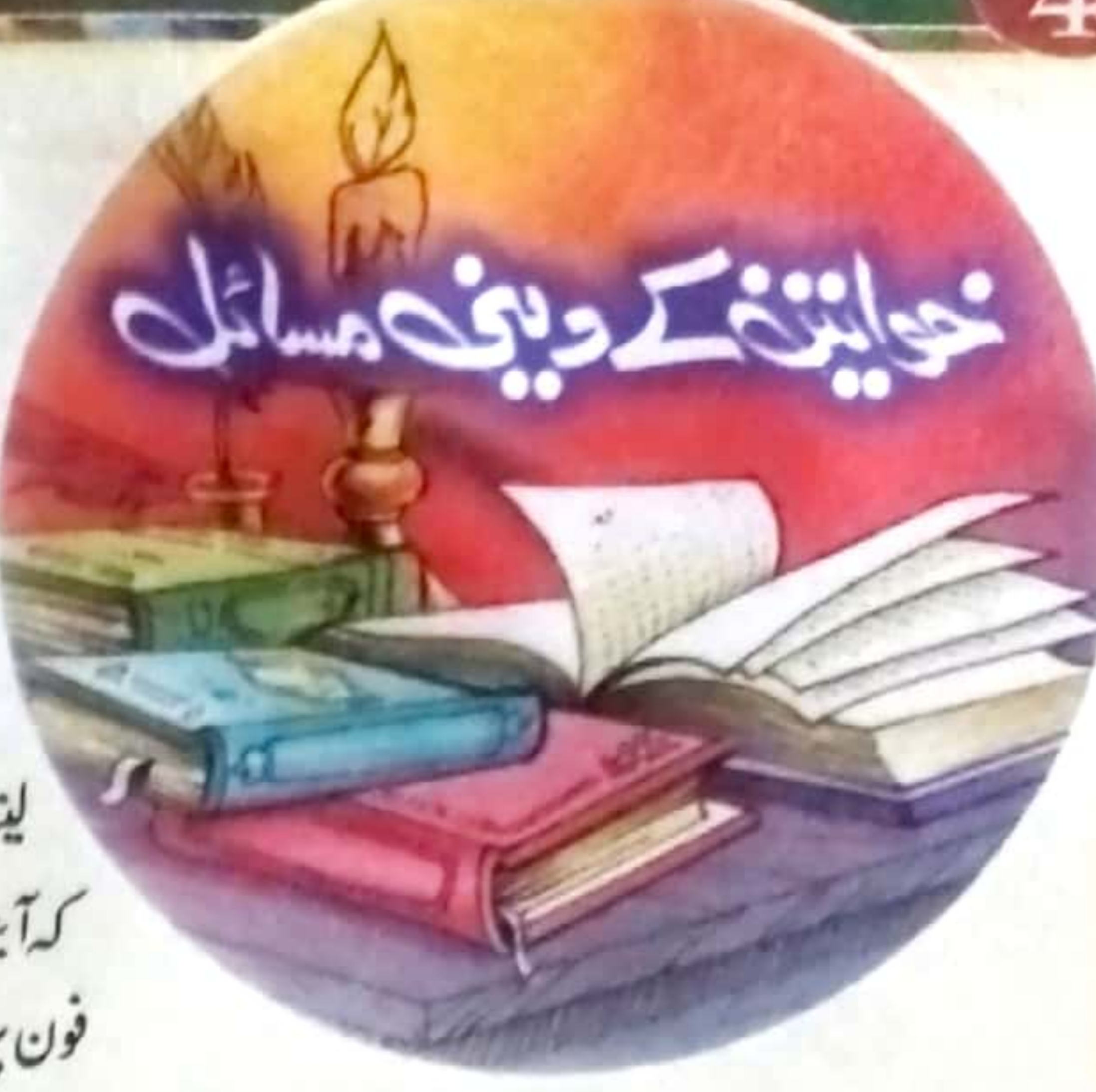

عورت کے لئے دفتر کی نوکری:

سوال: میرے والد تین سال قبل وفات پا گئے، بہن بھائیوں میں میں بڑی ہوں، بیوہ والدہ بھی ہیں، ان سب کا خرچ میرے ذمے ہے۔ اس مجبوری سے گھر سے کچھ دور نوکری کرتی ہوں۔ گاڑی پر روزانہ آنا جانا ہوتا ہے۔ باپردہ آتی جاتی ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ جس دفتر میں کام کرتی ہوں وہاں مرد بھی ہیں۔ ان سے واسطہ پڑتا ہے بہ امر مجبوری گفتگو بھی کرنا پڑتی ہے۔ چہرے کا پردہ مشکل ہے۔ نوکری کے بغیر چارہ نہیں کہ یہی ذریعہ معاش ہے۔ میرے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ (ایک بہن۔ مردان)

جواب: اس قسم کے مجبور کن حالات میں آپ کے لئے دفتر کی نوکری تو جائز ہے لیکن پردہ بہرصورت فرض ہے اور اس حقیقت سے دنیا کے کسی باشعور اور عقل رکھنے والے شخص کو مجال انکار نہیں کہ عورت کے پورے جسم میں فتنہ کا مرکز اس کا چہرہ ہے۔ چہرہ ڈھانکے بغیر پردہ کا کوئی تصور نہیں۔ بالخصوص آپ جس ماحول میں نوکری کر رہی ہیں، اس میں پردہ کی ضرورت و اہمیت ظاہر ہے "عیاں راچہ بیاں" اگر فرض کرلیں کہ اس ماحول میں فتنہ کا کوئی امکان نہیں تو بھی نامحرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو بقصد تلذذ دیکھنا ہم کلام ہونا اپنی جگہ مستقل گناہ ہے۔ جسے حدیث میں زنا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فزنا العینین النظر وزنا اللسان النطق وزنا الاذنین الاستماع الحدیث (متفق علیہ) (آنکھوں کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا ہے زبان کا گناہ (اس سے) گفتگو کرنا ہے اور کانوں کا زنا (اس کی گفتگو سننا ہے) المختصر یہ کہ چہرے سمیت پورے بدن کا پردہ آپ پر فرض ہے باپردہ رہ کر ضرورت کی گفتگو نامحرم سے کرسکتی ہیں۔ ہاں باپردہ رہنے کے لئے برقع پہنے رکھنا ضروری نہیں، بڑی چادر سے بدن چھپانے سے بھی پردہ کا مقصد پورا ہوجاتا ہے اور گھونگٹ کرکے کام بھی کیا جاسکتا ہے۔

اصل مسئلہ یہی ہے جو اوپر لکھ دیا گیا، اگر اس میں کوئی دشواری ہو تو جوابی لفافہ کے ہمراہ دوبارہ رابطہ کریں۔

والد اور خاوند کے جھگڑے میں عورت کس کا ساتھ دے؟

سوال: ہمارا خاندان ایک دیندار اور علمی خاندان ہے۔ ہم تمام بھائی بہن حافظ و عالم ہیں۔ میرے والدین نے میری شادی چچا کے بیٹے سے کی ہے جو ماشاء اللہ دیندار آدمی ہیں، لیکن بدقسمتی سے ایک زمین کے بارے میں خاندان کا قدیم جھگڑا ہے جس کی وجہ سے میرے والد نے میرے خاوند کی بارہا بے عزتی کی، وہ کبھی سسرال جائیں تو کوئی ان سے سلام نہیں لیتا، بلکہ اب تو صاف میرے والد صاحب نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ ہمارے گھر نہ آئیں۔ اس کے بعد والد صاحب نے فون پر میری اور بچوں کی خیریت دریافت کرنا چاہی تو میں نے فون سننے سے انکار کردیا۔ یہ سوچ کر کہ جب انہوں نے میرے خاوند سے یہ ناروا سلوک اختیار کرکے گویا رشتہ ہی ختم کردیا تو اب بات کرنے کا کیا فائدہ؟ اور یہ اندیشہ بھی تھا کہ فون سن لیا تو خاوند غصے میں یہ نہ کہہ دیں کہ بچے لے کر اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤ۔ ادھر والدہ کا رویہ بھی درست نہیں۔ میں پریشان ہوں مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟ (ایک دکھی بہن)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جواب: آپ پر بحیثیت اولاد ہونے کے والدین کے حقوق اور بحیثیت بیوی ہونے کے خاوند کے حقوق عائد ہوتے ہیں حتی الامکان جانبین کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کیجئے۔ والد صاحب کا فون آپ کو سن لینا چاہئے تھا۔ انکار کرکے آپ نے سخت غلطی کی۔ اس پر توبہ کیجئے اور ان سے معذرت بھی۔ زمین کا تنازعہ ان حضرات کا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ اس سے الگ رہئے۔ ہاں دلی ہمدردی اس سے ہونی چاہئے جو اس معاملہ میں مظلوم ہے، مگر ادب واحترام دونوں طرف کا ملحوظ رہے۔ اگر خاوند والدین سے ملنے سے روکے تو اس کے حکم کی تعمیل جائز نہیں۔ اگر خدانخواستہ قطع تعلق پر مجبور کردے تو اھون البلیتین (دو مصیبتوں میں چھوٹی مصیبت کو اختیار کرنا) کا اصول اختیار کرتے ہوئے وقتی طور پر ملنے سے رک جائیے مگر دل میں والدین کی تعظیم اور احترام باقی رکھئے اور یہ نیت بھی کہ جوں ہی خاوند کے رویئے میں لچک پیدا ہوئی والدین سے مل کر گزشتہ کوتاہیوں کی تلافی کروں گی۔

عورت کے لئے چوڑیاں پہننا ضروری ہے؟

سوال: بعض عورتوں سے سنا ہے کہ عورت کے لئے چوڑیاں پہننا لازمی ہیں۔ جو عورت چوڑی نہ پہنے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ نہ اس کا کھانا پکانا جائز ہے۔ (بنت رفیق)

جواب: یہ جہالت و نادانی کی باتیں ہیں۔ چوڑی پہنے بغیر بھی نماز کا وہی ثواب ہے جو چوڑی پہن کر پڑھنے میں ہے۔

خاوند کو گالی دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا:

سوال: ہمارے بے دین معاشرے میں یہ عام سی بات ہے کہ بیوی غصہ میں آکر خاوند کو گالیاں دیتی ہے۔ بعض اوقات یہ گالیاں حد درجہ غلیظ اور فحش ہوتی ہیں۔ اسی طرح اولاد کو بھی کوستی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا؟ (ایضاً)

جواب: گالی دینا حدیث کی رو سے منافق کا شیوہ ہے۔ یہی بدزبانی بعض اوقات انسان کو جہنم کا ایندھن بنادیتی ہے۔ پھر خاوند اور اپنے بچوں کو گالیاں بکنا اس گناہ کی شناعت کو دوچند کردیتا ہے۔ تاہم نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ بعض عورتیں غصے میں آکر کفریہ کلمات زبان سے نکال دیتی ہیں اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اس صورت میں تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

اگر نماز میں قطرہ آجائے:

سوال: نماز میں کبھی رکوع اور کبھی سجدہ کے دوران مجھے محسوس ہوتا ہے کہ قطرہ نکل آیا ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اگر دوران نماز قطرہ آنے کا یقین یا غالب گمان ہو تو نماز توڑ دیں اور کپڑا پاک کرکے استنجا اور وضو کرکے نماز دہرائیں اگر قطرہ گرنے کا صرف شک ہو تو اس کا اعتبار نہ کریں۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھ لیں اگر قطرہ گرنے کا یقین ہو تو نماز لوٹائیں ورنہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

نماز عصر و فجر کے بعد نوافل پڑھنا جائز نہیں

سوال: شمارہ ۴۷ میں کسی اسلامی بہن کے جواب میں آپ نے لکھا کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نوافل اور قضاء نمازیں پڑھ سکتے ہیں، جبکہ قرآن مجید میں ہے: اور یاد کرو اپنے رب کو...... صبح اور شام اور مت ہو غافلوں میں" اس آیت کی یہی تفسیر کی گئی کہ چونکہ ان دو وقتوں میں نوافل کی ممانعت ہے اس لئے ذکر اللہ کی ترغیب دی گئی تاکہ مؤمن کا کوئی وقت بھی غفلت میں نہ گزرے۔ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ ان اوقات میں نوافل اور قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہے؟ (بنت رفیق کمالیہ)

جواب: میں نے کہیں نہیں لکھا کہ ان دو وقتوں میں نوافل پڑھنا جائز ہے ہاں قضاء نمازوں کا جواز لکھا ہے۔ صحیح احادیث میں ان دو وقتوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، لیکن دوسرے دلائل کی رو سے یہ ممانعت خاص ہے نوافل کے ساتھ قضاء نمازیں اس نہی سے مستثنیٰ ہیں: فحدث ابن عباس رواه الأئمة الستة فی کتبهم انه قال شهد عندی رجال مرضیون. وارضاهم عندی عمر. ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن الصلاة بعد الفجر حتی تطلع الشمس وعن الصلاة بعد العصر حتی تغرب الشمس انتهی. (نصب الرایة ج ۱ ص ۲۸۲)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں: وهو قال اکثر الفقهاء من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ومن بعدهم انهم کرهوا الصلاة بعد صلاة الصبح حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس واما الصلوات الفوائت فلا بأس ان تقضی بعد العصر وبعد الصبح. (جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۵)

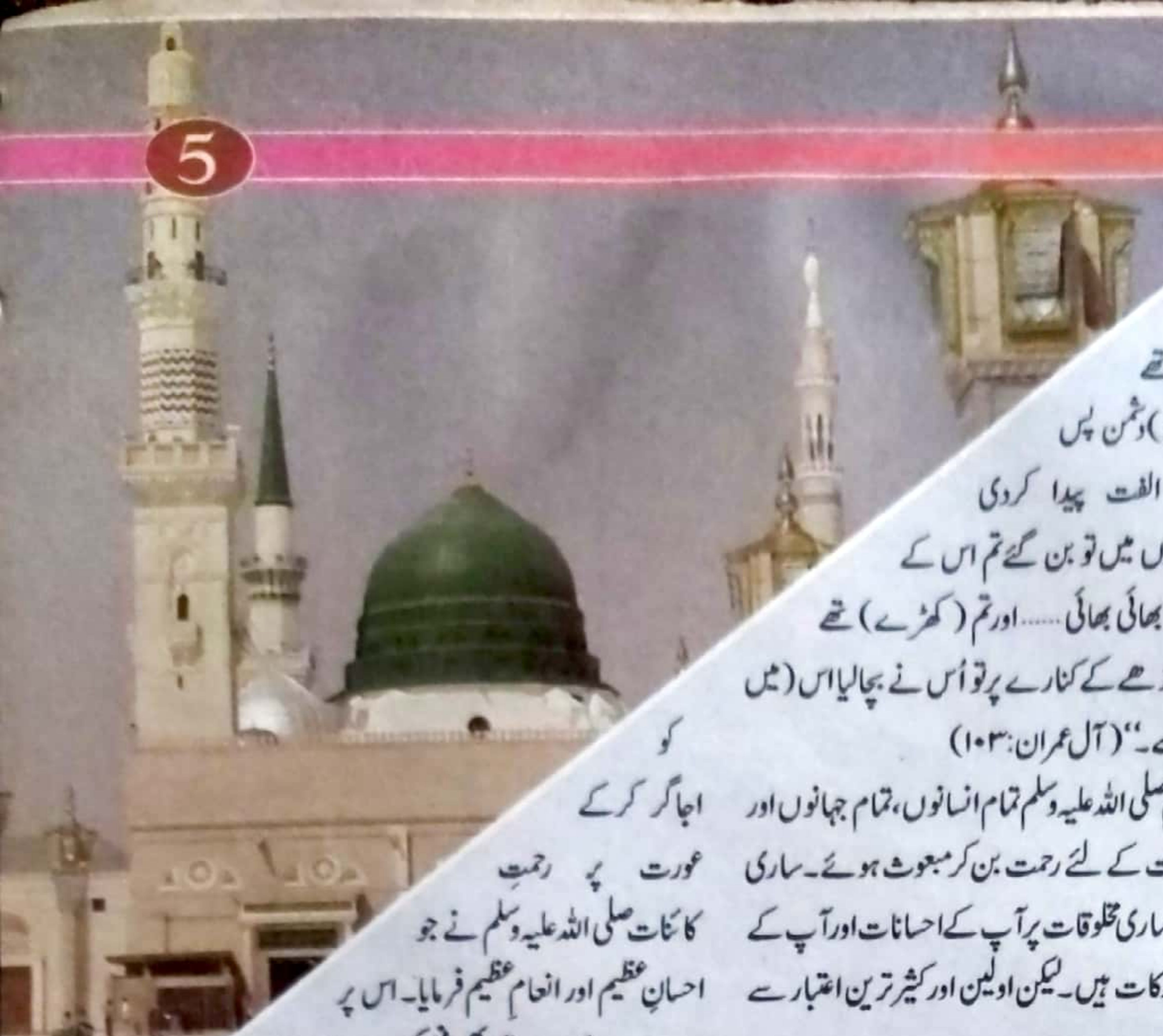

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عورت پر احسانات

ڈاکٹر فریدہ عظمت ہمدانی

اللہ رب العالمین نے اپنے آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ساری دنیا کفر و شرک، فسق و فجور، الحاد و بے دینی، ظلم و استبداد اور وحشت و بربریت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا اور کائنات کی ہر شے انسان کی خاطر پیدا فرمائی اور انسان کو صرف اپنی بندگی اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ مگر یہ اشرف المخلوقات اپنا اشرف و اعلیٰ مقام فراموش کر کے انتہائی پستیوں میں گر چکی تھی۔ انسانیت سسکیاں لے رہی تھی، ہر سو یاس و قنوط کی مہیب فضا چھائی ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ خستہ و زبوں حالت عورت کی تھی، پوری دنیا میں عورت انتہائی پستی اور ذلت کا شکار تھی۔

قدیم اقوام میں یونانی تہذیب و تمدن کا بڑا چرچا تھا۔ لیکن اس تہذیب و تمدن میں بھی عورت کو ایک گھٹیا اور ذلیل مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ اہلِ روم جنہیں اقوام عالم میں عروج حاصل تھا ان کے ہاں مرد خاندان کا ایسا مالک و مختار سربراہ ہوتا جو بیوی بچوں پر ہر قسم کے ظلم و جبر کا حق رکھتا تھا یہاں تک کہ بسا اوقات اس کو بیوی کو قتل کر دینے کا حق بھی حاصل تھا۔ عورت کو ایک کھلونا کی حیثیت حاصل تھی۔ بغیر نکاح کے تعلقات معمولات بن چکے تھے اور انہیں معیوب تک نہ سمجھا جاتا تھا۔ یورپ کی حالت بھی ایسی ہی تھی، ان کے یہاں ابھی تک یہ طے نہیں ہو پایا تھا کہ عورت انسان ہے یا حیوان؟ ایسی ہی صورتِ حال مصر، ایران، ہندوستان وغیرہ اور دنیا کے دیگر ممالک کی بھی تھی۔ ہندوستان میں مرد کو عورت کا بھگوان مانا جاتا۔ شوہر کی چتا پر ڈال کر جلایا جاتا۔ عرب کا حال یہ تھا کہ عورت کا وجود ہی باعثِ شرم و عار تھا۔ لڑکی پیدا ہوتی تو باپ اپنے ہاتھوں اسے زندہ درگور کر دیا کرتا۔ خاوند کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا اپنے باپ کی جائیداد کی طرح اس کی بیوی (سوتیلی ماں) کا بھی وارث ہوتا۔ بیویوں کی کوئی تعداد اور حد مقرر نہ تھی مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی رچاتا۔ اس ہمہ گیر تباہی و بربادی اور گمراہی و ضلالت میں مخلوق کی فلاح و نجات اور رشد و ہدایت کے لئے رب العالمین نے اپنے حبیب اکرم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: ''(اے محبوب) نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے''۔ رحمت للعالمین کا ظہور ہوا تو انسانیت کے اجڑے دیار میں بہار آ گئی۔۔۔۔ کفر و شرک، فسق و فجور، الحاد و بے دینی کے اندھیرے چھٹنے لگے، توحید کی دولت بٹنے لگی، اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔

''اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے (آپس میں) دشمن پس اُس نے الفت پیدا کردی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی...... اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اُس نے بچالیا اس (میں گرنے) سے۔'' (آل عمران: ۱۰۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں، تمام جہانوں اور ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئے۔ ساری کائنات اور ساری مخلوقات پر آپ کے احسانات اور آپ کے فیوضات و برکات ہیں۔ لیکن اولین اور کثیر ترین اعتبار سے آپ کے احسانات اور انعامات خواتین پر ہیں۔ آپ کے اس دنیا میں تشریف لاتے ہی انسان کو انسان کی غلامی سے آزادی ملنے لگی۔ آپ کے دنیا میں قدم رکھتے ہی غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے لگیں اور سب سے پہلے آزادی کی نعمت ایک خوش بخت عورت ہی کو نصیب ہوئی۔ جس کا نام نامی ثویبہ ہے۔ ثویبہ ابو لہب کی باندی تھیں حبیب کبریا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو ثویبہ نے جا کر ابولہب کو خوشخبری دی کہ تیرے مرحوم بھائی عبداللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اس نے خوش ہو کر ثویبہ کو کہا ''اذھبی انت طلاقۃ'' جا آج سے تو آزاد ہے۔ یوں تو ثویبہ خوش نصیب خاتون ہیں جن پر رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرداً فرداً بے پایاں احسانات و انعامات ہیں اور وہ بڑی فراوانی اور فیاضی سے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوئیں۔ لیکن بحیثیت عورت حقوق انسانی میں مرد کے ساتھ عورت کو باقاعدہ حصہ دار بنا کر اور عورت کی انسانی عظمتوں اور فضیلتوں کو اجاگر کر کے عورت پر رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احسانِ عظیم اور انعامِ عظیم فرمایا۔ اس پر عورت جتنا بھی فخر کرے بجا ہے اور اُس انعام و احسان پر شکر ادا کرنے کی جتنی بھی کوشش کرے اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

عورت کی عظمت اور فضیلت کو مختلف حیثیتوں اور نسبتوں سے واضح فرمایا۔ بعض حیثیتوں میں عورت کے مراتب مرد سے برتر بھی بیان فرمائے۔ عورت کا سب سے اعلیٰ مرتبہ و مقام بحیثیت ماں کے ہے۔ ماں کے اعلیٰ اور ارفع مقام کو اس شان سے بیان فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی نشاندہی فرمائی اور ماں کی خدمت اور اطاعت اولاد پر نہ صرف یہ کہ فرض قرار دی بلکہ اس کو اولیت کے طور پر اہمیت دی۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا ''تمہاری ماں'' اُس نے دوبارہ عرض کیا ''پھر کون؟'' آپ نے پھر ارشاد فرمایا ''تمہاری ماں'' اُس نے تیسری بار پھر دریافت کیا۔ ''پھر کون؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمہاری ماں'' جب اُس نے چوتھی بار عرض کیا کہ ''پھر کون؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمہارا باپ''۔ اس کے بعد تمہارے قریبی رشتہ دار پھر جو اُن کے بعد قریبی رشتہ دار ہیں۔ (صحیح بخاری و مسلم)

بہن اور بیٹی کی حیثیت سے عورت کی پرورش اور تربیت کا احساس دلا کر آپ نے اس اعتبار سے بھی عورت کا مقام اجاگر فرمایا...... ایک حدیث مبارک ہے کہ جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی کفالت اور تربیت کی۔ انکے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آیا۔ ان کو تعلیم دلائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو (خدمت و کفالت سے) بے نیاز کردے تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت واجب کردی۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

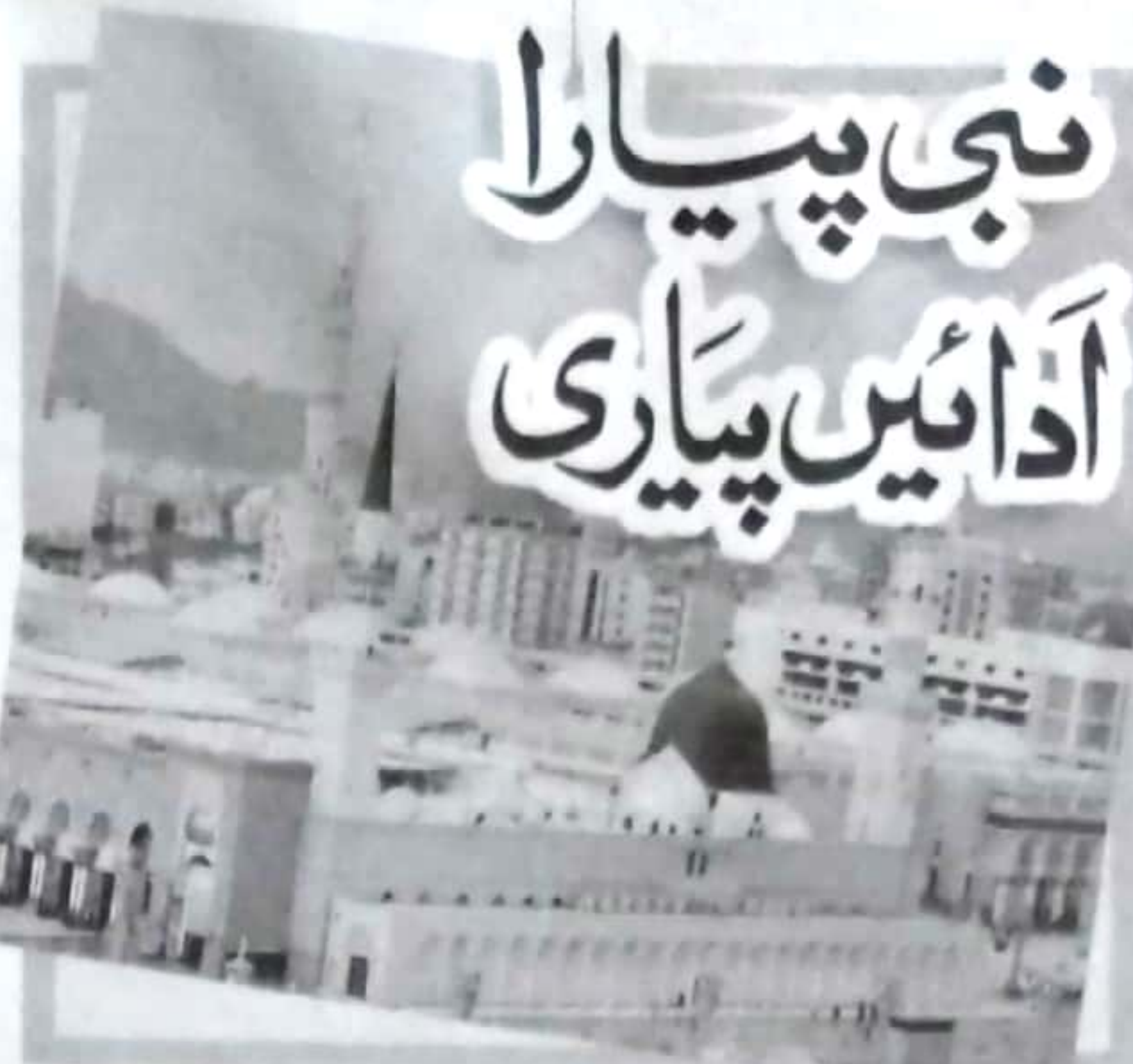

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رہتے، نرم اخلاق تھے، سخت خو اور درشت گو نہ تھے۔ نہ چلا کر بات کرتے نہ نامناسب بات کہتے۔ کوئی بات آپ کی طبیعت پر گراں گزرتی تو تسامح فرماجاتے۔ آپ نے اپنے آپ کو تین چیزوں سے ہمیشہ بچا کر رکھا ریا سے، کثرت کلام سے، بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھا، کسی کی مذمت نہ فرماتے، کسی کو عار نہ دلاتے اور کسی کا عیب تلاش نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بات چیت کرتا فارغ ہونے تک خاموش رہتے۔ لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے اور ان کے شر سے اپنا بچاؤ بھی فرماتے، مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے۔ اچھی بات کی تحسین اور بری بات کی تحقیر فرماتے۔ لایعنی باتوں سے خود بھی حفاظت کرتے اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین فرماتے۔ سلام میں پہل کرتے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو نہایت واضح ہوتی۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ آپ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ کو شمار کرنا چاہے تو شمار کرسکتا تھا۔

ام بریرہ

بیٹی کو باپ کا بہترین تحفہ

اُم صفوان نرمل

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے نکاح کے وقت اپنی لڑکی کو نصیحت کی کہ "اے میری بیٹی تم تکبر اور نخوت سے بچو کیونکہ اس سے طلاق کا دروازہ کھلتا ہے اور تم غصہ اور ناراضگی سے بچو کیونکہ اس سے کینہ پیدا ہوتا ہے۔"

یہ ایک بہترین نصیحت ہے جو ایک باپ اپنی بیٹی کو شادی کے وقت کرسکتا ہے۔ شادی کے بعد لڑکی ایک اجنبی ماحول میں جاتی ہے جہاں پر اس کو سب غیر نظر آتے ہیں۔ شادی سے پہلے وہ اپنے ماں باپ بھائی بہنوں کے درمیان رہتی تھی اس کی ہر بات کو نظر انداز کردیا جاتا تھا۔ اگر کوئی کڑوی بات بھی زبان سے نکلتی تھی تو اس کے گھر والے برداشت کرلیتے تھے۔ مگر سسرال کا معاملہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ سسرال والوں کے دلوں میں فطری طور پر وہ نرمی و محبت نہیں ہوتی جو اپنے میکے کے لوگوں میں ہوتی ہے۔ سسرال میں اس کا ہر قدم پرکھا جاتا ہے اگر لڑکی سے ذرا سی بھی غلطی ہوئی تو اس کو ٹوکا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں سسرال میں کامیاب زندگی گزارنے کی بس ایک ہی شرط ہے کہ لڑکی اپنے مزاج کو نئے ماحول کے مطابق بنا کر رہے، کوئی بات اپنی پسند کے خلاف ہو تو اس کو برداشت کرے۔ کسی بات سے اس کے دل کو تکلیف پہنچے تو اس کو دل ہی دل میں ختم کردے۔ ایک لڑکی کے لئے سسرال میں نباہ کی یہی تدبیر ہے۔ ناسمجھ والدین اپنی بیٹی کو یہ سبق دیتے ہیں کہ سسرال میں اکڑ کر رہنا ورنہ لوگ تم کو دبالیں گے۔ اس کے برخلاف سمجھدار والدین اپنی بیٹی کو دب کر رہنا سکھاتے ہیں۔

میکہ اور سسرال کا فرق اگر ایک جملے میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہوگا کہ میکہ وہ گھر ہے جہاں ایک لڑکی اپنے ماں باپ کی محبت کی وجہ سے مقام حاصل کرتی ہے اور سسرال وہ گھر ہے جہاں لڑکی خود اپنے عمل کی بنیاد پر اپنا مقام بناتی ہے۔" اس جملے کے ذریعے میکہ اور سسرال کے پورے معاملے کو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔ لڑکی اپنے ماں باپ کے جگر کا ٹکڑا ہوتی ہے، وہ اس سے ہر حال میں محبت کرتے ہیں چاہے وہ اچھی ہو یا بری، چاہے گھر کا کام کاج کرتی ہو یا کاہل ہو مگر سسرال میں اس کو محبت اس وقت مل سکتی ہے جب وہ اپنے جذبات کو قربان کرکے سب کے لئے اچھا بن کر دکھادے۔ اگر لڑکی کے والدین نے پہلے سے لڑکی کو حالات سے آگاہ کردیا ہو تو اس کا ذہن نئی صورتحال سے نپٹنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ باشعور ہے تو وہ خود ہی اپنے آپ کو نئے ماحول میں ڈھال لیتی ہے، کسی لڑکی کو اگر خوش قسمتی سے ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز حاصل ہوجائے تو اس کے لئے شادی کے بعد کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر نہ والدین نے اس کو پیشگی طور پر تیار کیا ہو اور نہ لڑکی خوداتنی باشعور ہو تو سسرال پہنچ کر جھگڑوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور بالآخر اس کا انجام لڑکی اور والدین ہی کو بھگتنا پڑتا ہے۔ لہٰذا والدین اگر اپنی بیٹی کی سسرالی زندگی کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہوں تو اسی نصیحت پر عمل کریں جو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کے وقت اپنی بیٹی کو کی تھی، باپ کی طرف سے بیٹی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں۔

(حنیفہ ترین۔ انتخاب: عائشہ خان پشاور)

یہ ڈش انٹینا
راتوں میں جگاتا ہے
ہوسنا کی کے منظر ساری دنیا کو دکھاتا ہے
جلن آنکھوں کو، دل کو
بے حسی کی اک نئی سوغات دیتا ہے
یقیناً چھین کر اک دن
یہ تہذیب وتمدن کو
ہلاکت خیزیوں کی اک نئی بنیاد رکھے گا
زمانے بھر کو پھر حیواں بنادے گا

کشکول

چمن کے پھول

🌷کوئی آپ سے بے اعتنائی برتتے تو جواباً آپ اس سے محبت سے پیش آکر اسے محبت کے رویے کی مٹھاس سے شرمندہ کریں۔

🌷جن لوگوں کے ساتھ اچھے خیالات اور اچھی کتابیں ہوتی ہیں وہ کبھی تنہا نہیں ہوتے۔

🌷ہر انسان مکمل نہیں ہوتا بلکہ چند خوبیوں کے ساتھ چند خامیاں بھی ہوتی ہیں۔اس لئے خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو اپنالو، کیا معلوم وہ چند خامیاں آپ کے رویے سے دور ہو جائیں۔

🌷جو چیزیں ہمیں متعارف کروانے میں ذریعہ بنتی ہیں ان میں سے ایک چیز ہمارا رویہ بھی ہے۔ہم بعض اوقات اپنے رویوں سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جن کی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے، کبھی کبھار ہمارے منہ سے نکلی ہوئی بات کسی کے دل میں نشتر کی طرح لگتی ہے اور مخاطب کو لہولہان کر دیتی ہے۔اس کی آرزوئیں خاک میں مل جاتی ہیں۔اسلام ایسا مذہب ہے جو اس طرح کی باتوں سے منع فرماتا ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف دینے والے اعضاء زبان، ہاتھ اور جن ذرائع سے ہم کسی کی عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں ان اعضاء پر پہرہ لگاتا ہے۔ اس لئے ہم سب کو بولتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہمارے کندھوں پر کراماً کاتبین موجود ہیں۔

جیو تو ایسے کہ دنیا احترام کرے
مرو تو ایسے کہ دنیا سلام کرے

(عنبرین انجم۔دودھو چک)

روحانی صحت کا لاجواب نسخہ

اجزاء: سچائی کی کلیاں، دیانتداری کے پھول، عاجزی کے انگور، محبت کی کستوری، اتفاق کا مغز، سادگی کے پتے، اخلاق کی مٹھاس۔سب بہ قدر حاجت۔

ترکیب: ان اشیاء کو دل کی ہنڈیا میں ڈالیں اور ریاضت کے چولہے پر رکھ کر عشق الٰہی کی تیز آنچ دیں اور پر اخلاص کا ڈھکنا دے کر کافی دیر تک پکنے دیں، یادِ الٰہی کی ہوا دینا نہ بھولیں جب پک کر تیار ہو جائے تو شریعت کی نفیس بوتلوں میں بھر لیں۔

استعمال: صبح و شام رحم دلی کی گلقند ملا کر انصاف کے چمچ سے کھائیں۔

پرہیز: غصے کی مرچیں، حرص و ہوا کی کھٹاس اور کینہ آور اشیاء سے مکمل پرہیز کریں۔

نوٹ: دوا کو مخفی اعمال کے فریزر میں رکھیں تاکہ شیطان کی دسترس سے محفوظ رہے۔ (مرسلہ حافظہ آسیہ تبسم)

ایک دلہن کی موت

ایک شخص نے اپنی بیٹی کی شادی پر بہت جہیز دیا۔ چند دن بعد دلہن کی وفات ہوگئی۔باپ کو اس کا بہت زیادہ صدمہ ہوا۔اس الم رسیدہ باپ نے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے یہ شعر کہا

یہ آیا یاد اے آرام جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تمہیں بھولے تھے ہم سامان شادی میں

کسی اور شاعر نے کہا:

خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

(حافظ شفقت اللہ، حافظ عبدالوہاب، حافظ وقار عاصم حیدری، جھنگ)

اولاد کی پرورش کے لئے ضروری باتیں

🌷اولاد کو شریعت اسلامی سے بھرپور اور پرسکون ماحول دینا ماں باپ کی اولین ذمہ داری ہے۔

🌷ماں باپ کو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ جن باتوں سے وہ اپنی اولاد کو منع کرتے ہیں کیا وہ خود اس سے مکمل اجتناب کئے ہوئے ہیں۔

✷بچوں کے لئے سب سے زیادہ پرسکون جگہ ماں باپ کا گھر ہوتی ہے۔ جہاں ہر بچہ اپنے آپ کو محفوظ ترین خیال کرتا ہے اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے اس احساس کا خیال رکھیں۔

✷جب بچہ بڑا ہوتا ہے تو وہ سب سے زیادہ ماں باپ کے ''رویے'' سے متاثر ہوتا ہے اس لئے بچے کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آئیں اور ان کے بہترین دوست بنیں۔

✷بچے کی ہر بات توجہ سے سنیں اور اس کی اچھی سوچ پر اس کو حوصلہ دیں اور منفی رویے اور سوچ پر اس کی درست رہنمائی کریں۔

✷باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی تمام ضروریات کا خیال رکھے، ان کو کسب حلال کھلائے اور ان کے ساتھ نرمی کا رویہ رکھے۔غصہ، چڑچڑاہٹ اور بات بات پر روک ٹوک بچے کے دل سے محبت اور ادب کم کر دیتی ہے۔

✷ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی ہر بات پر نظر رکھیں، ان کو اچھا برا سمجھائے اور بہن بھائیوں کے درمیان اعتبار، اعتماد اور محبت کو پختہ کرے۔

✷ماں باپ بچے کے راز دان ہوتے ہیں۔ بچوں کی خامیوں اور غلطیوں کا تذکرہ دوسرے کے سامنے کرنے سے احتراز کریں ان کے مسائل خود حل کریں۔اگر ماں باپ بچے کے راز کی حفاظت نہیں کریں گے تو بچوں کا اعتبار ان پر سے اٹھ جائے گا۔(فاطمہ اسد۔ملتان)

عورتوں کو اہم نصیحتیں

❖سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرو اور ضروری مسئلے سیکھو اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرو۔

❖ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔

❖شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ، فال مت نکلواؤ۔

❖اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔

❖خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے ایسا کرتہ کہ جس میں پیٹ، پیٹھ، کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں۔

❖کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔

❖کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔

❖کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔

❖پانچوں وقت کی نماز اول وقت میں پڑھو اور جی لگا کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، رکوع و سجدہ اچھی طرح کرو۔

❖خاوند کی تابعداری کرو۔اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔گھر کا کام خاص کر کے شوہر کی خدمت کرنا عبادت ہے۔

❖اگر تمہارے پاس زیور وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو۔

❖روزانہ قرآن پاک پڑھا کرو۔

❖جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے لینا ہو، پہلے کسی معتبر عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح بتلائیں تو خرید لو ورنہ مت لو۔

❖جو بات اپنی زبان سے کہنا چاہو۔ پہلے سوچ لیا کرو، جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو۔

❖کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہگار یا چھوٹے درجے کا ہو حقیر مت سمجھو۔

❖جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو فوراً اقرار کر لو۔

❖اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔

(از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

(ش بنت جمیل احمد)

دلوں کو نور ایمان اور دماغوں کو سکون بخشنے والی شہید ناموس صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق شہید کی پاکستان و بیرون ملک' مساجد و مدارس' پارکوں' قومی اسمبلی میں کی گئی 29 یادگار تقاریر کا مجموعہ

خطبات اعظم جلد اول

خوبصورت ٹائٹل — اعلیٰ چھپائی

قیمت 200 روپے — صفحات 448

پیشکش خصوصی صرف ایک سو پچاس روپے

مرتبہ محمود اقبال

منی آرڈر بھیج کر گھر بیٹھے خطبات اعظم جلد اول بذریعہ رجسٹرڈ پارسل حاصل کیجئے

ملنے کا پتہ مکتبہ خلافت راشدہؓ بہاولپور چوک حاصل پور ضلع بہاولپور
0696-49215

ویمن شیلٹر ہوم

جب بھائیوں نے ہاتھوں میں کنگن پہن لئے، کانوں میں بالیاں سجالیں، بالوں کی پونی باندھ لی اور تو اور جب آرائش و زیبائش کے لئے پارلرز جانے لگے، جب عورتوں جیسے ریشمی کڑھائی اور زرتار کے لباس پہننے لگے تو...... مردانگی مرگئی۔ آج یہ حالت ان کی ہے جو بھائی بہنوں کی عزتوں کے محافظ سمجھے جاتے تھے۔ جب محافظ ہی نہ رہیں تو راہزنوں کی ہمتیں کیوں نہ بڑھیں، جب گھر کی دیواریں گر جائیں تو وقت کی آندھی سب کچھ اڑا کر لے جاتی ہے۔

ویمن شیلٹر ہومز (دارالامان) کا قیام اور ضرورت مسلمانوں کے لئے باعثِ شرم ہے نہ کہ باعثِ افتخار۔ شیلٹر ہومز کی ابتداء امریکا سے ہوئی جہاں عورت کا مقام کتوں اور بلیوں سے بھی کم ہے۔ جہاں عورت کے وجود کا مقصد صرف اور صرف مرد کے حیوانی و نفسانی جذبات کی تسکین ہے۔ دنیا کی 15 ملٹی نیشنل کمپنیاں عورتوں کی آرائش و زیبائش کا سامان تیار کر کے اربوں ڈالر کماتی ہیں۔ یہ مصنوعات صرف مردوں کو لبھانے کے لئے تیار کی جاتی ہیں تاکہ عورت کو زیادہ سے زیادہ دلفریب بنایا جاسکے اور انہیں بطور نمائش استعمال کیا جاسکے۔ (اب اس معاملے میں بھی ہمارا معاشرہ بھی کسی سے پیچھے نہیں اب آپ ہر بازار میں سیلز مین کے ساتھ سیلز گرل دیکھ سکتے ہیں)۔

امریکی معاشرے نے مرد و عورت کی آزادی کا نعرہ بلند کیا جسے ہماری خواتین ”آزادیٔ نسواں“ اور ”حقوقِ نسواں“ کہتی ہیں، امریکی معاشرہ انسانی حقوق اور اقدار کی پاسداری کے تذکرے کرتا ہے مگر یہ تذکرے اس کی معیشت کی طرح کھوکھلے ہیں۔ امریکی معاشرے میں عورت کی بے حرمتی کی وجہ سے خاندانوں کا تصور مٹتے مٹتے ختم ہوا جا رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہاں عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے لئے شیلٹر ہوم کا قیام ضروری ہے۔

ثمینہ سلیمان

آج صد افسوس کہ ہم جو فخریہ کہتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں، ہم اپنی روایتوں سے پیار کرتے تھے۔ آج ہمارے مردوں کی غیرت کا جنازہ نکل گیا ہے، ہمارے بھائیوں کے سر شرم سے کیوں نہ جھکے؟ آج ہم اندھی تقلید میں کس مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ مشرق جو طلوع کی علامت ہے جہاں سے ازل سے ابد تک سورج کو طلوع ہوتے رہنا ہے۔ مشرق وہ سمت ہے جہاں سے ایمان کی کرنیں طلوع ہوئیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی مشرقی خطے میں ہوئی، ہم بلاشبہ نہایت خوش قسمت ہیں، مشرقی کہلانے کا اعزاز اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ مگر یہ ہماری بدنصیبی کہ ہم مغرب (غروب) کی تقلید میں ڈوب گئے۔ غروب یعنی اندھیرا، سیاہی، کفر کی سیاہی، بناوٹی (جسے آرٹیفشل بھی کہتے ہیں) روشنیوں سے آنکھوں کو خیرہ تو ضرور کر دیتے ہیں مگر صرف ان آنکھوں کو جو بینائی سے محروم ہو چکی ہوں، وہ دل کو ضرور کھینچ لیتے ہیں مگر جن دلوں پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی مہر لگ چکی ہو، ان کے بے ہنگم گانے ان کانوں کو ضرور بھلے لگتے ہیں جن سے حق کی سماعت اللہ نے چھین لی ہو۔

شیلٹر ہومز بھی مغربی تقلید کا حصہ ہے۔ کیا بے غیرتی اور بے حیائی میں بھی ہم تقلید کریں گے؟ کیا کوئی غیرت مند قوم اپنی بیٹیوں کی آبرو کو سرِ عام نیلام کرے گی؟

غیرت مند قومیں اپنی عزت کی حفاظت تو اپنے خون سے کرتی ہیں اور اسلام تو اقوامِ عالم کی عزتوں کا بلا امتیاز محافظ ہے۔ عورت جو صرف عورت ہے خواہ کسی بھی مذہب کی ہو عورت قابلِ عزت اور قابلِ احترام ہے۔ اسلام بلا امتیاز حسنِ سلوک کا درس دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ اسلام نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے اور ایک انداز مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں 80% فیصد اسلام قبول کر رہی ہیں۔

بہن کی پکار

جو سن سکو تو غازیانِ حق میری صدا سنو
جو کرسکو تو میرے درد کی کوئی دوا کرو
میں کشمیر میں جلی، بوسنیا میں لٹی
اس ارضِ پاک میں بھی اب میری ردائے سر چھنی
میرا تقدس پامال ہو رہا ہے بھری دنیا کے بیچ میں
میرا ہی سر جھکا ہوا ہے ستم کی ہر خلیج میں
شمال میں جنوب میں جہاں بھی دیکھو ہر طرف
ستم کے بیچ موجزن میرا فغاں میری. کسک
ہَوا کے دوش میں، سفر میں میری ہی ندائیں ہیں
سروں میں، تال میں مگن یہ سب میری ہی سزائیں ہیں
پکارتی ہوں میں تمہیں اے ناموس کے پاسبانو!
اگر سنو میری صدا تو اب تو ابتدا کرو
میری عصمت کی طرف بڑھتا خونی پنجہ مروڑ دو
میری حرمت کی طرف لپکتا ابلیسی قدم توڑ دو
جو جاگتے ہو تم کہیں تو اب ذرا پکار دو
وگرنہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کو مار دو

مرسلہ: بنت محمد رمضان کمالیہ

ہمارے معاشرے میں جو تباہ کن رسمیں رواج پا چکی ہیں ان میں ''دلہن کا میک اپ'' سرفہرست ہے۔ آج آپ کسی بھی گھرانے پر نظر ڈالیں، ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک، متوسط طبقہ سے لے کر امیر ترین طبقہ تک اور چھوٹے سے لے کر بڑے گھرانے تک، سب اس رسم کی ادائیگی میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے نظر آئیں گے۔ عین اس وقت جب پورے پروٹوکول کے ساتھ بارات لا رہی ہوتی ہے اور آنے والے مہمانوں کا تانتا بندھا ہوتا ہے۔ دلہن صاحبہ غائب ہوتی ہیں، پوچھنے پر بڑے ہی رعونت بھرے لہجے میں جواب ملتا ہے کہ ''صاحبہ جی میک اپ کے لئے بیوٹی پارلر حاضری لگوانے گئی ہیں۔''

جدید اصطلاح میں بیوٹی پارلر کا مطلب جو کچھ بھی ہو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں لیکن علماء دین کی نظر میں مروجہ بیوٹی پارلر وہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے بے شمار احکام توڑے جاتے ہیں۔ زیب و زینت عورت کا فطری حق ہے اس لحاظ سے یہ ایک عام سی رسم لگتی ہے لیکن اس عام سی نظر آنے والی رسم میں بے شمار خرافات پائی جاتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بیوٹی پارلر میں دلہن کو تیار کرنے والی یا مزین کرنے والی جو عورتیں ہوتی ہیں وہ اکثر بے نمازی، بے پردہ اور آزاد خیال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں اور جن میں بعض اوقات کافر عورتیں بھی ہوتی ہیں جن کے شوہر خود ہی ان سے بیزار ہوتے ہیں اور وہ خود اپنے شوہروں سے بیزار ہو کر ان کاموں پر لگی ہوتی ہیں، وہ کیا دوسری نئی دلہن کو ایسا تیار کریں گی جس سے وہ شوہر کی ہو جائے؟

بیوٹی پارلر میں جا کر ایسی گناہ گار عورتوں سے اپنے آپ کو سنوارنا اور مزین کرنا مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں بلکہ کسی نیک اور صالحہ عورت سے گھر پر ہی جو کچھ ہو سکے دلہن کو آراستہ و پیراستہ کروایا جائے اس لئے کہ نیک عورت کی صحبت ضرور اپنا اچھا اثر دکھلاتی ہے اور نیک عورتیں شوہر کی چاہت مول لینے کا اصل گر جانتی ہیں۔ داناؤں کا کہنا ہے کہ پھولوں کی خوشبو رومال میں بس جاتی ہے اسی طرح برے لوگوں کی صحبت بھی اپنا بُرا اثر ضرور دکھلاتی ہے، اس لئے بری سہیلیوں اور فضول خرچ عورتوں کی صحبت سے بچیں اور بیوٹی پارلر کی عورتوں سے اپنا جسم آراستہ نہ کروائیں۔

بیوٹی پارلر میں جانے کا دوسرا نقصان جو ڈاکٹر عبدالمنعم استاذ و صدر شعبہ امراض طبیہ کالج قاہرہ نے رسالہ ''تمہارا خصوصی معالج'' میں لکھا ہے:

''اسی طرح بیوٹی پارلر جا کر بالوں کی سٹنگ اور کٹنگ کرانا، یورپ کے لحاظ سے فیشن کی طرح مختلف رنگوں سے انہیں رنگنا، بالوں کو جھاڑنے اور ان کے خم دینے کے لئے مختلف غیر فطری طریقے استعمال کرنا، جس سے بال جلدی گر جائیں، ان کی جڑیں کمزور ہو جائیں یا سیٹنگ مشین

بنت مولانا محمد سلیمان

استعمال کرنے اور کیمیاوی دواؤں کے ذریعہ جن میں ایسے مادے شامل ہوتے ہیں جو بالوں کے لئے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں کسی بھی مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ایسی زیب و زینت اختیار کرے۔''

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیوٹی پارلروں میں غیر فطری طریقے استعمال کر کے بن ٹھن کر نکلنے والی خواتین چند دنوں تک تو بہت اچھی لگتی ہیں لیکن اس کے بعد جوں جوں اثر زائل ہوتا ہے تو 35 سالہ دوشیزہ اگر ساٹھ سال کی نہیں تو پچاس سال کی ضرور لگتی ہے اور شوہر کے دل میں محبت کی بجائے بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے۔

بیوٹی پارلر میں جانے کا تیسرا نقصان پانی کی طرح روپے پیسے کا بہاؤ ہے۔ زیب و زینت عورت کا فطری حق ہے عورت کے لئے پاؤڈر میک اپ اس کی فطرت کے عین مطابق ہے کیونکہ ہر عورت طبعاً حسین و جمیل ہونا پسند کرتی ہے ہر عورت چاہتی ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے اسلام اس فطری خواہش کا مخالف نہیں بلکہ شرعی دائرے کے اندر رہ کر زیب و زینت کی اجازت دیتا ہے۔ آپ زیب و زینت ضرور کیجئے لیکن اس میں اتنا بھی حد سے آگے نہ بڑھئے کہ اپنے بجٹ کا بھی خیال نہ ہو والد کی خون پسینہ کی کمائی ہوئی حلال روزی ایک ہی رات کی بھینٹ چڑھا دیں اور یہ سوچیں کہ چلو کوئی بات نہیں زندگی میں ایک ہی مرتبہ تو یہ رات آتی ہے۔ ہمارا دین اسلام ایسی بے جا فضول خرچی سے منع کرتا ہے۔

آپ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں پر ہی ایک نظر کر لیجئے اور اور تھوڑا سا اس سے ہٹ کر دنیا میں رہنے والے تمام مسلمان جو آپ کے دینی بہن بھائی ہیں ان میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو روکھی سوکھی روٹی کے لئے ترس رہے ہیں کتنے ہی ایسے مسکین اور نادار بچے ہیں جو پہننے کے لئے کپڑوں اور دوسری ضروریات زندگی کے لئے محتاج ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مسلسل فقر و تنگدستی سے تنگ آ کر بذریعہ ''خودکشی'' دنیا سے اپنا ناطہ توڑ رہے ہیں۔ کیا ان حالات میں بھی آپ مٹی میں ملنے والے بدن کے لئے میک اپ، مہنگے مہنگے ملبوسات اور زیورات کی تیاری میں لگی رہیں گی یہ ہرگز مناسب نہیں، اپنے اوپر کم سے کم خرچ کیجئے باقی بچا کر راہ خدا میں دیجئے۔

یہ عہد کر لیجئے کہ نہ خود بیوٹی پارلر جاؤں گی، نہ دوسروں کو بھیجوں گی اور یہ یقین پیدا کر لیں کہ دل میں محبت ڈالنے والے اللہ تعالیٰ ہیں حدیث پاک میں ہے کہ ''رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان انسانوں کے دل ہیں وہ جیسا چاہیں اس کو پھیر دیتے ہیں''۔ اللہ تعالیٰ میک اپ اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کے محتاج نہیں، کہ ان ہی کی وجہ سے شوہر کے دل میں محبت پیدا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے ناجائز و حرام کاموں سے بچنے اور جن کاموں کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پچھتاوا

بنت شبیر احمد قریشی

میں آپ سے کتنی بار کہہ چکی ہوں کہ مجھے الگ گھر چاہیے، لیکن آپ میری بات کو ہمیشہ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی حیثیت ہے ناں میری۔ اب مجھ سے بھی برداشت نہیں ہوتا، میں امی کے گھر جا رہی ہوں۔ جب الگ گھر لینے کا فیصلہ کرلیں تو مجھے بلوا لیجیے گا۔ ریشا اٹل لہجے میں صائم سے کہتی ہوئی الماری کی جانب بڑھی تاکہ اپنا بیگ تیار کر سکے۔ صائم اس کی روز روز کی ایک ہی رٹ سے تنگ آ کر آج بھڑک اٹھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تمہیں یہاں پرابلم کیا ہے؟

مجھے پابندیاں پسند نہیں اور یہاں ہر وقت نصیحتیں، روک ٹوک ہوتی ہے۔ میں کوئی کمسن بچی ہوں جیسے مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں۔ میں اپنا اچھا برا خوب سمجھتی ہوں۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ اپنی مرضی کی زندگی جیوں...... میں اماں جان سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں پھر جیسا ان کا حکم، صائم کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا اور ریشا سر تھام کر بیٹھ گئی پھر اچانک ایک جھٹکے سے اٹھی، اس کا رخ اماں جان کے کمرے کی طرف تھا۔

صائم نے ساری روداد اماں جان کے گوش گزار کردی۔ جسے انہوں نے کمال ضبط سے سنا پھر گویا ہوئیں بیٹا! اللہ تعالیٰ تمہیں اور چھوٹی بہو کو زندگی دے۔ تم بہو کی خواہش پوری کردو۔ وہ بچی ہے، نادان ہے، زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ناواقف ہے، اس کی نظر صرف روشن پہلو پر ہے بہرحال بیٹا! میری طرف سے اجازت ہے تم میری فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ زندگی دے تمہارے بھائیوں، بھابھیوں کو، وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں اور پھر ان کے بچوں کی وجہ سے رونق رہتی ہے، میرا دل بہل جائے گا۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں جہاں رہو سکھی رہو انہوں نے گفتگو سمیٹتے ہوئے کہا۔ ریشا ورطۂ حیرت میں ڈوبی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

آخر وہ دن بھی آ گیا جب صائم اور ریشا علیحدہ گھر میں منتقل ہو گئے۔ ریشا بہت خوش تھی۔ خوشی اس کے ہر انداز سے عیاں ہو رہی تھی۔ ہفتہ میں ایک دن صائم کی نائٹ ڈیوٹی پڑتی تھی یہ بات ریشا کے ذہن سے محو ہو گئی تھی۔

آج جب صائم نائٹ ڈیوٹی پر چلا گیا تو چار سو قبرستان جیسی خاموشی اسے خوفزدہ کیے جا رہی تھی۔ گھڑی کی ٹک ٹک اور ریشا کی بے ترتیب ہوتی سانسوں کی آواز خاموشی میں ارتعاش سا پیدا کر رہی تھی۔ باہر کہیں ہوا کے تیز جھونکوں نے ہلچل مچائی ہوئی تھی۔ مختلف آہٹوں کی آوازیں آ رہی تھیں، درختوں کے لہرانے سے شائیں شائیں کی آوازیں اسے خوفزدہ کر رہی تھیں۔ سوکھے پتوں کی چرچراہٹ سے اسے جن بھوتوں کے چلنے کا گمان گزر رہا تھا۔ ہر آہٹ پر اس کا دل بری طرح سہم جاتا۔ اگر کوئی ڈاکو گھس آیا ان کے پاس تو ایسے اوزار ہوتے ہیں، جس کی مدد سے وہ لاک بھی کھول لیتے ہیں؟ یہ خیال آتے ہی وہ لرز اٹھی۔ سناٹا اور تنہائی اسے بہت شاک گزر رہی تھی، اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تنہائی اسے کاٹ کھانے کو دوڑے گی۔ مارے خوف کے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی، ایسے میں اچانک اسے اماں جان کا گھر شدت سے یاد آنے لگا، زندگی اپنی تمام رعنائیوں اور چاہتوں کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ اماں جان کی محبت آمیز نصیحتیں، بچوں کی دل موہ لینے والی معصوم شرارتیں، نند کی پرخلوص چاہت و محبت، جٹھانیوں کا پرخلوص رویہ، ان کا ہنسی مذاق۔ ریشا کو سب یاد آنے لگا، کیا نہیں تھا وہاں، میں ہی انہیں سمجھ نہ سکی، ہر بات کا غلط مطلب لیتی، حالانکہ وہ میرے ہی بھلے...... ٹھک ک ک! زوردار آواز سے کھڑکی کا پٹ بند ہوا تو وہ چونک اٹھی۔ کہتے ہیں کہ نیند تو سولی پر بھی آ جاتی ہے۔ ریشا پر بھی رات کو کسی پہر غنودگی طاری ہوگئی۔ بلیوں کے غرانے کی آواز سن کر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ تین چار بلیاں چھت پر عجیب و غریب ڈراؤنی آوازیں نکال رہی تھیں، جس سے ریشا کا خوف مزید بڑھ گیا۔ جیسے تیسے اس نے ڈرتے کانپتے رات گزاری۔ صبح وہ بخار میں تپ رہی تھی۔ صائم حیران ہی تو رہ گیا کہ آج یہ کایا پلٹ کیسے ہوئی؟ جب ریشا نے روتے ہوئے التجا آمیز لہجے میں کہا، آج ہی واپس اماں جان کے پاس چلیں۔ میں ان سب کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پلیز واپس چلیں، میں ہی قصوروار تھی، محبت کرنے والے رشتوں کی قدر نہ پہچان سکی اور صائم کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی جسے ریشا نہ دیکھ سکی۔

آپ کرائے دار تو نہیں؟

بنت ش احمد کراچی

اگر آپ مالکان ہیں تو خوش نصیب ہیں اور اگر کرایہ دار ہیں تو اس کے لئے کئی مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ سب سے پہلے سوال ہوگا کہ آپ کتنے بچے ہیں۔ دو بچے ہوئے تو مالک مکان ہلکا سا منہ بنائے گا چار ہوئے تو غصہ کرے گا، اور اگر چھ بچے ہوئے تو دروازہ کھول کر باہر کا راستہ دکھائے گا۔ اگر چار بچوں والے کو رکھتے ہیں تو پوچھ لیتے ہیں بچے کسی تخریبی کارروائی میں ملوث تو نہیں ہیں۔ بچے اسکولوں میں گیمز میں حصہ تو نہیں لیتے مثلاً جمناسٹک یا لانگ جمپ؟ اگر اوپر کا پورشن دینا ہے تو پھر سوالات یوں ہوں گے...... رات کو کتنے بجے سوتے ہیں آپ لوگ......؟ دوڑ کر چلنے کی تو عادت نہیں ہے؟ شام 4 بجے کے بعد سل بٹے پر کچھ نہیں پسے گا۔ رات 9 بجے کے بعد چپل اتار کر چلنے کی مشق کریں...... اگر آپ کو رات دیر سے گھر آنا ہے تو کہیں اور کا راستہ لیں۔

نشریات کونسی سنتے ہیں، ریڈیو یا ڈیک کا شوق تو نہیں ہے؟ زیادہ پارٹیاں وغیرہ کرنے کے شوقین تو نہیں؟ خاندان بہت بڑا تو نہیں ہے؟ مہمان نواز زیادہ نہ ہوں...... کہ کہیں ہر دم مہمانوں کی چہل پہل رہتی ہو؟ اگر میاں بیوی کی لڑائی ہو تو بے آواز ہو۔ (یعنی فوم بچھا کر برتن وغیرہ پھینکے جائیں)

مکان مالک بہت ہی اچھا ہے اگر آپ کے پاس اخبار، کمپیوٹر اور رسائل کی سہولت ہو، پانی کی موٹر دن میں ایک مرتبہ چلے گی اگر صفائی کرنا مقصود ہو تو اوپر کی سیڑھی سے مکان مالک کے سامنے کی گیلری تک دھلائی کیجیے...... اپنے پاس ٹافی بسکٹ، کاپی، پینسل ضرور رکھیے آخر آپ بھی بچوں والے ہیں تو مکان مالک کے بچے بھی اپنے بچوں کی طرح ہوتے ہیں۔

ویسے اخبار لینا آپ کے لئے سنگین جرم بنے گا مگر مکان مالک کا 9 بجے سے تقاضا شروع ہوگا کہ اتنی صبح سے پڑھ رہے ہو اب تو دے چکو...... جب اخبار بار بار کے تقاضوں کے بعد واپس اوپر آئے گا تو اس کی حالت تباہ ہوگی...... اداریے والا صفحہ رول ہوگا، فرنٹ پیج پہ پین سے لکیریں پڑی ہوں گی۔ چھینا جھپٹی میں چرمرا چکا ہوگا۔ اگر کھیل یا فنکاروں کا صفحہ ہوگا تو جگہ جگہ سے فنکاروں اور کرکٹروں کی تصویروں کی کٹنگ ہو چکی ہوگی۔ اگر کوئی انعامی اسکیم ہوگی تو صفحہ آدھا ہی پھٹا ہوگا۔ اشتہاروں کے صفحے پر جابجا حاشیے کھنچے ہوں گے یہ تو صرف اخبار کا حال ہے، سوالوں کے کوپن کٹے ہوئے، انعامی اسکیم پہلے ہی سے غائب ہو چکی ہوگی۔ جب آپ کے پاس واپس ہوگا تو خون کے گھونٹ ہی پی سکتے ہیں۔ اگر ریڈیو ہے تو بی بی سی، اسی سے صاف سنا جائے گا۔

•......•

اگر آپ کرایہ دار بھی ہیں اور کنوارے بھی ہیں تو خوش نصیبی آپ کے چاروں طرف سے آئے گی اور رہی بات آپ کی تو تھوڑی بہت قربانی تو آپ بھی دیں گے۔ ظاہر ہے جب چاروں انگلیاں گھی میں ہوں گی تو سر کڑھائی میں تو ڈالنا ہی پڑے گا...... مالک مکان کی شفقت، آپ کے در و دیوار سے، کپڑوں سے، جوتوں سے، چیزوں سے ٹپکے گی، صبح جب آنکھ کھلے گی تو...... چائے کی گرم خوشبو سے کھلے گی۔ اگر آپ بہنوں کے فرض سے ادا ہو چکے ہوں گے تو زیادہ خوش

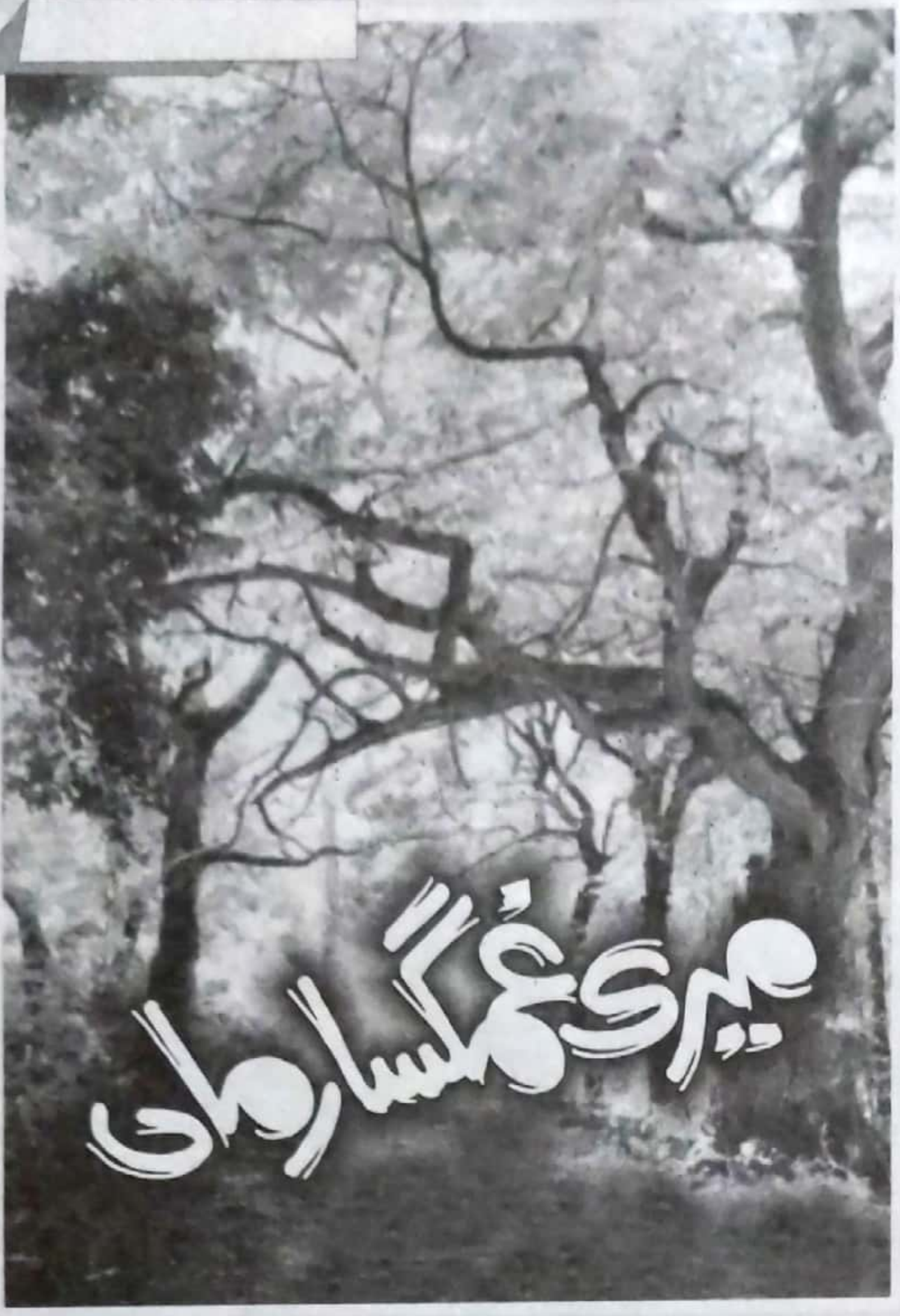

"مم"...... ایک حرف ہے، مگر ہر زبان میں یہ محبت، ممتا اور مخلص ہونے کی علامت ہے...... ماں، مادر Mama, Madre, Mother مم...... پہلی بات جب بچہ بات کرنا چاہتا ہے تو وہ "ما" ہی کہتا ہے۔ پیاس لگتی ہے تو "مم" کہتا ہے۔ شاید اس لئے کہ پانی زندگی ہے اور زندگی، ماں!

میری زندگی کی بھی ہر سانس، ہر دھڑکن میری ماں ہی سے جڑی ہوئی ہے۔ میری امی جان صرف میری ماں ہی نہیں بلکہ میری بہترین دوست، میری غم گسار، میری استاد، میری رفیق ہیں۔ وہ رشتہ جو کوکھ سے شروع ہوا تھا، میری ہر نس میں لہو بن کر بہا تھا اور پھر اس لہو نے مجھے سانسیں بخشی تھیں، آج بھی وہ رشتہ اتنا اٹوٹ ہے۔ ممتا کا وہ احساس، محبت کا وہ سمندر، سات سمندر پار بھی میری شہ رگ سے زیادہ قریب رہتا ہے۔ ہر قدم اٹھاتے ہوئے، ہر فیصلہ کرتے ہوئے، امی کے لفظوں کی پرچھائیں میرے لئے مشعل راہ کا کام کرتی ہیں۔ جب بھی کوئی میری شخصیت، میرے طرز فکر، میرے لب و لہجے یا میرے کردار کی تعریف کرتا ہے تو مجھے یہی احساس ہوتا ہے کہ یہ سب تعریف میری ماں ہی کی مرہون منت ہے، ان ہی کی دین ہے۔ آج میں جو کچھ بھی ہوں، اپنی ماں کی تربیت کا نتیجہ ہوں اور میری ہر کامیابی، ان کی دعاؤں کا صلہ ہے۔

کیا کیا نہیں سیکھا میں نے اپنی امی جان سے! ننھی سی مشین پر گڑیا کے کپڑے سینا، ان پر گوٹا زری اور ستاروں کے ساتھ کشیدہ کاری کرنا۔ جب میں چھوٹی سی تھی تو گھنٹوں انہیں تکتی رہتی تھی۔ مجھے اپنی امی خوبصورت لگتی تھیں۔ وہ کہیں جانے کے لئے تیار ہو رہی ہوتی تھیں تو میں ان کا پرس، اس پرس میں رکھی جانے والی الائچی کی چاندی کی ڈبیا، نازک سی لیس یا کاغذ کا ہاتھ کا پنکھا، باریک کڑھائی والا ململ کا سوئز رومال سنبھال کر انہیں پکڑاتی تھی۔ دیکھتی جاتی تھی کہ وہ تیار کیسے کرتی ہیں انتہائی سادگی میں بھی میں نے اتنی نفاست آج تک کسی اور خاتون میں نہیں دیکھی۔ ان کی گفتگو کا دھیما اور پراثر انداز، میز سجانے کا سلیقہ، پھولوں کی آرائش، گھر کی زیبائش، مہمان نوازی کا طریقہ، کفایت شعاری اور امور خانہ داری ایک مکمل باب ہے جو میری زندگی کی کتاب میں شامل ہے۔

بیش بہا صلاحیتوں کے باوجود مواقع میسر بھی آئے تو انہوں نے ایک بیوی اور ماں ہونے کو ترجیح دی۔ وہ کبھی ورکنگ وومن نہیں بنیں، کیونکہ انہوں نے اپنی اولاد اور اپنے گھر ہی کو Career سمجھا۔ ابو کے کام کی نوعیت کی وجہ سے کئی بار انہیں ماں اور باپ کا کردار نبھانا پڑتا تھا۔ ہر کام نمٹا کر وہ ہمارے اسکول سے گھر آنے سے پہلے ہمیں خوش آمدید کہنے، پیار کرنے، کھانے کھلانے اور ہوم ورک کرانے کے لئے ہمیشہ موجود ہوتی تھیں۔ مجھے آج بھی گرمیوں کی وہ دوپہریں یاد ہیں جب چپکے سے امی کے پاس لیٹ کر اس ٹھنڈے کمرے کے دھندلے اجالے نے میرے ذہن اور احساسات کو جلا بخشی۔

پہلی بار جب مجھے زندگی کی تلخ حقیقتوں اور اس کی بے ثباتی کے خوف کا سامنا ہوا تب بھی حوصلہ دینے والی میری امی ہی تھیں۔ جس بیماری کا نام سن کر ہی ہمت دم توڑ دیتی ہے، اس بیماری کا انہوں نے دلیری سے سامنا بھی کیا اور مقابلہ بھی۔ اپنی تکلیف کو ہم سے چھپا کر، اس ناسور کو شکست دی۔ ایک ستون کی مانند انہوں نے ہمارے گھر کی عمارت کو سہارا دیا جب انہیں خود سہارے کی ضرورت تھی۔ ابو کے گزرنے پر بھی وہ باری باری ہم سب بہنوں کا انتظار کرتی رہی، بہادر بنی رہی

ہم سب کے لئے کیونکہ وہ یہ مانتی ہیں کہ بیٹیوں کی مائیں کبھی کمزور نہیں ہو سکتیں۔ اپنی بیٹیوں کے لئے وہ ایسی مضبوط پناہ گاہ کی دیوار کی مانند ہیں جس سے ٹیک لگا کر بیٹھنے میں آرام بھی ملتا ہے، تحفظ بھی اور چھاؤں بھی۔ مجھے فخر ہے کہ میں ایسی ماں کی بیٹی ہوں جس نے اپنی ہر صفت، ہر خوبصورتی، ہر ہنر کو اللہ کا کرم سمجھا۔ انا کو قائم رکھا مگر غرور کو قریب نہیں آنے دیا۔ مجھے ناز ہے کہ میں ایسی ماں کی بیٹی ہوں، جس نے مشکل وقت میں بھی اپنی اولاد کو بے ایمانی کی کمائی کا ایک نوالہ نہیں کھلایا۔ رزق حلال کی برکت کو مقدم جانا۔ میں شکر گزار ہوں کہ میں ایسی ماں کی بیٹی ہوں، جس نے معاشرے کے اونچے مرتبوں سے تو برابری سے ہاتھ ملایا مگر نیچے والوں کو جھک کر سلام کیا۔ انکساری اور شفقت کے اصولوں پر چلتے ہوئے اپنی عزت نفس کو کبھی پامال نہیں ہونے دیا۔ مجھے آج بھی پچھتاوا ہے کہ میں اپنے ابو سے اپنے دل کی باتیں نہ کہہ سکی۔ ان سے اپنی محبت اور شکر گزاری کا اظہار نہ کر سکی۔ اسی احساس کے ساتھ آج میں اپنی امی کو یہ احساس دلانا چاہتی ہوں کہ وہ میرے لئے کیا ہیں، مجھے کس قدر عزیز ہیں۔ ان کی مسکراہٹوں کے پیچھے جتنا بھی درد ہے، میں اسے بانٹنا چاہتی ہوں، ان کا وہی سہارا بننا چاہتی ہوں جو وہ ہمیشہ میرے لئے بنی رہیں۔ میں ان تک خوشی کا وہی لمس پہنچانا چاہتی ہوں، انہیں ان ہی پھولوں کی طرح رکھنا چاہتی ہوں جس طرح وہ مجھے رکھتی رہیں۔ میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ آج میں جو کچھ بھی ہوں، ان ہی کی تربیت کا نتیجہ ہوں اور میری ہر کامیابی ان کی دعاؤں کا صلہ۔

ہوں گے۔ لہٰذا ناشتہ بڑے ٹھاٹ سے کیجئے گا...... کوئی فکر کی بات نہیں......

چھٹی کا دن ہے آپ کنوارے پن کا فائدہ اٹھانا چاہیں گے مثلاً 11 بجے سو کر اٹھیں 12 بجے تک اخبار پڑھیں، 1 بجے ناشتہ کریں، دو بجے تک نہا کر ظہر کی نماز پڑھیں کھانا کسی اچھے سے دوست کے گھر...... مگر صورتحال بدل چکی ہوگی۔ 8 بجے ہی کھٹ کھٹ ارے میاں ذرا سنئے تو، "جی انکل جی"...... !وہ ناشتہ میرے ساتھ کرنا بیٹا...... اور میں نے پلمبر کو بلوایا ہے ذرا کام دیکھنا پڑے گا...... تم نے بُرا تو نہیں مانا۔ ٹینک کی صفائی کرنی تھی میری مدد کروا دینا...... آج کچھ دوستوں کی دعوت ہے ذرا سودا سلف لا کر دینا۔ ناشتہ کرنا نہیں بھولنا بیٹا...... اور رات کا کھانا ہمارے ہی ساتھ کھانا...... پتہ چلا آدھا دن آپ کا خریداری میں اور پلمبر کے ساتھ نکل گیا...... ناشتے کے بعد فٹافٹ نماز کی تیاری کی، واپسی ہوئی تو گھر میں گھسے کھانے کا انتظار، کھانا تو گول ہے، ٹینک کے اندر کر دیا انکل نے...... واپس نکلے تو چائے کا وقت زہر مار کیا ہی تھا...... کہ انکل کو کسی دعوت پر جانا پڑا لہٰذا مہمانوں کے بٹھانے کا انتظام آپ کے ذمے...... جب آپ بستر پر گریں گے تو دن تو دن رات بھی آدھی ہو چکی ہوگی...... لہٰذا مکان کے کرایہ دار بنتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ شادی شدہ ہوں...... لڑکے والے گھر اچھے رہتے ہیں، بہوؤں والے گھر تو اور اچھے رہتے ہیں...... خالص بڑھیا بڈھے والا گھر کبھی بھی کرایے پر نہ لیں......

آپ کی صحت

ڈاکٹر اُم محمد

چھوٹا قد:

✉ آپ نے شمارہ نمبر **56** میں قد بڑھانے کی دوا بتائی تھی، لیکن طریقہ پوری طرح نہیں لکھا تھا۔ براہ کرم صحیح طریقہ بتادیں (بنت عبدالغفار، کراچی) میری عمر **17** سال ہے، میرا قد چھوٹا ہے، شمارہ **56** میں جو دوائیں لکھی ہیں کیا میں بھی استعمال کرسکتی ہوں؟ (اخت جاوید، کبیروالا) میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا قد چھوٹا ہے تقریباً سوا چار فٹ ہے۔ آپ سے مشورہ کرنا چاہتی ہوں کیا میرا قد بڑھ سکتا ہے۔ (ص بنت محمد یٰسین، کراچی) میری عمر **23** برس ہے، میرا قد باقی بہن بھائیوں کی بنسبت چھوٹا رہ گیا ہے۔ (اخت عبداللہ) کیا میں چھوٹے قد کے لئے شمارہ نمبر **56** میں شائع شدہ دوائیاں استعمال کرسکتی ہوں؟ (بنت عبدالرحمٰن، مظفرگڑھ) میری چھوٹی بیٹی جس کی عمر **3** سال ہے، اس کا وزن **20** کلو اور قد **2** فٹ **10** انچ ہے جو مجھے چھوٹا محسوس ہوتا ہے۔ (زوجۂ عامر احمد) میری عمر سترہ سال ہونے والی ہے جبکہ قد پورے پانچ فٹ بھی نہیں۔ (حمیرا۔ راولپنڈی)

☆ آپ تمام قد کے مسئلے کا شکار ہیں۔ زوجہ عامر احمد آپ کی بچی ابھی بہت چھوٹی ہے، اگر آپ کو اس کا قد بہت کم لگے تو یہ دوا استعمال کروالیں۔ ویسے ان شاء اللہ عمر کے ساتھ قد بڑھ جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس کا وزن زیادہ ہے اس لئے چھوٹی لگتی ہوگی۔ بہرحال قد کا میں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ لڑکیوں میں مینسز شروع ہونے کے بعد قد بہت کم بڑھتا ہے کیونکہ جسم اپنا دوسرا کام شروع کردیتا ہے۔ اس کے باوجود آپ اور دیگر بہنیں یہ دوا **Tuber Culinum 200-Baryta carb 200** اور **Thuja 200** استعمال کرسکتی ہیں مگر یہ بات یاد رہے کہ قد بہت آہستہ بڑھے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہفتے ایک دوا کی ایک خوراک پھر اگلے ہفتے دوسری دوا کی ایک خوراک پھر تیسرے ہفتے تیسری دوا کی ایک خوراک **5-4** قطرے ایک چمچ پانی میں لیں۔

مسوڑھے خراب ہیں:

✉ میرے دانتوں کی پیلاہٹ ختم نہیں ہوتی، معدے میں تیزابیت بھی رہتی ہے۔ (بنت محمد ارشد قلعہ محمدیہ) باجی! میرے مسوڑھے خراب ہیں اور دانتوں کو چھوڑ چکے ہیں، میں دانتوں کی ٹھیک طریقے سے صفائی بھی نہیں کرسکتی، جس کی وجہ سے میرا منہ اندر سے پھولا رہتا ہے۔ (بنت حسین)

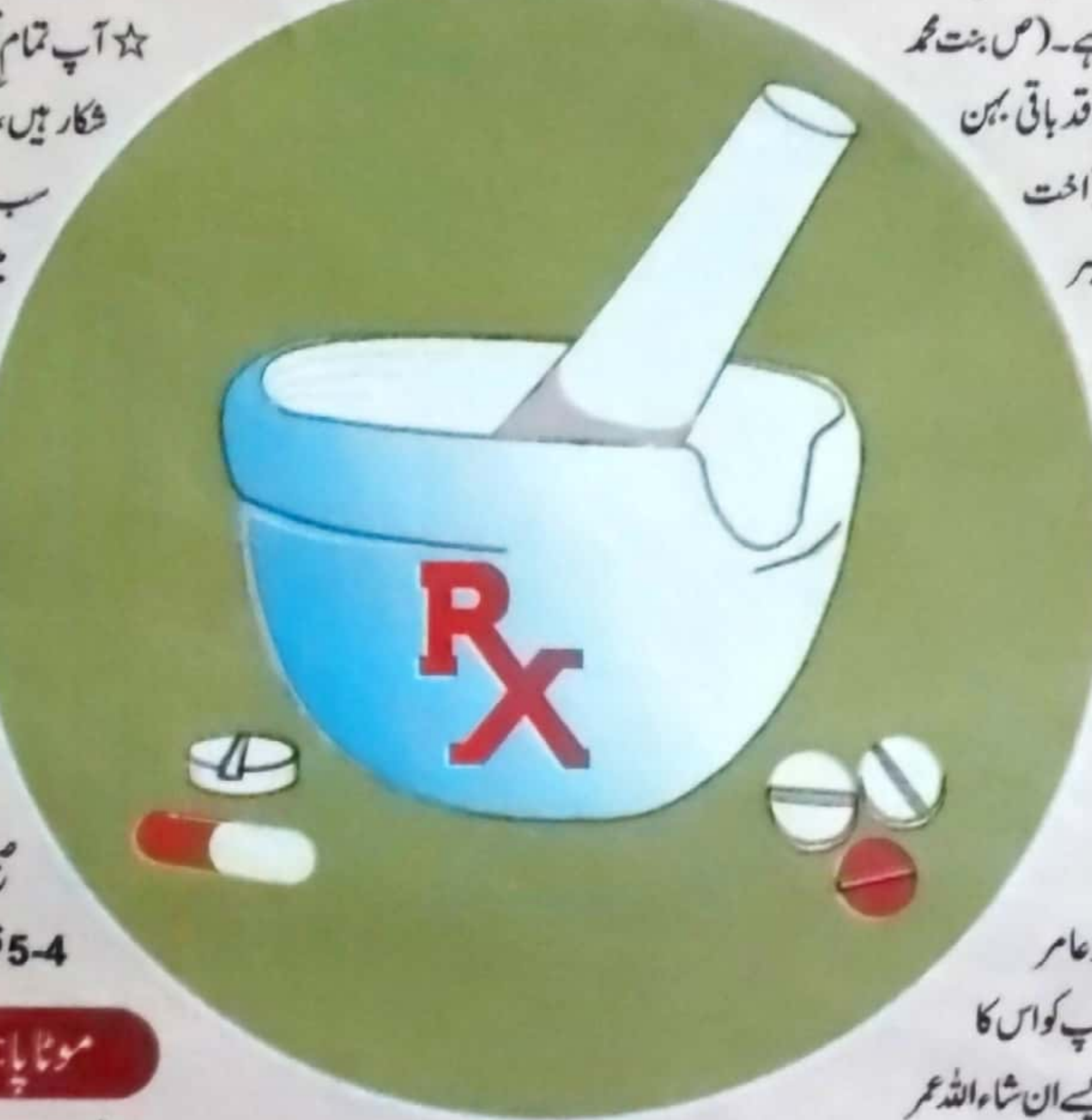

☆ مسوڑھوں کا خراب ہوجانا اچھی بات نہیں ہے۔ یہاں جو مواد پیدا ہوتا ہے وہ جب خون میں مل جاتا ہے تو پھر جوڑوں میں جاکر درد پیدا کرتا ہے۔ اگر آپ بڑا گوشت زیادہ استعمال کرتی ہیں تو کم کردیں بلکہ کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دیں، اس کے ساتھ دوا **Merc. Sol200** **4-4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر صبح و شام لیں، اس کے علاوہ مسوڑھوں پر لگانے کے لئے **Dentonine Lotion** لیں۔ نیم کے پتے پانی میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے کافی افاقہ ہوتا ہے۔ اگر سہولت سے ریوند چینی بوٹی مل جائے تو اس کو بھی **6** گرام لے کر نیم کے پتوں کے ساتھ جوش دیں اور اس سے غرارے کریں۔

کلرویک ہے:

✉ بعد سلام مسنون کے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ نے شمارہ نمبر **50** میں رنگت کے لئے کریم فیس کیور دن میں **5-4** مرتبہ اور ایک دوا **Iodum-IM** ہر ہفتہ ایک خوراک تجویز کی۔ کیا یہ دوا ہر کوئی جس کا کلرویک ہو استعمال کرسکتا ہے؟ آپ کی تجویز کردہ دوا استعمال کرنا چاہ رہی ہوں۔ براہ مہربانی اس سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں۔ (ز۔ ع عفی عنہا)

☆ بی بی ز۔ ع آپ دوا **Iodum IM** استعمال کرسکتی ہیں۔ فیس کیور کریم گرمیوں میں بہت اچھی رہتی ہے، اس کو پورے چہرے پر لگا کر اچھی طرح مساج کریں کہ یہ جذب ہوجائے۔ دن میں **3-4** مرتبہ لگانے سے رنگت میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ دانے وغیرہ بھی صاف ہوجاتے ہیں۔

معدہ کے امراض:

✉ م ن۔ خدیجہ بخاری ضلع اٹک۔ عائشہ ملک چکوال۔ بنتِ حمید کراچی۔ بنت آدم۔ کراچی۔ ایک سائل۔ بنت ادریس والٹن لاہور۔

☆ آپ تمام تقریباً یکساں نوعیت کے پیٹ کے امراض کا شکار ہیں، گیس، بدہضمی اور معدے کے درد اور قبض ان سب کا علاج غذا میں اعتدال ہے۔ دوا میں **Carbo. Veg 200** اور **Pulsatilla 200** لیں۔ دونوں دوا کے **4-4** قطرے دن میں **2** مرتبہ ایک چمچ پانی میں لیں۔ غذا خوب چبا کر کھائیں۔ مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔ بنتِ آدم صاحبہ! آپ کے بچے بستر پر پیشاب کردیتے ہیں اس کے لئے دوا **Benzonic Acid 200** لیں۔ صبح شام **2** مرتبہ لیں، ایک چمچ پانی میں تقریباً **5-4** قطرے بچوں کو دیں۔

موٹاپا:

✉ میں مدرسے کی معلّمہ ہوں اور معذور ہونے کے ساتھ موٹاپے کا شکار ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے لئے کوئی ایسی دوا تجویز کریں کہ اپنے موٹاپے پر قابو پاسکوں۔ (بنت بشیر احمد، شجاع آباد) میری والدہ کا پیٹ بڑھا ہوا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ کم ہوجائے۔ میں خود بھی موٹی ہوں سمارٹ ہونا چاہتی ہوں۔ (س۔ ف۔ کوہاٹ)

☆ آپ دونوں خواتین وزن کے لئے **Fucus Ves ∅** **20-20** قطرے دن میں تین مرتبہ کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے لیا کریں، اس کے علاوہ سفید زیرہ **5** گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر صبح سویرے اور رات پی لیا کریں۔ اس میں جوش آنے کے بعد آدھا لیموں کا رس ڈال کر استعمال کریں۔ ایک حکیمی دوا جوارش کمونی **6-6** گرام کھانے کے بعد کھانے سے بھی وزن کم ہوجاتا ہے۔ باقی اپنی غذا میں پھلوں اور سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں۔ پانی زیادہ

پیا کریں۔ چکنائی کم استعمال کریں۔

سیلان الرحم:

☆فوزیہ یاسمین۔ ضلع میانوالی آف موچھ۔ ام رومان۔ بنتِ محمد اسلم فیصل آباد۔ ہمشیرہ شاہد۔ لاہور۔ بنتِ سردار بیگ سرگودھا۔ مسز صدیق گوجرانوالہ۔

ﮬ آپ تمام بہنیں سیلانِ رحم کے لئے دوا Bio-Plaogen No. 13 اور دوا Cimicifuga 30 (سیمی فیوگا) لیں، دن میں 4 مرتبہ 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں اور 13 نمبر کی چار چار گولیاں۔ انگور کا پھل اس مرض کے لئے بہت مفید رہتا ہے۔ کثرت سے استعمال کریں۔ فوزیہ یاسمین صاحبہ! آپ ایک مرض کے پیچھے اللہ کی ناراضگی کیوں مول لے رہی ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ محض آپ کی آزمائش کے لئے ہو۔ آپ کی زندگی سے بھی تو بہت سے لوگ وابستہ ہیں۔ دوسروں کو خوش رکھئے خود بھی خوش رہیے۔ دکھ بیماری تو آتی جاتی رہتی ہے، مگر زندگی اللہ پاک نے ایک بار دی ہے اور یہ اس کی امانت ہے اس کو اللہ کی ہی عبادت میں گزاریں۔ منفی سوچ بھی اس مرض کو بڑھادیتی ہے، لہٰذا زیادہ نہ سوچا کریں۔ اوپر جو دوا لکھی ہے استعمال کریں۔ صدقہ وخیرات کرکے غریبوں کی دعائیں لیں۔ اللہ کی رحمت ہوگی اوران شاء اللہ بہتری کریں گے، ہاں آپ نے جو دس روپے بھیجے ہیں ان کا کیا کروں؟

ایام کی بے قاعدگی:

ﮬ ثنا بنت علی خان وہاڑی۔ ایک بہن ن۔ ک۔ والدہ ص۔ ر کراچی۔ بنتِ محمد رفیق مظفر گڑھ۔ د، بنتِ عبداللہ قصور۔ رضوانہ بنت تاج دین مرحوم سرگودھا۔ بنتِ اسلم جرمنی۔ بنتِ سردار بیگ سرگودھا۔ رخشندہ۔ بنتِ حافظ نعیم گلشن اقبال۔ رضوانہ کوثر بنتِ محمد حنیف وہاڑی۔ ایس۔ ایم۔ اہلیہ عمر صدیق کراچی۔ عظمیٰ رسول منڈی بہاءالدین۔ آسیہ بخاری کراچی۔ بنتِ محمد یونس ہری پور ہزارہ۔ ن۔ ابنت عبدالرزاق سکھر۔ عندلیب لیہ۔ ع۔ ش لاہور۔ اختِ شبیر احمد گوجرانوالہ۔ اہلیہ ابراہیم پشاور۔ بنتِ گل محمد ڈیرہ غازی خان۔ بنتِ جاوید رحیم یار خان۔ اختِ عمار راولپنڈی۔

☆ آپ تمام کے خطوط میں اصل مسئلہ ایام کے بے قاعدگی ہے۔ اس کے لئے دوا Viburnum Opulus 30 ہے، اس کو دن میں 4 مرتبہ لیں 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ اس کے ساتھ Mag. Phos 200 کی ایک خوراک ہفتے میں ایک مرتبہ صبح نہار منہ لے لیا کریں۔ پھلوں کا جوس زیادہ استعمال کریں۔ زیادہ مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔

نوٹ: ڈاک کی کثرت کی وجہ سے جواب لیٹ ہوجاتا ہے۔ بعض خواتین جوابی لفافہ یا روپے ساتھ بھیج دیتی ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کریں۔ میرے پاس کئی خواتین کے ایسے خطوط ہیں، جن کے ساتھ پیسے بھی ہیں وہ بتادیں کہ ان کا کیا کروں؟ فی الحال امانت رکھے ہیں۔ وہ چاہیں تو ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟

اعلان

آئندہ شمارے میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا خواتین کا اسلام کو خصوصی انٹرویو پڑھنا نہ بھولئے

آپ کا دسترخوان

سوجی کی فیرنی:

اجزاء: سوجی آدھا پاؤ۔ دودھ ایک کلو۔ چینی تین چھٹانک۔ گھی ڈیڑھ پاؤ۔ الائچی سبز چھ عدد۔ بادام کی گری آدھی چھٹانک۔ چاندی کے ورق حسب ضرورت۔

ترکیب: گھی میں الائچی ڈال کر کڑکڑائیں پھر اس میں سوجی ڈال کر بھونیں جب بادامی ہوجائے اور خوشبو دینے لگے تو اس میں چینی اور دودھ ڈال دیں اور پکنے دیں، ساتھ چمچ چلاتے جائیں جب گاڑھا ہوجائے تو اتارلیں اور ڈش میں جمادیں، اوپر سے بادام کاٹ کر ڈال دیں اور چاندی کے ورق ڈال کر پیش کریں۔

آلو کی فیرنی:

اجزاء: آلو ایک پاؤ، دودھ دو سیر۔ چینی ڈیڑھ پاؤ۔ کیوڑہ چار بڑے چمچ۔ چاندی کے ورق حسب ضرورت۔ بادام آدھی چھٹانک۔ پستہ حسب پسند۔

ترکیب: پہلے آلوؤں کو ابال لیں اور پھر چھیل کر ان کو باریک پیس لیں۔ دودھ کو چولہے پر چڑھا کر پکائیں تاکہ آدھا رہ جائے اس میں پسے ہوئے آلو ملا کر خوب چمچ چلائیں جب فیرنی گاڑھی ہوجائے تو اس میں چینی ملادیں، پھر جب اس کا پانی خشک ہوجائے تو کیوڑہ، الائچی ڈال کر اتارلیں اور جمادیں، پستہ اور بادام کاٹ کر اوپر سے ڈال دیں۔ (زینب بنت فیض اللہ)

شکر قندی کی پوریاں:

اشیاء: شکر قندی آدھا پاؤ۔ چینی آدھا پاؤ۔ دودھ آدھا پاؤ۔ گھی آدھا پاؤ۔ میدہ ایک پاؤ۔ انڈہ ایک عدد۔ بیکنگ پاؤڈر ایک چٹکی۔

ترکیب: شکر قندی کو ابال کر گلاس کے پیندے سے باریک پیس لیں اگر اس میں بال ہوں تو نکال دیں، انڈے کو خوب اچھی طرح پھینٹ لیں، میدے میں شکر قندی اور دوسری چیزیں ملا کر ایک چھٹانک گھی اور دودھ سے سخت گوندھ لیں، آدھا گھنٹہ پڑا رہنے دیں پھر اس کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنائیں اور پوریاں بیل کر گھی میں تل لیں، لذیذ پوریاں تیار ہیں ہماری ڈشز پکا کے کھائیں اور ہمیں بتائیں کہ اس دفعہ کا دسترخوان کیسا رہا۔

فالسے کا شربت:

اشیاء: فالسے ایک پاؤ۔ پانی ایک پاؤ۔ چینی تین پاؤ۔ سبز الائچی کے چند دانے۔

ترکیب: فالسے میں تھوڑا سا پانی ڈال کر گرینڈر میں پیس لیں پھر اسے ململ کے کپڑے سے چھان لیں، پھوک کو پھینک دیں، چینی میں فالسے کا جوس اور ایک پاؤ پانی مزید ڈال کر پکائیں جب ایک تار کا شربت تیار ہوجائے تو اتارلیں ٹھنڈا ہونے پر شیشے کی بوتل میں بھرلیں اور مزید ٹھنڈا کرکے استعمال کریں۔

نمکین دال:

اشیاء: ماش کی دھلی ہوئی دال ایک پاؤ۔ نمک حسب ذائقہ۔ گھی حسب ضرورت۔ میٹھا سوڈا آدھا چائے کا چمچ۔ چاٹ مصالحہ 3 کھانے کے چمچ۔

ترکیب: دال کو چند گھنٹے پانی میں بھگوئیں پھر اسے نچوڑ کر میٹھا سوڈا ڈال کر اچھی طرح ملا کر آدھ گھنٹے تک پڑا رہنے دیں پھر اسے پانی سے اچھی طرح دھو کر اور نمک لگا کر ہوا میں رکھ دیں دس منٹ بعد جب دال کا پانی خشک ہوجائے تو دال کو گھی میں تل لیں اور پھر اوپر چاٹ مصالحہ چھڑک دیں نمکین دال تیار ہے۔ (ش حافظ محمد صادق)

کولڈ رس گلہ جیلی:

اشیاء: دودھ ڈیڑھ کلو۔ چینی ڈیڑھ پاؤ۔ رس گلہ آدھا کلو۔ جیلی تین پیکٹ مختلف ذائقے والے۔ پستہ حسب ضرورت۔ چھوٹی الائچی 12 عدد۔ بادام باریک کاٹ لیں۔

ترکیب: تین مختلف ذائقوں اورنج، مینگو اور اسٹرابری کے جیلی پاؤڈر کو علیحدہ علیحدہ تھوڑا سا پانی گرم کرکے اس میں ڈال کر 2 منٹ کے لئے ہلاتے رہیں جب جیلی تیار ہوجائے پھر اسے برف بنانے والے آئس کیوب Pam میں ڈال کر جمالیں۔ کسی برتن میں دودھ ڈال کر اتنا پکائیں کہ وہ آدھا رہ جائے پھر اس میں چینی ڈال کر ٹھنڈا کرلیں جب ٹھنڈا ہوجائے پھر اس میں رس گلہ اور جیلی کے ٹکڑے ڈال کر پستہ بادام چھڑک دیں۔ کولڈ رس گلہ جیلی تیار ہے۔ (مسز خلیل احمد۔ مکہ مکرمہ)

وہ ایک لمحہ

اُمِ ذیشان وحسان

میرے شوہر کافی عرصے سے ایک ہوائی کمپنی میں ملازم ہیں۔ الحمدللہ ہم لوگ اکثر عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے جاتے رہتے ہیں۔ یہ ۱۹۹۴ء کا واقعہ ہے جب میں اور میرے شوہر عمرہ کی غرض سے ۱۵ دن کے لیے سعودی عرب گئے۔ پروگرام کے مطابق عمرہ کرنے کے بعد ہم نو دن کے لیے مدینہ منورہ گئے تاکہ چالیس نمازیں مکمل کرلیں۔ میرا معمول تھا کہ ظہر کی نماز کے بعد کھانا کھا کر حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھی رہتی اور تلاوت قرآن کرتی رہتی تھی۔ اس غرض کے لیے میں نے ایک جگہ مخصوص کرلی تھی۔ پھر عصر کی نماز سے تھوڑا پہلے ہوٹل جاکر چائے پی کر وضو تازہ کر کے واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ جاتی پھر عشاء کی نماز پڑھ کر نکلتی تھی۔ میرے شوہر کا بھی یہی معمول تھا۔ الحمدللہ بہترین عبادت ہورہی تھی۔ ایک دن میں حسب معمول تلاوت میں مشغول تھی کہ ایک پیارا سا بچہ جو کہ آٹھ دس ماہ کا ہوگا میرے پیچھے سے گھٹنوں گھٹنوں چلتا ہوا آیا اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر مجھے دیکھ کر ہنسنے لگا (مجھے اتنے چھوٹے بچے بہت اچھے لگتے ہیں) میں نے بھی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مسکرا کر اسے دیکھا۔ اتنی دیر میں اس کی والدہ نے اس کو اپنی طرف بلایا جو کہ غالباً اس کو کچھ کھلانا چاہ رہی تھی۔ وہ بچہ کھاتے ہوئے بار بار مجھے دیکھتا اور ہنستا، میں بھی اس کی طرف متوجہ ہوجاتی تو اس کی والدہ اس کو کہتیں ''میں آپ کو کھانا کھلا رہی ہوں۔ ادھر کہاں جارہے ہو؟''۔ ان کے لہجے سے ایسا محسوس ہوا کہ اُن کو میرا ان کے بچے کی طرف متوجہ ہونا ناگوار گزر رہا ہے۔ خیر میں پھر تلاوت میں مشغول ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد جب میرے باہر جانے کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ بچہ اور اس کی ماں وہیں قالین پر لیٹ کر سوگئے ہیں۔ میں معمول کے مطابق اٹھی اور باہر چلی گئی۔ فارغ ہوکر واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ واپسی پر میں نے یہ نوٹ کیا کہ بچہ وہاں موجود نہیں تھا البتہ ماں بدستور سو رہی تھی، عصر کی نماز میں تھوڑا وقت باقی تھا لہٰذا میں تلاوت میں مشغول ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا کہ کوئی میرا کندھا ہلا رہا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو اسی بچے کی ماں کھڑی تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا ''میرا بچہ کہاں ہے؟'' اس لمحے مجھے اپنے جسم کی رگوں میں خون جمتا ہوا محسوس ہوا، میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے اور میری زبان گنگ ہوگئی۔ میں اس غیر متوقع سوال کے لیے بالکل تیار نہیں تھی۔ میں اس عورت کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی جیسے کوئی انسان کسی غیر مرئی مخلوق کو دیکھ لے تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے اس کیفیت کو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس نے جواب نہ پاکر پھر اپنا سوال دہرایا ''میرا بچہ کہاں ہے؟'' اسی لمحے کسی نے پیچھے سے اسے آواز دی۔ ہم دونوں نے یکبارگی پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس عورت کی کچھ رشتہ دار خواتین اسے ہاتھ کے اشارہ سے بلا رہی تھیں اور اس کا بچہ اُن کے پاس بیٹھا بسکٹ کھا رہا تھا۔ وہ عورت کچھ کہے سنے بغیر ان کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں کہ وہ عورت مجھے بردہ فروش سمجھ رہی ہوگی لیکن وہ لمحہ جو چند سیکنڈ پر مشتمل تھا اس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میرا وجود تھوڑی دیر کیلئے سن ہوگیا۔ جب میرے حواس بحال ہوئے تو مجھے لگا میں عالمِ سکرات سے واپس زندگی کی طرف لوٹ آئی ہوں۔

وہ دن اور آج کا دن مجھے کہیں کوئی اس عمر کا بچہ نظر آتا ہے اور میری طرف دیکھ کر ہنستا ہے تو مجھے یہ واقعہ یاد آجاتا ہے اور میں اس کی طرف نظر التفات نہیں کرتی بلکہ انجان بن جاتی ہوں کہ مبادا اس کے والدین مجھے کیا سمجھیں......

زیرِ لب

کاش:

ایک صاحب اپنی بیوی سے بہت ڈرتے تھے، کسی نے کہا کہ کیا تم چوہے ہو جو اتنا ڈرتے ہو، اُن صاحب نے سرد آہ بھری اور بولے ''کاش! میں چوہا ہی ہوتا''، ''کیوں...؟'' ''اس لئے کہ میری بیوی چوہے سے بہت ڈرتی ہے۔''

انصاف:

ایک جج صاحب سے کسی نے پوچھا کہ پستے کا حلوہ مزیدار ہوتا ہے یا بادام کا، انہوں نے فوراً کہا، معاملہ چونکہ انصاف کا ہے، اس لئے دونوں کی غیر موجودگی میں فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا پہلے دونوں کو حاضر کیا جائے۔

گھریلو چٹکلے

سر کی خشکی دور کرنے کے چند ٹوٹکے

اگر سر میں خشکی ہو تو بالوں کی جڑیں کمزور ہوجاتی ہیں اور بال گرنے لگتے ہیں اس لئے خشکی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خشکی دور کرنے کے چند گھریلو ٹوٹکے حاضر ہیں۔

☆ نمکین لسی سے سر باقاعدگی سے دھوئیں اور سرسوں کا تیل باقاعدگی سے لگائیں خشکی ختم ہوجائے گی۔

☆ خالص ناریل کا تیل بھی خشکی دور کرتا ہے۔ ناریل کے تیل میں لیموں کا عرق ملالیا جائے تو یہ خشکی دور کرتا ہے اور بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔

☆ مہندی میں لیموں کے چند قطرے اور انڈا ملا کر بالوں میں لگائیں اور پھر ایک گھنٹہ بعد سر دھولیں ان شاء اللہ خشکی دور ہوجائے گی۔ دہی میں ناریل پیس کر ملالیں اور بالوں میں لگائیں آدھے گھنٹے بعد سر دھولیں خشکی ختم ہوجائے گی۔

سر دھونے کے بعد بالوں کو خشک نہ رہنے دیں بلکہ تیل ضرور لگائیں۔

مساج کرتے وقت احتیاط کریں!

* مساج کرنے سے پہلے ہرگز گرم پانی کا استعمال نہ کریں۔
* چہرے کا مساج کرتے وقت ہمیشہ نیچے کی طرف سے کرنا شروع کریں۔
* مساج رگڑ رگڑ کر ہرگز نہ کریں۔
* چہرے کا مساج ہمیشہ تھوڑی سے شروع کر کے اوپر کی طرف لے جائیں
* مساج کے کرنے کے فوراً بعد چہرے کو گرمائی سے بچائیں۔

واضح فرق صرف چند یوم میں

Slimming Ice Tea

گرما گرم موسم میں ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں

• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس

فری ہوم ڈیلیوری سروس

کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866

فیئر فٹنس

جو آپ نے لکھا

لکھنے کا جذبہ:

جب خواتین کا اسلام پڑھتی ہوں تو کچھ نہ کچھ لکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، لیکن یہ سوچ کر کہ ہمارا خط اتنے دور کہاں اور کب ملے گا، یہ تو ڈاک میں ہی گم ہوجائے گا یا مل بھی گیا تو ردی کی ٹوکری ہمارے خط کے انتظار میں ہوگی اور وہ اس کے نذر ہوجائے گا، لیکن اب اس کے منفرد، دلچسپ اور دلکش مضامین نے لکھنے پر مجبور کردیا ہے۔ اب میں خط لکھ رہی ہوں۔ امید ہے کہ کسی اشاعت میں اس کو بھی جگہ مل جائے گی۔ (آسیہ تبسم۔ بصیرہ)

تنقید ہی بہتری کا موقع دیتی ہے:

شمارہ نمبر 66 موصول ہوا جس کے شروع میں ہی یہ بات پڑھنے کو ملی کہ اس میں سے تنقیدی پہلو نکال کر پیش کرنے ہیں تو فوراً ہی ذہن میں وہ قول آ گیا جو کسی صحابیؓ غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جب میں کوئی کام کروں اور تمام لوگ واہ واہ کریں تو مجھے لگتا ہے کہ میں ضرور کہیں کوئی غلطی کررہا ہوں۔ حقیقت میں تنقید ہی آگے بہتری کا موقع دیتی ہے اور تعریف سے نفس کو جلا ملتی ہے۔ سب سے پہلے تو جو چیزیں شائع کی جائیں وہ ادبی قسم کی ہوں کیونکہ عملی، قولی شہادت اتنی زیادہ دیرپا نہیں ہوتی جتنی کہ قلمی۔ اس کے علاوہ اصلاحی قسم کی چیزیں شائع کی جائیں۔ پچھلے شماروں میں کہانی کا پلاٹ بے حد فضول تھی۔ حقیقتاً جن کا فائدہ نہ ہوا ان سے پرہیز ضروری ہے۔ دوسرا یہ ہوتا ہے کہ آپ جو چیز شائع کرنے پر آتے ہیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ چند ہفتوں کی بات ہے جب آپ نے دوسرے ممالک یعنی کینیڈا اور امریکا وغیرہ کی مخالفت کے مضامین لکھے پھر وہ سلسلہ ٹھپ ہوگیا۔ اب خواتین کا پردہ جاری ہے۔ سب سے پہلے تو آپ نے اسلام کے بنیادی ارکان سکھانے ہیں۔ مثلاً توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔ اب ایسا تو نہیں کہ کوئی نماز نہ پڑھے اور آپ کہیں کہ پردہ کرو یا داڑھی رکھو وغیرہ۔ اصل چیز بنیاد ہے، جب بنیاد مضبوط ہوگی تو بقیہ چیزیں بھی قائم ہوں گی۔ دسترخوان کا سلسلہ ختم کرنا ضروری ہے۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سادہ غذا کو ترجیح دیتے تھے، کیونکہ ایسے باتکلف کھانوں سے نفس کی خواہشات میں زیادتی ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ ہر شمارہ میں اعتدال اور مناسبت موجود ہو۔ یعنی ہر شمارہ میں ہر قسم کے مضامین ہوں۔ زیرِ لب کا جو نیا سلسلہ شائع ہوا ہے اس میں اکثر جھوٹ ہوتا ہے۔ آپ کا اور ہمارا محض جھوٹ سے لوگوں کا دل بہلانا ہرگز نہیں اگرچہ ہنسی مذاق ضروری ہے، مگر اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے ہنسی کے واقعات، صحابہؓ اور بزرگانِ دین کے مزاح کے واقعات شائع کیے جائیں۔ امید ہے کہ آپ فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کو ضرور شائع کریں گے اور قارئین تک میری بات پہنچنے کا موقع دیں گے۔ (بنت صدیق۔ بہاولپور)

ظلمت میں نور:

سب سے پہلے تو میں ''خواتین کا اسلام'' کے ادارے کی نہایت شکرگزار ہوں جنہوں نے اس قدر پاکیزہ رسالہ کا اجراء کیا۔ اس بے دینی کے دور میں جہاں ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے آپ نے نہایت اہم اور عظیم کام سرانجام دیا ہے۔ اب ہر طرف ''خواتین کا اسلام'' کی روشنی پھیل رہی ہے اور بہت سی خواتین کی لغویات سے بھرے ڈائجسٹوں سے جان چھوٹ گئی ہے۔ ہم تعلیم یافتہ ہیں، لیکن دین اسلام سے صحیح معنوں میں متعارف ''خواتین کا اسلام'' نے کروایا اور دین اسلام کو عملی طور پر ہماری زندگیوں میں نافذ کردیا۔ دعا ہے کہ اس کی روشنی زمانے میں یونہی پھیلتی رہے۔ (فرحت رانا۔ خانپور بگا شہر)

اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں سرخرو فرمائیں:

میں خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام کے لکھنے والوں کے لیے دل سے دعا کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں سرخرو فرمائیں۔ اتوار اور بدھ کا شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ آخر میں آپ کی توجہ ایک مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ وہ یہ کہ نیپا چورنگی پر شادی کا ایک ہال ہے صادقین کے نام سے۔ یہاں چاروں طرف قرآن پاک کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ میں پہلی دفعہ جب اس ہال میں گئی میرا دل کانپ گیا۔ یہاں تو قرآن کی بے حرمتی ہورہی ہے، کیونکہ آپ کہیں بھی بیٹھ جائیں قرآن کی ان آیتوں پر پیٹھ ہورہی ہوتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ درمیان میں اسٹیج پر ایک لڑکا پورے سازباجے کے ساتھ گانا گا رہا تھا اس کے پیچھے بھی قرآن کی آیت تھی۔ برائے مہربانی آپ لوگ کچھ کریں۔ اللہ آپ لوگوں کو اجر دے۔ آمین (ام یحییٰ)

ایمانیات سے بھرپور:

خواتین کا اسلام اس دور ظلمت میں مینارۂ نور ہے، ایمانیات سے بھرپور ہے، پاکیزہ صحافت اس کا دستور ہے، پاکباز خواتین کیلئے تسکین الصدور ہے، اس کو پڑھ کر عمل پیرا خاتون ارض کی حور ہے، بے پردہ عورت بھی ہوگئی مستور ہے، اس کی قاریہ نشۂ غیرت سے مخمور ہے، مختلف ذائقوں سے بھرپور ہے، ''تعمیر فکر'' کا اک انوکھا سرور ہے، ام محمد جیسی منجھی ہوئی دکتور ہے، فحاشی و عریانی اس کے دم سے چور ہے، تہذیب مغرب کا انگ انگ مجبور ہے، تصویر اس سے دور ہے، نتیجۂ شیطان دم دبا کر بھاگنے پر مجبور ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کرے یہ کوششیں جاری وساری رہیں۔ محترمہ ام محمد صاحبہ نے جو انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس نے میگزین کو چار چاند لگادیے ہیں۔ ''تعمیر فکر'' اسم بامسمّیٰ ہے اور میگزین کی جان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ خواتین کے دینی مسائل کی تو کیا ہی بات ہے۔

(بنتِ عثمانی دسوہہ۔ فیصل آباد)

بقیہ: رحمت کائنات کے عورت پر احسانات

اس پر ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر دو ہی ہوں (دو بیٹیاں یا دو بہنیں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو لڑکیوں کی پرورش اور کفالت کا بھی یہی صلہ اور جزا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کے بارے میں پوچھا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تب بھی اس صلہ کی بشارت سناتے۔ (مشکوٰۃ) بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کے بارے میں تاکید فرما کر بیوی کی حیثیت سے عورت کے مقام ومرتبہ کو بھی امتیازی طور پر نمایاں فرمایا۔ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر ارشادات طیبات میں سے چند پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ * کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کریں۔ (ترمذی) * عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے اُن کو اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ لیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

* کوئی مؤمن اپنی ایمان والی بیوی کو بُرا نہ جانے اگر اُس کی کوئی عادت ناپسند ہو تو کوئی اور دوسری عادت پسند بھی ہوگی۔ (صحیح مسلم) * جو تم کھاؤ اُسے بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنو اُسے بھی پہناؤ، اُس کے منہ پر نہ مارو، اُسے گالی نہ دو اور اُسے گھر سے نہ نکالو۔ (ابوداؤد) * میں تم کو دو کمزوروں کے حقوق کے بارے میں تاکید کرتا ہوں یعنی یتیم اور عورت۔ (نسائی)

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے عورت کے حقوق متعین فرمائے۔ ملکیت اور وراثت میں اُس کے حصے مقرر فرمائے۔ نکاح کے معاملے میں اُسے اپنی پسندیدگی، خوشنودی اور رضامندی کا اختیار دیا۔ ہر طرح سے اس کی عزت واحترام اور قدر ومنزلت کو نمایاں فرمایا۔

مختصر یہ کہ عورت جسے کائنات کی بدترین، حقیر ترین اور ذلیل ترین مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کائنات کی بہترین، عزیز ترین اور جمیل ترین مخلوق کا درجہ عطا فرما کر مختلف حیثیتوں سے اس کی قدر ومنزلت کو اجاگر فرمایا۔ عورت اگر قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے مرتبہ ومقام پر غور کرے تو قرآن وسنت کے احکامات وتعلیمات کے مطابق عمل پیرا ہو کر وہ اوجِ ثریا تک پہنچ سکتی ہے اور بہت سی خوش بخت و نیک سیرت خواتین ان عظمتوں اور فضیلتوں سے بہرہ مند ہیں مگر بعض مغرب زدہ خواتین نئی روشنی، نئی تہذیب اور جدید علم کے پُرفریب اور گمراہ کن نعروں کے ذریعے عورت کو اس کے مقام سے بے بہرہ کرنے میں لگی ہوئی ہیں، جن سے عورت کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عورت پہ بے پایاں احسانات و انعامات کا تقاضا یہ ہے کہ عورت اُس محسنِ انسانیت اور معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو کما حقہ اپنا کر اور تمام معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت اختیار کرکے اپنے مقام رفیع کو حاصل کرے اور فلاحِ دارین سے ہمکنار ہو۔

یہ جزیرہ بھی بالآخر زیرِ آب آ ہی گیا

بنت ہارون

اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔ میری عمر تقریباً 15-16 سال ہوگی کہ پہلی بار میری امی میرے بھائی کے ساتھ تبلیغی جماعت میں سہ روزہ کی غرض سے گئیں۔ ایک دن ہم گھر والے بھی نصرت کے لئے گئے وہاں بمشکل ہم دو گھنٹے بیٹھے ہوں گے، لیکن اس ماحول کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ گھر آکر میں نے اسکارف پہننے کا ارادہ کرلیا اور دوسرے دن اسکول جاتے وقت اسکارف پہن کر گئی اور احساس ہونے لگا کہ اسی میں شرافت اور حفاظت ہے۔ ہم کراچی کے بہت ہی پوش علاقے میں رہتے ہیں اور میں نے اسی علاقے میں پرورش پائی، اس لحاظ سے ماحول کا اثر رہن سہن پر ظاہر تھا، لیکن بس اللہ تعالیٰ کو بدلنا منظور تھا۔

یہ جزیرہ بھی بالآخر زیرِ آب آ ہی گیا

ہوا کچھ یوں کہ میرا اور میری ایک سہیلی کا شروع ہی سے میڈیکل تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ تھا، اس غرض سے ہم نے نویں جماعت کا داخلہ شہر کے معروف اسکول ڈی۔ایچ۔اے میں لیا تاکہ مستقبل میں ہمیں میڈیکل میں آسانی سے داخلہ مل جائے، لیکن میں نے محسوس کیا کہ ایسے ماحول میں آنے کے باوجود میرے دل کی دنیا بدلتی جارہی ہے۔ مجھے لگ رہا تھا کہ میں اپنا وقت ضائع کررہی ہوں اور پھر یکایک میں نے اسکول چھوڑنے کا ارادہ کرلیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح بدلنا تھا خیر میں نے اسکول کو خیرباد کہا۔ کچھ ہی دنوں بعد میں نے جنگ اخبار میں اسلامی صفحہ پر پردے کے احکام کے متعلق مضمون پڑھا، جس میں قرآن وحدیث سے دلائل تھے۔ انہیں پڑھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی وضاحت سے بیان کیا ہے ہم اس سے اتنے غافل ہیں، میں نے اسی وقت پردے کا ارادہ کرلیا، لیکن ہمت ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ کبھی خیال آتا کہ بہن اور بھائی کی شادی ہے، اس میں کیسے پردہ کروں گی، کبھی سوچتی کہ لوگ کیا کہیں گے کہ اتنے لاابالی پن میں پردہ کیسے کرلیا؟ خیر اسی بے چینی کے عالم میں تقریباً ڈیڑھ سال بیت گیا، لگتا تھا کہ رحمٰن مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور شیطان اپنی طرف، ظاہر ہے رحمٰن کے آگے شیطان کی کہاں چلتی ہے، شیطان تو خود رحمٰن کا دھتکارا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس نے ہمیں حج کی توفیق دی۔ میں نے بھی موقع غنیمت جان کر دل کے کسی کونے میں پردے کا ارادہ کرلیا کہ حج کے دنوں میں پردے کی عادت ڈال لوں گی۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ میرے بھائی اور خالہ نے پردے کے فضائل پر ترغیب دینی شروع کردی کہ اتنی مقدس جگہ جاکر پردے کا اہتمام کرنا اور یہ کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر، مرد بغیر شرعی ڈاڑھی کے اور عورت بغیر شرعی پردے کے جاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دینے سے اعراض کرتے ہیں اور اس کی طرف سے چہرہ انور پھیر لیتے ہیں۔ اس کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ حج کے دنوں میں پردہ کرنے کی کوشش بھی جاری رکھی اور دعائیں بھی، آخر اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ہدایت کا مرکز بنایا ہے۔ وہاں سے میں مکمل پردے میں آئی اور سوچ رہی تھی کہ لوگ پوچھیں گے تو کیا ہے؟ لیکن میں تو فیصلہ کرچکی تھی کہ

ع

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہئے

خیر کچھ لوگ خوش بھی ہوئے، کچھ نے حیرت بھی ظاہر کی، حتیٰ کہ ایک کزن تو سمجھانے بھی آئی کہ ”یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے نیا نیا جوش ہے جب ہوش آئے گا تو چھوڑ دوگی۔“ میں نے تو بس اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کرلی کہ یا اللہ! آپ ہی کا حکم سمجھ کر پردہ کیا ہے اب آپ ہی استقامت دیجئے گا۔ الحمدللہ آج چھ سال ہوگئے، اس جوش میں اور بھی ترقی محسوس کرتی ہوں۔

کہنے کو تو پردہ کرتے وقت میری عمر صرف اٹھارہ برس تھی اور عموماً ہمارے معاشرے میں اس عمر کی بلکہ اس سے بھی بڑی عمر کی لڑکیوں سے لاابالی پن نہیں جاتا۔

یہ ایک فطری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ماننے سے دوسرے احکام کی اطاعت کی طرف رغبت بڑھتی ہے اور دین کا علم جاننے اور عمل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے عموماً پردہ کرنے والی عورت کوئی گناہ کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچے گی (چاہے وہ اعلانیہ ہو چاہے خفیہ ہو) کہ یہ تو میری حیا کے خلاف ہے میں تو پردہ کرتی ہوں۔

یہ میرے رب کا کرم ہے کہ اس نے مجھے دین کی سمجھ عطا کی اور ہدایت کی راہ پر چلایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام بہنوں کو حق کے راستے پر چلائے اور اس پر استقامت دے۔ (آمین)

بہترین تحفہ

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ آپ کی زندگی کا بہترین لمحہ کونسا تھا تو میں بے ساختہ یہی کہوں گی کہ وہ لمحہ جب میں نے کالج کی بظاہر رنگین زندگی پر مدرسے میں پڑھنے کو ترجیح دی حالانکہ وہ ایک اتفاقیہ فیصلہ تھا جو یقیناً کسی کی دعاؤں کا ثمر تھا۔ بچپن میں بزرگوں کا بات بات پر ٹوکنا آج کل بہت سے بچوں کو برا لگتا ہے ایسا ہی میرے ساتھ تھا۔ یہاں نہیں جانا، تصویر نہیں بنوانی، گانے سننا گناہ ہے۔ یہ سن سن کر میرے کان پک جاتے میوزک کا بھی خاصا شوق تھا۔ یہ سمجھ لیں جو خرافات آج کل چل رہی ہیں سب ٹی وی کی بدولت مجھ میں تھیں۔ میٹرک کیا، مشورہ ہوا کہ اب کچھ گھر گرہستی سیکھنی چاہئے مگر میرے اوپر تو کالج جانے کا بھوت سوار تھا میری ساری سہیلیاں کالج جارہی ہیں میں بھی کیوں پیچھے رہوں۔ بڑوں کی منتیں کیں، ناراضگی بھی دکھائی، لیکن ان کا فیصلہ پتھر پر لکیر تھا اور پھر وہ مبارک لمحہ آپہنچا جس نے میری کایا پلٹ دی۔ ہوا یوں کہ عزیزوں میں سے کسی نے والد صاحب کو مشورہ دیا کہ بچی کی آیندہ زندگی کے لئے مدرسے کی تعلیم ضروری ہے۔ والد صاحب جو دین سے خاصا لگاؤ رکھتے ہیں، انہوں نے مجھے ایک تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے مدرسے میں داخل کروایا، سوچا فارغ رہنے سے تو بہتر ہے، چلو یہاں سے فارغ ہوکر اپنی تعلیم مکمل کرلوں گی۔ پردہ کرنا اور وہ بھی شرعی خاصا مشکل کام تھا، لیکن الحمدللہ کچھ اللہ کا کرم اور کچھ اساتذہ کی محنت کہ جس کی وجہ سے سوچ بدلی۔ میں کہاں بھٹک رہی تھی اصل تعلیم تو یہی ہے اب مزید تمنا نہیں رہی۔ شکر ہے اس پاک ذات کا کہ تصویر اور میوزک کے نام سے ہی نفرت ہوگئی، پردہ شروع کیا، رشتہ داروں نے آنا جانا کم کردیا، بہنوئی ناراض ہوگئے، لیکن میرے مولا نے مجھے کسی موقع پر کمزور نہیں ہونے دیا۔ دینی تعلیم کے دوران کئی مرتبہ شدید بیمار ہوئی، لیکن یہ مرحلے بھی بخوبی طے ہوگئے۔ اب جب میں ایک بچی کی ماں ہوں میری کوشش یہی ہے کہ میری بچی بھی دینی تعلیم حاصل کرے۔ ہم اپنے بچوں کو غلط کاموں سے روکتے ہیں، کبھی تو وہ مان جاتے ہیں اور کبھی ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ اگر ہم انہیں موقع دیں کہ وہ خود پڑھیں، سنیں، دینی تعلیم حاصل کریں تو یقیناً وہ خود اس قابل ہوں گے کہ اپنے دامن کو گناہوں کی غلاظت سے بچاسکیں۔ میری تمام طالب علموں خاص طور پر طالبات سے درخواست ہے کہ خدارا! اس چمکتی دمکتی دنیا کی زندگی کو سب کچھ نہ سمجھے، اس کے پیچھے نہایت بھدا اور مکروہ چہرہ ہے۔ دنیوی تعلیم حاصل ضرور کریں مگر صرف ضرورت سمجھ کر ہماری اصل تعلیم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کی میراث کہا۔

زوجہ عبدالوکیل

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

71

بدھ 25 جمادی الاولیٰ 1425ھ مطابق 14 جولائی 2004ء

سانچ کو آنچ نہیں

میں نے کبھی مفتی صاحب کے کاموں میں مداخلت نہیں کی

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ
ام عمران صاحبہ کی خواتین کا اسلام سے خصوصی گفتگو

DIL BOLA... Pakola SODA

Rs. 20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

حُکمِ الٰہی سے اعراض

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورۃ النساء کی آیت/ ۶۰ کا مفہوم ہے'' کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو کلام آپ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ (اپنے تنازعات میں فیصلہ کے لیے) شیطان کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں شیطان کے انکار کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں جاڈالے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر اور سابق انبیاء پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن جب ان کے درمیان اختلافات اور تنازعات سر اٹھاتے ہیں تو پھر وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور انسانوں کے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلے کروانا پسند کرتے ہیں، اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں ایک انصاری مسلمان (جو کہ حقیقت میں منافق تھا) اور یہودی کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا یہودی چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدل پروری اور حق پرستی سے آگاہ تھا اس پر اس نے آپ ہی کے سامنے یہ مقدمہ پیش کرنے پر اصرار کیا جبکہ منافق کی رائے یہ تھی یہود کے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں، یہودی کے اصرار کو دیکھتے ہوئے وہ منافق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گیا، آپ نے فریقین کی بات سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا، منافق نے باہر آ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے کی ضد کی، اس کا خیال ہوگا کہ چونکہ آپ کفر کے معاملے میں بڑے سخت اور یہود و نصاریٰ کے لیے ننگی تلوار ہیں، اس لئے وہ یقیناً یہودی کے خلاف ہی فیصلہ فرمائیں گے، وہ شاید یہ حقیقت نہیں جانتا تھا کہ حضرت عمر ہوں یا کوئی دوسرے صحابی، کفار کی دشمنی کے باوجود عدل و انصاف ہی کا ساتھ دیتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی وہ ظلم اور زیادتی نہیں کرتے، جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا جس کے ضمن میں یہ بھی بتا دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے حق میں فیصلے فرما چکے ہیں تو آپ نے یہ فرماتے ہوئے تلوار سے منافق کی گردن اڑا دی کہ ''جو شخص رسول اللہ کے فیصلے پر راضی نہیں اس کا فیصلہ میں یونہی کروں گا۔''

مسلمان بحیثیت مسلمان اس امر کا پابند ہے کہ وہ اپنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، سیاسی، ازدواجی اور خاندانی زندگی کے تمام اختلافات کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرے، قبیلوں، خاندانوں، جماعتوں خصوصاً کافروں کے بنائے ہوئے قوانین کو شریعت کے قوانین پر ترجیح دینا ایک مسلمان کی شان نہیں، بعض اوقات ایسا کرنا انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور بعض صورتوں میں بندہ اعتقادی کافر تو نہیں ہوتا مگر عملی کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے اعراض کی وجہ سے اعتقادی کافر ہو جانے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ احکامِ الٰہیہ کے مبنی برحق ہونے سے انکار کر دے۔

۲۔ ان کی حقانیت اور صداقت سے تو انکار نہ کرے لیکن اس کا عقیدہ یہ ہو کہ کتاب وسنت کے مقابلے میں انسانوں کے قوانین زیادہ بہتر ہیں۔

۳۔ انسانوں کے قوانین کو بہتر تو نہ سمجھے مگر کتاب وسنت کے برابر خیال کرے۔

۴۔ نہ بہتر سمجھے، نہ برابر سمجھے، لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف فیصلہ کرنا جائز ہے۔

عملی کفر کی صورت یہ ہے کہ کتاب وسنت پر ایمان کے باوجود محض شہوات اور خواہشات کی اتباع میں شریعت سے روگردانی کرے ایسا کرنے کی وجہ سے اگرچہ کوئی شخص ملتِ اسلامیہ سے تو خارج نہیں ہوتا مگر یہ روگردانی اور اعراض کرنا زنا، شراب نوشی اور چوری ڈاکے کی طرح کبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔

سورۂ مائدہ کی آیت ۴۴-۴۵ اور ۴۷ میں ان لوگوں کے بارے میں بڑے سخت الفاظ آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، پہلی آیت میں ایسے انسانوں کو کافر، دوسری آیت میں ظالم اور تیسری آیت میں فاسق قرار دیا گیا ہے۔

انگریزی قوانین کو تو رکھئے ایک طرف، اگر کوئی شخص اپنے مذہبی رہنما، شیخ اور پیر کی بھی شارع علیہ السلام کی طرح اتباع کو واجب سمجھنے لگے تو اسے بھی شرک کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

جب سورۂ توبہ کی وہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، جس میں نصاریٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنا رکھا ہے'' تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے علماء و مشائخ کو رب تو نہیں سمجھتے تھے آپ نے فرمایا کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ جس چیز کو حلال کہتے تھے تم بھی اسے حلال اور جسے وہ حرام کہتے تھے تم بھی اسے حرام سمجھنے لگتے تھے، انہوں نے عرض کیا ہاں ایسا تو ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہی ہے مشائخ اور علماء کا رب تسلیم کرنا!

آخر میں ہم اللہ کے حکموں سے اعراض کے چند نقصانات بیان کرتے ہیں۔

۱۔ کتاب وسنت کو چھوڑ کر انسانوں کے خود ساختہ قوانین میں زندگی کے مسائل کا حل تلاش کرنے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

۲۔ قلق، اضطراب، پریشانیاں اور نفسیاتی بیماریاں ایسے شخص کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں۔

۳۔ وضعی قوانین کی اتباع سے جرائم پرورش پاتے ہیں اور ظلم و زیادتی کی روک تھام مشکل ہو جاتی ہے جبکہ اسلامی نظام کو دستورِ حیات بنانے سے مجرموں اور جرائم کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

۴۔ انسانی دستور کا دل میں احترام نہ ہونے کی وجہ سے اس کی خلاف ورزی کثرت سے ہوتی ہے، جونہی کسی کا داؤ لگتا ہے وہ اسے پاؤں تلے روند دیتا ہے جبکہ دستورِ اسلامی کا احترام دل میں ہوتا ہے، نہ تنہائی میں اس کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور نہ ہی سرِ عام اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔

ملکِ عزیز پاکستان کو ''لا الٰہ الا اللہ'' کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور اس کے لیے لاکھوں انسانوں نے قربانیاں دی تھیں، لیکن اس کے حصول کے مقاصد آج تک حاصل نہیں ہو سکے، حکومت سے عدالت تک ہر جگہ قوانینِ الٰہیہ کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری ہے، ہم ایک منافقانہ سی زندگی گزار رہے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان ضرور کہتے ہیں، لیکن اپنے اختلافات اور جھگڑوں میں کتاب وسنت کی حکمرانی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس حکم عدولی اور اعراض نے ہمیں آدھے ملک سے محروم کر دیا ہے جبکہ باقی آدھا ملک بھی چراغ سولی بنا ہوا ہے۔

حکمرانوں اور سیاستدانوں سے قطع نظر افراد کا بھی یہ حال ہے کہ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت اور پھر اس کی عظمت کو تسلیم کرنے کے باوجود ایسے حضرات انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جو بلا چوں و چراں زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کریم کی بالادستی تسلیم کرنے پر آمادہ ہوں۔

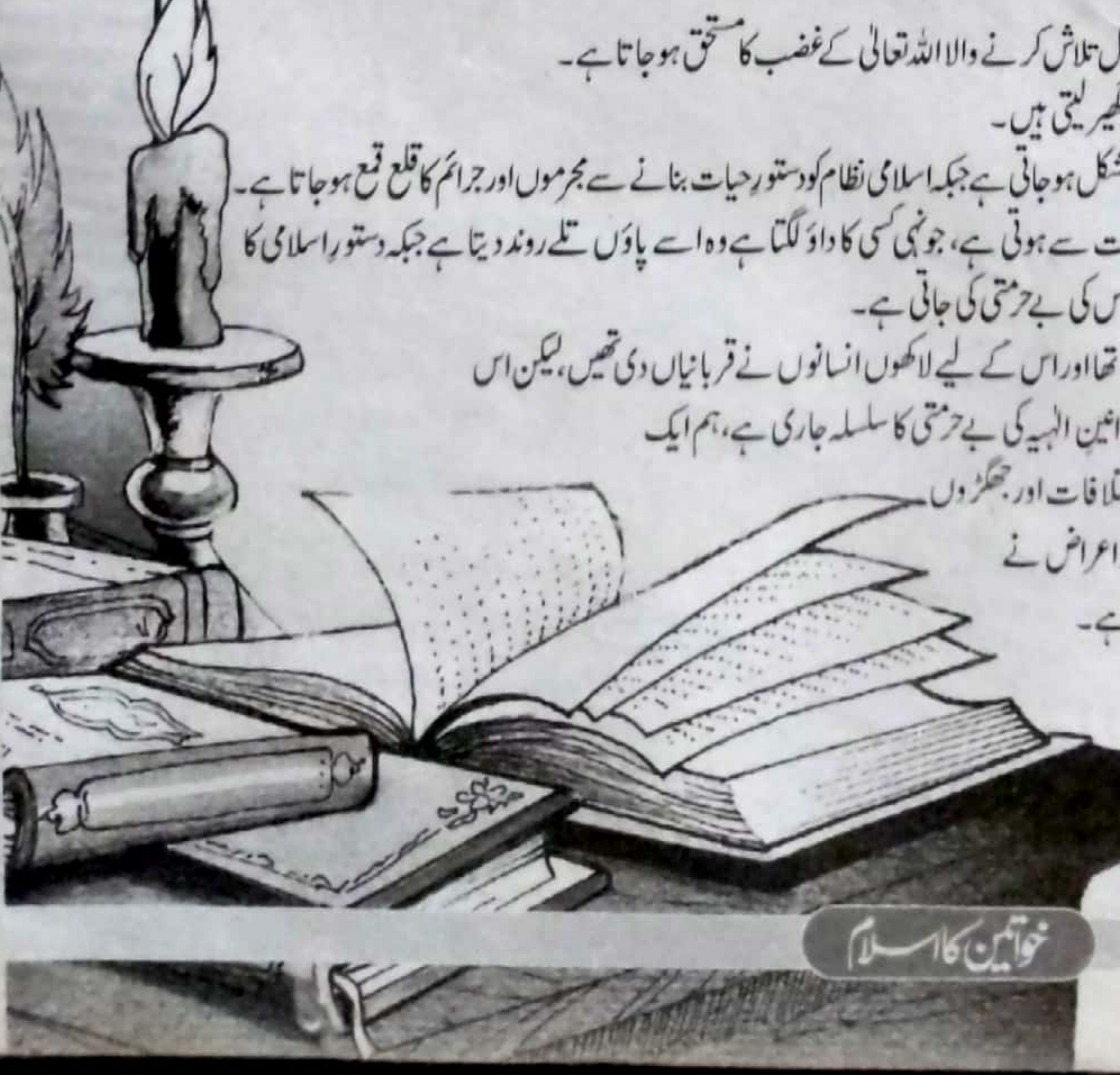

میں تیرا فضل مانگتی ہوں

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ فَاِنَّہٗ لَا یَمْلِکُھُمَا اِلَّا اَنْتَ.

اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت مانگتی ہوں بس تو ہی فضل و رحمت کا مالک ہے۔

دعاء

تعمیرِ فکر

گھریلو ناچاقیوں کا حل سیرت النبی کی روشنی میں

ایک گھرانہ عموماً بیٹوں، بیٹیوں اور بہوؤں پر مشتمل ہوتا ہے، ان میں سے تقریباً ہر فرد پر دوہری تہری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک عورت بیک وقت ماں اور ساس کا کردار نبھا رہی ہوتی ہے، اسی طرح ایک دوسری عورت بہو، بیوی اور بھابھی کے روپ میں خاندان کی تعمیر کر رہی ہوتی ہے۔ مرد ہے تو ماں باپ کا بیٹا، بیوی کا شوہر اور بہنوں کا بھائی ہوتا ہے...... غرض کہ گھرانے کا ہر فرد بیک وقت دو دو تین تین رشتوں میں بندھا ہوتا ہے اور معاشرتی طور پر ہر فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ متعلقہ رشتے کا بہ دل وجان احترام کرے اور اس کے مناسب حال سلوک کرے۔ راقم نے گزشتہ ہفتے کی حاضری میں عرض کیا تھا ''اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی طبیعت اور مزاج مختلف بنائے ہیں، طبیعتوں کا اختلاف اور مزاجوں کا سرد و گرم ساتھ ساتھ چلتا ہے، خاندانی زندگی میں دو فریقوں کا آپس میں الجھ جانا انہونی بات نہیں مگر اس الجھاؤ کا طویل ہو جانا خطرناک ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ جب الجھاؤ طویل ہوتا ہے تو گھر کا ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق اسے حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گزشتہ شمارے میں ہی عرض کیا تھا کہ کچھ لوگ عام معاشرتی رواج کے مطابق اس موقع پر پیروں فقیروں کے آستانوں کا رخ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر شیخ اور پیر متبع سنت اور شریعت کا پابند ہو تو وہ صحیح حل بتائے گا ورنہ گمراہی کا قوی اندیشہ رہتا ہے...... انسان اگر سیرت النبی کا مطالعہ رکھے تو بہت سے معاملات یہیں سے حل ہو سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور بشری تقاضوں کے مطابق نکاح کئے، معاشرتی حیثیت میں آپ شوہر بھی تھے اور باپ بھی، سسر بھی تھے اور نانا بھی، ان تمام حیثیتوں میں آپ نے امت کے لئے ایک بہترین نمونہ دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت میں ہمیں متعدد واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح حسنِ تدبیر کے ساتھ بسا اوقات گھریلو رنجش کو دور فرمایا۔ سورۂ نور میں اور سیرت کی کتابوں میں واقعۂ افک کی تفصیلات ملتی ہیں جس میں منافقین نے اپنی طبعی شر پسندی سے مجبور ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر شرم ناک تہمت لگائی۔ اہل ایمان کے لئے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ معمولی بات نہ تھی، آج بھی جب کوئی صاحب ایمان آدمی اس واقعے کی تفصیلات پڑھتا ہے تو منافقین کی دیدہ دلیری پر کانپ اٹھتا ہے، مگر قربان جایئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلے اور تحمل پر، اس تہمت پر فوراً یقین کر کے حضرت عائشہ کو برا بھلا نہیں کہا۔ ڈانٹا پیٹا نہیں، انہیں طعنے اور کوسنے نہیں دیئے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے میں سکوت اختیار فرمایا اور وحی کا انتظار کیا۔ اسی طرح تقریباً تمام اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مزاج کی ذرا تیز تھیں، بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی معاملے میں میری بیوی نے مجھے رائے دی۔ میں نے کہا کہ تم کو مشورہ دینے سے کیا واسطہ؟ بولیں ''ابن خطاب! تم کو ذرا سی بات بھی برداشت نہیں حالاں کہ تمہاری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہے یہاں تک کہ آپ دن دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں'' سیدنا عمر نے اپنی بیٹی کو جا کر سمجھایا لیکن کیا سیرت کی کسی بھی کتاب میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ کی طرف سے برابر جواب ملنے پر انہیں ڈانٹا ڈپٹا ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج محترمات تھیں، ظاہر ہے سب آپس میں سوکنیں تھیں اور سب میں بشری تقاضے موجود تھے، کبھی کبھار آپس میں ہلکی پھلکی نوک جھونک ہو جاتی تھی، ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہم رسول اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچازاد بہنیں بھی۔ حضرت صفیہ کو ناگوار گزرا، انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ معزز کیسے ہو سکتی ہو؟ میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اللہ اکبر کس خوب صورتی کے ساتھ رسول اللہ نے حضرت صفیہ کی دل جوئی کر کے رنجیدگی بھی دور فرما دی اور بات کا جواب بھی دے دیا۔ اس طرح کے واقعات لکھے جائیں تو مضمون کئی قسطوں میں چل سکتا ہے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گھریلو معاملات کو ابتدا ہی میں حل کر لیا جائے تو وہ آگے نہیں بڑھتے لیکن حل کرنے کا انداز لٹھ مانے والا نہ ہو، بلکہ حکمت و دانائی کی کارفرمائی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیوی بچوں کو سرزنش فرماتے تھے لیکن اس کا بھی ایک خاص انداز ہوتا تھا، اس طرح نہیں کہ جس کی سرزنش کی اس کے لتے لے ڈالے بلکہ اس طرح کہ مخاطب بات بھی سمجھ جائے اور اس پر زیادہ گراں بھی نہ گزرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ، بھائی بہنوں، بیویوں اور نندوں، بیٹوں اور بیٹیوں، سب کے حقوق اور سب کے فرائض بیان فرما دیئے ہیں۔ بیٹے پر لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا سچے دل سے ادب و احترام کرے، اپنی بیوی کے جائز حقوق ادا کرے، اولاد کی اچھی پرورش کرے، عورت اگر ساس ہے تو گھر کی بڑی خاتون ہونے کے ناطے اسے لازم ہے کہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے اور کسی ناگوار بات کو جان کا روگ نہ بنائے۔ بہو پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کا احترام کرے اور انہیں اپنے سگے ماں باپ کی طرح خیال کرے۔ عورت اگر نند ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ ایک گھر میں رہتے ہوئے جو حقوق اسے حاصل ہیں ویسے ہی حقوق اس کی بھابھی کو بھی حاصل ہیں۔ اس لئے معمولی معمولی بات پر نوک جھونک، لڑائی جھگڑا، غصہ ناراضگی، یہ سب باتیں اچھے بھلے گھر کو جہنم بنا سکتی ہیں۔ آج کے دور میں ہماری سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ ہم اپنا ''حق لینا'' فرض تصور کرتے ہیں مگر حق ادا کرنے کو فرض خیال نہیں کرتے، اگر ہم اپنے اوپر عائد ''حق'' دینے والے بن جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ''حقوق'' کی جنگ ختم نہ ہو۔ والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

اوقات نماز:

سوال: (۱) اشراق اور چاشت کا صحیح صحیح وقت تحریر کیجئے۔ (۲) نصف النہار (عین دوپہر کا وقت) کون سا ہے؟ سنا ہے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کا پورا وقت دو حصوں میں تقسیم کردیا جائے تو ان کے درمیان کا وقت مکروہ وقت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ (۳) اس وقت کون سے کام ناجائز ہیں؟ (۴) کبھی کبھار گاؤں جانا پڑتا ہے وہاں گرمیوں میں ظہر کی اذان دو بجے ہوتی ہے۔ جبکہ نماز کا وقت اس سے بہت پہلے شروع ہوجاتا ہے، لہٰذا ہم اذان کا انتظار کئے بغیر ایک بجے نماز پڑھ لیتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں اذان سے پہلے نماز نہیں ہوتی ان کا کہنا صحیح ہے؟ (ایک دینی بہن)

جواب: (۱) طلوع آفتاب کے بعد جب روشنی اس قدر تیز ہوجائے کہ اس پر نظر جمانا مشکل ہو (اور یہ عموماً دس یا گیارہ منٹ کے بعد ہوتا ہے) تو اشراق کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور نماز اشراق کے متصل بعد نماز چاشت کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ دونوں نمازوں کا وقت نصف النہار تک رہتا ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ اشراق اول وقت اور چاشت دن کی ایک چوتھائی گزرنے پر ادا کی جائے۔ (۲) جی ہاں اور یہ نصف النہار عرفی ہے۔ اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ باقی روزہ کی نیت کا جواز نصف النہار شرعی تک ہے۔ جو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا نصف ہے، نصف النہار عرفی کے ۵ منٹ بعد زوال ہوتا ہے اور ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ (۳) اس وقت نماز خواہ فرض ہو یا نفل پڑھنا جائز نہیں، نماز جنازہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ پہلے سے تیار ہے تو اس وقت پڑھنا جائز نہیں اور اگر اسی وقت تیار ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ سجدۂ تلاوت بھی اگر پہلے سے واجب ہے تو اس وقت ادائیگی جائز نہیں اور اسی وقت واجب ہوا تو ادائیگی جائز مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ بہتر ہے کہ مکروہ وقت نکلنے کے بعد اسے ادا کرے۔ (۴) اذان سے پہلے بھی نماز پڑھ سکتی ہیں جبکہ وقت داخل ہونے کا یقین ہو مگر اولیٰ یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کرلیا جائے، جب وہ فارغ ہوں تو عورتیں نماز ادا کریں۔ گرمیوں میں ویسے بھی ظہر تاخیر کرکے ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

عورت کے لئے ساڑھی کا استعمال:

شمارہ ۵۱ میں مفتی صاحب نے ساڑھی پہننے کو مشروط طور پر جائز لکھا ہے۔ جبکہ ساڑھی ہنود کا روایتی لباس ہے جیسے ہمارے ہاں شلوار قمیص اور حدیث ہے جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ اسی قوم میں شمار ہوگا، اس ہندوانہ لباس کو کیوں کر جائز کہا جاسکتا ہے؟ (ایک مسلمان بہن)

جواب: ساڑھی کا استعمال ہندو پاک کے بہت سے علاقوں میں مسلمانوں میں عام رائج ہے۔ اس لئے اسے ہنود کا مخصوص اور روایتی لباس کہنا مشکل ہے۔ ہاں اگر کوئی خاتون ہنود کی تقلید میں یا خاص ان کی مشابہت اختیار کرنے کی نیت سے ساڑھی استعمال کرے تو بیشک اس کا استعمال ناجائز اور "من تشبہ بقوم" کا مصداق ہوگا، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں: جہاں مسلمان عورتوں کے اپنے لباس میں ساڑھی داخل ہو وہاں جائز ہے اور جہاں مسلمانوں میں ساڑھی مروج نہ ہو صرف غیر مسلم عورتوں کے لباس میں داخل ہو وہاں مکروہ ہے (کفایۃ المفتی ص:۱۷۰۔ ج:۹) معلوم ہوا ساڑھی ہر جگہ ہندوؤں کا ہی لباس نہیں، حضرت مولانا لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے عدم جواز کی وجہ یہ لکھی کہ "ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہوسکتا" ملاحظہ ہو "آپ کے مسائل ص:۱۶۳۔ ج:۷۔" اس لئے بندہ نے لکھا تھا۔ ساڑھی اگر اس طرح استعمال کی جائے کہ پورا جسم اس میں چھپ جائے اور کسی طرح بے پردگی نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔

جوان لڑکی کا مرد استاذ سے تعلیم حاصل کرنا:

سوال: نوجوان لڑکیاں باپردہ رہتے ہوئے کالج اور یونیورسٹی میں اگر مردوں سے تعلیم حاصل کریں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح مردوں سے ان کا ٹیوشن پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (بنت محمد ابراہیم بھٹی لبانہ)

جواب: عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورتوں سے ہی تعلیم حاصل کریں، مردوں سے کسی قسم کا اختلاط نہ رکھیں۔ لیکن کسی جگہ اس کا انتظام نہ ہو تو بامر مجبوری ضروری مضامین مردوں سے بھی پڑھ سکتی ہیں، بشرطیکہ پردہ کا مکمل اہتمام ہو اور کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ ٹیوشن پڑھنے میں بھی یہی تفصیل ہے، اس میں یہ بھی شرط ہے کہ پڑھنے والی لڑکیاں کم از کم دو یا دو سے زائد ہوں۔ اکیلی لڑکی کا اکیلے مرد سے پڑھنا کسی صورت جائز نہیں۔

صدقہ دیتے ہوئے بتانا بھی ضروری ہے؟

سوال: صدقہ کی رقم جس شخص کو دی جائے کیا اسے بتانا ضروری ہے کہ یہ صدقہ ہے؟ بعض لوگ اس چیز کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ (ایضاً)

جواب: زکوٰۃ وعشر یا صدقہ وخیرات دیتے ہوئے مستحق کو بتانا ضروری بلکہ مناسب بھی نہیں کہ یہ رقم اس مد کی ہے۔ بس دل کی نیت کافی ہے، زبان سے چاہے ہدیہ کہہ کر دے یا قرض یا عطیہ وغیرہ۔ یہ کہنا کہ دیتے وقت بتانا نہایت ضروری ہے، نہایت غلط ہے۔ قال فی التنویر: و شرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ (قولہ نیۃ) اشار الی انہ لا اعتبار للتسمیۃ فلو سماہا ہبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح (رد المحتار ص:۲۶۸، ج:۲).

کمیٹی ڈالنا:

سوال: متعدد خواتین مل کر کمیٹی ڈالتی ہیں مہینہ بعد قرعہ اندازی ہوتی ہے، جس خاتون کا نام نکل آئے جمع شدہ رقم اسے دے دی جاتی ہے۔ جمع ہونے والی رقم ایک خاتون کی تحویل میں رہتی ہے۔ جس کی کمیٹی نکلے وہ اسے بطور معاوضہ پچاس روپے دیتی ہے، کیا یہ معاوضہ وصول کرنا جائز ہے؟ (اخت الحیاۃ الشہید چارسدہ)

جواب: کمیٹی ڈالنے کا مروج طریقہ جائز نہیں، جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ قرعہ ڈالنے کے بجائے تمام شرکاء کی رضا سے جمع شدہ رقم کسی ایک خاتون کو دے دی جائے، یا قرعہ ہی ڈالا جائے مگر جس کا نام نکلے اسے مستحق رقم نہ سمجھا جائے۔ صرف انتخاب کی سہولت کے پیش نظر شرکاء ایسا کرلیں اور ہر شریک کو یہ آزادی حاصل ہو کہ جب چاہے اس کمیٹی سے علیحدگی اختیار کرلے۔ نیز ایک مہینہ کی کوئی خصوصیت نہیں، ہر شریک کی مرضی ہو کہ جب چاہے اپنی دی ہوئی رقم لوٹالے۔ ان باتوں کی رعایت سے یہ عمل جائز ہوجائے گا۔

پہلے سے یہ طے کرلینا کہ رقم سنبھالنے والی ہر شریک سے پچاس روپے معاوضہ لے گی جائز نہیں، یہ شرط طے کئے بغیر رقم وصول کرنے والی خاتون از خود بھی پچاس روپے دے دے، تو جائز ہے۔ مگر اس کا معمول بنالینا درست نہیں۔

کیا استنجا ضروری ہے؟

سوال: ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ وضو کے لئے استنجا ضروری نہیں، کیا یہ مسئلہ درست ہے؟ اور استنجا کے بغیر صرف وضو سے نماز ہوجاتی ہے؟ (بنت محمد اسرا اٹک)

جواب: اس مسئلہ میں تفصیل ہے وہ یہ کہ پاخانہ کی نجاست اگر اپنے مخرج سے تجاوز کرجائے اور متجاوز نجاست مقدار میں ایک مثقال (۵ ماشہ) سے زائد ہے، یا رقیق وسیال ہونے کی صورت میں درہم (ہتھیلی کے گہراؤ) سے زائد ہے تو اسے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی۔ اور اگر نجاست کی مقدار اس سے کم ہے تو استنجا کرنا سنت مؤکدہ ہے، اس صورت میں استنجا کئے بغیر نماز مکروہ ہوگی۔ اگر کہیں ایسا اتفاق ہو کہ کوشش کے باوجود استنجا کرنے کے لئے کوئی باپردہ جگہ میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں استنجا معاف ہے، صرف وضو کرکے نماز پڑھ لی جائے۔ نیز بعض لوگ محض ہوا خارج ہونے سے استنجاء ضروری سمجھتے ہیں، سو یہ محض غلط ہے، اس سے استنجا لازم نہیں ہوتا۔

نبی پیارا ادائیں پیاری

ام ہریرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کے لئے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی) ترمذی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم کہیں سے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بورے پر ڈلوا دیئے اور وہیں پڑے پڑے تقسیم کرا دے، ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میرے پاس تو کچھ نہیں رہا تو کسی سے میرے نام قرض لے لے جب میرے پاس ہوگا ادا کر دوں گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو نہیں دیتا۔ ایک مرتبہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوذر مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس کوہِ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے ایک اشرفی بھی بچ رہے سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لئے ہو۔ تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔ (بخاری)

لمحۂ فکریہ

ہاشمی اہلِ سنت

اسلام نے معاشرتی پہلوؤں کی اصلاح کے لئے جو احکام واضح کیے ہیں منجملہ ان کے مرد و زن کے باہمی اختلاط پر ایک پابندی بھی ہے۔ اسی لئے خواتین کو پردے کا تحفہ دیا گیا۔ پردے کی کیا افادیت ہے؟ یہ تو یورپ والے یا اہل امریکا ہی بے پردگی کی تباہ کاریاں دیکھنے کے بعد بتا سکتے ہیں۔ یہاں میرا مقصد ایک اہم امر کی طرف دیندار طبقوں کی توجہ مبذول کرانا ہے۔ غور فرمایئے! کیا خواتین پر عائد کی جانے والی پابندیوں کے ساتھ مردوں پر بھی کوئی روک ٹوک کی جا رہی ہے یا نہیں؟ غایت تحریر یہ نہیں کہ عورتیں بے پردہ ہو جائیں بلکہ مردوں پر بھی احتیاط لازم ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عورتوں کے ساتھ وہ مرد جو آپ کے گھرانے میں شامل ہیں اور جو آپ کے زیرِ سایہ و زیرِ نگرانی ہیں ان کو کہیں بے مہار تو نہیں چھوڑ دیا؟ اگر ایسا ہی ہے تو جان رکھیے کہ یہ ناانصافی ہے۔ ہمارے دین متین نے مرد و زن کے حقوق و فرائض عدل کے ساتھ بتائے ہیں تو پھر کیا مردوں کو ایسے ہی بے لگام چھوڑ دینا روا ہے؟ خواتین تو محصور و مستور رہیں اور مرد ایسے دندناتے رہیں؟ بال بڑھائیں ہر نوع کے ملبوسات اختیار کریں؟ جس کو چاہیں دیکھیں؟ جس وقت چاہیں گھر سے نکل جائیں اور جب چاہیں آئیں؟ کیا اس صورت میں خواتین کے ذہنوں میں یہ سوال نہیں آئے گا کہ یہ تو دین نے ناانصافی کی ہے۔ تحقیق کیجئے! عیاں ہوگا کہ یہ تصور انتہائی باطل ہے اور اسی غلط فیصلے کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ناقدین کو انگشت نمائیوں کا موقع مل گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مرد تو آزاد ہیں مگر عورت "بے چاری" چار دیواری میں محبوس ہے۔ اگر انصاف کے ساتھ دونوں کو فرائض سمجھائے جاتے تو واقعی محسوس ہوتا کہ کوئی دھن ہے یا کوئی جذبہ ہے، جو صداقت سے تہی نہیں۔ یہ تو ہوا ناقدین کا حال، اہل اسلام کا یہ حال ہے کہ دین کے رہنما زریں اصولوں سے متنفر ہو رہے ہیں، کسی کا فتویٰ ہے کہ نہیں بس دل صحیح ہونا چاہئے ظاہراً گو برہنہ ہوں۔ کسی کا فیصلہ ہے کہ یہ مولویوں کی اپنی اختراع ہے اور دراصل یہ اہل اسلام بھی اس نوع کے نتائج نکالنے پر مجبور ہیں کیونکہ فہم دین تو رکھتے نہیں اور وہ لوگوں کی زندگیوں سے ہی دین اخذ کرتے ہیں۔

آیئے ذرا تجزیہ کیجئے کہ اس بیرونی خلفشار کے علاوہ اندرونی انتشار کیا ہے؟ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسے گھرانوں کی بچیاں احساس کمتری و خودسری میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ وہ سوچتی ہیں کہ ہمارا بھائی تو یہ بھی کرتا ہے وہ بھی کرتا ہے تو ہم کیوں مقید ہیں۔ جب ایسے خیالات جنم لیں تو یہ بچیاں موقع پاتے ہی کوئی "گل" کھلاتی ضرور ہیں۔ اگر ایسا نہ بھی ہو تو دین متین سے بیزاری اور اس کو جبراً اپنائے رکھتی ہیں۔ برعکس اس کے ذرا ان گھرانوں پر بھی نظر ڈالیے جہاں یہ تقسیم نہیں۔ اگر عورت مستور ہے تو مرد بھی ذمہ داریوں کا بار اٹھائے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی عورت گھر سے نکلنے کی مجاز نہیں تو مرد بھی آوارہ گردی کرنے کے مختار نہیں۔ ایسے گھرانوں کی بچیاں شروع ہی سے دین سے محبت رکھتی ہیں اور کبھی یہ خیال نہیں پیدا ہوتا کہ پردہ کیوں؟ وجہ ظاہر ہے کہ مرد بھی پابند ہے تو یہ سوال کیونکر جنم لے گا؟ ایسی بچیاں پردے کو "ظالمانہ پابندی" نہیں بلکہ رحمت خداوندی سمجھتی ہیں۔ میں نے اپنے اقرباء کو دیکھا کہ بیس اور اٹھارہ سال کے نوجوان اب بھی دن ہی کیوں نہ ہو بغیر مطلع کیے اور بغیر مقصد لیے نہیں نکل سکتے۔ اگر عورتیں سر ڈھک کر رکھتی ہیں تو وہ بھی سر ڈھانپ کر باہر نکلتے ہیں نیز یہ کہ حلقہ احباب نہایت مختصر اور رات گئے تک سڑکوں کی خاک چھاننے کا تصور ہی نہیں۔ ایسے گھرانے ہمیشہ ان پریشانیوں سے محفوظ رہتے ہیں جو احقر نے اوپر قلمبند کیں۔ مزید برآں ان کے گھر میں نوجوانوں کو حفظ کرانے کا بھی دستور ہے اب بتایئے کہ کوئی ناانصافی ہوئی یا حق کی تلافی ہوئی؟ کہنے کی بات یہ کہ پردہ ضرور کرایئے کہ خواتین کا امتیاز ہی یہ ہے مگر مردوں کو بے مہار مت چھوڑیئے۔ اگر تمام قارئین اس کا تہیہ کر لیں تو "پردے" پر ہونے والے پوچ اعتراضات آدھے تو یونہی ختم ہو جائیں گے۔

حَمد

فلک پر بھی تو ہے زمیں پر بھی تو ہے
گلوں میں بھی تو ہے گلستان بھی تو ہے
دلوں میں بھی تو ہے لبوں پر بھی تو ہے
خزاں میں بھی تو ہے بہاروں میں تو ہے
زمیں پر بھی تو ہے زمانوں میں تو ہے
تیرا ہے زمانہ تو خود ہے زمانہ
تیری ہے خدائی تو ہے ہی خدائی

ام ضیاء

کشکول

وصیت:

کسی نے حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ سے وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا، اگر دوست چاہتے ہو تو اللہ رب العزت کافی ہے، اگر ہمراہی چاہتے ہو تو کراماً کاتبین کافی ہیں، اگر انس ومحبت چاہتے ہو تو عبادت کافی ہے، اگر وعظ چاہتے ہو تو موت کافی ہے، اگر یہ سب پسند نہیں تو پھر تمہارے لئے جہنم کی آگ کافی ہے!

(مرسلہ: بنت محمد رمضان۔کمالیہ)

گناہوں پر اصرار اور امید مغفرت:

جو شخص توبہ کے ساتھ مغفرت کا امیدوار رہے وہ تو حقیقت میں امیدوار ہے اور جو گناہوں پر اصرار کے ساتھ مغفرت کی امید باندھے ہوئے ہے وہ احمق ہے، دھوکے میں پڑا ہوا ہے، پہلے لوگ عبادات پر مر مٹتے تھے، گناہوں سے نہایت اہتمام سے بچتے تھے، تقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے، شبہ کی چیزوں سے بھی دور رہتے تھے، رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ کر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے تھے اور آج ہر شخص خوش ہے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہر وقت مطمئن ہے اس کو کسی وقت بھی عذاب کا ڈر نہیں، دن رات شہوتوں اور دنیا کی لذتوں میں گم ہے، دنیا کمانے کی ہر وقت فکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں اور گمان یہ ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ ہے اور اس کی معافی کا یقین ہے۔ گویا انبیاء کرام، صحابہ عظام اور اولیاء مخلصین میں سے تو کسی کو اُس کی رحمت کی امید ہی نہ تھی جو اس قدر مشقتیں برداشت کرتے رہے۔ بے عمل کا بہشت طلب کرنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، بے سبب و بے علاقہ امید شفاعت فریب کی ایک قسم ہے اور بغیر اس کی فرمانبرداری کے اُس سے رحمت کی امید رکھنا حمق اور جہالت ہے۔ (انتخاب از شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ) (دختر ڈاکٹر نصیر احمد۔چیچہ وطنی)

سنہری باتیں:

* آنسو بہاؤ اور خوب بہاؤ یہ سوچ کر نہیں کہ ہماری خواہشات پوری نہیں ہوتیں بلکہ یہ سوچ کر کہ ہم کتنے گنہگار ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک ہماری دعائیں نہیں پہنچتیں۔
* جو کچھ گزر گیا اس پر حسرت مت کرو اور جو آنے والا ہے اس کا اندیشہ مت کرو، موجودہ وقت کی قدر کرو۔
* گناہ اتنے کرو جتنا تم میں عذاب سہنے کی طاقت ہو۔
* اپنی لمحہ بھر کی خوشی کے لئے کسی کی عمر بھر کی خوشیاں مت چھینو۔
* اس شمع کی مانند بن جاؤ جو خود تو جلتی ہے مگر دوسروں کو روشنی دیتی ہے۔
* بادل کی طرح رہو جو نہ صرف پھولوں پر بلکہ کانٹوں پر بھی برابر برستا ہے۔ (حمیرا اور خدیجہ۔خیر پور ٹامیوالی)

کلاسیفکیشن:

میرا تعلق ایک مڈل کلاس گھرانے سے ہے وہ اس طرح کہ ہم سب بہن بھائی مڈل کر چکے ہیں اور آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، والدین کی تعلیم بھی مڈل ہے اس لئے ہمارا گھرانہ مڈل کلاس کہلاتا ہے۔ میرے چچا کا تعلق تھرڈ کلاس سے ہے وہ اس لئے کہ چچا نے صرف تین کلاسیں پڑھی ہیں اور اب ان کا اکلوتا بیٹا بھی تھری میں ہے۔ ہمارے سارے خاندان کا تعلق کسی نہ کسی کلاس سے ہے۔ مثلاً کوئی تھرڈ کلاس ہے کوئی مڈل کلاس ہے صرف میرے ایک ماموں کا گھرانہ ہائی کلاس ہے کیونکہ وہ سب ہائی اسکول میں پڑھتے ہیں۔

جب میری عمر 5 برس ہوئی تو میں نے اسکول جانا شروع کر دیا لیکن اسکول میں کوئی قابل استانی نہ ہونے کی وجہ سے میں ابتدائی تعلیم صحیح طرح سے حاصل نہ کر سکی، قابل استانی اس لئے نہ تھی کہ جب بھی میں چھٹی کرتی تو وہ مجھے پیار سے سمجھاتی کہ بیٹا چھٹی نہ کیا کرو پڑھائی متاثر ہوتی ہے۔ اب بھلا کوئی بچہ نرمی سے بھی سمجھتا ہے۔ چنانچہ میں ایک دن کے سمجھانے کے بعد اکٹھا ہفتہ چھٹی کر لیتی اب کیا تھا زیادہ سے زیادہ 5,4 ڈنڈے پڑ جاتے بچہ ڈنڈوں سے کب سمجھتا ہے۔ چنانچہ میں ایک دو دن اسکول آکر پھر ہفتہ چھٹی کر لیتی تھک ہار کر استانی نے میرے اوپر توجہ دینی چھوڑ دی اور میری ابتدائی تعلیم متاثر ہو کر رہ گئی۔

تیسری کلاس کے بعد گھر والوں نے مجھے باہر جا کر کھیلنے کی اجازت دے دی لیکن باہر کوئی تمیز دار دوست نہ ہونے کی وجہ سے میرے اخلاق تباہ ہو گئے وہ اس طرح کہ اگر میں کسی لڑکی کو گالی دے دیتی تو وہ مری شکایت کر کے مجھے گھر سے پٹواتی بدلہ اتارنے کے لئے اگلے دن میں اسے 3,4 گالیاں دے دیتی وہ پھر شکایت کر دیتی اور مجھے پھر پٹواتی اب بھلا کوئی مار سے بھی سمجھتا ہے۔ ساتویں کلاس سے میں نے ٹیوشن پڑھنا شروع کر دی لیکن استانی کے بدزبان ہونے کی وجہ سے میں نے ٹیوشن چھوڑ دی وہ اس طرح کہ اگر استانی کوئی چیز سمجھاتیں اور میری سمجھ میں نہ آتا تو میں کہہ دیتی کہ تمہیں تو سمجھانا ہی نہیں آتا میں تم سے ٹیوشن نہیں پڑھوں گی چنانچہ استانی مجھے برا بھلا کہتیں اب بھلا بدزبان کون تھا میں یا استانی۔ ان حالات کے پیش نظر یعنی معاشرہ کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے میں نے ٹیوشن چھوڑنے اور آگے نہ پڑھنے کا اعلان کر دیا اور اب میں مڈل کلاس کہلاتی ہوں۔

(اخت مولانا محمد عثمان غنی۔سرگودھا)

انمول موتی:

★ نفیس لباس کے شوقین کفن کو بھی ذہن میں رکھیں۔

★ جس نے لالچ سے کنارہ کشی کی وہ بارگاہ الٰہی میں محبوب ٹھہرا۔

★ زندگی کا ہر دن آخری دن سمجھو۔

★ مشکلات انسان کی روح کی آزمائش کے لئے ہوتی ہیں۔

★ زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔

★ ترقی کے زینے چڑھتے ہوئے لوگوں سے اچھا سلوک کرو نیچے اترتے ہوئے تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی۔

(بنت علی احمد۔منڈی بہاؤالدین)

اسلام اور عورت کی تعلیم:

عورت کی تعلیم خواہ اسلامی ہو یا عصری، اسلام میں اس کے جواز کے متعلق کسی کو نہ ہی اعتراض ہے اور نہ ہی کسی کو اس کا حق ہے۔ لیکن اس تعلیم کو حاصل کرنے کے لئے جو طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے اسے اسلام سختی سے منع کرتا ہے، جیسے مخلوط تعلیم جہاں مرد و زن اکٹھے تعلیم حاصل کریں کیونکہ اس سے معاشرے میں فساد کا خطرہ ہمیشہ موجزن رہتا ہے۔ آج کل عورتوں کے حقوق کے متعلق جو پروپیگنڈہ اسلام کے خلاف کیا جا رہا ہے یہ دین اسلام کو عالمی رائے عامہ پر بدنام کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ حالانکہ جتنے حقوق اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں اتنے حقوق کسی دوسرے مذہب نے نہ ہی پہلے دیئے ہیں اور نہ ہی آئندہ اس کی امید کی جا سکتی ہے۔ کیا عورت کے حقوق صرف یہی ہیں کہ اُسے بازار اور اسٹیج کی زینت بنا کر اس کی معصوم زندگی سے کھیلا جائے؟ (ایمان سجاد۔کراچی)

میرے جذبات ماں کے بارے میں:

جب میں نے اس جہان فانی میں آنکھ کھولی تو اس عجیب و غریب دنیا کو دیکھ کر میں کچھ گھبرا سی گئی ایسے لگا کہ جیسے یک دم منظر بدل گیا ہے اور میں اس دنیا میں بالکل تنہا، بے کس اور بے نوا ہوں شاید اس وجہ سے کہ میں اس دنیا سے مانوس نہ تھی، نہ جانے اگلے ہی لمحے کیا ہو جائے گا، ابھی میں یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک مہربان نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے میں خوفناک خواب سے بیدار ہو گئی ہوں اور اس دنیا کے طوفان میں مجھے کسی مضبوط قلعے کی پناہ مل گئی ہو۔ اس آہنی حصار کی قربت میں اتنا سرور تھا کہ مجھے ایسا لگا جیسے میری تخلیق کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ یا پھر یکدم منظر ہی بدل گیا تھا اب تو مجھے یہ خدشہ تھا کہ کہیں یہ مہربان وجود پھر سے مجھے اس بھیانک دنیا کے حوالے نہ کر دے، جب اس نے اپنے پیار و محبت کے رنگ بکھیرے تو نہ جانے میں کس دنیا میں پہنچ گئی۔

جب اس نے اپنے لب میری پیشانی پر رکھے تو ان لبوں کی ٹھنڈک میرے سر سے لے کر پاؤں تک سرایت کر گئی۔ مجھے یوں لگا جیسے باد صبا آج بہت خوش تھی یا پھر ابر باراں مہربان ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی حیرت کا اظہار کرنے کے لئے کئی دفعہ آواز نکالی۔ لیکن اُس مہربان کی میٹھی لوری نے مجھے مبہوت سا کر دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے ساتھ لپٹایا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ نہ جانے کتنے پھول اور کتنی معطر خوشبوئیں میرے اوپر نچھاور کر دی گئی ہوں اس تحفظ، اس اطمینان، اس سکون، اس خوبصورتی، اس ٹھنڈک، اس شہد جیسی مٹھاس، اس نرمی، اس ہمدردی اور ان تمام جذبوں کا ایک ہی نام ہے اور وہ ہے...... ماں۔ (بنت محمد صدیق کنجوانی)

جہاز اُڑ گیا

نجمہ حمید کھوکھر

''جہاز اڑ گیا''۔ ''جہاز نے تو اڑنا ہی ہوتا ہے کیا یہ کوئی خصوصی جہاز ہے؟''

''جی ہاں''۔ ''کیا مطلب''...... ''یہ وہ جہاز ہے جو انسان کا روپ دھار لیتا ہے، اور فضا میں انتہائی حدود پار کرتا ہوا ممنوع حدود تک پہنچتا ہے اور پھر کبھی واپس نہیں آسکتا۔''

''انسانی دماغ بھی کیا چیز ہے کیسے کیسے مفروضے سوچتا رہتا ہے''...... ''لیکن یہ مفروضہ نہیں''۔

جب کوئی نشئی کسی گٹر، گلی کے تھڑے، کسی قبرستان یا گندے نالے کے قریب اپنی زندگی ہار بیٹھتا ہے تو لوگ عموماً یہی کہتے ہیں کہ ''جہاز اڑ گیا''۔ تب کوئی خدا ترس اُس کے مردہ جسم پر سفید چادر ڈال دیتا ہے اور اس نامعلوم لاش کی اطلاع تھانے میں بھی کر دیتا ہے۔ ایسی نعش کی تلاشی کوئی نہیں لیتا۔ عموماً ایسے لوگ تہی داماں ہوتے ہیں اور بھکاریوں سے بھی بدتر زندگی بسر کرتے ہیں۔ گٹر، ویران کھنڈر اور سیوریج کے بڑے بڑے پائپ ان کی جائے رہائش ہوتے ہیں۔ یہ ماؤں کے لاڈلے لعل ضرور ہوتے ہیں لیکن اپنے خاندان اور برادری کے لئے کلنک کے ٹیکے سے کم نہیں ہوتے۔ عام حالات میں یہ اپنے گھر کا ایک ایک برتن تک چرا کر ہیروئن کے دھویں میں اڑا چکے ہوتے ہیں اور چوری، ڈکیتی اور جیبیں کاٹنا ان کا عام وطیرہ بن چکا ہوتا ہے۔ جب ان لوگوں کو ہیروئن کا زہر قبر کے کنارے پر پہنچا دیتا ہے تب یہ گلیوں اور سڑکوں کے کناروں پر استعمال شدہ ٹشو پیپر کی طرح گندے کپڑے، میل سے اٹے ہوئے بال، آنکھوں میں جمے گِڈ اور جسم پر جمی کالی میل کے ساتھ کوڑے کا ڈھیر بنے دنیا و مافیہا سے بے خبر جھولتے ہوئے ملتے ہیں ان کے گھر والے بھی ان سے دستبردار ہو چکے ہوتے ہیں اور ٹھوکروں میں پڑے ہوئے یہ آدم زادے دراصل بہت ہی محبت اور توجہ کے متقاضی ہوتے ہیں جو انہیں میسر نہیں آسکتی کہ بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

نشے کے ناگ نے کئی گھرانوں کی خوشیاں نیست و نابود کر ڈالی ہیں۔ کئی سہاگنوں کے سہاگ اور بچوں سے ان کے باپ چھین لئے ہیں۔ بہنوں سے بھائی اور والدین سے اُن کے بڑھاپے کا سہارا، ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں ایسے لوگوں کی تعداد شرمناک حد تک تجاوز کر چکی ہے۔ نشہ کرنے والوں میں تقریباً ہر عمر کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ سگریٹ نوشی، شراب اور دیگر ہائے نشے اخلاقیات کی تمام حدود عبور کر چکنے کے بعد تن آور درخت بن کر ہمارے سامنے سوال بن کر کھڑے ہے۔ کلاشنکوف اور ہیروئن کے تحفے نے ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے جبکہ اس کا کاروبار کرنے والوں نے خوب روپیہ کمایا ہے اور نا صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک میں بھی اپنے بینک اس سیاہ پیسے سے کالے کئے ہوئے ہیں اور ستم بالائے ستم کہ چور بھی کہے چور چور کے مصداق انہی لوگوں نے اینٹی نارکوٹیکس کے ادارے بھی قائم کر رکھے ہیں۔ یہ لوگ نشئیوں کے علاج کے نام پر انہیں مزید نشئی بنا دیتے ہیں۔ نشئیوں کے اہلِ خانہ کی عموماً یہی شکایت ہوتی ہے کہ جہاں سے انہوں نے ان کا علاج کروایا ہے انہوں نے انہیں مزید نشئی بنا دیا ہے۔ بلاشبہ ایسے ہسپتال اور کلینک انسانیت سے حد درجہ گری ہوئی حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں انہیں قیامت تک نا صرف وہ قادر مطلق بلکہ ہماری آنے والی نسلیں بھی معاف نہ کریں گے۔ عموماً بچے 15 سال کی ابتدائی عمر میں ہی سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ سگریٹ نوشی کی عادت دوسرے نشوں کی لپیٹ میں آ جاتی ہے اور تباہ و بربادی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ صرف مرد حضرات ہی نہیں بلکہ یہ وبا ایک عرصے سے تقریباً ہر عمر کی خواتین میں بھی سرائیت کر چکی ہے۔ امیر اور اچھے گھرانے کے لوگ تو اپنی زیرِ نگرانی نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرون ملک سے بھی اپنے بچوں کا اندرون خانہ علاج کروا لیتے ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی جبکہ غریب بھی اپنی استطاعت سے بڑھ کر ہی علاج کرتے ہیں لیکن اپنی چادر کے اندر رہتے ہوئے، ان کے بچے اس نشے کے ہاتھوں فٹ پاتھ، گٹروں اور گندے نالوں کے قریب اپنی زندگی ہار جاتے ہیں اور یوں یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے اور اللہ نہ کرے کے مستقبل میں بھی جاری رہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب شراب کی ممانعت کا حکم آیا تو مکہ کی گلیاں شراب سے نہا گئیں اور نامی گرامی صحابہ کرام جو شراب کے پکے عادی تھے انہوں نے اپنے شراب سے بھرے ہوئے مٹکے توڑ ڈالے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک فخر سے بلند ہو گیا۔ آج بھی سرحد خصوصاً کوئٹہ میں ہیروئن کے ڈھیروں کو آگ لگائی جاتی ہے اور حکومت نے اس زہریلے سانپ کی بڑھوتری کو روکنے کے لئے حکومتی سطح پر بہت سے انتظامات کئے ہیں اور سخت سزائیں بھی مقرر کر رکھی ہیں۔ اس کے باوجود منشیات کا کاروبار کرنے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری نوجوان نسل کے کڑیل جوان ایک شرمناک زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ جتنا ظلم اس دور میں ہیروئن پلا پلا کر کیا جا رہا ہے شاید ہی پہلے کبھی کیا گیا ہو۔ منشیات کا کاروبار کرنے والے ہٹلر اور مسولینی سے بھی بڑھ کر سخت دل اور برے لوگ ہیں۔ کاش کہ وہ ان ماؤں کو دیکھ لیں جن کے جوان مردہ بیٹوں کے جنازے اٹھتے ہیں...... کاش وہ اُس باپ کے چہرے پر پڑی گہری دکھ کی لکیریں دیکھ لیں کہ جس نے ایک نہیں بلکہ اپنے چار بیٹوں کے جنازے باری باری اپنے بوڑھے اور ناتواں کندھوں پر اٹھائے اور منوں مٹی تلے دبا کر آ گیا۔

اُن بہنوں کے پژمردہ چہرے دیکھ لیں کہ ان کی ڈولیاں اپنے بھائیوں کی ان بری عادات کی وجہ سے اٹھنے سے رہ گئیں۔ اُن بیواؤں کا واویلا سن لیں جو صاحب اولاد ہوتے ہوئے بھی جوانی میں ہی بیوگی کا لباس پہننے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ ان ننھے بچوں کی سسکیاں سن لیں جو پروانہ شفقت کے سائے کے لئے ترس رہے ہیں۔

خلاف شرع کام ختم کرنے کا حکم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی تم میں سے کوئی بری اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ
اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے بدلنے کی کوشش کرے
اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو
اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے
اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو
اپنے دل میں برا سمجھے
اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔ (مسلم) (مرسلہ ام ایمان)

میں نے کبھی مُفتی صاحب کے کاموں میں مداخلت نہیں کی

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کی اہلیہ محترمہ اُمِّ عمران صاحبہ کی خواتین کا اسلام سے خصوصی گفتگو

دارالعلوم کی علم سے مہکتی فضا میں سے گزر کر جب میں ان کے گھر میں داخل ہوئی تو ایک پروقار خاتون نے استقبال کیا...... پروقار سادگی، انکسار کے ساتھ تمکنت اور حیاء وعفت کا پیکر میرے سامنے تھا، میں نے دیکھا کہ اطمینان و سکون بھری زندگی کا غیر مرئی ہالہ ان کی شخصیت کا احاطہ کر رہا تھا۔ پورے انٹرویو کے دوران بار بار الحمدللہ، ماشاء اللہ، اللہ کا شکر ہے جیسے الفاظ کا تکرار کانوں میں رس گھولتا رہا۔ کیوں نہ ہو...... یہ خاتون مفتیِ اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی بہو، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ "اُمّ عمران" تھیں...... ان کی بے ساختہ گفتگو کے دوران یہ شعر بار بار کانوں میں گونجتا رہا

تمنا پاک، دل معصوم، فطرت کس قدر سادہ
کہ تم میں سادگی ہی سادگی معلوم ہوتی ہے

خواتین کا اسلام: ہم پہلے تو آپ کا ذاتی تعارف چاہتے ہیں؟

ام عمران: میرے والد صاحب شروع سے تجارت کرتے تھے، انڈیا میں بھی جب الہ آباد میں تھے اس وقت سے، یہاں کراچی میں بھی تجارت ہی کرتے ہیں۔ ان کا حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے بہت تعلق رہا۔ میں نے بچپن میں دارالعلوم نانک واڑہ میں قاری یٰسین صاحب سے قرآن مجید پڑھا۔

خواتین کا اسلام: بچپن کی کوئی یاد جواب بھی آپ کے ذہن میں ہو؟

ام عمران: کوئی خاص بات تو یاد نہیں ہاں جب میں دارالعلوم نانک واڑہ میں پڑھتی تھی اس وقت مجھے درالعلوم کہنا نہیں آتا تھا، دارالعلوم کو "دارُل دروم" کہتی تھی۔ جب میری شادی ہوئی تو میرے خاندان والے کہتے تھے کہ اِسے "دارُل دروم" بہت پسند ہے اس لئے وہیں چلی گئی ہے...... بس یہ قسمت کی بات ہے۔

خواتین کا اسلام: آپ کی شادی کب ہوئی؟

ام عمران: میری شادی 1969ء میں ہوئی اور 1971ء میں میرا بڑا بیٹا عمران پیدا ہوا۔

خواتین کا اسلام: آپ کے کتنے بچے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

ام عمران: میرے تین بچے ہیں، دو بیٹے ایک بیٹی۔ بڑا بیٹا عمران ہے، وہ عالم ہیں اور دارالعلوم میں پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی بھی کیا ہوا ہے اور المیزان بینک میں شریعہ ایڈوائزر ہیں۔ چھوٹا بیٹا حسان ماشاء اللہ حافظ قرآن ہے اور اب دورۂ حدیث میں ہے۔ میرے تین بچے فوت ہوئے ہیں بہت چھوٹی عمر میں لیکن اللہ تعالیٰ نے صبر کی توفیق دی سوچتی ہوں کہ وہ ہمارے لئے آخرت میں ذریعہ نجات بنیں گے۔ جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ معصوم بچے اپنے والدین کی سفارش کریں گے، وہ اس دنیا میں نہیں ہیں آخرت میں ہیں۔ جہاں ہیں خوش ہیں اور انسان

انٹرویو: ڈاکٹر اُمِّ محمّد

کو بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

خواتین کا اسلام: آپ کے میاں کا بحیثیت عالم دین بہت بڑا مقام ہے، آپ نے انہیں بحیثیت شوہر کیسا پایا؟

ام عمران: میرے شوہر ماشاء اللہ بہت اچھے اور بہترین انسان ہیں، عالم باعمل اور بااخلاق ہیں، مجھے آج تک یاد نہیں کہ ان کے ساتھ رہتے ہوئے کبھی تکلیف ہوئی ہو۔ اپنی بہت زیادہ مصروفیات کے باجود میرا بہت خیال رکھتے ہیں حالانکہ وہ اکثر سفر پر بھی رہتے ہیں لیکن مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

خواتین کا اسلام: حضرت مفتی صاحب اپنی مصروفیات میں سے کتنا وقت گھر کو دیتے ہیں؟

ام عمران: ویسے تو سارا دن مصروف رہتے ہیں اور ان کا ہر کام طے شدہ وقت کے مطابق ہوتا ہے لیکن صبح فجر کے بعد ہم اکٹھے واک کرتے ہیں، ناشتہ اور دوپہر کا کھانا اکٹھے ہوتا ہے، عصر سے مغرب تک گھر والوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں، گھریلو امور کے بارے میں بات چیت ہوتی ہے۔ بچوں کے مسئلے مسائل وغیرہ زیر بحث آتے ہیں۔

خواتین کا اسلام: آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کس انداز سے کی؟

ام عمران: یہ تو ظاہری بات ہے گھر میں ماں ہی بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے، اپنے بچوں کو اہتمام سے مدرسے بھیجتے تھی، گھریلو کاموں میں نہیں لگاتی تھی تاکہ وہ اپنا پورا وقت پڑھنے میں لگائیں۔ حفظ میں تو ماشاء اللہ دونوں بچوں نے بہت محنت کی۔ میں بھی ان کا سبق سنتی تھی، جہاں غلطیاں ہوتیں نشان زد کرتی، اب جو بچہ ماشاء اللہ فارغ ہو رہا ہے حالانکہ اتنا مصروف رہتا ہے لیکن پھر بھی روزانہ عشاء کے بعد اس سے کچھ نہ کچھ سنتی ہوں اور بھی ہر طرح سے ان کا خیال رکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔

خواتین کا اسلام: کہتے ہیں ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک خاتون ہوتی ہے، حضرت مفتی صاحب کی کامیابی میں آپ کا کتنا حصہ ہے؟

ام عمران: جی!...... سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ میں نے کبھی ان کے کسی کام میں مداخلت نہیں کی۔ دینی کاموں میں لگے ہیں، یا باہر جا رہے ہیں یا جو بھی مصروفیت ہے میں نے کبھی شکوہ شکایت نہیں کی، بعض عورتیں تو کہتی ہیں کہ آپ کس طرح خوش رہتی ہیں، حالانکہ وہ آپ کو اتنا وقت بھی نہیں دیتے ہیں تو میں کہتی ہوں کہ ہاں میں کیوں نہ خوش ہوں وہ جو بھی دین کا کام کر رہے ہیں اس میں سے مجھے بھی حصہ ملے

آج پیسے کی حرص بڑھ گئی ہے، حلال حرام کی تمیز نہیں جس سے گھروں میں پریشانیاں آتی ہیں

گا......ثواب ملے گا۔ میں تو کہتی ہوں مفتی صاحب زیادہ سے زیادہ دین کا کام کریں تاکہ مجھے بھی زیادہ ثواب ملے۔ جبھی میں کبھی ان سے کسی کام کا نہیں کہتی کہ یہ چیز بنانی ہے، یہ سودا لانا ہے یا یہ کپڑا نہیں ہے، گھر کے کاموں سے انہیں فارغ رکھا ہوا ہے، میں کہتی ہوں کہ جو کام وہ کر رہے ہیں وہ ایک بڑا کام ہے، اگر میں ہر وقت ان کے پیچھے لگی رہوں کہ یہ یوں ہے اور وہ یوں ہے، تو وہ یکسوئی سے دینی کام نہیں کر پائیں گے۔

خواتین کا اسلام: آپ نے اپنے سسر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو کیسا پایا؟

ام عمران: وہ بہترین انسان اور بے انتہا شفیق اور بہت محبت کرنے والے تھے۔ میری اٹھارہ سال کی عمر میں شادی ہوگئی تھی۔ میرے اوپر بڑی شفقت کرتے تھے، کبھی کوئی پریشانی ہوگئی تو پانی پڑھ کر دے رہیں یا دعا بتا رہے ہیں۔ وہ اکثر میرے ابا سے کہتے تھے کہ آپ نے اپنی بچی کی بہت اچھی تربیت کی ہے۔ مجھے تو حیرت ہوتی تھی کہ کوئی باپ بھی اپنی بیٹی سے کیا محبت اور شفقت کرے گا جتنی وہ کرتے تھے۔ ان کا بھی معمول تھا کہ عصر سے مغرب تک سب گھر والوں کے ساتھ بیٹھتے تھے، حالانکہ وہ بھی بہت مصروف رہتے تھے، فجر سے رات سونے تک، لیکن جو معمول تھا وہ ہر حال میں پورا کرتے تھے عصر سے مغرب تک انہوں نے کہہ رکھا تھا کہ کوئی کام نہیں کرنا بس یہیں آکر بیٹھنا ہے اور سب لوگ ان کے پاس جمع ہوتے تھے۔

خواتین کا اسلام: آپ کے خیال میں علماء کے گھرانوں کو کیسا ہونا چاہئے؟

ام عمران: علما کے گھرانوں میں دین کی تعلیم ہونی چاہئے، خوش اخلاق ہوں، دوسروں کے لئے نمونہ بنیں، ان کو دوسروں کے لئے مثالی ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ لوگ ان کو ہی دیکھتے ہیں دینی معاملات میں، اگر یہ لوگ عملی اعتبار سے درست ہوں گے تو یقیناً عام لوگ ان سے متاثر ہوں گے۔

خواتین کا اسلام: آج کی عورت مادیت پرست کیوں ہوتی جارہی ہے؟

ام عمران: دراصل آج پیسے کی حرص بہت بڑھ گئی ہے، حرام حلال میں تمیز کی فکر نہیں ہوتی جس سے گھر میں پریشانیاں آتی ہیں۔ مرد لوگ رشوت لیتے ہیں، میں تو کہتی ہوں کہ مرد لوگ رشوت لینا نہیں چاہتے عورتیں انہیں اس راستے پر ڈالتی ہیں، ان کی فرمائشیں ہی اتنی ہوتی ہیں کہ وہ رشوت لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ آج کی عورت بچوں کی تربیت نہیں کرتی، انہیں دین کی باتیں نہیں بتاتی کہ وہ صبح جلدی اٹھیں، نماز پڑھیں، سوکر اٹھنے اور دوسرے مسنون اعمال جیسے کھانے سے پہلے کی دعا، تو یہ اگر بچپن ہی میں سکھائے جائیں تو ان کے ذہن میں یہ چیز بیٹھ جاتی ہے اور جب بڑے ہوتے ہیں تو چونکہ تربیت نہیں ہوتی اس لئے دین سے دوری کی وجہ سے ظاہری چمک کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

خواتین کا اسلام: مسلمان عورت آج کے دور میں کس طرح اپنی دینی شناخت قائم رکھ سکتی ہے؟

ام عمران: اپنی وضع قطع دین کے مطابق رکھے، سنت پر عمل کرے، اور اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج کی عورت وقت بہت ضائع کرتی ہے، زیادہ تر سو کر گزار دیتی ہے۔ پہلے زمانے کی مسلمان عورت اس طرح وقت ضائع نہیں کرتی تھی، اگر وہ فجر کے وقت کام شروع کرے اور سنت طریقے سے زندگی گزارے تو کیسے نہیں ہر کام اپنے وقت پہ ہو۔ اس وقت میں اتنی برکت ہوتی ہے کہ گھر کے سارے معاملات طے ہو سکتے ہیں کام کاج انجام دئے جا سکتے ہیں۔ لیکن آج کل زیادہ تر سو رہی ہیں یا ٹی وی دیکھ رہی ہیں یا ڈرامے سن رہی ہیں یا رسالے پڑھ رہی ہیں، وقت تو وہی ہے اگر طے شدہ شیڈول کے مطابق ہو مثلاً وقت مقرر کرلیا جائے کہ فلاں وقت یہ کام

> میں چاہتی ہوں کہ مفتی صاحب زیادہ سے زیادہ دین کا کام کریں تاکہ مجھے بھی ثواب ملے، اسی لئے میں انہیں کسی کام کا نہیں کہتی

کرنا ہے، ایک گھنٹہ اس کام کو دینا ہے تو ہر کام انجام دیا جا سکتا ہے۔ دینی عبادات بھی وقت پر انجام پائیں گی اور گھریلو امور بھی نمٹ جائیں گے۔

خواتین کا اسلام: آپ کا بچوں کی تربیت میں کیا انداز رہا؟

ام عمران: بس......میرا طریقہ یہ رہا کہ بچوں سے اگر کوئی غلطی ہوئی تو پہلے تو پیار محبت سے سمجھایا، پھر اگر غلطی کی تو انہیں ڈانٹا بھی، بالکل آزاد نہیں چھوڑا۔ بچپن ہی سے انہیں تمام مسنون دعائیں یاد کرائیں، بچپن میں جو دعائیں یاد کرادی جائیں وہ زندگی بھر کے لئے یاد رہتی ہیں، ان کا ذہن بالکل کورا ہوتا ہے اور جلدی یاد بھی ہوجاتی ہیں۔ میرے پوتے کو بھی الحمدللہ ساری دعائیں یاد ہیں، سونے کی اٹھنے کی، گاڑی میں بیٹھے گا تو فوراً دعا پڑھے گا اور یہ سب کھیل کھیل میں انہیں یاد کرائی ہیں۔

خواتین کا اسلام: آج کل عمومی طور پر بچوں کی تربیت کیوں نہیں ہو پارہی؟

ام عمران: مائیں بچوں کو کسی غلط کام پر روکتی ٹوکتی نہیں ہیں، بڑوں کا ادب نہیں کر رہے تو سمجھا نہیں رہیں۔ بعد میں کہا جاتا ہے کہ بچے بگڑ گئے ہیں۔ تربیت کا ٹائم نکل جاتا ہے تو پھر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے بچے ہاتھ سے نکل گئے، تو اصل میں بچپن ہی سے دیکھنا پڑتا ہے، ظاہر ہے بچپن میں اگر نہیں کہا جائے گا تو بڑا ہو کر وہ کیسے نماز پڑھے گا۔ بڑے ہو کر کتنا بھی کہیں وہ کیسے نماز کی طرف آئے گا؟ ماں کا زیادہ فرض بنتا ہے کہ وہ بچے کی تربیت میں کوتاہی نہ کرے کیونکہ ماں تو ہر وقت بچے کے ساتھ ہوتی ہے۔

خواتین کا اسلام: ساس بہو کا جھگڑا ہمیشہ رہا ہے، اس میں مرد کا کیا کردار ہونا چاہئے؟

ام عمران: میں تو کہتی ہوں کہ ساس کو بہو کی کوئی بات بری لگی ہے تو بیٹے سے شکایت نہ کرے بلکہ دوسرے وقت میں الگ بٹھا کر محبت سے سمجھا دے اور بیٹے کو الگ سمجھائے لیکن اس کے سامنے اس کی بیوی کی برائی نہ کرے، انہی شکایتوں کی وجہ سے آپس میں جھگڑے اور نااتفاقیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بیٹا اگر بہو پر کوئی زیادتی کر رہا ہے تو اس کو سمجھائیں کہ دیکھو یہ بہت بری بات ہے، عزت اور سلیقے سے سمجھاؤ لیکن یہ نہیں ہے کہ چیخنا چلانا مارنا پیٹنا یہ نہیں ہونا چاہئے۔ بیٹا اگر زیادتی کر رہا ہے تو اس کے سامنے بہو کی خوبیاں بیان کرنی چاہئیں تاکہ ان کی آپس میں محبت بڑھے اور بہو کو بھی اسی طریقے سے سمجھانا چاہئے کہ دیکھو تمہارے شوہر کتنا خیال کرتے ہیں، ہر چیز تمہیں مہیا کرتے ہیں، تمہارے اوپر کتنا خرچ کرتے ہیں اگر اس نے تمہیں کوئی بات کہہ دی ہے تو سوچنا چاہئے کہ تمہارے فائدے کی ہی بات کر رہا ہے، اس طرح اگر سمجھایا جائے تو ان شاء اللہ آپس میں کبھی جھگڑا نہیں ہوگا۔

خواتین کا اسلام: یہ تو ساس کا کردار ہوا مرد کو دونوں کے درمیان کیسے رہنا چاہئے؟ بعض اوقات تو ساسیں بھی سخت مزاج ہوتی ہیں؟

ام عمران: مرد کو چاہئے کہ وہ ماں کے حقوق پورے ادا کرے یہ نہ ہو کہ شادی ہونے کے بعد کوتاہی کرے، یہ نہیں کہ ماں کے پاس بیٹھے نہیں اس سے محبت نہ رکھے اور جو بیوی کے حقوق ہیں وہ بھی پورے ادا کرے اگر مرد دونوں کے حقوق ادا کرتا رہے گا تو کبھی جھگڑا نہیں ہوگا۔ اگر بیوی کچھ کہے تو اُسے بتادے کہ میں تمہارے حقوق ادا کر رہا ہوں اور اگر ماں کچھ کہے تو کہے کہ امی! میں آپ کا پورا حق ادا کر رہا ہوں۔ ماں کو بالکل تکلیف نہ ہونے دے۔ (باقی آئندہ)

(باقی آئندہ)

سانچ کو آنچ نہیں

سدرہ نعیم خان

وہ بہت دیر سے صحن میں بیٹھی آسمان کو خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اس نے اپنے کندھوں پر کسی کے ہاتھ کا دباؤ محسوس کیا۔ پلٹ کر دیکھا تو اس کی امی کھڑی تھیں۔

''پھر کیا سوچا تم نے صوفیہ''۔

''نہیں امی! میرا دل نہیں مانتا، میں اپنی بچی کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔''

''لیکن بیٹا! اس طرح کے رشتے بار بار نہیں آتے۔ لڑکا پڑھا لکھا ہے، دیندار ہے اور سب سے بڑھ کر اسے تمہارے بیوہ ہونے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔''

''امی! میں ندا کو......''۔

''تم ندا کی فکر نہ کرو۔ رفیعہ اس کو اپنے ساتھ لے گئی ہے ندا بھی اس سے بہت مانوس ہوگئی ہے۔ وہ ان شاء اللہ اسے ماں بن کر پالے گی۔ تم بس اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہاں کردو۔''صوفیہ کی ماں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

......

صوفیہ ایک دیندار گھرانے کی سلجھی ہوئی لڑکی تھی، بیس سال کی عمر میں شادی ہوئی ایک سال بعد ندا کی پیدائش نے ان دونوں کی زندگیوں کو خوشی سے بھر دیا۔ لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ ابھی اس کی بچی صرف دو ماہ کی تھی کہ اس کا شوہر ایک روڈ ایکسیڈینٹ میں چل بسا۔ صوفیہ کی دنیا اندھیر ہوگئی، وہ اپنی بچی کو لے کر ماں باپ کے گھر آگئی۔ اس کے ماں باپ چاہتے تھے کہ جلد از جلد اپنی بیٹی کی شادی کردیں کیونکہ وہ ساری زندگی اپنی جوان بیٹی کو بیوہ کے روپ میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ صوفیہ کی رشتے کی خالہ رشیدہ کے ذریعے یہ ایک سال میں واحد اچھا رشتہ آیا تھا۔ جمیل ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھنے والا پڑھا لکھا نوجوان تھا۔ بہت اچھی پوسٹ پر بھی تھا۔ خالہ رشیدہ نے لڑکی کی بیوگی کا بتایا تو اس پر جمیل نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ وہ تو صرف یہ چاہتا تھا کہ اس کی بیوی دیندار گھرانے کی ہو اور شرعی پردہ کرتی ہو۔ اس کے علاوہ جمیل کے گھر والوں کو بھی صوفیہ پہلی ہی ملاقات میں پسند آگئی تھی۔ صوفیہ بھی اپنی تقدیر پر خاموش ہوگئی تھی لیکن آج جب خالہ رشیدہ نے آکر بتایا کہ انہوں نے ندا کے بارے میں جمیل کے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا تو اس وقت سے وہ بے حد پریشان تھی۔ وہ تو شادی کرنا ہی نہیں چاہتی تھی اور اب اس بات پر کہ وہ ندا کو چھوڑ کر چلی جائے۔ اس پر وہ بالکل بھی آمادہ نہیں تھی۔

......

''بیٹا! ایسے رشتے بار بار نہیں آتے۔ ندا کو میں اور تمہاری بہن رفیعہ پال لیں گی۔ تم اس شادی سے انکار نہ کرو۔ میں تمہارآ گے ہاتھ جوڑتی ہوں۔''اس کی ماں نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ یوں صوفیہ نے اپنے ماں باپ کی خاطر اپنی ممتا کا گلا گھونٹ دیا اور بیاہ کر جمیل کے گھر آگئی۔ جمیل بہت اچھا شوہر ثابت ہوا۔ اس کے گھر والے بھی بہت اچھے تھے۔ بس کبھی صوفیہ کو ندا کی یاد آتی تو وہ تڑپ کر رہ جاتی۔

......

صوفیہ کی شادی کو تین سال ہوگئے لیکن اب تک اس کی گود سونی تھی۔ اب تو اس کے سسرال والے بھی اعتراض کرنے لگے تھے۔ صوفیہ، بہت زیادہ پریشان رہنے لگی۔ اسے یہ وہم ستانے لگا کہ اگر اس کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو جمیل دوسری شادی کرلے گا۔ اس کے ساتھ اسے یہ خیال بھی آتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی قدر نہ کی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا تھا لیکن میں نے اسے اپنے سے الگ کردیا۔ ایک دن جب صوفیہ بہت زیادہ پریشان ہوئی تو اس نے جمیل کو سب کچھ سچ بتانے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کے دماغ نے اسے سرزنش بھی کی کہ ہوسکتا ہے یہ بات بتانے سے جمیل ہتھے سے اکھڑ جائے اور تمہاری گھریلو زندگی خراب ہو۔ لیکن اب اس نے ہر قیمت پر سچ بولنے کا فیصلہ کرلیا۔ رات کو جب جمیل گھر آیا تو صوفیہ نے تمام تر ہمت جمع کر کے اسے ساری بات بتادی اور پھر سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

''اس طرح کیوں بیٹھ گئی ہو۔ چلو اٹھو، ابھی اور اسی وقت ہم اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے کر آئیں گے۔''

جمیل نے کہا تو صوفیہ کے چاروں طرف پھول کھل اٹھے۔

حق پہ ہیں ہم

رقم ہم ایسی داستاں کریں گے
ہر سو حق کے کارواں چلیں گے
مٹیں گے کٹیں گے پھر بھی لڑیں گے
ہر دور ہمارے ہی عنواں لکھیں گے
مہکتے یہ گلشن اسلام سجیں گے
جب حق کی خاطر مسلماں لڑیں گے
ہو زبانوں پہ پہرہ پھر بھی کہیں گے
حق کیلئے ہو مرنا تو ہر آن مریں گے
ہم دہشت گرد سہی مگر پیچھے نہ ہٹیں گے
حق پہ ہیں ہم زمیں ہی نہیں آسماں بھی کہیں گے

ہمشیرہ عتیق الرحمٰن

واضح فرق
صرف چند یوم میں
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ افیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866

ساس بہو کی لڑائی بھی ایک مرض ہے

ڈاکٹر محمد ریاض مُجاہد

ہمارے گھروں میں جو جنگِ پلاسی ساس اور بہو کے درمیان لڑی جاتی ہے اس کے واقعات اور نتائج سے تو ہم سب واقف ہوتے ہیں۔ مگر اس کے اسباب کی طرف بہت کم لوگوں کا دھیان جاتا ہے۔ ہومیو پیتھی واحد طریقہ علاج ہے جو مرض کے سبب کو دور کر کے حقیقی شفا سے ہمکنار کرتا ہے۔

ہماری معاشرتی زندگی کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جہاں ساس اور بہو کے درمیان کبھی سرد اور کبھی گرم جنگ نہ لڑی جاتی ہو۔ اس جنگ کا بڑا سبب اقتدار کی رسہ کشی ہوتا ہے۔ ساس چاہتی ہے کہ پورے گھر میں کنٹرول اس کا ہو۔ اس سارے مسئلے کی ذمہ داری ساس اور بہو دونوں پر آتی ہے مگر پہل ہمیشہ ساس کی طرف سے ہوتی ہے اور تالی بجانے کے لئے دوسرا ہاتھ بہو لاتی ہے۔ ہمارے ملک میں جب کسی لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے تو پہلے ہی روز اس کا خاوند دھمکی آمیز لہجے میں اس پر واضح کر دیتا ہے کہ ''تم نے میرے والدین کی خدمت اور میرے بہن بھائیوں کا احترام کرنا ہے۔'' لڑکی پہلے پہل تو میاں کی ان ہدایات پر عمل کرتی ہے مگر چند ہی مہینوں میں اس کی زبان کھل جاتی ہے اور وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے لگتی ہے۔ وہ اپنی زبان خود نہیں کھولتی بلکہ کھلوائی جاتی ہے اور زبان کھلوانے کا یہ فریضہ ساس انجام دیتی ہے، پہلے پہل تو سسر صاحب بہو کی حمایت کرتے ہیں مگر چونکہ بڑھاپے میں بیوی نے ہی ان کے کام آنا ہوتا ہے لہٰذا بعد میں وہ بھی اپنی بیوی کے طرف دار بن جاتے ہیں۔ لڑکا پہلے چند برسوں تک اپنی بیوی کو گناہ گار سمجھتا ہے اور ماں کی طرف داری یہ دلیل دے کر کرتا ہے کہ ماں خواہ کچھ بھی کہے تم نے نہیں بولنا۔ ماں اپنے بیٹے کے کان بھرتی ہے اور وہ اپنی بیوی کو مارتا ہے یا بے عزت کرتا ہے جس سے بیوی روٹھ کر میکے چلی جاتی ہے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ہومیو پیتھی اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ جب ایک خاتون کی عمر چالیس سال یا اس سے ذرا اوپر ہو جاتی ہے تو اکثر اس کے ماہواری نظام میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ پھر چند ہی برسوں کے اندر ماہواری بالکل بند ہو جاتی ہے اس کو ''سن یاس'' کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ ماہواری کی بندش کا اثر اس کے جسم اور دماغ دونوں پر پڑتا ہے۔ جسمانی طور پر جو علامات پیدا ہوتی ہیں ان میں سے چند علامات درج ذیل ہیں۔ جسم کے مختلف حصوں پر پڑنے والے نیلے یا بینگنی رنگ کے داغ، یہ داغ بالکل ایسے ہوتے ہیں جیسے چوٹ لگنے پر پڑ جاتے ہیں۔ جسم کے مختلف حصوں سے جریانِ خون جو کہ اکثر سیاہی مائل اور پتلا ہوتا ہے خون میں زہریلا پن آ جاتا ہے۔ ہر وقت تھکن اور جسم میں درد، سو کر اٹھنے پر طبیعت زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ پورے جسم کی جلد بہت زیادہ حساس ہو جاتی ہے۔ خصوصاً گلے کے گرد کپڑا برداشت نہیں ہوتا۔ دل کی دھڑکن تیز اور بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ گرمی کا اس قدر احساس کہ ہاتھوں، پاؤں میں شدید جلن اور جسم سے آگ کے شعلے اٹھتے محسوس ہوتے ہیں منہ خشک ہونے کے باوجود پیاس بالکل نہیں لگتی۔ خونِ حیض، بلغم، پسینہ، پیشاب، پیپ، پاخانہ اور لیکوریا وغیرہ کے رکنے پر تکالیف بڑھ جاتی ہیں اور چل پڑنے پر افاقہ۔ علامات عموماً جسم کے بائیں جانب پیدا ہوتی ہیں یا بائیں جانب سے شروع ہو کر دائیں جانب کو پہنچ جاتی ہیں۔ جیسے بائیں جانب آدھے سر کا درد وغیرہ۔

ذہنی علامات بھی بڑی عجیب وغریب پیدا ہو جاتی ہیں۔ خاتون بہت زیادہ باتونی ہو جاتی ہے شعر، ضرب المثل، اکھان، حکایت اور لطیفے کی شکل میں اپنا مدعا بیان کرتی ہے۔ انتہا درجے کی حاسد اور شکی مزاج ہو جاتی ہے، دو افراد کو اکیلا باتیں کرتا دیکھ کر یہ سمجھتی ہے کہ اس کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں۔ خوشامد اور ہمدردی کی خواہش مند ہوتی ہے، شاطر قسم کی پڑوسن ذرا سی خوشامد کر کے بے شک پورا گھر لوٹ لے مگر اپنے بیٹے کو جائیداد سے حصہ دیئے بغیر علیحدہ کر دیتی ہے۔ جھگڑالو اور تنہائی پسند ہوتی ہے۔ عموماً کنجوس اور سخت دل ہوتی ہے۔ ہر کام میں نقص نکالتی ہے۔ گھر میں اقتدار اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہے۔ یہاں تک کہ گھر کے ہر معاملہ میں صرف اپنی مرضی اور خاوند کو بھی اپنے تابع رکھنا چاہتی ہے۔

ہومیو پیتھی میں یہ تمام جسمانی اور ذہنی علامات ''لیکیسس'' نامی دوا کی ہیں۔ یہ ایک انتہائی زہریلے سانپ کا زہر ہے جس کی آزمائش ڈاکٹر ''ہیرنگ'' نے اپنے اوپر کی تھی۔ زہریلے سانپوں کے زہر کا پہلا اثر خون پر ہوتا ہے جس سے خون زہریلا ہو جاتا ہے اور دوسرا اثر دل پر ہوتا ہے جس سے بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اور بعض دفعہ دل کمزور ہو کر پھیل بھی جاتا ہے۔ سانپوں کے کان نہیں ہوتے اور وہ کسی چیز کا احساس اپنی حساس جلد کے ذریعے کرتے ہیں۔ لیکیسس کی جلد باقی سانپوں سے کئی گناہ زیادہ حساس ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دوا کے مریض کی جلد بھی بہت زیادہ حساس ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسی خواتین جن کے اندر یہ تمام علامات پائی جاتی ہوں وہ ''لیکیسس 200'' نامی دوا کی صرف ایک خوراک (3 قطرے) ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر ہر تیسرے روز صبح نہار منہ پی لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا ذہنی اور جسمانی تمام علامات ختم ہو کر پورے گھر کا ماحول پرسکون ہو جائے گا۔

ایسی خواتین میں یہ ساری خرابیاں چونکہ ان کے ماہواری نظام میں خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے وہ بے قصور اور قابل معافی ہیں، یہاں بہو رانیاں ایک سوال کر سکتی ہیں کہ ایسی خاتون کا رویہ صرف بہو کے ساتھ غلط ہوتا ہے اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا کیوں نہیں ہوتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بیٹی کو وہ گالیاں بھی دیتی ہے مگر بیٹی برا نہیں مناتی جبکہ بہو برا منا جاتی ہے۔ گھر میں روپیہ پیسہ اگر ساس کے پاس ہو تو عقل مند بہو تھوڑا سا مکھن لگا کر ساس کی جیب خالی کر سکتی ہے مگر بہو اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ سمجھتی ہے اور اپنی ڈیمانڈ خاوند سے پورا کرانا چاہتی ہے جسکی وجہ سے گھر کا پورا ماحول خراب ہو جاتا ہے۔

بقیہ: بجھتے ہوئے چراغ کو جب جلا بخش دی گئی

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ کی کتابیں پڑھنے سے بدنظری سے حفاظت ہوئی۔ اکثر لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ خود تو پردہ کر لیتی ہیں، لیکن مردوں کو دیکھنے سے باز نہیں آتیں بلکہ کچھ تو علماء کرام کو دیکھنا باعثِ سعادت سمجھتی ہیں۔ اگر آپ نے کسی بزرگ سے بیعت نہیں کی تو کم از کم بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں کیونکہ بغیر رہنما کے راہِ راست پر رہنا بہت زیادہ مشکل ہے۔

آخر میں ایک دردمندانہ اور مخلصانہ گزارش ہے کہ جن بہنوں نے پردہ نہیں کیا وہ تو پردہ شروع کر دیں اور جو کرتی ہیں وہ مکمل طور پر شرعی پردہ کریں۔ جب پردہ شروع کریں گی تو ابتداً اپنے آپ کو اکیلا محسوس کریں گی، کوفت ہوگی کہ سب باتیں کر رہے ہیں اور میں اکیلی بیٹھی ہوں۔ شیطان ہر طرح سے بہکانے کی کوشش کرے گا، لیکن کچھ عرصے بعد انہی باتوں سے چڑ ہوگی اور جو مزہ اس اکیلے بیٹھنے میں محسوس ہوگا وہ جلوت میں نہیں ہوگا۔ ایک اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے تو سب محبتیں اس ایک محبت کے سامنے ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔

انہی کی یاد ہی سے اب تو میرا جی بہلتا ہے
انہی سے اب تو پاتی ہے سکوں جانِ حزیں میری

آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ ایمان پر قائم رکھے، ایمان پر موت دے اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین

آپ کی صحت

ڈاکٹر اُم محمد

کانوں میں پیپ ہے:

ڈاکٹر صاحبہ! تقریباً دس سال سے میرے دونوں کانوں سے پیپ آتی ہے، کبھی رک بھی جاتی ہے، اب میں اونچا سننے لگی ہوں۔ (بنت حق نواز۔عیسیٰ خیل، میانوالی) میری بیٹی جس کی عمر چھ سال ہے اس کا کان تقریباً چار سال سے بہتا ہے، پیپ بھی آتی ہے۔ اس کے گلے میں گلٹیاں بھی ہیں، مہربانی فرما کر کوئی اچھی سی دوائی تجویز کردیں۔ (ایک بہن۔جہلم)

☆آپ دونوں کان کے مسئلے کے لئے دوا **MYRISTICA 200** لیں۔ صبح وشام **4-4** قطرے ایک چمچے پانی میں، اس کے علاوہ کان میں ڈالنے کے لئے **Mullien Oil Drops** دن میں **3** مرتبہ کان میں ڈالیں۔ ایک گھریلو آزمودہ نسخہ ہے کہ **2** عدد انجیر خشک لیکر ایک لیٹر پانی میں جوش دیں اور جب وہ اتنا پک جائے کہ صرف ایک بڑا کپ پانی بچے تو اتار لیں اور ٹھنڈا کرکے پئیں۔ ایک ماہ تک انجیر کا پانی پینے سے کان کے عوارض کافی حد تک دور ہوجاتے ہیں۔

سردرد۔دماغی کمزوری:

میرا مسئلہ یہ ہے کہ تھوڑا سا پڑھنے سے میری کنپٹیوں میں درد ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی فلو شروع ہوجاتا ہے، میں نے بہت زیادہ رسالے پڑھتے ہیں جب تک ختم نہیں ہوتا تھا نظر ادھر ادھر نہیں ہوتی تھی۔ یہی کیفیت میری بہن کی ہے وہ عالمہ کا کورس کررہی ہے۔ اسے بھی کنپٹیوں میں درد رہتا ہے۔ (ایس۔ایس۔آر) میری عمر سولہ سال ہے۔ میں دماغی طور پر کمزوری محسوس کرتی ہوں، کیونکہ میرے آدھے سر میں درد رہتا ہے۔ (بنت طاہر اقبال، بہاولپور)

☆زیادہ دماغی کام کرنے سے یا فضول رسالے پڑھنے سے عموماً یہی دماغی کمزوری سامنے آتی ہے۔ دماغ کو اچھے اور بامقصد نیک کاموں میں استعمال کریں۔ کھلی ہوا میں صبح کے وقت چہل قدمی کیا کریں، ساتھ ہی نماز کی پابندی کریں۔ دوا کے لئے **Anracardium IM** ہر ہفتے میں صرف ایک خوراک لیں **5-4** قطرے ایک چچ پانی میں صبح نہار منہ لے لیں۔ اس کے ساتھ ہمدرد دواخانے کا ''خمیرہ ہمدرد'' ½ چائے کا چمچہ صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت لیں، ان شاء اللہ یہ کیفیت دور ہوجائے گی۔

جسمانی دردیں:

ڈاکٹر صاحبہ! میں آپ کا کالم بہت شوق سے پڑھتی ہوں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں عرصہ چھ سال سے جوڑوں کے درد کا شکار ہوں۔ اٹھتے بیٹھتے وقت جوڑوں میں رگڑ ہوتی ہے، بغیر سہارے کے چلنا پھرنا ناممکن ہوگیا ہے۔ (بنت امیر معاویہ۔کراچی) میں بی ایس سی کی طالبہ ہوں، میرے سر میں شدید درد رہتا ہے، سر میں ایک گولا سا بنا ہوا ہے، غذا نگلتے وقت سر میں کڑک کڑک کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ (ایک طالبہ۔لیہ) ڈاکٹر صاحبہ! میرے سر میں شدید درد رہتا ہے، بہت سے ڈاکٹروں اور حکیموں سے بھی دوائیاں لی ہیں، مگر کوئی فرق نہیں پڑا تا جب سر میں درد ہوتا ہے تو کن پٹی میں بہت زیادہ درد ہوتا ہے۔ (دختر محمد جمیل، میلسی ضلع وہاڑی) ڈاکٹر صاحبہ! جب میں کچھ دیر بیٹھ کر کام کرتی ہوں تو میرے دونوں کندھوں میں شدید درد ہوتا ہے اگر درد کے باوجود مزید بیٹھی رہوں تو جلن محسوس ہوتی ہے۔ (بنت عبداللہ)

☆آپ تمام بہنیں جسم کے مختلف اعضاء میں درد کا شکار ہیں۔ جب جسم میں خون کی کمی ہوتی ہے تو جسم درد کی شکل میں احتجاج کرتا ہے، چاہے درد سر میں ہو یا جوڑوں میں ہمیشہ پریشانی کا باعث ہوتا ہے اپنی مجموعی صحت کا خیال رکھا کریں۔ تازہ پھل، دودھ اور انڈے اپنی غذا کا مستقل حصہ بنائیں۔ طاقت کے لئے **Fefol** کیپسولز روز ایک لے لیا کریں اس کے ساتھ **Belladona 200** صبح شام **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں۔ کیپسولز میڈیکل اسٹور سے اور دوسری دوائی ہومیوپیتھک اسٹور سے مل جائے گی۔

منہ سے پانی بہتا ہے:

میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے منہ سے پانی بہت زیادہ چلتا ہے۔ ہر وقت چلتا رہتا ہے اور اکثر گلے میں مرچیں سی لگی رہتی ہیں، کوئی بھی گرم چیز موافق نہیں آئی اور میری بڑی باجی ہیں جن کی اب شادی ہوچکی ہے، شادی کو تقریباً چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے اب ان کی گردن بڑھنا شروع ہوگئی ہے۔ مہربانی کرکے ہم دونوں کے لیے کوئی اچھی سی دوا تجویز فرمائیں، میں آپ کا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔ ویسے تو میرے ابو بھی ڈاکٹر ہیں، لیکن وہ تو بہت علاج کرچکے ہیں ابھی تک تو آرام نہیں آیا گرمی کا۔ گرمی بہت رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دلی مرادیں پوری فرمائیں۔ (آمین) (بنت عطاء المحسن شہزاد، کبیروالہ)

☆بنت عطاء المحسن صاحبہ! آپ کی زبان کے غدود تھوک کا اخراج زیادہ کررہے ہیں، اس لئے آپ اس مسئلے سے دوچار ہیں۔ آپ مرچ اور چٹپٹی چیزیں زیادہ استعمال تو نہیں کرتیں؟ بہرحال **Merc. Sol 200** صبح وشام **4-4** قطرے ایک چچ پانی میں لے لیا کریں۔ آپ نے اپنی بہن کے بارے میں لکھا ہے کہ گرن بڑھنا سمجھ میں نہیں آیا ذرا واضح طریقے سے دوبارہ بتائیے گا۔

خارش ہوتی ہے:

☆ثمینہ بنت عبدالرشید کراچی! آپ کی کیفیت پڑھ کر اندازہ ہورہا ہے کہ آپ بہت سخت تکلیف کا شکار ہیں۔ بہرحال اللہ سے دعا ہے کہ آپ اس مرض سے جلد از جلد نجات حاصل کریں۔ دوا کے لئے **NITRIC ACID 30** دن میں **4** مرتبہ **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں۔ ساتھ ہی ہائیڈروجن پراوکسائڈ **1** حصہ اور پانی **10** حصہ لے کر لوشن بنائیں یعنی ایک اور دس کی نسبت سے تیار کرکے خارجی طور پر استعمال کریں۔ تیز مرچ مصالحوں اور چاول، گائے کے گوشت سے پرہیز کریں۔ پھل زیادہ استعمال کریں۔ صفائی کا خیال رکھیں۔

چھاتی کا مسئلہ:

☆ام سباتا، آشفا خان! آپ دونوں دوا **CHIMAPHILLA** صبح وشام **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر لے لیا کریں۔ اس کے ساتھ لگانے کے لئے ایک تیل ہے جو کسی حکیم سے بنوا کر استعمال کریں۔

پوست درخت انار، برگ انار، پوست درخت جامن، پوست درخت آم، پوست ببول، پھلی کیکر خام، مازو سبز، مائیں کلاں خورد، پوست ہدیہ زرد، پوست آملہ۔

تمام اجزاء ایک ایک تولہ لے لیں۔ ان سب کو رات میں **2** سیر پانی میں بھگودیں۔ صبح دھیمی آنچ پر پکائیں، جب صرف ایک سیر رہ جائے تو اتار کر چھان لیں۔ اس جوشاندے میں **15** تولہ سرسوں کا تیل ڈال کر اس قدر پکائیں کہ صرف تیل کی مقدار باقی رہ جائے۔ اس تیل کا صبح وشام لیپ کریں، اچھی طرح مساج کریں ان شاء اللہ قدرتی صورت اختیار کریں گے۔ ہاں ایک احتیاط کریں کہ اگر چھالے پڑنے لگیں تو ٹھنڈے موسم کا انتظار کریں۔

سیخ کباب:

اشیاء: قیمہ ایک کلو۔ دہی آدھا پاؤ۔ گھی آدھا پاؤ۔ سرخ مرچ حسبِ ضرورت۔ نمک حسبِ ذائقہ۔ پیاز ایک پاؤ۔ گرم مصالحہ حسبِ ضرورت۔ بھنے ہوئے چنے آدھا پاؤ۔

ترکیب: قیمے کو باریک پیس لیں، گرم مصالحے میں نمک، بھنے ہوئے چنے، پیاز، سرخ مرچ شامل کر کے پیس لیں۔ پسے ہوئے مصالحے میں قیمہ اور دہی شامل کریں اور گھی گرم کر کے ڈال دیں تمام آمیزے کو اچھی طرح یکجا کر کے سیخوں پر رکھ کر آہستہ آہستہ دبائیں، سیخوں پر قیمہ لگا کر کچا دھاگہ لپیٹ دیں اور کوئلوں پر پکائیں۔ کباب تیار ہیں۔

نرگسی کباب:

اشیاء: قیمہ ایک کلو۔ انڈے دس عدد۔ ادرک ایک چھٹانک۔ سفید زیرہ حسبِ ضرورت۔ گھی ڈیڑھ پاؤ۔ ثابت دھنیا 1 چائے کا چمچ۔ گرم مصالحہ حسبِ ضرورت (پسا ہوا)۔

ترکیب: قیمے کو نمک ڈال کر ابال لیجیے پھر اسے باریک پیس لیجیے، پسے ہوئے قیمے میں گرم مصالحہ، نمک، مرچ، زیرہ اور دھنیا ملا کر پیس لیں۔ اب انڈوں کو ابال لیں اور اس آمیزے کو انڈوں پر چڑھا دیں۔ دو انڈوں کی سفیدی اور زردی نکال کر اسے پھینٹ لیں اور اس میں کباب کو ڈبو کر گھی میں تل کر سرخ کریں جب اسے نکال لیں تو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں سلاد کے پتوں، ٹماٹر اور املی کی کھٹ مٹھی چٹنی کے ساتھ پیش کریں۔

کابلی کباب:

اشیاء: گوشت ایک کلو۔ بیسن 6 چائے کے چمچ۔ پیاز دو عدد۔ گرم مصالحہ 2 چائے کے چمچ۔ سرخ مرچ 2 چمچ۔ کھوپرا 1 چمچ (پسا ہوا)۔ ہرا مصالحہ حسبِ ضرورت۔ گھی حسبِ ضرورت۔

ترکیب: گوشت دھو کر نمک، ہرا مصالحہ، پیاز، گرم مصالحہ اور پانی ڈال کر گلنے کے لئے رکھ دیں پانی خشک ہو جانے اور گوشت کے گل جانے کے بعد اسے پیس لیں۔ بیسن میں نمک لال مرچ اور پانی ڈال کر پیسٹ بنا لیں۔ گوشت کو گول کباب کی شکل دے کر گرم گھی میں تل لیں۔ تیار ہونے پر سلاد کے ساتھ لطف اٹھائیں۔

پشاوری کباب:

اشیاء: قیمہ 1 کلو۔ بھنے ہوئے چنے 100 گرام۔ خشک دھنیا 1 چمچ (پسا ہوا)۔ لہسن 15 جوے۔ انار دانہ 3 چمچ۔ ٹماٹر 150 گرام۔ سرخ مرچ حسبِ ضرورت۔ ادرک 20 گرام۔ پیاز 250 گرام۔ نمک حسبِ ضرورت۔ ہرا دھنیا حسبِ ضرورت۔ ہری مرچ حسبِ ضرورت۔

ترکیب: چنوں کو باریک پیس لیں۔ پیاز، ادرک چھیل کر باریک کاٹ لیں، قیمے میں انار دانہ، پسے ہوئے چنے، سرخ مرچ، ہری مرچ، ہرا دھنیا، نمک، لہسن، پیاز وغیرہ ڈال کر ملا لیں اور اس کو کباب کی شکل دیتے جائیں اس کے بعد ایک کھلے منہ کے برتن میں پانی ڈال کر برتن کے منہ پر کپڑا باندھ دیں اور بنائے ہوئے کباب اس کپڑے پر رکھ کر اور برتن کو چولہے پر رکھ کر آنچ بڑھا دیں، کبابوں کو اوپر سے ڈھک دیں جب بھاپ سے کباب پک جائیں تو اسے ایک فرائی پین میں تل لیں اور سلاد اور چٹنی کے ساتھ مزیدار کبابوں سے لطف اٹھائیں۔

مچھلی کے کباب:

اشیاء: مچھلی 1 کلو۔ گندم کا آٹا کھانے کے دو چمچ۔ نمک حسبِ ضرورت۔ گرم مصالحہ حسبِ ضرورت۔ گھی ڈیڑھ پاؤ۔ لہسن پندرہ جوے۔ خشخاش دو تولے۔

ترکیب: مچھلی کے ٹکڑوں پر نمک لگا کر پندرہ منٹ کے لئے چھوڑ دیں پھر صاف پانی سے اچھی طرح دھوئیں۔ ایک کھلے منہ کے برتن میں تھوڑا سا پانی ڈال کر برتن کے منہ پر کپڑا باندھ دیں اور کپڑے پر مچھلی کے ٹکڑے رکھ کر برتن کو چولہے پر رکھ کر آنچ تیز کر دیں۔ پانی کی بھاپ سے مچھلی گل جائے گی۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ مچھلی رکھ کر اوپر سے ڈھکن سے ڈھک دیں جب مچھلی گل جائے تو اس کے کانٹے نکال کر باریک پیس لیں اور انہیں کباب کی طرح شکل دے لیں اور گھی میں تل لیں، سرخ ہونے پر اتار لیں، سلاد اور چٹنی کے ساتھ پیش کریں مچھلی کے کباب تیار ہیں۔

تلی ہوئی سنگھاڑا مچھلی:

اشیاء: مچھلی ایک کلو۔ لہسن ڈیڑھ چھٹانک۔ نمک اور مرچ حسبِ ذائقہ۔ گرم مصالحہ حسبِ پسند۔ گھی ایک کلو۔

ترکیب: مچھلی کے ٹکڑوں پر نمک لگا کر ایک گھنٹے کے لئے رہنے دیں پھر نمک مرچ اور گرم مصالحہ پیس کر مچھلی کے ٹکڑوں پر اچھی طرح لیپ کر دیں۔ پھر چار گھنٹے بعد تل لیں، سنگھاڑا مچھلی تیار ہے۔

مچھلی کے شامی کباب:

اشیاء: مچھلی آدھ کلو۔ گھی ایک پاؤ۔ سرخ مرچ حسبِ پسند۔ لہسن ایک پوتھی۔ ادرک ایک گانٹھ۔ پودینہ، ہرا دھنیا بقدر ضرورت۔ پیاز دو عدد (درمیانی)۔ نمک حسبِ ذائقہ۔ دار چینی دو ٹکڑے۔ کالی مرچ دس دانے۔

ترکیب: مچھلی ابال کر کانٹے علیحدہ کر لیں۔ پھر مچھلی کا گوشت نمک، مرچ، دار چینی، لہسن، ادرک ملا کر پیس لیں بعد ازاں پیاز، پودینہ، ہرا دھنیا، سبز مرچ باریک کاٹ کر شامل کر لیں اور ٹکیاں بنا لیں۔

نوٹ: مچھلی کا گوشت خستہ ہونے کی وجہ سے اس میں خشخاش یا چنے نہیں ڈالے جاتے۔

مچھلی کا قورمہ:

اشیاء: مچھلی ایک کلو۔ گھی ایک پاؤ۔ پیاز آدھ کلو۔ لہسن دو پوتھی۔ ادرک دو چائے کے چمچے۔ لونگیں پانچ عدد۔ زعفران تھوڑا سا (دو چٹکی)۔ عرق گلاب دو چائے کے چمچے۔ کھٹا دہی ایک پاؤ۔ دار چینی ایک ٹکڑا۔ کیوڑا تھوڑا سا۔ چھوٹی الائچیاں پانچ عدد۔

ترکیب: مچھلی کے قتلے دھو کر آدھا لہسن، ادرک اور تھوڑا سا نمک ملا کر آدھے گھنٹے کیلئے رکھ دیں۔ زعفران اور عرق گلاب کے علاوہ تمام مصالحہ جات پیس لیں، پیاز لال کر کے ہاتھ سے مل لیجیے، دہی پھینٹ کر اس میں تمام مصالحے اور پیاز ملا دیں، پانی ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں۔ جب سالن تیار ہو جائے تو مچھلی کے ٹکڑے تل کر ڈال دیں اور پندرہ منٹ تک دم دیں۔ عرق گلاب میں زعفران پیس کر ڈال دیں اور پانچ منٹ بعد اتار لیجیے۔

مچھلی کی کڑھی:

اشیاء: مچھلی ایک کلو۔ پیاز ایک عدد۔ ہرا دھنیا آدھی گڈی۔ بیسن ایک پاؤ۔ ادرک دو چائے کے چمچے۔ ہلدی حسبِ پسند۔ گھی یا تیل حسبِ ضرورت۔ ہری مرچیں پندرہ عدد۔ پودینے کے پتے چند ایک۔ لہسن ایک پوتھی۔ سفید زیرہ تھوڑا سا۔ لسی ایک کلو۔

ترکیب: تمام مصالحے پیس کر تیل میں تل کر اسے بیسن میں گھول لیں۔ لسی میں آدھا کلو پانی ملائیں اور اچھی طرح حل کر لیں۔ اب مصالحہ ملا بیسن اس لسی میں ڈال دیں اور چولہے پر چڑھا دیں، ابال آنے تک آنچ تیز رکھیں۔ اس دوران چمچہ مسلسل چلاتی رہیں۔ ابال آنے پر ہلکی آنچ کر دیں اور اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پکائیں۔

اس کے بعد مچھلی کے قتلے تل کر اس میں ڈال دیں اور دس منٹ تک پکائیں۔ جب کڑھی گاڑھی ہو جائے تو سفید زیرہ پیس کر ڈال دیں کڑھی تیار ہے۔

اخبارِ نسواں

بڑھیا نے پانی بغیر زندگی گزاردی

بھارتی ریاست اڑیسہ کی ساٹھ سالہ خاتون نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے زندگی بھر پانی نہیں پیا اور وہ بغیر پانی کے زندہ رہی ہے، اس نے کہا کہ اس کے باپ دادا بھی اسی طرح رہتے تھے، انہوں نے بھی کبھی پانی حلق سے نہیں اتارا البتہ چاول، سبزی گوشت وغیرہ میں پانی استعمال کرتی ہوں۔

خاتون نے سپاہی کا بازو کاٹ لیا

ملائشیا میں ایک خاتون کو سپاہی کا بازو کاٹنے پر 526 ڈالر جرمانے کی سزا سنائی گئی ہے۔ اے پی نیوز کے مطابق ایک خاتون جائی یوچن نے ایک سپاہی کا بازو اس وقت کاٹ کھایا جب وہ جھگڑا نمٹانے کے لئے اس کے اور مخالف فریق کے درمیان کود پڑا۔ بتایا گیا ہے کہ خاتون نے مجسٹریٹ کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا ہے اور ممکنہ طور پر اسے 20 سال قید سزا ہوسکتی ہے۔

سعودی عرب میں دو پاکستانی خواتین قتل

گزشتہ ماہ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں دو پاکستانی عورتوں کو قتل کردیا گیا دونوں آپس میں ساس بہو تھیں اور واردات کے وقت گھر میں اکیلی تھیں۔ حملہ آور جب گھر میں داخل ہوئے تو ایک خاتون امریکا میں اپنے عزیزوں سے فون پر بات چیت کررہی تھی۔ قاتلوں کا پتہ نہیں چل سکا۔

ابومصعب زرقاوی نرم دل انسان ہے، بیوی کا انٹرویو

عراق میں القاعدہ کے سربراہ ابومصعب زرقاوی کی اہلیہ ام محمد نے اردن کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ زرقاوی ایک نرم دل انسان ہے وہ عورتوں اور بچوں کے قتل کا حکم نہیں دے سکتا۔ ام محمد نے بتایا کہ زرقاوی 1999 کے بعد افغانستان چلا گیا تھا اور اس کے بعد اس کی اپنے خاوند سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ام محمد زرقا میں ایک چھوٹے سے مکان میں اپنے چار بچوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ زرقاوی کی چھ بہنیں اور دو بھائی بھی وہیں رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ امریکیوں نے زرقاوی کے سر کی قیمت ڈھائی کروڑ ڈالر مقرر کی ہوئی ہے۔ زرقاوی اس وقت عراق میں مجاہدین کی قیادت کررہے ہیں۔

''دی ٹروتھ'' کے لئے خواتین کے مضامین کی کثرت

حال ہی میں کراچی سے نو آغاز شدہ ہفت روزہ انگلش میگزین ''دی ٹروتھ'' کی انتظامیہ نے بتایا ہے کہ اسے انگریزی میں لکھے ہوئے مضامین سب سے زیادہ خواتین کی طرف سے موصول ہورہے ہیں۔ اس پر ''دی ٹروتھ'' کے ایڈیٹر نے کہا ہے کہ اکثر مضامین معیاری ہوتے ہیں لیکن جس رفتار سے خواتین کے مضامین آرہے ہیں اسی رفتار سے لگانا شروع کردیں تو ''دی ٹروتھ'' بھی ''خواتین کا اسلام'' بن جائے گا۔

کھانا جلدی کیسے تیار کریں؟

خواتین کا زیادہ تر وقت عموماً کچن میں گزرتا ہے۔ کچن میں کھانا بناتے وقت خواتین کو اکثر بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم آپ کے لیے کچھ ایسے آزمودہ گھریلو ٹوٹکے تحریر کررہے ہیں جو خواتین کی بہت سی مشکلات حل کرنے میں معاون ہوں گے۔ ☆ پلاؤ بنانے کے لیے چاول سادہ بنانے کی نسبت زیادہ مہارت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے پھر بھی اگر پلاؤ زیادہ گل جانے کا خدشہ ہو یا اس میں پانی زیادہ ڈل گیا ہو تو اسے کپڑے کی جگہ تولیہ رکھ کر دم پر رکھ دیں تو لیہ بہت جلد پلاؤ کا فالتو پانی جذب کرلے گا۔ (اس مقصد کے لیے بازار میں ملنے والے عام تولیہ رومال بھی استعمال ہوسکتے ہیں) ☆ پودینہ اور دہی کا رائتہ اکثر کھانوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن ایسا اکثر ہوتا ہے کہ رائتے میں پانی اور دہی الگ الگ ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے اگر ایک یا دو آلو ابال کر باریک کاٹ لیں اور رائتہ میں مکس کرلیں تو پانی اور دہی یکجان رہیں گے۔ ☆ پکوڑے بازاری پکوڑوں کی طرح خستہ بنانے ہوں تو ہمیشہ بیسن گرم پانی میں گھولیں۔ ☆ اروی کو کئی لوگ اس میں موجود لیس کی وجہ سے پسند نہیں کرتے اس لیس کو ختم کرنے کے لیے پانی میں تھوڑا سا پان والا چونا ڈال لیں اور 5 منٹ تک کٹی ہوئی اروی اس میں ڈبو کر رکھ لیں۔ 5 منٹ بعد اروی نکال کر صاف پانی سے دھو کر پکائیں۔ ☆ اگر کبھی گھر میں اچانک مہمان آجائیں تو فوراً گوشت بنانا مشکل ہوتا ہے۔ خاص طور پر مٹن اور بیف گلنے میں کافی دیر لگاتا ہے۔ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ گوشت کو نمک، مرچ اور دیگر مصالحہ جات ڈال کر ابال لیں۔ پیاز کو علیحدہ سے ہلکا براؤن کرکے کسی اخبار پر ڈال دیں تاکہ گھی اس سے نکل جائے پھر اسے ہاتھوں سے مسل کر فریز کرلیں۔ جب اچانک مہمانوں کے آنے پر جلد ہنڈیا بنانی ہو تو دونوں چیزیں فریزر سے نکال کر تازہ گھی میں بھون لیں گوشت بالکل تازہ گوشت کی طرح بنے گا۔ ☆ کوفتے بنانے کے لئے پہلے مصالحہ اور پھر قیمہ ڈال کر پیسیں۔ آدھا کلو قیمے میں دو ڈبل روٹیاں مکس کرلیں۔

سنبلہ قمر

زیرِ لب

خاک اور کاخ:

بے روزگار اردو کے پروفیسر صاحب گھر میں داخل ہوکر اپنی بیوی سے پوچھتے ہیں:

بیگم! آج کھانے میں کیا پکایا ہے؟

بیوی جل کر بولتی ہے:

''خاک پکایا ہے''

پروفیسر صاحب اطمینان سے جواب دیتے ہیں:

بیگم! خاک کو الٹا کرو تو کاخ بنتا ہے، کاخ فارسی میں محل کو کہتے ہیں محل کو الٹا کرو تو لحم بنتا ہے، لحم عربی میں گوشت کو کہتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ آج آپ نے گوشت پکایا ہے۔'' (بنت نثار احمد، لائنز ایریا)

تبھی تو:

ایک بہت بڑے بزرگ تھے، ان کی بیوی نہایت زبان دراز اور ان کی بزرگی کا انکار کرتی تھی۔ وہ ان کی کسی خوبی کو نہیں مانتی تھی بلکہ ہر بات اور ہر کام میں عیب نکالتی تھی، وہ بزرگ اپنی بیوی کی اس حرکت سے بہت تنگ ہوگئے۔ آخر کار انہوں نے یہ دعا کی کہ ''میری کوئی ایسی کرامت ظاہر ہو جسے دیکھ کر بیوی مان جائے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ کرامت کے طور پر فضاء میں اڑتے ہوئے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے۔ تھوڑی دیر بعد جب گھر واپس آئے تو بیوی نے کہا ''تم کیا بزرگ ہو؟ بزرگ تو آج میں نے دیکھا ہے جو فضاء میں اڑتا ہوا جارہا تھا، انہوں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر خوشی سے کہا وہ میں ہی تھا۔ یہ سن کر بیوی نے منہ بنالیا اور کہا تبھی تو ٹیڑھے ٹیڑھے اڑ رہے تھے۔ (سیدہ عائشہ۔ اسلام آباد)

بے پردگی سے پردے کی طرف

جس اللہ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی

میں ایف اے کی طالبہ ہوں، اسکول سے کالج تک کا زمانہ بس ایسے ہی گزار دیا یعنی بے پردگی میں۔ اگر کبھی پردے کا خیال ذہن میں آتا بھی تو فوراً یہ خیال بھی آجاتا کہ گرمی کے دنوں میں تو یہ بہت مشکل ہے، جن کو پردے میں دیکھتی تھی تو میرے پسینے چھوٹ جاتے، مگر رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ نے کچھ سمجھ عطاء فرمائی تو ایک چھوٹے سے روایتی اسکارف سے نقاب شروع کیا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں بالکل محفوظ ہوگئی ہوں اور ہزاروں نظروں سے بچ گئی ہوں۔ مگر یہ اسکارف بھی کوئی پردہ تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو دھوکا دینے کے مترادف ہے۔

اگرچہ بہت سی خواتین اس چھوٹے سے اسکارف کو زبان سے پردہ کہتی ہیں مگر ان کے دل میں یہ کھٹکا ضرور رہتا ہے کہ یہ اسکارف شرعی پردے کے مقابلے میں ایک فیشن ہے اور خدائی قانون کی بغاوت ہے جو اپنی طرف مائل کرنے کا ذریعہ تو ہے لیکن شریعت میں یقیناً اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور دل کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ بس پھر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ ایک دم سے کیسے دنیا کو دل سے نکال کر خود اپنی محبت ڈال دیتا ہے۔ وہ غیر محرم جن کے ساتھ کبھی پینگیں بڑھائے بغیر سکون نہ ملتا تھا۔ آج وہ خود بخود اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے بدلے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ یہی غیر محرم کبھی چاند و چراغ لگتے تھے۔ آج بجھے ہوئے بے جان دیوے نظر آتے ہیں۔ دل سے غیر محرم دنیا ایسے نکل گئی جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو راہ راست پر لانا چاہتے ہیں تو کسی نہ کسی کو سبب بنا دیتے ہیں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی جان کو سبب بنایا۔ میں اپنے بھائی جان کی دعوت سے الحمدللہ مکمل طور پر شرعی پردہ شروع کر چکی ہوں۔ سوچتی ہوں کہ سکون تو اب ملنا شروع ہوا ہے۔ اگرچہ گھر میں کچھ نہ کچھ دینی ماحول تھا بھی مگر اس زندگی پر جو شرعی پردے کے بغیر گزر گئی جب نظر جاتی ہے تو ندامت اور افسوس ہوتا ہے۔ یوں محسوس کرتی ہوں جیسے پیدا ہونے کے بعد آنکھیں اب کھلی ہیں۔ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں وہی سکون پاتے ہیں۔ باتیں تو سننی پڑتی ہیں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، آج میرے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ عزم کر چکی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کے مقابلے میں فانی دنیا کی باتیں اور طرح طرح کے طنزیہ جملے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ اس لئے جو کوئی مرضی کہے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔

میری خواتین کا اسلام کی ان تمام قاریات اور ان تمام بہنوں سے گزارش ہے جو شرعی پردہ نہیں کرتیں۔ شرعی پردہ ہی عزت، عفت اور حیاء کا نام ہے۔ شرعی پردہ ہی ایک عورت کو اخلاقی پستیوں سے اٹھا کر بام عروج کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔ ہاں...... ہے تو یہ بہت کڑوا گھونٹ مگر خدا کے لئے اسے ایک مرتبہ ضرور پی کر دیکھئے۔ ان شاء اللہ پی لینے کے بعد اس کی مٹھاس دنیا کے شہد میں بھی نہیں ملے گی۔ اس پردہ میں زندگی کے ایام گزارنے کا مزہ چراغ رخ زیبا لے کر تلاش کرنے سے بھی نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے استقامت عطاء فرمائے، تمام مسلمان ماؤں بہنوں کو شرعی پردہ کی توفیق عطا فرمائے اور خواتین کا اسلام کو لحظہ بہ لحظہ ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

امبر انور

بجھے ہوئے چراغ کو جب جلا بخش دی گئی

میں نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی بغاوت ہو رہی تھی۔ ہمارے پورے خاندان میں ڈھونڈنے سے بھی کوئی دیندار گھرانہ نہیں ملتا۔ ہر سو بے دینی کا دور دورہ تھا اور ہے۔ ٹی وی کی لعنت، ٹیپ اور اختلاط کی محفلیں ہر طرف دیکھنے میں آتی تھیں۔ اگرچہ رشتے داروں کے ساتھ تو بہت زیادہ بے تکلف نہ تھے کیونکہ میری والدہ صاحبہ شروع سے ہی اس معاملے میں سخت تھیں۔ لیکن شرعی پردہ وہ بھی نہیں کرتی تھیں، مجھے چھوٹی عمر سے ہی پڑھنے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ مجھ پر ڈاکٹر بننے کا شوق جنون کی طرح سوار تھا۔ جب میں نے نویں جماعت میں سائنس میں داخلہ لیا تو سب گھر والے بہت خوش ہوئے۔ سب نے بہت سراہا۔ دسویں جماعت میں ہوئی تو بھائی نے دینی مدرسے میں داخلہ لے لیا اور اس کا دین طرف رجحان ہوگیا۔ اب میری اور اس کی اکثر بحث ہوتی تھی وہ عصری درسگاہوں (اسکولوں) کی برائیاں گنواتا اور میں اس کی اچھائیاں۔

میرے اسکول میں ایک استانی تھیں کچھ تھوڑا بہت دین کے متعلق بتاتی تھی۔ میری ایک دوست ان کے پاس گھر پر پڑھتی تھی، ان کے ترغیب دلانے پر اس نے شرعی پردہ کرلیا۔ اسکول میں آکر اس نے ہمیں بتایا کہ میں نے سب رشتے داروں سے پردہ کرلیا ہے۔ شاید اسی دن پہلی مرتبہ مجھے شرعی پردے کے متعلق علم ہوا کہ اصل پردہ یہی ہے۔ دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ایسا پردہ کیوں نہیں کرتی۔ اس دن سے عجیب کشمکش میں مبتلا ہوگئی کیا کروں۔ بالآخر دو دن کی مسلسل سوچ بچار کے بعد شرعی پردہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ پہلے صرف ایک بہن کو بتایا، اس نے مجھے کہا کہ دیکھو بہت مشکل ہے سوچ سمجھ کر کرنا یہ نہ ہو کہ تم قائم نہ رہ سکو اور پھر چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ نہیں بس اب کرلیا ہے مجھے کچھ نہیں سوچنا یہی میرا فیصلہ ہے۔ وہ خاموش ہوگئی۔ اس کے بعد مجھے وہ راہبر ملے جن کی وجہ سے میں نے گناہوں سے توبہ کرلی۔ وہ ہمارے فقیہ العصر مفتی اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم ہوتا رہا کہ جب بھی قدم متزلزل ہونے لگتے تو حضرت والا کا وعظ "شرعی پردہ" پڑھنے سے اور مضبوط ہوگئی۔

میرے بہنوئی مجھے ڈاکٹر بنانے پر بہت زیادہ مصر تھے وہ گھر والوں سے کہتے تھے کہ اگر آپ اسے نہیں پڑھاتے تو میں پڑھاؤں گا۔ اس وقت میں پکی ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ بہنوئی نے بہن سے کہا یہ سب سے زیادہ محنتی بچی تھی، بہت قیمتی تھی تم نے اسے برباد کردیا ہے تو بہن نے جواب دیا کہ ہاں قیمتی تھی نا، اسی لئے اسے قیمتی چیز دی ہے یعنی دین، اگر حقیر دنیا دیتے تو قیمتی بچی کی ناقدری تھی، اسی لئے تو اسے دنیا سے دور کردیا، بہنوئی خاموش ہوگئے۔

بھائی کو اس واقعے کا علم ہوا تو کہنے لگا انہیں کہو کہ اپنی بچیاں بھی ادھر بھیج دیں، دیکھیں پھر کیسے ان کا بھی اسی طرح دماغ خراب کردیں گے۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ہمشیرہ انیس احمد معاویہ